

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

کتاب فیض انبیا جامع حالات ریاستہائے راجپوتانہ اقوام راجپوتانہ

موسومہ

جلد ہفتم
۱۶
۴۹

کارنامہ راجپوتانہ

مؤلف

فاضل اہل ہر اکمل مسلم الثبوت مؤرخ ہندوستان مولوی حکیم
محمد نجم الغنی خاں صاحب ریپوری ابن مولوی محمد عبدالغنی خاں
مرحوم ابن مولوی محمد عبدالعلی خاں ابن مولوی محمد عبدالرحمن خاں
ابن مولانا حاجی محمد سعید خاں مصنف خزائن الادویہ و خزائن الادویہ
و قراہین بنجم الغنی و اخبار الصنادید و تاریخ اودھ و منزل الفواشی و
تہذیب العقائد و تعلیم الایمان و بحر الفصاحت و مفتاح البلاغت
و تنجیہ الادب و مذاہب الاسلام و تذکرۃ السلوک و مختصر الاصول و
ذوق اعداء ہندی وغیرہ

کارخانہ روزانہ اخبار خانی گزٹ

پریس بی بی میں چھپکر شائع ہوئی

(جلد اول ۵۰۰ جلد)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس از محمد کبریا و نعت رسول دوسرا و منقبت ائمہ ہدای و اصحاب اقیام شایقین کی مختصر
 التماس کیا جاتا ہے کہ مجھے عرضہ دراز سے یہ اشتیاق تھا کہ راجپوتوں کی راجپوتوں کی
 کی تاریخ لکھوں جن لوگوں نے آج تک یہاں کی تاریخیں لکھی ہیں انھوں نے مرحوم شہان
 اسلام کی تصویریں بدنام طور پر دکھائی ہیں اور ان کے اور راجپوت فرماؤں کو باہمی
 معاملات کو اکثر جنگ و جدل اور عداوت و منافرت کا لباس پہنایا ہے، حالانکہ
 بادشاہوں نے راجپوتوں سے حرب و قتل اور جنگ و جدل کے وقت تو قہر و غضب
 اپنا ظاہر کیا مگر جب تلوار کو نیام میں کیا تو ان راجپوتوں کو اپنا عزیز سمجھا اور ان کی عزت
 اور جان و آبرو کا خیال و سپاہی کیا جیسا کہ اپنا کیا اور ان کے آپس میں الفت ایسی تھی
 کہ راجپوت و الیاء ملک بادشاہوں کے کام کے انصرام میں بدل و جان کوشش کرنے لگے
 غرض وہ بدرمہربان کی طرح اہم شہقت کرتے اور یہ اولاد و شہید کی طبع ان کی متابعت کرتے
 ہیں نے اس تاریخ کے لکھنے کے لیے وہ تواریخ لی ہیں جن کے مولف عمدہ نویس تھے اور
 وہ سب زیادہ معینہ بھی جاتی ہیں اور میں نے ان لوگوں کی تاریخوں کا اعتدال نہیں کیا جنہوں نے
 جھوٹے غلط قصوں اور خوشامدانیہ بیانات کو اپنی کتابوں میں جمع کر کے بے اعتباری کے
 درجے پر پہنچا یا ہے کرنل ہمپس ٹاؤن نے جو راجستان کی تاریخ لکھی ہے اس میں بھی ویسی
 روایتوں کے بھروسے پر بہت سی باتیں غلات واقعہ درج ہو گئی ہیں۔ کرنل مذکور کے وقت
 تک ۱۸۵۶ء کا واقعہ فساد ہندو ہونے سے پہلے اور نیز لکھنؤ اور دوسرے مسلمان روسا کے
 کتب خانے قائم تھے جو بعد اس کے زیادہ تر ریاست رام پور ملک، بیلگٹھ میں اگر جمع ہو گئے۔

پندرہ
معا
زبان
سے غلط
وانفات
متعلق
مگر اونکے
کہ جس طرح
الم و فاضل
عاجل بے

ط کی کتاب پڑھی راجہ راسا بھی شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ ہونے کے سوا تاریخی
ت میں کچھ بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ اسی طرح اور بعض فرنگیوں نے جو اپنی
زبان میں یہاں کی تاریخیں لکھیں انھوں نے ناواقفیت اور غیبت حال کا بہتہ نہ لگھو
سے غلط واقعات کو صحیح حالات کے ساتھ گڑھا کر کے تحریر کیے۔ اس لیے اب کوئی محقق و
واقعات نگار جس کا مذاق تاریخ صحیح ہو انکو ہاتھ تک نہیں لگاتا۔ وہ اس زمانے بوجہ اپنے
متعلقہ زبانہ رنگ اور غلط بیانیوں سے لبریز ہونے کے پائے دوست سے ساقط ہوئی ہیں
مگر اونکے سبب سے جو اہل یورپ کے دل و دماغ میں غلط خیالات ہم کر نقش کا لچ ہو گئے ہیں
کہ جس طرح مشائے سے نہیں مٹ سکتے اگر اب کوئی محقق خواہ کیسا ہی اس ملک کا بیچ کا
الم و فاضل ہو وہ اسپر کر لک حک لگائے تو اہل فرنگ درکنار خود اپنے ملک کے نزدیک
عاجل بے فرنگ سمجھا جائے۔

مسیح و الدمر جو م نے شیام داس چارن ساکن اودھ پر ملک دیوار کو جو مہارانا جین سنگھ کا
سورہ کرم تھا مدد و یکر را چھوٹا نے کی تاریخ بھیرہ بنو نام ہندی میں بنوادی ہے۔ جس کا اعتراف
اس کے انتخاب مسموم پتھر درجستان میں کیا گیا ہے۔
اس یو بھی جو خن چھل ہے کہ پیش اون مقامات پر زور ہم کر کے بیلا کے سامنے روشنی میں
لاؤں جو بوجہ ایک را پوت ریاست کی نیک خواری اور ذاتی تعصب کے انکو بد لکریا سخ
کر کے شیام داس نے مرتب کر کے اپنے نام سے منسوب کیا۔

بہنہ بعض لوگ غلط فہمی سے ہندوستان اور اس کے غرب و وسط حصہ
راہستان کی تاریخ قدیم کے انکشاف کا الزام بوجہ تغیرات عظیم غیر اقوام خصوصاً مسلمانوں پر
لگانا چاہتے ہیں لیکن یہ رائے تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ اس صورت میں ہندوئی مذہبی کتب
معتبر ہیں سے تاریخ کی طرح ایک کا بھی پتہ نہ ملتا حتیٰ یہ ہے کہ خود ان کے زمانے کے ہندوئی
نے یا وجود مند و علوم میں دشت گاہ کافی بہم پہونچانے کے شعیہ تاریخ نگاری پر کچھ تو جہ
سیدول نہ کی یہ کام بھاٹوں کے قابل سمجھ کر انکی روایات پر منحصر رکھا جس سے انکی مشہور
قدیم کتب مثل دند۔ پراں قوانین منو ہا بھارت اور رامائن وغیرہ کے سوا جو اونکے

مذہبی اعتقادات قومی رسمیات اور ذاتی خیالات کا بڑا نمونہ ہیں ملکی والعات کی یادگار سمجھے جاتے ہیں اور فرقہ اسلام کے زمانہ تسلط و قیام سے یہاں کے کاروبار نے سلسلہ و ات پر صورت پیدا کی اور یہاں کی تواریخ قدیم کو بھی ایسا شائستگی کے ساتھ ترتیب دیا کہ ہندوؤں اور فرنگیوں کی تواریخ نے ان سے اعانت جوگی کی اور ان سے فوقیت حاصل کر سکیں۔ البتہ جس وقت سے دہلی کی سلطنت میں روال کے سبب سب باتوں کے ساتھ تاریخی کتابیں اور روزنامے بھی لکھنا بند ہوا اس لیے اس وقت آگے فارسی کتابیں راجپوتانے کے احوال میں مدد نہیں دیتیں۔

طاؤ صاحب اگرچہ ایک فوجی آدمی تھا مگر بوجہ یورپین زراہونے کے دماغ اچھوتی باتوں کا شکار ہوا مختصر پاپا تھا چنانچہ اس نے سلطان خرم کے نام کی وجہ سمیٹیں لکھا ہے کہ غالباً وہ اصل میں کورم تھا جس کے معنی کچھو ہے کے ہیں جو اسکی رچپوتنی ماں کی قوم کا نام تھا۔ قبائیل دباہی اس سبب سے درست معلوم نہیں ہوتا کہ مسلمانوں میں بیٹے کے نام میں ماں کی قوم کو کچھ داخل نہیں ہوتا۔ باپ دادا کا نام رکھا کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ خرم فارسی کا لفظ ہے تازہ کی معنی میں حجاز آشاؤ خوش کے معنی میں استعمال پاتا ہے۔

راجپوتانے کا ہر ایک علاقہ مختلف ناموں سے مشہور ہے لیکن دراصل چار بڑے حصے ہیں جیسوار، ڈھوڑ، تھار، مارواڑ اور ماروڑی جیسے چائیس۔ باقی انھیں کی شاخیں ہیں اس لیے میں نے اس کتاب میں چار باب باندھے ہیں۔ اور ایک خانہ بھی شامل کر دیا ہے۔

انسان کی ہستی۔ اقوام عالم کی نسل بندی

محققین نے انسان کی تین قسمیں کی ہیں

(۱) ہر کسی ان کا سر لیکن کی طرح گولائی لیے ہوئے ہے اور بال رنگ رنگ کے اور ہر قسم کے سفید یہ فرقہ اس لیے ہر کسی کہلا یا کہ اسکی اصل کوہ قاف کے نواح میں ہوئی ہوگی۔ اہل گرجی اور ہر کسی سب قوموں میں خوبصورت مشہور ہیں۔ اس قوم کی متفرق قراہتیں زبانوں کی میل سے پہچانی جاتی ہیں چنانچہ ایک فرقہ ہے جو سوربانی اور ارمنی کہلاتے ہیں انھیں سے

استوری کا لدی عرب فنیکی یہودی حبشی اور شاید مصری بھی پیدا ہوئے۔ پھر دوسرا فرقہ جسے ہند والا اور جرمین بھی کہتے ہیں اس سے سنسکرت بولنے والے۔ یونانی لیٹنی اور فرنگتانی ملکوں کی اکثر قومیں ہوئیں۔

افغان بنی اسرائیل ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور انکو ان قبائل کی نسل ہونے پر اصرار ہے جنکو فلسطین سے نیو جرنار نامی شخص قبضہ کر کے میڈیا (بابل) لے گیا تھا۔ لیکن انکو اپنے اوپر یہودی کے لفظ کا اطلاق ناگوار گذرتا ہے کیونکہ یہ فرقہ کفار بنی اسرائیل سمجھا جاتا تھا۔ ٹاڈ نے طرفکی یہی ہے کہ پٹھانوں جاوڑا چوہنوں میں سے نکلا ہوا بتایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی قیاس کیا ہے کہ جاوڑا اور جہودی ایک لفظ ہو سکتا ہے جسکو بولنے میں زیادہ زمانہ گذر کے سبب فرق آگیا ہوا اور یہ نہایت بعید اور لغو خیال ہے کوئی افغان اسکو تسلیم نہیں کریگا (۲) مٹی کی اونٹنے گال کی ہڈیاں ابھری ہوئیں چہرے چلے۔ آنکھیں عرض میں طول کی نسبت بہت ہی کم اور زنجہی۔ بال کالے اور سیاہ۔ دائرہھی چھوٹی اور زناں زرد اسکی اصل کوہ قاف کے پوربے ہو اس سے چین و تارا اور جاپان کے باشندے ہوتے ہیں۔

(۳) نیگرو آن کا چہرہ کالا۔ بال بھیڑ کے۔ پشت کبچہ کھوپڑی دبی ہوئی ناک چٹی۔ چہرہ ابھرا اور ہونٹ موٹے۔ ان باتوں میں وہ کچھ بن مانس اور بندہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ بلو منباک صاحب نے ملایا والوں کا ذکر کیا ہے اور امریکا اصلی باشندوں کا کہ انکارنگ نامیرا ہے لیکن اور باتوں میں اہل امریکہ چرکیوں سے ملتے ہیں اور ملایا والے ان سے متفرق نہیں ہیں کہ ہندوؤں اور اہل چین سے جدا کیے جائیں۔

اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ آریہ لوگ اس وقت سے چار ہزار برس پیشتر وسط ایشیا کے سرسبز مقامات سے نکل کر جہاں سے بہت سے نامور قومیں ابھریں ہوئی ہیں مغربی شمالی دروں یعنی افغانستان کے رستے سے پنجاب میں سندھ دریا کے کنارے کہ جس کے سبب اونکو ہند یعنی سندھ یا انڈو کہا گیا کہونکہ باہر سے آنے والے کو سب سے پہلے یہی دریا ملتا ہے جس کے نام سے ایک علاقے کو بھی اب سندھ کہتے ہیں۔ پھر یہ لوگ ہند کے قدیمی باشندوں یعنی پھیل گونڈہ موگیا۔ مینا اور دھاگر وغیرہ کو جو کم عقل اور وحشی تھے اور انہیں بھی

اکثر ایسی حالت ہیں جسے جانتے ہیں عمدہ اور باوقار حالت سے مرنے اور پیادہ میں
 چلا کر آپ پہنچنے ایسے پہنچنے کے کہ تقریباً کل ہندوستانی برائی ہو گئی ہے اور اس کی کوہاں
 ہو گئی ہے۔ یعنی ہندوستانی آدمی کا سلسلہ ایسی ہی وقت میں ختم ہوا ہو گیا بلکہ ہندوؤں تک
 جاری رہا جس کی طبری نظیر خود ہندو مسلمان اور انگریز ہیں۔

ہندوؤں کو یہ کہتے تھے کہ کسی طرح حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یعنی جانی ہوگا۔ آگے ہیں
 ماورہ ہند محل زاد و بوم ہماری ہے اس کو کہہ دوں تو اسے کوئی نظر نہ آئے جانیے تو اسکا بیانی کر دے
 حقیقی حق نہیں اسکی سچ ہندوستان کے اصل باشندے ہیں۔ فارسی کی کتابوں میں
 ہندو کے معنی سیاہ رنگ سپور اور غلام وغیرہ ہیں۔ وجہ سے کہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ
 یہاں کے قدیم باشندے بھی ہیں اور ہو گئے۔ وغیرہ ہیں۔ صورت خاصیت اور حالت رکھتے تھے
 اور اب بھی رکھتے ہیں جن میں کچھ آنے والے بھی ہوئے خواہ شامل ہو گئے۔
 بعد اس کے آریہ نسل کے ہاتھ سے چار ذاتیں قائم ہو گئیں۔

(۱) پوجاری یا برہمن
 (۲) سپاہی یا بادشاہ کو رفیق جو اس کے ہمراہ لے کر اور راجہ یا جتہ می کہلاتے ہیں۔
 (۳) کاشتکار جو پیش (بوا و کسو ویلے جمہول) کے قدیم نام سے مشہور ہیں۔
 (۴) شہر (بضم نون) نقطہ دار و وا وغیرہ نقطہ و سکون وال پہلہ (اسے جملہ) یعنی غیر آریہ
 وہ فرقے جو غلام کر لیے گئے تھے۔

پہلی تین ذاتیں آریہ نسل سے تھیں اور چوتھی ذات اپنی ذلیل حالت سے کسی نے غلام
 رہنے کو نہیں پہنچ سکتی تھی بلکہ اون سے کھینچنے میں سخت جزئیہ لگاتی تھی اور گائوں کے
 باشندوں کے کل غنیمت کام اون ہی سے متعلق تھی۔ انہیں بھی دو فرقہ کی تھیں۔

(الف) جو برتن چھونے کے قابل تھے جیسے کہا دکھار وغیرہ
 (ب) جو برتن چھونے کے قابل تھے جیسے بھنگی چارادر کچر وغیرہ۔

راجپوت

اس لفظ کے معنی راجہ کا بیٹا ہیں یہ لوگ اپنے اپنے سپاہی پیشہ ہیں اور ابتدا سے عمر سے

یہی تعلیم پاتے ہیں۔ اگلے زمانے میں یہ لوگ اپنے رائے و عیسے افیم کھانے کے عادی ہونے لگے اور اس کے بڑے بڑے اسٹے کھاتے تھے اور لڑائی کے دن تو یہ معمول سے کئی افیم کھا کر ایسے دہوش ہو جاتے تھے کہ بے فکر و اندیشہ اپنے آپ کو ہر ایک جان جو کھوٹ کے پیش ڈال دیتے تھے یہ افیموں کے نشے میں جھومتے ہوئے مرنے کے یقین سے ایک دوسرے کی ہلکی ہو کر خدمت ہو کرتے تھے لڑائی کے وقت شاید یہ لوگ اتنی بات کے محتاج ہیں کہ کہی انکا پیشہ وادور لڑنے والا ہو۔

مسلمانوں کے راجہ و نونوں پر حملے اور

ہندوستان پر اسلامی شہنشاہت قائم ہونا

علم تواریخ کی بزرگی اس کے فوائد اس سے گزشتہ حالات معلوم کرنے کی فکر اس سے آئندہ زمانے میں کامیابی حاصل کرنے کی تدابیر جس نے سب سے پہلے سوچی اور معلوم کی وہ مسلمانوں کی قوم ہے۔

جس وقت خداوند جل و علا شائد نے چند ملکوں کی عنان سلطنت اونکے ہاتھ میں سپرد فرمائی تو انھوں نے علم سیر اور تواریخ سے دل چسپی حاصل کی یہی سبب ہو کہ علم تواریخ اگر واضح اور مفصل دنیا میں ملتا ہے تو اسی زمانے تک کہ جسکو مسلمانوں سے نسبت ہو اونکے زمانے میں ایک نہ ایک شخص ایسا ضرور رہا جو اپنے عہد کے حالات قلم بند کرتا رہا اور وہی حالات تمام ملکوں کا آئینہ بن کر سامنے نظر آتے تھے جس سے وہ گھر بیٹھے پرلے گھر کے حالات معلوم کیا کرتے تھے۔ ایسی حالت میں ملک ہند جو دنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ خوشنما تھا غیر ممکن تھا کہ اس پر انکی طبیعت نہ لہراتی۔

اہل اسلام میں سے جس نے پہلے یعنی ۶۳۲ء میں ہند پر حملہ کیا وہ ابوالمعالی بن نعمان تھا اس کے بعد ۶۶۲ء میں عرب کا امیر مہلب نام ایک شخص ملتان تک فتح کر کے لوٹ گیا۔ اس کے بعد اور بھی کئی حملے ہوئے مگر اسی طرح کہ آئے اور چلے گئے۔

جب سبکتگین کو تخت غزنی میسر آیا اور وہ شاہ افغانستان کہلایا تو اس کے عہد میں راجہ جے پال والی لاہور کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں پر فتح حاصل کرنا اس

زمانے میں اس سے زیادہ کوئی ناموری کی بات نہ ہوگی اور یہ عدت نظمی پہلے پہلے پیر سے
 حصے میں آجائے تو غریب ہو فوراً اپنی فوج کو سندھ پارتا۔ کے خراسان تک دوڑا دیا۔ مرنے
 ایزدی اس امر کی منتفی ہوئی کہ غزوہ کا سر نہ پا ہو جے پال کی فوج شکست کھا گئی۔ اس وقت سکپٹگیس
 ہندوؤں کے اُن راستوں کو جدھر سے وہ آئے تھے وہاں ہی کے وقت ہاکل مسدود
 کر دیا۔ اور اس وقت تک نہ کھولا جب تک جے پال نے ۵۰ ہاتھی اور دھائی لاکھ روپیہ
 نذرانہ دینا قبول نہ کیا۔

جب جے پال افغانستان سے رہائی اور اپنے لیے کی سزا پا کر سندھ میں واپس آیا تو
 اس کو اپنے اوس وعدہ وفا کرنے کا خیال نہ رہا جسکی بدولت سکپٹگیس سے پیچھا چھوٹا۔ مگر وہ
 مقصود پر نہیں چلا اور سلطنت میں دخیل تھے راجہ کے وعدہ وفا کی میں حاجت ہوئے اور کہا
 کہ مہاراجہ ایک جنگی منش کو اتنا بڑا ڈنڈ دینا یہ جو انہر دجوان کا کام نہیں۔ اس قسم کے فقرات
 سنکر راجہ کی نیت میں فتور ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سکپٹگیس اپنے فدیہ کاروبہ وصول کرنے کی
 غرض سے ہند پھریا اور جے پال اور اوس کے تمام راجپوت نہیں اور دہلی اور اجمیر اور
 اور قنوج کے راجے جو اُس وقت اسکی مدد کو آئے تھے سب کو شکست دیا اور پشپار
 مال لیکر غزنی کو واپس چلا گیا۔

چونکہ جنگ مذکور میں سکپٹگیس کا بیٹا محمود بھی شہید تھا اس لیے اُسکے دل کو نہیں بکلی
 ہو گیا کہ ہندوستان کے راجپوتوں کی بہادری ایک خیالی افسانہ ہے۔ افغانی قوم کے مقابلے
 میں انکو قدم جمانا دشوار ہو جائے گا اس لیے سکپٹگیس کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھے ہی زر خیر
 ہندوستان پر اتنے حملے کیے کہ راجپوتی قوت میں سکت باقی نہ رہا۔

خاندان جوہان کا اخیر فرمان روا پر قحی راج تھا جسکو رائے پتور بھی کہتے ہیں دہلی اور اجمیر
 دونوں کی ریاستیں اُسی کے زیر نگین تھیں اجمیر کی سلطنت تو موروثی تھی مگر دہلی کی سلطنت
 راجا ننگ پال سے جو اُس کا نانا تھا میرا آئی۔ اُننگ پال کے بھائیوں کے کو فرزند نہ تھا۔
 چنانچہ ایک بیٹی سے پر قحی راج تھا اور دوسری سے راجہ جے چندر والی قنوج پر بھی راج کو
 اُننگ پال نے منہ بٹی بھی کیا تھا اس لحاظ سے جے چندر کو ادھر رشک رہا کرتا تھا۔

یہ بھی راج نے انجیر کو اپنا پائے تخت بنایا تھا تہی کی حکومت اپنے سردار کھانڈے رائے کو سپہر کی تھی یہ کھانڈے رائے داہمہ راجپوت تھا اور صلی نام اس کا چاوند رائے ہے۔ اسی عبداللہ سلطان غیاث الدین غور کا یاد خواہ اور اس کا چھوٹا بھائی شہاب الدین امیر لشکر اور حاکم غزنی تھا۔ شہاب الدین غزنی کا انتظام کر کے ملک ہند کی تسخیر آدہ ہوا۔ اول لاہور۔ یاد نساء سرد ملک کو اسیر و دہشتگیر کر کے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ پھر مدد وراجوں کی عیاری میں قندہ پڑایا اور قلعہ سرحد کو سر کیا۔ اب سلطان ہرجوت کی تیاری کر رہا تھا رائے پتھور کی لشکر کشی کا غلطہ نہ مٹا تو پھر غزنی کر کے آگے بڑھا۔ ادھر سے رائے کا لشکر پہنچا تا وری کے میدان میں ہنگامہ فارار کر تم ہو گیا جسوقت سلطان فیوجی راجپوتوں کے قلعہ پہنچا تہی ہوئی تھی اوس کا دایاں اور بایاں (بزدل شکست کھا کر بھاگا) سلطان کچھ رفیقوں سمیت میدان میں ہمارا کھانڈے رائے لے ہاتھی او سپہر بلا سلطان بھی گھوڑا چمکا کر او سپہر پڑا اور نیزے کا ایسا ہاتھ مارا کہ دانت توڑ کر اوس کے سوختہ اثر کیا مگر سلطان کے بھی زخم کاری لگا کر سب قتل کہ پشت زمین سے جدا ہو جائے یہ کیفیت دیکھ کر ایک خلی بھی اس کے سچے ہوٹھا۔ ورنہ کھڑے کو ہیر کر کے ہرقہ ادرائے صحت نکال لے گیا۔ پھر نوباتی قوت کے قادم بھی آؤٹ گئے اور یہ نہایت غور وہ لشکر عت نہا ہی کے بعد لاہور میں داخل ہوا پندر قیام کر کے سلطان نے غزنی کی جانب کوچ کیا اور وہاں فراریوں کو سخت سخت سزا میں دیں جن سرداروں نے جنگ کی مشقت میں پیچھے دکھائی تھی انکو یہ سزا دی کہ جو کے توڑے اونکے منہ میں بن ہوا اگر شہر غور کے چاروں طرف گشت کر دیا جس سے یہ مطالب تھا کہ یہ لوگ آدھی نہ تھے بلکہ گھر سے تھے جن لوگوں نے جو کھانے سے انکار کیا اونکے سر قلم کر دیئے گئے۔

رائے پتھور انیم کے خطرے سے فارغ انبال ہو کر فتح کا قارہ بجاتا اپنی راجدھانی میں آ بیٹھا اور اس خیال سے کہ سب اہمیت ناگ مخالفت افلاستنا مان کہیں پھر ظہور نہ کرے۔ تاہم جہت راجاوں کو متفق کر کے ایک بڑا زبردست جھٹکا یا قدامت شروع کیا۔ اس میں وہ پہاڑی ملک کا رہیلا ہوا کہ جب شہاب الدین دوبارہ ہند پر آیا تو پھر تھی راج کے ساتھ دیرھ سو سے زیادہ راجپوت تھے

اپنی توجہ کے ہمراہ تھے۔

اسی اثنا میں قنوج کے راجہ نے چند راٹھور نے جنگا جیسو کا ارادہ کیا۔ اس شہنشاہ
 انہیں یہ تھا کہ گردونواح کے راجہ طلب ہوئے قہر کی خدمت میں اپنے ہاتھ سے بھالائے۔ اسی
 جلسے میں راجہ کی لڑکی کا سوہاگر بھی قرار پایا تھا اسے چھوڑا اس تقریب کی شہرت بآوازہ قصداً
 اتفاقاً کوئی ہم نشین بول اٹھا جو ماٹوں کے ہوتے ہی چند روپیہ حوصلہ زیب نہیں دیتا۔ اسے کو
 بھی راجپوتی ٹھک آگئی جانا ملتوی کر دیا ہے چند راٹھور اس کے نہ آنے سے ایسا یہودیہ اور اس
 کی طمانی سورت بنا کر ایام حشر میں بجائے دیوان کے کھڑی کرادی۔ پھر نورانیہ کو کتاب
 نہ رہی کچھ جو دھانچا جو ان سحر لے تماشائیوں کے لباس میں جادو کا اور اس عورت کو بے وقوف
 اوٹھالایا۔ قنوج والے دیکھتے دیکھتے رہ گئے۔ راجہ کی دفتر بخوشی بدہستان سے نکلا اسے
 کی دلیری شہینہ ہو گئی اور اس کے سوا کسی کو پسند نہ کیا۔ باپ سخت آزدہ ہوا دولت تمامہ
 سے نکال کر ایک جہاں مکان میں اس کو بند کر دیا۔ جب اسے کو بی خبری تو ایک دن۔ یہ سناٹا سناٹا
 ساتھ لے۔ بکاک تہج پر ٹوٹ پڑا اور دن دھاڑے ہو گئی کو لے چلا۔ قنوج کے سورماؤں کی سیما
 بھی جوش میں آئی تعاقب کر کے راہ میں چالیا۔ وہ رن پڑا اور کہاں بھاگا کہ دلاوروں کے خوراک
 زمین رنگین ہو گئی اگرچہ اسے کے پوسٹھ جان نثار کام آئے الا اس عمل بے بہا کو ہاتھ
 سے نہ دیا۔ مرگھڑ دہلی تک لے ہی پہونچا۔ اس معرکے سے ایک سال بعد سلطان الہ آباد
 پرورش کی لیکن سواران اشکرت اپنا منصوبہ پوشیدہ رکھا پشاور میں پہونچکر ایک بوڑھے
 سپاہی نے عرض کیا خداوند اس لاؤ لنگر سے تو کسی مہم غلطی کے آثار نمایاں ہیں۔ پھر اہل اس
 راجہ مخفی رکھنے میں کیا مصلحت ہو۔ سلطان نے ہر دیکھ کر کہا سن پیر مرد جس دن سے میں نے
 راجہ یونوں کے مقابلے میں زک بائی حریم دولت میں بتر کو بیٹھ نہیں لکائی۔ بنور وہ خون آلود
 پہاڑ نہیں بدلا چلائی کے وقت میں نے تیر تھا آیتک ان امیروں کا منہ نہیں دیکھا
 جو مجھ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اب غیرت کا تعنا یہ ہے کہ یا تو دشمن سے انتقام لوں یا
 سر میدان لڑ کر جان دوں۔ پیر مرد نے دعائے شیر دیکر کہا صلح وقت یہ ہے کہ امر کی
 تفصیر معاف فرمائیے آکا زنبہ بڑھائیے تاکہ آئندہ سرخرو نہیں اور گزشتہ تفصیرات کی

ملانی کرین۔ سلطان نے اوسکی صلاح مان لی مگنان پہونچکر ایک دربار کیا سرداران
الشکر کو مجتمع کر کے اُنکے جال پہ مہربانی فرمائی اور اپنا نشانہ بھیہا یا سب کے تلوار کے قبضہ پر
باز کر رکھ کر عہد و پیمان کو تازہ کیا۔

اب لاہور پہونچکر اسے کے نام نامہ لکھا گیا کہ یا تو ہماری اطاعت قبول کرو یا جنگ
پیکار کے لیے تیار ہو جاؤ جب پیکار سلطان نے رائے کے در دولت پر حاضر ہوا تو کسی کو ناب
و قہی کہ بہنمبر گوش گزار کرے۔ چند کھاٹ سات ڈیڑھ گھنٹے کے راجہ کے حضور میں پہونچا
اور سلطان کی پوریش کا حال بیان کر کے اوسکو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ رانی سنجو گئی تھی
تو سکی بدولت رائے کی یہ بری گت ہو گئی تھی کہنے لگی۔ اسے راجہ بزم عیش ختم ہوئی اب میدان
رزم کو آراستہ کر۔ ملک و ملت کو ترکوئی ترکنا دے بیجا۔ آنحضرت رائے نے سلطان کے
سفیر کو جواب سخت دیکر رخصت کیا اور عہد تیار جنگ میں مصروف ہو اقرب و چار
کے راجا و وٹ کو خیر پہونچائی عرصہ قلیل میں لاکھوں سوار مارا چوت اوس کے جھڑے تلے
جس ہو گئے۔ پرتھی راج کو اُس وقت سے چند کی مدد کا بسبب عداوت کے مطلق بھروسہ نہ تھا
ناہم اس زعم میں کہ تین ہزار ہاتھی اور تین لاکھ سوار اور سپاہی ہمیشہ اپنے پاس موجود ہیں اور
وٹ وٹا سو چاروں کی فوج کی اپنے ہاتھ میں کمان ہے ایک سے چند نہیں ہے تو وہ سلطان
فہماب الدین کے مقابلے پر تیار ہوا جب کوچ کی ساعت نزدیک پہونچی رانی سنجو گئی نے
اپنے ہاتھ سے زرہ مکتبہ پہننا ہتھیار بدن پر سجائے کا آخری دیدار دیکھا اور آکھو نہیں آتسو
بھرا لائی۔ ادھر کوچ کے تھا رسے پر چوٹ پڑی ادھر رانی کا کیلچہ بل گیا۔ راجہ اہل خاندان کو
وداع کر کے راجپوت سرداروں کے ساتھ رنجیت دروازے سے برآمد ہوا لشکر کوچ کا
حکمران اور منزل بنزل عرصہ گاہ تھا میسر میں جا پہونچا دریا سے سرسستی کے وار پار دونوں
لشکر خیمہ زن ہوئے۔ پرتھی راج نے اپنی بے تعداد فوج کے مقابلے میں مخالفت کی تھوڑی فوج
دیکھ کر ایک نامہ تہدید بایں مضمون فہماب الدین کے نام روانہ کیا کہ اسے بادشاہ غالباً بھگوا
ہماری سپاہ کی تعداد معلوم ہو گئی ہوگی مگر اس کے علاوہ ہر روز اطراف و جواب سے
لشکر آتا جاتا ہے اور ہماری فوج میں شامل ہوتا جا رہے اگر اس خوفناک حالت کو دیکھ کر بھگوا

اپنی حالت پر رحم نہیں آتا ہے تو نہ ہی مگر اس نامراد فوج پر جبکہ تو اپنے ہمراہ لایا ہے ذرا
رحم کر اگر تو ارادہ بچا ہے پشیمان ہو کر واپس جانا چاہتا ہے تو ہم اپنے دیوتاؤں کی سوسپ
کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ مسالہ یوں کی فوج کا تعاقب اور اس سے کسی طرح کی فزائت نہ کرنی
اور اگر تو نے ارادہ جنگ ٹھہرایا تو یاد رہے کہ ہماری بے تعداد فوج مع تین ہزار ہاتھیوں کے
تیرے لشکر کو تباہ کر دے گی۔

جواب اس کے شہاب الدین نے لکھا کہ جو نامہ میرے پاس پہنچا اس سے نہایت
مروت و شفقت ظاہر ہوتی ہے مگر واضح ہو کہ میں نے جو ہندوستان پر لشکر کشی کی
وہ محکم اپنے یرادر کے کی پس میں اگر یہاں کے حالات سے اس کو پورا آگاہ کروں تو ضرور
وہ مجھ کو تمھارے ساتھ اس سفر پر صلح کرنے کی اجازت دے دیگا کہ پنجاب اور رانانا ہمارا
اور باقی ہندوستان تمھارا۔

پر تھی راج جواب ہاں ہی خوش ہو گیا اور اپنے لشکر میں فتح کا شاد یا نہ اور طبل باگوشی
بجوادیا تمام لشکر نے کمر بکھول دیا شہاب الدین نے اسی رات کو لشکر آ رہندہ کر
اور دریا کو عبور کر کے صبح دم طبل جنگ آ بجا دیا۔ راجپوتوں نے آنکھ کھولی تو غنیمت کو سرا
ہو جود پایا۔ ایک گروہ نے جھٹ پٹ پٹ ہٹ کر دشمن کو روکا اتنے میں سارا لشکر صاف بستہ
ہو کر سامنے آ گیا۔ سلطان کا لشکر حاصو میں منقسم تھا ہر حصہ باری باری سے حملہ کرتا
تھا مگر دلاور راجپوت بھی ایسے جی توڑ کر لڑے کہ ترکوں کے دلیر بہت بڑھ گئی۔ اب سلطان
ظاہر آشکست کی صورت بنا کر پچھلے راجپوتوں نے جو تعاقب کر رہے تھے وہ ابلی ترتیب ہم پر
ہو گئی اور سوت سلطان نے پلٹ کر تازہ دم حملہ کیا لیکن یہ تدبیر بھی اس نہ آئی فتح و شکست
کا کچھ فیصلہ نہ ہوا۔

جب ہوا نہایت گرم ہو گئی اور سورج سربرا گیا تو رائے نے درختوں کے سایہ میں پناہ
لی ڈیڑھ سوار ہمارا جہاں کے گرد اگر جمع ہوئے سب کے تلواروں پر ہاتھ رکھ کر عہد و پیمان
کیا اخیر دم تک لڑنے کی قسم کھائی شہرت پہلے ہان کا پیرا چایا تلسی کے پتے زبان پر دھکا
پیشانی پر شفق زعفرانی کھپا اور زور دم لیا۔ اب کسی قدر دن ڈھل گیا تھا کہ سلطان غوری

بارہ ہزار سوار خاصہ لیکر اپنی جگہ سے ہلا جن کے سروں پر صر صر خود بدن میں فولادی جوشن ایک بان میں تلوار ایک میں نیزہ باگیں اوٹھائے کتوتھوٹ سے کتوتیاں ملائے دریائے موانج کی طرح اُمتد آئے۔ اس پر زور چلے نے راجپوتی سپاہ میں کچھ ایسا زلزلہ ڈالا کہ یکایک ہوا پلٹ گئی چشم زدن میں کچھ سے کچھ ہو گیا۔ وہ شاندار فوج جو بہاڑ کی طرح جمی کھڑی تھی دم کے دم میں نہ وبالا ہو گئی۔ بڑے بڑے نامی سردار میدان میں کام آئے۔ رائے پتھور اگر فتنہ باز آ گیا۔ جب سرداروں کا یہ حال ہوا تو بہن سری فوج کیا لڑتی اور کس کا سپہا راہ لڑتی۔ جس طرف جس کا منہ اوٹھ گیا بھاگ گیا۔

راجپوتوں اور مسلمان بادشاہوں کا انجنا

مسلمان بادشاہوں کی رکابوں میں راجپوتوں نے جو بڑے بڑے کام کیے اور ہندوستان میں اکھا لوائے شاہی کے ساتھ اپنی راجدھانیاں چھوڑ کر جانا چنداں تعجب بخیر نہیں۔ تعجب اس پر ہے کہ مسلمانوں کے حکم سے راجپوتوں کا دریائے سندھ سے پار اُترنا جو مذہباً انکو منع تھا۔ دوم ایسے بے راہ کوہستانی راہوں پر چلنا جن کا کاٹنا بہاڑ کے کاٹنے سے زیادہ مشکل تھا۔ سوم ان راہوں میں مشقت نشافہ ایسی اوٹھانی کہ خود راجاؤں نے ہاتھ میں کود ل کتہ می پر بھاؤ ڈرا کھڑے کام کیا اور سپروں اور دامروں میں برف کو اوٹھا کر ڈھویا۔ چہارم برف و باران کی شدت کی برداشت کرنا جسکے عادی یہ لوگ نہ تھے پنجم جنگ جو خوشی خوشیاں واز بکوں سے لڑنا ششم اپنے بچاؤ اور جاکے لیے قلعوں کا تیار رکھنا۔ (۲) مسلمان بادشاہ بہت سے راجاؤں کو اپنی ملازمت میں اور اکثر اپنے ساتھ رکھتے تھے اور انکے ساتھ ویسی ہی سلوک کرتے جیسے کہ اپنے مسلمان امیروں اور سرداروں کے ساتھ اور مسلمان امیروں کی مانند انکو بھی فوج کی حکومت اور سرداریوں پر مقرر کرتے۔ اگرچہ ابتدا میں مسلمانوں کا تخت سلطنت صرف انکے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے کندھے پر قائم تھا لیکن بادشاہوں نے ہندوستان میں اپنا قدم جماتے ہی راجپوتوں اور تمام ہندوؤں سے دوستی و محبت پیدا کر کے انکے دلوں میں وہ مسلمانوں کی محبت و نسبت

پیدا کی کہ ان بادشاہوں پر راجپوت جان و مال اور اولاد کو قربان کرنے لگے ان کے پاس
ہو کر اپنی قوم سے لڑنے لگے۔ مل بہن صاحب لکھتی ہیں کہ غنی زمینیں مسلمانوں کے ہاں
ہندوستان میں اکڑ بڑھ گئیں ہیں یہ سب اس سبب سے زیادہ ہوئی ہیں کہ مسلمان
بادشاہوں کے ہاں رائیاں تھیں وہ اپنے سب بیواہر ہندوانی کیا کرتی تھیں اس لیے
عوام غورنوں میں گو وہ مسلمان تھیں بھی ہندوانی زمینیں جاری ہو گئیں۔

(۳) مسلمانوں کی زوال سلطنت کا سبب راجپوتوں کی مخالفت نہ تھی بلکہ اصل سبب یہ تھا
کہ کوئی بادشاہ خاندان تہوریہ کا عالمگیر کے بعد سلطنت کے لائق پیدا نہیں ہوا اس کے بعد
یوشاہ عالم جانشین ہوا اس کی عقل و لیاقت باوجودیکہ اس نے باپ دادا کی سلطنت
کا زمانہ دیکھ لیا تھا ایسی نہ تھی کہ وہ اس سلطنت وسیع کا انتظام کرنا جسکو اکبر شاہ جہاں
اور عالم گیر شہید دانشمند بادشاہوں اور ان کے عاقل فرزند امیروں و وزیروں نے قائم
کیا ہوا۔ ان چاروں بادشاہوں نے جس شان و شوکت و سطوت و جہت و عدالت و
انصاف کے ساتھ سلطنت کی اس کی نظیر ایشیا کی تاریخ میں کم ملتی ہے۔ اس سلطنت کا
انتظام تو وہی بادشاہ کر سکتا تھا جو دوسرا اکبر یا شاہ جہاں جو نا عالمگیر کے نالائق بیٹے
سے سلطنت نہ سنبھل سکی جس کا نا حق الزام باپ پر لوگ لگاتے گئے۔

تنبیہ: دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے پر جو شاہ کے عہد میں جاتی ہے راجپوتانہ کی
اکثر ریاستیں خود سر ہو گئیں لیکن مغلوں کی جگہ مرہٹوں نے بطور زیر کر کے بہت نیابت
کے درجے پر پہنچایا۔

محل حالات کل راجپوتانہ

راجپوتانہ جسے راجستان اور رجاڑہ بھی کہتے ہیں راجپوت قوم کی ریاستوں کا مجموعہ
نام ہے کل قطعہ ہندوستان کا مغرب میں دریائے سندھ تک مشرق میں ہندیل کھنڈ تک
اور شمال میں ہنگل دس واقع جنوب دریائے ستلج تک اور جنوب میں کوہ ہندو پل تک
دریائے سندھ کا خط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۵ دقیقہ اور ۳۳ درجہ اور خط طول بلد شرقی

۶۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اُس کا عرض غایت
 بیکانیر سے بانسواڑہ تک ۴۰ میل اور طول غایت دھولی پور سے جیسلمیر تک ۵۳ میل
 ہے۔ اس کی شمال میں بھٹیانہ دھربانہ درہنگ و گورگانوہ کے اضلاع انگریزی واقع
 ہیں۔ مشرق میں گورگانوہ قنبرا اور اگرہ کے اضلاع انگریزی اور راج گوالیار جنوب میں
 علاقہ جات مہاراجگان سین دھیا و ہولکر گایکواڑہ جاوہر و اضلاع انگریزی متعلقہ احاطہ ہیں
 مغرب میں سندھ اور مغرب و شمال میں ریاست بھاو پور اور ملک بھٹیانہ اس وسیع
 ملک کا رقبہ بقدر ۱۲۳۵۶۶ مربع میل ہے۔

جغرافیہ راجپوتانہ

کل مالک جو کوہ آراہی سے شمال اور شمال مغرب میں واقع ہیں اور انکار قیہ قریب پشاور
 مربع میل ہے اور ماڑا و بیکانیر جب سیر و شخا وائی انہیں داخل ہیں یہ کل ملک و شت
 انگیز ریاستان ہو البتہ اس میں بعض جاہ خطہ جات سیراب ہیں مگر علی العہم یہ کل ملک
 ویران بیابان ہے کہ باجاریت کے ٹیلے اور کھیت کھیت پہاڑیاں ہیں اور جو جوں میں مشرق
 کی طرف پڑھتے جاویں یہ ویرانی زیادہ نمایاں ہوتی ہے بحالات اس کے جنوب و مشرق
 مالک دیواڑا و بانسواڑہ و ڈونکر پور و پرتاب گڑھ اور ماڑوتی کی ریاستوں کی زمینیں زرخیز
 اور چکنی سیاہ مٹی کی ہیں اگرچہ یہ حصہ بھی کوہستان ہو مگر قطعات آراضی جو پہاڑوں کے
 درمیان واقع ہیں چکنی سیاہ مٹی کے ہیں اور انہیں روٹی افیمہ نیشکر گھیون اجناس اعلیٰ
 پیدا ہوتی ہیں۔ ماڑوتی کی ریاستوں میں کہ جنوب و مشرقی قسمت ہے پہاڑ اور میدان
 غنقریب برابر ہیں اور دیواڑہ کے پہاڑ کے مقابلے میں یہ پہاڑ کم بلند ہیں تاہم اول سے آمد و
 رفت کی راہ بند ہے۔ ماڑوتی کے مشرقی اور متوسط حصے میں غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔
 شمال میں آلور کے قریب اور جنوب میں قرولی کے گرد و نواح کی زمین پہاڑوں سے بھری
 ہوئی ہے مگر درمیان میں بہت کشادہ و خوشنما پہاڑ ہیں اور زمین نرم مالک پوئی کی زمین
 بہت مشابہ ہے۔

قلعے سب جگہ ملتے ہیں بعض چھوٹی چھوٹی متفرق پہاڑوں پر ہیں بعض چلے مسلسل پہاڑوں پر

ہیں اور بعض صرف زمین پر مشہور قلعے رکن قلعہ اور جاگورنگا گرون وغیرہ شاہ آباد
سکو مر اور جہوڑ ہیں۔

راچپوتانے کا اربلی پہاڑ

کوہ اربلی یا اربلی یا اربالی کہ جنوب و مغرب میں حدود سرحدیں و بیواٹ سے شمال مشرق
میں اجمیر سے پینسٹیل تک پھیلا ہوا ہے راچپوتانہ کو دو غیر مساوی حصوں میں تقسیم
کرتا ہے اور درمیان مغربی سے برگ ریکستان اور مغربی و جنوبی زرخیر سیراب سر
زمین کی تہہ ہے۔

جنوبی سمت میں وہ کئی ٹٹاخون سے مشرق کی طرف پھیلتا ہے اور بوٹی بوٹی پہاڑوں
سے مسلسل ہو کر بندھیا پہل سے جا ملتا ہے اور شمال میں اجمیر سے آگے نہ بڑھتا ہو گیا
ہے اور علاحدہ علیحدہ حصوں واقع شخا ڈالی و راج پور میں متفرق ہو کر اب رہا ہے جہاں
اٹلی کے قریب ختم ہوا ہے۔ اربلی کا آغاز عرض بلد شمالی ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول
بلد مشرقی ۷۴ درجہ قرب و ہوا جمپانیر سے سمجھایا تا ہوا اور انجام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ
۵۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ پر تصور ہوتا ہے۔ ریاست سروہی میں اربلی
پہاڑ زیادہ ارتقاء پا کر کوہ آلو کے نام سے مشہور ہوا ہے اسکی بلندی کوہ اربلی سے
بندہ سو فیصد زیادہ بھی جاتی ہے مگر کوہ آلو اربلی سے بالکل ملتا ہوا نہیں ہے اور آلو
اور اربلی کے درمیان شمال میں بہت پہاڑیاں واقع ہیں اور مشرق میں روہیل
کا مہران عظیم ہے مغرب کی طرف سے کوہ اربلی سروہی اور اجمیر کے درمیان دیوار
نا قابل گذار نظر آتا ہے۔ بیواٹ کی طرف اسکی بلندی بہت گھٹتی ہوئی و اسے مشرق
کی طرف سے ایسا نہیں ہے۔ ان پہاڑوں میں دسے بہت کم ہیں اور جو ہیں سب
ریشور گذار ہیں بڑا اور ایڈز کے درمیان کہ ڈھائی سیٹیل کا فاصلہ ہے صرف دینکا
گھاٹ میں ہو کر ایک راستہ ہے جسپر گاڑیاں چل سکتی ہیں بیاور کے قریب سے کوہ
اربلی دو علیحدہ سالوچن متقسم ہو گیا ہے جنوبی تو مشرق کی طرف پھیل کر سعودہ و
نمیر باد سے جے پور کو چلا گیا ہے اور شمالی اجمیر کے شمال میں انکل متفرق پہاڑوں کے

کشن گڑھ دسا بھکر کی طرف گیا ہے سیلنبل سے اود پوز نک سلسلہ اراہلی کہیں چھپیں نہیں
 اور کہیں نہیں سیل عریض ہے سیلنبل سے فرو تلو کوہ اراہلی جنوب کی طرف بیچ ہوا ہے اور
 دیوار ڈو ٹو ٹو پوز کے پہاڑوں سے مل گیا ہے۔ اور پھر پھر جنوب کی طرف گزر کر کوہ بن گیا
 ہے کہ ہندوستان وکن کی حد ہے چھپا نہیں کہیں مل گیا ہے۔ اگرچہ اراہلی کی بلندی
 شمال کی طرف بھی زیادہ ہو مگر لٹا واڑہ ڈو ٹو ٹو پوز واقع جنوب سے انبا بھوانی اور
 اود پوز نک بھی بہت بلند ہے۔ اس توح میں مالوے کی سب ندیاں شمالی سمت میں تان
 ہو کر اور بیچ و تاب کھا کر چھپل میں شامل ہوتی ہیں۔ اراہلی کے نہایت جنوبی حصے واقع ندی
 دیوار کے شمال میں شتر قریب سنگ مارا کے پہاڑوں کے قریب نوزین سیراب ہو مگر خاصہ
 دراز برت بیچ علی الخصوص شمال کی طرف بھڑھوتی گئی ہے۔ یہ پہاڑ لونی ندی شمال مغربی
 میں واقع ہیں اور ان کا ارتفاع آٹھ سو سے گیارہ سو فٹ تک ہے اکثر کی ساخت نہایت عجیب
 اور اکثر پہاڑوں سے نہایت مشابہ ہے۔ شمال مشرقی میں لال سوٹ علاقہ جدید ہے لیکر
 ہندوستان ہو کر بہاد دروہ واس واقع راج بھٹ پور تک سرخ و سفید پٹوں کے پتھر کا پہاڑ
 ہے اس سے شمال میں سہیے کی زمین ہے۔ اراہلی سے مغرب کا ملک تھل کا ٹیپ ہے اس کے
 آب سر زمین میں نہایت دلچسپ شے لونی ندی ہے کہ کوہ اراہلی سے مغرب میں گر کر گنتی ہی تھوڑی
 ریاست جو دھور کے عمدہ قطعات کی آب پاشی کرتی ہے اگرچہ کل ملک مریہ تھل یعنی سر زمین کا آب
 کہلا تا ہے مگر اصل میں یہ نام صرف اسی ملک کا ہے جو راجپوتوں کے تحت حکومت
 میں ہے۔ اراہلی کی بلندی بہت بڑی ہے جنوب مغرب میں سیلنبل پر پہاڑیاں بھوت
 سطح پہیلی ہوئی ہیں یہ میدان سے نہیں سو فٹ بلند ہے اور قرب وجوار کی چوٹیاں پانچ سو
 فٹ سے زیادہ بلند ہیں اراہلی اور کوہ آہو کی ساخت قریب قریب ایک وضع کی ہے صرف
 اتنا فرق ہے کہ جنوب مشرقی اراہلی میں بھٹ اور روڑہ زیادہ ملتا ہے اور کا ٹو لونی میں
 سنگ مارا ملتا ہے گھانے راؤ سے پانچ میل پر بھی ایک نامور سفید سنگ مرمر کی کان ہے۔

کوہ آہو

پہاڑ سر دی سے دس کوس چھم کی طرف سطح سن سے پانچ ہزار فٹ بلند راجپوتانے

کے تمام پہاڑوں سے اونچا ہے۔ اسکی چڑھائی قریب تین کوس کے شمار کی جاتی ہے اس کو
 اور عجیب قدرنی نظارہ ہے جس سے دیکھ کر ایک منظر فرشتی اور نازکی حاصل ہوتی ہے جا بجا سرسبز
 اور شاداب درخت قسم قسم کے خود رو و خوبودار پھول اور صاف سفادت پانی کے چشمے نظر آتے
 ہیں ہوا ہمیشہ تازہ اور ٹھنڈی چلتی رہتی ہے یہاں تک کہ گرمیوں میں بھی گرم ہوا یا لوگ بھی
 نہیں چلتی۔ اس پہاڑ میں کپڑے کپڑے اور گلاب درخت اور پھل پھل اور پھل پھل اور پھل پھل
 ہے۔ دیواروں میں جہین دھرم کے کئی دت یہ پتہ خوب درخت اور پھل پھل پھل پھل پھل پھل
 اور نازک سنگ تراشی اپنا نظیر نہیں رکھتی ان مندروں کے پیل پونٹوں اور صویروں
 کی تراش و خراش میں سنگ تراشوں نے اپنی مناعی سے خوب خوب خوب نمایاں کی ہیں یہیں
 مورلوں کے نازدادانوں ک پلاس بالکون اور سیٹوں کے آگے اچھا نظر آتے ہیں تو کافیوں کے
 وہ عجاز دکھایا ہے کہ جس کا کلمہ پڑے بڑے نازک خیال متبر اور دیواروں پر ایل ڈالیں
 پڑھتے ہیں ازاں چلے تہ نہ تہ کے مندر میں ایک ایک شاق اور چھت کے گوشوں میں وہ وہ
 نازک اور باریک سنگ تراشی اور نقش کاری کی ہے کہ آگے کی نہ لین کر کے لیے بڑے بڑے
 خلیق اللسان اور شیوا زبان شاعروں کو الفاظ اور ستارے نہیں ملتی یہ مندر بھارت کے
 دو مند سا ہو کاروں کو بنا ہی ہوئی ہیں ان میں جو تہ راوی نامہ کا ہوا سکوست میں مل شاہ
 نے بنوایا تھا اور سکوست میں اسکی مرتبہ زوئی تھی اس مندر کی بہا مند میں خوب خوب
 پتھروں کے کھودنے اور مورلوں کو بنانے میں کی گئی ہے مگر نیم نامہ کا مندر جسکو تہ پال
 اور سنت پال نے جو اہل پور پائٹن کو راجہ سیر دھول لکھیا کر وزیر بھی تھے سنہ ۱۲
 قیمت اور مناعی میں سبک پڑھ کر ہو اسکی تیاری میں نظارہ کو رو رو یہ علاوہ جہین لاکھ چم
 صفائی زمین کو صرف ہوئی تھی اور عجیب یہ کہ سفید سنگ مرمر جو کثرت کی یہاں کام میں آیا
 اسکی کھان بھلق اس پہاڑ میں نہیں ہے اور وہ غالباً دور دور دراز مقامات کی بصرف کثیر یہاں
 آیا ہوگا۔ ان مندروں کو شوکر کھب دیو سوامی اور پارنا تھ کر مندر بھی چھٹی کاری کی گئی
 ان کا سادہ ہے۔ اس پہاڑ پر بے شمار قدیم اور تاریخی اشانات بھی موجود ہیں ان یادگاروں
 میں سب سے قدیم یادگاریں پراہ۔ انجوں کی ہیں جو اس پہاڑ کو اپنا مول و سنگ سمجھ کر

یہاں مرنایا اوس کے واسطے مرنابند کرتے تھے اوس کے بعد سولنکھیوں کو اپنی یادگار چھوڑنے کا موقع ملا۔ پھر چونان آئے اور میواڑ کے سیدو دیوٹ نے بھی اپنی یادگاریں قباچہ کیں۔ بوجہ بود و باش اچائیش کے آجودھیا راجہ کا گرو سمجھا جاتا ہے اور سیرابک روز برس کرے سے انسان کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک سال و ماضی سے نفع بخشہ کار ہو جاتا ہے۔

سانہر کی جھیل

راجپوتانہ میں قدرتی جھیل صرت سانہر ہے۔ یہ جھیل بے پور و جودھپور کے علاقہ میں خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۲ دقیقہ و ۲۷ درجہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۱۶ دقیقہ و ۵۵ درجہ ۱۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔ مشرق سے مغرب تک بائیس میل طول اور چھ میل عرض اور ۵۰ میل محیط ہے۔ گریہ و سست اسکی موسم برسات کی ہے اسوقت پانی کی شور بہت کم ہو جاتی ہے موسم گرمی میں پانی بہت خشک ہو جاتا ہے اور نمک بکثرت جمتا ہے۔ نمک دھوپ میں رکھا جاتا ہے اور خشک و سخت ہو جاتا ہے۔ ابتدا میں شرمیلی ہیر ہوتا ہے آخر میں بہت صاف اور خوش ذائقہ ہو جاتا ہے۔ اس جھیل میں ٹولا کھمن سالانہ نمک پیدا ہوتا ہے۔ شروع زمانے میں چوٹوں اور پھوشجوتوں کے قبضے میں تھی اکبر کے عہد سے عالمگیر کے عہد تک بادشاہی خالصہ میں رہی اور شاہ عالم اول کے عہد میں جس نے بے پور و جودھپور کو تھوڑے عرصے کے لیے ضبط کر لیا تھا سوانی جے سنگھ اور جیت سنگھ نے اپنے ملکوں کے ساتھ اس جھیل کو بھی حاکم نصف نصف بانٹ لیا شروع آئیسویں صدی عیسوی میں نواب ابراہیم خان نے اس پر اپنا مختصانہ قائم کیا تھا جو سرکار انگلشی کا عہد نامہ ہونے کے بعد اٹھا دیا گیا اسوقت سے پھر دونوں ریاستوں کا اس پر مشترک قبضہ چلا آتا تھا لیکن اب سانہر جھیل سرکی بیس سے سرکار انگلشی کا قبضہ و انتظام ہے۔ جس کے منافع کے عوض ریاستوں کو نقد روپیہ دیا جاتا ہے اس کے علاوہ اکثر رئیسوں کو ہر جانے کی بابت زر نقد دینا گوارا کر کے سرکار نے تمام جگہ سے نمک بنے کی کارروائی متوقف کرادی ہے۔

راجپوتانے کا ریگستان

جنوب میں لونی ندی کے کنارے سے اور مشرق میں سرحد شیخاواٹی سے ریگستان شروع ہوا ہے بیکانیر وجود پور جیسے ریگستان میں ہیں اور بعد مغرب کو بڑھتے ہیں اور سیفہ ریت کے کثرت سے آتا ہے اور پہاڑ بہت کم ہیں۔ البتہ جیسلمیر کے شمال میں ایک پہاڑ پٹی کے پتھروں کا مشرق سے مغرب میں واقع ہے۔ اصل میں یہاں سمندر تھا جنوبی رخ کا پہاڑی سلسلہ جس سے اریلی پہاڑ اور مہواڑ وغیرہ کی گھاٹیاں مراد ہے۔ زمین سے برآمد ہوا تو یہاں کی زمین کے بلند ہوجانے سے شمالی مغربی علاقے کا سمندر بحر ہند وغیرہ کی صورت میں تبدیل ہو گیا جس کا نشان تمام مارواڑ اور سندھ کا ریگستان بتلاتا ہے بقول کرنل جان برک اسی سمندر کا جو کھاری پانی بعض مقامات سا بھرا اور پچھلے وغیرہ کی گھاٹیاں میں پانی رکھیا وہی نمک سہنے کا ذریعہ ہوا۔

ندیال

جھیل راجپوتانے میں سب سے بڑی ندی جہل ہے کہ وسط ہند سے قلعہ منگلیا گڑھ کے قریب اس ملک میں داخل ہوئی ہے کوٹہ اور بوندی کی ریاستوں کو علیحدہ کر کے یہ ندی جسے پور قرولی و دھولپور اور مالک مینڈھیا کے سرحدی خطہ ہے اس کا منہ مالوہ میں جہاں منوے آٹھ میل جنوب مغرب میں ہے اور چھاؤنی مذکور سطح سمندر سے ۲۰۱۹ فٹ بلند ہے اول شمال کو رواں ہوئی ہے کہ وہ بن جہاں کا سلسلہ جہاں سے جہل نکلی ہو چھاؤنی واکرلا تا شہر کوٹہ کے نیچے جہل بہت گہری ندی ہے کہ ہر موسم میں اس کا مہور بذر لچہ کشتی ہو تلے اور سفح دھولپور کے نیچے جنوب مشرق میں گزری ہے اور اتصال بناس سے دریائے فیلم ہو گئی اور جانب راستے جہاں میں شامل ہوئی ہے اس کا طول ۵۰ میل بشکل نصف دائرہ ہے اور قطر قریب ۳۰ میل فرد تراٹا وہ تک ۳۳ میل کل ہے۔ پانی اس کشتی سے آتا ہے کہ اتصال جہاں جہل موسم بارش میں بارہ گھنٹے اندر سات آٹھ فٹ چڑھتا ہے۔ اس میں کشتی رانی کبھی نہیں ہوئی سبب یہ کہ فی میل ڈھائی فٹ کا ڈھال ہے اس سے پانی بہت زور سے جاتا ہے اور نہ نہیں کی پہاڑی ناہوار ہے۔

کالی سندھ یہ ندی مالوے میں بندیا چل پہاڑ کے جنوب میں نکلی ہے اور کئی ندیاں اس میں شامل ہو کر نو د ۲۵ میل طے کر کے جانب راست سے چینل میں شامل ہو گئی ہو۔ اس ندی کا اثنائے راہ کوٹہ وساگر عبور ہوتا ہے۔

آہو۔ مالوہ میں ایک چھوٹی ندی ہے اور شمالی سمت میں روان ہو کر اور مجار سے شامل ہو کر گارون سے بجانب چپ کالی سندھ میں شامل ہوئی ہے اثنائے راہ نظر ہوا وساگر بلواڑہ پر آہو کا عبور کیا جاتا ہے۔

امجار یہ بھی چھوٹی ندی ہے کہ کوہ کندرہ میں گھاٹے سے پارہ میل مغرب میں نکلی ہے چینل میل شمال مشرقی سمت میں اور بعد ازاں پندرہ میل جنوب مشرقی سمت میں بہ کر اور کندرہ کے جنوب مغربی گھاٹے سے گذر کر اتصال کالی سندھ سے پارہ میل برز آہو میں شامل ہوئی ہے۔

نیوج مور سوگر سی و مگر وہ سے نکلی ہے اس کا نام جمیری بھی ہے۔ صحیح یہ ندی ملک مارواڑ میں کنگرا اور مشرقی رخ سے ریاست ہونڈی میں گذر کر بعد طے سوہیل کے دریا سے چمیل میں شامل ہوئی ہے۔

پارہ تی مغربی مالوے میں بھی ایک پارہ تی ندی ہے اس لیے اسے مغربی اور اسے مشرقی بولتے ہیں بندیا چل پہاڑ کے شمالی سمت سے قصبہ آشتہ کے جنوب میں میں میل پر نکلی ہے کل دو سو بیس میل کے طول میں بہ کر جانب راست سے چمیل میں شامل ہوئی ہو۔ اس میں اثنائے راہ میں اور بھی برساتی پانی شامل ہوتے ہیں اور شاہ راہ کوٹہ وساگر پر بمقام گواسنہ منج سے ڈیڑھ سو میل اس کا عبور کرتے ہیں اوسکی دو شاخیں ایک املاکھٹیرہ سے اور دوسری دولت پورہ سے نکل کر فرہری میں ملی ہے۔

یتا س مشرقی کوہ اراہلی کے سلسلے واقع دیواڑ سے نکلی ہو ملک دیواڑ میں ایک سو بیس میل کے فاصلہ تک بہتی ہو اور اسمیں جانب راست سے بیرج اور جانب چپ کے یوٹاسری شامل ہوئی ہیں شمال مشرقی سمت میں بہتی ہو شہر ٹونگ پر منج سے ۲۳۵

میل کے فاصلہ پر اس کا راستہ جنوب مشرق کو بدلا ہے پھر ان پہاڑوں سے جنہیں قلعہ زقبور سے گزرا کر لے جاتے ۲۰ میل پہل میں شامل ہوئی ہے۔

پھر طرح طرح کے پہاڑوں سے گزرتے ہیں سلسلہ ارولی پہاڑ سے ملک میواڑ میں قصبہ گوگوند سے چٹائی میں مغرب میں نکلی ہے اول شمال مشرق میں اور بعدہ جنوب مشرق میں بہتی ہے اور اودی سسگر میں مغرب کی طرف سے داخل ہوئی ہے اور اس کے جنوب مشرق میں گوگوند سے نکل کر خصوصاً چٹوڑ گڑھ تک زیادہ تر شمال مشرق میں بہتی ہے۔ چٹوڑ آگے شمال کی طرف زیادہ رجوع ہوئی ہے اور جانب راست سے بنارس میں شامل ہوئی ہے۔

کچھ بعد مالوہ میں قصبہ تیاہیر سے ۲۰ میل جنوب مغرب میں بیڑج ندی میں شامل ہوئی ہے۔ پھر گنگا جسکو انسان بھی کہتے ہیں شمال مشرقی سرحد پر چنے پور کے پہاڑوں میں مقام ٹنڈکٹ سے قریب قصبہ پراٹھ کے نکلی ہے۔ فاصلہ دراز تک تو صرف بطور رسائی نالے کے بھی جاتی ہے پھر سے اسی میل کے فاصلے پر قریب مان پور چھوگڑا لہن ہے۔ یہاں سے آٹھ میل پر اوہیں کچھ جانب راست سے شامل ہوئی ہے اس موقع اتصال سے ۳۳ میل اور پھر سے ۱۳ میل پر اس سے سڑک آگے وگوالیار متقاطع ہے۔ آخر کار یہ جانب راست سے ۲۰ میل طے کر کے جہنا میں شامل ہوئی ہے یہ ندی صرف رسات میں بہت زور سے بہتی ہے۔ گرمی میں خشک رہتی ہے اور ریت بکثرت پڑتی ہے۔

لونی قصبہ پور کے قریب اجیر سے مغرب میں کوہ اراہلی کی مغربی سمت سے نکلی ہے اور یہ بہت شوریت پانی کے لونی یعنی ٹمکین نامہ پایا ہے۔ کوہ اراہلی سے متوازی جنوب مغرب کی طرف بہتی ہے اور راستے میں اس میں بہت سی ندیاں اور نالے شامل ہوتے ہیں اس طرح علامہ چوہدری کے جنوب مشرقی نزدیک ملک میں روانہ ہو کر بعد میں سوئیل کے کچھ کے رن میں شامل ہوئی ہے اس کا طوٹ ۲۰ میل ہے۔

سامانی یہ ندی قصبہ پور علامہ اور پور میں نکلی ہے اور سوئیل جنوبی سمت میں طے کر کے خلیج میں آتی ہے۔

اسکو گرمی یہ ندی مغربی سمت میں علامہ گوڈا اور پور میں ۲۰ میل کا فاصلہ طے کر کے

دلی ندی میں شامل ہوئی ہے۔

بناس مغربی کوہ اراچی کی مغربی سمت میں حدود اودے پور کوڈو اور علاقہ جوڈھپور میں شہر اودے پور سے چالیس میل شمال مغرب میں نکلی ہے اور ۸۰ میل مغربی سمت میں سیکر کچھ کے ریل میں داخل ہوتا ہے ان کے سوا کوٹا سرسری، بکھارسی، دلی، سیانڈی، سیانی اور کاکلی وغیرہ چھوٹی اور برساتی ندیاں اور بہرت میں کرڈر، بکھار، ریاست کے ساتھ جس میں واقع ہیں آویگا۔

تمکشک صیہ تاک بھی کہتے ہیں

ہندوستان پر جو لوگ اول حملہ آور ہوئے علی العموم بنام تمکشک مشہور ہیں ان سے دیگر اقوام بطور شاخ نکلی ہیں۔ یہ لوگ تاناک کی طرف سے آئے تھے اور ہندوستان کے مختلف حصوں پر عزت پانچکے ہیں۔ ان کا آخری دورہ تھا جبکہ محمد شاہ تغلق کے عہد میں اوس کے بھتیجے فیروز گنگ نے جہان نام تاک کی بہن کے ساتھ شادی کر کے مذہب اسلام اختیار کر لیا اور اوس کو وجیر الملک خطاب دیا۔ اس کا بیٹا ظفر خان جو گجرات کا صوبہ دار کیا گیا تھا۔ دلی کی سلطنت ضعیف ہو گئے پر فوجتار ہو کر ناصر شاہ خطاب سے گجرات کا بادشاہ بن گیا۔ اوس کے پوتے احمد شاہ اول نے قیام دار الریاست انہل واڑہ کے عوض اپنے نام پر شہزادہ آباؤ تعمیر کرایا۔ راجپوتانہ میں ناگور ان کے ماتحت تھا اور میواڑ کے ساتھ اکثر ان کی لڑائیاں رہی ہیں۔ ان میں سے بہادر شاہ گجراتی نے اودے سنگھ کے بڑے بھائی رانا بکر مادت کے وقت میں ایک بار قلعہ چوڑ فتح کر لیا تھا۔ جو بہالیوں کے دباؤ سے دلیس میواڑ والوں کے قبضے میں آیا۔ گجرات کی بادشاہی شہنشاہ اکبر کے عہد میں یہ بادشاہ کو خالصہ دلی میں شامل ہو گئی جس کے تحت سرداروں میں سے نواب پالن پور بانی رہ گئے ہیں اور اب اس خاندان کا کہیں پہنچ گیا۔ زمان سنسکرت میں لفظ ناگ و تمکشک سانپ کے ہم معنی ہیں اور قیام ہندوستان کا ناگ بنس تمکشک کہلاتا ہے۔ جب سکندر ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ تو اوس کو بے ڈرپاسہ پرتیک اور تاک اقوام ملی تھیں۔ اب انغازی نے لکھا ہے تاک خلف ترک یا ترک کے ہی وہی تھا۔ جس کو پورا اول میں ترشک لکھا ہے۔ اور چینی مورخوں کا نام ایک جس نے یونان کی ٹیک ٹریا سلطنت کی تباہی میں اعانت کی اور اوس

ملک کا اپنا نام سے ترکستان نام رکھا وہی ہے اور تاجک سل جو اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کی تاریخ معلوم ہے تک شک کی اولاد میں معاوضہ ہوئی ہے پالی یعنی بودھوں کے حروف کے کتبجات اطراف راجستان میں بہت ملتے ہیں اور نسل معروف تند و تک شک و تاک کی اقوام سورے و پرمار وغیرہ کے حالات انہیں پائے جاتے ہیں۔

راجپوتوں کے خاندانوں کا حال

ہنود کی ابتدائی چار قسموں میں سے دوم قسم یعنی چھتر پوں کی ایک نسل راجپوت ہیں خاندان راجگان جسے راج کل کہتے ہیں اور ان میں سے اسی قسم میں شہو میں ہر ایک سل کو تیرا چار یعنی فاعدہ خاندانی پشیرج رسمیات مخصوص و عقائد مذہبی و سکون قدیم ہونا پور کہیں جس طوائف ناتاری سورج ابوالغازی اور برانوں کے بیان کو مطابق کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ انہیں اکثر لوگ مختصر لفظ اور کسی نشاندار چیز پر نام رکھا کرتے تھے جیسا کہ ایلا بمعنی زمین وغیرہ اشواک کی بیٹی کا نام ہے۔ اسی طرح وہ بیان کرتا ہے کہ ایک ستارے نام نہیں یعنی منگل (میرج) ایک قدیم ناتاری سردار کا نام تھا جس بیٹے اور گز کی اولاد چھتر پوں ہوئے اور ان میں سے ایک کین یعنی سوچ دوسرا آبیو یعنی چاند اور باقی زمین پالی ہوا اور آگ کہے جاتے تھے۔ انھیں کی نسل میں سوچ بنسی چند بنسی اور گز کی کل کے چار چھتری یعنی پرمار۔ چوہان۔ روتکھی اور چھتر شاخیں ہونگی بغل چینی اور ترکستانی تو ہیں بھی انہیں کی رشتہ دار شمار ہوتی ہیں۔

دوسرے بیانات سے یہ پایا جاتا ہے کہ اول ہندوستان میں اشواک نے جس کے کسی بزرگ کا نام سوچ تھا۔ اپنا راج قائم کیا اور اس کی اولاد سوچ بنسی کہلائی۔ اس کے بعد پندرہویں شخص چاند نامی کی اولاد میں آیا اور اس نے اشواک کی بیٹی ایلا کو اپنی عورت بنا کر چند بنسی نسل کو پیدا کیا ان دونوں کے بہت عرصے چھوٹی تو ہیں یہاں ناتار کھٹرن سے آئی کہیں اور اسی کے سبب راجپوتوں کی چھتر پوں تو ہیں نقاد وین بھی جاتی ہیں۔ سوچ بنسی خاندان ہمیشہ ہمنوں کو بزرگ بانٹتا رہا لیکن چند بنسی نسل کسی اور فرقے نے

کچھ عرصہ کے لیے بودھ مذہب اختیار کر لیا تھا جس کے سبب یہ منہوں نے جو مذہب ہی مانتا تھا اور ان کو ذات سے خارج کر دیا تھا۔ مگر پھر ضرورت کے باعث انہیں کے چار سردار غیر قوم کے چار آدمی انہی ہونے لگے یعنی ایک خاص پوجا کے ذریعہ سے جو کفارے کے طور پر کیا گئے تھے لیکن ہندوؤں میں شامل کر کے ان کو چار انہی کل یعنی آگ کی اولاد قرار دیا۔ ان چار خاندانوں کو ہندو منہوں نے انہی کل یعنی آتش نسل قرار دیا ہے۔ (۱) پرمار (۲) پرہار (۳) چلوک جے سولنکی کہتے ہیں (۴) چولمان۔ روسائے انہی کل کے نہایت قدیمی کہتے پالی حروف میں جہاں کہیں بودھ مذہب تھا ملتے ہیں ان کو جو کشاکش کی نسل میں بتلائے ہیں اسکی تصدیق اسطرح ہوتی ہے کہ انہی کل وہی نسل جنہوں نے حضرت علیہ السلام سے دو صدی پیشتر ہندوستان کو فتح کیا تھا۔

انہی کل کے چند رئیس مسلمانوں کی فتح کے وقت تک بودھ دھرم رکھتے تھے ابتدا میں صرف دو کل ایک سوربہ کل اور دوسرا چندر کل تھے انہیں چار انہی کل شامل ہو کر سب چھ کل ہوئے۔ دیگر کل سوربہ اور چندر کل کی شاخیں ہیں۔ کل سے مراد نسل ہے۔

تعلیم۔ راجپوت عمدہ انسانی پیدائش سے عار کر کے اس قدر اڑنے لگے کہ خود کو آسمانی اولاد قرار دیئے جائے بغیر انہوں نے صبر نہ کیا اور جن کا سلسلہ کہیں ناتمام رہا انہوں نے آگ پانی اور شیطان و سانپ وغیرہ کی نسل میں ہونے کو اپنا فخر سمجھا اس کا سبب یہ ہے کہ جب ان کو جابجا پریشان پھرتے اور سابقہ حالات معلوم نہ رہنے سے جہالت نے گھیرا تو نئی جگہ صاحب اختیار ہونے پر ان کے خوشامدی شناخوات لوگوں نے جسطح کا چٹوڑ بتا دیا اسی کو انہوں نے قدیم ہونے کے خیال میں خوشی کے ساتھ مان لیا۔ روز بروز زمانے کے نیک و بد کی پہچان ہڑھنے سے اصلیت خاندان کو نسل انسان میں ہی بہتر جانتے گئے۔

سورج منسی

اول سورج منسی راجہ اشواک سے تعلق پست میں بڑے نامور اچودھیا کے راجہ

رام چندر پیدا ہوئے جنگی لشکر پر پڑھائی اور دہان کے راجہ راؤن کے ساتھ لڑائی مشہور ہے
 انکی چھین پیڑھی کے بعد راجہ منویش کے مر جانے پر اس گھرانے کا دخل شمالی ہندوستان سے
 اٹھ گیا۔ اسی راجہ ناک کہلوت اور کچھو اسے اور پھر اپنے نسب نامے پہنچاتے ہیں اس
 راجہ کا پرائوں کے اخیر کرسی نامے میں ذکر ہے جہا بھارت میں بھی اس سوتر کو راجہ
 رام چندر کے بیٹے کش کی نسل میں لکھا ہے اسکی اولاد تمام سوچنسی راجہ مانے جلتے ہیں
 شمسو خاندانوں کی تفصیل ذیل میں دیکھو۔

(۱) کہلوت خاندان

یہ خاندان سورج بنیوں میں سے اول نکھا شہراجو دھیا جو ملک او وہ میں واقع ہے
 ایک نامعلوم مدت وراز سے جہا راجہ بکر باجیت کے عہد تک سورج بنیوں کا پایہ
 تخت تھا اگر سب غلبہ فتوحات ملک جہا را یہ موصوف کے اس خاندان کی سلطنت جانی
 رہی اور اسکی شاخیں تیر تیر ہو کر دوسرے ملکوں کو چلی گئیں اور انہیں سے ایک گجرات
 میں آئی اور ان چار سو برس تک شہر بلہی پور میں حکمران رہی جہاں کا آخری راجہ سلا
 سمت ۸۰۵ (پہلی شرح چھٹی صدی عیسوی) میں دشمنوں کے (جنگو ایران کے بادشاہ
 نوشیروان وغیرہ کی فوج یا گجرات کے وحشی باشندے گوچر وغیرہ خیال کیا گیا ہے)
 ہاتھ سے مارا گیا اور اسکی راجدھانی بلہی پور کو بھی برباد کی گئی صرف ایک رانی جو حمل سے تھی جان
 بچا کر کوہ آلو کے قریب جوار میں چھپ رہی۔ جسکے جو لہکا پیدا ہوا اس کا نام کیشوادت
 رکھا گیا۔ (ریاست او دیپور کے نسب نامے کے موافق جو تلاش کے ساتھ کتبوں وغیرہ
 سے تیار کیا گیا گوہ کا نام یہاں غلط معلوم ہوتا ہے) کیشوادت اور اس کے چار
 نئے دوسو برس کے قریب ایڈر میں راج کیا اور وقت سر وہی کا علاقہ بھی انکی قبضہ میں
 رہا بعد اس کے ایک اور حملہ دشمنوں کا آپر ہوا اور وہ یہاں سے بھی بھاگے گئے انہیں
 سے آشادت نے جو کیشوادت کی چوتھی پشت میں تھا مقام اٹار یا آڑ واقع میواڑ میں
 قیام کیا جہاں سے یہ لوگ اٹار یہ کہلاتے۔ پھر اسکی چوتھی پشت میں سے بابائے

شروع آٹھویں صدی عیسوی میں چٹوڑ لیا جس کے بڑے بھائی گھل کے نام سے نسل
گہلوٹ کہلائی باپ راول کی اولاد میں سے شروع چودھویں صدی عیسوی میں بڑے
بھائی ماہر پنے چٹوڑ کی گدی سے محروم رہ کر میواڑ کے جنوبی علاقے ڈونگر پور پر قبضہ کیا جسکی چھٹی
شاخ میں سے شروع سوٹھویں صدی عیسوی میں پرتھوی راج کے چھوٹے بھائی جگمال ناخی
کو بانسواڑی کی علیحدہ ریاست ملی۔

(۲) سیسودیہ نسل

ماہر کے چھوٹے بھائی راہب نے بہادر سی سے اپنے بزرگ کوٹ کی راجدھانی چٹوڑ کو دوبارہ
جail کیا اور منڈور دائع مارواڑ کے رانا موکل برہار کو جو اس کے خاندان کا دسین تھا
گرفتار کر کے اُس کا رانا خطاب اپنے نام پر داخل کیا۔ راہب نے ایک سیسودیہ گانوٹ
بسا کر اُس میں رہنا اختیار کیا تھا۔ جہاں کہ اُس کو ایک سس یعنی خرگوش لنگون کے
طور شکار ہوا تھا اور ایک بیان ایسا بھی ہے کہ پیشتر راجپوت لوگ شراب سے بڑا پرہیز
رکھتے تھے اتفاقاً ایک سخت بیماری میں کسی طبیب نے رانا راہب کو دوا کے شامل شراب بھی
جس کا حال دریافت ہوئے پر وہ رنج کے مارے گرم بہتہ نکل کر مر گیا۔ اس کے بعد چٹوڑ کی
گدی پر بیٹھے والوں کا خطاب راول کے عوض رانا ہوا اور انکی عام قوم سیسودیہ کہلائی
اور سیسودیہ خاندان گہلوٹ اور ادریہ دونوں پر فائق ہوا اگرچہ اب سبارنی نسل سیسودیہ کیلاتی
ہے مگر کلون یعنی نسلوں میں گہلوٹ ہی شمار کیا جاتا ہے۔ خاص سیسودیہ نسل میں اوو پور اور
پرتاب گڑھ کے رئیس اور ایار یہ شراخ میں ڈونگر پور اور بانسواڑے والے ہیں۔
غرضکہ مہارواڑ والے رانا رام چندر نے دوسرے پیکوٹش کی نسل سے ہیں اور جنھوں نے انکی
یٹے کو کی اولاد مانکر لیا وہ لکھا ہے یہ درست نہیں کیش لے سوا لوکی اولاد گہلوٹ وغیرہ
میں کہیں نہیں پائی جاتی اگر کیش کا کوئی بیٹا لوکے منبٹنی مانا یا سائے تو اس کے لیے کوئی ثبوت
نہیں ملتا۔ گہلوٹ کل جو ہیں شاخوں میں تقسیم ہے منجملہ اُنکے چند موجود ہیں

(۳) راٹھور نسل

یہ لوگ بھی سورج بنی سووتر تک اپنا نسب نامہ بنیائے ہیں مگر اُنکے بھاٹ اس بات کو قبول نہیں کرتے اور مان کی طرف سے اُن میں نقص بیان کرتے ہیں اگرچہ واقعی راجہ رام چند کے بیٹے کُش کی اولاد ہیں ہیں مگر کُش کی نسل شمس کی اولاد دوترا دوتیت سے سمجھ جاتے ہیں۔ پس کُش کی اولاد دوتیت کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ اوس کا آجندہ کی اولاد کُش کی نسل کے جانشین ہو کر بانی شہر قنوج ہونا عجیب و غریب امور غوں نے راٹھوروں کو کُش کی نسل میں سے لکھا ہے اکثر سورج پاچوں کی صدی عیسوی سے نکال کر قنوج میں شروع ہونا بیان کرتے ہیں لیکن ایک چینی سیاح ہیون تسنگ جس نے ساتویں صدی عیسوی میں ہندوستان کا سفر کیا ہے وہ اپنے سامنے گدھی پور یعنی قنوج میں پیش راجپوتوں کا راج لکھتا ہے اب یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ انکی حکومت وہاں کی گیارہویں صدی عیسوی میں ہوئی اور ۹۵۰ء میں شہاب الدین محمد غوری کے ہاتھ سے جو دپورس پہلے راجہ برہم راج چوہان کو قتل اور ادس کا ملک ضبط کر چکا تھا قنوج کی ریاست برباد ہوئی اور وہاں کے آخری راجہ جے چند کے ورثے لگھا میں غزنی ہونے کے بعد ادس کے پڑپوتے شیبو نے مرو شمل یعنی سر زمین بے آب یعنی ماڑواڑ میں درمیانی تیرھویں صدی عیسوی میں پناہ لی اور ادس کی اولاد میں سے آخر جو دھویں صدی عیسوی میں راو چوہان کے مندر کے پر بہار راجپوتوں کو ٹھکا کر وہاں انھیں بھل گیا جس کے بعد وہ راجپوتانے کے راج میں شمار ہوئے۔ انھیں کی شاخ میں راجہ راج گجرات کے رئیس ہیں۔ درمیانی پندرھویں صدی عیسوی میں مندر کے عوض راو چوہان نے اپنے نام پر بنی راجدھانی جو دھپور کو آباد کیا اور اس کے ایک بیٹے نے بیکانے شاہی ریاست میں حکومت جمانے بعد شہر بیکانیر پر راجہ راجدھانی قائم کی۔ شروع تیرھویں صدی عیسوی میں جو دھپور کے راجہ او دے سنگھ کے ایک بیٹے کو جالگیر شہنشاہ ہندوستان نے شمل اجمیر سے علیحدہ جاگیر دی جہاں اوس نے اپنے نام پر شمل اجمیر راجدھانی بنایا اور میانی تیرھویں صدی عیسوی میں شاہ جہاں

شہنشاہ نے راجہ اودے سنگھ کے ایک پوتے زن سنگھ کو جو بہ مالوہ میں سے جاگیر
عنایت کی تھی اوس نے وہاں زلنامہ شہر آباد کیا جو اب تک اوسکی اولاد کے قبضے
میں چلا آتا ہے۔ راٹھوروں کی چوہیں شاخیں لفظ راٹھور اصل میں راشٹر تھا جس کے
معنی سنسکرت پیٹھ کی بڑی کے ہیں اس کا قصہ اس طرح پر مشہور ہے کہ ان لوگوں کے
بزرگوں میں سے کوئی شخص اولاد کی امید پر کسی کامل رشتی سے پاس گیا جس نے اسکو
ایسا ایسا پانی عنایت کیا جسکو پینے سے اولاد پیدا ہو راجپوت نے وہ پانی پی لیا
لیکن جنگل میں وہ اپنی بیوی سے دور تھا اس لیے خود اس کے پیٹ میں حمل رہ گیا
معمولی میعاد گزرنے پر اوسکی پیٹ کی بڑی یعنی راشٹر جیر کر بچ نکالا گیا جسکی نسل راٹھور
مشہور ہوئی۔

(۴) کشواہہ یا کچھواہہ

راجہ چندر کے بیٹے کش سے کشواہہ (کچھواہہ) نسل پیدا ہوئی جن کا سلسلہ سو مترا تک
جاملتا ہے۔ گوئسلہ یعنی اجودھیہ سے دو خاندانوں نے نقل وطن کیا تھا ایک کے سون
ندی پر روتھاس آباد کیا۔ دوسرے نے کوٹاری ندی کے نالوں پر بمقام لاہر سکونت
اختیار کی کچھ عرصہ بعد انھوں نے قلعہ زور تعمیر کیا جو مشہور اجینل کا سکن تھا۔ درمیانی
دسویں صدی عیسوی میں اس نسل میں سے دلہارا نے نرورت خارج ہو کر راجور کے قدیم
باشندگان قوم مینہ وڈگو جراجپوتوں کو بے دخل کر کے آنہیر کی ریاست قائم کی بارھویں
صدی میں کچھواہہ راجپوت دہلی کے جومان بادشاہ کے امرا میں داخل تھے اور درمیانی
سولھویں صدی عیسوی میں شہنشاہ اکبر کے عہد سے کچھواہے بہت بڑھنے لگے۔ راجہ بھارل
کے بیٹے اور پوتے بھگوان داس اور مان سنگھ بڑے کارگذار تھے جنھوں نے آنہیر کی ریاست کو
بیواڑ اور ماڑوا کے موافق اول درجے پر پہنچایا۔ شروع اٹھارھویں صدی میں جبکہ مغلیہ
سلطنت ضعیف ہو گئی تھی مہاراجہ سواہی جی سنگھ نے ریاست کو بڑھایا اور آنہیر کے عرص
راجپوتانہ بلکہ تمام ہندوستان میں بے نظیر خوبصورت شہر بنے پوربہار راجدھانی قرار دیا
کچھواہوں کی نرورت کی شاخ میں سے درمیانی اٹھارھویں صدی عیسوی میں راؤ پرتا سنگھ نے

بہادری کے ساتھ جیپورا اور پھرت پورہ علاقہ دبا کر علیحدہ ریاست آئوری بنیاد ڈالی جو کہ اسکی اولاد کے قبضے میں اب تک قائم ہے۔ ضرور کا کچھواہہ خاندان نوآخری بھٹیوں
 ہمدی عیسوی میں مرٹوں کے ہاتھ سے تباہ ہو گیا لیکن جیپورا اور آئورو خود مختار ریاستیں
 اس وقت تک باقی ہیں۔

چندر بنیسی

اول چندر بنیسی راجہ یودھاس کے پرپوتے سیانی کے تین بیٹوں میں سے ایک کا نام دودھ
 تھا جسکی اولاد دودھ یا جاڈو کہلاتی ہے۔ شری کرشن اور بلرام دو بھائی تھے بھار کے
 وقت اسی نسل میں سے تھے۔ شری کرشن کے مائے جانے کے بعد جیسپر بھیاون نے حمل
 کیا تھا جب بودھشٹر اور بلدیو ونلی اور دوارکاسے کہ انکے مقامات حکومت تھے نکالے گئے
 تو ملتان ہو کر سندھ کے پار چلے گئے۔ پتا نچہ وہ دونوں منقود الخیر ہو گئے مگر سپران کرشن
 جواونکے ساتھ گئے تھے سندھ کا عبور کر کے خراسان چلے گئے جہاں انہیں سے ایک شخص
 نے سمرقند یا سمیرکھنڈ اور گج نامی نے غزنی کو آباد کیا پھر وہاں سے آلوکسی یونانی
 حاکم یا سلما نوٹ کے دباؤ سے پنجاب میں واپس آنا پڑا وہاں سے بھی نکالے جانے
 بعد وہ تلچندی آکر راجپوتانے کے مغربی ریاستان میں درمیانی آٹھویں صدی
 عیسوی کے قریب آئے جہاں سے اونھوں نے پہلی قوموں کو نکال کر چیمیر آباد کیا اور
 وہ اب تک کرشن کی عزت دار اولاد کا دار الحکومت سمجھا جاتا ہے۔ خراسان سے واپس
 آنے والے شخص کا نام بھائی تھا اس لیے یادو خاندان کی ایک شاخ کا نام بھائی
 ہو گیا۔ جیسا کہ ہر قوم میں اسی طرح القاب کے سبب جو جایا کرتا ہے۔ بھائیوں کی حکومت
 پہلے بہت بڑی تھی مگر روٹ کے۔ ریاست سے کم رہ گئی ہے۔ جو ٹنیز جواب ریاست
 بیکانیر کا جز ہے بھائیوں کی آبادی کی وجہ سے اس نے یہ نام پایا۔ مروتھل کے قریب
 جغرافیہ کے بموجب شمالی حصے کا نام نیر ہے اور جب بھائیوں کی چند شاخوں نے مذہب
 اسلام اختیار کیا تو نیر کے واسطے اپنی قوم کے نام سے الف محذوف کر دیا کہ اس طرح
 بھٹ اور نیر ملے بھٹ نیر ہو گیا۔ یادو نسل کی آٹھ بڑی شاخیں ہیں جنہیں نیر میں

بھائی۔ ترولی کو یاد دہانہ بھیج کو جا رہیہ اور سندہ کے نو مسلم جاگیرداروں کو بھیجہ کہا جاتا ہے یاد و خاندان کے بعض لوگ تھوڑے پاس سے کہیں نہیں گئے تھے شروع میں وہ بیان پر قابض رہے وہاں سے محکمے ہائے کے اور ترولی میں جا رہے جہاں سندھیا کے ہاتھ سے بچکر اہتک حکومت کرتے ہیں۔ مرہٹوں کے بعض سردار اسی نسل میں سے سمجھے جاتے ہیں۔

آگہ بنسی

چار خاندانوں کو اگنی کل یعنی آتش نسل قرار دیا جاتا ہے اور سب سے علیحدہ آگہ کی پیدائش بتایا ہے جنگ عظیم مہاراجہ کے بعد جیسے قدیم راجگان سورج بنسی و چند بنسی وغیرہ قریب تمام کے نیست و نابود ہو گئے تھے بودھ مذہب کے ہندوستان میں پھیل جانے اور ان کے گروڑ لوگوں کے ناستک (منکر خدا) ہو جانے سے لوگ خوف کھانے لگے۔ اس زمانے سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پیشتر شست منی نے آہو پھار کے اوپر وہوم کر کے اگنی کٹھ سے پنوار پر مار سونکھی اور جو مان نام چارے راجپوتوں کو پیا گیا انھوں نے بودھ مذہب اور اسکے ماننے والوں کو جو اکثر ذلیل خاندانوں یا اقوام غیر مثل ترنٹک تکشک رنگ اور پون وغیرہ کے تھے۔ الہائیوں میں مغلوب کر کے وہ دھرم کو پھر اس کے اصلی مرکز اور پرہمنوں کو دوبارہ اونکے فیہی منصبوں کے اوپر قائم کیا یہ ایک قصے کی بات ہے لیکن تاریخ والوں نے اونکو ایک نئی شمالی قوم یا قدیم باشندوں میں سے خیال کیا ہے جو بودھ لوگوں سے مقابلے کے بعد ضرورت کے سبب آگہ کی پوجا کے ذریعہ سے راجپوتوں میں شامل کیے گئے۔

پرما پیا پنوار

پرما خاندان میں سندھ عیسوی سے شانوں برس پہلے راجہ بکرماجیت بمقام جہین مالوہ میں طبرنامی گذرا ہے اس وقت پرماروں کی کوئی خود مختار ریاست موجود نہیں ہے جو اس خاندان میں ہونے کا ثبوت رکھتی ہو۔ پرمار قوم کی ۳۵ شاخیں ہوتی ہیں اور اکثر نے انہیں سے ٹپے ملکوں پر راج کیا ہے قدیم متقولہ ہے کہ دنیا پرماروں کی ہے اگرچہ

پر بار یوں کا خاندان انہل وارہ کے سونکی راجگان کی برابر دولت مند اور جہاں کی
 برابر باہل بھی نہیں ہوا اگر انکی سادہ دلت دونوں سے وسیع تر تھی اور زیادہ استقلال
 پانکی تھی اور برابر سے کہ انکی کل میں سے ایک اور کترین ہر صورت فائق تھے کہ
 تاک انکو اپنے تحت میں حلاج گزار رکھا ہے ہزار و نہیں مثل کرم اور بھون کے ایسے
 اور بے نظیر اور لاشانی راجہ ہمارا رہے ہیں جو اس قوم کے لیے ہمیشہ موجب فخر
 بیواڑ میں مانڈھاتا ہوا براہیاض اور خیر ہوا ہے جس نے کئی لاکھ بیگہ زمین زمینوں کو
 حیرات کردی اور ماڑواڑ میں دھرنی بارہ ہزار بہت نامی ہو گذرا ہے جس نے کل ملک
 نو حصہ کے اپنے نو پھائیوں کو مع ایک ایک سنگین قلعہ کے بانٹ دیا تھا کہ اس
 نو کوڑی ماڑواڑ مشہور ہے۔ انکی چودہ اراکھو متیں تفصیل ذیل تھیں۔

(۱) مہیشور (۲) دھار (۳) مندو (۴) اجین (۵) چندر بھاگا (۶) چنور (۷) آبا (۸)
 چندراوتی (۹) موبیدنہ (۱۰) پرماتنی (۱۱) امرکوٹ (۱۲) بیکھر (۱۳) نوروہ (۱۴)
 پٹن انجین سے بعض کو انھوں نے فتح کیا تھا اور بعض کو آباد کیا تھا۔
 ہماروں کی ۳۵ شاخیں ہیں وہل مقدم ہے کہ اس شاخ کے رئیس چندراوتی واقع
 دامن کوہ اراہلی کے حکمران رہے ہیں۔ یہ راوتی کے برابر راجہ بھون کی اولاد سے تو
 بکرم کی اولاد سے نہایا ہوں۔ اب ہم کو یہ بیان کرنا چاہیے کہ چندراوتی کیسے بیان ہوئی
 اس کا ابھی کوئی صحیح پتہ نہیں ملتا البتہ ہے کہ جب محمود غزنوی گجرات کو چلا
 تھا تو اول وہ اجپیکے اور آبا اور انجیر کو خراب کر کے ماروار کی طرف روانہ ہوا ماروار
 اور میواڑ اور چنہ راوتی کے رئیس آہو کے پاس جمع ہوئے محمود نے ناڈول کو ویران کر کے
 ان رئیسوں کے اوپر دھاوا کیا کہ انکو بھگدیا کر کے آہو کے اوپر چڑھ گئے اور محمود نے چند
 لوٹ کر بہت مال اور جوہرات حاصل کیا اور وہاں سے گجرات کی طرف روانہ ہوا
 اس دن سے چندراوتی غارت ہوئی اور بھر بھی شل سابق کے آباد نہ ہوئی دوسری
 بن قطب الدین ایک نے بھی حملہ کیا اور ٹوٹ ٹھوٹ کر تمام شہر کو برباد کر دیا۔
 بجولیا کا راجہ جرنانی میواڑ کے سولہ سرداروں میں سے ہوا اور میواڑ کا ماتحت سردار ہے

پنواروں کی نسل کا عزت و نامور یادگار باقی رہا ہے مگر وہ میں اوٹ و واڑہ وغیرہ کئی جاگیر دار
اس نسل کے ہیں اور اکثر دریائے سندھ کے پار مسلمان ہو گئے ہیں اگرچہ دھارا اور دیوار اس
وغیرہ کے رئیس پر بار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن مرہٹوں کے ساتھ رشتہ داری پیدا کر لینے
کے سبب راجپوت لوگ ان کو غلطی سمجھتے ہیں

چوہان

آتش پیدائش میں عجب سے زیادہ بہادر چوہان ہیں۔ بلکہ کل راجپوتوں سے انکی
دلیری و جوانمردی فائق ہے اگرچہ راجپوت بہت بہادر ہی کا دم بھرتے ہیں۔ مگر چوہان
ان سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ چوہان کے گری نامے میں انہل سے جس کو آگنی پال
کہتے ہیں ان کے بزرگراجیت سے ۵۰ سال قبل ہوا ہے۔ پرچھری راج تک ان کے لیس لکھتین
لکھی ہیں۔ مگر یہ سلسلہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ ان کی پیدائش بکرراجیت سے صد ہا
سال پیشتر ہوئی بتلائی ہیں۔ پس ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ تمکک نسل میں سے
ابتدائی زمانے میں ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تھے چوہان کے نامور راجہ اجے پال نے
جمیر آباد کیا تھا۔ اجمیر میں بڑے بڑے چوہان راجہ اور مہاراجہ مثل سبیل دیو اور گربہ راج
وغیرہ کے ہوئے جنکی فتوحات کا سلسلہ شمال میں دہلی تک اور دکن میں گجرات تک پہنچا۔
تا دہلی تک پرچھری راج نے دہلی کو قتل دار الحکومت کر کے اپنا آخرین عظمت و جلال حاصل کیا
چوہانوں کی حکومت کے یہی دو بڑے مقامات تھے۔

سب سے اول مانگ رائے چوہان پرچھری اولاد سا بھری براؤ کہلائی ہے کیونکہ اس زمانہ کی کھیل پر
قصہ سا بھرا آباد کیا تھا قادم و جولمہ کا یہ سالار تھا اول صدی کا اختتام پر حملہ کیا اور دوسرا حملہ چوتھی صدی کے
میں ہوا۔ اس مقابلے میں اودے دت پرمار چوہانوں کا مددگار تھا۔ چونکہ اس کی وقت
سلسلہ میں تحقیق تھوٹی ہے یہ اجتہاد محمود غزنوی سے چوتھے بادشاہ مودود کے
مقابلے کے واسطے ہوا تھا اور اسی فتح کا ذکر دہلی کی قدیمی لوحیہ کی لاکھ کے کتبے پر ہے۔
یہ لاکھ میلے کجود واقع لب دریائے جہنادہلی سے چند میل فرور تھی۔ پھر وہان سے
مقام حال پر کھئی گئی۔ اس لاکھ کا کتبہ بسبیل دیو سے شروع ہو کر خاتمہ اس کا پرچھری

چوہانوں کی حکومت کا زمانہ

راج چوہان پر ہوا ہے بمبیلہ ۶۴ برس زندہ رہا اور وہ دہلی کے نور راجہ جے پال کا ہم زمانہ تھا اور آخر کار اس نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا بمبیلہ پوہنل سو دسویں پشت میں بتایا جاتا ہے بعض لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ سلطان معز الدین محمد بن سام نے (جس نے رائے پھورا کا بت خانہ توڑ کر مسجد قوۃ الاسلام بنائی تھی اور جس کا ایک مینار قطب صاحب کی لاٹھ مشہور ہے) اس کو ہے کی لاٹھ کو بطور معیناس کے لگایا تھا۔ چوہانوں کی چوبیس شاخیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے بوندی اور گولے گڑمس باڑے کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ایک بزرگ است پال کی سیدالش باڑے تھے پڑپوں سے قصے کے طور پر مانی گئی ہے ن منغل بادشاہوں کے ماتحت بڑے سادہ کار گزار تھے درمیانی چودھویں صدی عیسوی میں انھوں نے میواڑ کی مدد سے بوندی پر قبضہ کیا اور درمیانی سو لھویں صدی عیسوی میں میواڑ کی اطاعت چھوڑ کر اکبر بادشاہ کی ماتحتی قبول کی۔ درمیانی سترھویں صدی عیسوی میں شاہ جہان نے بوندی کا ایک پرگنہ جدا کر لیا کچھ جاگیر انہی طرف سے دیکر گولے کی علی پر ریاست بنائی۔ ضعیف العمر شاہ جہان شہنشاہ کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کی وفات میں بمقابلہ اورنگ زیب کے چھ بھائیوں نے جان دی مگر انہیں سے صرف ایک اتفاقاً جان برہو گیا۔ درمیانی تیسویں صدی عیسوی میں سرکار انگریزی کے حکم سے جھارکھنڈ کے لئے تہائی علاقہ تقسیم ہوا۔

چوہانوں میں سے ایک شلخ دیوڑ بھی ہے جو بنگال میں سے دیورلج نامی نے آخر چودھویں صدی عیسوی میں پرمارا چوہانوں سے لڑنے کا قلعہ لے لیا تھا اسکی اولاد اب ریاست سرفوی پر قابض ہے راجپوتانہ میں ان میں خود مختار ریاستوں کے سوا چوہانوں کی پوربہ شاخ میں اول درجے کے تین سردار بیدلہ۔ کوٹھاریہ اور پارمولی میواڑ کے ماتحت جاگیر دار ہیں۔ اکثر چوہان لوگوں نے زمین نہ دینوں کی غرض سے مذہب اسلام اختیار کر لیا ہے۔

اول شخص ہیں نے جاگیر کے عوض اپنا مذہب تبدیل کیا۔ پستی راج

کا بھتیجا الشیر واس تھا۔ قائم خانی وغیرہ کئی شاخیں بھی چو بانوں میں سے مسلمان ہو گئی ہیں جو شیخا والی کی طرف سے زیادہ آباد ہیں۔ ٹاڈ صاحب کہتا ہے کہ یہ تبدیلی مذہب کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ منو کے قانون میں زمین کے واسطے ہر چیز پر مذہبی رو رکھی ہے۔

قائد۔ ان چو بانوں میں سے اوسوال سہا میں بکھے ہیں۔

سو تنکھی جنھیں چالک بھی کہتے ہیں

بھانوں کی روایت کے بموجب سو تنکھی قبل اس کے کہ راٹھور قبوج قابو ہوئے چھوٹے شہر لب دریا کے گنگ کے راجہ تھے۔ اس خاندان کے لوگ لاہور دکن اور ہجرات میں زبردست راجہ رہے ہیں۔ ان میں سے موراج نے انہل دائرہ میں اٹھاون برس حکومت کی اس کے سپر چاند رائے کے عہد حکومت میں محمود غزنوی نے انہل دائرہ پر حملہ آور ہوا اور اس کی دولت سے چند مکانات بطور یادگار فتوحات خود تعمیر کئے۔ بھلان کے ایک تعمیر نیام سہا و عروس ہشتی ایسی عمدہ تھی کہ اس کی عظمت کو انسان کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے شاید کوئی پہنچ سکے۔ مسلمان مورخوں نے دولت مغرور کی تعداد نہایت گن گئی ہے بعد معاودت محمود کے انہل دائرہ میں پھر وہی رونق ہوئی۔ اور سدھ رائے جے سنگہ کہ بانی ریاست سے ساتویں پشت میں تھا۔ پھر فرمان راہدگر کرناٹک سے دامن کوہ ہمالیہ تک بائیس ریاستیں اس کے تحت حکومت ہوئیں لیکن پھر بھی راج چو بان سے مخالفت کر کے سدھ رائے جے سنگہ سو تنکھی کا بیٹا راج سہ محروم رکھا گیا۔ اور گما پال چو بان انہل دائرے کی گدھی پر بیٹھا یا گیا سدھ رائے اور گما پال دونوں بودھ مذہب کے معتقد تھے ان کے زمانے کی تعمیرات صنعت و عظمت میں تعریف کے لائق ہیں گما پال کے جانشین بالو مال دیو کی ریاست تیرھویں صدی عیسوی میں شہاب الدین غوری کی فتح سے غارت ہوئی۔ یہ خاندان ختم ہوا۔ لیکن سدھ رائے کی اولاد میں سے یانا خاندان سبیل دیو سے قائم ہوا۔ اور مسلمانوں کے

ہاتھ سے جو نقصانات عائد ہوئے تھے انکا دفعہ ہوتا تھا۔ اور مندرجہ مناسبات نے دوبارہ رونق پائی۔ چوتھے راجہ گہل کرن کے وقت میں علاء الدین محمد شاہ غلی نے انہلواڑہ کو دوبارہ اُجاڑ دیا۔ مندرجہ ذیل واقعہ کوہستان شہر خیمہ کو اسلامی ترانہ گاہ قرار دیا ایک مسلمان درویش مستقر کیا بودھا کی موروثی کو شکستہ شہر بخت کر دیا۔ انہلواڑہ کی تفصیل مہاراجہ کو بنیاد کھود گئی۔ اور قہیم اندرون کے کھڑوں سے بچھ مہر دی۔ سوکھی نسل کے باقی ماندہ لوگ ملک میں ہر طرف پریشان پھرتے رہے اور بوسہ استیلا سرپرست رہے ان میں سے ایک شلہ باگھیر نے جو بوسہ استیلا کے باگھیر راؤ کی اولاد میں سے ہے ملک کے ایک حصے پر قبضہ کیا جو باگھیر کے نام سے مشہور ہے۔ مہاراجہ ریلوان اسی نسل سے خود مختار نہیں ہیں اور اس خاندان کے کسی باگھیر واریات میں اور ایک روپ نگر کا ہٹا کر میواڑ کے ماتحت دوسرے حصے کے جاگیرداروں میں شامل کیا جو خاص سندھو رائے کی اولاد میں ہوئے گاؤں کی کتابت ہو چکی ہو لیکن یہی شاہین ہیں جنہیں ستہ اکثر اہوتانہ وغیرہ میں کہتے ہیں اور کسندھو سندھ پانچ سلطان ہو گئے ہیں۔

پہر بار یا پر سہار

پہر بار لوگ آگ بنسیوں میں کم ہوا ہیں۔ یہ ہمیشہ دہلی کے تنور اور اجیر کا چوہان راجاؤں کے تابع ہے ایک دفعہ راجہ پھتی راج کی امانت کے پر بار کے راجہ ناسر راؤ نے ٹھکانا چاہا۔ اور اسکا مقابلہ کیا۔ اگرچہ وہ کامیاب نہ ہوا۔ مگر اس کے نام کے ساتھ کوہ اراچی کا ایک ٹھکانہ جہاں معرکہ ہوا تھا۔ مشہور ہو گیا۔ ہند اور (منڈور) پر بار دن کا دار الحکومت اور مارواڑ کا مقدم شہر تھا جو دھپور سے پانچ میل شمال میں ہے اور کھنوں نے راکھور دن کو قنوج سے خارج ہوئے بعد اپنے ملک میں پناہ دی تھی مگر راکھور دن نے اس کا بدلہ دیا ہوازی سے کیا یعنی چوڑا ناں راکھور دن آٹھ چوبیس صدی عیسوی پر پر بار دن کو محال کر منڈور پر قبضہ کر لیا۔ میواڑ کے راجاؤں نے پر بار دن کو پہلے ہی سے کمزور کر رکھا تھا۔ ان کا اکثر علاقہ دبا کر رانا کا خطاب جو سادھا صرف انھیں کو حاصل تھا چھین کر اپنے خاندان میں جاری کیا۔ پر بار دن کی بارہ شاہین ہیں۔ مگر کوئی خود مختار

ریاست نہیں کہتو۔ راجپوتانہ کے متفرق مقامات پر رعایا کے طور پر آباد ہیں موقع اتصال کو باری سندھ اور جمیل پر ان لوگوں کی ایک آبادی ہے کہ علاقہ نگلہ جات واقع نالوں کے چوبیس دیہات میں لیتے ہیں۔ ان برائے نام بہاراجہ سیندھیا کا تحت حکومت تھے۔ وقت اجرائے سرشتہ انتظام ٹھکی ڈاکٹری بنظر حفظ امن و عافیت ممالک لب وریائے جبل دیہات مذکور علاقہ انگریزی میں داخل کئے گئے۔

متفرق راجپوت قومیں

تنور قدیم مشہور قوم ہے جبکہ بعض لوگ یادو کی شاخ اور بعض علیہ کہتے ہیں۔ لیکن سچو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانڈون سے نکلے ہیں۔ بکرماجیت جس کا سنہ قدیموی سن۔ سیم چھٹین برس پیشتر شروع ہوا ہے اس خاندان سے بھان میں سے آخری راجہ اٹنگ پال تنور جس کے پہلے بیس راجہ دہلی میں ہو چکے تھے سنہ ۱۲۲۰ء مطابق سنہ ۱۶۴۷ء میں لاؤلہ تھا اس نے اپنے نواسے پر بھتی راج چوہان کو گودیا جس سے تنور خاندان کا راج اجیر کے چوہانوں میں شال ہو گیا۔ اب انکی کوئی خود مختار ریاست نہیں ہے صرف نورپور وغیرہ کے جاگیر دار پنجاب میں انگریزی وظیفہ خوار ہیں جس کے بزرگوں میں سے راجہ باسو وغیرہ تے شاہ جہان کے عہد میں لکی بادشاہت و سرکشی کی تھی۔

اب تنورون کی صرف دو ریاستیں ہیں ایک تنور گڑھ کداریہ راست وریا جمیل پر جہان اس کا جہان سے اتصال ہوا ہے دوسری پائن نوراولی علاقہ جیو جس کا رئیس راجگان دہلی کے خاندان سے قرہت کا دعویٰ کرتا ہے۔ چاورا یا خور۔ کسی دست میں یہ قوم نامور تھی اب برائے نام ارہ گمی۔ ہما و وہ بھی صرف تھانوں کی کدالوں میں اس کی اصل کا کچھ حال معلوم نہیں۔ سوہن جیسی نسل سے ہے اور نہ جیدر جیسی پس غالب ہے کہ یہ سیتھیا نسل میں سے ہیں جو بڈر تھان کی قدیم آلے والی قوم ہے اگرچہ یہ لوگ غیر ملک کے ہیں۔ لیکن بہت قدیم زمانے میں آ کر

راجپوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا غالباً یہ شمالی ملک سے آئے ہوئے بالا وغیرہ کے ہم قوم ہیں جو اپنی طاقت اور لیاقت کے سبب راجپوتوں میں شامل ہوئے۔ راجپوتانہ میں اس وقت ایک ریاست جھالراپٹن جس کو جھالادواڑہ کے ساتھ بھی پکارا جاتا ہے۔ اس قوم والوں کے قبضے میں ہے جو کہ گولڈے سے نکال کر بنالی گئی ہے۔ اول درجے کے تین جاگیردار ساوڑسی۔ دیلواڑہ اور گوندہ جھالانشل میں سے میواڑ کے ماتحت ہیں انکی رشتہ داریاں راجپوتوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔

جب راجا پرتاب کو شہنشاہ اکبر نے بالکل دبا لیا اور جھالاسر دار نے اسکی بڑی وفاداری اور خیر خواہی کی تو اسکے جلد میں رانا نے اس کے ساتھ اپنی دختر کی شادی کر دی اور اپنے دست راست پر نشست دی۔ مگر یہ امر کہ یہ عزت اس کو صرف بوجھ جان فشانی کے حاصل ہوئی تھی نہ بوجھ چھینیس راج کلوں میں شمار ہو گیا اس سے بھلی ثابت ہے کہ زمانہ العہد کے ایک رانا نے ظالم سنگھ جھالاکیشا ساتھ جو راج کو ڈاکا بھگم حکمران تھا اپنے ایک سردار کی دختر کی شادی بمشکل تمام منظور کی تھی۔ اور ظالم سنگھ اور راناوت رانی کے خلف با دھو سنگھ کو اس رشتہ داری کی وجہ سے اپنے ہم مرتبہ لوگوں سے اعلیٰ تر میں رشتہ داری کرنا نہ مناسب معل ہوا۔

گوڑ پٹیل اگر ہم راجپوتانہ کی بھی ترقی پر نہیں ہوئی گرنہ یہ سمجھی جاتی ہے اس نسل سے قدیم راجہ بھگال کے زمانہ روا تھے اور ان کے نام سے وہاں کا دار الحکومت لکھنولی گوڑ پٹیل مشہور ہوا۔ یہ لوگ بھگال کے بعد اجمیر کی طرف ہجرت ہوئے۔ پرتھی راج کے مہر کون میں ان کا بطور مشہور سردار دن کے ذکر سے شاہ جہان شہنشاہ نے راجہ بھگال اسس گوڑ کو جس کی اولاد میں راجا دھیم ضلع اجمیر کے جاگیردار ہیں۔ اسکی بہادرانہ خدمتوں کے سبب قلعہ رتھینور عطا کر کے مثل دوسرے راجاؤں کے پانچم درجہ منصب دیا تھا۔

۱۸۰۹ء میں راجپوتانہ کے سوا ان کا مالوے کار باپ ہالک بھی مرہٹوں کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اداہ دہان صرف پچاس ہزار سالانہ کی جاگیر ان کے پاس رہ گئی ہے گوڑ دن کی پانچ شاخیں ہیں۔

جاٹ یا جٹ

یہ قوم بہت پرستی کی حالت میں سب سے پہلی تھا کر نیوالی ہندوستان میں سمجھی جاتی ہے اور یہ انہی سے اگلے آہنوالے راجپوتوں کے ساتھ شادی وغیرہ سمون میں شریک اور رشتہ دار بنے ہیں سوائے ایک دو مرتبہ کے یہ عزت حاصل نہ کر سکے۔ اور ہمیشہ بہاؤ شادی وغیرہ کاموں میں عام راجپوتوں سے علیحدہ شمار کیے گئے گو ان کو راجپوتوں کی پیشین قوموں میں لکھا جاتا ہے۔

جاٹ قوم کی روایتوں سے ان کا مسکن مغرب دریا کے ہندو یا جاپا ہوا اور یاد میں سے انکا نکاح اس دریافت ہوتا ہے اس سے واقعات یاد دہانہ کہ وہ زابلستان سے آئے تھے تائید ہوتی ہے اور اس قوم کے کرشن سے پیدا ہونے کا گمان رفع ہوتا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حملہ آور ان ہندوستان کی مختلف افواہ معروف بہ شہنشاہ کے نکلنے کے دھوئے میں جاٹ و کشک شریک ہیں۔ پانچویں صدی عیسوی کے ایک کتبے سے پایا جاتا ہے کہ ایک ہی رئیس کے دونوں لقب تھے اور اسی کی نسبت شمش پرستی کے شہنشاہ اوصاف بھی لکھے ہیں۔ اسی طرح اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس جٹ رئیس کی والدہ یاد و نسل کی تھی۔ اس سے ان کے راجپوتوں کی چھٹی سلسلہ اور یاد و نسل میں ہونے کے دعوے کو استحکام ہوتا ہے۔ مگر یہ کہ جٹوں کی اور راجپوتوں کی قومی نسل میں بڑا فرق ہو گیا جٹ سوار آخر میں بھی شہنشاہ قوم کی دینے رکھتا تھا اور زمانہ بھارت میں جو بکر یاد کرشن کا مہاراجا شمش سے مسلح رہتا تھا۔

یہ لوگ سلطان محمود غزنوی کی حملہ آوری کے وقت غار بگردن کے ایک گروہ کی مثل سندھ پار پھیلے ہوئے تھے جن کو مقابلے میں پیش آئیے سب سلطان نے بہت تباہ کیا۔ پھر سپاہ گری اور کاشتکاری میں مصروف ہوئے اور اب تک پنجاب، روہیلکند اور اودھ وغیرہ کی طرف اکثر اسی حالت میں پائے جاتے ہیں۔ شہاب الدین نے ہندوستان کو فتح کیا اس سے صرف بارہ برس کے بعد اس کے جانشین قطب کو شمالی بھگل کے جٹوں سے بذات خود لڑنا پڑا۔ کہ

انھوں نے اپنی حکومت علیحدہ کر لیا اور جب نصیر علی نے دارلشہ کے دشمن کے خوف سے تخت چھوڑ کر جاوٹن کی پناہ لی۔ انھوں نے باتفاق مگرون کی فوج بھیج کر کے ملکہ مذکور کی اہل و عیال دشمن پر فوج کشی کی اور مارے گئے۔ شروع اکیسویں صدی عیسوی میں دہلی کی مغلیہ سلطنت کے تباہ ہونے بعد احمد شاہ درانی نے ہندوستان کا بادشاہ تھا اور جس نے اپنی پست کے میدان میں مرہٹوں کو بڑی بھاری شکست دی تھی ایک شخص رنجیت سنگھ جات کو اسی عہدہ کا رگزار کے سبب لاہور کی حکومت پر مقرر کر دیا تھا ہندوستان اور افغانستان کے فسادوں سے موقع پا کر مغربی کدیاں تہہ ۵۳ برس تک پنجاب کے علاقے پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نام سے قابض رہا۔ اس کے بعد پندرہ سال کا اندر اسکی اولاد و قوم میں انقلاب و رجحان کا ظالم فساد اور سرکار انگریزی کی بدخواہی ثابت ہو کر پنجاب کا ملک سرکار میں منبط ہوا۔ اور اُس کا ایک مشہور بیٹا دلپت سنگھ ساڑھے چار لاکھ سالانہ پٹن پر انگلستان بھیج دیا گیا۔ پنجاب کی ریاست کا ایک بڑا رکن سردار گلاب سنگھ تھا جو اصلی سبب جاوٹن کی بنیادی اور انگریزوں کی فتح کا تھا اس کو سرکاری منظوری سے تین کروڑ روپیہ دیکر جموں و کشمیر کا فوج و مختار رئیس مانا گیا اسکی اولاد اب تک وہاں قائم ہے اس کے سوا پنجاب میں پٹیالہ جیند۔ ناسر اور کپورتھلہ وغیرہ کئی ریاستیں جات لوگوں کی ہیں۔ راجپوتانہ میں اس وقت بھرت پور اور دھولپور و دریاہن اس قوم کی ہیں جن میں سے بھرت پور کی بنیاد ۱۷۶۲ء پڑی۔ اور دھولپور کی ۱۷۵۷ء میں قائم ہوئی۔

کالی

راجپوتانہ اور سارستھرہ ہر دو ممالک کے مورخ متفق ہیں کہ کالی قوم ہندوستان کی شاہی نسل سے ہے جزیرہ نما مغربی کی بنیاد مشہور اقوام میں سے یہ قوم ہے۔ اس ملک کا نام سارستھرہ ہے جیسے سواراٹھر بھی کہتے ہیں کالیاد اور دیابے اور عوام میں اس کا تلفظ کاٹھیاواڑ ہے اسی ملک کے کل باشندوں میں سے صرف کالی لوگوں نے ہی مذہب اذنیاع و اطوار سے اپنی سبک اصل کو قائم رکھا ہے سکندر کے زمانے

میں انکی بود و باش اس گوشے میں تھی جہاں پنجاب کی پانچوٹ تیلون کا اتصال ہوا ہے۔ ان کے مقابلے میں سکندر خود چڑھ کر آیا تھا اور ایسا سخت مقابلہ ہوا کہ انکی جان بمشکل بچی رہی۔ راج کی لڑائی میں کالی بہت نامور رہی جسلیہ کی روایتوں میں مذکور ہے کہ بھیڑیوں کا کٹیورا سے مقابلہ ہوا تھا اور خود کالیٹون کی تاسیخ میں درج ہے کہ دریا سے سندھ کے جنوب کی کنارے سے آٹھویں صدی میں اس ملک میں آئے تھے اور کالی اب بھی سورن کی پرستش کرتے ہیں۔

ہن

جہتس اقوام راج کل میں ہن بھی داخل ہیں۔ یورپ میں اس قوم نے بڑی بربادیاں متا ہی کی ہے مگر معلوم نہیں کہ ہندوستان میں کب آئی ہے البتہ کالی و بالہ و کواہانہ کے نام زمانہ ملک ساشترہ میں رہی ہے۔ چوڑے مسلمانوں کا حملہ ہوا تب انکی تہی نامی ہن کا سردار بھی مع اپنی جمیت کے مقابلے کے واسطے دیگر ہندو کے شامل ہوا تھا۔ قدیم روایت سے سکندر اس قوم کی دریا سے چھیل کے مشرقی کنارے پر قدم مقام معروف باڈولی پر تھی اور سہ گرجاوری کا مشہور مندراکٹ رئیس کی شادی کا مقام ہے۔

اس قوم کے چند گھر تری ساندلی میں بڑودہ سے تین کوس اور ایک گاؤں جزیہ نماہنے میں موجود ہیں۔ گودیل ہوکر دیگر اقوام میں شامل ہو گئے ہیں۔

بالا

مورخوں نے اس قوم کو راج کل میں لکھا ہے ان کا دعوے ہے کہ ہم سورج منسی میں اور بالائیانا نامی ہمارا مور شاہی رام کے ایک بیٹے کی اولاد میں تھا انکی اول آبادی سوراشٹر کا تھا اور ان کے اس مقام پر تھی جو نہایت قدیم زمانے میں ڈھاک کہلا تا تھا البتہ ان کی تنگی بنیم کہلایا۔ قرب جوار کا ملک فتح کر کے اس کا بالاکھتیر نام رکھا اس ملک کا دار الحکومت بلجھی پورہ تھا اور خود بلقیب بالاراٹے مشہور ہوئے۔ اس طرح ان کو میواڑ کے کہلونوں سے قرب کا دعوے ہے۔ مگر بالاندزبیس میں ہونیکا دعوے کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اردو واقع دریا سے سندھ کے گمران تھے۔ کالی بھی بالادان میں سے نکلتے دعوے کرتے ہیں۔

اُن کا لقب فرمانروایان ملتان دھڑے ہے۔ تیرہویں صدی میں بالادون کو میواڑ پر حملہ کر کے
طاقت تھی اور مستہور ناہمیر کی اول مہم یہ ہوئی کہ اس نے جی ٹولہ کے بالائیس کو مارا
تھا لھانک کارائیس بھی بالا ہے اور یہ قوم اب بھی بڑی سمجھی جاتی ہے۔

بے تودہ یا کمرنی

یہ قدیم نسل ہے اور اس کو راجپوت کہتے ہیں اگرچہ نسل جھالاکے کا ٹھیا واڑ سے
بہر اسکو بھی کم جانتے ہیں مگر اسی کی طرح اس کے نام سے بھی اس ملک کا ایک حصہ جیواڑ
کہلاتا ہے اس قوم کے رئیس کے قبضے میں جزیرہ مناکا مغربی ملک ہے رئیس رانا کہلاتا ہے اور
اسکا مسکن پور بندر ہے جیواڑ کے بھاٹ کہتے ہیں کہ اس نسل کے ایک سو تیس راجہ زمانہ
سلف میں ہوئے ہیں اور آٹھویں صدی عیسوی میں اُن میں سے ایک کی شادی
دہلی کے نور خاندان میں ہوئی تھی۔ اُس زمانے میں جیوہ کا نام کمر تھا اور دار الحکومت گوہلی تھا
کہتے ہیں کہ بارہویں صدی میں سہل کمر رئیس گوہلی سے شمال کے حملہ آوروں نے نکالا تھا۔
اُس وقت سے کمر نام جا رہا ہے اور جیوہ رکھا گیا یہ قوم ہومان سے کہ لشکر بندر بولے ہیں اور بولنے
کا دعویٰ کرتی ہے اور اسکی تصدیق میں کہتے ہیں کہ ہمارے رئیس کا ٹھیا واڑ کے رانا پونچھیر
یعنی دُوم دار ہوئے ہیں۔

اور یہ اُن کی جہالت ہے ہومان علم ہے راجہ کرناٹک کے بھائی سگر لوی کے وزیر اعظم
اور رانا کا جبکہ راجپوت کی بی بی سینا کو جنگل سے لٹکا کر راجہ راون جبراً اپنی سہیلی لے گیا
تو راجپوت نے آغا جنگ سے پیشتر ہومان کو راون کے بھائی کو بھجوا یا جسے صلح
سے راون راہ راست پر نہ آیا تو ہومان سینا کو تسلی و شفقت دیکر واپس چلا آیا۔

گول

یہ ممتاز نسل کسی قدر واجبت سے سورج منسی ہونیکا دعویٰ کرتی ہے گولوں کی
بود و باش جو ناگھیر گڑھ میں لونی ندی کے غم واقع میواڑ پر تھی۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ کتنی مدت
تک رہی۔ انھوں نے اس مقام کو اصل بھیل رئیس مسے کہتے ہیں سے لیا تھا۔ اور میں

پشت تک قابض رہو۔ بعد ازاں باہمی مدد عیسوی میں راہطوروں نے ان کو بیدار کیا وہاں سے سارے شتر یعنی کاخیا و اڑیں چاکر انھوں نے پیرم گڑھ میں قیام کیا۔ یہ مقام بھی تباہ ہوا تب ایک شتر بگ وائیں پٹھری اور دوسری شتر سینور میں مقیم ہوئی اور بھون بگڑا اور گوشت شہر آباد کئے۔ گوہوں کا مسکن بھون بگڑ خلیج نے ہی کے کنارے پر واقع ہے اور سارے شتر کا مشرقی حصہ گولوارہ کہلاتا ہے۔

دوویہ

اگرچہ اس نسل کا نام کل کرسی ناموں میں ہے مگر اس کی تاریخ سابقہ بالکل مفقود ہو گئی ہے البتہ اس قدر معلوم ہے کہ پرستی ملج نے ان کو فتح کرنے میں اپنا بڑا فخر سمجھا تھا۔ ایک دوویہ نسل کا بھٹا کر سردار گڑھ سیوار کے ماتحت ہے۔ تین میں پچیس ہزار سالانہ کی جاگم رکھتا ہے۔

چیت دلیہ

ان کو بعض مورخین نے راجپوتوں کی چھتیس نسلوں میں سے لکھا ہے یہ لوگ باہیہ صدی عیسوی میں بہت زبردست تھے اور کل سرزمین واقع دریائے جہنا و نندھا جو اب ہندیلون اور بانھیلون کے قبضے میں ہے ان کے تحت میں تھی۔ ان کی پرستی ملج سے لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی سے چند بے پشت ہو گئے اور گھیر والون (ہندیلون) کو فتح آسان ہو گئی۔

گھیر وال یا ہندلیہ

راجستان کے راجپوتوں میں گھیر وال نسل کا حال معلوم نہیں ہے اور اگرچہ وہ بہادری کے ان کو اپنی عظمت کے لائق سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی اصل میں اعتراض کر کے رشتہ داری کے لائق نہیں سمجھتے ہیں۔ گھیر وال نسل کی قدیم ریاست کاشی یعنی بنارہ میں تھی اور کامورث اعلیٰ مہور تاج دیو تھا اس سے ساتویں پشت میں جیٹونڈ نے بڑا جاگم بندو باسنی پر کر کے اپنی اولاد کو ہندلیہ کا لقب دیا۔ اس سے گھیر والون کا نام ہندلیہ

ہو گیا۔ اور جس ملک میں اسی نسل کی مختلف شاخیں بجائے چند یون کے مسکن گزین ہوئیں
وہ تبدیل کہند کہاں ہے۔ چند یون نے بڑی طاقت حاصل کی۔ ان میں سے دھوکر شاہ نے
بیٹوہ ندی پر شہر اور پور آباد کیا۔ اور نرسنگ دیو راجہ اور چھ لے جہانگیر کے ایما سے اکبر اعظم کے
وزیر ابو الفضل کو ہلاک کیا۔ زمانہ اکبر سے انتہائے سلطنت مغلیہ تک چند یون نے کل
بڑی مہمات میں نامور کیا حاصل کی۔ اور چھ کا بھگوان شاہ جہان کی فوج کا سردار تھا اس
کا بیٹا سپ کرت اورنگ زیب کی ہم کن میں نہایت ممتاز سپہ سالار تھا۔ اور
وکیٹ میدان جا جو میں مارا گیا۔ اب بندرے بندہ لکھنڈ میں پتا۔ چوکتار۔ اور چھ۔ اور
دیتا وغیرہ ریاستوں پر خود مختار ہیں۔ مگر لقب گھیر وال ان کے صرف اصلی گھروں میں ہے۔

بڑو گوجر

یہ نسل سورج بنسید ہے۔ اور صرف یہی ایک نسل رام کے خلف کلان کو
اولاد میں ہونیکا دعویٰ کرتی ہے لیکن بھاگوت وغیرہ سے نو کے اولاد ہونے کا یہ نہیں جلتا
اسلئے بڑو گوجروں کے اس دعویٰ کھیلے ثبوت درکار ہے بڑو گوجروں کے قبضے میں ہونڈا کا
بہت ملک تھا اور قلعہ راجپور کہ راج گڑھ واقع راج الور سے پندرہ میل مغرب میں ہے
انکا دار الحکومت تھا راج گڑھ اور الور بھی ان کے قبضے میں تھے راجور دیوئی کی قلیل ریاست
کا بہت قدیم دار الحکومت تھا وہاں کے حاکم بڑو گوجر نسل کے راجپور تھے۔ راجور کے بڑو گوجروں
کو مسلمان بادشاہوں کیساتھ رشتہ داری کا موقع ملا۔ جس زمانے میں راجہ سوانی چنگ
بطور صوبہ کے ملکوں کی حکومت کرتا تھا بڑو گوجر اپنے مختصر بائیسویں سے سلطنت کی نوکری
کرتے تھے اور اس زمانے میں انویں شہر لب و راکنگ میں متعین تھے ایک بار راجہ
جے سنگ نے ایک بڑو گوجر کے ہاتھ سے بھالے کا زخم اٹھا کر فتح سنگ بن سیرو نے کو کہ ڈیڑھ سو
ٹھاکروں کا افسر تھا یا پنجزار سواروں کے ساتھ بڑو گوجروں کی تباہی کے لئے بھیجا اس نے
خیبر پٹن کر کہ بڑو گوجر رئیس گنگوہر منانے کے واسطے راجور سے جاتا ہوا وہ بھی روانہ ہوا اور قاصد
کی زبانی کہلا بھیجا کہ فتح سنگ بن سیرو پتہ لے سلام کہا ہی اور خود بھی آتا ہے نو جوان بڑو گوجر
نے کہ لڑائی سے بالکل بے خبر تھا اور تہوار کی خوشی میں مصروف تھا۔ قاصد کو مروا ڈالا۔ اور

فوج کے پہنچتے ہی خود بھی مر بار کر قتل ہوا۔ اس طرح جیسے سنگ نے دھولی اور راجہ سی پڑ گوجر کو
کو بے دخل کیا اور ان کو ملک پر قید کر لیا۔ کل ملک عو اب اور کی ریاست میں داخل ہو
اُن کے قبضے میں تھا اور بہت قیدیم مقام اور بڑے گوجر دن کا دار الحکومت ہے چند بجھاٹ
نے اسکا حال بہت لکھا ہے اور پختی راج کی لڑائیوں میں بڑے گوجر دن کا بہت ذکر ہے۔
مجھو الون نے بڑے گوجر دن کو اس ملک سے خارج کیا تب ایک گروہ نے الون پہلے
دریائے گنگا میں پناہ لی اور وہاں سکونت اختیار کی۔

سکروال

یہ قوم راجپوتانہ میں کبھی مشہور نہیں ہوئی ہے اور نہ اب کوئی اُن میں سے
خود اختیار نہیں باقی ہے اگرچہ اُن کے نام سے کنارہ راست دریائے جمیل پر ضلع
جاؤوتی سے تھی ایک ضلع سکروالہ مشہور ہے اور اسی طرح مہاراجہ سیندھیا کے علاقے
میں داخل ہے یہ لوگ اب صرف زراعت پیشہ رہ گئے ہیں۔ اس قوم کی وجہ تسمیہ
تسمیہ سیکری فریب فتح پور سے ہے کہ وہاں کسی زمانے میں اُن کی خود اختیار ریاست تھی

بلیں

یہ قوم چشتی راج کل میں سے سمجھی جاتی ہے گرچہ کئی فہرست میں نہیں
ہے اور شمار پال خیر میں اس کا کچھ ذکر ہے اس سے سورج منس کی ایک شاخ
معلوم ہوتی ہے۔ اب یہ لوگ بکثرت ہیں۔ اور ایک وسیع ضلع واقع ملک دہ آہ
گنگا و جنا میں اُن کے نام سے بلیاؤں کہلاتا ہے۔

داس

یہ قدیم قوم ہے اور اسکی بود و باش لب دریائے سندھ جہاں اُس
کا تعلق سے القبال ہوا ہے تھی۔ اگرچہ اس قوم کے لوگ چشتی کلوں میں سمجھے جاتے
ہیں۔ مگر اب اُن کا کچھ تہ و نشان نہیں ہے جیسے لیر کے بھائی اُن کی تاریخ میں اُن کا

ذکر ہے اُن کے نام اور مقام مسکن سے گمان ہوتا ہے کہ وہ یہی لوگ تھے جن کو سکندر نے داہیہ لکھا ہے۔

جُوہیہ

یہ قوم اُسی سرزمین میں رہتی تھی جہاں داہیہ تھی۔ اور ہمیشہ اُس سے متفق رہی ہے۔ مگر گاڑھ میں ہو کر ہندوستان کے شمالی جنگل میں پھیل گئی اور قدیم تاریخ میں جنگل دیس یعنی ہریانہ۔ بھٹ نیر اور ناگور کے راجا کہا جاتا ہے۔ یہ قوم بھی اب معدوم ہے جوہیہ اور داہیہ جوہیکا نیر میں ہیں کسی زمانے میں راجپوت تھے۔ اب اہل اسلام ہیں۔

موہل

اس قوم کا صرف اسی قدر حال معلوم ہے کہ ریاست حال سیکانیر قائم ہوئی اُس وقت تک بڑے خطہ ملک پر آباد تھی کہ راجپوتوں دن کے ان کو تباہ کر کے نکال دیا باتفاق اقوام مانن و ملائی۔ و مالیک کے کہ اب سب مسجدوں میں موہل ملی کی اولاد میں تھی۔ اور مالی جنکا دار الحکومت ملتان تھا سکندر کی دشمن تھی۔ ملتان اصل میں موہل تھا۔

داہریہ

کمار پال چتر کے بموجب اینل جپتیس سکون میں سے ہیں جن رئیسوں نے سلما فون کی حملہ آوری پر چٹوڑ کی مدد کی داہر دیس تھی نامی دتیل کا راجہ تھا تاریخ جتوڑ میں اس رئیس کا ذکر اگرچہ مختصر ہے مگر بڑی عزت کیساتھ لکھا ہے کیونکہ یہی داہر ملک سندھ کا کلی مالک تھا۔ اور اُس کے دغا سے مارے جانے کا حال ابو الفضل نے مفصل لکھا ہے ۹۹ ہجری میں خلیفہ بغداد کے سپہ سالار قائم نے اُس پر حملہ کیا۔ اور کمال سختی سے پیش آیا۔ مگر معلوم نہیں کہ داہر اُس رئیس کا نام تھا۔ یا اُسکی

قوم کا نام تھا۔

دایمہ

اس قوم کا صرف بڑا نام بانی رہ گیا ہے جن کی مہات و سخاوت کو بھاٹ ٹپے
فخر سے مشہور کیا کرتے تھے۔ ان کا نام القناتے مدت سات صدی سے صرف کتاہون
میں رہ گیا ہے دایمہ بیانہ کا راجہ اور پرتھی راج چوہان کے زیر دست سرداروں میں سے
تھا۔ اس خاندان کے تین بھائی سلطنت میں بڑے عہدوں پر ممتاز تھے اور جس علاقے
میں کہ ان میں سے بڑا بھائی کے ماس وزیر رہا ہے چوہانوں کی تاریخ میں نہایت عمدہ
زمانہ گذرا ہے۔ وہ دشمنوں کے حسد سے مار گیا دوسرا بھائی پرن وزیر سرحد پر بمقام لاہور
سپہ سالار تھا اور تیسرا چاند۔ شہاب الدین غوری کیسیا تہہ پر پرتھی راج کی پہلی لڑائی
میں یہ اسکی فوج کا افسر تھا۔ اسی جنگ میں کام آیا۔ شہاب الدین کے نو زونوں
بھی دایمہ چاند رائے کی شجاعت کی داد دی ہے اور اس کا نام کھاٹے رائے
لکھا ہے۔ چوہانوں کی سلطنت کیساتھ لٹل بھی معدوم ہو گئی۔
ان کے سوا سب روایہ دایے۔ سنگار۔ سکر وال۔ بکمیہ۔ راج پالے۔ سلار
یا سلار۔ یہ تو میں بھی راجپوتوں کی کہلاتی ہیں اور بھٹانوں کی فخرست میں درج ہیں۔
مگر اب ان کا حال معلوم نہیں۔ شاید اگلے زمانے میں مشہور ہوں نہ ان میں سے کسی کے
پاس ملک ہے نہ تعداد میں زیادہ ہیں صرف قوم سنگار کی ہایک ریاست لبر
دریائے جینا پائی جاتی ہے۔

مسنہ نشینی کا قاعدہ

راجپوتوں میں یہ رواج ہے کہ اگر چھوٹا لڑکا ایک دفعہ بجائے بڑے کے
قابل سیاست ہو جائے تو گو ہمیشہ ایسا نہ ہو مگر عہد بڑے کی اولاد ہمیشہ کو اس سے
محروم ہو جاتی ہے اور بڑی اولاد کو عہد چھوٹا بننے انہیں ملے سکتا۔
ساکھا یعنی شاخین۔ راجپوتوں کی قوم کے ہر ایک نامور آدمی کے نام سے اس

کی اولاد علیحدہ گوتہ سے مشہور ہوتی ہے۔ جیسے کچھواہوں میں بن سیر کی اولاد بنویر پوتہ کہلاتی ہے اور شیخ جی سپر سول کچھواہ کی اولاد شیخادت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور سیسود یہ چوڑا کی اولاد چوڑا دت کہلاتی ہے کچھواہ کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑتا ہے جس طرح مارواڑ میں رہنے والے مارواڑیوں اور سیرت والے میرتہ کہلاتے ہیں اور سیسودا گاؤں کی بود و باش سے سیسود یہ مشہور ہوئے ہیں۔

سردار یا جاگیر دار

راہچوانہ کی ہر ایک ریاست میں تین چار درجے کے جاگیر دار ہوتے ہیں جن کو کسی فوجی کارگزاری یا رئیس کی رشتہ داری سے جاگیر بنی ہیں اول گروہ کی جاگیر بن پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ملتی ہوتی ہیں۔ ان کو سال بھر میں دس سہرہ وغیرہ جنسوں میں یا کسی خاص شادی عتی کے مواقع پر راجہ دہلی میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ میواڑ میں تین چار مہینہ جے پور اور جودپور میں سالانہ فوج کی معمولی جمعیت حاضر رکھنی پڑتی ہے۔ پہلے زمانے میں یہ لوگ فوجی افسر مقرر کئے جاتے تھے جس کے ذریعہ سے عمدہ کارگزاری دکھانے پر جاگیر و انعام پاتے تھے اب جنگ فساد کا کم اتفاق ہوتا ہے کسی بڑے معاملے میں صلاح لینے اور سرکاری عہدہ داروں کی مشورائی کا کام ان کے سپرد کیا جاتا ہے ان کی تعداد دس سے بیس تک ہوتی ہے جیسے اودھ پور میں سولہ جیسپور میں بارہ اور جودپور میں آٹھ گنتی جاتی ہے اب کسی قدر تبدیلی سے ان میں کمی بیشی ہو گئی ہے کیونکہ ریاستیں چاہتی ہیں کہ ان کی لاؤڈی میں جاگیر بن خالصہ ہو جائیں اور سبقت نہ رکھا جائے ان میں اول درجہ کی ریاستوں کے سوا لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر بن کسی اور جگہ نہیں ہیں۔ صرف کوٹے کے راج میں اس قسم کے دو تین سردار ہیں۔

ایک درمیانی یا منجھولہ درجہ اس قسم کے سرداروں کا ہوتا ہے جو رئیس کے اہل خاندان ہونے کے سبب خاص عزت رکھتا ہے اور جن کو بابا اور بہا راج خطاب

سے چکا جاتا ہے ان کی جاگیریں بیس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک ہوتی ہیں اور ان کی تعداد میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے رئیس کے ادا لگنے چاہنے کی صورت میں ان میں سے قریب رشتہ دار اور مناسب معلوم ہوتا ہر بڑے درجے کے سردار و اہلکار لوگوں کی صلح اور سردار انگریزی کی منشاء سے والی ریاست کا جائزین بنایا جاتا ہے۔
دوسرا گروہ دس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک جاگیریں پاتا ہے بعض وقت ان میں سے بھی رئیس کے صلح کار اور ملکی یا فوجی عہدہ دار بن جاتے ہیں یہ پہلے گروہ کی بر نسبت صدر میں زیادہ حاضری دیتے ہیں اور ان کی تعداد چالیس پچاس تک ہوتی ہے۔

تیسرے درجے کے جاگیر داروں کی زمین پانچ ہزار روپیہ سالانہ یا اس سے کم گذر کے لائق تک ہوتی ہے یہ اکثر ریاست کے علاقوں میں خاکمونی کے پاس بطور دکان فوج کے حاضر رہتے ہیں اور کسی ضرورت پر صدر میں بھی طلب کئے جاتے ہیں۔ جہاں ان سے کوئی ضروری نوکری لی جاتی ہے یا کسی دوسرے سردار و عہدہ دار کو فساد و فتنہ کو انہیں ریاست کی فوج کے شال بھیجا جاتا ہے ان کا شمار بڑی ریاستوں میں کئی سو تک ہوتا ہے۔

یہ سب جاگیر دار ریاست کو معمولی خرچ اور ضرورت کے وقت معمولی امداد دیتے ہیں بڑا تصور یا فساد کر کے سزا میں جاگیر تفسیر یا کسی دوسرے رشتہ دار کو دی جاتی ہے کوئی حد نہ ہونے کی حالت میں خالصہ ریاست کے شال کی جاتی ہے۔

سروا دون کے سوا دوسری قسم میں خیرات یعنی مندر پر ہنوں اور پوجا وغیرہ کی جاگیریں بھی جاتی ہیں جن سے اکثر محصولات معاف ہیں۔ تیسری قسم میں اہلکار کی جاگیریں بھی جاتی ہیں جن کی سالانہ آمدنی دس یا بیس ہزار سالانہ سے زیادہ نہیں ہوتی ان جاگیر داروں کے عووض بعض جگہ حاضری و ملکی کام لیا جاتا ہے۔ اور بڑی تصور پر آسانی سے ضبط کر لی جاتی ہیں۔

چوتھیا بڑے بڑے جاگیر داروں سے بہت دفعہ ریاستوں کو فائدہ اور نقصان پہنچا رہا ہے۔

کیونکہ صرف دشمن کے مقابلے میں جاگیردار ریاستوں کے مددگار پائے گئے ہیں لیکن وہ خود اپنی معاملات میں ریاستوں کا زیادہ دباؤ پسند نہیں کرتے اس طرح آپس کی بخش و فساد میں جو خیابان اور نقصان ظاہر ہوتے ہیں ان سے باہر کے دشمنوں کو فائدہ اٹھانے کا خوب موقع مل جاتا ہے سرداروں کو سزائے سرکشی دینے کی ریاست کو قوت نہیں اس علم سے ان کے غرور و متروک و لاپرواہی میں اضافہ ہوتا ہے بعض سردار سارقوں کو پناہ دیتی ہیں اور مال سرحد میں سے حصہ لیتے ہیں ہر ایک جاگیردار اپنی علاقے کا حاکم مطلق ہے اور فوجداری و دیوانی میں اختیارات کلی استعمال کرنا ہے۔

باب اول تاریخ میواڑ میں

اس میں ریاست ہائے اودھ پور۔ شاہ پور و نگر پور۔ بانسواڑہ اور پرتاپ گڑھ کا حال ہے۔

فصل اودھ پور کے بیان میں

مضمرانیہ

ریاست اودھ پور جسے میواڑ کہتے ہیں اول درجہ کی ریاست ہے اس کے شمال میں اجمیر کا انگریزی ضلع و میہ داڑ اور گوڈاڑ علاقہ جو میواڑ۔ مغرب میں گوڈاڑ۔ سرہی۔ مہی کانڈ۔ جنوب میں بانسواڑہ۔ ڈونگر پور۔ پرتاپ گڑھ۔ مشرق میں جاوہاؤ۔ پنج علاقہ گوالیار۔ نیماہیرہ پرگنہ ٹونک گوڈ پور می اور میواڑ کے چند دیہات واقع ہیں خطوط عرض البلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۶ دقیقہ اور ۳۵ درجہ ۵۶ دقیقہ۔ اور طول البلد مشرقی ۷۲ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۳۸ دقیقہ کے درمیان۔ اس کا طول شمال سے جنوب کو ۵۰ میل اور عرض ۳۰ میل رقبہ ۱۲ ہزار چھ سو اسی میل مربع اور ایک روایت کے بموجب گیارہ ہزار چھ سو چودہ میل مربع اور یہ بھی دیکھا ہے کہ اس کا رقبہ تخمیناً ۱۷۴۵۳ میل مربع ہے آبادی ۱۹۱۱ء میں ۱۲۴۲۵۱۸ متعین تھی۔ اس میں ملک کے شمال سے مغرب کو اربن پہاڑ دیوار کی طرح چلا گیا ہے جس کے سلسلے ہوئے

مشرقی علاقے کے سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اب آمدنی اور دیواری کی چالیس لاکھ روپے
 سالانہ کی ہے۔ شمال مغربی علاقہ جس کو ضلع کوٹھل میں کہا جاتا ہے پہاڑیوں سے بھرا ہوا
 اور بلند ہو لیکن اسکی زمین نہایت سرسبز ہے جس میں گنا استقد کثرت سے پیدا ہوتا ہے
 اگر دوسری جنس کے لئے جگہ کم ملتی ہو اور بعض طرف پہاڑی چشمی ہمیشہ جاری رہتے ہیں
 جن کے گرد سایہ دار درخت عمدہ معلوم ہوئے ہیں۔ جائی آم کے درخت شریفیہ کے جنگل
 اور مختلف پھل پھولوں کے جھاڑ اور پھول بغیر عجب لاوارث نظر آتے ہیں۔ جن میں
 بے شمار لنگور اور دیگر وغیرہ جانور اپنا گھر کرتے ہیں۔ ویران مقامات کے میوے اکثر پھل
 درختوں پر سے بلا قیمت لئے جاتے ہیں جو آبادی میں جا کر بیٹے ہیں۔ سیواڑ کے مغرب و
 جنوب میں بھی کثرت سے پہاڑ اور جھاڑ ہیں۔ لیکن زمین شمالی علاقے کے موافق
 سرسبز و عمدہ نہیں ہے پھلیوں وغیرہ کی آبادی اسی طرف زیادہ ہے مغربی علاقے میں کلا
 کی سرحد پر جوڑہ۔ اولکھ اور پانسرہ وغیرہ ایسے سرداروں کی جاگیر ہیں۔ جو خراب
 علاقے اور جنگلوں کے سبب قوانین خدمت گذاری کے کم پائید ہیں۔ اس خاص علاقے
 کو سبھوٹ یعنی زمیندارہ کہتے ہیں۔ اور ان کی کارروائی چھاتی کھیر والہ کے کانسیر
 کی معرفت راج کے متعلق ہوتی۔ جنوبی علاقے سے مشرق کی طرف بھی پہاڑ اور جھاڑی
 چلی گئی ہے جس میں سلونیر۔ سادڑی اور کالوڈ وغیرہ سرداروں کی علاقے ہیں۔ ان کے
 بغیر کسی قدر پر تاب لکھ اور اکثر جاوینج کا علاقہ حامل ہو کر ملک بھنیسروڈ لکھ اور کولہ
 وغیرہ جاگیریں اور مال لکھ و جہانپور وغیرہ خالصہ کے پر گئے آجاتے ہیں۔ جن کے مشرقی
 طرف کوٹہ و بوندری کی ریاستیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان تمام مقامات میں کثرت سے جاڑ
 اور پہاڑ ہونے کے سبب بغیر ضابطہ کے۔ اس میں نہیں مل سکتا گوشہ مشرق و شمال یعنی
 پرگٹہ جہانپور۔ شاہ پورہ و اجیر کی طرف سے اکثر سہوار اور زیادہ آباد عمدہ زمین آتی ہے جس کو
 اس ملک کے لوگ خاص سیواڑ کہتے ہیں اور جس میں بہت کچھ پیداوار کی ترقی ہو سکتی
 ہے اس صاف علاقے میں پھلیواڑہ۔ راسمی۔ چوڑہ باگور وغیرہ خالصہ کے پر گئے اور
 بنیرہ و کاچھوارہ جاگیر شاہ پورہ وغیرہ کئی سرداروں کے ٹھکانے واقع ہیں۔ یہ ہوا زمین

جنوب و مغرب کی طرف چکر سو میل لمبائی کے بعد خاص اودے پور سے آٹھ میل قاصلی پر ختم ہوتی ہے۔

تالاب

تالاب بھی سیواڑ کی خوبیوں میں سے ہیں جن کی اس ملک کو بڑی ضرورت تھی ان میں سے بہت بڑے چار تالاب ہیں۔
 اودے سالوار ریاست سے چھ میل مشرقی طرف ایک ندی کے بہاؤ پر دیواری گھاٹ کے پاس بہاؤ میں رانا اودے سنگھ نے بند باندھا ہے تالاب بنوایا۔ جو کرمی میں سرد اور سیر کی جگہ سمجھا جاتا ہے جس سے نام تالاب کا اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف بہاؤں نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف اودے سنگھ نے ایک دیوار مقبوط و بلند بنی ہوئی بنائی ہے آبشار ہائے غریب نظارہ فریب کر لے ہیں۔ جن سے دہشت و حیرت ہوتی ہے۔

راج سمندر۔ تیس میل مشرق و شمالی جانب ہے۔ اسکو بازار سنگھ نے اپنے راج کے سالوین برس میں جبکہ قحط اور وبا پھیلی ہوئی تھی رعایا کی مدد کے واسطے ایک ندی کو روکنے کے بعد تانافے لاکھ روپے کا چندہ جمع کر کے سات سال میں تیار کر یا روپیہ کا زیادہ حصہ خوشی اور خیرات میں صرف ہوا۔ اگر سب رقم تالاب میں ملتی تو بہت زیادہ رونی واپس نہ وغیرہ بن جاتے ہیں تالاب کے کنارے پر ایک قصبہ راج بنکر بھی رانا کے نام پر بسایا گیا ہے اب ایک پرگنے کا صدر مقام گنیا جاتا ہے اس تالاب کی پال کو لوچکی کہتے ہیں۔ اور جس کے برجوں میں راناکا تعریف کے شعر کائے پتھر دیں پر کھدے ہوئے ملے ہیں۔ اس سے سیواڑ کی پرانی کارگیری معلوم ہوتی ہے اور جسکو دیکھنے کے لئے اگر لوگ اودے کے مالدار آدمی کسی ملکوں سے آتے ہیں۔

جے سمندر تالاب جسکو گھنیر بھی کہتے ہیں اور جس سے بڑا کوئی تالاب ہندوستان میں نہیں ہے اودے پور سے چونتیس میل جو جنوبی طرف پہاڑی علاقے میں رانا جو سنگھ نے بنوایا ہے مگر یہ تالاب باعتبار صنعت راج سنگھ کے تالاب سے عمدہ نہیں ہے اس

بند کی دیوار طول میں دو میل سے کم نہیں ہے بڑے آثار و بلندی عمدہ مسائے سے تعمیر
ہوا ہوا اور اس کے استحکام کے واسطے خام لپٹہ پر بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فٹ
ہو اور کنا سے پرشکین ہے اس تالاب کا رقبہ باہر میل مربع ہے اور عمق بھی بہت ہے
پچھو لایہ پرانا بڑا تالاب خاص اور سپور کے مغربی طرف کئی میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا ہے
ابتدائی میں اسکو ایک بنجارے نے ایک پہاڑی نالے کو روک کر بنوایا تھا پھر کچھ دلیان
ملک نے اس پر اضافہ کیا۔ آگسیر بہت دلپذیر اور عظیم النظیر ہے بہت پورا چکلا گہرا ہے بڑی
پر فضا جگہ ہے۔ اس تالاب کے اندر پہاڑی قطعات پر بنے ہوئے چند مکانات جو جگ سنگ
اور جگ کو اس کے نام سے مشہور ہیں بہت عمدہ معلوم ہوتے ہیں جگ سنگ کو مہاراجا
جگ سنگ اول نے اور جگ سنگ اس کو مہاراجا جگ سنگ دوم نے بنوایا ہے۔ اس کے شمال
میں ایک اور بڑا تالاب ہے جو فتح ساگر کے نام سے مشہور ہوا اسکی پل پر اچھے محل
برج بنے ہیں اگرچہ یہ تالاب پہلے سے تھا۔ مگر پال کے ٹوٹ جانے سے پانی نہیں ٹھہرتا تھا
مہاراجا فتح سنگ نے اسکی پل از سر نو بنوا کر فتح ساگر سے موسوم کیا اسکی پل کے نیچے ہی
سہیلیوں کی باڑی دیکھنے کے لائق ہے ان کے سوا کھاسا کا تالاب اور بڑی کا تالاب
اور مانٹل کا تالاب اور تمپاسن کا تالاب وغیرہ ہیں۔

ندیون کا حال

میواڑ میں خاص اتنی ندیاں ہیں۔ کھاری۔ کوٹھاری۔ بناس۔ بیڑی۔ مگھ
چندر بھاگا۔ مانسی۔ گوتی۔ چیل۔ آڑ کی ندی۔ دوسری گوتی۔ جام اور سوم ندی۔
وہ ندیاں بڑی اور چھٹی کے لئے مفید ہیں جو اہلی بہاڑ سے ٹھکر مشرقی حصے میں بہتی ہوا
چیل دریا سے جالتی ہیں۔ ان کے نکاس کو بھی تفصیل اسطر ہے۔
کھاری۔ ندی دیوار کے پاس سے نکل کر تسمیندہ اور پورٹھ سے ہوتی ہوئی
ہو کر اجمیر کے علاقے میں جا چکی ہے۔
مانسی ندی سے نکل کر آگے ہوتی ہوئی پورٹھ کے پاس کھاری ندی میں بہتی ہے۔

ہے۔ کوٹھاری کھیر اور کھیری کے پاس سے نکل کر کر باگور سے جی ہوتی ہوئی ساگانیہ اور
کوڈو کوٹا کے قریب نکل کر تھارائے کے پاس بناس میں جا ملی ہے۔

بناس کا ٹولہ اور ایک بھاگل کے بیچ میں نکل کر تھارے دو ارا تازی کنڈیان راسی
اور پورے نوکر تھیر گڑھ اور بگڑھ کے پاس پہنچی ہوئی راج محل کے پاس جا ملی ہے۔ اور میواڑ کے
علاقے میں ایک سو میں مل ہی ہے۔

میشریچ اودے سار سے نکل کر اٹالا اور دھنٹ ہوتی ہوئی چوڑے کے پاس
کھیریری ندی میں آئی ہے اور اودے ساگر کا نالہ بھی اسی کو کہتے ہیں۔
کھیریری ندی جو چوڑے کے پاس پہنچی ہے پناہ تھیرے کے پاس سے نکل کر تھیرے میں
میں مل گئی ہے۔

چنبیل ندی جھنیر دھڑلہ کے پاس ہوتی ہوئی کوٹے کے راج میں جا ملی ہے۔
چند بھاگا ندی آہیٹ کے قریب کے گانے سے نکل کر ٹولہ ہوتی ہوئی تازی کنڈیان کے پاس
بناس میں آئی ہے۔

آڑا کی ندی بیدے کے پاس مگواں سے نکل کر اودے پور کے پاس آڑا اور گنگوے کے نیچے
پہنچی ہوئی اودے سار میں جا گری ہے۔

گومٹی روپ جی چار بھاگی کے پیادوں سے نکل کر راج سہد میں جا گری ہے۔
سوم ندی کھیر دھڑلہ کے پاس کے پیادوں سے نکل کر محرات کے علاقے میں جا گئی ہے۔
جام اور ووسری گومٹی وغیرہ گئی ندیاں انہیں پیادوں سے نکل کر کھیر میں جا گری ہیں۔

ت

کوٹھلیس میواڑ کی شمالی حد میں اودے پور سے پچاس میل اور بدھپور سے جنوب و
مشرقی طرف تیس میل ایک بلند گھات پر جہاں سے آہ پیدار راستہ آدمی گھوڑی
اور بیل وغیرہ کے گزرنے کے لائق ٹھکڑا ہے یہ قلعہ رانا کو بھاگا بنایا ہوا موجود ہے۔ جو دیوار دار

بہار پر دو میل طول میں چلا گیا ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار تین سو تریس فٹ بلند ہے اسکا محاصرہ طول طول ہونے کے سبب مشکل ہے۔ اکبر کے فوجی بخشی شاہ باخان کے سوا کسی نے اسکو مقابلے میں فتح نہیں کیا اسکے مشرقی طرف آمیت۔ دیوگرہ اور بدھنور وغیرہ کی جاگیریں واقع ہیں اسکو کو بھل گڑھ بھی کہتے ہیں

مانڈل گڑھ

قلعہ عمدہ طور سے ایک بہار پر بنا ہوا آڑاس میں دو پانی فار ساگر اور ساگری نام سے مشہور ہیں قلعہ پر اونچی لٹری ہے قلعہ کی چڑھائی میں پانچ دروازے ہوتے ہیں۔

بھینسر در گڑھ

یہ زمین سے کچھ اونچی نیگری پر بہت اچھا اور عقیدہ قائم بنا ہوا جس کے مندرجہ براہمنی ندی اور جنوب پورب جھے میں چمیل ندی کے شمال میں اچھی کھائی ہے یہ ندیاں تینوں طرف کھائی کی طرح اس گڑھ کا سجاو کرتی ہیں۔ گڑھ پر تیسے ہوئے آدمی چمیل ندی سے پانی بھر سکتا ہے پورب کی طرف گولے کو جانے کے لئے چمیل ندی آرتی پڑتی ہے۔

چنور گڑھ

اس قلعہ کو چھٹی صدی عیسوی میں راجہ جیتنگ سوری وغیرہ کا بنوایا خیال کرتے ہیں۔ اودے پور سے ۶۵ میل شمال مشرقی طرف اور نصیر آباد سے سو میل جنوب میں ہے اس پر ترک و نعل بادشاہوں کے زبردست ہند میں تین بار سخت فوجی حملے ہوئے کا ثبوت ملتا ہے یہ قلعہ تین ہزار فٹ بلند بہار میں پھیلایا ہوا ہے جس کا طول شمال سے جنوب کو تین میل کی طرف اور عرض مشرق سے مغربی طرف سوا دو میل تخمینہ کیا گیا ہے آبادی کے اندر سے اس کا ایک نہایت صاف اور چڑانا ہے جس میں درجہ موڑ یعنی پیچ آجانے سے چڑھائی کے تین حصے ہو جاتے ہیں اس لئے میں ایک سے شروع دو سو رادریالی اور نصیر آخری دروازہ ہی ان کے سوا مشرقی طرف ایک علیحدہ

چھوٹا دروازہ ضرورت کے واسطے رکھا لیا تھا جو اب بند کر دیا گیا ہے قلعہ پر فتح کی یادگار کے طور دو مینار بنے ہوئے ہیں۔ جن میں سے مشرقی سمت والا بہت پرانا ہے۔ اور مغربی حصے کا اس سے زیادہ بلند و خوش منہا ہے جسکو درمیانی پندرہویں صدی عیسوی میں رانا کو بھالے واسے کے محمود غلی پر ایک بار فتح پانے کی یادگار میں بنایا تھا یہ مینار چوبیس فٹ مربع چوڑے پر ایک سو بائیس فٹ بلند ہے۔ اس کے اندر نہ نیسے اور دریکے نیسے ہوئے ہیں۔ جن سے کئی میل دور تک کی سیر ہو سکتی ہے بیرونی سطح پر کھدائی یعنی کنہ کاری اور مورچین کثرت سے ہیں۔ جن کے چہرے مسلمان لوگوں نے قبضہ پانے کی وقت بگاڑ دیے ہیں۔

کھانیں وغیرہ

سواڑ میں دیہات کی کھانیں اور کئی تعریف کے لائق چیزیں پائی جاتی ہیں۔
لوہے کی کھان گالوں گنگرال اور سیکور کے نزدیک ہے ستار لوگ اپنا بازاروں کو جس پتھر پر رگڑ کر تیز کرتے ہیں۔ وہ ماڈل گڑھ کے قلعہ پر ایک کھان سے نکلتا ہے اور اسٹریسے سدھار لے کر سٹی کا پتھر کا چھوٹا لکے پاس سرستھلا اور چار بھوجا کے نزدیک ایک کھان سے نکلتا ہے۔ اچھی قسم کی چکنی سفید کھر یا سٹی گالوں منگروپ میں کھان سے نکلتی ہے فیلع بھیلواڑہ قلعہ یوہ میں تاملے کی کھان ہے یہاں اچھی کالی تبا کو بھی ہوتی ہے۔ لاوہ کے پاس گالوں اگر یاں اور سرراڑا ضلع کے گالوں موڑے کی کھان کے پتھروں کی بہت اچھی پٹیاں ہوتی ہیں۔ چوڑے پاس ماڈل وہ میں بڑی مضبوط ال رنگ کی پٹیاں ہوتی ہیں۔ جو عمارتوں کی چھت پانے میں کام آتی ہیں۔ راج نگر اور بارولی ضلع جہاز پور میں آرائش یعنی قلعی کا چونہ اچھا ہوتا ہے جو عمارتوں کی سفیدی میں کام آتا ہے۔ راج نگر کا سفید پتھر بھی مشہور ہے بھیلواڑہ میں قلعی کے برتن اور چوڑے میں مہندی اور سیکون میں ہرے رنگ کے کپڑے اور کالوڑ میں برگ تنبول اور دیو گڑھ کے کبیل اچھے ہوتے ہیں۔ بانسی اور دھر یا دوان دونوں علاقوں کے پہاڑوں میں اچھی قسم کی لکڑی ہوتی ہے انھیں پہاڑوں سے کیاڑہ یعنی بانس بلندی سے اور

ساکیناں اچھی آتی ہیں۔

شہر اودھ پور اور اس کا گرد و نواح

اودھ پور سے آٹھ میل شہر کی طرف ایک گھاٹا آتا ہے اس کے اندر راستے پر ایک بڑا دروازہ جس کو دیواری یعنی دیواری کہتے ہیں بنا ہوا ہے دروازے سے مغربی طرف ہندو سیل عرس اور بائیس میل پور میں ایک نامہ دارہ بلدیہ میں کاپی الائنڈ سیکرٹریٹ واقع آتا ہے جس کو یہاں کے لوگ سروالی یعنی خفیہ سپاڈیا کرو دیوار یعنی شہر کے پاس کا علاقہ کہتے ہیں۔ اس شہر زمین کے وسط میں جس کے شمال جنوب اور مغرب میں تمام ملک خستہ پتاروں سے بھرا ہوا ہے اور شرق میں صاف ملک کی حد پر دیا۔ سی دروازہ بنا ہوا ہے خاص شہر اودھ پور تالاب پھولا کے ستری کنر سے پر بسا ہوا۔ اس کو سنہ ۱۹۱۶ء مطابق ۱۵۶۰ء میں رانا اودھ سنگھ نے اکبر نامہ کے زور سے قدیم ریاست چتوڑ گڑھ پر رہنا محال سمجھ کر آباد کیا تھا شہر سے مغربی جنوبی بلند حصے میں تالاب گنا سے پر والی ریاست کے محلات سنگ مرمر و مندر کے بنوئے ہیں اودھ پور کے پاس ایک وسیع میدان ہے۔ اس کے گرد اگر دیوار سنگین کچی ہوئی ہے وہ چوگان بازی کے لئے بنایا گیا ہے۔ عرض البلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۲ دقیقہ طول بلد شرقی ۸۰ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے۔

نامی مندر

اودھ پور کے شمال میں اکلنگا کا مندر ہے جس میں مہادیو کی مورت ہے اور اسکو پیار اول نے آٹھویں صدی عیسوی میں بنایا تھا۔ مہادیو کو دینا کا پیدار لے والا مان کر پوجا کرتے ہیں اس مندر کی تیاری کے بعد سے اودھ پور کے رانا اکلنگا کے دیوان یعنی نائب کہلا لے لے۔ سمجھا نہ مانے میں غیر ملک کے دیوان یعنی سری کرشن کی مورت سوار میں آئے ہے اکلنگا کی پوجا میں کچھ کمی ہو گئی ہے۔ اسی جانب ناتھ دوارہ مقام میں سری کرشن کی پرائی مورت شہنشاہ عالم گہر کے خوف سے رانا راج سنگھ اول کے وقت میں متھرا سے لا کر تیرتھ کے طور پر قائم کی گئی ہے جب عالمگیر نے بنارس

اور پھر اے اکثر بڑے مندر توڑ ڈالے تو پجاری لوگ سری کرشن کی مورت کو ہر جگہ لے لے پھرتے تھے رات دن سگہ لے ان لوگوں کی سفارش میں بادشاہ کو عرضی لکھی تھی کہ ہر مذہب کے فقیر رعیت سے زیادہ حضور کو دعا دیتی ہیں۔ ان کو تکلیف دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ بادشاہ نے اپنے ارادے کو نہ ککا اور جب پھر اے پوجاری ہر طرف سے نا ائید ہو کر میواڑ میں آئے تو رانائے ان کو ایک گائوں سہاڑ نام میں جس کو آج کل ناتھ دوارہ کہتے ہیں دے کر بٹھرایا یہ وہی مورت ہے اور اسی جانب کانگرولی میں دوار کا دھیش کی مورت رکھی ہے۔ اور اسی جانب روپ جی اور چار بھوجا میں دشنو بھگوان کے مندر ہیں۔ ان مندروں میں قسم قسم کے ٹکوں کے آدمی پوجا کو آتے ہیں۔

میواڑ کے جنوبی پہاڑوں میں اودی پور سے چالیس میل پر رکھیا دیو جین مت کا شہر تیرتھ ہے۔ کرٹرا گاؤں میں جو اودے پور کے مشرق میں کپاسن کے پاس ہے جین پارکھ ناتھ کا پرانا مندر ہے۔

چنوشیور میں بھی جو جہان پور کے نزدیک ہے جین پارکھ ناتھ کی مورت ہے اور مندر ایک سہاڑ پر اچھا بنا ہوا ہے۔ پوسی بدی وسمی کو یہاں اور کرٹرا دواؤں جگہ میل ہوتا ہے شہر میں کئی دیشنواؤں کے خوبصورت مندر ہیں۔ جن میں جگدیش کا مندر جو محلوں کے نزدیک شمال کی طرف بڑی اونچائی پر بنا ہے بڑا ہی قابل تفریق ہے۔ شہر کے شمال میں فتح ساگر تالاب کے نزدیک ایک پہاڑ کی چوٹی پر بیچ مانا کا مندر ہے۔ جہاں پر ساون بدی اماؤس کو بڑا میل ہوتا ہے۔

میواڑ کے خاندان کا بیان

یہ ملک سیسودیا خاندان کے راجپوتوں کے تحت میں ہے اور سورج جنس کی مڑی شاخ میں شمار ہوتا ہے جو اودھ کے راجہ راجندر کی اولاد سے ہے وہ شمالی ہندوستان میں سورج جنسی بولے جاتے ہیں اور شروع آکھوین عہدی عیسوی کے اندر چوڑے قبضہ کرنے لگے۔ بابر اول کے بیٹے گہل کی اولاد میں ہونے سے کہلوت کہلائے پھر راجپ

کے سیسودا گائوں بسا کر وہاں رہنے کے سبب سیسود یہ مشہور ہوئے۔ اس خاندان کا لقب چٹوڑے لے کے بعد راول قرار پایا تھا۔ لیکن شروع چودھویں صدی عیسوی میں راہب نے مندر واقعہ حادثے پر ہارنیس کو جو رانا کھانا تھا شکست دینے سے رانا کا لفظ اپنے نام پر شامل کیا اور وہ اب تک اسکی قائم مقام اولاد کے لئے جاری چلا آتا ہے بہادر شاہ بن اورنگ زیب کی مہربانی سے مہارانا خطاب حاصل ہوا۔ جس نے امر سنگھ دوم سپہ رانا بے سنگھ دوم کے نام پر رانا کے عوض مہارانا کا لفظ اپنی فرماؤں وغیرہ میں لکھنا جاری کیا۔ اور اس خطاب کو اب تک فخر کے ساتھ یہاں کے والیان ملک اپنے ناموں کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

سورج نبی کی ولیمہ

گہلوٹوں نے مہاراجا کی پرستش شدہ دے کی اس سے پیشتر سون کی پرستش کرتے تھے اسلئے وہ سورج نبی کہلاتے تھے بعض کہتے ہیں کہ بابائے چوڑ پر قبضہ پانیکے بعد انالقب ہندوؤں کا سورج یعنی بزرگ لکھنا لین تھے پور کے پچھو ہے اور جو پچھو کے راتھو بھی تو سورج نبی ہیں کران کا پاپا سے کوئی رستے کا تعلق نہیں ہے اور یوں تو ہر ایک سورج نبی تلخ ادوہ کے راجہ نام چندر کی باداد میں ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

والیان میواڑ کی مسلمان بادشاہوں سے قرابت

یہ نثر خاندان ادوہ پور کی کو حاصل ہے کہ اس نے مسلمانوں سے قرابت کو اراکی۔ لیکن گتھ تواریخ میں مفصلہ ذیل باتیں پائی جاتی ہیں۔
(۱) آخر وقت میں عالمگیر نے بیٹے کو ایک خط لکھا کہ اس میں یہ فقرہ درآد پور کی والدہ شاد بجا رہی با من بودہ۔ ارادہ رفاقت دارو۔ اس فقرہ کے لفظ آد پور کے بڑے متاثرے دکھائے ہیں کوئی تو کہتا ہے کہ آد پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اس کے نکاح میں آئی تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ آد پور کی لڑکی جو پور کی ہے۔ سب سے زیادہ لطیف یہ ہے

جو فرنگستانی تارکون میں لکھا جاتا ہے کہ اودیپوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی۔ وہ جا رہی تھی۔ بہنے والی تھی ایک برودہ فروش سے داراشکوہ نے اسکو خرید لیا تھا دارا کی محبوبہ بھی تھی۔ یہی مخفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو عالمگیر نے اپنی بیوی بھائی کی دو بیویوں سے شادی کر لی چاہی ان میں سے ایک راجپوت تھی۔ وہ لوتہ ہر کھانے کو موجود ہو گئی۔ عالمگیر نے اس سے نکاح نہ کیا۔ مگر اس کے شہین بیٹی نے بادشاہ سے نکاح کر لیا فرنگستانی تارکون میں بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیاں ہیں جیسا کہ مولوی ذکار اللہ صاحب نے لکھا ہے۔ یہ ذکر عالم میں نکھا ہے کہ عالمگیر کی شہین بیٹی سے راجپوتی اور دیپوری والی مشہور تھی اسی کے بطن سے اکبر پیدا ہوا تھا یہ ایک بڑی بات تھی۔ کہ اس نے اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا تھا عالمگیر نے ہر چند چاہا کہ مسلمان ہو جائے لیکن وہ نہیں ہوئی۔ اور اپنی آبائی مذہب ہی جس میں اگر لائانی نہ تھی تو کسی سے بڑی بھی نہ تھی۔ عالمگیر کی چوتھی بیٹی مسیحی عورت تھی یہ کیشیا کی رہنے والی تھی کوئی کہتا ہے کہ یہ شاہزادی تھی اور کوئی کہتا ہے کہ پادری کی لڑکی تھی کسی نے اس کے باپ کو متاثر کر لیا اور اس سے داراشکوہ نے نکاح کیا تھا اس کے بعد عالمگیر نے نکاح میں آئی کسی مورخ نے سوائے دلیر اور جلال الدین شروانی کے مطلق عالمگیر کی مسیحی بیوی کا ذکر نہیں کیا اس سبب سے ہمارے ہندوستانی بھائی کم جانتے ہیں

(۲) اودے سنگھ خلیفہ رانا کو بھالنے اپنی بیٹی ماڈو کے بادشاہ کو دی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ صرف دینو کا وعدہ کیا تھا۔

(۳) جیون داس نے ناصر الدین بادشاہ مالوہ کو اپنی بیٹی دی۔ جس کا نام اراچی ہوئی کھا گیا۔

والیان میوار کو نوشیروان شاہ ایران کی نسل میں مل گیا

مستور مارشمن اور کرنل ٹاڈ نے خاندان میوار کو ایران کے بادشاہ نوشیروان کی نسل میں داخل کیا ہے جس کے پوتے خسرو پر دیند کو جبکہ وہ اپنی قدیمی سلطنت سے خارج ہو کر ملک روم میں چلا گیا تھا۔ روم کے عیسائی بادشاہ کی بیٹی بیاہی تھی اس وقت

سے پونے دو سو برس پہلے محمد ہاشم خفی خان نے بھی اپنی کتاب میں اس بار
کا ذکر کیا ہے لیکن وہ اس کو غلط بتا رہا ہے۔ کرنل ہمبس ٹاڈ نے مسلمانوں کے ہاتھ سے
ایران تباہ ہونے کے وقت کسی بڑے یا ایک مختصر ماہ یا لاکھ ہندوستان میں بھاگ
آنا قرار دیکر اس بات کو پختہ مان لیا ہے کہ اسکی اولاد یہاں رہی لیکن جبکہ درمیں
ساتویں صدی عیسوی میں یہ عہد خلیفہ امیر المومنین عمر بنی العہد تمام ایران مسلمان
سرخون کے ہاتھ سے فتح اور وہاں کا ناندان قید و قتل ہوا۔ تو اگر اس وقت کوئی ماہ
سیا کر سوراشر کا ٹیٹا وارڈ میں آئی بھی ہو تو یہ قول ٹاڈ کسی طرح ذہل بھی نہیں ہوگا
کیونکہ وہ ۵۲۳ء میں بر باد سے ایران سے سو برس پہلے تباہ ہو کر سوراشر کا
چکا تھا اور اگرچہ دو ہزار برس پہلے غیر ملک والوں کی بیان آمد و رفت خواہ رشتہ دار
جاری تھی لیکن جب مسلمان اور دوسرے لوگوں نے آتے ہی یہاں کے باشندے
دیا ناشر دغ کیا تو ہندوں نے بیاہ شادی تو دور کنا غیر لوگوں بلکہ اپنی بھی غیر خاندان
کے ساتھ کھانا پینا ایک چھوڑ دیا پس یہ ثابت پچھلے زمانے میں جبکہ ان پر ایرانیوں کا
دباؤ بھی نہ تھا۔ کیونکہ جانتے مانے جائے۔

تاریخی حوالہ

اودھ کے ابہ رام چند کا حال جسکو اول سورج منی راجہ کشواک سرست
لشیت میں گنتے ہیں کتاب راجن و غیرہ میں۔ سب لکھا ہے اس کے چھ بڑے بھائی
میں جا کر لاہور آباد کیا گیا۔ ناچکو پہلے لوگوں گنتے ہیں اکثر لوگوں نے بیان کیا ہے لیکن کوئی
اولاد کہیں سے ثابت نہیں ہوئی۔ جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس سبب سے راجہ کنگ
یانی بلجھی میں کنگش کی نسل میں سمجھا جاتا ہے جس کے نا واقعی سے دوسرے لوگوں
کوئی اولاد میں لکھنا چاہئے۔ کنگش میں نامی جس نے سورج منی بونیکا دھوے
شمال ہندوستان سے نقل مکان کر کے حسب بیان ٹاڈ سمت ۲۰۱ مطابق
میں سوراشر کی طرف جو قدیمی نام علاقہ سورٹھ یعنی کاٹھیا دار کا ہے جا بسا۔

نے وہاں کی حکومت پر مار قوم کے راہ سے چین کر بنگر آیا دیکھا۔ اٹھکی چار پشت بعد
 لیا سین نے وجیا پور اور مشہور دارالریاست یعنی کو تعمیر کرایا جس کا موقع دس میل سجاد پور
 سے شمال و مغرب کی طرف ہے بلجی کا شمالی علاقہ بھال کہلاتا ہے وہ غالباً قوم بالا وغیرہ کے نام
 سے نکلا ہے جو مع کافی وجہ لا وغیرہ کے ستھیا نسل میں سے یہ لوگ تانار سے پنجاب اور
 وہاں سے سواراشر میں کنک سین کی طرح چلے آئے بعد سورج منی راجپوتوں کے ساتھ
 بلجی رفاقت اور سہقان کے سبب راجپوتانہ میں بھی آکر شریک حال ہوئے۔

۱۲۵ھ سے ۱۲۸ھ تک تین سو اسی برس کے اندر بارہ پشت اس خاندان
 کا راج سوراشٹر میں رہا۔ جہاں کے آخری سلاوت کے دت بلجی سمٹھ مطابق
 ۱۲۸ھ میں کسی دشمن کے ہاتھ سے جس کو اکثر مورخ ایران کے ساسانی بادشاہ لاشریوں
 وغیرہ کی فوج اور رڈاکٹر بھاو دا اور مسٹر فارس وغیرہ کو عرفیہ کے لوگوں کو بن کے نام سے
 ایک علاقے کا نام گجرات مشہور ہوا۔ خیال کرتے ہیں غارت ہوا۔ شہر بھی تباہ ہوئی
 رہوئے ایک رانی نکلاوتی کے جس کو بعض لوگ ٹپپ بمعنی کنول سمجھ کر بتاوتی کہتے
 ہیں اور جوش وقت اولاد کی آرزو میں ایک دو رنند کے اندر نہ چڑھ پائے کسی تھی
 راجہ کا تمام خاندان قتل ہوا۔ رانی خیرنگر بہاڑی علاقے میں جا پھری۔ جہاں کچھ عرصہ بعد اس
 کے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام کشو اوت رکھا گیا اسکو بھی غلطی سے لوگوں نے گوہ لکھیا
 ہے۔ وہ بیٹے کو ایک بہنی لکھنا دینی نام کے حوالے کہ کے خود چار چل گئی یعنی سستی ہو گئی بعض
 کتابوں میں یوں لکھا ہے کہ بہار اشٹر میں ایک راجہ تھا جسکی راجہ عالی ناگارا تھی۔ جہاں کے
 راجاؤں کی قوت کو شمال باہن نے خاک میں ملا دیا۔ شمال باہن ایک رذیل قوم کا آدمی
 تھا۔ اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم کاراچوت سیسودیر کی نسل سے تھا۔ شمال باہن
 نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا۔ مگر ایک عورت اپنی بچے کے ساتھ چلن سلام لکھنے کل
 گئی اور ست پوری کے پہاڑوں میں اس شخص لڑکے نے پرورش پائی اور یہی لڑکا چوڑو کہلا
 کے مشرکائی ہوا۔ چوڑو کے رانا سے اوپوڑ کے رانا پیدا ہوئے۔ یہ بیان بہت گندہ اور
 غلط و خبط ہے۔

(۳۹) بھون سی (۴۰) بھیم سنگہ اول (۴۱) بے سنگہ اول (۴۲) گڑھ لچھمن سنگہ
 (۴۳) اسی دوم (۴۴) بے سی (۴۵) ہیرا اول (۴۶) کھیت سی
 (۴۷) لاکھا (۴۸) موکل (۴۹) گونجا (۵۰) رائے ل (۵۱) ساگیا سنگہ ام
 (۵۲) رتن سی اول (۵۳) بکرادت (۵۴) اودے سنگہ (۵۵) پرتاب سنگہ اول
 (۵۶) ارسنگہ اول (۵۷) کرن سنگہ دوم (۵۸) جگت سنگہ اول (۵۹) راج سنگہ اول
 (۶۰) بے سنگہ دوم (۶۱) ارسنگہ دوم (۶۲) سنگرام سنگہ دوم (۶۳) جگت سنگہ دوم
 (۶۴) پرتاب سنگہ دوم (۶۵) راج سنگہ دوم (۶۶) اسی سوم (۶۷) ہیرا سنگہ دوم
 (۶۸) بھیم سنگہ دوم (۶۹) جوان سنگہ (۷۰) سردار سنگہ (۷۱) سردپ سنگہ
 (۷۲) شیشو سنگہ (۷۳) سجن سنگہ (۷۴) مہارانا فتح سنگہ جی

بابا راول کا حال

بابا راول شخص ہی جس نے موجودہ خاندان یعنی ریاست میواڑ کی بنیاد ڈالی۔ اُسکی اولاد کے قبضے میں اودے پورہ، ڈونگر پورہ، بالنواڑہ اور پرتاب گڑھ چار ریاستیں راج پوتالے کے اندر موجود ہیں جن کے سوا ادبھی کئی رئیس اس خاندان میں سے ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں بابا کو ہوش بنبھالتے پرگائیں چرانے کا کام سپرد ہوا جب کا راج پوت اور دوسری قوموں میں سمجھ عیب نہیں گنا جاتا۔ اُس نے اپنی اس سے سنا تھا کہ میں جوتہ کے موری راجہ کا رشتہ دار ہوں۔ اس واسطے اس نے چوپانی کے پیشے کو چھوڑ کر جتوڑ کا راستہ لیا جہاں کہ خوبی قسمت نے اس کو پریشانی سے بڑے دریچے پر پہنچایا۔

جتوڑ آنے پر رشتہ داری کے سبب بابا کی بڑی قدر ہوئی اور وہ گذر کے لائق جاگیر پکرفج میں ایک افسر بنا لیا۔ جتوڑ سے عرصے میں موری راجہ کو کسی بڑے دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوئی جس پر اس کے تمام ماتحت سرداروں نے راجہ کی پدمزاجی اور بابا کی جلد ترقی سے جگر کنارہ کیا۔ بابا کو عمدہ موقع ملا کہ وہ تمام فوج کا افسر بن گیا اور وہ کی جاگیر میں مضبوط ہوئیں اور وہ شرمندگی اٹھا کر بابا کے شریک حال ہوئے دشمن

کوشکست دینے سے بابا نے تازہ ناموری اور قوت حاصل کی۔ اور تمام سردار موری
راجہ کو چھوڑ کر بابا سے مل گئے جن کی مدد سے اس نے واپسی کے وقت چٹوڑ پر حملہ کر کے
وہاں قبضہ کر لیا۔

ٹاٹو نے لکھا ہے کہ راجہ موری کے جن دشمنوں کو بابا نے شکست دی وہ عرب کے
مسلمان معلوم ہوتے ہیں۔ چٹکا اسر محمد قاسم تھا لیکن یہیں غلط ہو گیا کیونکہ محمد بن قاسم (۱۲۸۶ھ)
میں خلیفہ ولید کی طرف سے صرف سندھ وغیرہ پر حملہ کیا تھا اور کامیابی کے بعد واپسی پر
ایک الزام کے سبب وہ ہلاک ہوا۔ بابا کی پیدائش بقول کرنل ٹاٹو اس سے کچھ دنوں پہلے
اس واسطے چٹوڑ کے دشمن مغربی میوار کے فساد میں بھیلوں کو سمجھنا چاہئے۔ جنہیں
لوٹ مار کے عوض سزا دی گئی۔

چٹوڑ پر بابا کا قبضہ

میان کیا جاتا ہے کہ بابا جب سن ۱۲۸۶ھ میں اپنا ماسوں، بعد ملن پوری
کو نکال کر اپنے سرداروں کی سازش سے چٹوڑ پر قابض ہوا۔ تو پورے پندرہ برس کا تھا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات بھی سن ۱۲۸۶ھ میں ہوئی ہوگی۔ بعد ۱۲۸۶ھ یا ۱۲۸۷ھ
پیدا ہوا یہ وقت ایسا تھا کہ مسلمان بادشاہ ہندوستان میں موجود نہ تھے غرض کہ اس خاندان کا
میوار میں قائم ہوئے بارہ سو برس نے قریب نہ ماڑ ہوا۔

چٹوڑ پر قبضہ پانے کے بعد بابا اور اول کہنے لے۔ اگر مل ماڑ وغیرہ زبانوں وایتوں سے لکھتے ہیں
کہ بابا نے سو برس کی عمر میں وفات پائی اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ آخر عمر میں نرسالہ
کی طرف چلا گیا جہاں ذیروم کے لوگوں میں بیاباہ شادی کر کے بہت سی اولاد چھوڑ کر لیکن
یہ غلط ہے ایک مذہبی کتاب سے جو قائم ایک کتاب بابا نام ہے اور جس وقت تو اوپر
چار سو برس کی عمر ہوئی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بابا نے سن ۱۲۸۶ھ میں سیناں
یعنی دینا داری کو ترک کیا یہ اسی حالت میں گوارا کیا جاتا ہے بلکہ زندگی کی امید نہیں رہی
پس اس کے برس دو برس بعد بابا کا انتقال ہو گیا پانے جس کے حساب سے

اکیالیس سال کی عمر مہرتی ہے سوہرس کی تعداد بے ثبوت میرانے کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے جیسے کہ پرانے زمانے کے نامور لوگوں کی عمریں ہزاروں تک کہنا اولاد کا نمبر سیکڑوں تک پہنچانا اور ان کی ذاتیں خدائی اوصاف قائم کر دینا ایک معمولی بات ہے۔
 ٹاڈ صاحب لکھتا ہے کہ ابراہیمیت بابا کا چھوٹا بیٹا جو چوڑ کی پیدائش تھا۔ باب کے بعد مندر پر بیٹھا اور بڑا بیٹا ایل یا سیروراج ملنے سے پہلے پیدا ہوا تھا حکومت شیخوہم پر سوراشٹر کا مالک جانا۔ یہی صحیح نہیں ہے اس طرح کہ چودہ یا پندرہ برس کی عمر میں بابا کا چوڑ لینا مانا جاتا رہی۔ یقین نہیں آتا کہ اسکے پہلے سے کوئی بیٹا موجود ہو کیونکہ بابا کی نابالغی کے علاوہ راجپوت لوگ کم عمری میں شادی بھی نہیں کرتے تھے۔ بابا کا بیٹا ایل ورج ہے جس سے یہ قوم کہلاتی یعنی گہل کی اولاد کہلاتی ہے۔
 اسیر کی یاسیت شاہ جہان نامے میں لکھا ہے کہ اسکو آسا اہیر نامی نے بنوایا تھا جس سے اسکا نام آسا اہیر رکھا گیا تھا اور اب اسکو لوگ کثرت استعمال سے آسیر کہنے لگے ہیں۔

(۹) راول کھمان وغیرہ

راول کھمان کو کرنل ٹاڈ نے بابا سے چوتھی پشت پر سلسلہ میں راجہ ہونا لکھ دیا ہے لیکن اصل یہ کہ راول کھمان کو بابا سے نوین پشت میں گنا جاتا ہے اور بابا راول کی موت درمیانی آٹھویں صدی عیسوی میں صحیح مانی جاتی ہے اگر کرنل ٹاڈ کے قول پر یقین لاکر بابا کی عمر سوہرس قبول کی جائے تو ۱۲۰۰ء میں اشکو زندہ مانا جائیگا کیونکہ بابا کا سال پیدائش ۱۲۰۰ء لکھا گیا ہے پس اس طرح بابا کے سامنے جبکہ کوئی بڑا فساد بھی درپیش نہ تھا آٹھ پشت گزر جانا اور کھمان کا راج پانا صریح غلط ٹھہرتا ہے ایک کتبے سے کھمان کے پوتے زرباہن کا عہد ۱۰۵۲ء مطابق ۹۵۲ء ظاہر ہوتا ہے۔ پس کھمان کا وقت زرباہن سے چاس برس پہلے یعنی شروع دسویں صدی عیسوی میں سمجھنا چاہیے جس سے بابا کے عہد تک پورے ڈسویں کا زمانہ اندازہ کے ساتھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

کسی ہندی کتاب میں محمود غزنوی کا حوالہ چوڑ کی طرف لکھ دیا ہے جو کرنل ٹاڈ نے اس

جیل سے کہ سلطان محمود غزنوی نے شروع کیا دیہویں صدی عیسوی میں کھان سے بہت
 عرصہ بعد ہندوستان پر چڑھائی کی ہے خلافت سمجھ کر اپنی قیاس سے ماموں بنایا ہوا اسی بے
 ثبوت بات کو راجہ شیو پرشاد وغیرہ نے بھی منجے پاس کوئی پڑا سال تاریخ کا التفسیر وغیرہ
 کی نقل کر کے سوانہ تھا کر نل ماڈ سے لیکر اپنی پڑتھب کتابوں میں درج کر دیا ہے کہ جو برس
 لڑائیوں ہونے پر ماموں جوڑ سے بنایا گیا یہ بات محض غلط ہے خلیفہ ماموں کا عہد کھان کے
 سو برس پہلے ہے وہ ۱۲۸۵ء سے ۱۳۲۳ء تک برس برس حکومت کر کے گذر گیا کوئی خلیفہ
 لے کر ہندوستان یا کسی ڈور ملک میں نہیں گیا۔ ایسا سلوم ہوتا ہو کر کھیلے زمانے میں محمود اور کھان
 کی شہرت و بہادری کا حال سکر لوگوں نے غلط فہم بنایا۔ جسکو اردوں نے بغیر سوچے سمجھے
 کتابوں میں لکھ دیا۔

(۲۹) راول سمری وغیرہ

سمری راول باپا سے انتیسویں پشت میں تھا منجی بابت کر نل ماڈ نے راجہ پرتھی راج
 کے ہمراہ سندھ پار جا کر شہاب الدین غوری کے مقابلہ پر قتل ہونا لکھ دیا ہے۔ سمری کا
 جنگ میں شریک ہونا پرتھی راج ماسہ نام کتاب سے بیان کیا گیا ہے جو شاعری
 کا ایک بڑا ذخیرہ ہوئی ہے سوا تاریخی حقائق میں کچھ بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس میں لکھا
 گیا دیہویں صدی عیسوی کے اندر سندھ پار پرتھی راج نے شہاب الدین سے آخری جنگ
 سوچے محض غلط ہے لڑائی آخری بار دیہویں صدی عیسوی میں سرہند مقام کے پاس جو شہاب الدین
 غوری کی سرحد تھا واقع ہوئی اور کامیابی کے بعد شہاب الدین نے پنجاب کے سوا اور پہلے
 اس کے قبضے میں تمام شمالی ہندوستان فتح کر لیا۔ اگر پرتھی راج راہے کا بنالے والا چند
 نام بھٹا اس زمانے میں موجود ہوتا۔ تو لڑائی کے موقع اور وقت میں سرگز ایسی غلطی نہ کرتا
 جو دوسری صدوں کے مقابلہ صاف غلط معلوم ہوتی ہے اسے سوامہری کو اس واقعہ میں
 شریک کرنے کی دوسری غلطی ہے کیونکہ اس کے بعد کے فن سمجھ کتابت ۱۳۲۱ء اور ۱۳۲۲ء
 اور ۱۳۲۳ء یعنی ۱۲۸۵ء سے ۱۳۲۳ء تک کے دستاویزات میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ
 پرتھی راج کے ہمراہ ان کتبوں کے لکھے جانے سے سو برس پہلے ۱۱۹۳ء کی لڑائی میں کوئی اور

شخص سمرسی راول کے بزرگوں میں سے کام آیا ہوگا۔ اگر سمرسی اوس وقت میں مارا جاتا تو سوہیں کے بعد کتبات کندہ کرانے کو اسکی روح نہیں آسکتی تھی۔

(۳۰) راول رتن سی اول

سمرسی کے دو بیٹوں رتن سی اور کنبھہ کرن میں سے پہلا راج کا مالک ہوا اور دوسرا دکن اور وہاں سے مینال کی طرف چلا گیا۔ جسکی اولاد میں مہارنے کا دعویٰ مینال کے راجہ کہہ سکتے ہیں رتن سی کا عہد آخر تیرہویں صدی عیسوی میں سمجھنا چاہئے کیونکہ اسکے باب سمرسی کا وقت اسی عرصے میں ختم ہونا خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ سمت ۱۳۴۱ مطابق ۱۲۷۰ء کے قیامت سے ظاہر ہوتا ہے رتن سی اول کے عہد میں علاء الدین محمد شاہ کی چڑھائی جو غلجی خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا اس طرح تاریخ فرشتہ میں مذکور ہے۔

علاء الدین غلی الملقب بلسکندر ثانی نے قلعہ چوڑ پر چڑھائی کر کے چھ ماہ کے محاصرے کے بعد شہر ہجری میں جبراً و قہراً فتح کر لیا (زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چوڑ گڑھ کے پہاڑ کے جنوبی طرف جوائس سے لایا ہوا ادنیٰ اور چوڑ اٹھلا ہے۔ وہ اس بادشاہ نے بنوا کر دوسرے حملہ کر لیا تھا نام اس ٹیلے کا چوڑ سی مشہور ہے اور چونکہ اوپر سے راجپوت مارتے تھے بہت سے مزدوروں کے کام کرنے اور انکو فی لوکری سٹی خاطر خواہ مزدوری دینے کے بعد ٹیلہ تیار ہوا۔ یہاں تک سبقت کر لے ہیں کہ آخر میں جب بہت مزدور کام آنے لگے تو فی لوکری ایک اشرفی دی جاتی تھی) شہنشاہ یہاں کچھ دنوں قیام کر کے اپنے بڑے بیٹے خضر خاں کو چوڑ کی حکومت پر چھوڑ گیا اور راجہ رتن سی والی چوڑ کو قری کر کے اپنا ساتھ لے گیا۔ خضر خاں نے اس مقام کا نام خضر آباد کیا اور قلعہ کے قریب والی ندی پر پل بنوایا۔ جواب تک سوائے دو طہ کنارے ٹوٹ جانے کے موجود ہے۔ علاء الدین محمد شاہ کی حکومت کے وقت کا ایک کتبہ جس میں تاریخ ۱۰۷۱ ہجری قمری درج ہیں آبادی چوڑ سے باہر ایسولی کے راستے پر ایک مقبرے کے اندر ملا ہے اس مقبرے میں کسی سردار کی قبر معلوم ہوتی ہے جو چوڑ کی لڑائی کے بعد وہاں مرا۔ اوس کتبے کے اشاریہ ہیں۔

شہر یا یہاں محمد شاہ : آفتاب زمان ظل الہ بوالظفر سکندر ثانی : شہ مسلم برہمچاں یا بی

عشر ذی الحجہ ۱۰۸۵ھ بمطابق سال ۱۶۷۴ء

تالو و کچہ قبلہ عالم بادشاہ شہ بنی آدم

فرشتہ کھتا ہے ایک عرصے بعد بادشاہ کو خبر ملی کہ راجہ کے گھر میں ایک بیٹی ہے جو نہایت خوبصورت اور پدمنی ہے۔ راجہ کو بادشاہ نے کہا اچھا اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو اس عورت کو یہاں بلا دو۔ راجہ نے اپنی اہل و عیال کو جو میوار کے کوہستان میں رہتے تھے کہا اچھا کہ اس لڑکی کو یہاں بھیج دوں جب یہ بات راجہ کو معلوم ہوئی تو اس وقت راجہ کی بے چینی پر نظر میں آئی اور کہا کہ تھوڑا سا دیر سو اگر ٹوٹا اس کے پاس بھیج دوں کہ اس کو کھا کر سوجائے اور بے غیرتی کا وہ بہہ اپنی اوپر نہ لگائے۔ راستہ کی بیٹی نہایت عقلمند تھی اس نے یہ صلاح ناپسند کی۔ اور کہا کہ میں جو تیرا بیٹی ہوں اس کو کھانا چاہتا ہوں۔ رات بھی بچھٹ کئے گا اور بے غیرتی تک بھی نہ ہوتی ہے۔ اور وہ تیرا بیٹی کہ بہت سے میلے اور ڈولیاں تیار کر کے انہیں مسلح راہ چلوں کو پیش کیا جائے اور وہی کو بھیجا جائے اور یہ مشہور کیا جائے کہ پدمنی اور راجہ کی تمام اہل و عیال لشکر شاہی میں آتے ہیں جب شہر میں پہنچ جائیں تو مجلس کے دروازے پر رات کو راجہ پوت پتھر کے باب کو کھڑا کر اور کھوڑے پر بٹھا کر بھیگا دیں اور جو کوئی مانع آئے اس کا کام تمام کر دیں سب نے یہ رائے پسند کی اور بہادر دن کی ایک جماعت سوار کر کے دہلی کو اسی طرح بھیجی۔ پھر رات گئے یہ تمام میلے اور ڈولیاں شہر میں پہنچیں اور یہ بات مشہور کر دی کہ پدمنی راجہ کے تمام متعلقین کے ساتھ آئی ہے جب مجلس کے پاس پہنچے تو راجہ کو پوت نے کوہ کو دکر اور تلواریں سونت کر محافظان حمل کو قتل کرنا شروع کیا اور رائے کی زنجیر کاٹ کر اسے کھوڑے پر سوار کر کے نکال دیا جو راجہ پوت شہر کے باہر انتظار میں کھڑے تھے۔ رائے انکی ساتھ اپنی لڑکی کو چلا گیا بادشاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو سوار تفاق کو دوڑائے جہاں مقابلہ ہوا راجہ کو پوت نے لڑکر پساکر دیا اور رائے بہتر جزا ملی اپنی لڑکی میں داخل ہو گیا اور اب پوت کے آس پاس لڑتا رہتا رہتا کہ وہی۔

بادشاہ کے پاس رائے کا بھیجا تھا حاضر تھا بادشاہ نے حضور خاں کی حکومت سے قلعہ کو نکال کر اس شخص کو دیدیا اس نے وہاں پہنچ کر قصبہ چانیا اور تمام راجپوت اسکی حکومت سے راضی

ہو گئے اور نمرے دم تک بادشاہ کا فدادر رہا اور ہر سال بہت سے مخالف لے کر دہلی میں بادشاہ کے پاس حاضر ہوتا۔ خلعت اور گھوڑا اور ہاتھی پا کر لوٹ جاتا اور بادشاہ جہاں اسے بھیجتا یا چننا پیا دے اور دس ہزار سوار لیکر وہاں جاتا۔

۳۱۔ راول کرن سنگھ وغیرہ

کرن سنگھ نے راج پور کا زمانہ وقت پہاڑی علاقے کی لڑائیوں میں صرف کیا مختلف ہندی گناہوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے دشمنوں میں سے منڈور کا رانا موگل پر بارگشٹریا کا علاقہ لوٹ لے جایا کرتا تھا۔ جبکی سزا دی کے واسطے کرن نے اپنی بیٹوں کو بدایت کی بیٹی راہب سے اسکا کچھ منہ دہست نہ ہو سکا لیکن جھوٹا کنور راہب چڑھائی کر کے موگل کو منڈور سے گرفتار کر لیا جس سے باپ نے خوش ہو کر اسے دلی عہد قرار دیا اور رانا کا خطاب بھی منڈور والی سے منبٹ کر کے اسے عنایت کیا وہی اب تک خاندان میواڑ میں جاری چلا آتا ہے۔

کرن کے پڑے بیٹے راہب نے جوڑے دشمنوں کے مقابل زور آمدنی کی طاقت نہ رکھتا تھا رنج و ناامیدی کے ساتھ غلیظگی اختیار کر کے میواڑ کے جنوبی ویران علاقے میں جہاں اب ڈونگر پور آباد ہیں رہنا اختیار کیا اور قدیم خطاب راول راجی کے لئے میں رہا جواب تک اسکی ناموراہ لادینی ڈونگر پور اور یا تنوڑ سے والوں کے نام پر بولا جاتا ہے۔

۳۲۔ رانا راہب

رانا راہب کو درمیانی چودھویں صدی عیسوی میں ملک حاصل ہوا۔ وہ پہلا شخص ہے جو راول کے عوض میواڑ کا رانا کہلایا اور جسکی اولاد نے سیوہ مقام میں قیام رکھنے کی سبب سیوہ نام پایا۔

کرنل ٹاڈ نے راہب کی سند نشینی ۱۲۵۶ مطابق ۱۸۱۱ء لکھدی ہے جو صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ ایک کتبے سے ۱۳۴۳ مطابق ۱۸۸۰ء تک راول سمسی کا عہد ثابت ہوتا ہے جو راہب سے تین پشت پہلے تھا۔

۳۶۔ رانا بھون سی وغیرہ

راہب کے بعد چودھویں۔ ۳۳ زریہ ۳۴۔ ۳۵ جس کرن۔ ۳۶ ناگ پال

۳۷ پورن پال۔ ۸۰ پڑھوئی پال۔ لڑائی جھگڑوں میں مارے گئے۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے چوڑ لٹنے کے واسطے مسلمانوں سے مقابلہ کر کے جانیں
دیں اور اجدہانی کو ساتویں شخص ۳۹ پھولستی نے کوشش کر کے واپس لیا۔ بھون سی
کے بعد ۴۰ پھیم سنگہ اول اور ۴۱ پھیم سنگہ اول کے وقت میں بھی فساد برپا رہا۔

۴۲۔ رانا گڑھ پھیم سنگہ وغیرہ
لکھنوی یعنی گڑھ لکھن سنگہ کے وقت میں چوڑ دوبارہ ہاتھ سے نکل گیا اور دو مع اپنے
ولید ۴۳ اسی وغیرہ کے لڑکر مار گیا۔ رانا کا دوسرا بیٹا جے سی کیلاڑہ کی طرف بھاگ گیا اس
جھگڑے کو کرنل ٹاڈ نے علاء الدین خلجی کی لڑائی خیال کر لیا ہے لیکن یہ عیاث الدین تغلق شاہ
کا حلقہ ہے سلطان علاء الدین میں برس سلطنت کے ۳۱۶ء میں گذر گیا تھا اور اسکے
بیٹے مبارک شاہ خلجی کے قتل ہونے بعد ۳۲۱ء میں تغلق خاندان نے دہلی کی سلطنت
سنبھالی تھی۔

ایک فارسی کتبہ جو قلعہ چوڑ سے ملا اوس سے صاف ظاہر ہے کہ قلعہ چوڑ علاء الدین
کے علاوہ چھ عرصے کے لئے دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں گیا جہاں تغلق شاہ کے تختی الملک
اسد الدین ارسلان کی تجویز سے کوئی مکان تعمیر ہو کر ایک کتبہ بطور یادگار اس میں لگا گیا
اسکے تین مصرعے جو سند و سال ظاہر کرتے کسی بے احتیاطی کے سبب جو مسلمانوں کا
دخل آٹھ جانے بعد عمل میں آئی ضائع ہو کر دو حصے پھیر باقی رہ گیا ہے۔ اس میں بادشاہ اور
وزیر کی تعریف کے چند اشعار کندہ ہیں جو یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

خداے ملک سلیمان و تاج و تخت و تین

یگانہ ختم سلاطین عصر تغلق شاہ

سواد مملکت از راے او مزین باد

گر گشت حکم از و عدل داد را بنیاد

سہ از جادوی المادے گذشتہ بالایام

جزائے حسن عمل را یکے ہزار دہاد

چو آفتاب جہاں تاب بلکہ نسل الہ

لاؤ ملک اسد الدین ارسلان جواد

خدا الفضل میں خیر را قبول کناد

ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ غیاث الدین تغلق کی طرف سے جس کا عہد ۱۳۲۱ء سے ۱۳۲۷ء تک رہا۔ جالور کاراؤ مال ریوچوڑ کی حکومت پر رکھا گیا جیسا کہ رانا ہمیر کے بیان میں ظاہر ہوگا۔

۴۴۔ رانا اجے سی

معلوم ہوتا ہے کہ جب رانا لکم سی مع اپنی ولیعہد ۴۴ء اسی اور دوسرے لوگوں کے لڑائی میں کام آیا۔ تو اسکا چھوٹا بیٹا ۴۴ء اے سی چوڑ سے نکل کر سیواڑ کے مغربی پہاڑوں میں حکومت اور وہاں کے فساد ہی پھیلوں سے مقابلہ کرتا رہا۔ بہاڑی دشمنوں میں سے ایک موچیا یا مچیا بہل بڑا بڑ دست تھا جسکو اے سی اور اس کے بیٹے زیر نہیں کر سکتے تھے۔ اتفاق سے نور ہمیر جو اے سی کے اس بڑے بھائی اسی کا بیٹا تھا چوڑ کی لڑائی میں کام آچکا تھا۔ موچیا کا سر کاٹ لایا۔ اے سی اپنی بھتیجی کی بہادرانہ کارروائی سے نہایت خوش ہوا اور اس نے موچیا کے سر کے خون سے ہمیر کی پیشانی پر ٹیکا لگا کر راج کا مالک قرار دیا جس نے پرکے دشمنانہ دستور کے موافق اس پاس کا علاقہ بطور شگون لوٹ کر اپنا دل خوش کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اے سی کے دو بیٹوں میں سے ایک تو اپنی موت سے مر گیا اور دوسرا دکن کی طرف چلا گیا۔ جسکی اولاد میں ہونے کا مرٹھون نے دعوے کیا۔

چھتر لون کا یہ دعوے ہے کہ ہم ماں کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہیں اور خدا کی سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہوا ہے۔ مرٹھون نے بھی جو سپاہیوں کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوے کیا اس دعوے کو چھوٹا سستی ثابت کرنا نہایت مشکل ہے۔ تاریخ میں مرٹھون کا ذکر اس طرح نہیں آتا۔ جب اول اول مسلمانوں نے دکن پر حملہ کیا تو کہیں مرٹھون کا نام نہیں آیا۔ اور ایسی ان پر کم تو تھی بھتی کہ ستر سوں صدی میں جب وہ اپنی کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے۔ تو اوروں اور ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھیں۔ دکن کی مسلمان سلاطین کے وقت میں اکثر کوہستانی قلعوں میں رہنے متعین کئے جاتے تھے بھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیریں اور کوٹھیں بھی وہ دیں تھے (چوہدری یا زمیندار) ہوتے تھے پھر مرٹھے منصب دار ہونے لگے ان بادشاہوں نے ان مرٹھون کو ان کے قدیمی خطاب

راجہ دناک وراؤ کے دئے۔ مغلوں نے جوگوکٹنہ و احمد نگر دیسی پور کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں داخل کر لیا اور ارادہ کیا۔ اس سبب سے مرہٹوں کا بڑا غور و خراج ہوا۔ اس سے دکن کے مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی۔ مرہٹوں کی طاقت بڑھ گئی۔

مرہٹہ کیا چیز ہے اسکو سمجھنا چاہئے ؟

ہندوؤں کے حیران فہم نے موافق دکن عبادت اور ملک سے جو بڑے بڑے اور مہا بڑے دریاؤں کے جنوب میں واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہیں مگر ان میں پانچ بڑے حصے ہیں۔ (۱) وراوہ (۲) کرناٹک (۳) اندریا تا ننگا نہ (۴) گوند واند (۵) مہاراشٹر جب غیر ملکوں کے باشندوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والوں کو مرہٹہ کہتے ہیں۔ مہاراشٹر کا باشندہ اپنی ملک میں مرہٹہ نہیں کہلاتا۔ مہاراشٹر کی حدود ہر زمانے میں بدلتی رہتی ہیں۔ مرہٹوں کی قوم اس سرزمین میں سستی جوگوکھستان کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے یہ کوہستان کا سلسلہ وہ جو بڑے بڑے جنوب کی ان گلیں سلسلہ بندھیوا حل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ جو گو اسے ساحل بحر ہرید اور چاند کے درمیان دارا و پرگندہ ہوا کہینچا جائے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سندھ اسکی مغربی حد ہے۔

۴۰۔ رانا ہمیر

ہمیر کی پیدائش کے باب میں ایک قصہ مشہور ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اسکا باپ اسی لہجہ کے دلوں میں شکار کھیلنے کی غرض سے کیلواڑہ کی طرف گیا تھا جہاں اسکو ایک غریب خداتہ راجپوت کی بیٹی (جو بالوں کی ایک شاخ ہے) جنگل میں پھرتی ہوئی پسند آئی اس سے اسکی شادی کر کے اپنی باپ سے پوشیدہ پہاڑوں میں رکھا۔ جس سے ہمیر پیدا ہوا اور وہ اپنے رشتہ داروں یعنی چاچے سی وغیرہ کے پہاڑی علاقہ میں چلے آئے پراونکا شریک ہو گیا۔ ہمیر کی سند نشینی کرنل ٹاڈ نے سنہ ۱۸۳۷ء میں بیان کی ہے جسکو غلط اور کم سے کم سچا پس برس بعد (جسکا خاص وقت معلوم نہیں ہوا) سمجھنا چاہئے اسواسطے کہ علاء الدین خلجی کا حملہ صبح طور پر سنہ ۱۲۰۷ء میں ثابت ہو چکا ہے۔ چوڑ کی تباہی اور ان کے مسلمان شہنشاہ کی موجودگی کے وقت ہمیر کی سند نشینی جسکے پاس کوئی مقابلے کا سامان نہ تھا خیال میں نہیں آسکتی ہمیر کو

اجے سی نے بہت عرصہ بعد پہاڑی علاقے میں اپنا ولیعہد بنایا تھا۔
 ہمسیر اپنی چچا جیسی کے مرنے بعد میواڑ کے مغربی علاقے میں رہ کر چوڑ کے حاکم راؤ
 مال دیو کا ملک لوٹتا رہا۔ جس نے کسی مصلحت سے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کا پیغام بھیجا
 اور اس نے باوجود تمام سرداروں کی برخلافی کے قبول کر لیا۔ ہمسیر نے شادی کے بعد اپنی
 رانی کی صلاح اور ایک بہتا قوم کا مدار کی ملاوٹ سے راؤ مال دیو کی غیر جانبداری میں قلعہ چوڑ دیا لیا۔
 اور راؤ کو لاچار اپنی قدیم علاقے پر ہمسیر کرنا پڑا۔

کرل ٹاؤ نے مال دیو کی مدد کے واسطے علاء الدین کے جانشین محمود خلجی کا میواڑ پر آنا۔ اور
 شکست کھانا لکھ دیا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے خلجی خاندان میں دہلی کی سلطنت پر کوئی محمود نہیں
 ہوا۔ شاید کوئی سردار جو۔ جیکو بادشاہ سمجھ لیا۔ محمد بن غلق کے بعد دہلی کی قوت کم ہو کر
 بنگالہ۔ جو پورہ۔ مالوہ۔ تجارت اور دکن وغیرہ میں مختلف سردار اور صوبہ دار خود مختار بن
 بیٹھے جو مغلوں کے عہد تک قائم رہی۔ اور یہی میواڑ کی بے غمی کا موقع تھا۔ ہمسیر کو بعد جنگی
 موت کا وقت معلوم نہیں۔ رانا کاسا نکا کے عہد تک دوسو برس کے عرصے میں مالوہ اور تجارت
 کے زیر دست بادشاہوں نے میواڑ پر حملے کر کے اس کو تاخت و تاراج کیا۔

جیسا کہ قاسم فرشتہ کے بیانیوں سے ثابت ہوا وہ جس ٹاؤ دسی روایتوں کے ذریعہ سے
 ہندوؤں کی غریف بیان کرتا ہے۔

۴۴۔ رانا کھیت سی یا کشتیر سنگ

اٹھارہ برس راج کر کے اپنی ایک چارن کے ہتک گئے جانے پر بناداکے سرو اور کوٹراٹی
 میں مار کر مار لیا۔ اس نے اپنی ملک کے مشرقی علاقے جہاز پور اور مغربی کوہستان جوڑا وغیرہ کو
 فساد ی لوگوں سے چھین کر اپنی قبضے میں کیا تھا۔

۴۵۔ رانا لاکھیا یا لکھش سنگ

آخر چوہدرین صدی عیسوی میں لاکھیا چوڑ کی گدی پر بیٹھا۔ جس کا عہد ایک تانبہ پتھر یعنی
 سند نامہ بتی، سے ۱۲۷۲ء مطابق ۱۲۷۶ء میں پایا جاتا ہے لیکن اس کے بعد کسی
 موت کا خاص وقت معلوم نہیں۔

کر نل ٹاڈ نے اسکو محمد لودھی کے سقايل چڑھائی کر کے بنگال میں مانا جانا لکھا ہر لیکن یہ
 محض غلط فہمی محمد نام لودھی خاندان میں کوئی نہیں گذرا۔ بلکہ اس وقت لودھیوں کی دہلی میں
 حکومت بھی نہ تھی وہ لوگ شاہیہ میں سلطنت کے مالک ہوئے ہیں۔
 کہتے ہیں کہ لکھناے بہت بہت سی اولاد چھوڑی۔ اوسکے بڑے بیٹے چوڈا کی نسل میں سلونیر
 رادت ہیں جس سے ایک بھٹیڈے کے سوا جو رانا اودے سنگھ کے بیٹی سکت سنگھ کی اولاد میں ہر
 اول درجہ کے تمام موجود ہیں۔ لکھناے دوسرے بیٹا اودے سنگھ کے سوارنگدرو
 کی اولاد میں کالوڈ رادت ہیں جسکی شاخ میں ایک دوسرے درجہ کا تھکانا باٹھسیرے ماؤ
 وغیرہ گنا جاتا ہے۔ سلونیر اور کالوڈ کو سوارنگد کے کل سرداروں سے پرانا سبب چھٹا چاہئے۔

۴۸۔ رانا موکل

لکھنا رانکی اولاد میں سے ایک اتفاقہ معاملے کے سبب بڑا بیٹا چوڈا راج سے محروم اور کم
 عمر موکل ریاست کا مالک ہوا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔
 لکھنا رانا پیر ضعیف ہو گیا تھا اور اسکے بیٹے چوڈے راج کے مناسب کاموں پر امور سونپ دیے گئے
 مارواڑ کے ہاں سے اشکی دختر کی نسبت چوڈا کو بیچہ میواڑ کے ساتھ کر نیچے واسطے ناریل
 آیا جسوقت لکھنا کے بیٹے چوڈا کہیں گیا تھا عمر رسیدہ راجہ نے جو اپنی اہل میں بیٹھا ہوا
 تھا۔ ہالوں کو خاطر داری سے بٹھا کر کہا کہ چوڈا ابھی آئینا لایا ہے۔ آوے تب وہی اس ناریل
 کو لایا۔ اور مچھلیوں کو تاؤ دیکر بھی کہا کہ یہ کھلو نام مجھ سے سفید ریش کو تو کچھ دو کہی نہیں۔
 اسکے مذاق کی لوگوں نے تعریف کی اور اس نے کئی مرتبہ کہا۔ چوڈا نے اس غیرت سے جو
 خانگی معاملات میں راجپوتوں کو ہوتی ہے۔ اپنی باپ کے طعنہ کے سبب اس شادی سے انکار
 کیا۔ چوڈے ناریل کی واسطی میں رنل کاہنک تھا اس واسطے ضعیف چوڈے رانل نے اپنے
 بیٹے کی سیدہ زور می سے تنگ آکر خود لیا قبول کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اس شادی سے
 میرے لڑکا پیدا ہو تو چوڈا دعوے مسند نشینی سے دست بردار ہو کر اوس کا اول درجہ
 کافرماں پر دار سردار ہو جائے چوڈا نے اپنی باپ کی خواہش کے موافق قسم کھائی اور بڑی
 وفاداری سے اوس پر عمل کیا۔

سلاو شیر کاٹھ کا ذاب اسکی اولاد کے قبضہ میں ہوا دریا ست سے ہر ایک سختی ہوئی
جاگیر کے پر والے پر ان کے بھیلے کا نشان تصدیق کے طور پر کیا جاتا ہے۔ نئی شادی سے
ضعیف رانا لکھا کے جو ایک بیٹا پیدا ہوا اس کا نام موکل رکھا گیا۔ اور ولیعہد چونڈا کو اقرار
کے موافق گدھی کے حق سے ملحد ہونا پڑا۔

موکل کی مسند نشینی کرنل ٹاؤن نے ۱۳۹۰ء میں لکھی ہے جس میں تھوڑا فرق ہے کیونکہ
ایک تاناہا پتر (سند نامہ مہی) سے جو ایک پتھر کی کھان کے لئے لکھا گیا تھا لکھا کا عہد
سمت ۱۳۹۲ء مطابق ۱۳۹۰ء میں پایا جاتا ہے اور ایک دوسرے جس میں سمت ۱۳۹۲ء مطابق
۱۳۹۱ء درج ہے۔ موکل کے وقت کا مقام دیوارہ واقع شمالی سیواڑ کے جن مندر میں ملا
ہے اس واسطے ۱۳۹۱ء اور ۱۳۹۲ء کے درمیان رانا لکھا کی وفات اور موکل کی مسند نشینی
سمجھنی چاہئے جبکہ خاص وقت ابھی دریافت نہیں ہوا۔ موکل نے اپنی حکومت میں
چتر پتھر یعنی چار ہاتھ والے دیوتا کا ایک مندر سیواڑ کی شمالی سرحد پر بنوایا جسکی پوجا اب تک
اس ملک میں زیادہ ہوتی ہے۔

رانا موکل اپنی دو کینٹک زاد چچاؤں کے ہاتھ سے پوجا کر کے وقت مارا گیا۔ لیکن اسکے
بیٹے کو بچائے مارواڑ والوں کی مدد سے اپنی باپ کے قاتلوں کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ یہ واردات
سمت ۱۳۹۰ء مطابق ۱۳۸۷ء میں سمجھنی چاہئے جس کے ایک برس پہلے فرشتے کے بیان سے موکل
کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔

۴۹۔ رانا کو بھجا

اس رانا کی مسند نشینی سمت ۱۳۹۰ء مطابق ۱۳۸۷ء میں خیال کی گئی ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ
یہاں سے سیواڑ کی تاریخ میں سلسلہ وار سال و سمت کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس رانا کی وقت
میں گجرات والوہ کے حاکموں سے جو خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے۔ اکثر لڑائیاں ہی ہیں۔
تبصن و سنی کتابوں میں لکھا ہے کہ سمت ۱۵۹۶ء مطابق ۱۳۸۷ء میں محمود بالوی کو بھجا کے مقابلے پر
کسی جگہ شکست کھا کر پسپا ہو گیا تھا۔ اسی کی یادگار میں قلعہ چوڑ پر بڑا کیرتی ستھ یعنی ستون
ناموسی بنایا گیا۔ جو اب تک درست و قائم ہے۔

اس رانا کے وقت سے مارواڑ کا راول نسل اور اسکا بیٹا جو دھا جیکے نام پر شہر جو دھپور آباد ہوا۔
 میواڑ کے ریاستی کاروبار میں زیادہ ذیل رہتے تھے لیکن کوئجا کے مہاراجہ مطابق ۱۵۳۵ء
 میں راجپوتوں کی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا اسلئے چوڑا داپس پتور بلایا گیا جو کچھ عرصہ پہلے رنجیدہ
 ہو کر مالوہ کے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا چوڑا پتور سی ہوشیاری کے ساتھ رات کے وقت قلعہ میں
 داخل ہوا جیکے مقابل راجپوتوں کو پتور چھوڑنا پڑا۔ مارواڑ کا راول نسل جسکو لٹے کی حالت میں
 ایک عورت نے چار پائی سے باندھ دیا تھا بہت کے ساتھ کئی مغل فوج کو مار کر کام آیا۔ ادسکا
 بیٹا جو دھا چالاک سے جان بچا کر اپنی وطن پہنچا۔ چوڑا پتور کو مارواڑ کی راجدھانی تک چلا
 گیا۔ اور جو دھا اگرچہ اسکے ہاتھ نہ آیا۔ لیکن سندھ و گرداس نے جا دیا۔ جہاں اپنی دو بیویاں کو نسل
 اور ماسی کو چھوڑ کر واپس میواڑ میں چلا آیا۔ راجپوتوں نے اس کی مال کے اشارے سے
 کچھ غیر لوگوں کو ساتھ لیکر سندھ و گرداس چلا گیا۔ جہاں چوڑا پتور بیٹا مارا گیا اور دوسرا لڑکا میواڑ کی
 طرف بھاگتے ہوئے گوڈ واڑ کے علاقے میں گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اس طرح سات برس بعد
 راجپوتوں نے اپنی راجدھانی کو واپس لیا اور پھر المہینان سے ۱۵۵۵ء مطابق ۱۵۷۵ء میں
 شہر جو دھپور کی بنیاد ملی جواب تک اسکی اولاد کا دار الحکومت ہے۔

۱۵۵۵ء مطابق ۱۵۷۵ء میں گجرات و مالوہ کے بادشاہوں نے جو پہلے آپس میں دشمن
 تھے صلح کر کے میواڑ پر دو طرف سے چڑھائی کی اور رانا کو بہت تنگ کیا۔ لیکن قطب الدین
 گجراتی اور رانا کو بھگتے کیلئے وہ مقام پر صلح ہو گئی جس سے محمود مالوی بالسنواڑہ کی طرف سے
 کچھ علاقہ لوٹ کر چلا گیا۔

مرات سکندری اور یانچ فرشتہ میں لکھا ہے کہ گجرات کا بادشاہ قطب الدین سردہی کے
 راستے سے میواڑ پر چڑھائی کرنا اور لوٹ مار کر کے ملک میواڑ کو برباد کر دیتا۔ آخر کار رانا نے نہایت
 کے لئی سردہی پر فوج بھیجی جو زینسنگ کی ماتحتی میں تھی۔ اس نے دیوڑوں سے آجکاپہا چھین
 لیا۔ رانا نے آجکاپہا کو اس کے ہوا کو پسند کر کے وہاں محل تالاب اور مہادیو کلند بنایا جو اب
 تک آجکاپہا کے نام سے مشہور ہے اور ایک بڑی فوج اسکی حفاظت کے لئے وہاں رکھی۔ سردہی کے
 راول لکھا کہ بڑا اسکے اور کچھ چاہے بن نہیں آیا۔ کہ اس نے سنہ ۱۵۱۳ء میں

سلطان قطب الدین گجراتی سے جبکہ وہ میواڑ پر آنا تھا فریاد کی سلطان نے ملک شعبان نام
ایک امیر کو اسکی مدد پر مقرر کیا مگر ملک مذکور نے کوہ آلو پر چڑھ کر رانا کے سپاہیوں سے شکست
کھائی اور اس لڑائی میں بہت سے مسلمان مارے گئے۔ ملک شعبان ہار کر قطب الدین کے
پاس چلا گیا۔ قطب الدین فوری سرحد پر آیا وہاں رانا کے رشتہ داروں سے لڑا اور فتح
پا کر میواڑ کو گیا مگر پھر کوہ بدستور رانا کے قبضے میں رہا۔ دس برس کے بعد جب ۹۷۱ء ہجری
مطابق ۱۵۶۷ء میں قطب الدین گجراتی اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ بالالتحاق میواڑ پر چڑھ آئے
تو قطب الدین نے سرحد پر پہنچ کر کوہ رانا کے سپاہیوں سے چھین لیا اور سرحد کے رئیس کے حوالے
کیا بعض لکھتے ہیں کہ رانا کو بھنادالی چوڑا جو ت افواج شاہی بحسب رخصائے راد سردہ کی بطور
پناہ پذیر می واسطے چند ماہ کے آکر اہل گڑھ میں مقیم رہا۔ بعد واپسی فوج شاہی کے راد سردہ
نے چاہا کہ رانا واپس چلا جائے مگر اس نے ایک ایسے منصوبہ کو اپنا کر اسکے چھوڑنے سے انکار کیا۔
تب راد کے بیٹے نے فوج جمع کی اور بہار کے اوپر چا کر رانا اور اسکے آدمیوں کو نکال دیا۔
رانا کو بھناستیس برس راج کرنے بعد ۱۵۶۸ء مطابق ۱۶۲۹ء میں اپنی بیٹے اودھ سنگھ
کے ہاتھ سے جو حکومت کے لئے بے مبر تھا قتل ہوا۔

اس نے اپنی زندگی میں تین تین قلعے اور کئی مندر بنوائے ان میں سے قلعہ کو بھلمیر جو میواڑ
کی شمالی و مغربی سرحد پر اہلی پناہ کے سلسلے میں دو کوں پھیلا ہوا ہے میواڑ میں چوڑے سے دو ستر
ممبر پر چھایا جاتا ہے۔ مذہبی مکانات میں سے رکھت دیو کا جینی مندر بھی میواڑ کے جنوبی پہاڑی
علاقے میں عجاں گنی ہو تر والوں سے جینی مورت چھپا کر رکھی گئی ہوگی۔ اسی رانا کی مدد و خروج
سے بنا ہے۔

جوالا سہائے نے جو نہایت تعصب سے تاریخ لکھی ہے اس میں لوٹ پٹانگ
لکھ مارا ہے۔ کہ کو بھنا نے بادشاہ دہلی کو شکست دی۔ اس کو العجب کو یہ بھی حقیقت نہ ہوا کہ دہلی
کے کون سے بادشاہ نے کو بھنا پر چڑھائی کی تھی۔ یہ کو بھنا دہلی پر چڑھ کر کب گیا تھا۔
کہتے ہیں کو بھنا خود شاعر تھا۔ اور اس نے نہایت
حسین رانی سے شادی کی تھی۔

اودے سنگہ

اودے سنگہ جس کا نام دیاست کے نسب نامے سے خارج کرویا گیا ہے اپنی والد کو قتل کر کے گدی پر بٹھا لیکن اسکے رشتہ دار اسکی خراب عادتوں سے اور اس سبب سے کہ اس کی نیاں کو مار ڈالا تھا جو بڑا گناہ ہے جلد ناراض ہو گئے اودے سنگہ نے بد کی امید پر انیسویں و غیرہ کا علاقہ چور والوں کو دیکر سرحدی کے دیوڑہ سردار کو آزاد مان لیا۔ پانچ برس کے اندر سمیت ۱۵۶۲ مطابق ۱۵۶۳ء میں اودے سنگہ کو ماتحت سرداروں نے خارج کر کے اسکے چھوٹے بھائی رائے مل کو سن پر بٹھا دیا اور دہلا چار ماڈ کو چلا گیا۔ جہان کے بادشاہ کو اس نے اپنی بیٹی سیاہ دی اور قوت لے بھی دی۔ زکا وعدہ کیا تھا کہ اتفاقاً ماڈ دھکے دریا سے رخت ہو کر نکلتے وقت بجلی گرنے سے ہلاک ہوا۔

۵۰۔ رانا رائے مل

سمیت ۱۵۶۲ مطابق ۱۵۶۳ء میں اودے سنگہ کے میوالے سے نکالے جانے بعد چوڑی کی گدی پر بٹھا اس مانا نے اپنی ایک بیٹی کی شادی سرحدی کے رائے مل دیوڑہ کیساتھ کر کے اسکو آلو پیٹا جیس میں دیدیا جو اب تک دیوڑوں کے قبضے میں چلا آتا ہے۔ سمیت ۱۵۵۹ مطابق ۱۵۶۰ء میں فرشتہ نے لکھا ہے کہ ناصر الدین مالوہ کا بادشاہ انیسویں کا علاقہ لوٹ کر چوڑی طرف آیا۔ جہان رانا رائے مل نے اسکی اطاعت کر لی اسلئے چوڑ لوٹ اور ببادی سے بچ گیا اور رانا کے رشتہ دار بھائی بھوندا سس نے ناصر الدین کو بیٹی دی جسکا نام رانی چوڑی رکھا گیا۔

رانا رائے مل کے وقت میں ران کے بیٹوں بیٹوں پر بھونوی راج جھیل رساٹھا اور عم زاد بھائی یعنی رانا مول کے پوتے اور حکیم کرن کے بیٹے سورج مل کے فنا و دن سے ملک بہت خراب ہوا۔ یہ چاروں شخص رائے مل کے بعد راج لیتا چاہتے تھے جن میں سے بھونوی راج کو اسکے بیٹوں نے جو آلو پر رہتا تھا ہر دیکر مار ڈالا۔ جھیل کے ساتھ ایک راجپوت نے اپنا گھوٹا ہوا علاقہ دلانے کے وعدے پر اپنی بیٹی کی شادی کر دی تھی لیکن جے مل کو اقرار اور لکھے بغیر شادی پر تیار نہ تھیکر اوسس نے قتل کر ڈالا۔ رانا کا عمر زاد بھائی سوہج مل پٹن ہو کر میواڑ کے بنوئی مشرقی جنگل میں جا رہا۔ جہان اوسس نے ایک دیولہ نام قلعہ بنانے

اور بہت سے وحشی لوگوں کو اپنا تاج کر کے ایک ریاست کی بنیاد ڈالی جو اب پر تائب گرد
کے ام سے اسکی اولاد کے قبضے میں چلی آتی ہے۔

جیکہ سب دعوے وار لٹکانے لگ گئے تو رائے مل کے بعد ایک کنورسٹا کا سپرٹ
راج کا مالک اور تھمارہ گیا جس نے خانگی لڑائی جھگڑوں کے سبب حکمران پرانے اور جن
اٹھالے میں دن کا لے تھے یہی سانگا بے چسکی لڑائی یا بر کے ساتھ مشہور چلی آتی ہے۔
رائے مل نے سہ ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۰۹ء میں وفات پائی۔

۵۱۔ رانا سانگا یا سنگرام سنگھ اول

رانا سنگرام نے جوہام طور پر سانگا مشہور ہوئے اپنے والد کے بعد ۱۵۶۵ء مطابق ۱۵۰۹ء میں
راج پاکر میواڑ کو سرطرح ترقی پر پہنچایا۔ راجپوتانے کا پڑا حصہ اس کے قبضے میں تھا۔

سہ ۱۵۶۶ء مطابق ۱۵۱۰ء میں مالوے کے محمودانی کامیو اور پر جولہ اور ایک شاہی سے
رضعی ہو کر قید میں آیا۔ لٹکانے اس وجہ سے کہ ایک سلطان یا دشاہ کو اس طرح اسیر کبھی
دوسرے یا دشاہوں کی رگ جیت جوش میں آجائیگی اور وہ چوڑ سے لڑائی جھگڑے میں
اس کے ساتھ بھڑار سوار دیکر مالو بھڑی راجپوتانے چکر و بارہ اس نے اپنی نگوست بانی۔

سانگا کے وقت میں ہمیشہ تجربات و مالوہ وغیرہ کے بادشاہوں سے لڑائیاں رہی ہیں
جن میں طرفین فتح کا دعویٰ کہتے ہیں مگر شاہ گجراتی کے مرنے بعد شاہنوازہ یا مذخان اور
ابراہیم خان رانا سانگا کے پاس مخالفت کے لئے آہی تھے جو اپنی بڑے بھائی بہادر شاہ کے
جلوس پر واپس چلے گئے۔

دہلی کی سلطنت اس وقت لوہی پٹھانوں کے قبضے میں تھی جنکی کم بیاقتی سے
بنگال۔ اودھ اور ملتان وغیرہ کے صوبہ وار اطاعت سے نکل گئے تھے یا بھی رنج و فساد کے
سبب ملتان کے صوبہ دار دولت خان نے ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو جو نہ کہ تان ہی پٹھان
ہو کر افغانستان میں آجایا۔ ہندوستان میں پلایا اس نے بارہ ہزار تیر انداز اور نو چاند کے
ذریعہ سے ابراہیم لوہی کو جس کی فوج ایک لاکھ تعداد میں تھی۔ سہ ۱۵۶۲ء مطابق ۱۵۰۶ء
میں قتل و غارت کر کے دہلی و آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ بابر سے لوہیوں کے عرصہ میں

تین بادشاہوں نے چہتر برس دہلی کی حکومت کی۔ مغل خاندان کا دور شروع ہوا شمالی ہندوستان فتح ہونے بعد مختلف علاقوں کے سردار مقابلے کو تیار ہو گئے۔ کیونکہ وہ مغلوں کو نام سے جکارتا منوہ جنگل خان اور میور گدر سے ہیں سخت بیزار تھے اس لئے شمالی علاقے کی پریشان فوجیں اور اکثر حلیہ کے ہندو رئیس ساگاہ کے پاس جو دسروں کی نسبت زیادہ بلند و جلد بھگت جمع ہوئے رانا ساگاہ نے بھی ایسے شخص کے ساتھ جو دہلی و غزہ دبا کر ہر طرف اپنی طاقت بڑھا آجایا تھا اور جب کا مقابلہ کچھ عرصہ بعد دشوار ہو جاتا جلد لڑائی کرنا مناسب سمجھا کیونکہ اس وقت انکی ترقی تک چلی آسان تھی۔

بابر لکھتا ہے کہ جب میں کابل میں تھا تو رانا ساگاہ نے ایچی بھیجا اور دولت خواہی کا اظہار کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اگر بادشاہ ہندوستان میں نواح دہلی تک آئے گا تو میں اگر وہ کو روانہ ہو گا میں نے دہلی کو زیر کر لیا اور اگر وہ کو لے لیا۔ اس وقت تک رانا نے کوئی حرکت نہ کی۔ بعد ازیں اس نے آن کر گندھار و مغبوط قلعہ پتھنپور سے مشرق کو چند میل پری کا محاصرہ کیا یہ قلعہ حسن سپرکن کے تصرف میں تھا۔

الفنسن صاحب کہتے ہیں کہ بابر کے مستقل ارادے کا اثر اسکے دوستوں پر یہ ہوا کہ جب وہ سمجھ گئے کہ بابر اپنی دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چکا ہے نہ چلا جائے گا بلکہ بیان ہوا کہ ارادہ رکھتا ہے وہ بابر کے پاس آئے شروع ہوئے اور چار مہینے کے اندر جو سلطان ابراہیم شاہ کے قبضے میں ملک تھا وہ اور اسکے سواہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قبضے سے نکل گئے تھے جو پند کی سلطنت سمیت بابر کے قبضے میں آ گئے۔

اب ساگاہ کو بابر کی اس ترقی سے رشک پیدا ہوا اور سمجھا کہ آخر کار راجپوتانہ بھی اسکی دوش میں آئے بغیر نہ چھوٹے گا۔ جبکہ ساگاہ بابر کے ہاتھ سے ہندوستان خالی کرانے کے ارادے پر شمالی ہندوستان کی طرف چلا تو اسکے ساتھ اپنی ایک لاکھ جمعیت کے سوار اے سین کے اسراج سہیدی کی تیس ہزار ڈڈنگ پور کے راول اور اے سنگ اول کی بارہ ہزار لوہی چندیری کے راجہ میدنی رائے کی بارہ ہزار میوات کے جاگیر دار سن خان کی بارہ ہزار لوہی خاندان کے شاہزادہ محمود کی دس ہزار بوندی کے راونرپت ہاڈا کی سات ہزار سردی بھنچی

کی چھ ہزار ایلہ کے راؤ بھار ایل کی چار ہزار اور سیرم دیو میرتیہ کی چار ہزار تھتی۔ جس میں
 دوسرے ماتحت لوگ ملا کر دو لاکھ اور ایک ہزار آدمی کی بھیر بھار ہوتی تھتی سانگا
 نے لشکر اسلام سے لڑنے کے لئے ہاتھ بٹھی بہت سے جمع کئے تھے۔ بابر کہتا ہے کہ بہت
 سردار اور امرائے کبار اور راجے جنہوں نے بھی کسی وقت سانگا کی متابعت نہ کی تھتی
 میر سی خٹاقت کے لئے سانگا کے ساتھ ہو گئے۔ شالہاس نے جو اپنی کتاب سیر نواریں
 بابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہندوستان کے سردار اور راجے بابر کو اپنا نزدیک ماننے لگے اور
 اور اس کی متابعت کرتے تھے یہ بابر کے قول کے خلاف ہے اور یہاں تک کہ انہوں نے
 یون لکھا ہے کہ رانا سانگا سے اکثر سردار ان راؤ بال دیو والی جو دہلی کے راجے اور ہمایہ سانگا
 مغلوب رہا اور بال دیو سانگا سے وسعت ملک میں زیادہ تھا۔ بابر نے بھی خبر سننے بعد
 اپنی بڑے بیٹے ہالون اور دوسرے سرداروں کو علاقے سے بلا کر رانا کے مقابلے کی تیاری کی
 بابر باوجودیکہ بہت سے امرا سے بدظن تھا لیکن پھر بھی ہر ایک کو ایک طرف حفاظت
 کے لئے بھیجا۔ اپنی ساتھ صرف مغلوں کا لشکر جو کابل سے ساتھ تھا۔ لیکر آیا تھا رکھا اور
 مقابلے کو آکر سے سے کوچ کیا امرا ہند میں سے کمال خان و جلال خان سپر سلطان علاء الدین
 و علی خان قرملی و نظام حکم بیانہ کو ساتھ کیا اور دل جہاں پر راسخ کر کے مقابلے کا ارادہ کیا اگرچہ
 فرشتہ نے بابر کے ہمراہ میں ہزار فوج لکھی ہے لیکن صحیح تعداد کسی کتاب میں نہیں ملی۔ خیال
 ہے کہ پچاس ہزار کے قریب ہوگی مگر خود بابر جو میں ہزار سپاہ بتاتا ہے۔ بادشاہ کو یہ بھی
 معلوم ہوا۔ کہ حسن خان میواتی رانا سے مل گیا ہے مہدی خواجہ نے لکھا کہ پہلے اس سے
 کہ لشکر بیان آئے ملک کے طور پر بیان لئے میں ایک جماعت آجائے تو بابر نے دیان فوج
 بھیجنے کا غم مہم کیا۔ اور محمد سلطان مرزا یونس علی شاہ منصور پر لاس۔ کتہ بیگ کو
 بطریق ایلغار کے بیانہ بھیجا۔ جنگ ابراہیم میں حسن خان میواتی کا بیٹا ظاہر خان ہاتھ آ گیا
 تھا اس کو بطریق اڈل کے بابر نے اپنے پاس رکھا تھا اس سبب سے اس کا باب
 حسن خان ظاہر میں آمد و رفت رکھا تھا اور ہمیشہ اپنی بیٹے کو طلب کرتا تھا۔ بابر کے بعض
 امراء کے دل میں آیا کہ حسن خان کی استمالت کے لئے اگر اسکے بیٹے کو بادشاہ بھیج دے

نوقح موافق ہو کر خدامت گذاری ہی بجالائے گا۔ ظاہر خان کو خلعت پہنا کر اور اسکے پاس سے
 وعدہ لے کر یا برائے رخصت کیا۔ جون ہی حسن خان نے بیٹے کی رخصت کی خبر سنی پہلی اس میں
 کہ وہ اسکے پاس پہنچے۔ اور سے ٹکڑا کرانا سا نکالے سے چالایا۔ اس وقت اسکے بیٹے کا رخصت کرنا
 بے موقع تھا۔ ان دنوں میں بارش خوب ہوئی۔ بادشاہ کے پاس خوب شراب کی صحبتیں ہوئی
 بہاؤ میں جبکہ شراب سے نفرت تھی اس کو شراب پلائی گئی۔ روز دوشنبہ ۹ جمادی الاول
 ۹۳۲ھ میں عہدہ خیر کو مارنے کے لئے اور نذرک کے واسطے قیام کیا۔ چونکہ ہندوستانی
 آدمیوں پر حیدر آباد تھا۔ اس لئے اس لئے ہندوستان کو ہر طرف فرمان بھیجے گئے انہیں
 میں خبر آئی کہ رانا سا نکاح تمام لشکر کے بیانہ کے نزدیک آگیا ہوا تھا تاخت و تاراج کرتا ہے
 جو فوج پہلے بھیجی گئی تھی وہ قلعہ بیانہ تک نہ پہنچ سکی۔ بلکہ اپنی آنے کی خبر تک قلعہ میں نہ پہنچا
 سکی۔ قلعہ کے آدمی یا ہر ٹکڑا قلعہ سے دور ہو کر چلے گئے۔ بہت جلد علم نے ان کو
 شکست دیدی اور زیر کیا۔ نگر خان چھوٹا شہید ہوا۔ کتہ بیگ زخمی ہوا لڑائی میں پھر
 وہ شریک نہ ہو سکا۔ قسمی و شاہ منصور برلاس اور ہر شخص جو بیانہ سے آتا تھا باہر نہیں جاتا تھا
 تھا کہ وہ خود دار کے مارے آتا تھا یا اور آدمیوں کو خوف دلانے کے لئے آتا تھا دشمن کے لشکر
 کی خبر کہ کہاں ہے ہادی لایا۔ اسکی بہت سنالٹش و تعریف ہوئی۔ اس منزل سے
 بادشاہ نے سفر کیا۔ قاسم میر آفد کو بلیا دین کے ساتھ بھیجا۔ کہ پرگنہ مندھاؤ میں جہان
 لشکر اترے گا بہت سے کنوین کھودے ۱۴ جمادی الاول کے روز چار شنبہ کو فوجی آگرہ سے
 کوچ کر کے اس منزل میں پہنچا۔ جہان کنوین کھودے تھے قلعہ کو بیانہ سے بھی کوچ
 کیا۔ بادشاہ کے دل میں خیال آیا کہ اس فوج میں ایسی جگہ جہان پانی بہت ہو اور وہ لشکر کو
 کھائیت کرے سوائے سیکری کے کوئی اور جگہ نہیں ہے یہ احتمال یہ کہ مانا لے اس جگہ کو نہ لے لیا
 ہوا اسکے بادشاہ سپاہ سیمند و میسرہ و قلاب و حیزہ کو درست کر کے سیکری کی طرف چلا
 درویش محمد ساریان کو قسمی کے ساتھ جو بیانہ میں گیا تھا اور ہر جانب اسکی دیکھی ہوئی
 تھی پہلے سے سیکری کی ندی کے کنارے پر بھیجا۔ اور بادشاہ نے منزل میں اتر کر مہدی

خواجہ و جماعت کو کہ بیانہ میں تھے آدمی بھیج کر کہلا بھیجوا یا کہ بے توقف اگر ہمراہ ہو۔ ہاں ایک
 کے نوکر سیرنل کو چند جو انون کے ساتھ رانا کے لشکر کی خبر لینے کے لئے بھیجا وہ رات کو جا کر صبح
 یہ خبر لایا کہ عنیم کا لشکر بادر سے آگے ایک کوس بڑھ چکا ہے آج ہی مہدی سلطان و سلطان
 مرزا اور مردم الیغار کہ بیانہ گئے تھے آنکر ہمراہ ہو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ قراولی کا اہتمام باری
 باری سے مہلت امر کریں۔ عبدالعزیز کی باری کا روز تھا۔ اس نے آگاہ کیا کہ چھپاؤ حالہ
 میں کہ سیکری سے راج کوس ہے آگے بڑھ گیا رانا کا لشکر آگے بڑھ آیا تھا۔ جب اسکو سپاہ بابر کے بے
 طور آنکلی خبر ہوئی تو اس نے چار پانچ ہزار آدمیوں کا لشکر بھیجی اس لشکر نے آگے ہی عبدالعزیز
 ملا ایاق کے لشکر کو جس میں بندرہ سو آدمی سمیت تھیں ہوں گے آنکر گھیر لیا۔ عبدالعزیز نے عنیم کے
 لشکر کا کچھ تخمینہ کیا اور جنگ میں مشغول ہوا۔ اول ہی حملے میں رانا کا لشکر سب سے آدمیوں
 کو قید کر کے لے گیا۔ جس وقت بادشاہ کے پاس خبر آئی تو اس نے لنگون کا ایک تار
 باندھ دیا۔ محب علی خلیفہ کو مع اس کے نوکروں کے بھیجا۔ اسکے پیچھے ملا حسین اور بعض اور اسیرین کو
 لے کر ان محمد علی جنگ کو بھیجا۔ مگر پہلی کمک کو جس میں محمد علی خلیفہ اور اس کے نوکر تھے
 پہنچے نہ تھے عبدالعزیز اور اس کے ہمراہی بے دست و پا ہو گئے تھے جہذا ان کا جھن گنا تھا۔ وہ
 خود اور ملا نعمت و ملا داؤد و ملا ایاق کا چھوٹا بھائی قید ہو کر قتل ہوئے بعد پہلی کمک پہنچنے کے
 طاہر بری لغانی۔ محب علی انہی تاخت کی مگر اسکو کمک نہ پہنچ سکی وہ دشمنوں میں جا کر
 پھنس گیا۔ محب علی بھی جنگ میں گھرا۔ مگر پالتو نے پیچھے سے حملہ کر کے اسکو بائز کلا۔
 دشمن نے ایک کوس تک ان کا تعاقب کیا۔ مگر جب اس کو محمد علی جنگ جنگ کی سپاہ
 نظر آئی تو وہ پھر آگے نہ بڑھا۔

بادشاہ کے پاس پہلے خبر آئی کہ عنیم کی سپاہ نزدیک آئی۔ بادشاہ نے بھی زرہ پنی
 اور گھوڑوں پر سار ڈالا اور ہتھیار لگائے اور سوار ہوا۔ اور حکم دیا کہ توپوں کو بھیج کر لائیں ایک
 کوس بادشاہ آیا۔ مگر عنیم کا لشکر اٹکا چلا گیا۔ بادشاہ کے پیلوں میں ایک بڑی ندی تھی اسلئے پانی
 کی مصلحت کے سبب شاہی لشکر نہیں اترتا۔ توپوں کو پہلے سے مضبوط کر کے زنجیروں سے
 جکڑ دیا تھا توپوں کے بیچ میں سات آٹھ گرجا قافلہ تھا۔ وہ زنجیر کر کے بھیج گئیں۔ بعض غلطی

رومی نے روم کے دستور پر توپوں کو لگایا تھا اور بہت چست دھالاک اور تونچانے کے انتظام سے باہر تھا استاد علی قلی اس سے مدد و صدمہ رکھتا تھا اس واسطے مصطفیٰ کو دائیں طرف ہالون کے آگے متعین کیا۔ جس جگہ توپیں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ خراسانی و ہندوستانی بیلداروں نے خندق کندہ کرائی۔

رانہ کے اس طرف تیز و تند گزرنے سے اور بیلانے کی جنگ سے اور بیانیہ سے ان کو شاہ منصور اور شہسی نے جو اسکے لشکر کی تعریف کی ان سب بالاقون نے بادشاہ کے لشکر کے آدمیوں میں بیل پیدلی۔ اور عبدالعزیز کے زیر ہونے سے سپاہ میں خود سری پھیلی آدمیوں کے استحکام خاطر کے لئے اور لشکر کے استحکام ظاہری کے واسطے جن تانبوں پر توپیں نہیں پہنچتی تھیں۔ وہاں لکڑی کے سہ پائے لگو کے ان میں سات آٹھ گز کا فاصلہ رکھا اور اونچے لگا دیئے کی حمیرون کے رسوں سے مضبوط و سرلوہ کر دیا۔ ان اسباب و آلات کے ہیا و کل جو تانبے میں تھیں روز کے انہیں ایام میں کابل سے ایک ایک دودھ آدمی کر کے یا سنو آدمی آگئے ان کے ہمراہ ایک ہتھیار شریف نامی بھی آیا۔ بابا دوست سدری بھی جو شراب کے لئے کابل گیا تھا آیا نرنی کی عمدہ شراب اونٹوں پر لایا اس حال میں کہ پریشان باتوں سے جبکا اوپر مذکور ہوا لشکریوں کو توپوں ہی تردد و دو تہم بہت تھا۔ محمد شریف ہتھیار کی جب شخص سے ملاقات ہوتی مبالغہ کے ساتھ یہ کہتا کہ ان ایام میں مریخ مغرب میں ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کریگا مغلوب ہوگا اگرچہ اسکی یہ خیال نہ ہوتی کہ بادشاہ کے سامنے یہ بات کہنا گراورون کے سامنے اس کہنے سے لشکر اور زیادہ بے دل ہوا لیکن بادشاہ نے ایسی پریشان باتوں کو کچھ نہ سنا جو کام کرنے کے لائق تھے وہ اس نے کئے اور جنگ کی تیاری میں ہمہ تن مصروف رہا۔ اور شیخ جامی کو بھیج کر دوا بے دلی کے ترکش بندوں میں سے جس قدر آدمی جمع کر سکے جمع کر کے مواضعات میوات کو تاخت و تاراج کرے جب تک اس طرف کوئی خدشہ ہووٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھائے ملا ترک علی بھی کابل سے آیا تھا اسکو بھی فرمان ہوا۔ کہ شیخ جامی کے ہمراہ ہو کر میوات ویران کرنے اور تاراج کرنے میں تعصیر نہ کرے۔

روزہ شبہ چادسی المادے ۱۳۳۲ ہجری کو بادشاہ سیر کر سیکے لئے سوار ہوا تھا۔ اٹھارے

سیر میں بادشاہ کے دل میں آیا کہ مجھے توبہ کا وہ فائدہ ہیشہ رہتا تھا امرنا شروع کرنے سے میرا
 دل بکدر ہوتا تھا۔ اس نے کہا کہ اے نفس کب تک گناہ کرے گا مرنا آنکھوں کے سامنے ہے
 جو شخص اپنی مرے کا یقین کرے گا وہ اس حال میں تو جانتا ہے کیا ہے اس حال سے خوش ہو کر
 بادشاہ نے شراب پینے سے توبہ کی اور سونے چاندی کی صراحی دیا اور تمام آلات مجلس
 شراب اسی وقت تنگ کر سب کو توڑ ڈالا اور اسکو مستحقوں اور درویشوں میں تقسیم کر دیا۔
 اس توبہ کی موافقت میں بادشاہ کے ساتھ اول عرس تھا اس نے داہی منڈا لے اور
 رکھنوی میں بھی بادشاہ کے ساتھ موافقت کی تھی۔ اس رات اور صبح میں امر اور دھڑولوں میں
 اور سپاہیوں وغیرہ سپاہیوں میں سے شیخ سوادھیوں نے توبہ کی جو شراب ہو جو دھنکی اسے
 پھینک دیا۔ باہر دست جو شراب لایا تھا اسکو حکم دیا کہ تنگ ڈال کر سرکہ بنا دے جس
 جگہ شراب پھینکی گئی تھی وہ کھود دی جائے اور پتھر لگا کر وہ جگہ اونچی کی جائے۔ اور یادگار
 کے لئے اس پر کچھ کھودا جائے بادشاہ نے یہ منت مانی کہ اگر رانا اسکا پر ظفر پائے گا تو مسلمانوں
 کو بغاوت بخش دیگا۔ تنگ اسوائے زمین کے محصول کے اور تمام محصول کو کہتے ہیں چنانچہ اس نے
 رانا کو مل جانے کے بعد جمیع ممالک میں مسلمانوں کو تمام معاف کر دیا جسکا حاصل بہت کچھ تھا۔
 باوجودیکہ مسلمانین سابق مدتوں سے اسے لیتے تھے بادشاہ نے فرمان صادر کیا کہ کسی شہر
 گاؤں میں راگنہر دھرم پر راہداری کا محصول کسی مسلمان سے نہ لین اور یہ بھی حکم دیا۔ کہ
 کوئی شخص شراب پینے نہ اٹکی تحصیل میں کوئٹھس کہے ہم شراب بنائے نہ بیچے نہ خریدے
 نہ رکھے۔ ان باتوں سے فوجی آدمی زیادہ ناامید ہوئے کیونکہ یہ لاچاری کا نشان تھا۔ لشکر
 میں سب جھوٹے بڑے گھیر کر عالم تعمیر میں ڈوب گئے تھے سارے لشکر میں ایک آدمی
 ایسا نہ تھا جسکے منہ سے کوئی بات مردانہ اور کوئی رائے دلیرانہ سننے میں آتی۔ بہتر
 وزیر اور مدیر امیر جنھوں نے اس ملک کی دولت کے مزے اور رائے سننے آئی بائیں
 مردانہ یقین اور نہ انکی تدبیر و تقریر صاحب ہمتانہ۔ اس یورش میں غلیفہ نے خوب
 خوب کام کئے تھے اور اس نے منطوق استحکام میں اور جہد و استقامت میں کوئی نقص
 نہیں کی۔ جب بادشاہ نے آدمیوں کی یہ بیدلی اور اس طرح کی شستی دیکھی۔

تو اسکو دوسری فکر کرنا لازم آیا۔ اس نے اپنے تمام سردار اور سپاہیوں کو جمع کر کے

کہا۔

سرکہ کہہ بجاں ز اہل فنا خواہد بود : آنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود
 جو شخص مجلس حیات میں آتا ہو وہ آخر کو پیمانہ اہل پتیا کی اور جو زندگی کی منزل میں قدم
 رکھتا ہو وہ دنیا کے غم خالص سے باہر جاتا ہے ایسی خدا ہی کی ایک ذات ہے جو ہمیشہ قائم رہے گی
 کہا کہ خدائے تعالیٰ نے یہ سعادت ہمو نصیب کی ہے اور ایسی دولت قریب کی ہے کہ جو مترابر
 وہ شہید ہو جائے اور جو ہمارا تہ و نہایت غازی ہوتا ہے۔ سب کو کلام الہی پر مستمع کھانی چاہئے کہ کوئی
 شخص قتال سے روگردانی کا خیال نہ کرے گا اور جب تک برہن تن سے نہ رہے۔ قتال نہ کرے۔ و
 اس محاربے و قتال سے جدا ہو۔ یہ سرسوار و سپاہی خرد و کلاں سبیلے و رغبت سے
 قرآن شریف کو ہاتھ میں لیا عہد و پیمان اور پر کے مضمون کے موافق کہ یہ بادشاہ کی بہر
 اس طرح کی تھی کہ دور کے آدمی کو شہنشاہ سے اور پاس کے آدمی کو دیکھتے ہوئے دوست دشمن سب
 کو پسند آئی۔ ان دونوں میں سب جگہ ایک آفت و توفیق برپا ہوئی سرور و بادشاہ کے
 پاس ہر طرف سے ایک ناقوس خبر آتی تھی۔ لشکر کے بعض ہندوستانی بھی لگے بہت خان
 گرگ انداز سنہل کو بھاگ گیا حسن خان باری وال دشمنوں سے جا ملا۔ یاہ نے انہی کچھ پر دا
 نہ کی فقط اپنی سپاہ پر بھروسہ کر کے کارزار پر متوجہ ہوا۔ غرضکہ تو لوں اور تمام آلات جنگ
 کو جو تیار ہوا تھا لے کر سہ شنبہ ۹ جمادی الاخریٰ کو نو روز کے روز کو جمع کیا۔

رانا کا لشکر بھی بادشاہ کے لشکر کی حرکت سے واقف ہوا اور اس لئے جماعتیں درست
 کیں اور مقابلے کے لئے سامنے آیا لشکر کے آنے کے بعد تو میں اور خندق لشکر کے آگے درست
 کئے گئے اس دن لڑائی کا کچھ خیال نہ تھا۔ تھوڑے سے آدمی آگے بڑھ کر ہندوؤں سے لڑے
 اور لڑائی کا شگون کیا چند ہندوؤں کو پکڑا اور راکھاس رکھ کر لے گئے۔ ملک قاسم خد سرکاٹ
 کہ بادشاہ کے پاس لایا تھا۔ اس نے یہ خوب کیا اس سے لشکر کے آدمیوں کا دل قوی
 ہوا اور انکو اپنی اور پر بھروسہ ہوا۔ منج بیان سے کوئج کر کے لڑائی کا خیال تھا نظام الدین
 علی خلیفہ اور بعض دولت خواہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جو منزل لشکر کے آتے

کے لئے مقرر ہوئی ہے وہ نزدیک ہے اس لئے خندق کندہ کر کے مضبوط کر کے کوچ کیا جائے
 تو مناسب ہو اس خندق کے بنانے کے لئے خلیفہ سوار ہوا۔ اس نے خندق کی گئی جہوں پر
 سیدار اور ادرک کو منظم مقرر کئے اور پھر بادشاہ سے آن ملا و در شنبہ ۱۳ جمادی الثانی ۹۲۳ھ
 کو بابر ایک کوس اپنی مورچوں سے آگے بڑھ کر موضع خالوہ (کاٹوہ) پہنچا تھا کہ ساچھکا لشکر
 نمودار ہوا۔ بابر نے کھوڑے پر سوار ہو کر مقابلے کا حکم دیا لشکر اسلام نے اپنی صف بندی کی
 اور ترکوں نے سر پر اپنی خودوں کو چمکایا۔ بابر نے لشکر کی اسی طرح صف بندی کی جیسا
 سلطان ابراہیم کی لڑائی میں کی تھی۔ خاص اپنے دستے کو قلب میں رکھا اور سیدھے بازو پر
 چیں تھمیر سلطان و مرزا سلیمان و خواجہ دوست خاوند و یونس علی و شاہ منصور بدلاس و
 درویش محمد ساربان و عبد اللہ کتاب و اردو دست الشیخ آقا کو دوسرے معتقد پارہوں کی
 ساتھ مقرر کیا اور لٹے ہاتھ کی طرف علاء الدین بن سلطان بہلول بدوی اور شیخ زین خان و میر
 محبوب علی ولد نظام الدین علی خلیفہ دزدی براؤد قوت بیگ و شیر افغان ولد قوت بیگ و
 آرائش خان و خواجہ معین اور ایک اور جماعت کو مقرر کیا اور دست راست پر خود بابر ہوا وہ
 اور اپنی سیدھے بازو پر قائم حسین سلطان و احمد یوسف اور غلامی اودہند و بیگ فہین
 اور خسرو کو کلتاش و قوام بیگ اور دو شاہ اور ولی خاں و قراقرزی اور سیر علی بیستاجی و
 خواجہ بہوان اور عبد الشکور اور ایک دوسری جماعت متعین کی اور تردی لیتہ اور ملک قائم
 براوران پایا تشقہ اور ایک اور جماعت مخلون کی بھی اس طرف مقرر کی اور اپنی اس لئے
 بازو پر سیر محمد و محمدی کو کلتاش و خواجہ احمد جامدار نامزد ہوئے اور اسی جانب سید بہدی خواجہ
 و محمد سلطان مرزا و عادل سلطان بن بہدی سلطان و عبد العزیز سیر آخور و محمد علی جنگ
 جنگ و قتل نرم فراول و شاہ حسین بارسلی و جان بیگ اٹک و موسیٰ اٹک و برہم ترکمان
 اور امرائے ہند میں سے جلال خان و کمال جان اولاد سلطان علاء الدین و علی خان شیخ
 زادہ فرعی اور نظام خان بایہ بھی متعین ہوئے اور امرائے ہند و ستان میں سے خان
 خانان و دلاور خان و ملک راؤ کرانی و شیخ گہورن کو بادشاہ نے اپنی ساتھ رکھا۔ اور
 ہند و چوہین کو لشکر کے آگے متعین کیا اور انکی پناہ کے لئے لوہن کو زنجیر دین سے چھڑ دیا اور

انشظام اسکا نظام الدین علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور سلطان محمد غنشی کو بادشاہ نے اپنی پاس
 کھڑا رکھا تاکہ بادشاہ کے احکام انسروں کو سناتا ہو۔ بہت سے نقیب اور چوہدار اس کے
 ماتحت تھے تاکہ ان کے ذریعہ سے نوچمپوں اور انسروں کو احکام ملتے رہیں جب فوج کی ترتیب
 درست ہوگئی تو تمام آدمیوں کو مکمل دیدیالیا کہ کوئی شخص بغیر بادشاہ کے حکم کے قدم آگے نہ بڑھائی
 سپردن چڑھے لڑائی شروع ہوگئی سیدھی اور الٹی جانب بہت معرکہ ہوا۔ راجپوتی سپاہ
 بادشاہ کے سیدھی بازو کی طرف حملہ کر کے خسرو کو کلتاش اور ملک قائم اور بابا تشقہ پر ایسی پٹی
 کر تمام لڑائی کا ذرا دھڑاٹا۔ بادشاہ کے حکم سے چن تین سو سلطان انکی مدد کو لیا اور اب اس مدد
 سے مخالفوں کو تیرہ بہت حاصل ہوئی اور انکو اس طرح بھگا یا کہ کہیں قدم زعم کے مضبوطی رومی
 نے توپوں کو آگے کر کے اور بند و پنجوں کو آگے بڑھا کر مخالفوں پر ایسی آگ برساتی کہ ان کے
 حوصلے ٹوٹ گئے۔ راجپوتوں کی جون جوں فوج آگے بڑھتی بادشاہ بھی ان کے مقابلے کیلئے
 جدید چار سپاہ روانہ کرتا تھا اسمعی قائم حسین سلطان اور احمد یوسف و قوام بیگ کو
 حملہ کا حکم ہوتا تھا اسمعی ہندو بیگ تو چن مامور ہوتا تھا اور کبھی محمدی کو کلتاش اور خواجہ
 امیر کو بڑھنے کا حکم ملتا تھا اور بعد اسکے یونس علی اور شاہ منصور برلاس مندر عبداللہ گنبد اور
 اور انکی چھ دوست الشک آقا اور محمد علیل آختہ بلی ملک کو مامور ہوتے تھے راجپوتوں
 کا سیدہ بایازد مسلمانوں کے اٹلے باز و پرکشی بار حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے تیر
 اندازوں اور بند و پنجوں اور شمشیر زقون نے ایسا سختی سے جواب دیا کہ علمہ آور بہت سے
 مارے گئے اور بہت سے سپاہی ہونے لگے مومن ائمہ اور رسم ترکمان نے جدید سپاہ
 کے ساتھ بادشاہ کے حکم سے دشمن کے عقب میں جا کر سخت ضرب لگائی اور پھر ملا محمود اور
 علی ائمہ با شلیق ملدن خواجہ خلیفہ انکی ملک کو گئے۔ محمد سلطان مرزا عادل سلطان د
 عبد العزیز میر آفرد و قلی قدم قراول و محمد علی جنگ جنگ و شاہ حسین پاریکی نے
 خوب جنگ کی اور انکی ملک خواجہ حسین نے ایک جماعت کے ساتھ کی۔ یہاں تک
 کہ رانا ساگالی امید دن پر پانی پھر لے لگا۔ دشمن کی سپاہ کشمیر تھی۔ اسلئے بادشاہ ہی پنا
 اوس پہ غالب نہیں آسکتی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے اوس سپاہ کو جو توپوں کے

پچھے کھڑی تھی۔ حکم دیا کہ سپاہ کے سیدھے اور اٹھے بازو سے ٹک کر اور بند و فتیوں کو بیچ میں چھوڑ کر
 ہر ایک طرف سے لڑائی شروع کرین اس تدبیر سے دشمن پر سخت ضرر پہنچے لی اور
 ساتھ ہی اسکے بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ وہیں بھی آگے بڑھائی جائیں اور بذات خاص بھی
 بادشاہ آگے بڑھا۔ اس بات کو دیکھ کر اور سپاہ شاہی بھی حرکت میں آئی اور راجپوتوں
 کی سپاہ پر بیکارگی حملہ شروع ہو گیا شاہی سپہ سالار کی سپاہ نے دشمن کے رولوں پر
 کی سپاہ کو اتار دیا۔ کہ قلب لشکر کی سپاہ میں محسوس گئی اور اس دباؤ سے دشمن کے میدان
 جنگ میں قدم بٹھہرنا مشکل ہو گئے اور میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کی باہر کو فرار
 نمایاں حاصل ہوئی حسن خان میوانی کوئی کام نہ کھا کر مارا گیا۔

راول دودے سنگھ اور مالک چند چوہان اور رائے چند بھان اور دلیپ رائے
 اور کنو ادھرم سنگھ اور بہت سے بڑے بڑے ہندوؤں نے میدان جنگ میں راہ عام کی اور
 ہزاروں سپاہی کھیت رہے۔ اور ہزاروں زخمی مسلمانوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ملک
 عدم کے رہے ہوئے اور ساٹھ میدان سے جان بچا کر نکل گیا۔ بادشاہ نے محمدی کو کھٹا
 د عید العزیز میسر آفر و علی خان وغیرہ کو حکم دیا کہ تعاقب کر کے سانگا کو گرفتار کر لائیں۔ مگر
 ان لوگوں کی کالی سے وہ نکل بھاگا۔ بادشاہ کو اس بات کا مینوس ہوا اور کہنے لگا۔ کہ
 کاش یہ کام ہم خود کرتے اور ضرور اسکو گرفتار کر کے اسکی جرات کا مزہ چکھاتے۔ اس
 فتح کی تاریخ فتح بادشاہ اسلام ہے۔ بادشاہ نے محمد شریف منجم کو طلبت کر کے اور ایک
 لاکھ روپے کے مالک محروسہ سے نکلوادیا۔

کرنل ٹاڈ ڈیسی روایتوں سے بیان کرتا ہے کہ سخت مقابلہ ہونے کے وقت رائے سین
 کاراجہ سلہدی تنور و فتیوں میں جا ملا۔ جس سے یہ شکست راجپوتوں کو نصیب ہوئی۔
 صاحب نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ یہ وقت ملنے کا ہوتا ہے اور خاص کر سلہدی کی تنہوری سی
 سپاہ الگ ہو جانے سے سانگا کی قوت ٹوٹنے کے قابل تھی۔

راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے آدمیوں کو اسلامی فتوحات و جاہ و جلال سے بڑا تعصب
 چلا آتا ہے ایک بے لاگ اور ہنایت رستمان فتح پر داغ لگانے کو یہ قصہ ہی گھڑ لیا اور ان

کے سر پرست ٹاڈ صاحب نے مان لیا۔ بابر جس نے جڑی جڑی واقعہ میں چھوڑا وہ اس بات کو ضرور بیان کرتا۔ اگر اسکی اصل ہوتی۔
سانگا اسی سال کے اندر میواڑ کے پہاڑی علاقے میں موت سے یا کسی کے زہر
دیخو سے انتقال کر گیا

اسکے دو بیٹے اسکے سامنے گذر چکے تھے جن میں سے بڑے بھونج راج کے ساتھ دیرپہ راٹھور
چل کی رشتہ دار ہیں سران بائی جس کے فقیرانہ اشعار عوام میں مشہور ہیں بیہی لگی تھی
کر نل ٹاڈ نے غلط طور پر اسکی شادی مانا کو بھجا کے ساتھ لکھدی ہے جو سانگا کا دوا بھر۔

۵۲۔ رانا رتن سی دوم

یہ سانگا کا تیسرا بیٹا تھا جو اپنی بڑے بھائیوں کے مرجانے سے ۱۵۸۷ء مطابق ۱۵۲۰ء میں
جنوڑ کی گدی پر بیٹھا وہ پنج برس کے قریب راج کر کے ماتحت سردار بوندی کے راؤ سورج مل
کو اپنی چھوٹے بھائیوں کی طرف داری کر کے سرخ سے قتل کر کے مارا گیا۔ اسکے چھوٹے بھائی بکرمات
نے جبکہ قلعہ رتنپور باب کے حکم سے جاگیر میں ملا تھا بابر بادشاہ کے پاس دکیل بھیج کر درخواست
کی تھی کہ اگر وہ اسکی مدد کر کے چٹوڑ ولادے اور بیانہ وغیرہ پر کنٹرول کرے تو قلعہ رتنپور
اور محمودالوسی کا جڑا تاج دو دیشہ دینا سانگا نے گرفتار کر کے لیا تھا عوام میں بابر کو دید گیا
لیکن رات کی نسبت نہ پہنچی کہ رتن شگہ خانی لڑائی میں بوندی کے راؤ سورج مل کے
باتھ سے شکار کے موقع پر مارا گیا اور بکرمات راج کا اٹک ہو گیا۔

۵۳۔ رانا بکرمات

یہ اپنی بڑے بھائی کے مارے جانے بعد ۱۵۸۷ء مطابق ۱۵۲۰ء میں چٹوڑ پر قابض ہوا اور
سہایت مغرور و کم عقل تھا اکثر پہلوانوں کے تماشے اور جو اکیٹنے کے جلسوں میں مصروف
رہتا تھا یہ بد انتظامی دیکھ کر ۱۵۹۱ء مطابق ۱۵۲۴ء میں سلطان بہادر شاہ بھرتی نے چٹوڑ کو
اگر گھیر اور تین مہینے محاصرے کے بعد صلح کر کے اور کسی قدر سالانہ اور محمودالوسی کا جڑا تاج
اور دو پٹہ لے لیا۔

بکرمات زک انٹھا کر بھی ہوش میں نہ آیا اور اکثر انتھون کو بچیدہ لکھا ۱۵۹۲ء

مطابق ۱۵۳۶ء میں بہادر شاہ گجراتی جو مالوے کا ملک دوسرے محمود علی سے چھین کر بہت
 بن گیا تھا دوبارہ چھوڑ آیا۔ اس وقت رانا سنگ کے رشتہ دار چا سورج مل دیولیدہ والے کا بیٹا
 رادتا باگہ سنگ اپنی بیویوں کی راہدہانی بجائے کو چھوڑ بیٹھا۔ بوندی، جالور اور سردی وغیرہ
 کے رادھی اپنی فوجیں لیکر حاضر ہو گئے۔ بہادر شاہ نے سرنگ لگا کر قلعے کی دیوار پرٹنے
 برج سمیت اورادی جس میں بوندی کا رادھ اپنی پانسو آدمیوں کے مارا گیا۔ اس
 حملے کو راجپوت لوگ روکتے رہے۔ جب بے چارے ناامید ہو گئے تو آدھوں نے یکمادت اور
 اسکے چھوٹے بھائی ادوے سنگ کو چھپا کر نکال دیا اور دیولیدہ کے رادتا باگہ جی سمیت دیکھ کر اپنا
 افسر بنا کر ریاست کا حصہ اسکے سر پر کھڑا کیا۔ تمام راجپوتوں کے ساتھ جو موت کو قید
 سے بہتر جانتے تھے قلعہ سے نکل کر مقابلے میں مارا گیا۔ اس لڑائی میں مقتول تیس ہزار اور
 جوہر کر کے جان دینوالی عورتیں بارہ ہزار سے زیادہ شمار کی گئی ہیں اور کسی قدر غیرت دار
 عورتیں لڑ کر بھی کام آئیں۔

کر نل ناڈواریج راجستان میں کہتا ہے کہ ادوے سنگ کی والدہ کہناوتی بانہادر شاہ
 والی گجرات کے خوف سے ہالیوں کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور اسے راکھی بھیجی۔ اس
 لئے اس راکھی کو خوشی قبول کیا اور وہ اس راکھی کے ذریعہ سے رانی کا بھائی اور ادوے
 نو عمر بچے ادوے سنگ کا سامن اور محافظ ہو گیا۔ اوس نے عہد کیا کہ میں رانی کی حتی الوسع خدمت
 کر دوں گا۔ حتیٰ کہ قلعہ نہ ختم ہو بھی وہ مانگے تو دوبارہ لگا۔ جبکہ بہادر شاہ نے قلعہ چھوڑ کا محاصرہ کر لیا
 اور نامور راجپوت سردار بیلے کام آئے اور بھگت جو اسہر رانی راکھور رانی بھی کام آئی۔ نوکر ادوے
 نے چھوڑ کی حفاظت کا کوئی اور ذریعہ نہ دیکھ کر ہالیوں سے التجا کی کہ وہ اپنے عہد کو پورا کر سہالیوں
 اپنی عہد میں ثابت قدم نکلا۔ اس نے اپنی فتوحات ملک بنگالہ کو چھوڑ دیا اور چھوڑ بچا لے اور
 رانا سنگھ کی بیواؤں اور خردسال بچوں کو محفوظ کہنے کی غرض سے بنگال سے روانہ ہوا۔ اگر
 ہالیوں اتنی فاصلہ پر نہ ہوتا تو چھوڑ کی تباہی پیش نہ آتی کیونکہ آئین شرافت کے بموجب
 لشکر رانی کی امداد کرنا ضروری تھا لیکن بہادر شاہ فوراً حکم کرنے کی بجائے ادوے نے بہادر شاہ
 سے لفظی ٹکراؤ شروع کر دی۔ جس میں لفظ چھوڑ پر جھگڑت بازی کی گئی تھی۔

اور چوڑ پیر یلغار کر نیکی بجائے مالوسے پر یورش کی جو اس وقت بہادر شاہ کے تصرف میں
 تھا۔ اس اثنا میں بہادر شاہ نے اپنی زیر دست توپخانے کی مدد سے محصورین کا قافیہ تنگ
 کر دیا اور قلعہ کی دیوار کا لٹیک حصہ بارود سے اڑا دیا۔ قلعہ کو قریب التسخیر خیال کر کے ۳ ہزار
 راجپوت عورتیں جو سر کر کے گرنس اور باقی ماندہ راجپوت دیولیا کے سردار باگھ جی کے زیرِ کان
 زندگی سے ہاتھ دھو کر قلعہ سے باہر نکلے اور بہادر شاہ کی سپاہ پر لٹ بڑے اور کام گئے
 بہادر شاہ چوڑ کو فتح کرنے پر مصروف و دہشتہ دیوان بٹھرا۔ کیونکہ ہالیوں کے آہستہ آہستہ پھرتے
 سے اس سے گھر بولی اور وہ اس کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ ہالیوں نے اپنے عہد کو بھٹی پور کیا اور اس
 نے بہادر شاہ کو پیالے شکستین دین اور اس کی سپاہ کو چوڑ خالی کرنے پر مجبور کیا اور مالوسے کی
 راجہ مہائی مانڈ پر قبضہ کر لیا اور چونکہ دیوان کے بادشاہ نے شاہ گجرات کی مدد کی تھی اس لئے
 اس نے رانا کیراجیت کو دیوان بولایا اور اس کے دشمن کے مفتوحہ علاقے میں اس کے عوار باہری
 ٹاڈ صاحب نے یہ جو کہا کہ ہالیوں اپنی شگالے کی فتوحات کو چھوڑ کر رانا کی مدد کو آیا
 تھا اس کے متعلق اتنا سمجھنا چاہئے کہ وہ شگالے میں نہیں پہنچا تھا۔ بلکہ اس کے فتح کرنے کے ارادہ
 سے اس کے بحری میں روانہ ہو کر حدودِ کلاہنی قبضہ کنا۔ ٹک وہ آیا تھا کہ اس نے شگالہ
 قلعہ چوڑ کا محاصرہ بہادر شاہ نے کیا اور یہ ایک بڑا انوکلا عزم اور صاحبِ حوصلہ دہلیدہ واز
 بادشاہ تھا اور اس نے اسے زور بازو سے سلطنت کو دست دی تھی اور مالوسے کی
 سلطنت کو بھی جبکا دارا کر یا ست مانڈ تھا اپنی قبضے میں کر یا ست اعزمن وہ اور ہالیوں
 برابر کی محرمین متفق۔

کرنل ٹاڈ کا یہ کہنا کہ بادشاہ مانڈ نے بادشاہ گجرات کی مدد کی تھی غلط ہے بادشاہ
 مانڈ اس وقت باقی نہ تھا۔ دکن ملکوں کا بہادر شاہ والی تھا اور مستند مورخین کی اقوال
 کے موجب ہالیوں کا بہادر شاہ سے سبزو آرماء ہونا راجپوتوں کی امداد کی غرض سے نہ تھا بلکہ
 اس کا سبب یہ تھا کہ سلطان علاء الدین دہلیدہ تخت دہلی جبکا نام عالم خان تھا۔ اور
 سکندر لدھی کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا بہادر شاہ کے پاس بغرض امداد موجود
 تھا۔ اور بہادر شاہ اس کی معاونت کر رہا تھا اور ہالیوں کا باغی چجاز دہلی محمد زماں

مرزا بھی بہادر شاہ کے نکل غلطت میں جا پہنچا تھا۔ ہمالیوں نے بہادر شاہ کو لکھا کہ یا تو شکوہ
 لکھ کر ہمارے پاس بھیج دو یا اپنے ملک سے باہر نکال دو۔ بہادر شاہ نے ٹکسا جواب دیا۔
 ہمالیوں جو مالک شہر قیہ کی فتح کو جانا تھا وہ فوراً الٹا لڑے میں آیا اور ۹۴۱ھ ہجری
 کو بہادر شاہ کے استیصال اور شہر فتح کے لئے روانہ ہوا۔ اور مالوے کی طرف چلا
 سارنگ پور میں پہنچا۔ تو بہادر شاہ چٹوڑ کے محاصرے میں بہت دن محصور رہا ہمالیوں نے
 یہ قطعہ بہادر شاہ کے پاس بھیجا۔

اے کہستی غنیم شہر چٹوڑ کافراں را چہ طورے گیری
 بادشاہ ہر سید پر سر تو تو نشہ چٹوڑے گیری
 اس قطعہ کے جواب میں بہادر شاہ نے یہ قطعہ لکھا۔

منکہ ہستم غنیم شہر چٹوڑ کافراں را چہ طورے گیری
 سہر کہ چند حمایت چٹوڑ تو تبین کش چہ طورے گیری

اب بہادر شاہ نے اپنا امیر دن کے ساتھ مشورہ کیا۔ ایک جماعت نے مشورہ
 یہ دیا کہ قلعہ کی مہم سب وقت میسر ہے اور اہل قلعہ سے کچھ ضرر بھی نہیں پہنچتا مناسب
 یہی ہے کہ ہم قلعہ کو موقوف کر کے ہمالیوں کے لشکر کے روپر دھو بیٹھے۔ مدد رغان جو اہل علم و فضل
 کا صدر تھا۔ اور سپاہ میں صاحب منصب والا تھا اس نے اپنی اصابت رائے سے
 یہ کہا کہ محاصرہ مدت سے ہو رہا ہے چٹوڑے دلوں کا کام اس میں باقی ہے اہل اس
 کو ختم کرنا مسکت ہی ہمالیوں دیندار بادشاہ پر جب تک ہم کفار سے لڑتے ہیں۔ وہ ہم سے
 لڑتے نہیں آئے گا۔ لڑ آئے گا تو ہمارے لئے ترک جہاد کا عذر محمول میسر ہوگا۔ سلطان
 بہادر کو یہ رائے پسند آئی اور اس پر عمل کیا جب ہمالیوں کے کان میں خبر پہنچی تو وہ بہادر شاہ
 سے جب تک کچھ نہ بولا کہ ۳۰ رمضان ۱۰۴۱ھ کو آدس نے قلعہ چٹوڑ
 فتح کیا۔ اس کا سبب کیا تو ہمالیوں کا تسلط تھا یا اسلام کا یا اس۔ قلعہ میں بہادر شاہ
 کو بہت دولت ہاتھ آئی۔ آدس نے وہ سب ہمالیوں میں تقسیم کر دی۔ پھر وہ ہمدون
 پر ہمالیوں بادشاہ ہندوستان کے مقابل پہنچا۔ جہاں آدس کو جان بچا کر ہرات وغیرہ

کی طرف بھاگنا پڑا اور کچھ مدت لئے موقع پا کر چوڑا واپس لیا۔
میواڑ کے سردار دن لئے باہمی ریج سے بکر مدت کی جگہ پر تھقی راج کے بیٹے بن بھ
کو جو کینڑک زادہ تھا رانا بنایا۔

بن بھ
یہ خواص وال سہسٹ ۱۵۹۳ مطابق ۱۵۵۳ء میں گدی نشین ہوا۔ اس نے دکھا کہ اگر
بکر مہجرت اور اوسکا چھوٹا بھائی اودے سنگہ جیتے رہی تو ضرور ایک دن مجھ سے گدی
چھین جائے گی یہ کھٹکا سنانے کے لئے اوس نے بکر مدت اور اودے سنگہ کو مار ڈالا چاہا اودے سنگہ
کی عمر تین برس کی تھی اور وہ اپنی ذاتی پنا کے پاس محل میں رہتا تھا ایک دن جیسے ہی پنا نے
اودے سنگہ کو کھلا پلا کر سلایا ویسے ہی محل میں کچھ رونے پٹنے کی آواز ہونے لگی۔ پنا نے نالی
سے جاوے سنگہ کا چھوٹا اٹھالے آیا تھا پوچھا کہ یہ کون دو تاہی نالی نے گھبرا کر کہا رانا بن
لئے بکر مدت کو مار ڈالا یہ سنتے ہی پنا کلپنے لگی اور سوچی کہ بن بھ نے جب بکر مدت کو مار
ڈالا تو اودے سنگہ کو کب جیتا چھوڑ گیا اودے سنگہ کے جیتے رہنے سے اوسکو سدا یہ کھٹکا
رہے گا کہ بڑا ہو کر کہیں اس سے راج نہ چھین لے پتا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اتنی میں اوسکو
کسی کے پاؤں کی آہٹ سی معلوم ہوئی۔ یہ سوچ کر کہ کہیں بن بھ نہ ہو۔ پنا نے اپنا جی لگا
کر کے اودے سنگہ کو لوٹا دھا کر ایک کونے میں چھپا دیا اور اپنی بچے کو واشلی جگہ پر سلا دیا اتنی
میں بن بھ تنہا تو اور ہاتھ میں لئے ہوئے آہی گیا اور پنا سے پوچھنے لگا بتاؤ اودے سنگہ
کہاں ہے دڑ کے مارے پنا کی کھٹکی بندھ گئی اوس نے اپنی بچے کی طرف اٹکی اوٹھا
اوسکے اوٹکی اٹھاتے ہی بن بھ نے ایک ہی ہاتھ میں بچے کا کام تمام کر دیا۔ پنا نے اپنی بچے کا
مارے جانے کا کچھ بھی ریج نہ کیا اتنی وقت اودے سنگہ کو ایک لوہری میں چھپانالی کے ساتھ
چوڑے سے کل کھڑی ہوئی وہ دونوں کو بھل میر کے جاکم بھاماساہ مہاجن کے پاس پہنچے۔
جہاں اوس نے اندیشے کے سبب بھاماساہ کا بھتیجا مشہور ہو کر پرورش پائی کئی سال کے
بعد قلعہ کو بھل گڑھ میں جہاں کہ نذر دینی کو اکثر سردار حاضر ہوئے تھے مسند نشینی کی رسم
ادائی گئی۔

بن برکو کو تھلیر کا احوال سنکر بہت فکر کیا یہودی اور سب سرداروں کو اودھ سنگھ
کا طرف دار بن کر اودھس پر چڑھائی کر دی آخر تن برسس راج کرنے بعد تھلیر کو قلعہ چٹوڑ پر
شکست کھا کر تھلیر بار کے ساتھ دکن جانے کی اجازت ملی۔
کرنل ٹاڈ وغیرہ کا بیان ہے کہ سنہ ۱۵۲۳ء میں ایک خاندان اسمی کی اولاد میں ہے۔
۵۴۔ رانا اودھ سنگھ

سنہ ۱۵۵۹ء مطابق ۱۵۵۷ء میں چٹوڑ کی گدی پر بیٹھا۔
سنہ ۱۵۶۲ء میں شیر شاہ نے جو دہپور کے راجا کو شکست دی اور وہ ہنگ گیا۔ اوس
وقت بادشاہ کے اسرار نے عرض کیا کہ برسات کا موسم سر پر آگیا کہیں وقت نہ کرنا چاہئے
بادشاہ نے جواب دیا میں برسات دہان پر کر دنگا جاں اپنا کام بھی کر سکوں۔ اوس نے چٹوڑ
سے قلعہ کی طرف کوچ کیا۔ جب قلعہ کے پاس وہ بارہ گویں پہنچا۔ تو رانا نے قلعہ کی بجائیں چھوڑ دیں
جب شیر شاہ چٹوڑ میں آیا اوس نے میان خواص خان کے چھوٹے بیٹائی میان احمد سردار
وحید خان غازی کو قلعہ چٹوڑ میں مقیم کیا اور خود چھوڑ کر طرف چلا۔

شیر شاہ کی وفات کے بعد بھنب ہندوستان میں کئی چٹھان بادشاہ بن کر اوس
میں جھگڑا کرنے لگے تو ان کی نا اتفاقی سے فائدہ اٹھ کر اودھ سنگھ نے پھر چٹوڑ کو دیا اور اس
نے سنہ ۱۶۱۳ء مطابق ۱۶۱۰ء میں حاجی نان چٹھان پر مغلوں کے دباؤ سے ہجرت کو جانا
چاہتا تھا سامان وغیرہ چھیننے کے لئے اجمیر کے پاس حملہ کیا لیکن بڑی ہوسینے کے بعد شکست
کھا کر بھاگتا ہوا۔

سنہ ۱۶۲۲ء مطابق ۱۶۱۹ء میں اکبر بادشاہ نے جو اجمیر و ماروار وغیرہ کے راجاؤں
کو فرمان بردار بنایا تھا چٹوڑ پر چڑھائی کی۔ تفصیل اس کی اس طرح ہے کہ کچھ تھلیر و بھنب
صفیر کو بادشاہ انگریزوں سے دہلی پور بالائی اودھ گوالیار کی طرف چلا گیا اور دوسرا اپنی اپنی
سیاہ کے ساتھ دہان یوں یوں پہنچ گئے جب دہلی پور میں بادشاہ کا قیام ہوا تو اس
وقت میں سکت سنگھ لیسر رانا نے اودھ سنگھ بھی تھلیر کا بادشاہ بنائے اوس سے
ابنسا طیا تہذیب کے طور پر فرمایا کہ اکثر زمیندار اور راجے ہمارے آستان بوس کو آئے مگر رانا اس

تک نہیں آیا میری خواہش یہ کہ ادس پر حملہ کیا جائے اور اس کو قرار واقعی سزا دی جائے
 تو اس سے کہیں کیا کیا خدمات انجام دیں گے۔ اور دیر تک شگفتگی کے لئے سکت سنگ سے یہ بات
 کہتے رہے اور وہ منافقانہ طریق سے بول کرنا اور سچا آدمی حکم کا اقرار کرتا رہا اور اصل مطلب
 کو نہ سمجھا دل لگی دہزل کو قطعی بات مان کر رات میں لشکر سے بھاگ نکلا کیونکہ ادس احمق کو یہ
 خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ اس شکار کے بہانے سے میرے باپ کی گوشمالی کا ارادہ رکھتے
 ہیں اور میں بدنام ہو جاؤں گا کہ بادشاہ کے پاس جا کر اس کو باپ پر چڑھا لیا یہ نہ سمجھا کہ سوائے
 مطالبے کے یہاں دوسرا امر مقصود نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ الیسا شہنشاہ بنفس نفیس رہا
 جیسے زمیندار پر حملہ آور ہوا اگر یہ سچ بھی تھا تو بھاگنے سے تو ایسے خطرناک کام سے خطبہ کا راز تھا
 بلکہ ایک قسم کی گورنمنٹی تھی دیہتماء الفاظ اکبر نامی کے ہیں جب بادشاہ کو چنبرہ بچی کہ سکت سنگ
 بھاگ گیا۔ تو وہ بہت غضب ناک ہوا اور دہزل دل لگی واقعی بات کے ساتھ تبدیل ہوئی
 اب بادشاہ کے دل میں یہ بات جم گئی کہ سر ملک کا راجہ اور زمیندار تو ہمارے سلام کو حاضر
 ہوا۔ مگر رانا ادس سنگ اسے عزت سے کہ ملک اسکا دشوار گزار ہے اور بڑے بڑے لے مضبوط
 قلعے اسکے پاس ہیں اور بہت سے راجوت اور دولت و مال داسباب رکھتا ہے ہم سے
 سرکشی کرتا ہے اور اسکا خاندان بھی سرکشی کے واسطے ضرب المثل تھا بادشاہ نے یہ خیال کر کے
 اسکے استیصال کا ارادہ کیا اور وسط بیع الاقل میں ادھر چڑھائی معہم ہو گئی۔
 جبکہ بادشاہ لشکر مالوہ کے سامان کی تقریب سے گاگروں کے علاقے میں ٹھہرا
 ہوا تھا آصف خان اور وزیر خان نے کہ ان حدوں میں انکی جاگیر بن بھٹین بادشاہ کے
 حکم سے قلعہ ماڈل گڑھ کو فتح کر لیا۔ بادشاہ کے پاس باوجودیکہ اس وقت سپاہ کم تھی۔ تمام
 سپاہ والے کی لڑائیوں میں شریک تھی۔ چوڑے حملے کا سامان درست کر کے آگے کو قدم رکھا
 اس خیال سے کہ شاید رانا بادشاہ کے ساتھ فوج کی کمی کا حال معلوم کر کے سپاہوں کی مدد
 سے باہر نکل آئے اور بہ آسانی اس کا کام ختم ہو جائے۔ جب رانا کو یہ حال معلوم ہوا کہ اکبر کے
 ساتھ قلعہ گیری کا سامان کم ہے تو قلعہ چوڑے کی خوب درستی کر لی۔ کئی سال کے لئے کھائے
 کا سامان جمع کر لیا اور پانچھزار راجوت ادس میں بکٹے اور تمام علاقے کو برباد کر دیا۔ تاکہ

شاہی سپاہ کو سارنہ مل سکے۔ جب یہ انتظام مکمل ہو چکا آپ پہاڑوں میں گھس گیا۔ کمرل ٹاڈ نے اس موقع پر قلعہ چھوڑ کر چلے جانے کے سبب رانا اودے سنگ کو بہت بزدل اور ناقابل لکھا۔

بادشاہ نے اسکا تو بھیانہ کیا مناسب یہ بھی کہ قلعہ کو مسخر کیا جائے چنانچہ یوم جمعرات ۱۹ ربیع الآخر کو قلعہ کی حدود میں بادشاہ پہنچ گیا۔ اس وقت بادل کی بنائیت گھٹا چائی ہوئی تھی۔ بجلی کی کڑک سے زمین و آسمان کو ہتہ دیا لاکر دیا تھا کھوڑی دیر کے بعد ہوا صاف ہو گئی اور قلعہ دور سے نظر آنے لگا بادشاہ حیا م گاہ سے سوار ہو کر پہاڑ کے پاس جس پر قلعہ تھا آیا اور اکثر اسکے اطراف میں بھر کر ملاحظہ کیا اور اب بخشین کو حکم دیا کہ مورچوں کو سردارانِ یقیم کر دیں۔ یقیم کے مطابق سرداران فوج اپنی اپنی مورچوں پر جم گئے اور جو بھیجے سے سرداران فوج پہنچتے تھے ان کا مورچہ علیحدہ قرار پاتا تھا۔ اس طرح ایک ماہ کی مدت میں تمام قلعہ کا محاصرہ ہو گیا۔ اور اس عرصے میں بعض امرا کو سیوا کی لوٹ مار کے لیے یقین کیا۔ آصف خان کو رام پور سے کی طرف بھیجا اوس نے اس علاقے پر قبضہ چاہا رانا اودے سنگ کا پتا اودے پور اور کول گڑھ کی طرف معلوم ہوا۔ حسین قلی خان کو حکم ہوا کہ رانا کو گرفتار کر لائے حسین قلی خان شہر اودے پور کی طرف گیا۔ اور اسکی تباہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اودے پور کے اطراف میں جہاں تھوڑے بڑے قلعے تھے ان کو تہ تیغ کر ڈالتا اور بہت لٹ مار چائی۔ اور رانا کی تلاش میں بہت کوشش کی۔ جب اوسکا پتہ نہ چلا تو بادشاہ کے حکم سے اردوئے شاہی میں لوٹ گیا بہادر وں نے بے جا کوشش کی۔ لیکن قلعہ چھوڑ مسخر نہ ہوا۔ بادشاہ ہی بادجو دیکھ یہ خوشی نہ بھتی اور منع کرتے تھے کہ قلعہ کے آس پاس نہ بڑھو کہ نہ چلنا چاہئے لیکن اکثر بہادر گھوڑے دوڑا کر چلے اور گولی اور تیر کا زخم اڑھا کر راہی عدم ہو گئے تو ان کے تیر اور گولیاں قلعہ کی دیوار پر پہنچ کر اُچٹ جاتی تھیں اور جو تیر یا گولی قلعہ نشینوں کی طرف سے آتی وہ شاہی آدمیوں کے گھوڑے یا آدمی کا کام تمام کر دیتی۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ سلامت کوچے ایک خاص مقام سے شروع کر کے قلعہ کی دیوار تک پہنچ کر دس میں سرنگ لگانا چاہئے۔ سلامت کوچہ پیچا رکھائی ہوئی ہے جسکے دونوں

طرف سردار پردہ صاحب کی طرح پیار و یارین بناتے ہیں۔ اگرچہ مورچے بہت تھے
 لیکن تین مورچے اچھے تھے ایک خودیاد شاہی مورچہ کہ دردالہ لاکھوتہ کے مقابل تھا اسکا
 اہتمام حسن خان چیمہ اور داسے پتر داس اور قاضی علی لہادی اور اختیار خان فوجدار
 اور کبیر خان کے اہتمام میں تھا اس طرف سے سلامت کوچہ کھدوانا شروع کیا دوسرا
 مورچہ شجاعت خان اور راجہ لالہ ڈرمل اور قائم خان میر جوہر کے اہتمام میں تھا اور تیسرا
 ایک تیرکی نزد کے فاصلے سے سلامت کوچہ بنانے لگے تیسرا مورچہ خواجہ عبد المجید آصف خان
 اور وزیر خان وغیرہ کے اہتمام میں تھا اور چوکہ بڑی بڑی توپوں کا اپنے مقامات سے لانا
 کارطول تھا ایک بڑی توپ جس کا گولہ آدھ من کا تھا بادشاہ کے سامنے ڈھالی گئی جب
 اہل قلعہ کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت گھبرائے اور سمجھے کہ اب عنقریب ہماری بربادی
 کا سامان پورا تیار ہو جائے گا اسلئے فریب شروع کیا کہ ایک بار ساڈا سلا حدار کو اور دوبارہ
 صاحب خان کو بھیج کر عرض کر آیا کہ حضور کی درگاہ کے فرمان پذیر بنکر ہر سالہ پیش کش بھیجتے رہو
 سردار لوگ رات دن کی کوشش اور مصیبت سے پریشان ہو گئے تھے اس لئے بعض
 بعض نے عرض کیا کہ حضور یہ بات قبول فرما کر واپس بوٹ چلیں لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا
 اور یہی فرمایا کہ جب تک رانا خود حاضر نہ ہوگا صلح نہیں ہو سکتی۔ راجہ تو نے قلعہ کی دیواروں
 پر آدمیوں کو جمع کر کے سلامت کو چیلوہ لے والوں کو بندوں و تیر کا نشانہ بنایا۔ ان کی
 طرف تو پچی اچھے اچھے آدمیوں نے گواہی سے سنگ تراشوں پر چشمر پاکر دیا کارنگر
 اور مزدور اپنے پتھر دن بھر اس پر ڈھال بنا کر کام کرتے تھے باوجود اس احتیاط کے دو
 سو کے قریب آدمی روز ہلاک ہو جاتے تھے اور روز بروز سلامت کوچے آگے کو بڑھتے جاتے
 تھے بادشاہ نے دپے اور آدمیوں کے انعام سے کاریگر دن کو مال کر دیا اور اس داد
 دہش کی وجہ سے وہ بڑی تندہی سے کام انجام دیتے تھے سلامت کوچوں کے آس پاس
 مٹی کی چوڑی چوڑی دیواریں ماسرچ کی جس پر گولہ بھی اثر نہ کر سکتے بناتے تھے دوسری
 طرف سے سنگ کاٹنے والوں نے کوشش کر کے نقب کو قلعہ کے تلے تک پہنچا دیا
 اور دجگہ سے قلعہ کی دیوار دن کو قریب قریب ٹھوس کر لے ایک سترنگس

ایک سو بیس بن بار و بھری اور دوسرے نقب میں اسی من اب بادشاہ نے سپاہ میں سے چیدہ چیدہ آدمیوں کو حکم دیا کہ تیار رہیں کہ جون ہی دہاکے سے قلعہ کی دیوار گر جائے فوج اچان قلعہ میں گھس جائیں۔ بدھ کے دن ۱۵ جمادی الاخرے کو بار و د میں آگ دی گئی۔ جس برج کے تلے یہ نقب تھا چڑھ سے اگھر گیا اور جس قدر قلعہ نشین سپاہ اوس پر متحین تھی سب ہوا میں اڑ گئی لیکن بادشاہی سپاہ سے غلطی ہو گئی کہ ابھی دوسرے نقب کی بار و د نے آگ نہ لی تھی کہ قلعہ میں گھسنے لگی جب دوسرا نقب اڑا تو یہ تمام سپاہ شاہی برباد ہو گئی۔ کوسوں تک پتھر اڑا تو گر کر پچاس کوس تک اسکی آواز پہنچی۔ ان میں سے بہت سے آدمی بادشاہ کے روشناس بھی تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ سید جمال الدین سپہ سالار احمد سادات بارہ اور میرک بہادر اور محمد صالح سپہ سالار خان کوارلی دحیات سلطان و شاہ علی الشک آقا دہر دان قلی و مرزا بلوچ و جان بیگ و یار بیگ برادران شیر بیگ لیساول و میرک بہادر غرضکہ اس طرح دوسو آدمی جان بحق تسلیم ہوئے بلکہ چالیس آدمی اور بھی دوسری طرح ہلاکت کو پہنچے اس طرح کہ ہار کے درے میں اسلئے چھپے ہوئے بیٹھے تھے کہ جب دونوں سرنگن اٹھ جائیں گی تو حملہ کر دیں گے۔ بہت سی مٹی اور پتھر اڑ کر ان پر جا پڑے اور سب کا کام تمام ہو گیا اس بات کا حال فتح قلعہ کے بعد لکھا کہ چالیس آدمی اس طرح دب گئے تھے۔

غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں نقبوں کی راہ بتی لگنے کی ایک لکھی تھی پس ایک من تو جلد آگ پہنچ گئی اور دوسرے نقب میں دیر سے پہنچی۔ حالانکہ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تھا کہ سرنگین تیار ہو گئی ہیں اور دونوں کو آگ ایک جگہ سے دی جائیگی تو انھوں نے فرمایا تھا کہ آگ دینے کی جگہ بھی الگ الگ ہو تو بہتر ہے مبادا بتی کے ذریعہ سے ایک سرنگ میں آگ جلد پہنچ جائے اور دوسرے میں دیر سے پہنچے اور اس وجہ سے نقصان حاصل ہو لیکن کبیر خان وغیرہ نے عرض کیا کہ اس طرح بھی جلد سے جلد دونوں جگہ آگ پہنچ جائے گی۔ ان سرنگوں کے اٹلنے سے اہل قلعہ کو کم نقصان ہوا۔ ان کے صرف چالیس آدمی کام آئے۔

جب بادشاہی فوج کے آدمی شگافوں میں سے قلعہ میں گھسنے لگے تو راجپوتوں نے مقابلہ کیا ایک طرف سے یہ بہادر مقابلہ کرتے تھے اور دوسری طرف سے کارنگیر قلعہ کی دیوار کی مرمت میں مصروف تھے یہاں تک کہ کھوڑے عرصے میں اسی طرح چوڑی اور ادبھی دیوانہ بنائی۔ اسی دن آصف خان کے مورچے میں سے بھی سرنگ میں آگ دی لیکن پوری کارگر واقع نہ ہوئی۔ صرف تیس راجپوت کام آئے۔

قلعہ نشینوں کو جب شاہی فوجوں کی یون بر باد ہوئی خیر پہنچی تو زیادہ غرور پیدا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ قلعہ مغیوطا اور اس میں رسد کافی ہے اس لئے جلد ہی نذر کرنی چاہئے مگر مکمل سے کام نکالنا چاہئے۔ سلامت کو چون سے بہتر اس کے مستحق کرنے کی کوئی تدبیر نہیں اس لئے ان کی تیاری میں زیادہ اہتمام شروع ہوا بادشاہ خود سلامت کو چون میں جا کر قلعہ کی طرف بند و قتل مارے تھے اور بنفس نفیس مورچوں کی دیکھ بھال کو پھرتے تھے جب لا کو تہ مورچے کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ لشکر اسلام کی سپاہی سپاہ گاہوں سے قلعہ کی طرف تیرا در گولیاں برس رہی ہیں۔ کیونکہ سلامت کو چون پر دیواریں بنائی تھیں۔ بادشاہ نے ایک دیوار کی آڑ میں کھڑے ہو کر روزن سے بند و قتل زنی شروع کی اور جلال خان دیوار پر سر رکھ کر بادشاہ کی قدر اندازی کو دیکھ رہا تھا۔ مورچے کے لوگ عرض کرنے لگے کہ قلعہ کے آدمیوں میں ایک فوجی بڑا نشانہ باز ہر اسکی نشانہ بازی سے بہت نقصان پہنچ رہا ہے اس اثنا میں جلال خان کے سر کو اوس نے تھاک کر ایسی حملہ باری کہ کان کے گوشت کو چیلتی ہوئی نکل گئی اور زیادہ لہتیاں نہ پہنچا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ وہ نشانہ باز نظر نہیں آتا اور نہ تیرا انتقام اوس سے نہ ورتتا پھر اپنی سبقت سے اسکی بند و قتل کی طرف جو روزن میں سے نظر آتی تھی سمجھ بھا کر کے فرمایا کہ خیر اسکی بند و قتل سے تیرا انتقام لیتا ہوں۔ جون ہی بند و قتل سر کی سوراخ میں سے گولی لے لگا کر اس کا نام کر دیا۔ اگرچہ اس وقت یہ نہ معلوم ہوا کہ اس نشانہ باز کے گولی لگی ہو لیکن جلد ہی اس کے چھوٹنے سے پھر قیاس میں آتا تھا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ضرور بادشاہی نشانہ باز اوس کا نام کر رہا ہے اس شخص کا نام اسماعیل تھا اور تمام گولہ اندازوں کا

افسر تھا۔ چتوڑ گڑھ کے پاس اوس سے ملا ہوا ایک مقام ہے اسکا نام چتوڑی ہے اس کے پاس سورجہ تھا بادشاہ بیان آکر انتظام کرنے لگے جہاں گولی گولوں کی پوجھار دیکھتی وہاں ہے آہستہ نکلتے تھے۔ یکا یک ایک گولہ بادشاہ کے پاس آکر گر امیس آدمی چوہان کھڑے تھے لقمہ اجل ہوئے۔ نوڈر مل اور قاتم خان کے اہتمام سے جو سلامت کوچہ بن رہا تھا وہ اچھی طرح تیار ہو گیا اس سلامت کوچے کے اوپر مکان ادا چھ اچھے رہنے کے مقامات بنے بادشاہ و درات اور ایک دن اس میں رہے اور دیوار قلعہ سپاہ شاہی کے ہاتھ سے دن بدن برباد ہونے لگی راجپوت بھی خوب خوب نشانے لگاتے رہی یہاں تک کہ دو شب اور ایک دن مشعل جنگ جاری رہی اور سپاہ شاہی کے منہ میں ایک کھیل اڑ کر نہ گئی ادھر راجپوت بھی اڑے رہی طرفین کی طاقت طاقت ہو گئی یہاں تک کہ پانچویں شعبان کو وہ قلعہ مغتور ہو گیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جس دن قلعہ فتح ہو گا ایک رات پہلے سے قلعہ کے چاروں طرف سے سپاہ شاہی نے ہجوم کر کے دیوار کو چاروں طرف دیوار کے محافظوں کو قتل کر ڈالا۔ نصف شب کے قریب اہل قلعہ نے ایک سو رخ میں ہجوم کیا۔ ایک طرف تو وہ مارے جاتے تھے اور دوسری طرف روئی اور کپڑے اور ایندھن شگافوں میں بھر کر اوس پر دھن چھڑکتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاہی سپاہی جب ادھر سے مشین تو آگ لگا کر اونکو جلا دیا جائے اسی اشار میں بادشاہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ درہ ہزار سخی جو سرداری کی علامت ہے پہنے شگاف میں انتظام کر رہا ہے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے بادشاہ نے بندوق سے جسکا نام سیکرام تھا اسکی طرف گولی ماری۔ اس کے بعد شجاعت خان اور راجہ بھگونت داس سے کہنے لگا کہ میرا دل از روئے تجربے کہے گا وہی دیتا ہے کہ گولی کا کر گئی۔ جہاں خان نے عرض کیا کہ یہ شخص دو بار اس علیہ انتظام کو اپکا ہے۔ اگر اب نہ آیا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اوسکا کام تمام ہو گیا تھوڑا عرصہ اس بات کو گذرا تھا کہ جبار قلی دیوانہ خبر لایا۔ کہ اس سو رخ میں مخالفین میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے اور اسی اشار میں قلعہ میں سے کئی حکم سے آگ روشن نظر آئی ملازمین طرح طرح کو خیالات

باندھنے لگے راجہ بھگونت داس نے غم کیا کہ یہ جو ہر کی آگ ہے کیونکہ ہندوستان کا
 دستور ہے کہ مندر۔ اگر اور ایندھن اور دھن جمع کر کے اور خوراک کو وہاں لاکر سخت
 دل آدمیوں کو مقرر کر دیتے ہیں۔ کہ جب شکست یقینی ہو اور مردار سے جالیں۔ تو وہ آدمی
 ان عورتوں کو زندہ جلا دیتے ہیں۔ جب بیٹھ کو فتح حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی خبر دق
 نے کام کر دیا تھا بلکہ لڑکا جاگیر دار ہل راٹھوڑ قلعہ کی دیوار درست کر لے وقت اس گلی کا
 نشانہ بنا تھا اور حقیقت میں وہ آگ جو ہر کی تھی اور قتل کے۔ کان میں جو بیسویہ قوم کی
 رانا کے سردار دن میں سے تھا اور راٹھوڑوں کے۔ کان میں اور جہانوں کے مکان میں اسیر
 کے اہتمام سے بڑے بڑے جو ہر ہوئے تھے اور تین سو تھک عورتیں جلیں کستر ہوئیں اگرچہ
 جیل کے سرے ہی تمام قلعہ پر دیرانی اور نالیسی پھاٹکی تھی۔ اور ہر ایک قائم نشین چاہتا
 چھپ گیا تھا مگر احتیاطاً بادشاہ نے شب میں سپاہ کو اندر داخل ہونے سے روکا لیکن حکم
 دیدیا کہ یورش کے لئے چاروں طرف سے تیار رہیں۔ بیٹھ ہوتے ہی سردار دیباہی
 چاروں طرف سے قلعہ میں گھس پڑے اور قلعہ نشینوں کو قتل کرنے اور باندھنے لگے۔
 اچوت بھی گھبرا کر لڑنے مرنے کے سلامت کو چون کے پاس میں قدر ہاتھی تیار کھڑے
 تھے اولو بھی قلعہ میں پہنچ کر مخالفوں کی پامالی ان سے شہر بے کرائی۔ پھر دم سے یہ سلم
 ہوا تھا اسی وقت بادشاہ بھی ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اور اس جہان جہاں
 قلعہ میں نہایت دلیر تھا۔ ہر گناہی ہاتھی کو دیکھ کر دریافت کرنے لگا اسکا کیا نام ہے جیسا
 کا نام بیان کیا گیا تو اسی وقت مشہور اند تیز دستی کر کے ایک ہاتھ سے اس کا دانت
 پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے جھرمہ مارا اور کہا میرا بھرا بادشاہ سلامت سے عرض کیجیو۔
 ہاتھینوں نے راجہ توں اور قلعہ نشینوں کی پامالی میں پراعتہ لیا اور ان سے بڑے بڑے
 کارنامے ظہور میں آئے۔ ایک راجپوت نے جھپٹ کر ایک ہاتھی کی سونڈ پر تلواری ماری۔
 باوجود سونڈ گر جانے کے ہاتھی نے کئی چلے کئے اور مر گیا۔ سونڈ ٹکٹنے سے پہلے بیس ہندوں کو پامال
 کیا تھا۔ اور کٹنے کے بعد پندرہ کو پھر مارا۔ ہاتھی نے بھی کارنیاں کیا تھا۔ بیٹھ اتفاق
 یہ ہو کر فیل کا ذرہ چپ فہان لایا گیا تو گھیر لے لگا اور شور و غوغا کی وجہ سے بھاگ نکلا۔

شکاف دیوار قلعہ کی طرف راجپوتوں کی ایک بڑی جماعت بکھٹنے کی غرض سے جمع ہو گئی تھی اور بھاگنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اسلئے بڑی بھڑبھڑاؤ کیش مکش تھی کاثرہ ہاتھی بھاگ کر ادھر آیا اور راستہ نہ ملنے کی وجہ سے تمام راجپوتوں کو جمع تھے بتیاد ہلاک کر دیا۔ عظمت خان اس ہاتھی پر سوار تھا وہ زخمی ہوا۔ اور چند روز کے بعد ان زخموں سے وفات پائی بادشاہ قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اس دمار دگیر کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ سید لیہ ہاتھی قلعہ میں آیا اور راجپوتوں کے مارنے اور ہلاک کرنے میں مصروف ہوا ایک راجپوت اسکی طرف دوڑا۔ اور تلوار ماری۔ ہاتھی نے ضرب کی پروانہ کر کے سونڈ میں اسکو لپیٹ کر دے مارا۔ اس عرصے میں دوسرا راجپوت سید لیہ کے سامنے آیا ہاتھی اسکی طرف جھپٹا۔ پہلا شخص بھگ کر پھر ہاتھی کے پیچھے آیا اور تلوار ماری اس عرصے میں ایک مسلمان بہادر آدمی آیا ایک راجپوت نے چھوٹی دیوار کے فاصلے سے اسے لڑائی کے لئے بلایا یہ مسلمان بھی کشتادہ پیشانی کے ساتھ راجپوت کی طرف بڑھا۔ ایک اور مسلمان نے جاہا کہ مدد دے پہلے مسلمان نے کہا کہ یہ رسم مروت اور بہادری سے بعید ہے کہ اس نے مجھے تو اپنی لڑائی کے لئے تنہا بلایا ہے اور تم میری مدد کو آتے ہو اور بڑی کوشش کے ساتھ اسکو روک دیا اور خود تنہا لڑ کر راجپوت کا کام تمام کر دیا ابتدا سے فتح کے وقت پچاس ہاتھی قلعہ میں داخل ہوئے تھے اور آخر تک تین سو کے قریب پہنچ گئے جنھوں نے سیکڑوں راجپوتوں کو پائے مال کیا۔

گویندیشام کے بجالنے کے پاس بادشاہ پہنچا اور دیکھا کہ ایک شاہی فیلبان ایک ہاتھی نشین راجپوت کو اپنی ہاتھی سے پامال کر کے اور اسکو سونڈ میں لپیٹ کر بادشاہ کو سامنے لایا اور عرض کیا کہ میں اسکا نام نہیں جانتا لیکن اس قلعہ کے سرداروں میں سے معلوم ہوتا ہے کہ راجپوتوں کی ایک بڑی جماعت نے اسے ساتھ جانفشانی کی ہے تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فتا سیدو یہ تھا جسکی اولاد کے قبضے میں اب آہستہ آہستہ جب بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو بھڑکی سی جان باقی تھی۔

اس قلعہ میں لڑنے والے راجپوتوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی لیکن رعایا میں سے جو قلعہ کی حفاظت کر رہے تھے اور لڑنے والے عرصے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ چالیس ہزار سے زیادہ

آدمی تھے جب بادشاہی سپاہ قلعہ میں داخل ہوئی تو بعض آدمیوں نے مندروں میں بڑا
 لی بعض اپنے اپنے گھر میں پر بادشت کے لئے کھڑے ہو گئے بعض تلواریں کینچ کر اور چھوٹے
 شیزے ہاتھوں میں کچھ کر مسلمانوں کے مقابل ہوئے عزیمتہ ملاؤں نے ہنایت جو انروہی کے
 ساتھ ان لوگوں میں سے بعض کو تلواروں سے بعض کو برچھوں سے بعض کو ستروں سے
 خاکہ خون میں ڈالیا اور جو مندروں میں تھے وہ بھی مسلمانوں کو دکھایا تھکے لگے اور
 مار سے جانے لگے سچ سے دہر تک قتل جاری رہا۔ بیس ہزار کے قریب قلعہ نشین مارے
 گئے دھجہ لوگوں کے زیادہ مارے جانے کی یہ ہوئی کہ جب سلطان علاء الدین نے حملہ کیا تھا
 اور چھ ماہ اور سات دن میں قلعہ کو مسح کر کے اندر داخل ہوا تھا تو چونکہ اس وقت رعایا اڑانی
 میں شامل یہ ہوئی تھی اس لئے ایسا بھاری قتل عام نہ ہوا تھا اس وقت چونکہ ستابہ تیجی
 سے اہل قلعہ نے مقابلہ کیا اسلئے کوئی غدر نہ سنا گیا اور قتل عام کا علم صادر ہوا اور بہت سے
 محصورین قید بھی ہوئے۔ بادشاہ کا عقدہ امن گولند ازل پر زیادہ تھا جو بکسر یہ بیان
 تھے اور شاہی محاصرین کو انکے ہاتھ سے نقصان پہنچا تھا یہ ایک ہزار کی تعداد میں تھے لیکن
 تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ ان میں کامیاب کوئی آدمی موجود نہیں ہی اور ایک بڑی تدبیر کے
 ساتھ وہ تل گئی اس طرح کہ جس وقت سپاہ شاہی قلعہ کی ڈٹ اور قتل میں مصروف تھی
 اونہوں نے اپنا اہل و عیال کو قیدیوں کی طرح بنا کر اور صراحت میں امن کی آپ رہ کر
 نکل گئے شاہی آدمیوں نے یہ جانا کہ یہ پیادے ہیں جو قلعہ نشینوں کو گرفتار کر کے لئے جاتے ہیں
 اس لئے کوئی اونکے حال سے متفرق نہ ہوا۔ اس دن اگرچہ قلعہ چوڑی کوئی راستہ اور کوئی
 گھر اور کوئی دروازہ ایسا نہ تھا جہاں کشتیوں کے پشتے نہ لگے ہوں لیکن تین مقاموں پر وہ زیادہ
 مقبول ہوئے ایک رانا کے محل میں بہت سے راجپوت چھپے ہوئے تھے اور یہ لوگ بار بار
 دود مار چار کر کے نکلتے اور کام کرتے تھے اور دوسرے ایک جماعت شیر مہادیو کے مندر میں
 جمع ہو گئی تھی یہ سب دیباں قتل ہوئے۔ تیسرے ایک جماعت رام پورہ دروازے
 کے پاس جمع ہوئی تھی ساری کی ساری یہاں کام آئی۔ شاہی لشکریوں میں سے اس دن سوا
 ضرب علی تواجی کے کوئی نہ مارا گیا۔ دہر کے بعد بادشاہ قلعہ سے نکل کر اپنے لشکر میں چلا گیا

اور تین دن وہاں انتظام کی غرض سے بٹھ کر اور تمام وہ ملک خیر العبد آصف خان کے
حوالے کر کے۔ شنبہ ۲۹ شعبان کو مین شدت گرامیں وہاں سے اجمیری کی طرف کوچ فرمایا
چوڑ فوج ہونے کے چار برس بعد سمت ۱۶ مطابق ۱۷۳۱ء میں رانا اود سنگھ کی اس
برس عمر پا کر گوگندہ مقام پر مگر گیا۔ وہ طامع بہت تھا اور جنگی کاموں کے قابل نہ تھا اس کی
اولاد میواڑ میں بہت پھیلی جو راناد کے نام سے مشہور ہوئی اوس لے اپنی بڑے بیٹے پر تاپ سنگھ
کو راج سے محروم رکھ کر دوسرے بیٹے جگمال گوگندی کا مالک قرار دیا تھا لیکن راناکے بعد میواڑ پر
نئے تاپ سنگھ کو جو ہر طرح لائق اور حقدار تھا۔ گدی پر بٹھا دیا۔ جگمال بخیر رہا ہو کر میواڑ سے چل
دیا اور اوس نے اکبر بادشاہ کی خدمت میں رہ کر سر دہی کا راج جاگیر میں حاصل کیا۔
مگر کچھ عرصہ بعد دیوڑ راجپوتوں کے چھاپہ مارنے سے وہ لڑ کر مارا گیا اور اسکا چھوٹا بھائی مسکرمی
دیوڑوں سے عرصے لینے کی امید میں بادشاہی لو کر لیا۔

۵۵۔ رانا پر تاپ سنگھ اول

سمت ۱۶۲ مطابق ۱۷۳۱ء میں راج کا مالک ہوا وہ اپنی اولاد اسکا لگائے موافق دلیر اور
بلند بہت تھا اگر اوس وقت اکبر ساربر دست بادشاہ مخالف نہ ہوتا تو وہ سبھی میواڑ پر
قبضہ پالیتا۔ ہر مرتبہ افواج شاہی نے پر تاپ کو آنا دیا کہ وہ گرفتار ہو جائے یا خلیفہ آوارہ
ہو کر کہیں چل جائے۔ مگر نہایت مختصر سا میواڑی ویران ملک ہونے کی وجہ سے شاہی
زرخیز ملکوں کے صوبے اسکے استیصال کی طرف زیادہ کد نہیں کرتے تھے اس لئے رانا بیچ
جاتا اور گرفتار نہ ہوتا۔

ایک بار کچھ راستے سے لوٹتے ہوئے آہنیر کے کنور مان سنگھ نے اودے ساگر تالاب پر قیام کیا
جہاں رانائے پیشوائی کے ساتھ اسکی دعوت کی لیکن کھانے کے وقت ان سنگھ کے ساتھ
شریک ہونے کی بابت رانائے کچھ عذر کہلا بھیجا جس سے وہ ناراض ہو کر چلا گیا سمت ۱۶۳ مطابق
۱۷۳۱ء میں اس شخص کے سبب مان سنگھ بادشاہی لشکر لیکر میواڑ پر آیا اور گوگندہ کی طرف
اوردی گھاٹ میں گھنور گاؤں کے قریب رانائے سخت مقابلہ ہوا دو ہفتہ تک لڑائی ہوئے
بعد بادشاہی فوج پہاڑوں میں کئی کوس تک بھگتی لیکن اس نازک وقت پر مان سنگھ

کی گرد اور فوج کے ہتھیار بجا کر بادشاہ کے آجانا کا جھوٹا شور مچا دیا۔ جس سے میواز والوں کے پاؤں اکٹھے ہو گئے۔

کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر بادشاہی فوج کا افسر شاہزادہ سلیم اور اس کا نائب بہا جین کو لکھا ہے جو محض غلط ہو شاہزادہ سلیم اس وقت چھ برس کی عمر میں تھا اور مہابت خان پیدا بھی نہ ہو تھا۔ اس کے سوا مہابت خان کو سگر جی سیسودیا کا بیٹا ہوتا بھی غلط لکھ دیا ہے وہ کابل کا رہنے والا عینود بیگ کا بیٹا تھا اور اس کا اصلی نام دامہ بیگ ہے اس لڑائی کے تیس برس بعد جہانگیر نے بادشاہ بن کر اس کو مہابت خان خطاب دیا۔
دیکھو تنگ جہانگیری و اقبال نامہ جلد اول

گورمان سنگھ ہلدی گھاٹ کی لڑائی کے بعد بادشاہی حضور میں پہنچا تو بعض مسلمان افسروں نے اس پر دانائے سوارش رکھنے کی جہمت لگائی بادشاہ کا دل تو اس کی طرف سے جلد صاف ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں کی خاطر سے جب دوبارہ شاہ باز خان بخشی میواز بھی گیا تو مان سنگھ کی روانگی ملتوی رہی۔ چٹوڑ اور مانڈل گڑھ کے قلعے تو پہلے سے بادشاہی قبضے میں تھے صرف ایک قلعہ کو بھل میر جو برات کے پاس رہ گیا تھا۔ اس کا شاہ باز خان نے محاصرہ کیا قلعہ کی ایک توپ بھٹ کر بہت سے آدمی مارجائے اور رسد کا سامان زور سے بے باعث رہا قلعہ سے نکل کر غریبی بہاروں میں بھاگ گیا اور بڑے کشت و خون سے کو بھل گڑھ شاہ باز خان کے قبضہ میں آیا پھر گوگندہ اور ادویہ پور وغیرہ مقامات بھی شاہ باز خان نے دیا لے اور فرید وین خان وغیرہ کئی افسر راجہ رانا کا پیچھا کرتے پھرے کبھی رانا بھی موقع پر فوج کی بہتر کا اسباب لوٹ لیتا اور چھاپہ مارتا لیکن رات دن کی تکلیف اور جگہ جگہ مارے پھرنے سے جب اس کو غور و فن اور بچوں کی گرفتاری کا اندیشہ پیدا ہوا تو مجبور پر تاب سنگھ اپنی ملک سے بے ایمان سندھ کی طرف چل دیا۔

آخر رانا دشمنوں کو غافل پا کر اپنی علاقے میں واپس آیا اور بھلا سا بہا جن سے کئی لاکھ روپیہ لینے پر اس کو اپنی ملک میں قیام رکھنے کی قدرت ہوئی۔ اس طرح سنہ ۱۶۴۲ء مطابق ۱۰۵۰ھ میں چٹوڑ اور مانڈل گڑھ کے سوا جہان بادشاہی انتظام زیادہ تھا شائع کو بھل میر اور

اور سے پورہ وغیرہ پہاڑی مقامات خللی پاکر رانائے اپنی قصبے میں کر لئے۔
 کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پرتاب سنگھ نے اپنی فوج کی تکلیف سے عاجز اگر
 اکبر بادشاہ کے پاس فرمان برداری کا پیغام بھیجا تھا لیکن بیگانہ کے راف کے بھائی پریشوی
 نے قاصدوں کے ذریعہ سے غیرت دلا کر یہ ارادہ عمل میں نہ لے دیا اور لکھ بھیا کہ سیپاہیوں
 کی عزت بر باد ہو چکی صرف آپ سے ناموری رہ جائے گی امید باقی ہے۔ اکبر بادشاہ کو یہی
 آخر عہد میں دکن کی لڑائیوں اور بادشاہ زادہ سلیم کی بغاوت وغیرہ کے سبب سیواڑ
 سے رانا پرتاب کو بالکل خارج کرنے یا گرفتار کرنے کی گنجائش نہ ملی۔

رانائے آخر عمر میں دو چار برس سیواڑ کے دیوان جنگلوں اور کوہستانی مقاموں میں آرام
 کرنے کا موقع پایا تھا کہ موت نے مہلت نہ دی اور وہ اپنی دل میں شیخار جملوں کا ادیان لیکر
 سنہ ۱۶۵۳ء مطابق ۱۰۹۶ھ میں اس دین سے آٹھ گیا۔

۵۶۔ رانا امر سنگھ اول

اپنے باپ کے گزرنے بعد سنہ ۱۶۵۳ء مطابق ۱۰۹۶ھ میں گدی پر بیٹھا رانا پرتاب سنگھ
 کے مرنے بعد اکبر آٹھ برس زندہ رہا لیکن سندوستان کے مختلف جھگڑوں سے اوسکو سیواڑ
 پر رجوع ہونے کی فرست نہ ملی اکبر کے گزرنے بعد اگلے بیٹے جہانگیر نے تخت نشین ہو کر اپنی
 جلوس کی پہلی سال ایک بڑا لشکر اور چیدہ چیدہ سردار اپنے فرزند پر دین کی ماتحتی میں
 دیکر رانا کے استقبال کے لئے مقرر کیا اس لشکر کے ساتھ بڑا بھاری توپخانہ اور خزانہ
 تھا۔ اس عرصے میں خسرو کا تھنید و پیش ہو گیا اسلئے اسکے تعاقب میں بادشاہ کو پنجاب کی
 طرف جانا پڑا۔ چونکہ دارالسلطنت آگرہ بے محافلت کے رہا جاتا تھا۔ پر دیز کو چند امرا کے اعظم
 کے ساتھ واپس بلا کر آگرے میں چھوڑ دیا اسلئے رانا اس مہم میں بچ گیا پھر مہابت خان کو
 لشکر گراں کے ساتھ روانہ کیا۔ پھر ایک مدت کے بعد عبداللہ خان نے اس ملک میں
 ترکازی کی کچھ دلوں راہد باسوئے بھی رانگی سرزمین میں سر مارا ان سب نے اس مہم کو
 اوجھور اچھوڑا کسی نے پورا نہیں کیا مختلف سرداروں کی ناکامی سے جہانگیر کو اسکی زیادہ
 فکر ہوئی۔ اوس نے سگر جی کو جو اپنے بڑے بھائی رانا پرتاب سنگھ سے رنجیدہ ہو کر بادشاہی

نوکر بن گیا تھا۔ چوڑے دیکر رانا یا الیکن اوس نے قلعہ میں بیٹھ رہنے کے سوا کوئی ملکی ترقی حال
 نہ کی۔ جہانگیر نے اپنے ترک میں امر سنگ کو امری کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔
 جہانگیر نے شمس ۱۶۱۱ مطابق ۱۶۱۵ء میں بڑے ترک احتشام اور لاؤ شکر کے ساتھ
 آگرے سے اجیر کی طرف کوچ کیا۔ اس ضمن میں امر سنگ کا استیصال کی بھی مقصود تھا اور
 خود قاجیر میں مقیم رہا اور اپنی بیٹی سلطان خرم کو رانا کی ستیجہ کے لئے مامور کیا اور اس کے منصب پر
 ہزاروار کاغذ کر کے دواؤں ہزار می اور شمش ہزار سوار داسپہ و سہ اسپہ کے منصب
 پر پہنچایا راجہ سورج سنگ۔ سیف خان۔ تریبیت خان۔ نواز شمش خان۔ کیشن سنگ۔
 رتن باؤ۔ رانا سکر۔ الجوالقہ و کھنٹی۔ صلابت خان۔ بارہ۔ سورج مل۔ دلدر راجہ باسو۔
 مرزا بدیع الزمان ولد شاہ رخ مرزا۔ راجہ کبر ماجہیت بھدوریہ۔ میر حسام الدین ایچو اور
 ایک اور جماعت امرا اور منصب داروں کی اس کے ساتھ تیقات کی اور بہت سے راجہ
 امرا کی معزز کئے۔ سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ اس سرزمین کے دامن کوہ میں آیا یہاں
 بلخ شیر شکار کئے۔ قصبہ مانڈل میں کہ سرحد ملک رانا تھی وہ حروکشا ہوا۔ سلطان پر دیر اور
 نہایت خان جو اس ملک کی ستیجہ کے لئے آئے تھے وہ اس سے آگے نہیں بڑھے تھے پھر
 اوہ سے پور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی۔ یہاں سے پانچ ہزار سوار اسیر کر دی
 محمد تقی شمش کے جس کا آخر کو خطاب شاہ قلی ہوا۔ روانہ کئے کہ وہ کوہستان میں آگے جا کر
 دہان کے آدمیوں کو تاخت و تاراج اور اسیر و قتل کریں اور خود بارادہ کیا کہ کل لشکر کے
 ساتھ چھ سے اس کوہستان میں جائے۔ راجہ سورج سنگ نے کہ اس ملک کی اہیت اور
 اہل ملک کی حقیقت سے واقف تھا۔ شاہزادے سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس
 کوہستان میں جانا مناسب نہیں۔ غنیم کو خیر ہوگی تو وہ اسکو غنیمت جانتے گا اور سب صرف
 سے ہار ڈول اور دروں کی راہ روک لگا اس صورت میں اہل اور دہان اس کی آمد و شد
 بند ہوگی اور رسد و آؤدقہ کا پہنچا دشوار ہوگا۔ حضور میں تو قوت فرمائیں۔ شاہزادے نے
 اس صلاح کو نہیں مانا اور وہ کوہستان میں داخل ہو کر اوہ سے ہار چکان کے میدان میں خیمہ
 زن ہوا۔ اوہ سے پور کی عمارتیں پہاڑ پر تلاب کے پاس واقع ہیں وہ ہندوں کی

روسش کی اور اس ملک کے معماروں کی کاریگری کے موافق بنائی گئی ہیں وہ سلطان
 عزم کو پسند نہ آئیں۔ عید اللہ خان اس شہر میں پہلے آیا تھا اسکے لشکر کی ترک تاز سے اکثر عمارات
 خراب ہو گئی تھیں۔ ناچار پرانی بنیادوں پر بہت جلدانی عمارتیں بنائی گئیں سپاہ کے اوپر میدان
 میں چابک دست معماروں نے شاہزادے کے حکم سے محلات خاطر فریب دکشا جو تالاب
 کے کنارے پر تھے بنائے۔ اس وقت ریاست اودھ پور کا حکمہ حساب و قرض جس مقام میں ہے
 یہ شاہزادے کے لئے مسجد بنوائی گئی تھی۔ ایسا یہاں کے دیسی باشندے کہتے ہیں اس
 عظام و مندر ہائے معتبر نے بقدر نسبت دولت خاندان کے نواحی میں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں
 جب لشکر کی قراگاہ اودھ پور قرار پائی تو یہاں سے سرحد تک چھ تھانے شاہزادے
 نے مقرر کئے تاکہ غلے کی رسد بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو۔ مانڈل میں
 جمال خان برگی اور کیا سن میں دوست بیگ و خواجہ محسن اور آگولہ میں سید حاجی
 اور متھار میں عزت خان اور ڈبلوک میں میر حسام الدین ابٹو اور گول وھیناری
 میں سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ ان کے سوا بدیع الزماں مع قوی خانہ
 کو تھیل سیر میں سید سیف الدین خان جھارول میں رانا اودھ سنگھ کا بیٹا سنگھ
 گوگندے میں دلاور خان کا کٹر آنکھنجن میں فرید خان برلاس میں اور بوندی کا
 راؤرتن ہاڈا اوگھنہ میں محمد تقی بختی اور کرن گڑھ والا کرن سنگھ راجپوت۔ چاؤڈھ میں
 بیرم بیگ چاور میں مرزا مراد ماڈھی میں زاہد خان کیوڑہ کی نال میں عود پور کے
 راجہ سورج سنگھ کے راجپوت ساڈھی میں مقرر کئے گئے اور خود سورج سنگھ ناڈول
 میں سرحد کی حفاظت کے لئے مقرر تھا۔ اور کسی قدر لشکر مقابلے کے لئے سپاہ دین میں
 گشت کرتا رہا۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے بائیں ہوا لے کر راجپوتوں کے منازل و معاہدہ
 کی تحریک کے لئے رخصت ہوا تھا۔ وہ موقع چھپن میں آیا۔ اس ضلع میں ۵۶ محال اور
 ہر محال کے ۵۶ قریب ہیں اور اسی سبب سے اس کا نام چھپن ہی مشہور ہے اور اس
 نے یہاں آئے ہی سکالوں کو اٹھٹیرا سترہ ورع کیا اور سپاہ کو ہر طرح کی دست
 اندازی کی اجازت دی۔ کہ جس سے جو کچھ اپنی قدرت و طاقت سے ہو سکے۔

کرے ان سپاہیوں نے قتل و قید کرنا ادب سے بڑے بڑے پڑائے بہت خاقوں کو ڈھانا اور
 غارت و تاراج کرنا شروع کیا بہت کدوں کی حمایت میں بڑھتوں اور راجپوتوں نے بڑی
 سردانگی دکھائی اور ہر گئے۔ رانا کے بیٹے بھیم نے جو تو مندی اور دلاوری میں مشہور تھا۔
 محمد تقی کی فوج پر شب خون مارنے کی احاطت رانا سے پائی اور لشکر شاہی کے رد پر دھوا۔
 محمد تقی نے اسکا السامقابلہ کیا کہ اپنی لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو محفوظ رکھا شاہ
 نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین میں تو کتنا ہی کریں اور رانا کو پکڑیں ایک فوج
 کاسپہ سالار عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کاسپہ آراسیٹ خان بالہ
 بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری سپاہ کا لشکر کش دلاور خان کاکڑ اور کشن سنگ کو اور چوتھی
 فوج کا محمد تقی کو بنایا فوج کے مارے رانا کو ہساروں میں چھپنا پھرتا اور لشکر ترکنازی
 کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے عبداللہ خان نے رانا کے چھ
 تو منداور نامی ہاتھی گرفتار کر لئے دلاور خان کاکڑ نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لئے اور
 بہت سے غنائم ہاتھ لگے۔

لہذا کاحال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لمحوں کسی مقام میں آرام نہیں کر سکتا تھا۔ سوچ
 ل اس کے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال لے کر جا بجا بڑے پھر لے جیتے خود محفوظ آدیوں کی
 ساتھ سرگرداں تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا۔ کہ وہ راہوں اور گزرگاہوں کو
 پانی سے گھیر لے اور اسے دشمنوں کی آگ سے بچائے۔ سلطان حرم نے کوستان کی
 جنگوں میں بھالے بھٹا دے تھے کہ جہاں رانا کی خبر پائیں وہاں فوراً اسکو پکڑ لے کر
 لشکر و انداز کریں۔ محمد شاہ کو اکھٹک کے تینالوں کی تخریب اور راجپوتوں کی تادیب کے
 رد فائدہ کیا اس نے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیوں کو مارا اور قید کیا
 رائے سندھ اس سرحد کی طرف گیا وہاں رانا کے اہل و عیال کا نشان بتایا تھا کہ
 اس کے پیچھے سے پہلے پشیمان راجہ کے اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس سرزمین
 میں رائے سندھ اس نے قتل و غارت اور اسیر کرتے اور منازل سنود کے
 خراب کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی بہت خاقان پر راجپوت بڑے دلیر اور بڑے

اور آخر کو جو ہر کہ کس اہل و عیال مرے۔ اس راے نے پادشاہ کے حقوق کا پاس کیا اور اپنی
اکین و کش کا کچھ حینال نہیں کیا۔ بتوں کو توڑا اور بہت خالوں کو ڈھایا۔

یہ لہا چناں مہر اد خانہ ساخت پا کہ ہندو بہ تخریب تہ جائے تاجت
اس جس خدمات کے جلد و میں رائے سندر داس کو رائے ریاں کا خطاب ملا اور رفتہ
رفتہ اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ تہجہ ماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھ کر راجاؤں کے
واسطے کوئی اور خطاب نہیں ہے۔ بھالوں کی فوجوں نے جہاں رانا کی خبر سنی وہاں بڑے وقت
وہ دوڑی گئیں۔ اور آدمیوں کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی بنگلہ دلوں کو دیران کیا
اور انکی جگہ معاہدہ و مساجد مسلمانوں کی بنائیں۔

رانا معاملہ تہی اور کاروانی سے اور عواقب امور و درہمی سے بالکل بے نصیب
تھا اور اپنی کام کی بداندیشی اور روزگار کی ہیو د سے فی الجملہ سیرہ رکھتا تھا اس نے ان
دلوں میں اپنے معاملے میں غور کیا۔ اور مشاہدہ کیا کہ پادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ
نہیں ہوا۔ خصوصاً اس وقت میں میرا حال میرے حوصلے سے تنگ ہوا جو کچھ گذرا رسول گزرا
اس سے قطع نظر کر کے اس نے ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا۔ ملک پر زوال آیا، ناموس
معرض خطر میں آیا۔ راحت و آرام حرام ہوا۔ وہ تنگ و ناموس کے مٹ جانے کو بہت
معیوب جانتا تھا یہ ناچار اضطراب و اضطراب کے ساتھ ان مانگنا اپنے اوپر واجب جانا
اور اس خانہ دان کو بڑا فخر یہ تھا کہ ہندوستان کے کسی پادشاہ کی اطاعت میں سر نہیں جھکاتا
تھا بلکہ اپنی دلی عہد کو بھی کسی عالیشان پادشاہ کی خدمت میں نہیں بھیجا تھا اس نے ان
سب باتوں سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان دلوں میں آیا و ملک ویران ہوا۔ معمور خانہ
خالی ہوا۔ سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی۔ فوٹیشوں نے مع منتسبوں کے اپنا راستہ پکڑا۔ ست ام
متعلقین اور پرہیزگاروں نے برسوں کا تعلق توڑا۔ رعیت پر انگڑے و متفرق ہوئی۔
غرض اس نے اس نازک وقت میں یہی مصلحت دیکھی کہ ان طلب کرے۔ اس
نے اپنی دو معتد جنہیں سے ایک اوسکا خا کو تھا جبکہ نام سرور کرن یا سبھہ کرن تھا۔
اور دوسرے کا نام ہر داس تھا کہ ہے سلطان خرم کے پاس اظہار اطاعت فرمان

پذیری کے لئے بھیجا اور عرض کرایا کہ شاہزادہ اگر رانا کا قصور بادشاہ سے معاف کرادے
اور نشان بادشاہ کے بچے کا اسکے لئے منگادے جس سے اسکے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے
تو شاہزادے کی خدمت میں خود حاضر ہو۔ اور اپنی دلیل بعد کرن کو بادشاہ کے حضور میں بھیج
دے۔ چونکہ خود رانا بوجھایا اسلئے بذات خود بادشاہ کی خدمت میں حاضری سے معافی چاہتا
ہے شاہزادے نے رانا کے دو لاکھ سیروں کو مع اپنے دیوان ملا شکر اللہ اور سیر سامان
سندر داس کے بادشاہ کے حضور میں بھیج دیا اور تمام مال لکھ بھیجا بادشاہ کا قول یہ کہ چونکہ
ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ پڑائے ذلیلانہوں اور راجوں کے غلامانہوں
کا بالکل استقلال نہ ہو جائے اسلئے رانا کی تقصیرات کو معاف کر کے فرماں عتابیت آمیز
جس سے رانا کی دل جمعی ہو جائے اور اپنی بچے کا نشان روانہ کر دیا اور شاہزادے کو ہدایت
فرمادی کہ ملا شکر اللہ اور سندر داس کو بھی رانا کے سفیروں کے ساتھ رانا کے پاس بھیج دے
تاکہ اسکو مزید اطمینان حاصل ہو جائے۔ جہاں تک اپنی تنگدستی میں اسی طرح لکھا ہے۔

اور ایک ردایت ہے یہ کہ رانا نے اول ایک مکتوب رائے رایاں کو لکھا جس سے
سالچہ معرفت رکھتا تھا اور اہل طلب کی اور تمام ادا مردوں ہی بادشاہی کے لئے کو منتظر
کیا اور اپنی جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت میں بھیجے کا وعدہ کیا رائے رایاں
یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا۔ سلطان خرم کی یہی مہم تھی وہ اسکو تمام ہتھیار
چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا اسلئے رانا کے فرستادے کو بے نیل خرم نہیں
کیا جب رانا کو ایسی ہونی تو اس لئے جہانگیر کا دامن بڑھا اور مہابت خان کا قوسل
ڈھونڈ لیا مہابت خان کو کہتے ہیں جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان خرم کو
اپنے دستخط خاص سے لکھا۔ کہ کن گرامی فرزند سعادت یار رعنا جوئے اقبال مند رہا یاد رکھ
کہ خرمندی و خوشنودی خاطر از جہند مارا در ضمن قبول این معنی شمرده دیدہ و دانستہ
از استیصال رانا در گذر و دیک بارہ در صد و چالی و دانستہ دقائوق طمعت است اور پادشاہ
اجانب رساند چنانچہ بچہ در سیدن فرماں قضا لعاذجان بخشی او منودہ ولایتش را
بدستور معهود برقرار دارد و لیسر صاحب شیکہ او داد در کاب ظفر انتساب گرفتہ منوم

درگاہ دالاشود فقط۔

اس زمانہ جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی عرض کو قبول کیا۔ رانا نے اپنے خالو سنجہ کرن (سرورپ کرن) اور اپنی معتد خاص ناہر داس (سہری داس) جھالہ کو درگاہ والامیں روانہ کیا اور وہ رائے رایاں کی معرفت سلطان خرم سے ملا جس نے اوس نے کہا کہ میں رانا کو ان شہر الہ سے بنا دیتا ہوں کہ رانا خود مجھ سے ملے۔ اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجے اور جب وہ بادشاہ کے پاس سے ہو کر اپنے وطن میں آئے تو اسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ مرکب والاک کی ملازمت کرے یہ وثیقہ عہد و پیمان درست ہوا۔

وہ زعفرانی علم جو آٹھ سو برس پہلے گہلوت راجپوتوں کے سر پر آواز بلند ہوتا تھا۔ اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے لپیٹ ہوا۔

جبکہ رانا کو کوئی اطمینان حال ہو گیا تو رانا مع اپنے بیٹوں کے سوائے ولیعہد کے روز شنبہ ۲۶ ماہ بہمن کو آداب اور نور سے ساتھ جیسا کہ حاکم ردن کا دستور ہے شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک بڑا اعلیٰ شاہزادے کی نذر کیا اور سات عمدہ ہاتھی جو ابھی گرفتاری سے بچے ہوئے تھے اور اچھے تھے اور نو گھوڑے بھی پیش کئے جس وقت رانا نے سلطان خرم کے پاؤں پر گداز کر عذر تقصیرات کرنا چاہا تو شاہزادے نے رانا کا سر اٹھا کر گلے سے لگا لیا اور ہتھکڑی عطا کی گئی۔ جس سے اسکو تپتی ہو گئی اور خلعت اور شمشیر مرصع اور گھوڑا یازین مرصع اور نعل خاصہ یا ساماں تقری بنجشا۔ بلکہ اپنا لمبوس خاص بھی دیا۔ جس میں کی پٹری اب تک اودے پور کے گلاب بلوغ کے میوزیم میں رکھی ہوئی ہے۔ رانا کے ہمراہیوں میں سے صرف سو آدمی ایسے تھے کہ جن کو خلعت دیاجائے اسلئے سو خلعت لئے گئے۔ اور سو گھوڑے اور سو گھوڑے مرصع دئے گئے۔ شاہزادہ نے رانا کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ دینے بازو گجرات کے صوبہ دار عبد اللہ خان بہادر اور اس کے بعد جو پور کے راجہ سورج سنگھ کو نشست ملی۔ اور شاہزادے کے بائیں طرف رانا امر سنگھ اور اس کے بعد دوسرے سرداروں کو بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ رانا شاہزادے کے

چوں بدست آوردن دل کردن که وحشی طبیعت و مجلس ناویدہ در کوہستان بسیر برود
 بود و در بودینا برال ہر روز مرتبت تازہ سے نمود چنانچہ دوسرے دن کی حاضری کے
 بعد فجر مرغ مرتبت ہوا۔ اور تیسرے دن اسب خاصہ عراقی یازین مرغ اور سکو جشتا
 اور محل شاہی کے ڈیوڑھی پر بھی کرن لے اس دن حاضر ہو کر نور جہاں سلیم کی طرف سے
 خلعت فاخرہ اور شمشیر مرغ اور گھوڑا اور قیل خاصہ پایا۔ بادشاہ نے ایک مالائے
 مرورید کرن کو بخشی اور بادشاہ کو منظور ہوا کہ ہر قسم کی چیز اسکو دی جائے اسلئے
 ایک دن تین باز اور تین جڑے بخشے اور ایک شمشیر خاص اور ایک کبوتر اور ایک جوشن
 خاص اور دو انگوٹھیاں دیں۔ ان میں سے ایک انگوٹھی پر لعل جڑا ہوا تھا۔ اور دوسری
 پر زمرہ۔ پھر ایک دن علم دیا کہ ہر قسم کا کپڑا اور قالین اور منہ اور تکیہ اور ہر قسم کا عطر
 اور سونے کے ظروف سو غواظوں میں رکھ کر اعدیوں کے ہاتھوں اور کمر دل پر دکھوا کر ایوان
 خاص دعام میں لا کر مع دو گجراتی پہلیوں کے کرن کو بخشے گئے۔ آٹھویں صفر ۱۰۲۷ھ
 کو کرن کو پنجہزاری منصب ذات و سوار کا عطا ہوا اور ایک چھوٹی تسی تسبیح مرورید
 زمرہ جیکے درمیان میں لعل تھا جسے ہندی میں سمرن کہتے ہیں کرن کو بخشی۔ ایک بار شکار
 میں کرن سے بادشاہ نے فرمایا کہ اس شیرنی کے کو جہان کہے حکمیہ گلی لگا دوں۔
 کرن نے اس دن عرض کیا کہ نجد کو ایک ہندو ق خاصہ مرتبت ہو۔ چنانچہ اپنی خاص
 نقنگ رومی اسکو بخش دی۔ پھر ایک دن بیس گھوڑے اور قبائے پر مزم خاص
 اور بارہ ہرن اور دس کتے کرن کو دئے ایک دن چالیس گھوڑے اور ایک دن اکتالیس
 اور ایک دن اکیس کتے تین دن میں ایک سو سے زیادہ گھوڑے اسے مرتبت ہوئے ۲۵
 میزان کو کرن اپنی جاگیر کی طرف رجعت کیا گیا اس وقت اس کو خاجے کا گھوڑا
 اور ہاتھی اور خلعت اور موتوں کی کنٹھی جسکی قیمت سیاس ہزار روپیہ تھی اور خیر
 مرغ جسکی لاگت میں دو ہزار روپے آئے تھے اس کو بخشے گئے۔ غرض کہ کرن کی
 ملازمت سے دانیسی تک جو چار مہینہ بعد عمل میں آئی تمام بادشاہی انعام دولا
 روپے نقد اور سو سے زیادہ گھوڑے اور پانچ ہاتھی تھا اور خرم لے چوکنی بارہ اسکو باد

علیحدہ ہو۔

اس مہم کے بعد رانا سے اودیپور اور سلطنت دہلی میں پھر کوئی مخالفت کا واقعہ ظہور میں نہ آیا رانا امر سنگھ بات کا پورا تھا پھر اس نے فرمان برداری کے دائرے سے قدم باہر نہ رکھا جب ولایت دکن میں سرداروں کی تجویزوں اور صاحب صوبہ کی جیلہوری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا تو بادشاہ نے اس مہم پر بھی سلطان خرم کو بھیجا وہ سلخ شوال ۱۰۲۵ھ عری کو دکن کو روانہ ہوا۔ جب اس کا لشکر رانا کی سرحد میں آیا تو امر سنگھ اس کی ملازمت و سلام کو آیا اور بعد مرام نذر و خلعت وہ اپنے وطن کو رخصت کر دیا گیا اور اپنی پوتے جلالت سنگھ کو ہزار سواروں کے ساتھ شاہ خرم کی بہرائی کے لئے بھیجا۔

صلح کے بعد امر سنگھ پلنچ برس زندہ رہا اس کے انتقال پر بادشاہی طرف سے کنور کن سنگھ کے نام خلعت اور فرمان وغیرہ وصول ہوا۔ اور اس کے چھوٹے بھائی جیم اور بیٹے جلالت سنگھ کو جو بادشاہی دربار میں حاضر تھے خلعت عنایت کئے گئے۔

۵۷۔ رانا کرن سنگھ دوم

سمت ۱۶۷۱ مطابق ۱۰۲۰ھ میں اپنے باپ کے بعد مستر پر بیٹھا اسکے وقت میں ہر طرح امن رہا کیونکہ جہانگیر سے تو صلح ہو جانے کے سبب کسی بادشاہی فوج کی چڑھائی کا خطرہ نہ تھا اور ملکی سرکش اگلی بڑائیوں سے کمزور ہو چکے تھے۔ رانا نے اپنے فکری سے اودیپور کی شہر شاہ اور رہتی کو نئے محل تیار کر کے پھول لانا لہب کے بڑے بند پال کی مرمت کرائی یہ سب چیزیں اب تک موجود ہیں۔

جہانگیر کے آخر عہد میں جبکہ شاہزادہ شجاع باغی ہو کر ہر طرف بھاگا پھر تاتھا اسی وقت کچھ عرصے تک اس کا یہاں پھیر رہنا بیان کرتے ہیں۔ لیکن کسی فارسی تاریخ میں یہ ذکر نہیں ملا۔ البتہ آتا تھا ہے کہ جب شاہ جہاں باپ سے باغی ہو کر بڑا پھر تاتھا پھر تاتھا۔ تو اس کے ساتھ کرن سنگھ کا بھائی جیم بھی تھا شاہ جہاں بادشاہی سپاہ سے دہتا ہوا الہ آباد کی طرف توجہ ہوا۔ اور آخر ردی بہشت میں پٹنے میں داخل ہوا۔ اور وہاں سے جو پور اور الہ آباد کے قصبے کو چل گیا۔ جب وہ جو پور میں آیا تو یہاں اس کو مخبروں نے خبر دی کہ

ایک فوج جبرائیل شاہی اسیر کر دی سلطان پر وینہ اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہے جب
افواج شاہی قریب آئیں تو بنگالے کے تمام زمینداروں کو قوت و قضاوت قرار ہوئے شاہ جہاں
کے لشکر کے بہادر خاص کر حکیم معرکہ مصافحہ خالی چھوڑے پر راضی نہ ہوئے اور نرم کا ارادہ منہم
کیا دونوں طرف سے تیر و تفتنگ کے پیغام آتے چلتے لگے بہت دیر تک مقابلہ و مجاہدہ ہوتا
رہا۔ فرط ہمت سے عرصہ مصافحہ کے خانہ جات کو دارالبقاہ حیات جانکر حکیم اپنے چند راہبوں کو
کے ساتھ بادشاہی لشکر کو حیرت انگیز تاجاڑا تار اداھارا سلطان پر دینے کے ساتھ پہنچ گیا اور ستائیس
زخم کھا کر جان دیدی

۳۲۰ شہرہ عجری کو جب شاہ جہاں باپ کے مرنے کی خبر لشکر کجرات کی طرف سے دارالخلافہ
آگرے کے ارادے سے رانا کے ملک میں آیا تو رانا کرن نے از روئے اخلاص و عقیدت
استقبال کیا اور چادری الاو لے کو مقام گوگندہ میں ملازمت کی جہاں پہلے اسکے باپ رانا
امرنگ نے ملازمت کی تھی بادشاہ نے رانا کو پنجزار سی ذات اور پنچزار سوار کا منصب دیا۔ اور
اسکے ملک کو بحال رکھا اور بادشاہ مانڈل ہوتا ہوا جمیر کی طرف چلا گیا۔
رانا کرن سنگھ امن و آرام سے آٹھ برس راج کر کے فوت ہوا۔ وہ بہادر۔ ینک
طبیعت اور ماتحتوں کو خوش کہنہ والا رئیس تھا۔

۵۸۔ رانا جگت سنگھ اول

سمست ۱۶۸۷ مطابق ۱۶۲۸ء میں گدی پر بیٹھا اسکے لئے بادشاہی طرف سے ٹیکہ
سامان اور خلعت وغیرہ راجہ سیرنرائن بڑے کو جو لایا اور جہانگیر کے مرنے بعد شاہ جہاں کے
بادشاہ ہونے پر رانا نے تحفے وغیرہ بھیج کر کئی پرگنے جاگیر میں حاصل کئے۔
اس وقت میں امن کے سبب ملک نے زیادہ خوش حالی پیدا کی ریاست کے
پرانے مقامات درست کئے گئے اور کچھ نئے تیار ہوئے۔ پچھولہ تالاب کے اندر جو شہر
ادوے پور کے تمام مغربی طرف پھیلا ہوا۔ سب سے بڑی ٹیکری پر جگ سنگھ نام محل بنوایا جو
گرم موسم میں عمدہ سمجھا جاتا ہے سمست ۱۶۵۸ مطابق ۱۶۹۹ء میں رانا یا تر گیا۔ جاتے وقت نزدیکی
طرف بادشاہی آدمیوں سے کچھ تکرار ہو گئی۔

شاہ جہاں سلطانہ عجمی میں جب اجیر رہا تھا تو اس نے سنا کہ جہانگیر کے زمانے میں جو رانا کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چوڑی کی شکست و ریخت کی مرمت کر سکیں۔ ان دونوں میں رانا جگت سنگھ نے جرأت کر کے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہیں کیا۔ ایدل بیل کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آئے اور اس نے باکر دیکھا اور ان کے عرض کیا کہ عرب کی طرف کے جو سالوق دروازے تھے کہ پان قلعہ سے مرتہ مرتہ بنائے گئے تھے اور وہ مرد ریا م کے سبب سے پوشیدہ ہو گئے تھے اور چاہیے سے ریخت تھے ان میں سے بعض کو رانا نے از سر نو نہایت متانت کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام میں کہ جہاں سے برآمد ہونا مشکل نہ تھا ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی پر نظر کر کے آٹھ گز سے ۶ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کے عرض کی بنائی ہے اور ایک برج (بالا برج جو اکبر کے عہد میں سمار ہوا تھا) نہایت مضبوط جسکا قطر لاگژ اور ارتفاع ۳۰ گز ہے بنایا ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد الدخان میں ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہاں جائے اور قلعہ کو سہم کرے اور اگر رانا قاب غفلت سے بیدار اور سستی سے ہوشیار نہ ہو اور اطاعت نہ کرے تو اس کے ملک کو غارت کرے۔ جب لشکر شاہی متین ہوا تو رانا نے خوف ہراس سے تعلق و چالوسی کر کے دارا شکوہ کے پاس اپنے وکیلوں کی معرفت پیغام بھیجے۔ اور شاہزادے کی سفارش سے بادشاہ نے حکم دیا کہ رانا اگر اپنی صاحب شیکہ بیٹے کو دگاہ والا میں بھیجے اور آئین پیش کش کے موافق ہزار سوار اپنی کسی رشتہ دار کی ماتحتی میں دکن میں حاضر رکھے تو اسکا دستور معاف ہو جائے گا اور نہیں تو لشکر اسکی سر زمین پر جا کر تمام راجپوتوں کے خانوں کو ویران کرے گا۔

رانائے جواب میں لکھا کہ قلعہ چوڑا اور تمام مہلت بندہ کی سرکار کی ملازموں کی ہو۔ اگر شیخ عبد الکریم دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لئے سرفرازی فرمائیں تو میں اپنی بیٹے کو اس کے ہمراہ بھیج دوں اور ہزار سوار بدستور سابق دکن میں روانہ کروں۔ فرمان شامی سعد الدخان کے نام صادر ہوا کہ رانا نے مراسم بندگی کو لازم فرزونی اختیار کیا اور اپنے آدمیوں کو بھیج کر عہد نامے کے لئے التماس کی۔ اور

درخواست اماں مانگی تو تم کو چاہئے کہ فقط قلعہ کو خراب کر کے دیوار میں چلے آؤ۔ خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا۔ کہ قلعہ کی در و دیوار و برج و بارہ چودہ روز میں ڈھاکر اور خاک کی برابر کر کے بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ رانا نے عینہ لکھنؤ کے ہمراہ اپنے بیٹے کو بھیج دیا جسکی عمر پچیس سال کی تھی۔ بادشاہ نے اس پر خرد و سیال کو اپنے پایہ تخت کے نزدیک بلایا۔ باپ نے اب تک اسکا نام نہیں رکھا تھا۔ بادشاہ نے خود اسکا نام سبھاگ سنگھ رکھا اور اسکو وطن کو رخصت کیا۔ رانا جگت سنگھ نے ہزار سوار و سیرداری و سنگت سنگھ کے دکن کو روانہ کر دیئے۔

ان راجپوتوں کے طرق وینا سازی سے سبق لینا چاہئے بھلا چھ برس کی عمر تک کے بچے کا نام نہ رکھتے مگر بادشاہ کے خوش کرنے کو یہ بھی ایک فقرہ بنا دیا۔
اسکے بعد جگت سنگھ سے کوئی بھگڑا نہیں ہوا۔ اور وہ پچیس برس عمر تک کے بعد گزر گیا۔

۵۹۔ رانا راج سنگھ اول

سنہ ۱۶۵۳ء میں راج کا مالک ہوا وہ ایک سخت شاعر و شاعر تھا۔ اُس نے اپنے ایک پر و ہمت اور چاباز و غیرہ کو غصے میں مار ڈالا تھا جسکے پریشیت یعنی کفار سے میں غیر قوم والوں کے مقابل لڑ کر مانا جانا عہدہ سہا گیا تھا۔ شاہ جہاں کے عہد میں تو کوئی بھگڑا پیش نہ آیا لیکن جب عالمگیر بادشاہ بنا تو اسکے خلاف یہ رانا کھڑا ہو گیا۔ اور بنا سہرخی الفت کی دو وجہیں تادم ہوتی ہیں۔
(۱) جزیہ (۲) جیت سنگھ والی جو چھوڑ کی حمایت۔

عالمگیر نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور وار الحرب میں تفریق نہ بنیکے لئے ہندو سے کل صوبجات میں جزیہ لیا جائے جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار الخلافہ اور اطراف کے ہندو لاکھوں ہجروں کے نیچے دریا کے کنارے پر جمع ہوئے اور بہت ضعف مالی کی اور انکی مسانی کیلئے کہا کہ بادشاہ نے کچھ نہ سنا۔

جب شاہ جہاں بیماری کے سبب ملکی کار و بار سے لاچار ہو گیا تو اسکے چار بیٹوں میں سے ہر ایک نے بادشاہ بنا چاہا۔ ان میں سے اورنگ زیب عالمگیر نے سب سے بڑا ہونا

لگا کر کامیابی حاصل کی اس نے دکن سے آگرہ آنے وقت رانا راج سنگ کو خاص ستظلی
فرمان و نشان بھیج کر اپنا طرفدار بنانا چاہا لیکن اس بات کو غدر کر کے ٹال دیا گیا غائبانہ
بھائیوں پر فتح پاکر زبردست ہو گیا تو رانا نے مصلحت سے اپنے کنور سردار سنگ کو کسی قدر
جمہیت سمیت بھیج دیا اور کچھ جاگیر خیر خواہی میں طلب کی اس مطلب آشنائے جب کوئی
غرض نہ دیکھی تو سوائے پرگنہ ٹالپورہ کے جس پر رانا نے شاہزادوں کی لڑائی کے وقت
قبضہ کر لیا تھا زیادہ جاگیر دینی سے صاف انکار کر دیا۔

پھر اس کے بہت مدت کے بعد رانا راج سنگ نے جو دھپور والے اجیت سنگ سپر جسونت سنگ
کی اعانت شروع کی۔ تو منور خاں اجمیر کے فوجدار کے ہاتھوں اتنا مغلوب ہوا کہ تاب
مقاومت نہ رہی۔ رانا نے دہلائے معتبر زبان و اس لائق کو مع پیش کشوں اور عرضداشت
کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا ز جزیہ کے عیوض میں اپنے ملک
میں سے تین پرگنے دیئے اور جو دھپور والوں کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور غوث قصیر
کی درخواست کی بادشاہ نے خان جہاں بہادر کو اس ضلع کے بند و بست اور باقی امور
کرنیکے لئے مقرر کیا۔ آگرہ کے مقام پر رانا کا دل بے پروا بیٹا جے سنگ جسکی طلبی کا فرمان بھیجا
تھا بادشاہی دربار میں پہنچا۔ جہاں سے پھوڑے دلوں کے بعد انعام وغیرہ پا کر لوٹ آیا۔ چن
روز کے بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر ہتر اختیار کیا اور اپنے عہد و پیمان سے پھر گیا خاں جہاں سے
اسے کچھ تدارک نہ ہو سکا۔ رانا نے اپنی فوج بھیم دیو سیدویہ کی زیر کمان رکھوڑوں کی مدد
پر روانہ کی۔ چنانچہ بھیم دیو بہت تیزی کے ساتھ منہر لیس کر تا ہوا اضلاع گوڑ و اڑ میر پور
کی جمعیت سے آٹلا اور اٹلی طاقت بولک سے وہ جند کر دیا۔

رجب ۱۰۸۰ ہجری بمطابق جولائی ۱۶۶۹ء کو بادشاہ رانا اور راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے
اجمیر روانہ ہوا اور اس دہشتہ راجپوتوں کے مغلوب کرنے میں اپنی ساری فراست و
کوکام میں لایا۔ بادشاہ زادہ محمد مظفر کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجمیر میں آئے
اور حکم نامہ مظفر ہے اور بنگالے میں شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایثار میرے پاس آجائے
نہ۔۔۔ اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تمہنیہ و تاویب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر کو لک

پڑی فوج ویکٹر حسین علی خاں بہادر سمیت خاص اودھ پور اور مغربی بہاروں کی طرف
 بڑھتا اور شاہ قلی خاں کو منور خاں کا خطاب دیا اور اس کا اضافہ کیا اور امرائے کار طلب
 اسکے ہمراہ گئے اور اسکو بادشاہ زادے کا ہرا دل بنایا۔ اس خبر کو سنکر رانا نے اودھ پور
 کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنی اہل و عیال و آدمیوں کو ہمراہ لیکر دشوار گزار
 پہاڑوں اور دروں میں چلا گیا۔ شاہزادہ اکبر رامور ہوا کہ وہ دروں میں راجپوتوں
 کے استیصال کے لئے بعض امیروں کو بھیجے اور کچھ دلا دروں کو رانا کے ملک اور
 زراعت کے تاخت و یا مال کے لئے روانہ کرے اور اپنی لشکر کو اطراف جو دھپور میں مقیم
 کرے کہ جہاں آبادی دیکھے اسکو ویران کرے۔ حسن اتفاق سے فوج شاہی کا ایک
 معزز افسر حبیب کا نام تیر خاں تھا بہادر سپاہیوں کا لشکر لئے ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کی
 کمک پر آہنچا اور سمت ۱۳ مطابق ۱۹۲۲ ہجری ۱۶۸۱ء سوج سدی گیا اس کے روز
 دونوں لشکر دس کا مقابلہ ہوا پڑی فوج سان کی لڑائی ہوئی تاریخ پالن پور میں لکھا ہے کہ
 میواڑ کا ولیعہد کنورا اور اندر بھار و غیرہ بہت سے نامی گرامی راجپوت سردار کام آئے۔
 ان دنوں میں حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے سے کم میں
 طے کر کے جہیدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور راجپوتوں کو تسخیر
 اور دریاے قلب میں جا کر راجپوتوں کے قتل و اسیر کرنے میں کوشش کرے اور فوج
 معین کرے کہ رانا کے ملک میں جو غلے کی رس پہنچتی ہے اسکو بند کرے اور زراعت نہ کرے
 دسے رانا کی مدد کے لئے قلعہ رجبوت سنگ سے ہزاروں سوار راجپوت اور راجپوت جمع ہو گئے
 اقوام شاہی کا مقابلہ شوقی سے کرتے تھے اور کبھی راجپوتوں پر تاخت کرتے تھے بادشاہی
 چہ ہزار سواروں کو دریاے قلب کی طرف لے گئے اور انکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔
 اور بہت سے سواروں اور پیادوں کا پتہ نہ لگنے دیا لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام
 سے مغلوب ہوئے۔ راجپوتوں نے دروں کی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑوں
 سے آکر شاہزادے کے لشکر پر غارت کی حالت میں شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی
 جمہوریت خور خاں اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی اور تباہیوں اور عالی

عمارات کے مسما کر لئے اور شجر و دریا اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتوں کے زن
فرزند کے گرفتار کر لئے میں جو غار و مغاک میں چھپے ہوئے تھے کوئی کسم پاشی نہ کھتا۔
محمد امین خاں صوبہ دار و تجارت کے نام حکم کیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سے جہد راجپوتانہ اف
احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہاں راجپوتوں کی خبر سنے اور پتہ پائے
اُن کو غارت کرے۔

عالمگیر نے کچھ فوج شیخا وادی کی طرف کھنڈلیہ کے راجپوتوں پر روانہ کی و دوسرا لشکر
جو دھوپور بھیجا۔ کھنڈلیہ کے بہت سے راجپوت بادشاہی فوج سے لڑ کر مارے گئے اور اُن
کے مندر توڑ ڈالے گئے۔ راجپوتوں نے بھی کئی بار چھٹی لڑائی کی۔ لیکن آخر میں وہ
جو دھوپور سے نکال دیے گئے تب لاچار ہو کر درگداس راجپوت وغیرہ پچاس ہزار سواروں
سمیت اجیت سنگ کو رانا کی سپاہ میں لے آئے۔ عالمگیر نے مانڈل اور چوڑ وغیرہ مقامات
پر بھٹائے بھٹاتا ہوا ادوے ساگر تالاب پر جو ادوے پور سے چھ میل مشرقی طرف ہے آ پہنچا۔
یہاں اُس نے کئی مندر اور دیواری کا دروازہ جو گھاٹ میں بنا ہوتا ہے توڑ ڈالا۔

ادوے پور تک میدان خالی پڑا تھا۔ شہر یعنی مقابلہ قلعے میں آ گیا۔ صرف جنگ پیش کاڑا
مندر توڑ لینے کے وقت کسی قدر راجپوت اور چارن یا بہت نزد وغیرہ لڑکھارے لے گئے جو
مندر کی حفاظت کو ثواب جاکر بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے ادوے پور سے
حسین علی خاں وغیرہ کو فوج سمیت رانا کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ دونوں طرف کڑی آدنی
قبل درجی ہوئے عالمگیر کو ادوے ساگر پر ان کارروائیوں کی خبر ایک نورانی شخص میر
شہاب الدین دہلوی تھا جو کچھ مدت کے بعد دکن کی لڑائیوں میں اپنی لیاقت بخاندانی کو
خان بہادر فیروز جنگ کا خطاب اور سات ہزاری ذات و سوار کا منصب دیا اور بادشاہ کو
فوج کا سپاہ سالار ہو گیا اور جسکے بیٹے قمر الدین بسنی آصف جاہ و نسام الملک سہیل فیتلج
نار بہادر فتح جنگ نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں دکن کی صوبہ داری کے بموجب
ہیدر آباد کی خود مختار ریاست قائم کی۔ جواب تک اسکی اولاد کے قلعے میں چلی آتی ہے
راجپوتوں نے میواڑ پر یاہ شاہ کی توجہ زیادہ دیکھ کر دوسرے علاقوں میں پاؤں

پھیلے۔ رانا کے بیٹے بہیم نے جسکی اولاد ہمیشہ پر قابض ہے گجرات کی طرف جا کر اکثر گاؤں اور کئی مسجدیں لوٹ مار سے اٹھاڑ دیں۔ اوسکی روک کے واسطے بادشاہ نے گجرات کے صوبہ دار محمد امین خاں کو جو چوڑ میں موجود تھا روانہ کیا۔ راجھوڑ مار وار میں پھیلے اور بعض نے اجمیر کے علاقے میں لوٹ مار کا ارادہ کیا۔ اس حالت میں بادشاہ کو دوسرا انتظام کرنا پڑا۔ پڑے شاہزادے محمد معظم کو اجین سے طلب کر کے اودی سرگ پر اپنی جگہ چھوڑا۔ دوسرے بیٹے اعظم کو چوڑ پر رہنے کا حکم دیا اور تیسرے محمد اکبر کو جب کہ کنوڑ جے سنگھ کے رات میں بچھا پہ مارنے سے نقصان ہوا مار وار پر روانہ کیا خود بادشاہ اس خیال سے کہ راجپوت ہندوستان کی طرف حملے کا ارادہ نہ کریں اجمیر میں ٹھہرا جب رانا کے مہاراج کا کام تنگ ہوا غلہ ٹائیاں کھیتی یاڑی متعذر تو راجھوڑ راجپوتوں نے یہ تدبیر و تدبیر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئے کہ اسکو اپنی چراگم کا شفیق بنائیں یا بغاوت پر اسکی رہنمائی کر کے اپنا رفیق بنائیں۔ بادشاہ زادے نے انکی باتوں پر کان نہیں لگایا اور اب بانی والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خیر ہوئی تو اس نے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات میں وہ راجپوتوں کی امداد و معاونت سے آشنا نہ ہو۔ اور رانا کے کیلوں کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ جب وہ اس شاہزادے سے مایوس ہوئے

شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت

یہ شاہزادہ خاندان اودیپور کی لڑکی کے لطن سے تھا جس کا نام پہلی سہرونی تھا میں نے اس عورت کی تصویر دیکھی ہے چہرہ پتلا اور ناک تیلی اور کھڑی اور رنگ گوراہی پیشانی انجھری ہوئی ہے آنکھیں بڑی بڑی اور بادامی۔ ٹھوڑی نکلی ہوئی اور ڈھلواں ہے بال سر کے کثرت سے اور بڑے بڑے اور سیاہ ہیں قامت دراندہ ہے حسنینوں میں شمار ہونے کے قابل نہیں ہے۔

جلال الدین شروانی نے اسکی کیفیت مفصل لکھی ہے یہ نقل سند تھی۔ اسے شہر جہاں روزیہ اُدھیر بن رہتی تھی کہ اسکے بیٹے اکبر کو کسی طرح عالمگیری کی زندگی میں تخت سلطنت

مل جائے اکبر کو چونکہ اسکی ماں کی تعلیم ملی تھی وہ راجپوتوں کا بہت خیر خواہ تھا اور
 ہندو دینی مذہب پر بھی اس کا کبھی کبھی رجحان پایا جاتا تھا۔ بلکہ نے ایک دن عالمگیر کے
 سامنے اس بات پر بڑا زور دیا کہ میرا بیٹا ہر طرح قابل سلطنت ہے حضور اسی کو اپنا جانشین
 مقرر فرمائیں۔ عالمگیر نے ایک بڑا معقول جواب دیا اور وہ یہ تھا کہ سلطنت نہ بڑے بیٹے
 کا حق ہو سکتی ہے نہ چھوٹے کا۔ جوڑ کا قابل ہوگا سلطنت لے لیگا۔ سروپنی سے عرض کیا۔ کہ
 حضور کی اس رائے سے اتنا کھلتا ہے کہ خونریزی حضور اقدس کو اپنا ہے اگر چہ سامنے
 ہی ایک بیٹے کو تسلیم کر دیا جائے تو میرے خیال میں بہتر ہوگا اور تخت خونریزی نہ ہوگی یہ
 شکر عالمگیر نے پھر بھی جواب دیا یہ سچ ہے لیکن اگر وہ لڑکا جسکو تم لائق سمجھتی ہو ان کو
 اور ہمارے بعد تخت کے دعویدار اٹھ کھڑے ہوں تو تم سے کہتا ہوں کہ اس وقت تک خونریزی کا
 کوئی روک سکتا ہو۔ جب اکبر بڑا ہوا اور تین جنگوں میں کامیاب ہوا تو جو دہ روالے سے
 اکبر کی تخت نشینی کی بابت سروپنی نے خط و کتابت کی اور اپنی میکا کو اپنی اور پورے غلط
 لکھا جو خط اسے سن کر میں جو دہ پور والے کو لکھا وہ حال جلال الدین نے نقل کیا ہے۔
 اس میں تاسخ و شیراز کچھ نہیں ہے ہم اسے دلچسپ جانکر درج ذیل کرتے ہیں۔ آپ کو
 معلوم ہوگا کہ میرا بیٹا اکبر بڑا بہادر اور شجاع ہے اسکی قابلیت۔ لیاقت۔ شجاعت تدبیریت
 یہ پایا جاتا ہے کہ اس سے بہتر وراثت تخت ہند کا نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس یہ کہ عالمگیر اس
 کو چلتا ہوا دیکھ کر شیرازی نظر سے دیکھتا ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں عالمگیر کے اور بیٹے اس
 کو خارج نہ کر دیں اگر تم میری مدد کرو اور مجھے سہارا دو تو اکبر کو میں اس بات پر آمادہ
 کروں کہ وہ بے زور اپنے باپ سے سلطنت کا خواستگار ہو۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو خیر اور
 نہ راضی ہو تو اسے گرفتار کر لیا جائے سو اسکا سلطنت کے حاصل کرنے کی اور کوئی سورت
 نظر نہیں آتی۔ اگر تم نے اکبر کی مدد میں جان لڑ دی۔ تو یہ سلطنت پھر ہندوؤں کے ہاتھ
 میں آجائے گی جو دہ پور والے نے یہ خط دیکھ کر جواب دیا کہ تیس ہزار راجپوت میں ہم پہنچا
 سکتا ہوں۔ اگر تمہارا بیٹا اکبر جنگ پر آمادہ ہو تو میں اس کے پسینے کی جگہ اپنا ڈھان
 بھانا فوج بھانتا ہوں۔ غرض کہ تیرے عالم میں بڑی شرم و بسط سے لکھا ہے کہ اکبر

کی بغاوت پر آمادگی میں اُنکی ماں کی صلاح کو بھی پوری پور مداخلت تھی۔

اس جملہ تہمتوں کو چھوڑ کر مین بیان کرتا ہوں کہ راجپوتوں میں ورگد اس بڑا ہوشیار تھا اُس نے ایک چالاک اور نشان چارن کو پیغام صلح دیکر شاہزادہ کبر کے پاس بھیجا اس چرب زبان و خراف چارن نے پیغام صلح ادا کر کے لے کر کچھ ایسی کچھ داریاں کیں کہ شاہزادہ اُنکی گرفتار کا دلدادہ ہو گیا اور ادھر ادھر کے قلعے کہانیوں کے ضمن میں جو سبق ماسطوروں سے پڑھ کر آیا تھا اُسے اپنی خوش بیانی سے اس طرح و دہرایا کہ سادہ لوح شاہزادے پر چارن کی تقریر نے پورا پورا اثر کر لیا اور اُس کے دل میں دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک اور مراعات کا خیال یہاں تک پیدا ہو گیا کہ اپنے مافی الضمیر کو بھی بالکل بھول گیا جب چارن نے دیکھ لیا کہ میرا جادو اچھی طرح چل گیا اور شاہزادہ میری دام فریب میں گرفتار ہو گیا تو اُس نے اپنی تقریر کا رنگ بدل کر اس ناعاقبت اندیش شاہزادے کو اور نگ زیب سے متحرف کرنا شروع کیا اور دو چار خوشامدانہ فقروں کے بعد بولا ابھی خدا کے فضل سے ہمارے اقبال یعنی حضرت نعل سبحانی کا سایہ حضور کے سر پر ہی دشمن بھی دوست بنی ہوئے ہیں۔ کسی کو اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ حضور کی طرف ترچھی نظر سے بھی دیکھے مگر حضور خطا معاف۔ حضور کے بھائی حضرت یوسف کے بھائیوں سے بھی دس جتنے بڑھ کر ہیں جب اس وقت میں کہ محبت شاہنشاہی حضور کی محاط و طرفدار ہو حضور کو اپنے بھائیوں کے مقابلے میں ناکامی رہا کرتی ہے تو جب وہ مطلق العنان ہو گئے۔ تو فرما یہ حضور کا کہاں ٹھکانا ہوگا حضور کے بھائیوں کے جو خیالات اور جوارادے ہیں وہ کچھ سمجھ ہی تک یا حضور ہی تک محدود نہیں ہیں بلکہ ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ وہ کیا کر سکا ہے ہیں حضور کو حفظ المقدم کے لئے کہنا گویا القمان کو عذت سکھانا ہے لیکن گستاخانہ اتنا عرض کرتا ہوں کہ حضور کو اپنے آباؤ اجداد کے خیالات اور حالات سے ضرور سبق لینا چاہئے۔ دیکھئے شہنشاہ کبر نے تالیف اور سر و نظر نیری کا کیرا لہر لیتے اختیار کیا تھا اور بہادر و وفادار قوم راجپوت کے ساتھ موافقت رکھنے کی وجہ سے کس آسانی کے ساتھ ملک ہندوستان کو مستحضر کر لیا تھا اعلیٰ عزت شاہ جہاں نے بھی ان ہی جانب اشارہ راجپوتوں کی بدولت

تحت سلطنت حاصل کیا تھا جس وقت تحت نشینی کی بابت جھگڑے چلے ہیں۔ تو زمانہ بھر بھگوان مخالف تھا اور قابو یافتہ اہل دربار تو انکے دشمن جانی ہی تھے مگر راجپوتوں کی تلوار اور حکمت عملی نے سب بھائیوں کو لسیا بچا دکھایا کہ بھرا دیکھ لے ہی نہ دیا۔ اسی طرح اگر حضور بھی مبراہ و دراندیشی اس وفا شعار قوم کے ساتھ شہیدِ محبت و اخلاص قائم کر کے تشخیر کا افسوس بھونک دینگے تو کیا عجب ہو۔ کہ اورنگ زیب کے جیتے جی آپ ولیعہد۔ سلطنت بلکہ مستقل بادشاہ بن جائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیغام رسائی چار دن کے دو بار وقت کی حاضر باشی میں سنائی گئی اور چرب نہ بانی سے تاخیر یہ کہ شاہ زادے کو اپنی طرف متوجہ کر کے اسکا اسٹیشن میں لے لیا۔ اور قوم راجپوت کی طرف سے اب شاہ زادے کے دل میں اس درجہ محبت پیدا ہو گئی کہ راجپوتوں کے ساتھ محرمہ آرائی کا خیال بھی ایسا محو ہو گیا کہ بالکل بے پرواہی نہیں اب راجپوتوں نے اکبر کو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار بہار آپ کی وفات کو لئے اور خزانہ بیشمار آپ کے خزانے کے واسطے موجود ہے شاہ زادہ یہ سب باریک دیکھ کر تصفا کے ایام شبابِ رہنمائی احباب سے۔ راجپوتوں کے دام میں گرفتار ہوا بعض اُسکے ہمراہی بھی اُنکے ہم داستان ہوئے۔ بادشاہ زادہ اپنے شفیع باب شہنشاہ عالمگیر سے یکلین ہو کر غلامیہ مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔ ابتدا میں اس خبر کی شہرت اور ترقی ہوئی شاہ زادہ محمد معظم کے پاس گئی اس کو بھائی سے ایک گونہ محبت تھی اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے۔ باب کو اپنی عرضداشت میں اس منہ نمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شاہ زادے کے اغوائے ورپے ہیں۔ اس سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر بادشاہ زادہ محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال میں اس قسم کی چوکی تھی اور ابتدا میں یوراجپوت بڑے شاہ زادے کے پاس پیغام لائے تھے۔ اس کی خبر بھی بادشاہ سن چکا تھا۔ اُسے محمد اکبر کے حق میں محمد معظم کی تحریک کو محض افترا اجابانا۔ اور جواب میں لکھا۔ بدابہتاتِ عظیم حق سبحانہ لقا۔ لے شمار اہمیشہ برصراطِ مستقیم ہم ہر ہی ناپید از لودگی سخن شنوے بدخوابان محفوظ دارد۔

جب یہ راز تھقی بر ملا ہوا اور خیمہ خیمہ میں سب چھوٹے بیڑوں کو خیر معلوم ہو گئی۔ کہ درگداس تیس ہزار سوار راجپوت لیکر اکبر سے مل گیا اور خیر بھی آئی۔ کہ محمد اکبر نے تخت پر بیٹوس کیا اور سکہ جاری کیا اور نور خاں کو ہفت ہزاری کیا امیر الامرا کا خطاب دیا۔ بنامہ خاں اور عمدہ نوکروں کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافے کئے جن میں سے بعض بے بجا ہو کر قبول کئے اور بعض نے مصلحت نہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادے سے آیا۔

ان دنوں بادشاہ کی فوج راجپوتوں کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خاں و بہرہ مند خاں کے سوا کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سراہوں اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ سے لشکر میں تزلزل ہوا۔ ایک عجیب بیگانہ برپا ہوا۔

یہ موقع راجاؤں اور اکبر کے لئے اچھا ٹھکانہ ایسی بے خبری و کمزوری کی حالت میں عالمگیر کو بے تعداد راجپوتوں کی فوج سے قید کر لیں۔ الغرض لکھتا ہے کہ شکل سے عالمگیر کے پاس ایک ہزار سوارہ گئے ہونگے۔ اکبر کی بناوت یا سرکشی صرف باغی راجپوتوں کے ورغلانے سے ہوئی تھی ورنہ وہ اپنے باپ کا سب بیٹوں سے زیادہ مطیع تھا۔ عالمگیر نے اہل بیٹے کو راہ راست پر لایا کی تدبیر کی اور اسکو نصیحت آمیز خط لکھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ شہنشاہ اور شاہزادے کی اداس دلچسپ مراسلت کو اس موقع پر بلفطہ منہ کر دیا جائے جو انکے درمیان ہوئی تھی۔

نقل تحریر دست و قلم خاص عالمگیر لشہر اودہ اکبر علم امد
فرزند دل بند نور البصر تخت جگہ بجاں برابر بلکہ از جان عزیز عزیز تر ہو جات خاص
مستظہر بودہ بداند خدا گواہ است کہ مابہ دولت و اقبال آن فرزند را زیادہ از ہمہ فرزندان
عزیز و داشتیم در فاقیت و آسودگی حال فاق او ہمہ وقت پیش نہاد و خاطر فیض ماثر بود
اما از بے سعادت و خود بخیلیہ بازی راجپوتان ابلیس کردار آدم صفت از بہشت آغوش

و کنار مادر و پدر بدر شده آواره کوه داشت او بارگروید. تاجچه تدبیر خرم و چرخ چاره سازم از
 استماع احوال کثیر الاختلال پریشانی و سرگردانی و فداکات و هلاکات او. نهایت غم و غصه
 سرایان ظاهر می گرد و بلکه لذات حیوانی هم تلخ شد. و الاسفاه قطع نظر از عزت و شان و
 شوکت سلطانی و شاهزادگی هزار افسوس که آن فرزندان سار و لوح را بر جوانی خود هم رحم
 نیامد و بر اهل و اطفال خود هم نکرده. خود را به بدترین حالت و رقیه و هیس را چو تان
 بدینا و بی نام صورت سبلع سیرت در انداخته هم جو گوشتی بجوگان اختیار گواران افتاد
 خیزان و گریزان چرخ می زند از آنجا که عاطفت پدری نسبت بحال فرزندان ازلی است
 هر چند از آن فرزندان تقصیرات عظیم سر زده نمی خواهم که در غرور که دار به سزا رسد

گر چه بسیار توبه خاکستر است. سر ششم پدر و مادر است
 گذشته آنچه گذشت الحال هم اگر به تنهائی بخت از گرد آزارها و آوار و پیشانی گریه
 بملازم مشرف شود تا بر صفحه زلات و تقصیرات او قلم غفوکشیده آید و عنایات
 فدا نشات که در خیال نگذراینده باشد در باره او جلوه ظهور گیرد و هر چند ظهور عنایت
 را شرط حضور می لازم نیست اما چون پشت رسوائی آن فرزندان بام افتاده صدایش
 گوش خاص و عام رسیده انقباض است که یک مرتبه خود را بقبور رسانیده تنگ
 این بدنامی اندر خود ساقط سازد و جسونت که سر کرده آن جماعت بود در وقت دهر ای
 با و ادرا شکوه نموده از غایت اشتها و محتاج بسیار نیست آن فرزندان با اعتقاد و گفتار آنها که
 سودا و خام که بخت باشد جز پشیمانی نگیرد و دیگر نخواهد دید یقین داند. زیاده توفیق رفیق در راه
 راست نصیب یابد.

نقل عرض داشت که شاهزاده محمد اکبر جو آبچین فرما
 بیا و شاه او رنگ زریع مالکیر نوشته
 عرضی - حضرت قبله کونین کیمه دارین -

اصغر ترین فرزند ان محمد اکبر لوازم عبودیت بتقدیم رسانیدہ ہووقف عرش سے رساند
فرمان دالاشان کہ نامزد اصغر ترین فرزند ان گردیدہ بود در خوشترین زمان و
نیکوترین آوان ہر طور و در فرمود آداب فرمان برداری بجا آوردہ سوادش را چون
سرمد در لعل بستر کشیدہ و از مضمون عنایت مشغولش مطلع گردیدہ دیدہ و گرا
نورانی ساختہ آیتہ بقلم فصل رقم مرحمت ششم پیدے چند تراوش یافتہ بود در جواب
ہر باب شرح مختصر مروض سے دارد۔ چوں نفس الامر اگر با نصاب نزدیک شود و دو
خواہد بود۔

سرفروم شدہ بود کہ مایہ دولت و اقبال اور از ہمہ فرزندان عزیز می داشتیم و او از راہ
بے سعادت و غیبت غلطی بے نصیب بودہ خود را در طوفان بے تیزی افکندہ خدیو
صورت و معنوی سلامت چنانچہ رضا جوئی و خدمت پرہیزی پدید آمدہ پسر لازم ست
پرورش و تربیت و خیر خواہی حال و مال و حقوق۔ چند بر ذمہ پدر ہم از پسر ست السنہ ثلاثہ
کہ تا این زمان از لوازم عبودیت و اطاعت مقصود نگشتہ و عنایات آن حضرت را ناکیا شرح
دہد از ہزار یکے و از بسیار اندکے گذارش سے دہد کہ رعایت و حمایت فرزند کوچک
پیش بہاد پدید بزرگو از ہمیشہ و ہمہ جا مقدم است و حضرت کہ برخلاف آن بجانب ہمہ فرزندان
بے التفاتی فرمودہ پسر کلاب را بخطاب شاہی نامزد فرمودہ و لیچہ خود گردانیدند این معنی
از کرام عدالت و انصاف تو ان شہود۔ در مال پدر حق فرزندان مساوی ست بے را بہ
افراختن و دیگرے را بر انداختن کرام شرط دین و آئین ست۔ آں بادشاہ حقیقی حکیم مطلق
و کرامت کہ در کار خانہ قدرتش و حکمتش چون و چہ را راہ نیست تو اختن و پنداختن
و بہتہ حکم اوست کہ از خواص الکتب لیکن سبحان اللہ شریعت منشی و حقیقت گزینی و معرفت
بہی حضرت بر عالم و عالمیاں ظاہر ست۔ تا دوست گرا خواہد و ملیش یہ کہ باشد
در حقیقت مرشد و ہادی ایں راہ حضرت اندر اے کہ حضرت خود بہ دولت ہیودہ باشد
چگونہ بے سعادت و توان گفت

پدرم روضہ رضواں بد و گنہم لفر دخت ناخلف باشم اگر من بجوئے لفر و ششم

فردی خلف آنست که قدم بقدم به طریق پدرباشد و اما علی آقا هم لمبته دن سه

سیراث پدروخواهی علم پدروآموز

حضرت سلامت مردان رنج و محنت بر خود پسندیده اند و پادشاهان پیش از حضرت صاحبقران عرش آشیانی محنت با انگیزه بمقاصد مافی الغمیر کامیاب گردیده اند سه بر اخته نرسد آنکه محنت نکشد

از چو آمدن توارنج سپهرین ست تا که رنج ظلمات نکشد لذت آبجیات نه چشد آنکه محنت نه بر دوشه راحت نه خورد که گل بے خار و گنج بے بار نباشد -

عروس ملک کے درکنار گیرد چیست که بوسه پر لبش همیشه آید از زیند از آنجا که در پے هر رنج راحت است بهین عنایت کار ساز بنده نواز امید داتق دارد که قریب الایام صورت مراد بوجه احسن جلوه ظهور گیرد - در لیشانی دسر گردانی بجای رانی در شادمانی مبدل گردد -

رقم پذیر شده بود که حیونست که سر کرده آن جماعت بود در فاقه و همراهی که با دارا شکوه نموده بر عالم ظاهر است قول این جماعت اعتبار درالشا بهای حضرت بیای در مایند اما بمغز سخن نمی رسند که خود مغز یندارند در اصل دارا شکوه باین جماعت عناد داشت از تنگ آن دید آنچه دید اگر از اول باین هاس ساخت هرگز کارش باین غایت نمی کشید حضرت سرش آشیانی باین جماعت رابطه خویشی موکد کرده به تقویت اینها ملک مهند دستا به منبط و ربط آورده اند و این جماعت آنست که مهابت خاں با عانت اینها حضرت جنیت مکانی را در حیطه اختیار خود آورده و از شجاعت این با ظاهریست که حضرت خود به ولایت دار الخلافه زینیت بخش تلج و تجرت بودند - در اچوتان سه صد کس که کارستان و بهادرانه از دست اینها بوقوع آمده بر گلمان ظاهر و هویدا است و همان حیونست بود که در عین سر که نسبت بجناب سلطنت تاب صدر بے ادبی باشد و حضرت دیده و دانسته چون تاب مقامت ندیده ندا غماض فرمودند و همین حیونست بود که حضرت بچندین مشور و فساد دل رازی نموده از فاقه دارا شکوه باز داشتند که قلع و نصرت نصیب اولیای دولت

شد رحمت بر ملک خوارمی اینها که از برائے صاحبزاده خود سر خود را فدا می کنند و در جبال سپار بهایا بجای دیر بخ می کنند۔

بادشاه هند وستان و شاه زاد دایه عالی قدر و امرا یی و الایبار مدت سه سال ست که تیلانش سیوا ئے معهورند هنوز و زادل ست و چراچنیں بنایشده که در عهد حضرت وزیر الی اختیار و امرا یی اعتبار و سپاهی خوار و نو لیسده بے کار و سوداگر لے مان رعیت پائمال۔ هم چو ملک و کن که ولایتی ست بهشت آئیں بر دے زمین چوں که دیالیاں خراب و دیر ان و دارالسرور برهان پور که خال رخساره عالم ست تلف و تاراج و اورنگ آباد که بسبب هم نامی حضرت ممتاز ازهر شهر با ست از آسیب و صدمات لشکر غنیم چوں سیلاب و در اضطراب عامل در خانه غنیم بر سر رعیت بجای که چنین ستم باشد و در دعا گوئی و ثنا خوانی خالیقه خود چگونہ مقصره خواهند بود مردم اغنیل و نجیب الزمانان قدیم گنام و سرشته کارخانه سلطنت و مصلحت آموز دولت و رکعت اختیار مردم ار اذل و اسافل نام۔ جو لایه و با فنده و صابون فروش و جارب کش خیره گرد و سیرا بن فراف و خرقة دخل و ریغل و دام شیطان بنام نتیج در دست گرفته مسائل چنابر زبان می رانند و حضرت آهنا را مصاحبان و مقربان و دم سازان و هم داستاں چوں جبریل میکائیل و اسرافیل اعتبار نموده اختیار خود را یا اعتبار آهنا می گذارند و آن گندم نمایان فرشتن بایں وسیله قابو جسته کبوتر را بر سر خاب و کاه را کوه می نمایند۔

بدور شاه عالمگیر از می	شده صابون فروشاں صدر دینی
بود جو لایه هم با فنده را ناز	که در بزم ملک هستند هم را ز
ار اذل را شده آل و سنگا بر	که فاضل بر و رشش جو بدینا بر
بدست جابلان آل و دست مایه	که هر گز عالماں را نیست پایه
معاذ الله ازین دور بر آشوب	که گمانی از خداں باشد لکوب

حکم و الاپا در هوا انصاف و تیر خود عفا مقصدیاں سر کار تجارت و سوداگری اختیار نموده که خدات برتر می خردند و بغرض فاحش می فروشند و هر که نمک می خورد

ملک داں سے شکنہ نزدیک ست کہ در بنیان سلطنت رخنہ راہ پایہ چوں صورت حال
بریں منوال نظیر درآمد اصلح مزارع مقدس با علاج پذیرندیدہ لاجرم عظم سلطانی بریں آورد
کہ ملک ہندوستان را از خار و جنس ارباب تہرہ و فساد مصفا ساختہ اہل علم و فضل را بشیر
آوردہ بنیان ظلم را منہدم سازد تا خلق اندک آسودہ حال و فارغ البال بودہ جمعیت
خاطر و کسب کار خود باشد و نیک نامی کہ عمر ثانی و حیات جاد وانی عبارت از اہل ست
بر صفہ روزگار یا دگار ماند۔

چہ خوش باشد کہ توفیق رفیق شود حضرت اختیار این کار بعبادہ اسفرتن فرزند
گذشتہ خود بدولت متوجہ طواف سعادت مآب حرمین شریفین عظم و مکرم شوند و خلق عالم
را تا خواں دو عالم کوئے خود سازند این ہمہ عمر را کہ حضرت در تحصیل دنیا کہ از خواب بے اعتبار
تر و از سایہ ناپائیدار تر است عرف نمودہ اند اکنون وقت آن است کہ توشہ عاقبت ہم رسانا
تا کفارہ کردار سابقہ کہ بطبع ایں دیناے ناپائیدار باید بزرگوار و برادران کامگار در عالم جوانی
واقع شدہ واقع شدہ۔

اے کہ ہشتاد رفت و در خوابی گمراہ چہ روز و دریابی
و آنچه از مواعظ و نصائح خامہ مبارک را تکلیف شدہ است ناہم پر ایں آیات
اتامون الناس بالبر و تقسوت النفسکم
تو بجائے پدر چہ کردی خیر تا ہماں شیم داری از پسہ بیت

اے کہ دانش بیروم آموزی آنچه گوی بخلق خود دے نوشیں
خوشین را علاج سے کنی بارے از چند دیگر اں خاموش
و آنکہ در باب آمدن مرقوم بود ہر چند کہ در آمدن سراسر سعادت خودست لیکن بہتفتنا
خرد سالی و تصور الواعزمی ہائے حضرت کہ باید و برادران چہ معاملہ بالعمل آیدہ اند البتہ
توبہات ایں معتبوب بے سبب بجائے خود تو اندوہ اگر خود حضرت اندس و اعلیٰ مع الخیر قدم
برنجہ فرماہند آں ہمہ توبہات باطمینان بدل و اطمینان بدل خواہ شد۔

ماہد ان عتیہ عالی نتوانم رسید ہاں مگر لطف شہا پیش ہند گامے چند
بعد تشریف آوردن کہ اطمینان دلی حاصل خواہ شد یا مثال او امر شاہنشاہی بجای
مزت خواہد بود۔ تاہم ال حال۔

گر کشی در نیم بخشی روئے سر بر آستانم بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمانی بر آتم
زیادہ حد ادب آفتاب سلطنت تاباں باد۔

عالمگیر نے جو معظم کو تیا کیہ فرمان بھیجا کہ بلا توقف سے تمام فوج کے بطریق ایلغار یہ
حصنور میں آؤ۔ بادشاہ زادہ باپ کے حکم کے آئے تھے ہی اسکی خدمت میں روانہ ہوا ابھی
خدمت محل کو خدا پر سو پناہ دس روز کی راہ کو تین روز میں طے کر کے باپ کی پاس پونہ دس
ہزار سوار لیکر آگیا۔ ان باپ بیٹوں کا لشکر ملکر بھی تھا اگر کہ ستر ہزار سواروں کا مقابلہ
نہیں کر سکتے تھے۔ یہ عالمگیر کے لئے بڑا بڑا وقت تھا مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی۔ یہ
سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتوں کے بہکائے اور پیشیاں پٹھانوں
سے ہوا ہے کوئی لشکر میرے ساتھ نہ دلی، اور بغیر قبلی نہیں ہے اس کاراہ پر لانا
مشکل نہیں ہے۔ اسلئے اس نے شہاب الدین لیسر قلی خاں کو بطریق ہزار دلی بھیجا کہ وہ
محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتوں نے اپنے بند و نسبت سے مسدود کر رکھا
تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خاں سے نوبت کتابت کر کے وہ عالمگیر کے ہاتھ پہنچائے
وقت و مصلحت رفاقت میں شریک ہوا تھا اور مشفق تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہاں سے
نکل جائے جب اشکو اپنی بھائی شہاب الدین کے نزدیک آئے کی خبر کوئی تو اس نے
محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر اپنے بھائی کی استمالت کر کے اپنے ساتھ لے
آؤں۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و بخش جو لے جا سکا وہ لے پائی اسباب کو نہیں
چھوڑ بھائی کے پاس پہنچا اور دونوں متفق ہو کر بادشاہ کے پاس آئے یا نہ شاہ کو آئے آئے
سے بڑی خوشی ہوئی شہاب الدین کو شہاب الدین ذاتی خطاب دیا۔ مجاہد خاں سے
اکبر کے لشکر کا حقیقت اور موافق و منافق اور عجیب و غریب جوہر کی قدر اور بھی۔ کہ اس اشیا
میں محمد اکبر کے لشکر سے اور مرد و دشمن بادشاہ کے پاس آئے شروع ہوئے۔ مجاہد خاں
آئے محمد اکبر کے لشکر میں خالی ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے خیر پہنچا دی۔ کہ

محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہو کر حضور میں تہو رخاں ہر اہل فوج چند آدمیوں کے ساتھ آتا ہے جب تہو رخاں گلال باڑی میں آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتھیار اتار کر حضور میں آئے خان نے اس میں قتل کیا تو محمد معظم نے اس کے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اٹھ ہار تہوری اور ارادۂ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لے کر آیا تھا جب وہ گئے لگا تو ایک لڑکے نے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا خان نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اور لٹا چلا کہ خیمے کی رستی میں اسکا پاؤں اٹھا اور وہ منہ کے بل گر کر چاروں طرف سے بدن بخش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا۔ کشتہ ہونے کے بعد اس کے جامے کے نیچے سے ذرہ نکلی۔ تہو رخاں کے کشتہ ہونے سے راجپوتوں اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان ترزل پیدا ہوا اور اٹھائے ثبات جگہ سے ہلا اسکا دور بار لٹا کئی سابعہ و امرا اس کے پاس سے پادشاہ کے پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ اور راجپوت یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہمارے سر پر آن پڑ گیا اپنے گھروں کو خپلے گئے یا پادشاہ کے پاس چلے آئے۔ عوام الناس نے یہ خبر اور ڈائی کہ پادشاہ نے از روئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اس میں درج کیا کہ اگرچہ راجپوتوں کی دلگیری کر کے اور قراولی و گردادری کے باب میں جو ارشاد ہوا تھا تم اس کے بجائے مگر اب ان کو ہر اہل بنالینا چاہئے تاکہ ہم معاہدے سے اور تم سچے سے اٹھا چار نکال دیں۔ اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان مجنبہ راجپوتوں کے ہاتھ میں پڑا جو اس فرقے کے تفرقے کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط کے بنانے کی بات باز ادنیٰ گپ ہے اسکی کچھ اصل نہیں ہے۔

الفرض محمد اکبر کی سپاہ بڑی یاد دہ بد و شکوہ کشیدہ تھی مگر تلوار میاں سے نہ نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتوں نے اس سے روگردانی کی۔ درگداس اور دو تین اور آدمی انا کو اس کے پاس سے۔ جن کے پاس دو تین ہزار سوار تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا نہ تھا کہ کام آئے اس لئے وہ ناچار دشمن کی طرف فرار ہوا۔ اور وہ ہزار خزانی سرحد راہیری میں جا پہنچا جو سبھا سے قتل رکھتا تھا۔ سبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے

کو دیا سنبھالے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی مگر پھر اسکے آدمیوں کو کافی خرچ نہ دیا اس عہد میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ اعتقاد خاں خلف اسد خاں قلعہ راہیری کی لتخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر کو یہ معلوم ہو گیا کہ جس طرح ہو سکے ایران جائے چنانچہ بہتر از ایرانی وہ وہاں پہنچ گیا اور عالمگیر کے آخر عہد میں اسکو موت آگئی۔

اورنگ زیب نے جو جو دھپور اور اودیپور کے ملکوں پر اس طرح تاخت و تاراج کی اس سے راجپوت دب گئے مگر نہیں گئے اس جنگ اور جزیے اُنکے ملک اور مذہب پر ایسا زخم و داغ لگایا جو کبھی نہ بھرا عالمگیر کے ابتدائے عہد میں قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی اب وہ اس سے جدا ہو گئی کہ اسکے ملنے کی توقع نہیں رہی پھر اسنے اس سلطنت کی خدمت بغیر بے اعتمادی کے نہیں کی صرف جے سنگہ راجہ جے پور جس کے نامنے رشتے پادشاہ سے بہت تھے اور بہت منفعٹیں اسکو حاصل تھیں وہ لوگ راجپوتوں کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ پادشاہ کی لڑائی راجپوتوں سے بدستور رہی جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا پادشاہی فوج راجپوتانہ کو لڑتی تھی۔ راجپوت لوگ مالوہ کے ملک کو خراب ویران کرتے تھے۔ اس جہزے کے باب میں ٹاڈ راجستان میں اورنگ زیب کے نام خط کا ذکر ہے جسکو راجہ صاحب نے توثیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جسونت سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا مگر یہ راجہ جزیہ کے حکم سے پہلے مر چکا تھا۔ ٹاڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا تھا۔ اودیپور سے انکا منشی اصل کی نقل اُنکے پاس لایا تھا اوصفوں نے اسکا ترجمہ انگریزی میں لکھا جسکا حاصل اردو میں یہ ہے۔

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کیلئے ہے اور تمام ستائش پادشاہ کیلئے ہے جو شمس و قمر کی طرح تاباں و درخشاں ہے بندہ گو حضور پر نور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ ہی اطاعت اور دولت خواہی کے کاموں کے کرنے میں سعی اور مصروف ہے میری عین تمنائے دلی

یہ ہے کہ میں ایسی خدمات بنیالوں کے جن سے پادشاہوں امیروں راجوں راجوں اور
ایران توران شام کے امیروں اور تختِ اقلیم کے باشندوں اور تری و شکی کے سازو
کی جہود و اور نالوں ہو پیرا میلان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اس میں ذرا شک نہ
ہوگا میں اپنی خدمات، ساقیہ اور غلہ رسے تحمل پر نظر کر کے جیسا بعلی کی خدمت میں رک میں
حضور کی اور خاتون دعام کی صلح و فلاح کے لئے چننا تھا اس کرتا ہوں مجھے اطلاع ہوئی ہے
کہ اس بندہ خیر خواہ کے استیصال کیلئے اتنی دولت خرچ ہو چکی ہے کہ خزانہ شاہی خالی
ہو گیا ہے اس لئے مہور کرنے کیلئے مجزیہ لینا قرار پایا ہے۔

حضور کے جد اعلیٰ محمد بن ابی الدین الکبر عرشِ آشیانی نے بادوں بہتیں سلطنت عدالت
اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسائش اور آرام پایا اور وہ خوش غور
رہی۔ اس نے عیسائی۔ سولوی۔ داؤدی۔ محمدی۔ برہمن۔ لائیہ۔ حبیب۔ و ہر یہ کو ایک ہی
نگاہ سے دیکھا سب پر دیا۔ مہربانی۔ شفقت عارفانہ کی اس لطف و کرم کا معاوضہ
یہ ملازمت گردا سکا خطاب و لقب ہوا۔ اسکی طرح نور الدین جہانگیر بنیت سکانی نے
بائیس برس تک شہنشاہی کی اور رعیت کو اپنے ظلِ عاطفت میں رکھا اور اپنی دوستوں
کی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتنہ رہا۔ شاہ جہاں نے بھی اپنی ۲۳ برس کی
فرماں دہانی میں پچھلے پادشاہوں سے نیک نامی کم نہیں حاصل کی۔ رحم دلی اور شجاری
سے نیک نام و دہام پائی۔

یہ سنو۔ کہ باپ دادا کے رافت و کرم وعدت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت
و بہتوں کے پیرو ہوئے تو تہاں اوروں نے قدم لکھا دیاں فتح و ظفر ہر کاب میں بہت
قلعہ اور ملک اڑکے قبض و تصرف میں آئے مگر حضور عالی کی مملکت میں سے بہت سال ملک
نکل گیا اور آئینہ کلنے والا ہر سال سے ملک میں تباہی اور غارتگری و قسارتی کا بازار گرم ہوا
اور کوئی اسکی روک ٹوک نہیں کیا یا دیران و برباد ہو گئی۔ سارا ملک بھوکا مارتا ہے روز
ابروز و قحط و آریاں اور مشکلات ابھرتی جاتی ہیں۔ جب بادشاہ اور بادشاہ زادوں کے
گندوں میں افلاس آگیا ہو۔ تو دوائے بر حال امیراں۔ سپاہ و ادب لایا جاتی رہی۔ سوداگر

شد کا بیت کر رہے ہیں مسلمان ناراض بیٹھے ہیں۔ ہندو بے نوبت دست دیا ہو رہے ہیں بد نصیب خاقان کورات کو روٹی میسر نہیں ہوتی دن کو وہ ٹھسہ کھاتے ہیں اور بیچ کے مارے سر کو دے دے مار لے ہیں۔ کس طرح اس بادشاہ کا جاہ دشمن باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جس کا افلاس حد غایت کو پہنچ گیا ہے سخت محصول وصول کرے۔ اس نے اپنے میں مشرق سے مغرب تک ایسی شہرت ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوؤں سے جل کر بیٹھوں۔ سنارپ جوگیوں، مہرگیوں اور سنا سیوں سے جزیہ لیگا۔ اپنی خاندان تیموریہ کے ننگ و نام و عزت و استشام کا کچھ خیال نہیں کریگا۔ بے گناہ تارک الدین آدمیوں پر زبردستی کریگا۔

جنا بعلی کو کتب الہامی پر ایمان و اعتقاد ہو تو آپ کو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین سے فقط رب المسلمین نہیں ہے ہندو مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہیں اور اس نے اونکی رنگ اپنی حکم سے مختلف بنائے ہیں وہی سب کو پیدا کرتا ہے اور مساجد میں اذان ہوتی ہے عجائز میں گھنٹہ بجتا ہے مرد و زنان جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے کسی غیر کے مذہب و رسم و رواج میں دست اندازی کرنا اور اسکو بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑیے تو مفسور کے دل میں کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کاموں کی عیب جوئی نہ کرو۔

الفہم چند ہندوؤں سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت کے لئے مقرر ہے وہ ملک کو مفلس بنائے گا۔ وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین و آئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی ہے تو عدالت کا مقتضایہ تھا کہ اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوؤں کا مذہب ہے جزیہ طلب کرتے تھے اسکے اس خیر خواہ سے مانگئے جس کا مقابلہ حضور آسانی سے کر سکتے ہیں۔ بہادر جو امردوں کو چینیوں اور کھٹیوں کا ستا تازیبا نہیں۔

یہ عجیب کی بات ہے کہ اگر کین سلطنت نے عفت کی کہ حضور کو ثواب و بزرگی کی قواعد پر بدامید نہیں کی۔

نوٹ۔ اس خط میں یہ بات قابل غور ہے کہ رانا لکھتا ہے کہ اکبر نے باون برس

سلطنت عیالت اور شفقت کے ساتھ کی۔ حالانکہ اکبر کے ہاتھ سے رانا کے بزرگوں کو زیادہ حد
 پہنچا تھا اسکو میوا کے آدمی اب تک برائی سے یاد کر کے رانا پر تاب کو خیر و خوبی سے یاد کرتے ہیں
 علی گڑھ جہانگیر اور شاہ جہاں کی یورشوں نے بھی اسکے ملک کا ستیاناس بلایا انکی توسیعت میں
 نور انارطب الکساں ہے اور عالمگیر کو ایسے الفاظ یاد کرتا ہے حالانکہ عالمگیر کے ہاتھ سے اسکو
 اسقدر نقصان نہیں پہنچا جتنا اکبر۔ جہانگیر اور شاہ جہاں کے ہاتھ سے اسکے بزرگوں کو پہنچا تھا
 (۲) تمام فارسی کی مستبر تواریخ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رانا راج سنگھ نے سپاہ عالمگیری
 کی ضربات سے عاجز آکر جزیرہ کے عوض میں کچھ ملک دینے پر بادشاہ کی اطاعت کر لی تھی۔
 (۳) رانا کا یہ لکنا کہ عالمگیر مغلس ہو گیا تھا تردید کا محتاج نہیں کیونکہ تمام شاہانِ ہند اسکی
 آمدنی زیادہ تھی اور جب اس نے دکن پر چڑھائی کی ہے تو اتنا ساز و سامان اور دولت اسکے
 ساتھ تھی کہ بہت کم بادشاہوں کو میسر آئی ہوگی۔

(۴) خطی روشتوں سے صاف ظاہر ہے کہ راج سنگھ ایک ٹھٹھ بند و راجپوت ایسا
 خط جس کا معنوں علمائے اسلام کے سوا دوسرا درست نہیں کر سکتا کیونکہ سمجھ کر لکھوا سکتا
 ایسی باریک بینی اور شان از خیالی اور اصلاحات تجارتی اس سے بعید ہے۔

(۵) جس رام سنگھ کا بڑے تفاخر اور غرور سے اس خط میں ذکر ہے وہ تو اپنے آپکو عالمگیر کا ایک
 ادنیٰ بندہ فرمان پذیر سمجھتا تھا اور اسکے حکم سے وطن کا آرام چھوڑ کر آٹھ برس آسام میں پڑا
 رہا اور عالمگیر نے اسکے ساتھ ایسی تمکنت کا برتاؤ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو راج ملک ندیا جیسا
 کہ بادشاہوں کے ہاتھ سے اسکے اسلاف کو دیا جاتا تھا مہلا اس میں رام سنگھ کی توہین زیادہ
 تھی یا جزیرہ کے معاملے میں۔ جیمپور واول میں یہ رام سنگھ پہلا شخص ہے۔

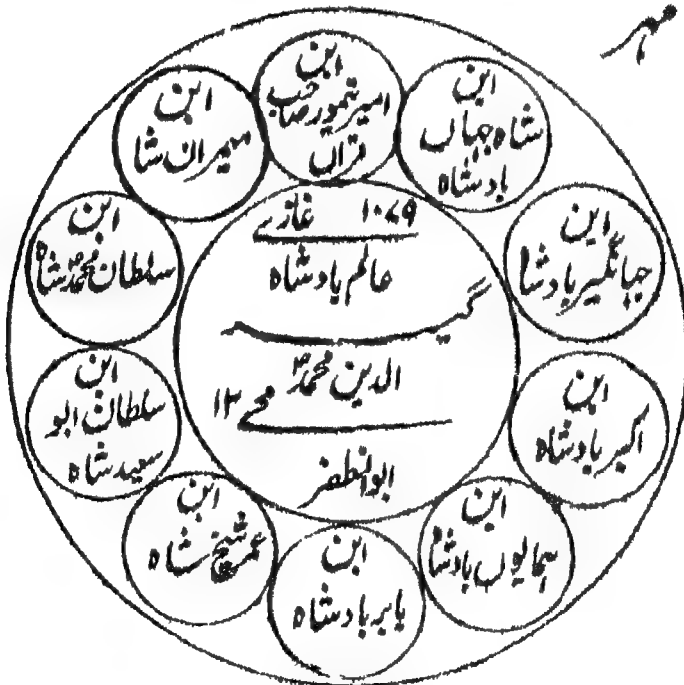
(۶) کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہیں لکھا معلوم نہیں کہ اورنگ زیب کی زندگی میں وہ
 کیا کیا اسکے لینے کے بعد اگر مان لیا جائے کہ وہ اسکی زندگی میں تقریر ہوا تو یقینی اسکے پاس
 نہیں بھیجی گیا اگر پیرنڈا داشت اسکے پاس آتی تو اسکا جواب ضرور دیتا اسکے فرامین و مصلوہات
 رعایت میں کہیں اس کا جواب نہیں اور سلیمانوں کی تاریخوں میں مذکور نہیں۔
 ہندوستان میں قاعدہ ہے کہ کسی معزز شخصہ کو کسی معزز کا سونے کا ہوتا ہے تو

بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہیں مثلاً بعض انگریزوں کو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزاروں جہلی سکے بنا کر اسکو لاوئے۔ ایسے ہی ٹاڈ صاحب کو یہ خطا اور بہت سے نوشتے ہندوستانیوں نے جہلی بنانا کے دسے دیئے ہوئے۔ دہراچھو لوت کے بڑے سر پرست تھے جب تک کسی نوشتے کی سند مستبر نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے۔

اب میں اسکے مقابلے میں عالمگیر کے اصل فرمان کی نقل جو رانا جے سنگھ ولد مانا راج سنگھ کے نام پر بابت جزیہ وغیرہ صادر فرمایا تھا یہاں درج کرتا ہوں جو ریاست اودیپور میں موجود ہے۔

نقل

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ

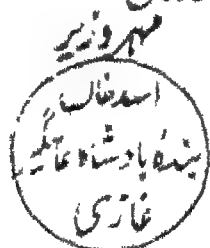


فرمان عالیشان ابوالظفر محمد الدین
پہادر عالمگیر بادشاہ غازی

عمده را چنانکه دولتمخواه زبده مشهوران بلا اشتباه خلاصه الماثل والاقران نقاد
الانظار والاخوان مورد توجه بیکدیگر است و از رعایت واحسان مطیع الاسلام را باین سنگ
به لوازش بادشاهی متعقد میباشد بوده بداند موصنداشته که درین ایام فیروز می انجام به عتیقه
سپهر استقامت ارسال داشته بود و از نظر انوار اطهر فیض گستر گزشت و در پیشگاه جهان بانی به
الهیو به بیت که آن زبده الاماثل تعهد نموده که اگر از درگاه ارفع فضل و کرم پر گستره بدینطور
به او به نیت شود و محفل این دو محال هر سال مبلغ یک لاکه روپیه بابت بنیه به چهار قسط عاقد
خرید از عاقد موصوبه و الخیر بامیر کند و مال مناسن بدیده بنابرین از راه ذره به در می و سبده
نوعی آن عمده الاشتباه را به موصوبت اعانه هزار سوار و عنایت شستا ملک دام النعام که
اهل و اعوانه خیمه اری ذات خیمه سوار سوار و هزار سوار و واسپه و و کرور دام النعام باشد
سر بلند می بخشیده و در محل سطور درخواه اسرافه و النعام مرحمت فرموده به عنایت خلعت و
فیض بین الاقران سرمایه امتیاز عطا فرمودیم باید که شکر و سپاس غواطف و مر احم فراوان
اشتهاف اعلی به تقدیم رسانیده مطابق تعهد خویش مال مناسن در اتمیر به دیوان آبخداد
هر سال مبلغ یک لک روپیه بنیه به اقساط مقرر به نمره عامه موصوبه مذکوره و اصل می نموده
باشد درین باب قدغن شدید داند و موقوف ارادت و بندگی ماور بارگاه عظمت و جلال شرف
سزاید احسان و افعال و سود و بهیود و حال و مال خویش شناسد بنیم شوال سی و چهارم
از محاسبه و اسناد المحرمی

عبارت لیست

به رساله سیادت و تقربیت پناه شرافت و نجابت دستگاه عمده و زرائع رفیع الشان
زبده امرای ملین مکان ناظم منظم ملک و مال مزین مناج و دولت و اقبال خاں شجاعت
نشان حمده الملک مدار الملهم اسد خاں



نوٹ اس فرمان کو دیکھ کر ذی قہم جان لگا کہ بادشاہ کی قوت اتنی اختطاط کو اور اوڈیور کی قوت اتنی ترقی کو نہ پہنچی تھی کہ رانا راج شاہ اسکو معاوانہ عرضداشت لکھ سکتا کیونکہ اس کے بیٹے کا عاجزی سے جزیہ ادا کرنے کے لئے عرضی بھیجا دلیل اس بات پر ہے کہ راج سنگھ کو عالمگیر نے جو منسوب کر کے جزیہ اس سے قبول کر لیا تھا پھر اسے ابھرنیکی قوت نہ مل سکی اور یہ دونوں پر گئے وہی ہوئے جو راج سنگھ نے جزیہ کے عوض میں بادشاہ کو پیش کئے تھے اگر راج سنگھ ذرا بھی چون و چرا کر گزرا ہوتا تو ایسی تحریرات کی گنجائش نہ ہوتی۔

مسلمانوں کا جزیہ عیسائی قوموں میں ایک وحشیانہ ٹیکس سمجھا جاتا ہے اور انکو اور غیر قوموں کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹیکس متعصبانہ اسلئے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت عظمت اور تسلط وغیرہ قوموں پر ظاہر ہوا اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہیں کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جیسے کہ جب جزیہ دینے والا بناتا ہے کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں گا تو اس محصول سے بچ جاؤں گا وہ لالچ میں آنکر مسلمان ہو جاتا ہے مگر اس جزیہ کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفویٰ کو ایسا سمجھنا جیسا اوپر مذکور ہے بیان کیا فقط غیر قوموں کا تعصب مذہبی ہے

عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ جب شریعت اسلام کے موافق ہندوؤں پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانوں پر زکوٰۃ بھی لگانی تھی دم بعض مورخ مسلمانوں کی تذلیل کے لئے اس بات کے دکھانے کا قصد کرتے ہیں کہ انلوں کا تحت سلطنت راجپوتوں کے کنہ ہے پر قائم تھا اگرچہ راجپوتوں سے ناتے رشتے پیدا کر کے انکے دل میں وہ مسلمانوں کی محبت و دوستی پیدا کی کہ اس خاندان کے بادشاہوں پر راجپوت جان و مال اور اولاد کو قربان کرنے لگے ان کے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑنے لگے عالمگیر نے اس کے برخلاف عمل یہ کیا تو وہ اسکے دشمنوں کے معاوانہ ہو گئے اس لئے سلطنت کا نہ دال ہوا یہ بیان غلط ہے۔

اول تو وہ عالمگیر نے راجپوتوں سے رشتے کئے اپنے بیٹے کو راجپوتوں میں بیاہا۔ دوم مسلمان اس رشتہ مسندی کو اپنے حق میں مضربیحہ تھے کہ کیا راجپوت حکومت تھے یا اس رشتہ مسندی کے سبب سے برابری کا دعویٰ کرنے لگے اور دیر ہو گئے وہ ان راجپوتوں کی سادنت کو اپنی سلطنت کا استحکام نہیں جانتے اور اگرچہ رشتہ مسندی کو

سینہ نہیں کرتے۔

حکایت رانا راج سنگہ کے دولہا کے تھے بہیم سنگہ اور بے سنگہ دونوں جڑواں تھے بہیم سنگہ کوئی گھنٹہ پہلے پیدا ہوا تھا اس لئے وہی بڑا اور گدھی کا حق دار تھا گدھی تو اسی کو ملنی چاہئے تھی مگر نہ جانے کیا سبب تھا کہ رانا راج سنگہ اس سے ناخوش رہا کرتا اور اپنے چھوٹے بیٹے بے سنگہ کو گدھی دینا چاہتا تھا اس لئے بے سنگہ کو گدھی دینے پر دونوں بھائیوں میں کیسی لڑائی ہوئی۔ بہت سے لوگ بہیم سنگہ کے طرفدار ہو جائیں گے اور آئیس کی لڑائی میں نائن ہزاروں کا خون ہو جائے گا جب رانی کنول کنور نے بہت کچھ اونچا نیچا سمجھایا تو اس نے سوچا کہ بڑے بیٹے کے ہوتے ہوئے چھوٹے کو گدھی دینا بے انصافی ہے گدھی بہیم سنگہ ہی کو ملنی چاہئے یہ سوچ کر اس نے دوسرے دن سویرا ہوتے ہی بہیم سنگہ کو بلوایا بھیجا۔ بہیم سنگہ نے دل میں کہا آج یہی بات کیسی۔ آج رانا نے مجھے کیوں بلایا بھیجا کیا بے سنگہ کو راج گدھی سوئپ کر چھ اسکا غلام بنانا چاہتا ہے جب تک میں ہاتھ میں تلوار پکڑ سکتا ہوں۔ تب تک تو میں بے سنگہ کو گدھی پر بیٹھنے نہیں دیتا ہاپ کی بے انصافی کو سوچا تو اسے غصہ آگیا دل میں کہنے لگا میں تو نہیں جالے گا۔ پھر خیال کیا چلنے میں ہرج ہی کیا ہے چلوں کچھوں تو وہ کہتے کیا ہیں۔ بہیم سنگہ یہ سوچ کر غصے میں بھرا ہوا اپنے باپ کے پاس آیا مگر جب وہاں آیا تو اس نے رانا کی لچھ اور ہی حالت پائی اسکا چہرہ اڑا ہوا تھا اور وہ بہیم سنگہ کی طرف بڑے پیار سے دیکھ رہا تھا رانا کو اس حالت میں دیکھ کر بہیم سنگہ کا غصہ پل بھر میں اڑ گیا اور اہرناپ کو کڑی کڑی باتیں سنائے کو اس کا جی نہ چاہا رانا کو بہیم سنگہ کی اس طرح کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر بڑا اچھینچا ہوا رانا تو سمجھا ہوا تھا کہ بہیم سنگہ آئے گا بھی تو غصے میں کانٹا ہوا آنکھیں لال کئے ہوئے ناک بھون جڑوانے ہوئے مگر جب دیکھا کہ بہیم سنگہ آکر کھڑا ہو گیا اور اس نے بڑی نرمی سے جھک کر سلام کیا تو رانا اپنے دل میں بہت پھینچا۔ مہر م کے ماسے آنکھیں نمی کر کے کہا بیٹا بہیم سنگہ اس سٹی پیاری بولی کو سنکر بہیم سنگہ چونک پڑا اور کاہنتی ہوئی آواز سے کہا پتاجی رانا نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا بیٹا میں نے تمھارے ساتھ بڑی بے انصافی کی ہے۔ مہر م ہی بہیم سنگہ کی آنکھیں ڈبل با آئیس اس نے سوچا کہ رانا اپنے جی میں سمجھہ تو لگے۔

کہ ہم نے بھیم سنگھ کے ساتھ زبردستی کی اسکا حق انسی کو دینا چاہئے وہ پیار کرنے کے
 لائق ہے مارے خوشی کے اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ رانا نے کہا بیٹا جو ہونا چاہتا ہو گیا
 اسکا کچھ سوچ نہ کر دم میرے بیٹے ہو تمہارا حق تمہیں کو دوں گا راج گدھی تمہیں کو ملیگی مگر اس
 وقت ایک بات بڑی بے ڈھب آپڑی جو چیرے سنگھ کی نہیں ہے اور اسکو نہ ملنی چاہئے
 میرے ہی بڑھادے سے وہ اپنی سمجھتا ہے اگر اب یکایک وہ راج گدھی سے نا امید ہو جائے
 گا تو ضرور جھگڑا اٹھائے گا اور اپنے ساتھیوں کو لے راج بھر میں گڑبڑی مچا دے گا تو ہزاروں
 آدمیوں کا خون ہوگا اس کا بس ایک ہی علاج ہے میری تلوار اور جے سنگھ کی گردن
 اور ڈاؤ۔ ایک کے خون سے ہزاروں کی جان بچ جائیگی۔ میری یہ بات سن کر کانپو نہیں
 انصاف ہی چاہتا ہے انصاف کے سامنے بھائی جو رولہ کا کوئی چیز نہیں بھیم سنگھ جب کھڑا
 ہوا رانا کی یا نہیں سن رہا تھا اوس نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ رانا نے اپنا دل پھیر کر لیا حق
 کے پیچھے اپنے سب سے پیارے بیٹے کی جان سے بھی ہاتھ دھو رہا ہے وہ دل میں اپنے
 باپ کی سچائی کی بہت بڑائی کر لے لگا اور سوچنے لگا کہ میں وہ بات کر دکھاؤں گا کہ جس سے اس
 کے نام پر دھتکہ نہ لگے راج سنگھ نے اسے ستائے میں کھڑا دیکھ کر کہا بیٹا آگاہ چھپانہ کرو۔ اس
 خون میں کچھ صبر نہیں انصاف اور ملک کی بھلائی کے لئے تم یہ کام رہے ہو اگر اس کام
 میں کچھ غیب بھی ہے تو میرا بے نہ کہ تمہارا جاؤ میں حکم دیتا ہوں تم جے سنگھ کو مار ڈالو بھیم سنگھ نے
 رانا کی تلوار اسے پیروں کے پاس رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر بڑی نرمی سے کہا کہ مہاراج اپنے
 سیر سے ساتھ جوئے انصاف کی بھٹی اس کا دلہ ہو گا اب میں وہ کام کر دے گا جس میں نہ تو
 جے سنگھ کا ایک پوند خون گرے نہ کسی طرح اسکی بدنامی ہو اپنے تو مجھے راج گدھی دے ہی
 دی اب میں اپنی خوشی سے جے سنگھ کو پھر راج گدھی کا مالک بنائے دیتا ہوں کج
 سے دہی رانا جو گناہ شاید یہاں رہنے میں کبھی بھولے سے بھی راج گدھی کا لالچ دل میں
 آجائے اس لئے لیجئے میں اسی دم میواڑ کو چھوڑے دیتا ہوں اگر کبھی اپنے وعدے سے
 ذرا بھی ٹل جاؤں تو میں اپنے باپ کی عزت کو ٹا ہی نہیں جانتا۔ بھیم سنگھ نے اتنا کہا اور
 رانا کو جواب دینے کا بھی موقع نہ دیا جھٹ اس کے پیروں کو چھوڑ کر چلتا ہوا اور اسی

دن اپنے سارے آدمیوں کو ساتھ لیکر راج چھوڑ کر چلا گیا
 ٹوٹا کر چکایت واقعی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنگ عالمگیر کی چڑھائی کا سال بکر و بیہ عصیت
 کے اپنے باپ کی مدد کو میواڑ میں آگیا تھا اور اپنی باپ کے مرنے کے بعد اس کے بعد عالمگیر کے
 پاس چلا گیا اس دورہ فساد شاہ نے اسکی بیہرونی پریشانی نہ کرنے کی تاکہ روپیہ لاندہ کی
 جاگیر دی جس میں اب ایک برگتہ بیڑہ میواڑ کے ماتحت رہتی رہ گیا ہے جسکو سنگ جگدات پر ہوا
 لواس کو نہ صوبہ پنچنزار سی تھا کہ رانا کرن سنگ کے بھائی ٹوڈہ کے راجہ پنچیم ندراسیہ بیڑہ راجہ
 رائے سنگ کے سوا کسی دوسری ریاست کے رشتہ دار کو کبھی نہیں ملا۔

الغرض سن ۱۷۷۱ء مطابق سن ۱۱۸۱ھ میں گوگوندہ مقام پر پندرہ واردوں وغیرہ کے زیر ہدایت
 سے رانا راج سنگ دھنڈہ گذر گیا کہ اسکی تہ مزاجی سے میواڑ کا مسلمانوں سے لڑائی میں
 نقصان زیادہ تھا اس ملک کا زیر حصار مغلوں کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی آخت و تاراج
 سے پامال اور تباہ ہوتا تھا۔

۶۰۔ رانا جے سنگ دوم

لڑائی کے آخر میں اپنے والد کے گذر جانے سے گدھی پر بیٹھا اس نے لڑائی میں ہر طرح کا
 نقصان دیکھ کر صلح پسند کی ادھر بادشاہ کے بڑے بڑے کاموں میں جیسی کہ ہم دن بھی برج
 ہو رہا تھا آخر کار رانا نے شاہزادہ اعظم کی معرفت صلح کی درخواست کی اور بادشاہ نے ان شرائط
 پر منظور کی کہ رانا جو پیر کے عوض میں کچھ ملک دیدے اور راجہ اجیت سنگ باغ ہو کر جو دھپور کی
 راجگڑھی پر بیٹھے اس وقت بادشاہ راجپوتوں سے زیادہ ہم ہم و کن کی تہمت تھا اس نے
 اس نے ان شرائط پر صلح کر لی سواہر میں کے بعد جنگ طے ہوئی جس سے ہواڑہ کے واسطے
 میواڑ کی طاقت کو نقصان پہنچا۔ راجہ سدر تالاب کے کنارے پر جہاں شاہزادہ اعظم تھا
 ہوا تھا رانا نے آکر آداب سلام کیا اور نذر دلکھائی شاہزادہ قہر م اور رانا امر سنگ کی طرح اس
 وقت بھی بہتا ہوا دلیر خاں اور حسین علی خاں دہنی طرف اور رانا نے سنگ تہ شاہزادہ اعظم
 کے بائیں طرف بیٹھے رانا نے پانسوا شہ فی اور اٹھارہ گھوڑے پیش کئے اور شاہزادے
 کی طرف سے غلٹ ہتیار۔ ہتھی۔ گھوڑا اور پانچ ہزار سی منسوب دیا گیا۔ رانا کے ہمراہیوں

کو سو فلت چالیس ٹھوڑے اور کچھ ہتیار ملکر زخمت ہوئی پھر رانا جے سنگھ نواب دیر خاں سے ملنے گیا۔ جہاں اس کے لئے نو ٹھوڑے اور کنور کے واسطے کپڑوں کے تھان اور جڑاؤز لور دیا۔

اعظم شاہ نے رانا جے سنگھ کے ساتھ بادشاہ سے ایک پوشیدہ عہد نامہ بھی کیا تھا کہ عالمگیر کے بعد اعظم شاہ کے بادشاہ بنے میں رانا مدود سے نواسے عوض سات ہزاری منصب ملکر ایڈر۔ سروہی۔ ڈونگر پور اور بالنواڑہ کا علاقہ میواڑ کے ماتحت کر دیا جائے گا لیکن عالمگیر کے مرنے تک نہ جے سنگھ زندہ رہا اور نہ اعظم کی مراد وقت پر پوری ہوئی۔

کر تل ٹاڈ نے اس لڑائی میں بادشاہ کا پہاڑوں کے اندر گھر جانا اور اعظم کا ہتھیار بھاگ جانا محض غلط لکھ رہا ہے سنا سزا دہ یا بادشاہ نہ پہاڑوں میں آئے اور نہ ضلع ہونے سے پیشتر راجپوتانہ کے باہر گئے۔ ہم نے اس معاملے کا صحیح اور درست حال تاریخی کتابوں اور ان فارسی و ہندی کاغذوں سے لکھا ہے جو بڑی کوشش اور تلاش کے ساتھ میرے باپ کی شرکت تاریخ نویسی میں ریاست میواڑ میں جمع کئے گئے تھے۔ ایک بار خانگی جھگڑوں کے سبب رانا کے بیٹے امر سنگھ نے اپنی تنہا لبونڈی سے دس ہزار فرج لہ کر میواڑ کے بہت سے سرداروں سمیت بغاوت اختیار کی رانا مدد مانگنے کو بادشاہ کی پاس جانا چاہتا تھا لیکن اسکو گوڈ واڑ سے جواب مار واڑ کے شامل ہے بعض خیر خواہ سردار لوٹا لائے اور باپ بیٹوں میں قول و قرار کے ساتھ صلح کرادی تین لاکھ سالانہ آمدنی کا پرگتہ راج نگر کنور کو جاگیر میں ملنے سے امن ہوا جے سنگھ سمیت مطابق ۱۶۹۹ء میں اٹھارہ برس راج کرنے کے بعد گزر گیا۔

وقائع راجپوتانہ میں لکھا ہے کہ جے سنگھ عیاش اور آرام طلب ہو گیا تھا اس کے کل زمانے میں نزاع خانگی ہوتی رہی۔

۶۱۔ مہارانا امر سنگھ دوم

سمت ۱۶۹۹ء مطابق ۱۶۹۹ء میں گدی پر بیٹھا اس نے ڈونگر پور اور بالنواڑہ وغیرہ کے رئیسوں کو کبھی پین نہ لینے دیا۔ یہ شکایتیں سنکر عالمگیر اکثر ناراض رہتا تھا۔ دو برس

تک بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت وصول نہ ہوا جس کے لیے پچاس ہزار روپیہ اسد خاں وزیر کو دینا پڑا۔ ایک بار سانائے ڈونگر پور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زیر دستی نذرانہ بھی وصول کر لیا جسکی تحقیقات کو بادشاہی طرف سے اسد خاں وزیر کا بھائی بہرہ مسند خاں بخشی موقع پر بھیجا گیا لیکن اس نے رعایت سے ڈونگر پور والوں کی پیش قدمی ظاہر کر کے بادشاہ کو خاموش کیا۔ سبب ان سنگ و غیرہ راسخوروں کے ساتھ بھی جو بادشاہ کے حکم سے بڑ ومانڈل کے جاگیر دار تھے اور جن کی اولاد اب جمیس کے علاقے جو بنوں وغیرہ میں باقی رہ گئی ہے سیواڑ والوں کی ہمیشہ تکرار ہوتی رہی لیکن اسد خاں وزیر جو رشوت کھا کر دوست بن گیا تھا ہر موقع پر نرمی سے فیصلہ کر دیتا۔

سم ۱۷۶۳ء مطابق ۱۱۷۱ھ میں عالمگیر دکن سے ہندوستان کو آتا ہوا احمد نگر مقام پر گزر گیا اس کے بعد شاہزادوں میں سے اعظم شاہ بڑے بھائی بہادر شاہ سے لڑ کر مارا گیا۔ بہادر شاہ تخت نشین ہو کر چھوٹے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دکن کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہیوں میں سے بہادر اجیت سنگ کو اس وجہ سے کراٹھ نے عالمگیر کے مرتبہ پر جو دھپور لے لیا تھا اور پھر بادشاہی خالصے میں ہو گیا تھا اور راجہ جوسنگ اس سبب سے کہ شاہزادوں کی لڑائی میں وہ اعظم شاہ کا شریک تھا اور اس کا وطن آئیر ضلع میں آگیا تھا علاقہ مالوہ سے سیواڑ میں بھاگ آئے جہاں انھوں نے بادشاہ کی مخالفت میں اتفاق کیا اس موقع پر اقرار ہوا کہ راسخوڑ کچھو ا ہے بادشاہوں کو بیٹی دینا چھوڑ دیں تو ادھر سے پور والے ان کے ساتھ رشتہ داری جو رانا پر تاب سنگ کے وقت سے چھوٹا گئی ہے پھر بارہی کریں اور دوسرے راجہ ادو دیو کی بیٹی کو جو انھیں بیانیہ سبب رانیوں سے درجہ میں بڑا اور اسکی اولاد کو بغیر لحاظ عمر کے گدھی کا مقدار سمجھیں۔ اس کا نتیجہ خلاف امید نکلا راجہ اجیت سنگ نے اقرار نامے کے بعد لالچ سے فریخ سیر بادشاہ کو بیٹی بیابہ دنی اور سوامی جے سنگ نے مادھو سنگ کو جو ادو دیو والوں کی لڑکی ہے پیدا ہوا تھا محمد دم رکھ کر السیری سنگ کو دلیعیا قرار دیا جس کی بابت لڑائی اختیار کر کے سیواڑ نے اپنے کئی پسٹے لکھو دیئے اور مرڑوں کو آپس کے بگاڑ سے راجپوتانہ میں بخل کا موقع مل گیا۔

سم ۱۶۵ مطابق ۱۶۵۷ء میں بہادر شاہ دوبارہ راجپوتانہ کی طرف آیا۔ کیونکہ
 جے پور اور جو دھپور کو راجپوتوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا جب بادشاہ اجمیر میں آنا تو اس نے
 اودھ پور جو دھپور کی طرف افواج بھیجیں کہ ملک دھال کو پائمال اور اطفال دغیاں کو قید
 کریں سیر حاصل آبادیوں اور زراعت کو خراب کریں جب اس فوج نے کوئچ کیا تو راجپوت
 خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ پکھلیوں کو درمیان میں ڈال کر خان خانان متظم خاں بہادر
 کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کر لیا اس زمانے میں سکھوں نے پنجاب میں تاخت
 تاراج شروع کی تھی اور آٹھ لاکھ نو سو بیس کے عرصے میں دارالخلافہ شاہ جہاں آباد سے
 دو تین منزل تک اور سواد دار السلطنت لاہور میں تمام مشہور قصبہ آباد و معمورے
 سکھوں کی تاخت و تاراج سے مہال اور دیران ہوئے اور ہشتار آدمی مرے اور ایک
 خلعت کو سکھوں نے ہریاد کیا اور بزرگوں کی قبروں اور مزاروں کا نشان نہ چھوڑا سو دو
 سو ہندو مسلمان جو سکھ گرفتار کر کے انکو یک جا بٹھا کر قتل کر کے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے
 بھی الگ ہیں وہ موتی پوجک نہیں ہیں وہ ہندوؤں کے اقداروں کو بھی نہیں مانتے
 اور شرادھ وغیرہ کے بھی قائل نہیں ہیں وہ چوٹی بیٹھو وغیرہ بھی نہیں رکھتے وہ دیدوں
 شاستروں کو بھی نہیں مانتے۔ انکا طریقہ شادی بھی ہندوؤں سے بالکل الگ تھلگ
 ہے انکی قومیت از روئے مذہب بھی بالکل جدا ہے کیونکہ جہاں ہندو بت پرست ہیں
 وہاں سکھ توحید پرست گورو داروں کو جو مورتیوں سے پاک صاف کیا جاتا ہے اس
 سے بھی عیاں ہے کہ سکھ مذہب ہندو نہیں ہیں۔ پس بادشاہ نے سکھوں کا فساد مٹانے
 کی غرض سے راجپوتوں کی بعض شرائط کو جو اس کو پسند نہ تھیں متقاضائے وقت منظور
 کر لیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جے سنگھ و راجہ اجیت سنگھ اور رانا جے اودھ پور کے اور
 دوسرے راجپوتوں کے وکیل سر سوارسی ملازمت کریں اور خلعت ملازمت و خدمت
 اُسی روز پہن کر بادشاہ کے کوچ کے بعد سر انجام سفر کر کے بادشاہ کے پاس پہنچ جائیں
 تمام با نام و نشان راجپوتوں کے پیش چالیس ہزار سواروں کی جمعیت نے محلہ بنائے اور
 اپنے ہاتھوں کو رومال سے باندھ کے سر سوارسی ملازمت کی اور عطا کی خلعت و ہسٹ

فیل سے مستقر اور درخص ہوئے۔ راجپوتوں کا حال ہم نے غازی غار کی تاریخ سے اعلیٰ کیا ہے
 ملادراجستان اور انگریزی تواریخ میں معلوم نہیں کہ کس استاد پر یہ لکھا ہے کہ جس وقت کام
 بخش ہے بہن و رشاہ لڑنے کے لئے جانے لگے تو رانا امر سنگ والی اور سپور نے ایک مخفی عہد
 نامہ کر لیا جسلی شرائط ملادراجستان میں لکھی ہیں۔

اول۔ شاہ جہاں کے زمانے میں جو ریاست چوڑی کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو۔
 دوم۔ گائے کشی ممنوع ہو۔

سوم۔ شاہ جہاں کے زمانے میں جو اضلاع انپاس تھے وہ سب دستور اسکو دئے جائیں
 چارم۔ سادھی اندھی رسوم و عبادت میں وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد میں تھی
 پنجم۔ رانا جس شخص کو برطرن و خراج کرے گا تو بادشاہ اس پر مہربانی نہیں کریگا
 ششم۔ دکن کی خدمت کے لئے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ ذلی جائے۔

رانائے اہم شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل
 سے ان میں کبھی اختلاف نہیں ہوگا۔

مارواڑ کے راجہ اجیت سنگ سے انہیں شرائط پر عہد و پیمان ہوئے گرامداد کے لئے
 فوج دینے کی شرط قائم رہی۔ جے پور کے راجہ سنگ پر بڑی کڑی شرطیں لگائیں۔ اور
 اشکی وجہ تھی کہ اگرچہ اس راجے نے خود مختاری کا دعویٰ نہیں کیا تھا مگر بہادر شاہ کی مخالفت
 میں انھیں شاہ سے موافق ہو گیا تھا چنانچہ اسکی دارالسلطنت میں سپاہیوں کا ایک بڑا گروہ
 متعین کیا اور اسکی امداد ہی فوج کی حکمرانی اس سے متعلق ہوئی جو بادشاہی فوج کے
 ہمراہ لگتی تھی مگر بعد میں جو تاجہ کہ اشکی خاص ریاست میں تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا۔ جبکہ
 یوریش کے زور سے یہ بادشاہی فوج زبدا پر پہنچی تو اجیت سنگ اور جے سنگ دونوں اپنی
 اپنی قومیں لیکر الگ ہو گئے اور اپنا اپنا گھر چلے گئے اور جمادیر شاہ کے منہ این ہو گئے جب
 بہادر شاہ نے کامنیش کا قصد تمام کیا تو اس نے راجہ اجیت کے اتفاق توڑنے کا قصد کیا۔
 راجپوتوں کی ملکیت میں اب تک وہ نہ پہنچا تھا کہ نہ گانا اور نہ یورچہ لگا کر ملکوں نے تیرند
 پر قصد کیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اس کو راجپوتوں کے مستحق نہیں تھے مگر مجوزہ کی تعمیل

نیکیل کی فریاد سنائی۔ بیہبادر شاہ نے اس سبب سے راجپوتوں سے آشتی چاہی۔ مگر راجپوتوں کی فریادیں چاقوں کا کھنکھارنے و مزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونوں اجاڑا۔ یہ ملاقات کے لئے ایک مقام حسین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے شہ پر واقع تھا یہ راجہ اپنی فوجوں سمیت آئے غرض کہ ساری راتوں راجپوتوں کا مسئلہ روپوش نہ ہو سکا۔ یہ صلح سال ۱۱۲۰ ہجری مطابق ۱۷۰۹ء میں ہوئی۔

بیہادر شاہ نے امر سنگ کو رانا کی جگہ مہارانا خطاب بخشا اور پانچ برس کے قریب حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد جہاندار شاہ جو یوڈ سے دوستی رکھتا تھا بادشاہ بنا اور اس وقت سے سلطنت میں دور ہو کر مہاراجا کا زور و اختیار بہت بڑھ گیا۔

سال ۱۱۲۵ء مطابق ۱۷۱۲ء میں مہارانا امر سنگ دوم جو ایک مذہبی شخص تھا بارہ برس راج کر کے مر گیا۔

۴۲۔ مہارانا سنگرام سنگ دوم

سال ۱۱۲۷ء مطابق ۱۷۱۴ء میں اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا اسکے سامنے منہ سلطنت جو قریب قریب بالکل ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی استبر ہوئے لگی اور اطراف ممالک کے رئیس شاہی ملک پر قبضہ جاکر خود مختاری کا دم بھرنے لگے بیہادر شاہ کے چھپے جہاندار نے تخت پر قدم رکھا۔ جسکو فرخ سیر نے سید عبداللہ خاں اور حسین علی خاں سادات بارہ کی مدد سے قتل کیا۔ سیدوں نے فرخ سیر کو بادشاہ بنایا جو سیدوں کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا تھا اور نا ازمودہ کار جو ان تھا۔ سیدوں کی رائے پر چلتا تھا۔ قسمت سے تاج تخت سلطنت مل گیا تھا خاندان تیموریہ کا جو ہر شجاعت تھا وہ اس کے خلاف جبن ذاتی رکھتا تھا۔ صاحب غرض کی سخن کی تہ پر نہ پہنچا تھا آخر کار اپنے رفیق سیدوں کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اس کے شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کو سیدوں نے بادشاہ بنایا۔ تین ماہ دس روز کے بعد اس نے انتقال کیا۔ سیدوں نے اب رفیع الدولہ ملقب بہ شاہ جہاں شاہی تخت سلطنت پر بٹھایا یہ دونوں امور فرماں روائی میں اصلاً اختیار نہیں کرتے تھے بلکہ نصویر کا حکم کہتے تھے کہ تخت پر بطور طلسم کے تعبیه کر دی تھی اور اس کے دور میں

سیدوں کے آدمی منصوب تھے تین مہینہ چند روز یہ بھی سلطنت کر کے گزر گیا جب
رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا تو روشن اختر محمد شاہ کو مینا بادشاہ بنایا اس نے
سودا گت خان برہان الملک اور آصف شاہ نظام الملک وغیرہ کی مدد سے سیتہ دس کو
بتا ہ کیا لیکن وہ خود عیاشی اور کم عقلی سے ملک کو نہ سمجھ سکا اس کے وقت میں بادشاہ
ایرانی سلطنت کو مغلوب کر کے کئی کروڑ روپے کا ہوا اور نقد چھینا اور تخت طاؤس پر لے
گیا اس تخت میں بیٹھ قیمت ہوا ہر دن بیچاس ہزار روپے قال قتی اسی لاکھ روپے کے لئے
تھے اور ایک لاکھ تو اسونا قیمتی چودہ لاکھ روپے کا کام میں آیا تھا یہ تخت سات سال میں
تیار ہوا تھا اور ایک کروڑ روپیہ اس میں صرف پڑا تھا۔

اس بادشاہ کے عہد میں شہنشاہت پر اسے نام نہ گئی برہان الملک نے اوروہ کا
صوبہ دیا لیا۔ جہاں اسکی اولاد میں شجاع الدولہ آصف الدولہ اور واجد علی شاہ وغیرہ تھے
تک حکومت کرے یہ صوبہ آباد کن کے علاقے پر نظام الملک نے خود مختار ریاست قائم
کی جہاں پر اس وقت تک اسکی اولاد قابض علی آتی ہے بنگال بہار۔ روتھلیہ اور
مدراں وغیرہ میں دوسرے کئی صوبہ دار خود سرخواب بن بیٹھے تھے جو شروع انگریزی عہد
میں لڑائیاں کر کے برباد ہو گئے۔ دکن گجرات اور مالوہ وغیرہ میں مرہٹوں نے بڑی قوت پیدا
کر لی تھی۔ جن کے ماتحتوں میں سے بڑوہ۔ گوالیار اور اندور وغیرہ کئی ریاستیں قائم رہ
گئی ہیں۔

آگرے کی طرف بہت سے گائوں راجہ جے سنگھ اور بھرت دالوں نے دبا کر اپنی ریاست
میں شامل کئے اور گجرات کا بہت سا علاقہ راجہ اجیت سنگھ نے مار واڑ میں داخل کیا۔
اس طرح ہندوستان کی شاہنشاہی محمد شاہ کے عہد میں اتر ہوئی لیکن سواڑ اور
وقت بھی مٹا دھیلیاں کے حینال سے فائدہ اٹھالے یہ مہاراجہ صرت پرگٹات پر اور
مانڈل وغیرہ جو بادشاہی طرف سے دن باز خان وغیرہ میواتیوں کو جاگیر میں دیئے
گئے تھے ان لوگوں کو غارت کر کے واپس لئے۔

سن ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۳ھ میں مہارانا سنگھ کی شہس پریس راج کر کے گزر گیا۔

اس نے اپنے بچہ چار بیٹے چھوڑے بڑے کنو جگت سنگھ کو ریاست میواڑ دوسرے ناتھ جی کو جاگیر باگویشیر سے باگہ جی کو کر جالی اور چوتھے ارجن سنگھ کو سیوری ملی اس زمانے کے بعد کسی رئیس کی اولاد نہیں بھلی گئی بیڑھی کے بعد ریاست میں اولاد نہ ہونے کے سبب مہارانا سنگھ کی نسل ہی میں سے حصار راج پور کو اب تک گدھی پر بٹھائے گئے۔

۶۳۔ مہارانا جگت سنگھ دوم

سنہ ۱۶۹۲ء مطابق ۱۷۳۳ء میں اپنے باپ کی گدھی پر بیٹھا۔ اسکے زمانے سے میواڑ میں ہندوؤں کی مداخلت شروع ہوئی اور انھوں نے میواڑ کو بہت ستانا شروع کیا۔ اور رہاسہا مالک بھی کم ہو کر اس میں کوئی پہلا ساطقت کا سامان باقی نہ رہا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف دکھ کر اکثر راجاؤں نے میواڑ کے علاقے میں بڑھ مقام پر دوبارہ مہارانا جگت سنگھ سے عہد کیا کہ اب مغلوں کو کوئی بیڑی نہ دیگا۔ آپ ہم سے رشتہ داری جاری کریں تاکہ سب ملکر راجپوتانے کی خود مختاری پر تیار ہوں۔ اس کارروائی میں پھر کچھ کامیابی نہ ہوئی کیونکہ جے پور اور جوڈپور والے خود کو ادے پور کے برابر سمجھنے لگے تھے جس سے ایک کی ماتحتی پسند نہ ہو کر سب ارادے ناقام رہ گئے۔ وقائع راجپوتانہ میں لکھا ہے کہ جگت سنگھ عشق و عشرت کے سبب سے حکومت کے لائق نہ تھا اور سکے زمانے میں راج کو بہت جلد زوال ہوا اول تو بیچاروں میں عناد ہونے سے سرداران ریاست باہم فساد میں مصروف رہے۔ دوسرے مرتبے روز بروز دست ہوتے جاتے تھے مالوہ و گجرات پر قابض ہو گئے تھے نادر شاہ کی معاونت کے بعد محمد شاہ بادر شاہ دہلی نے ادنگو تھے یعنی آمدنی ملک کی چارم دیدی تھی اور انھوں نے ماتحت سمجھ کر راجپوتانے کی ریاستوں سے وصول کی چنانچہ ملازمین میں باجوہ راجہ پیشوا اور مہارانا کے درمیان عہد نامہ ہوا اسکے بموجب ایک لاکھ سٹاکھ ہزار روپیہ سالانہ خراج میواڑ سے پیشوا کو ادا ہونا قرار پایا۔

مہاراجہ سواہی جے سنگھ والی جے پور نے مہارانا سنگھ کی بہن سے اس شرط پر شادی کی تھی کہ او دیو پور کی لڑکی سے جو بیٹا پیدا ہو دیگر راجپوتوں کی دلاؤ کلاں سے بھی خاں مستصو بہ کر سند نشین ہو۔ اسی سوال میں ہر ادب سے فی شرطہ کو راجپوت سپر کلان بشیر نے

کی شادی رادت سلومر کی دختر کے ساتھ کی کہ سلومر کارادت اور دیوپور کے بھائی بیٹوں
 میں سب سے زیادہ زبردست اور راج کی فوج کا موروثی سپہ سالار تھا۔ ۱۶۴۳ء
 میں مہاراجہ موامی جے سنگھ کے انتقال پر اسکا بڑا بیٹا ایشری سنگھ سنہشتیں ہوا۔ اور
 مادھو سنگھ جو ادیوپور کے مہارانا کا بھائی تھا محروم رہا۔ اس پر مہارانا جلگت سنگھ نے اپنے
 رشتہ دار کا حق اقرار نامے کے موافق دلانے کے لئے لڑائی کی اور ایشری سنگھ نے سینہ سپا
 سے استعانت چاہی۔ ۱۶۴۷ء میں لڑائی ہوئی جس میں بوجہ سازش رادت سلومر اور عدم
 تسبیہی اپنی فوج کے مہارانا نے شکست پائی جسکا غومض لینے کو مہارانا نے مدد کے لئے
 چوتھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دینا منظور کر کے ہلکر کو بلایا ایشری سنگھ نے بہتک عزت کے
 نئے خیال سے زہر کھا کر جان دی اور مادھو سنگھ کے راج پانے کی خاطر چوتھ لاکھ روپے
 کا خسارہ مہارانا نے پایا۔ اور غومض اس روپے کے اپنا ایک پرگنہ نامپورہ ہلکر کو حوالے کیا۔
 اس طرح سرٹوں کی دست اندازی نے روز بروز زیادہ ہو کر میوا کو پریشان کر دیا اور راجپوت
 میں ایسی نا اتفاقی اور بے اعتباری پیدا ہوئی کہ ہر معاملے کے تقبیضے کے لئے ہلکر اور سینہ
 کو بلانے لگے۔

اسکے بعد سمیتہ سلطان علی گڑھ میں مہارانا جلگت سنگھ آٹھاب برس کے قریب
 راج کر کے گئے۔

اس مہارانا نے پچیس لاکھ روپیہ چھوٹا تالاب کی درستی پر صرف کر کے تالاب کے اندر
 ٹیکری پر دو سرائے محل ٹکھنواں نام تعمیر کرایا جواب تک موجود ہو

۶۴۴۔ مہارانا پر تالاب سنگھ دوم

سمیتہ سلطان علی گڑھ میں سنہشتیں ہو کر تیس برس فوت ہو گیا۔ اسکے
 وقت میں سرٹوں نے جو مالوہ اور گجرات میں پھیل گئے تھے میوا پر حملہ کر کے کئی بار روپیہ
 وصول کیا۔

اول سیوا جی دوم جنگجوئی اخیر میں رگنا تھا اور ایک دوسرے کے بعد حملہ آور
 ہوئے تھے۔

۶۵۔ مہارانا راج سنگھ دوم

سمت ۱۸۱۴ء مطابق ۱۲۵۹ھ میں راج پاکر صاف برس تک تکلیف و وقت سے اپنا وقت پورا کرنا رہا۔ اس کے عہد حکومت میں مرہٹوں کے حملوں اور اسیے فوج خرچ کی زیر کاری سے ریاست ایسی مفلس اور نادار ہو گئی کہ بیس مار واٹر کی بیٹی کے ساتھ شادی کر کے واسطے ایک بہن کے جو خزان پر مامور تھا روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہوئی۔ اور اس کے بیٹے کو ان کا دل لگنے پر اس کا چچا اسی ریاست کا مالک مانا گیا۔

۶۶۔ مہارانا اراسی سوم

سمت ۱۸۱۶ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں گدی پر بیٹھا اس کے وقت میں ایسے جھگڑے پیش آئے کہ یہاں میں سے کئی پرگنے نکل کر سینہ دھیا ہلکرا اور راتھوڑوں کے قبضے میں چلے گئے جو اب تک واپس نہیں مل سکے۔ ڈونگر پور اور بانسوارہ کے رئیسوں نے نڈر اور تحفے دینا موقوف کر دیا جو رانا امر سنگھ دوسرے کے عہد سے جاری ہوا تھا۔ ایک رخ کہتا ہے کہ یہ مہارانا ایسا تند مزاج تھا اور سرداروں کے ساتھ ایسی سختی اور بے دردی سے پیش آتا تھا کہ اس کی بدکرداری سے ریاست پر بڑی مصیبت نازل ہوئی۔ یہاں تک کہ سلونمبر بجولہ۔ آمیت اور بدور کے سویا قی سب سردار ایک رتن سنگھ دھویدار کے ساتھ باغی بن گئے جو مہارانا راج سنگھ کا بیٹا کہلا کر راج لینا چاہتا تھا۔ یہ راج سنگھ کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا۔ باغیوں نے روپیہ کالا لچ و کچرہ مادھوراؤ سینہ دھیا کو اپنی مدد پر بلایا۔ سمت ۱۸۲۵ء مطابق ۱۲۷۹ھ میں لڑائی ہوئی پر مہارانا کی فوج نے سینہ دھیا اور دوسرے باغیوں کو میدان جنگ سے مار کر اچھین پر ہٹا دیا لیکن مرہٹوں کی تازہ مدد آ جانے سے میواڑ والوں نے شکست پائی۔ سلونمبر اور پھاڑ سنگھ اور شاہ پورہ راجہ امید سنگھ مقابلے میں مارے گئے۔ ونہیڑے کا راجہ رائے سنگھ زخمی ہوا اور ظالم سنگھ جھالا (جو کوٹ سے نکالے جانے کے بعد یہاں آکر ٹوکر ہو گیا تھا اور جس کے پوتے مدن سنگھ کو سرکار انگریزی کی مدد سے کوٹ کا تہائی علاقہ مل کر ریاست جھالراپاٹن کی بنیاد پڑی) اس لڑائی میں مرہٹوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ باغیوں نے سینہ دھیا کو لاکر اودیپور کا محاصرہ کر لیا۔ اس موقع پر ایک شخص امرجنہ کا مدار سے

ایک گھائی پر مقابلے کی نظر سے بڑی توپ پڑھا کر سندھی سپاہیوں کو جو اچوت جاگیر داروں کی بغاوت کے سبب نوکر کہتے گئے تھے لڑائی پر برا بیچھڑ گیا سندھیوں کے جوش سے سینہ سپا دیکر صلح پر راضی ہو گیا اور شہد کے ہزاروں آدمیوں کی آبر و بچی ۱۰۰۰۰۰ غیر خواہی میں سندھیوں کو جاگیر کے علاوہ ان کے انیس اعشاریہ اداں سب کو ان سرداروں کی برابر ورجہ دیا گیا جو بہارانا کے سامنے بیٹھے ہیں۔ سینہ سپا کو چونکہ نادر واپس کے قریب فوج خرچ دینا ٹھہرا تو اس میں سے تینتیس لاکھ روپیہ دہلی اور سامان وغیرہ بھجوا کر نقد دیا گیا اور باقی روپے کے عوض بیچ۔ یہ دو سو روپے اور چھ سو روپے برائے رہن کے لئے جو کئی بار کوشش کرنے پر اب تک واپس نہیں مل سکے۔ سرحدوں کے دوسرے انہر ہلکے بھی جو خود مختار ہو بیٹھے تھے ان میں تیواؤں والوں کو لوٹ مار کی دھمکی دیکر کہنے لگا ہوا لے لیا۔ جو کچھ اس سے کے بعد آئے ماتحت افسر نواب امیر خان کی جاگیر میں شمار ہو کر رہا۔ انگریزی کی منظوری سے ریاست دکن کے متعلق کرویا گیا۔ تیسرے علاقہ کوڈوا اور میواڑ کی مغربی شمال طرف اداہلی پہاڑ کے نیچے پھیلا ہوا ہے باغیوں کے قبضے میں آجائے کے اندیشے سے تین ہزار سواروں کی مدد حاضر کہنے کے اقرار پر جو دھپور کے بہاراجہ جو سنگھ کو حفاظت کے لئے دیا گیا تھا۔ وہ بھی باوجود اقرار پر عمل نہ کر سکے واپس نہیں ملا۔

سمت ۱۸۲۹ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں بہارانا اسی ایک سرحدی فیصلے کے ارادے سے راؤ راجہ بوندی کی درخواست پر میواڑ کے مشرقی علاقے میں شکار کھیلنے گیا جہاں بوندی کے ولی عہد نے تندخوی و ظلم کی پاداش میں جیسا کہ وقائع راجپوتانہ میں ہے انھیں سرداروں اور سپور کی ملاوٹ سے جو بہارانا کے جانی دشمن بن گئے تھے۔ بہارانا کی جیانی میں برہمچا نا کر اس کا کام تمام کیا۔ سردار درہن سے کسی قدر ٹوک مارے گئے اور اکثر کم ہمتی کے ساتھ چلے آئے۔ غرض اپنے پرکھ لوجہ نہ کی۔ اس بہارانا کے عہد میں ہمیشہ ملکی اور خانگی فساد رہے۔ یہ علاقہ تباہ ہوا۔

۶۷۔ بہارانا، امیر سندھ دوم

اپنے والد کے دست بجاتے کے بعد سمت ۱۸۲۹ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں سندھ نشین ہوا بقول

د قلع راجپوتانہ بھی ایسا ہی بد نصیب ہوا اسکے عہد میں میواڑ کی تباہی کمال کو پہنچی۔ کل سرزمین مرکز نواب ریونی ہوئی اور ہر ایک خفیہ حملہ آور شور و شکر کرنے لگا مفسدہ اور حملہ آوری اتنا اثر پہنچی رہی اور اگرچہ دلوں ان مرحلہ کی کوشش سے اسکی حیات میں فساد و کاختوڑا بہت اٹھ رہا تھا مگر اسکے انتقال پر بد نظمی انتہا کو پہنچی اور زوال رسیدہ ریاست میں سے سناٹا انتشار اور بھی بجالے رہے۔ امرچند کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اگرچہ سالہا سال میواڑ کا اصلی مالک وہی رہا مگر وقت و فاق اسکی پختہ دھن کے واسطے بھی روپیہ پستیر نہ آیا۔

مہارانا کی لم عمری کے سبب اسکی والدہ ریاست کے اکثر کاروبار سنبھالتی رہی لیکن امرچند کا بار کے زیادہ اختیارات سے مہارانی کو ناراضگی رہی۔ اور وہ آخر بے قدری کے ساتھ مہر گیا جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ کفن کو بھی روپیہ پاس نہ نکلا۔ ۱۸۳۱ء مطابق ۱۲۵۷ھ میں عام سرکشی کے ساتھ جاگیردار بیگوں نے بغاوت کر کے بہت سے گاؤں خاصو میں سے دہائے۔ رانا ہمیر کی والدہ نے باوجود تکیہ سلف کے حالات سے کامل تحریر پا چکی تھی اس پر مطلق حینال نہ کر کے بیگوں کی سرکوبی کے واسطے سیندھیا سے مدد طلب کی۔ جس نے دبا سے ہوئے گاؤں واپس دلا کر بارہ لاکھ روپیہ باغی سردار سے چرانے کے طور پر وصول کیا اور خالصہ سے فوج خرچ میں چھ لاکھ سالانہ آمدنی کے پر گئے رتن گر تھے۔ سنگولی اور نہ کھپٹری اسپتہ قبضے میں کر لئے اور ادینا اور پچو اور جو تھے اور ندومی ہلکر کو دیدے۔ اس طرح کئی بار جو علاقہ میواڑ سے نکل کر غیروں کے قبضے میں گیا اسکی سالانہ آمدنی اٹھائیس لاکھ روپیہ کی تھی اور اس وقت تک سرگٹوں نے میواڑ سے ایک کروڑ کیا سی لاکھ روپیہ نقد لیا تھا۔

یہ سب خانگی فساد اور مرگٹوں کے دخل کا طفیل ہے بادشاہی فوج کے مقابلے پر تمام سردار ریاست کے شہر ایک حال رہتے تھے اور صلح ہو جانے پر کھویا ہوا ملک بھی واپس مل جاتا تھا۔ اس وقت میں بقول کرنل ٹاؤنسر داروں نے بغاوتی سے فوج اٹھا کر خود غیروں کو بلایا اور ہر معاملے میں اپنا سر تیج بنایا۔ مرگٹوں نے اپنی غارتگری کی عادت کے

موافق رعایا کو ستایا اور جہاں تک ہو سکے بغیر اسے کا ملک دیا یا اس استبری کی حالت میں
مہارانا ہیر سنگھ نے نام کے لئے چھو برس حکومت کر کے سترہ برس کی عمر میں انتقال
کیا اور اپنی چھوٹے بیٹے جی بیہم سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۶۸۔ مہارانا جی بیہم سنگھ دوم

سہ ۱۸۳۳ء مطابق سن ۱۸۰۷ء میں جبکہ اسکی نو برس کی عمر تھی گدی پر بیٹھا۔ اسکی پیر
سال عہد میں بڑے تغیرات اور فرمایاں پیش آئیں۔ سرداروں کے بھڑاؤ اور سرحدوں
کی لوٹ مار کے سوا ایک سنی چاہت پنڈاروں کی پیدا ہوئی۔ اور ہندوستان کی سلطنت
سنوں کی تباہی کے بعد ایک نئی فرنگستانی قوم یعنی انگریزوں کے قبضے میں آنے سے
کچھ امن کی صورت ظاہر ہوئی۔

سہ ۱۸۳۴ء مطابق سن ۱۸۰۸ء میں مرہٹوں کو پریشان پاکر میواڑ کے عام راجپوتوں نے ریا
کی غیر خواہی پر کمزورتیا باندھی جاؤ وغیرہ مقامات سے مرہٹوں کو نکال دیا اور سردار بیگوں
نے بھی انکے تخت سے اپنا علاوہ خلاص کیا لیکن جب راجپوتوں کی بھیڑ بیچ کے فریب
ہر گیا کھال ندی پر پڑھی تو ملک کی فوج جو اہلیہ بانی کے حکم میں تھی سینہ دھیا سے ملکر راجپوتوں
کے مقابل ہوئی مہارانا کی فوج پر سخت حملہ ہوا اور اسے شکست پائی۔ بہت سے راجپوت
قید و قتل ہوئے اور واپس لے ہوئے مقامات ہاتھ سے جاتے رہے۔ چونکہ اوت
لوگ اپنی سرکشی کے سبب اس لڑائی میں شریک نہ تھے ان میں اور سکناؤ لوگ ہیں جو
فساد ہوتا رہا اس سے ملک اور بھی تباہ ہوا۔ رعایا اور سوداگروں نے امن نہ رہنے کے
سبب اپنے کام چھوڑ دیے مہارانا کو کسی کی حمایت کی طاقت نہ ہونے کے سبب دوسروں
سے مدد مانگنی پڑی۔ چونکہ اوتوں کی بغاوت کا زور توڑنے کے لئے مہارانا نے ظالم سنگھ
بھالاکا کی صلاح سے جو سکناؤ لوگ کی موافقت کے سبب میواڑ میں آیا تھا سینہ دھیا کو مدد
پر بلایا وہ غشی کے ساتھ حاضر ہو گیا چوتھے اور پور تک تمام مدہ علاقہ جو چونکہ اوتوں یعنی
سلوئیر والوں وغیرہ نے دبا کر اکثر اٹس میں سے سندھی سپاہیوں کو جاگیر میں دیدیا تھا
مرہٹوں کی مدد سے واپس لیا گیا لیکن سلوئیر کے رادت بیہم سنگھ نے سینہ دھیا سے ملکر

اپنے دشمن ظالم سنگ کو میواڑ سے نکال دیا۔ اس طرح تھوڑے دن میں وہ کچھ لاکھ پر
 تباہی آئی کیونکہ مرہٹے روپے کے لالچی اور لوٹ مار کے عادی تھے جدھر ملے بھاری پایا
 اُدھر ہی بھٹک گئے کبھی چوڑا دوتوں کا صدر مقام سلونپر دیا لیا۔ کوڑا بڑھپن لیا اور کبھی جھینڈ
 کے سکتا دوتوں سے کئی لاکھ جرمانہ وصول کیا لٹیروں کے زور سے امیر و غریب تمام لوگوں
 میں مفلسی پھیل گئی اخیر میں مہارانا اودیپور سے گریہ راجگان ہنود کے افلاس و بیکسی کی
 یہ نوبت پہنچی کہ ظالم سنگہ تنظیم کوٹھ دس ہزار روپیہ ماہوار دیتا تھا تب دفع الوقتی ہوتی تھی
 اس ذلت پر خود اسی کے سردار و جاگیردار طعن و تشنیع کرتے تھے اُن میں سے جو زیادہ ذہین
 تھے اپنے اپنے قلعوں کو چلے گئے اور اپنی جاگیروں کی حفاظت میں مصروف ہوئے۔ جیسا
 کہ دقلعہ راجپوتانہ میں مذکور ہے۔ اتفاق سے سیندھیا اور ملہر میں جو مرہٹوں کے ہاتھ
 پاؤں سے لڑائی ہو گئی۔ ملہر شکست کھا کر رعایا کی بدستہی سے میواڑ میں آیا اسے جلدی
 کے سبب اودے پور میں پہنچا تو نصیب نہ ہوا لیکن اس نے ناتھ دوارے کے مقام پر
 پجاریوں سے پچاس ہزار روپے لئے گوسوامی ناتھ دوارے سے بھاگ گیا تھا دوسری
 پجاریوں سے یہ روپیہ وصول کیا اور کانگڑولی سے پچیس ہزار روپے لئے جیسا کہ فارسی
 زبان کے امیر نامہ مولفہ بسا دل لال متخلص بہ شادوں سے ثابت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
 تین لاکھ روپیہ ناتھ دوارے کے پجاریوں وغیرہ سے اس جیلے کے ساتھ کرکشن دپڑنا
 کی کم فوجی سے بھگت ملی سے ڈنڈ کے طور وصول کر لیا۔ مقام کوٹھار یہ کاچوہان جاگیردار
 شری کرشن کی موت کو لوٹ مار کے اندیشے سے اودے پور پہنچ کر واپس جاتا ہوا ملہر کے اودیپور
 کے مقابلے پر مارا گیا۔ بلکہ بنٹیرہ اور شاہ پور سے روپیہ لیتا ہوا اجیر پہنچا۔ جہاں اوس نے
 ناتھ دوارے سے وصول کیا ہوا سامان حضرت خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی درگاہ میں
 نذر کر دیا۔ اسکے بعد سیندھیا نے اودیپور کے پاس ٹوہرہ آجایا۔ مہارانا کا خانی اسباب
 زلیہ پر کوا کرتین لاکھ روپیہ نقد لیا اور سردار و رعایا سے مال و سامان جو کچھ ہوسکا وصول کیا
 جب سیندھیا اپنا مطلب نکال کر علیحدہ ہوا تو ملہر بھی دوبارہ میواڑ میں آیا۔ جھینڈ کو تباہ کر کے
 دو لاکھ روپیہ جرمانہ اور بدلاؤ دلا وہ سے کچھ کم نیکہ ریاست سے چالیس لاکھ کا مطالبہ کیا جس

میں سے محل اور شہر والوں کو زیور بیچ کر بارہ لاکھ روپیہ نقد حوالے کیا لیا اور باقی کے لئے ضمانت دیکر مالالایکبار ایناجی دذیر سینہ دھیا نے ملک میواڑ کو ترہوں میں بانٹ لینے کی صلاح دی لیکن ہلکے اس بات پر رضا مند نہ ہوا کہ ایک قہیم اور شریف خاندان کا بکاڑا جسکی شرافت میں ہونے کو ترہوں نے فخر جاننا ہرگز مناسب نہیں ہے۔

اسکے بعد سینہ دھیا اور ہلکے نے اتفاق کر کے انگریزوں سے معاہدہ کیا اور شکست پانے سے انکار کر رکھا۔ امید تھی کہ اسکے بعد اودیپور کے حق میں کچھ بہتری ہو کر لارڈ کراؤس کی تدبیر عدم مداخلت سے اودیپور اور راجپوتانہ کی دیگر ریاستیں بدستور رہیں گی۔ ہلکے امیر خاں اور پنڈاروں کی جولا گاہ ماضی و تارخ میں۔

مہارانا کی دختر کشن کمار کی نسبت کا ہونا واقعہ جس نے

راجپوتانے پر آفت برپا کر دی

مہارانا کی دختر کشن کمار سن میں شہزادہ بھی مہاراجہ جیم سنگھ والی جو دھپور اس پر عاشق ہوا اور اسکے ساتھ اسکی نسبت بھی ہو گئی مگر سنگھ نے مہاراجہ جیم سنگھ مر گیا اور بجائے اسکے مان سنگھ جو دھپور کا مالک ہوا۔ مثل ریاست کے اس نے کشن کمار کے ازدواج میں بھی دراشت کا دعویٰ کیا اور اسکی سوال و جواب جاری تھے اور مہارانا نے مان سنگھ کے ساتھ نسبت کو منظور کر لیا تھا کہ اسی عرصے میں لکھنؤ کے جاگیردار کشور سنگھ کو مان سنگھ نے نکال دیا یا شخص مہارانا سے رشتہ داری رکھتا تھا اور لکھنؤ کے زمانے میں مقام مذکور کو مہارانا کے بزرگوں نے علاقہ اودیپور میں سے علیحدہ کر کے بطور جہیز کے کشور سنگھ کے بزرگوں کو دیا تھا۔ مان سنگھ اور کشور سنگھ میں نزاع پیدا ہوئی تھی اسلئے اس نے کشور سنگھ کو اس جگہ سے نکال دیا۔ مہارانا جیم سنگھ مان سنگھ سے بہت آزدہ ہوا اور اپنی بیٹی کی نسبت کی بات جت مہاراجہ جیت سنگھ والی جو دھپور سے شروع کر دی اور بیان کیا کہ مان سنگھ کے ساتھ جولو رشتہ داری منظور نہیں ہے۔

کو بھیج کر گھائے کا انتظام کرنا کہ حریف داخل نہ حاصل کر لے مہارانا نے اس لڑکی کی تصویر بھی بھیجی تھی جلیت سنگھ اس لڑکی کے حسن و جمال اور تناسب اعضا کی تعریف لوگوں ہی سن رہا تھا تصویر دیکھ کر ادھر بھی والدہ شدید اہو گیا۔ اور اپنے واروغہ خوشحال سنگھ کو اس کام کے انتظام کے لئے تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ بھیجا۔ جس نے گھائے کا بندوبست کر لیا جب مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے دولت راہنہ سینہ دیا جو اس زمانے میں اودھے پور کے علاقے میں مقیم تھا اس ماجرے سے اطلاع دی۔ اور بدو جا ہی چنانچہ سینہ دیا نے اودھے پور کو کوچ کیا اور خوشحال سنگھ واروغہ کو یہاں سے نکال دیا اور گھائے کو بے پور والوں کی ہاتھ سے خالی کر لیا۔ جلیت سنگھ اس لڑکی کی موافقت کا دل سے خواہاں تھا اس نے اس ارادے سے دست برداری نہ کی اور اپنے مصاحب رتن لال کو دوبارہ ایک جماعت کے ساتھ سینہ دیا کی روانگی کے بعد اودھے پور گیا۔ مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو اس نے پلوکرن علاقہ جو دھپور کے ایک سردار سوامی سنگھ کو جو اس کا رشتہ دار تھا طلب کر کے اس امر میں مشورہ کیا سوامی سنگھ درپردہ مان سنگھ سے عناد رکھتا تھا اور اس کی بربادی کے لیے تھا اس نے خیال کیا کہ مان سنگھ کو بھڑکا کر لڑا دیا جائے تو اپنی امید بر آئے اس لئے پہلا دمی کہ ایسے معاملات میں ریسوں کو جنگ کر کے عزت و ناموس کی حفاظت کرنا چاہیے کو نگہ نہایت بدنامی کی بات ہے کہ ایک ریاست کی منگیت دوسری ریاست میں چلی جائے اور اس کو اتنا آمادہ کیا اور اپنی رفاقت اور مدد کا بھروسہ دلایا کہ وہ لشکر کشی پر تیار ہو گیا اور لشکر کے ساتھ تیزی سے کوچ کر کے پاس کوس چل کر لشکر کے پاس مقام کیا اور اپنے بخشی اندراج کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ وہ اپنے پور کے آدمیوں کو روکے۔ چنانچہ بخشی مذکورہ سپہ سالار کے پور کو آدمیوں سے متعزین ہوا اور کہا کہ اودھے پور کا ارادہ ترک کر کے بے پور کو لوٹ جاؤ اسی میں بہتری ہے ورنہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو جاؤ بے پور والوں میں رائے رتن لال دانا آدمی تھا اس نے یہاں لڑنا مناسب نہ جانا اور اپنی جمعیت کو لے کر بے پور کو آگیا چلا گیا اور آپ واسطے مداخلت ہو کر کے کہو نواب امیر خاں کے اتفاق سے مالپورہ علاقہ بے پور میں پہنچ گیا تھا اور اپنی فوج کو ہر آمادہ کے مقام پر جو وہاں سے ایک منزل ہے چھوڑ کر آپ جریدہ ہزار دو ہزار سواروں

کے ساتھ اپنے متعلقین کو جو دھپور سے بلالہ کے ارادے سے جس دہاں لاہور جاتے
وقت چھوڑ گیا تھا لشکر میں آیا۔ بلکر نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کر کے اپنے اہل و عیال
کو جو دھپور سے بلالیا اس عرصے میں رائے رتن لال شاہ پورے سے وہاں پہنچ گیا۔ اور
بلکر اور مان سنگھ سے ملا اور اس نے یہ مناسب سمجھا کہ دونوں ریاستوں کا معاملہ اختیار کے
ذریعہ سے فیصلہ ہونے سے بہتر ہے کہ باہمی سمجھوتہ ہو جائے چنانچہ مان سنگھ سے تحریر کیے بغیر
کی اور یہ بات قرار پائی کہ ادوے پور کی منگنی سے ملاقاتیں راجے دست بردار ہو جائیں اور
راجہ مان سنگھ کی بیٹی زوجت سنگھ سے منسوب ہو اور راجہ جلیت سنگھ کی ہمیشہ وہاں سنگھ سے
منسوب ہو جائے اس عرصے میں نواب امیر خاں بے پور پہنچ گیا تھا اور وہاں کے معاملے
کے سوال و جواب درست کر کے اور اپنی سپاہ کو وہاں چھوڑ کر جب بدھ ہزار سوار کے ساتھ
خوبشکر کی طرف چلا اور جلد یہاں پہنچ گیا اور بلکر سے ملاقات کی۔ مان سنگھ وہاں مقیم تھا اور اس
نے نواب امیر خاں کی آمد کا حال سن کر اسد علی کو نواب سے میری ملاقات کرا دی جائے
بلکر نے مان سنگھ کا اشیانہ ملاقات نواب امیر خاں سے بیان کیا نواب نے کہا کہ اگر مان سنگھ
میرا استقبال کر کے تو یہ کاکوئی دقیقہ بانی نہ رکھے تو مصالحت نہیں ورنہ تمھاری ملاقات کی
مذبح منظور نہیں کہ ملاقات کے وقت آدمیوں کے جوہم کے سبب سے کچھ ہی بھی تمھارے سر
سے گر گئی تھی اور تعظیم کے مراسم جیسی طرح ادا نہ ہوئے بلکر نے خیال کیا کہ اگر ملاقات امیر خاں
کی مان سنگھ سے بچھ سے بچھ کر تعظیم و توقیر کے ساتھ ہوئی تو اس میں میرا ہتھکڑے اس کے
دونوں کا مناد و سگووار نہ ہو اور حکمت عملی کے ساتھ مان سنگھ سے تو یہ کہہ کر نواب امیر خاں
کی سپاہ کو تنخواہ وصول نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اس میں جھگڑا رہتا ہے اور چٹان لوگ
کسی کے ٹکڑے کے تابع رہتے نہیں مبادا ملاقات کے وقت کوئی ایسا جھگڑا کھڑا ہو جائے جس
کا دفع کرنا دشوار ہو۔ اس وجہ سے بالفعل ملاقات ضرور نہیں آگے کو دیکھا جائے گا۔ جبکہ
یہ بات بات ہوتا ہوں اور دیکھ میں اور امیر خاں میں مغائرت نہیں تو امیر خاں کے نہ ملنے
میں کوئی مصالحت نہیں۔ اور امیر خاں سے یہ بات بنائی کہ مان سنگھ کو تمھاری اسد علی کے
مواثق منظور نہیں امیر خاں نے کہا کہ میں فضل الہی سے سلطنت کا ارادہ رکھتا ہوں پس جس

طرح میں چاہتا ہوں اسی طرح تلوار کے زور سے ملاقات کرونگا۔ ہلکے لئے رائے رتن لال
 سے معاملہ بظاہر دس لاکھ روپے پر تفصیل کیا اور راجہ مان سنگھ کی اعانت نہ کرنے پر درپردہ
 دس لاکھ نذرانہ مقرر کر کے کہا کہ جب میں ضلع جے پور سے نکل کر کوٹے جاؤنگا۔ نذرانہ نہ لگا۔ اور
 نواب امیر خاں سے کہا کہ تم روپیہ وصول کرنے کو جے پور کو جاؤ۔ امیر خاں نے آکر جے پور کے
 قریب ٹھہر گیا۔ مصاحبان راج بہرہ یاب ملاقات ہوئے اپنے آپ سے ملنے کے پیغام دئے۔
 امیر خاں نے کہا کہ اگر استقبال تنظیم اچھی طرح کریں تو مضائقہ نہیں جگت سنگھ نے پہلے کچھ عذر و انکار
 کیا۔ آخر راضی ہو اگھاٹ دروازے تک استقبال کر کے کمال تنظیم نواب سے ملا۔ نواب نے
 چند روز قیام کر کے نشان دہی زر کی جنگی کی اور پرگنہ ٹونک دولاکھ کے عوض ایک سال کو
 سپرد کار پروازان جے پور کیا اور روپیہ وصول کرنے کے لئے رائے ہمت رائے کو چھوڑا۔ پھر
 جے پور سے نواب بشکر آ یا اور ہلکے کو ماجہ اسے معاملہ سن کر اچھیر چلا گیا چند روز کے بعد متعلقوں کو
 شیر گڑھ پہنچانے کے لئے ہلکے سے رخصت لینے گیا اور صلاخان ہلکے سے کہا کہ بعد وصول معاملہ جیو
 کھاٹے راؤ کو سپاہ سے چھڑ کر مان سنگھ کے شامل حال رہو اس نے وقت راہی لاہور لکھنؤ
 سے اندیشہ نہ کیا تھا اسے متعلقوں کو پناہ دی ہلکے بشرط ترک معاہدہ نہت مان سنگھ رتن لال سے
 نذرانہ مقرر کر چکا تھا گھبراہٹا اقبال اور صلاح سے پہلو ہتی کر کے بولاسپاہ کے ہاتھوں تنگ
 ہوں میرا ایک دن یہاں ٹھہرنا دشوار ہے نواب امیر خاں نے بہت سمجھا ہلکے نے نہ مانا
 آخر ہلکے نے رتن لال سے معاملے کے دس لاکھ کی نشان دہی لیکر نذرانے کے دس لاکھ
 وصول کر نیکو کو چ کر کے کاغذم کیا کھاٹے راؤ کو چھڑانے کے لئے سپاہ کے سوا جب دینی
 میں مصروف ہوا۔ لاکھ روپے دیکر امیر خاں کو رخصت کیا۔ مان سنگھ اپنے پانسو سوار پاسہ
 ہلکے اسکے پاس چھوڑ کر مٹا دیا اہل فوج سے امن میں رہی بشکر سے جو دھوڑ چلا گیا۔ ہلکے
 مع سواران مذکور ہمارے آیا نہر معاملہ جے پور اہل لشکر کو دیکر کھاٹے راؤ کو چھڑا لیا۔
 کار پروازان جے پور نے جو دیکھا کہ مان سنگھ کے سوار ہلکے کے ساتھ میں غلط فہمی سے سمجھے
 کہ ہلکے راؤ سے پورجا تا ہے تاکہ مہارانا کی بیٹی کو بزور لیکر سواروں کے ساتھ مان سنگھ کے
 پاس بھیج دے اسلئے بدظن ہو کر میر محمد خیدر آیا دی۔ واحد خاں۔ شیخ خدائش

میر صدر الدین سازگپوری میر مردان علی۔ نواب جہان خان وغیرہ سرداران فوج
 ہلکے کو کہ وقت مصالحت ہلکے وانگریزان آزر و جان ہونے تھے اور انہی کو واجب پاکر ہلکے
 سے جدا ہو چکے تھے کارپردازان بے پور نے اپنا شریک حال کر لیا اور ہر سوای سنگہ
 رئیس پوکران اور صورت سنگہ رئیس بیکانیر موقع پاکر فرط عداوت سے مان سنگہ کے درپے
 ہوئے بولے مصالحت میں مسادات ہوگی اس میں بھاری کسر شان ہے منسوب کا
 چھوڑ دینا راجپوتوں کی مرجات کے خلاف ہے آخراں دونوں نے لکھا کہ مان سنگہ کا بھتیجا
 دھونکل سنگہ سے موافق ہے اسے مسند نشین اور مان سنگہ کو معزول کریں۔
 اب جلالت سنگہ نے جو دھپور پر لشکر کشی کا ارادہ کیا نواب رائے اور محمد غفور خاں
 کو باستدعائے معاہدہ نواب امیر خاں کے پاس بھیجا دھپور شیوپوری میں آکر نواب
 سے ملے۔ نواب نے ان سے مقدمہ معاہدہ تفصیل کر کے جلالت سنگہ سے ورستی کر لینے
 کے لئے بحث رائے کو ان کے ہمراہ کر دیا محمد نواب امیر خاں وہاں سے کوچ کر کے متعلقان شیرگڑھ
 کیا لرح مانا ظالم سنگہ سے ملا ڈیڑھ مہینہ وہاں رہا نواب نے متعلقوں کو شیرگڑھ میں چھوڑ کر
 کوچ کیا کوٹے سے ایک کوس دس ہخیمہ زن ہوا اس مقام میں چنا بھاو سردار علاقہ ہلکے نواب
 امیر خاں سے بمبالغہ سماجت اعانت خواہ مان سنگہ ہو اجیت مل منشی راجہ مذکور بھی آیا اور کہا کہ
 اگر آپ جلالت سنگہ کی کمک سے پہلو ہتی کر کے مان سنگہ کی مدد کریں تو بہت سبقتہ روپیہ اور
 کئی لاکھ کانٹاک آپ کو نذرانہ دیگا جواب دیا کہ میں وکلائے جلالت سنگہ سے اقرار مدد کر چکا ہوں
 نقص عہد نہ کر دگا وکیل جو دھپور مایوس ہوئے ہلکے نے بھی سمجھا یا مگر امیر خاں نے نہ مانا۔
 رائے چند دیوان راج بے پور نے جلالت سنگہ کو بانسوں و افسانہ فریفتہ کر کے شادی کیلئے او دھپور
 چلنے اور مان سنگہ کو مغلوب کرنے پر آمادہ کر لیا یہ سوچ کر کہ جلالت سنگہ ابھی طفل ناخبر بہ کار ہی اسکے
 ہاں مجھے ہر طرح کا اختیار ہے مان سنگہ کے عزل اور دھونکل سنگہ کو سال کے نصب سے
 جس حال میں کہ رئیس بیکانیر و پوکران مجھ سے موافق ہیں اس ریاست میں بھی میرا
 اقتدار ہو جائے گا او دھپور میں جلالت سنگہ کی شادی ہو جائے سے میوا کا بھی مختار ہو جاؤں گا
 چنا بھاو راج بے پور نے بالمشکر عظیم یوزم جو دھپور منصفیت کی فوج خاص و سرداران علاقہ دھپور

و سوا سی سنگہ و صورت سنگہ دبالا را و سردار سینہ صیاد سواران حیدر آبادی ہر ای ہلکری اور
 فوج لواب امیر خاں سب تین لاکھ سوار و پیادہ ہر کاب تھے امیر خاں بھی ساتھ سے اپنے
 لشکر میں آگیا و اتارا مگر کھ سے کہ قریب محسوس ہو پور تھا سوال و جواب ملاقات ہوئے
 آخر دونوں امرا سوار ہوئے دو کوس وہ آئے اسی قدر یہ گئے اور پہنچ میں ہاتھیوں
 پر ملاقات ہوئی۔ جگت سنگہ نے امیر خاں کو اپنے ساتھ لجا کر تیکریم و تواضع اپنے ڈیرے کے
 پاس ایک ڈیرے میں اتارا شب کو قتل و سرزد کی مجلس میں بلایا سزا و تواضع کے بعد مستعدی
 ادا ہوا امیر خاں نے کہا کہ میں تمھاری لوگری تو کرتا ہوں اس شرط سے کہ جنگ و صلح
 کچھ میری صلاح کے بغیر نہ کر دیں تمھارا شریک حال ہوں جگت سنگہ نے مان لیا امیر خاں
 رخصت ہو کر اپنے ڈیرے میں آیا مان سنگہ بھی ملازمان و سرداران جو دھپور سے
 ساتھ ہزار سوار و پیادہ لائے ہوئے پر بہت سر پر آگیا جگت سنگہ نے اس مقام سے کوچ کیا لواب
 امیر خاں کو بھی کوچ کے لئے کہا لیکن جگت سنگہ نے عرض کیا کہ میں رسالہ دار جو اس وقت
 امیر پر دھرتا کہتے تھے کوچ پر راضی نہ ہوئے امیر خاں کو بھی نہ چھوڑا امیر خاں ناچار امیر پر
 رسالہ داروں کو جگت سنگہ کے ساتھ کر دیا تمام لشکر پر بہت سر پہنچا ہونہ مقابلہ نہ ہوا تھا کہ
 امیر خاں بھی دھرتے والوں کو راضی کر کے جانچے مقابلہ ہوا سر ج راڈ کھا ٹکیہ جگت سنگہ کی
 طرف سے پیشتر جو دھپور گیا ہوا تھا حباب اس نے پالی وغیرہ اطلاع جو دھ پور کو غارت
 کیا مان سنگہ نے رسالہ چاٹوری اپنے دل سے نہ فریفتہ کو کھا ٹکیہ کے تدارک پر بھیجی اس جنگ
 میں رئیس بیکانیر دلوہرن کے اشرار سے سے راٹھوروں نے طرح دی کھا ٹکیہ سے مل گئے
 مان سنگہ کو بہت سر میں خبر پہنچی۔ تابہنگ نہ رہی دوچار ہزار آدمیوں سے جو دھ پور
 کو لوٹ گیا جگت سنگہ نے فتحیاب ہو کر غنیمت وغیرہ سامان پر قبضہ کیا۔ باہی مراتب فخری
 ہو درج پانچویں خاص سوا دی مان سنگہ نے سب لواب امیر خاں کے ہاتھ لگیں امیر خاں
 بامیائے جگت سنگہ متقابل کیا بکھری میں کہ مابین پر بہت سرد میرت ہے ہر کارے
 نے خبر دی کہ مان سنگہ میرت میں مقیم ہے مگر جلدی عازم جو دھ پور ہے لواب نے کہا کہ
 مان سنگہ رئیس معزز ہے اسکو زیادہ دبا لے میں عاریبے سرزدی ہم پر عائد ہوتی ہے۔

جانے دو جگت سنگہ کو لکھا کہ مان سنگہ میرے میں آمادہ کوچ ہے میں یہاں تک متعاقب
 آیا کھوڑے تھک گئے ہیں میں آگے نہیں جاسکتا اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک
 مناسب یہ ہے کہ تم فوج خاص دراجہ بیکانیر و پوکرن کے سوا سب کو جدا کر دتا کہ فرج کم ہو
 جو دھپور کے بند و بست کو اتنی فوج کافی ہے پھر یا خود جو دھپور جاؤ اور مجھے معاملہ شادی
 کی درستی کو اودیو پور بھیج دو یا تم اودے پور کا قصد کرو جگت سنگہ کو یہ صلاح پسند نہ آئی کہا میں
 نے جو یہ فوج جمع کی ہے اور روپیہ صرف کرتا ہوں کچھ تاشہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم لوٹ
 کر میرے پاس آجاؤ۔ امیر خاں لوٹ آئے بخشی شیوالال جو معزۃ الجیش کے چالیس
 چاس ہزار آدمی لیکر نبل پور تک گیا تھا راٹھوروں کا زعفرانی پوشاک پہن کر جاں بازی
 پر آمادہ ہونا شکر ڈرا اپنے آقا سے کہک خواہ ہوا جگت سنگہ نے امیر خاں کو مدد کے لیے بھیجا
 جو بخشی سے ملکر کوچ کر کے جو دھپور پہنچا مان سنگہ محصور ہوا۔ جگت سنگہ ضلع مارواڑ میں
 بھاگے بیٹھا ہوا جو دھپور پر آیا شہر کا محاصرہ کیا باغ میں میرے دروازے فوج خاص کو
 اتارا اور تالاب کے راج کی طرف لشکر امیر خاں کو۔ شیخا دوتوں اور سوامی سنگہ کی فوج
 کو اڈر جانب عرض نہ کرنا اور میرے دربار پر بہت سر ماراڑ کے ان مقامات پر جگت سنگہ
 نے قبضہ کیا بخشی شیوالال کو چالیس چاس ہزار سوار و پیادہ سے متعین ہر مقرر کیا جب
 شہر جو دھپور و جالور و قلعہ سبنا کے سوا مان سنگہ کے قبضے میں کچھ باقی نہ رہا۔ آٹھ دن محصور
 ہونے لگے۔ بخشی اندر راج سنگی۔ شیونامہ سنگہ رئیس گچا من۔ سرداران میرے۔
 سلطان سنگہ بھاگ کر میناج۔ کیسری سنگہ۔ بختا در سنگہ ابوہ والا و غیرہ رفیقان مان سنگہ
 نے کہا کہ اس وقت میں دشمن زبردست ہے ایک دو دن میں شہر فتح کرے گا ہر طرح
 کے نقصان کے ساتھ ہمیشہ بدنامی رہا گی ہم جگت سنگہ سے گرگ آشتی کرتے ہیں شاید
 کچھ کام نکلے۔ تم قلعہ میں رہو مان سنگہ نے اس خیال سے کہ مہادانہ ماننے کی صورت
 میں اور راٹھوروں کی طرح یہ بھی دشمن ہو جائیں جواب دیا کہ تم جو مناسب سمجھو کرو۔
 سنگی اندر راج وغیرہ نے پیام دیا۔ کہ اگر تم سے کچھ تعرض نہ کرو تو ہم نکل جاؤں جگت سنگہ
 نے قبول کیا۔ اندر راج وغیرہ نے شہر سے نکل کر متصل فوج جگت سنگہ کویرہ کیا۔

مان سنگہ شہر چھوڑ کر قلعہ بن ہوا جگت سنگہ نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر مورچے جمائے۔ اکثر
 مکانات شہر کو گولوں سے سسما کر کے قلعہ کو نقب سے اڑانا چاہا لیکن قلعہ کے استحکام
 نے یہ تدبیر چلنے نہ دی۔ بخشی اندر رنج نے دو ہزار آدمیوں سے اجیر کی جانب پہاڑ سے جا کر
 آمدورفت اہل لشکر کے لیے پور قریب لشکر بند کی۔ مان سنگہ نے غلامی خاں کو جو پہلے امیر خاں
 کی طرف سے دکنائے ہلکمر کے پاس رہتا تھا اور ان دونوں کسی معاملے کی گفتگو میں ہلکمر کی طرف
 سے جو دھپور آیا ہوا تھا امیر خاں کے پاس بھیجا اور مدد چاہی امیر خاں نے عفات انکار کیا
 اس غرض سے کہ باپ سیندھیا۔ ابناجی انگلیہ اور جان متیس فرنگی سرداران علاقہ سیندھیا
 کہ جگت سنگہ کے بلائے آئے تھے مالوے سے میرے میں آگئے۔ ابناجی کے سوا
 سب حسب ایام جگت سنگہ تھتیل میرے میں مصروف ہوئے وہ جو دھپور آکر مشیروں
 میں داخل ہوا دولت راؤ سیندھیا نے ابناجی سے کہہ دیا تھا کہ نواب امیر خاں عالی
 بہت ہے راجستان میں اسکا دخل اچھا نہیں تو اسے اکھیر دینا اس لئے ابناجی نے
 آئے ہی رائے چند دیوان کے پورے سے کہنا کہ تم نے امیر خاں کو رقی بنایا ہے یہ عالی بہت
 آدمی فرصت پا کر بھاری ریاست بنیاد کر دیکھا ہلکمر نے مان سنگہ کا کب ساتھ دیا یا جو دیکھ
 اس کے متعلقوں کو سخت وقت میں پناہ دی تھی تم امیر خاں سے احسان کر کے کیا فائدہ
 پاؤ گے یہ اور ہلکمر ایک ہیں رئیس پوکرن اور دیوان وغیرہ نے جواب دیا کہ امیر خاں لڑ کے
 ہیں ہم سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ امیر خاں نے یہ ماجرا سنکر بہت رائے اور مہتاب رائے
 کو رائے چند دیوان کے پاس بھیجا کہ تم اور ابناجی اور سوامی سنگہ اپنے کو دانا سمجھتے ہو۔ سوامی سنگہ
 نے تو بہت آدمیوں کو بتا دیا کہ یہ تم یا خود بتا دیا کہ اس غرض سے میں اوروں کو
 بتا کر دے مگر یاد رکھو کہ زبردست کے سامنے عقل بیکار ہے دیوان نے نچل ہو کر کہا کہ میں
 نے وہ بات نہیں کہی تھی رائے مذکور نے کہا کہ نواب نے بھی دل لگی کی ہے دیوان نے
 چپ ہو رہا۔ ابناجی کے آئے ہی امیر خاں کا پانچزار روپیہ یومیہ بند ہو گیا ہر اسپان امیر خاں
 تنخواہ خواہ ہوئے۔ دھرنادیا امیر خاں نے یومیہ طلب کیا نہ ملا چند روز اور دھرنادیا
 یک ماہہ واجب کسی سے وصول کرنے کو بتا کر دیر پردہ اسے منع کر دیا۔ ہر اسپان امیر خاں

نے غدار کیا بعد تشدد یہ تھا مگر اسیر خاں کو کوٹھے سے گرا دیا اور پستے سے چھوڑ کر ایک کھنڈ سے
 امیر خاں کا پاؤں زخمی ہوا بڑی تکلیف ہوئی ناچار امیر خاں نے رائے بہت رائے اور
 لالہ بہتاب رائے کو دلوں کے پاس بھیجا کہ اس وقت فوج کے دھرنے سے
 میں بہت تنگ ہوں جو کچھ ہو سکے مجھے دے دو اس غدار سے فحاش پاؤں کوئی شتو بھی نہ ہوا ابھی
 حالہ پانچ سو روپی کام میں ہے وہ بتاتا ہے یہاں تک دلوں کو بیکار امیر خاں کا
 دلی دشمن بنایا۔ امیر خاں نے ایک ہزار روپیہ یا مسکرتہ کو جمع کر کے سوار می پالکی سے فوج بٹیلوں
 کو کہہ کر انہیں اپنے پورے ایک منزل سے آراہجہ جگت سنگھ لالہ بہتاب رائے کو بھیجا کہ
 امیر خاں کا اطمینان کر کے لوٹنا ان کے کہہ دیا کہ اس کے لوٹ کر آتے ہی خرچ کا بندہ نہایت
 ہو جائے گا امیر خاں فوج کو وہیں جمع کر تین سو سواروں سے فوج پانچ کے سبب پالکی میں
 جو وہ پور لوٹ آیا مسکرتہ جگت سنگھ سے دو کوں پر ڈیر لیا اور دھرنے والوں سے مفرور
 ملا جب دھرنے والوں نے ہتھیاری مفید نہ سمجھی رام پوریہ اور آفریدی دونوں گروہوں نے
 اپنے اپنے دو دو آدمی دھرنے پر مقرر کر کے بھیجا پھر ایلہ کھلیا کہ جو کچھ پاؤ گے بالما صغیر تقسیم کریں
 گے امیر خاں پالکی پر سوار ہو کر راجہ سے ملنے چلا جگت سنگھ نے اپنے ڈیر کے پاس ایک
 راہی امیر خاں کے لئے کھڑی کر دئی جس طرح پہلے بڑا خیمہ نقیب ہوا تھا رقص و سرور و اسباب
 خوشی موجود تھے اب اس طرح سے کچھ نہ تھا امیر خاں راہی میں آیا ہر ایہوں سے کہا دیکھو
 متبادری عنایت ہے ہم اس درجے کو پہنچے سب میں مشغول ہوئے بولے ہم دھرنے سے دست بردار
 ہوئے ہیں حضور کا بہت بڑا عزت ہم کو گوارا نہیں جب تک کوئی آمد نہ دیکھیں گے ہم خواہ طلب نہ
 کریں گے اب ہمارا جینا نہ مناسب ہر گاہ کی خوشی کے ساتھ ہے امیر خاں نے راہی سے تمام
 کی زبانیں رائے چند دلوں وغیرہ کو کھلا بھیجا کہ ان دنوں کچھ ہتھوڑا ہی روپیہ دید و دل و فوج الوقت
 ہو جائے کسی سے نہ سنا یہ فحاشات امیر خاں کی طرف سے یہی پیام پہنچا۔ ایک دن
 چار پانچ سو روپے ہی مانگے گئے مگر خیموں نے جواب تک نہ دیا۔ ایک روز سب ہم ایہوں کو فاقہ
 ہوا۔ اتفاقاً یہ معاملہ مان سنگھ نے سنا اس نے غلامی خاں کو رقعہ خاص دیکر ایلہ کیا پیام دیا
 کہ جگت سنگھ اور سواہی سنگھ کے ہاتھوں جو میری خرابی ہوئی ہے اور میری ہے آپ سے

مخفی نہیں۔ ملک میرے قبضے سے نکل گیا معرفت نے قلعے پر دور چڑھ جائے ہیں اگر اس وقت
 آپ کوئی سلوک و دوستانہ میرے ساتھ کریں تو میں ہمیشہ ممنون احسان رہوں گا امیر خاں
 چونکہ جگت سنگھ سے بے حد کینیدہ ہو گیا تھا اس لئے غلامی خاں کے ساتھ اپنے ہر کاروں کے
 جماعہ مان سنگھ کو مہاراجہ مان سنگھ کے پاس بھیجا پوچھا کہ اس وقت میں ساتھ دینے پر تم کیا
 عرض کر دے والی مار وار سخت مضطرب تھا اس پیام سے خوش ہوا اس نے اپنے ہاتھ سے
 امیر خاں کو لکھا کہ چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار حق اعانت سوائے تیرہ لاکھ پانچ سو تین
 روپوں کا اور سالانہ چار لاکھ روپے آمدنی کی جائیداد درجی خاں کے مصارف کے لئے
 دیگر تلبے کے پتر پر سند کھدوا دوں گا۔ امیر خاں نے یہ رقم اپنے پاس رکھا اور یہ کہلا بھیجا
 کہ اچھا اب میں یہاں سے علیحدہ ہوتا ہوں جو کروں گا تم دیکھ لو گے تم سنگی اندر راج کو جو
 اجیسر کی طرف پہاڑوں میں ہے لکھ بھیجو کہ فلاں شخص آتا ہے اسے رفاقت میں لوراجہ
 نے قبول کیا۔ سنگی کو لکھ بھیجا اتفاقاً سرجے راؤ کھانگیہ دولت راؤ سینہ دیا کا جسکو ابناچی
 کے نفاق سے جگت سنگھ برطرف کر چکا تھا اپنی فوج میواڑ میں چھوڑ کر سوال و جواب کے
 لئے وہاں آیا یہ شخص ابناچی کا دشمن جان تھا امیر خاں نے دشمن کے دشمن کو دوست
 جان کر رفاقت میں لیا اور پالکی میں بیٹھ کر چلا اور جگت سنگھ کے ڈیرے کے مقابل کھڑے
 ہو کر کہلا بھیجا کہ میں حق معاہدہ ادا کر چکا ہوں۔ اس وقت تک امداد میں مجھ سے تعصیر
 قواعد نہ ہوا تم نے نفقہ عہد میں کوشش کی بے مروتی کی داد دی خبر وار اب تم کو مجھ
 سے کچھ سرکار نہیں نہ پیام درمیان اور یہ جو تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو نفیصل الہی
 میرا کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر کچھ وصلہ ہو اس وقت میں تین سو آدمیوں سے تمہارے
 لشکر میں ہوں۔ تمہارے ساتھ تین لاکھ آدمی ہیں آؤ جو صلے نکالو دیکھو کتنے ہوا اور
 نو میں چلا۔ جگت سنگھ یہ بات سن کر گھبرا یا برسرِ غر ز آیا۔ خوشحال سنگھ داروغہ کو بھیج کر کہجایا
 بلایا۔ امیر خاں نے اسکی بات کو معتبر نہ جاننا مانا۔ اتفاقاً سرجے راؤ کو پرچہ کر کے اپنی لشکر
 میں نسیل کو آگیا آگے کو کوچ کیا سنگی اندر راج بھی حکم آقا مع دو ہزار سوار سے آگیا۔
 امیر خاں میرے قریب پہنچ گیا۔ شیوال چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ فوج سے

امیر خاں کے لشکر سے دس کوس پر آگیا اپنا بی بی نے بالو سیندھیا اور جاں متیس کو لکھا کہ
 امیر خاں کے تدارک کے لئے بخشی کا ساتھ دیں بالو سیندھیا امیر خاں سے غائبانہ
 مل گیا تھا اور اسے سنگی اندر راج نے بھی لٹلی دیکر امیر خاں کا جانب دار کر لیا تھا یہ قرار
 پایا کہ بیچ کو بالاتقاں یہاں سے کوچ کر کے شیولال سے مقابل ہوں یہ خبر ڈاک کے
 ہرکاروں نے جنگت سنگت تک پہنچائی۔ رائے چند و تیرہ مقصد آگاہ ہوئے گھبراہٹ۔
 اپنا بی بی نے سو اسی سنگ کو باکرہ طلع کیا پھر دو دنوں سنانہ فی پر سوار ہوئے بیچ سے پہلے بالو سیندھیا
 کے پاس آگئے اور اسکو سمجھایا اور دولت راؤ سیندھیا کی غفلت سے ڈرایا آؤ وہ امیر خاں
 کے معاہدے سے منحرف ہو کر ان کا ہم قوا ہو گیا امیر خاں بیچ کو یہ لشکر بالو سیندھیا کے
 پاس آیا اس نے اپنی ناجاری ظاہر کی بہر صورت امیر خاں نے وہاں سے اٹھ کر سنگی
 کے ہمارا ہیوں سے کہا گرم میں سے جو مرد ہو میرا سات دے اور جو ساتھ نہ دے
 اپنی راہ لے میں ہر حال میں مان سنگ کا معاون ہوں تم میرے شریک حال رہو یا نہ رہو۔ سنگی
 نے کہا میں کوستان سے اور لشکر جمع کر کے لاتا ہوں امیر خاں یہ لشکر ناچار اپنے لشکر میں آگیا
 تھا کہ شیونامہ سنگی کا من والا کہ فیہیدہ آدمی تھا اور کئی سردار پاشو سوار لے کر سنگی سے جفا
 ہوئے اور امیر خاں سے آئے۔ سلطان سنگی بیاج والا کیسری سنگ اسوب والا بیجا اور سنگ
 اندے والا یہ سب راہوڑ اپنے اپنے خیالات کی حامی سے شریک امیر خاں نہ ہوئے
 امیر خاں بیچ کو مع تھا کہ شیونامہ سنگی وہاں سے کوچ کر کے لشکر آیا بخشی شیولال متعاقب
 تھا گو بنہ گڑھ پر جو لشکر سے دس کوس ہے آگیا دوسرے دن امیر خاں ہر مارے کی راہ
 سے ہر سولی علاقہ کشن گڑھ میں آیا ہر سولی سے کہیں کر کے دو کوس چلا تھا کہ فوج متعاقب
 نے سحر کے وقت آگیا قرادلی جنگ ہونے لگی اور یوں ہی جنگ قرادلی کر کے دونوں
 لشکر چار کوس آگے بڑھے۔ علاقہ بے پور کے ایک گاؤں پر پہنچے فوج بے پور غالب تھی اور
 امیر خاں مغلوب۔ پانی برس رہا تھا گھوڑے کچھ نہیں ڈھیسے جاتے تھے بہر صورت امیر خاں
 نے تھوڑے گھوڑے پر سوار ہو کر بی بی دونوں سے جو ساتھ تھیں دشمن پر گولے پھینکوائے حریف
 توپوں نے سر ہونے سے روکے۔ کچھ بھی پیش قدمی کو مانع ہوئی بخشی نے اونڈ زادہ

محمد ایاس خاں ساکن جے پور امیر خاں کے شہر کو امیر خاں کے پاس بھیجا کہ ہمیں تم سے
کچھ عرض نہیں بجز اس کے کہ تم علاقہ جے پور سے نکل جاؤ۔ نواب نے باقصدانے وقت قبول
کیا۔ بہتر تکلیف و دشواری کو چ کر کے نگاہ میں کہ وہاں سے چھ کوس ہتی داخل ہوا علاقہ
کشن گڑھ میں مقام ہوا بارش کے سبب خیمے نصب نہ ہو سکے وہ رات بڑی مہوہوں میں
گزاری فوج متعاقب بھاگی پر پڑی تھی کہ امیر خاں وہاں سے ہنفت کر کے اپنی غلہ داری
علاقہ ٹونگ میں آیا اور جاییا سے تمام اپنی سپاہ کو بلا کر اب بڑے لاڈلے سے تو دوسری علاقہ
جے پور متصل بادھو راج پورہ میں فر کشت ہوا یہاں سے دو کوس پر فوج جے پور پڑی
تھی صبح کو نواب امیر خاں نے سبقت کی کوس بھر بڑھایے پور والے بھی آمادہ جنگ
ہو کر مقابل ہوئے۔ تمام دن توپ و تفنگ سے جنگ ہوئی۔ مگر بارش کی وجہ سے مقدمہ
طے نہ ہوا اسی ہی رات ہو گئی امیر خاں نے آدھ کوس ہٹ کر مسلح ہو شیار رات
گزاری حریف بھی مقام کو لوٹ گیا صبح کو امیر خاں نے نماز کے بعد لشکر کو بڑھایا لکھنؤ کے واسطے
کو مع الواب کلاں اپنے فیل نشان کے سامنے جمایا خود امیر خاں سواران خاص سے
لکھنؤ اور توپخانہ کے پیچھے صف آرا ہوا سیمینہ کو سالداران آفریدی و رامپوریہ و کمپوئی متعاقب
سے اور میسرہ کو جمعیت شیونامہ سنگہ کچامن والا وغیرہ راجپوتوں اور فوج سر جے راؤ
ادکپوئے میر سنگہ سے آراستہ کیا توپ چلنے لگی دھاوے میں چٹانوں کو نقصان پہنچا۔
اس لئے امیر خاں نے جنسی کی بڑی بوہوں کے لئے دشمن کی بہر پر پھکوائے دشمن کھینچا
نواب نے دشمن کی طرف سے مرزا صابر بیگ کی پلٹن پر چوڑھویں مار رہی تھی حملہ کر کے
ظفر مار کر بھا کر شیونامہ سنگہ کے ہمراہیوں سے جو قریب تھے باوا بلند کہا کریں سمجھا ہے
نئے یہ جانفشانیاں کر دوں تم کھڑے تماشہ دیکھو راجپوتوں کی ہاں اسی کو آفریدی و
مروت کہتے ہیں اس طعن سے وہ بھی بڑھے امیر خاں نے سب کے ساتھ جے پور کی باقی
فوج پر حملہ کیا تھوڑی دیر میں سب کو ہزیمت دی طغرات مسیح نامی عیسائی جس کے
ساتھ ڈو پلٹن اور چار توپیں تھیں اور نواب شہناست خاں و واحد خاں و گرین بہک
سواران کچھواہہ کے ساتھ ایک میدان میں جے ہوئے تھے اور کچھ سوار ایک چھوٹے

سے گاؤں میں تھے جو دونوں لشکروں کے وسط میں تھا اول اس گاؤں پر حملہ کیا اور دشمن کو گاؤں سے نکال دیا پھر دوسرے مخالفین امیر خاں کو آبادہ حملہ دیکھ کر خود بخود بھاگ نکلے۔ ساتھ توپیں سات ہاتھی بہت سے خیمے ڈیرے ہشتالہ اسب و شتر امیر خاں و ہراہیان امیر خاں کے ہاتھ آئے اور وہیں مقام ہوا۔

اب امیر خاں نے سنگی اندراج کو ماجر الگھ کر نکھا کر میں حق معاہدہ ادا کر چکا اور ایسا کچھ عوض نہیں لیا اب مجھے خرچ کی تکلیف ہے سپاہ کو خواہ دینا ہے غریب جلالت سنگ کے مقابلے میں کام لینا ہے کچھ روپیہ بھی دے دو اور مجھ سے آمادہ بہرہ دے لے خیر دی کہ فوج مخالف ہزیمت پا کر بچے پورنئی یا ہروالے ساگا نیر پر پڑے ہیں شہر والے شہر میں داخل ہوئے امیر خاں نے یہ سوچ کر کہ اس وقت شہر کو باسانی لوئیں گے بہت فائدہ و جنس پائیں گے کوچ کیا بچے پور سے بلوچ کو سہارا دے جلالت سنگ کی بہن نے امیر خاں کا عزم دریافت کر کے دستور کے موافق ہاتھ ہار کمال بجز ایندا دوپٹہ امیر خاں کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس وقت میں کوئی میرا گھبیاں نہیں ہے جیسے جلالت سنگ کی بہن ہوں ہوں ہی آپ کی فقی ہوں میری آبرو کا پاس چاہئے کچھ نذرانے لے کر اس وقت شہر کو نوٹے عالی بہت لے مان لیا کہا اچھا میں نے نذرانہ بھی مان لیا میں اب اردوں کے مقابلے کو جاتا ہوں امیر خاں بہن کو مطمئن رہو۔ زان بعد کوچ کر کے عظیم آباد ہوتا ہوا سا بنجر آیا لونا پھر سنگی اندراج سے ملنے کو جو روپیہ کی سبیل کرنے کشن گڑھ آباد علاقہ کشن گڑھ میں آیا اور وہاں سے پانسو سو روپے کے ساتھ کشن گڑھ پہنچا بخشی وغیرہ راہٹوروں سے ملاقات کی روپیہ وصول کیا سپاہ کو خواہ و انعام دیا پھر بخشی اندراج سے کہا کہ مجھے جلالت سنگ سے لڑنا ضرور ہے میری زندگی صلاح یہ ہے کہ تم مع جمعیت سرحدی راڈ کیوسے مختار لدہ وغیرہ پر بت سر ہولے تاکو رخلو میں سواریاں خاص کے ساتھ براہ راست جو دھوروں پہنچوں وہ سب صلاح ماکر وادہ ہولے تمام راہٹوروں بھی بخشی کے ساتھ کر دے امیر خاں شکر آیا وہاں سے جریدہ حضرت خواجہ صاحب کی زیادت کو اچیر گیا اور وہاں سے کوچ کر کے مقامات جو دھو پور سے جلالت سنگ کے بھٹلے اٹھنا اور اپنے تھانے بھٹا امیر ترپہ سنگی اندراج وغیرہ راہٹوروں بھی لیں ہی

میرتہ سے سات کوس پر ناگور کے راستے پہنچے سنگلی نے مخالفوں کے تغیر کے سوا اپنے ملک کے زمینداروں کو یہ بھی حکم دیا کہ جے پور والے پر جہاں قابو پاؤناک کان کاٹ لو غالباً ایسا ہوا بھی۔ اب رائے چند وجہت سنگہ مترو ہوئے باہم کہہ لکھ پٹھانوں سے عہد کر لی دشوار ہے اپنی عمدہ فوج شکست پا کر بے دل ہو گئی امیر خاں کا جی بڑھ گیا راجھوڑیوں شریک ہیں ان سے امید وفا نہیں پاؤ سینہ دیا بھی پھر گیا تھا اصلاح وقت یہی ہے کہ آبرو و سچائی جے پور کو لوٹ چلیں ابتاجی انگلیہ و سوامی سنگہ وغیرہ نے یہ حال دریافت کر کے دل بڑھایا تاکید یہاں اعانت سے تسلی دی جب تک سنگہ نے نہ ماما بزم جے پور کو پرچ کر کے ناگور آنا وہاں سوامی سنگہ نے کہا تم تو چلے میں نے تمہاری خاطر انہوں کو بیگانہ اور دشمن کر لیا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو جب تک سنگہ نے تسلی دی کہ سینہ دیا اور جہاں نہیں وغیرہ سرداران کو تمہارے پاس چھوڑتا ہوں ناگور سخت جگہ ہے ایسے کام میں لگے رہو شیخا والی میں فوج کو چھوڑ میں بھی آتا ہوں یوں ہی سب کو مطمئن کر کے ناگور سے واپس کھٹو آیا بخشی اندر راج نے امیر خاں کو لکھا یہ وقت ہے دشمن کو جانے نہ دو انتقام لو۔ امیر خاں سواروں کی فوج سے یلغار کر کے لشکر گاہ جگت سنگہ سے پانچ کوس پر آ گیا۔

جگت سنگہ اس وقت میں نہایت خوفناک تھا بہت ڈر رات کو ایک عہتمبر بھیج کر امیر خاں کے ہرکاروں کے جہدار مان سنگہ کو کہلایا کہ اپنے آقا سے اجازت لے کر میری ایک بات سن جا جہدار اجازت لیکر حاضر ہوا جب تک سنگہ نے کہا کہ میں نے امیر خاں سے بد عہدی کر کے بہت ہشمانی و پریشانی پائی تو اب میری زیادہ ہشمانی و پریشانی پسند نہ کریں میرے تعاقب سے باز رہیں یہی مضمون ایک خاص رقعے میں لکھ دیا کہ میں نے جیسا کیا وہاں پایا تم نے اپنی مروت و شکوت سے فائدہ اٹھایا اب سختی سے حاصل کیا امیر خاں نے اس خیال سے کہ یہ بڑا بیس ہی اسکو مضمون رکھنا انساب ہے کہلایا بھیجا کہ اچھا میں نے درگزدگی بچیل چلے جاؤ راجہ نے با اتفاق رائے چند اور اپنا جی انگلیہ کی فوج ہمراہی سے پھر رات رہے کو قح کر دیا خیر سنگہ بخشی اندر راج وغیرہ راجھوڑوں نے بھی نقارہ بجا کر بارادہ کوچ تو اب امیر خاں کو کہلایا بھیجا چونکہ امیر خاں کو اس وقت

باقصدائے زمانہ بریادی راجہ مذکور منظور نہ تھی معرفت حدیث نگاروں کے عذر غلطیہ خواب
 کہلا بھیجا اور باقی شب کو اسی جیل میں تمام کیا اور پھر کے ہر کاروں کو حقیقہ سمجھا دیا کہ صبح
 جب ننگی اندر راج وغیرہ میرے پاس آویں تو تم آکر عرض کرنا کہ حکمت سنگہ شیاشب
 کو جج کر کے دس کوس تک لگایا عرض جب صبح کو بخشی اندر راج وغیرہ سرداران راہنہ
 بصلاح کوچ امیر خاں کے پاس آئے تو ہر کاروں نے حاضر ہو کر راز شنیدہ بر ملا کیا کہ وہ
 دس کوس پہنچ گیا اس وقت امیر خاں نے بخشی بندہ کو رسے کہا کہ اب حکمت سنگہ کے
 تعاقب سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہو گیا کسی اور تدبیر پر کار بند ہونا چاہیے بخشی
 نے کہا کہ سواران جو اس وقت تعاقب پر مقرر ہونا چاہیے امیر خاں نے بیاس خاطر اس
 کے سواران پندرہ کو تعاقب کا حکم دیا وہ جا کر اسباب پس ماندہ لشکر کے پور کو غارت
 کر لائے انجام کار امیر خاں یہ ہمراہی بخشی اندر راج وغیرہ کو جج کر کے سیرت آبادیاں
 سے بخشی بندہ کو راجہ مان سنگہ کے پاس جو دھ پور روانہ کیا اور خود سپاہ کے دھرنے
 کی وجہ سے میرے قریب توقف کیا جب بخشی جو دھ پور پہنچا راجہ نے اسکو عمدہ خلعت عینیت
 کیا اور عہدہ دیوانی سے سرفرازی بخشی اور امیر خاں کی طلب میں حلیہ بھیجا جب امیر خاں
 قریب جو دھ پور آیا تو راجہ نے استقبال کر کے بہت تعظیم و تحریم کی باغ میں اوتارا اور
 سامان رقص و عشرت آمادہ کر کے امیر خاں کو مسند پر اپنے برابر بٹھایا اور نواب کے
 احسان کی مہنوی و مشکوری ظاہر کر کے کلید رائے قلعہ جو دھ پور دست بستہ ردیور رکھ
 دیں اور کمال عجز کہا کہ یہ ریاست محض آپ کے طفیل سے بھی ہے اسکا شکریہ کس
 زبان سے ادا کروں کہ بجز قلعہ اور کوئی مقام میرے قبضے میں نہ رہا تھا امیر خاں نے
 بخوبی اسکی تسلی خاطر فرما کر کہا میں نے یہ کلید ہائے قلعہ اپنی جانب سے تمکو دیں تھے
 جب نواب امیر خاں نے کھجواہوں کو جو دھ پور سے نکال کر مان سنگہ کا تسلط اسکے
 ملک پر کیا تو ۱۲۲۶ ہجری میں اودے پور آیا اور مہارانا بہم سنگہ سے ملاقات کر کے
 اس سے کہا کہ اگر نوکری ایک کپڑی چار آنہ فی روپیہ تحصیل ملک میواڑ پر دینا مقرر
 کر دو انتظام اور محافظت تمھارے ملک کی کہ ہر فوج کے ورود سے خراب رہتا ہو۔

میرے ذمے ہے مہارانا نے یہ قیمت جانا اور امیر خاں سے واسطے استحکام رسوم
برادری کے پکڑی بدلی اور امیر خاں کی بات منظور کی۔ نواب نے اسکی ہر طرح دلچسپی
کے صلاح دی کہ جب تک تمہاری بیٹی زندہ ہے جھگڑا اسکی نسبت کا راجہ مان سنگھ
سے دور نہ ہوگا بہتر ہے کہ تم اسکو کسی حیلے سے مار ڈالو کہ رفاہ عالم حاصل ہو ورنہ میں بزور
اسکی شادی مان سنگھ سے کروں گا مہارانا نے کہا جھگڑا اس سے شادی ہرگز منظور نہیں
اور بزور تمہارے شادی کرنے میں میری آبرو جاتی ہوگی لیکن اگر اقرار حکم کرو کہ موقع
گھانے لڑاؤ مان سنگھ سے مجھ کو دلو اور تمہارے پیٹے جائینے تدبیر سے جس میں
بدنامی نہ ہو اپنی بیٹی کا کام تمام کروں گا امیر خاں نے اس شرط کو قبول کیا۔

نواب امیر خاں کے حکم کی تعمیل کے لئے کمار کو مہارانا بہیم سنگھ کا ہلاک کرنا

بعد روٹنگی نواب کے مہارانا نے دولت سنگھ سے کہ چار پشت کے فرق سے رانا کا
بھائی تھا کشن کمار کی ہلاکت کے لئے کہا تو اس نے حیرت زدہ ہو کر پکارا جس زبان سے
یہ حکم ہوا تو اس پر لعنت ہے اور اگر میں اسکی بچاؤں کروں تو میری ناک خوارمی پر نہ
پڑے۔ بعد ازاں مہارانا کے خواص وال بھائی جوان داس کو ضرورت شدید سے آگاہ
کر کے کہا گیا کہ ہر ایک شخص سے اس کام کا ہونا محال ہے اس نے فعل قبیح کا ارتکاب
مشطور کیا اور پیچھے لے کر گیا مگر جس وقت پیاری کشن کمار بچکانہ ناز دانداز سے اسکے سامنے
آئی اسکی رگ غیبت نے جنبش کی دل دھڑکنے لگا ہاتھ پاؤں پھول گئے پیچھے گر گیا
نادم و ذلیل ہو کر باہر چلا آیا۔ اس طرح اقام ہلاکت اسکی ماں کو ظاہر ہو گیا اس نے
صدائے آہ و نالہ بلند کر کے محل میں ہنگامہ مچا دیا کبھی بے رحم ملاکوں کو گالی دیتی
تھی کبھی بے چارہ بے گناہ کی جان بخشی کے واسطے غمزدہ کرتی تھی مگر تقدیر سے چارہ
نہ تھا اس کا مرنا لایا ہوا اس کام سے مردوں کی حیات و غیرت و دستکش اور فلولاد
کی سختی محدود ہو چکی تھی مجبور غور توں کے ذمے یہ کام پڑا اور آگ کا کام شربت کے پیالے

سے لیا گیا۔

مشاطہ قصاب عورت نے باپ کی طرف سے ہالہ پیش کیا اس نے کمال ادب و
ہتیکلال سے تسلیم کر کے نوش کیا اور اسکو ترقی حشمت و اقبال کی دعا دی جب ماں نے
مہارانا کی نامروی اور سنگدلی پر لعنت ملائت کر کے کوسنا شروع کیا تو کوشن کنارہ نے
اسکی اس طرح تشفی اور اشک شوی کی۔

تم میرے سخوس و غم آلودہ حیات کے قطع ہوئے پر کیوں اتنا اندسوس کرتی ہو میں
مرنے سے نہیں ڈرتی کیا میں لڑکی نہیں ہوں مجھے مرنے کا خوف کیوں ہو ہم لڑکیاں تو
جنم سے مرنے کے واسطے ہی پیدا ہوتی ہیں ہم دنیا میں اسی واسطے آتی ہیں کہ جلد بھر
رحلت کریں اسی پر اپنے باپ کی بدل شکریہ گزاریں کہ اس نے اتنے برسوں مجھے
زندہ رہنے دیا۔ تاوقتیکہ شربت جگر مر اس نے اسے خون میں غلوٹ ہونے سے گریز کیا اسی
ہی تقریر کرتی رہی اب دوسرا جام تیار ہوا اس نے اسی مضبوط سے اسکو بھی نوش کیا
اور پھر ڈال دیا۔ اس پر بھی گویا انسانی ہمت اور مضبوطی کا امتحان اسی پر منحصر تھا تیسرا اور
دیا گیا اس مرتبہ طبیعت نے تم قاتل کے مقابلے اور اسکی اذیت کی طوالت سے کنارہ
کیا۔ اتنی دیر تک اسکی جان نہ بچنے کی دھیمہ سے انیوں کے کسوے کا ایک گھونٹ دیا
اس نے تقسیم کیا اور پی لئی اور پھر دینا سے سفر کر گئی۔ اس وقت عمر اس کی سولہ
برس کی تھی۔ سنگرام سنگہ سکتاوت اس حادثے سے چار روز بعد اودے پور
میں آیا اور مہارانا کے سامنے پہنچ کر اجیت سنگہ کو جو نواب امیر خاں کی طرف سے اس
کام پر مقرر تھا بہت ملائت کی یہاں تک کہ مہارانا نے دونوں ہاتھوں سے اپنا
منہ دھک لیا کیونکہ درپردہ اسی کو سنا تھا۔ لیکن سکتاوت صاحب کی اپنی باغالی
سے تو ریاست ایسی بکری ہو گئی تھی اور پھر بڑا دوسروں کو کہنے لگے اگر خود میں اتنی طاقت
تھی تو ترسٹوں اور بیٹاروں سے کیوں ملک کو ہلاک ہوئے تو نواب امیر خاں نے یہ
سنگہ کو اقرار دلانے متعلق گھائے راؤ کا مہارانا سے کیا تھا اس بارے میں نواب رام
دکھیل جو وہ پور سے کہہ رہا تھا گھنگو کی۔

نواب امیر خاں کا میواڑ میں اپنی طرف سے انتظام قائم کرنا

نواب امیر خاں نے مسودہ مطابق قفقاز میں میواڑ کا انتظام درست کر کے اپنے لئے ہمیشہ خاں عامل بنامہ پٹھانہ کی طرف سے مقرر کیا اور میواڑ کی آمدنی سے گیارہ لاکھ روپیہ طلب کیا ملک کی پریشانی سے نوازا ہونے کے سبب ہمیشہ خاں نے اودھ کے پور کا میواڑ کر کے رکھا اور بڑی تکلیف دی دوسرے برس بالوسیندھیا بھی میواڑ کی موجودگی کے نام سے اگر شریک ہو گیا۔ یہ لوگ مسودہ مطابق قفقاز میں میواڑ کو ہٹاتے رہے سات لاکھ روپیہ سالانہ قرار پا کر اودھ اسیندھیا اور اودھ ہمیشہ خاں کو ملتا تھا۔ بہت اڑانی جھگڑوں کے بعد سرکار انگریزی نے راجپوتانہ سے غارتگریوں کا عمل اٹھایا اور نواب امیر خاں کو بھی مرہٹوں کی طرح کئی پرگنوں کے قلعے میں بھال رکھ کر جن پر ان کا قبضہ تھا اور بلگر کی طرف سے فوج فوج کی جاگیر میں ملے تھے آرام سے بیٹھایا اس عرصے میں سرکار انگریزی نے دہلی کے شاہ عالم ثانی کے بعد ملک میں اپنا سکہ جاری جاری کیا اور راجپوتانے کی ریاستوں کے ساتھ عہد نامے تحریر ہوئے۔

اودھ پور ملک میواڑ کی ریاست پر سرکار انگریزی کی سرپرستی

شاہی میں سرکار انگریزی نے ریاست اودھ پور کو اپنی نکل حمایت میں لیا۔ دیکھا تو ملک دہلی اور شہر بے چارے پڑے ہیں مہارانا کا اختیار بالکل ہمواف ہو گیا ہے انگریزی دماغی کے کل روال بطور فتح ہو گئے اور راج معرض زوال میں ہے سرکاری انگریزوں نے سر داروں کو جمع کر کے جو ملک انھوں نے دیا تھا ان سر لوٹ شامل خالصہ کیا اور سر داروں کے حقوق پر لحاظ رکھتے مہارانا صاحب سے اقرار کیا۔ مہارانا انگریزوں کی سرپرستی اور اپنی ماتحتی قبول کر کے دیگر ریاستوں سے ملکی معاملات میں خط و کتابت نہ کرے اور تنازعات کو سرکار انگریزی کے فیصلے پر منحصر کہنے کا اقرار کیا اور پانچ برس تک چارم آمدنی ریاست اور بعد ازاں فی روپیہ چھ آنہ سالانہ بابت خراج ادا کرے گا۔

اقبال کیا۔ آخر میں رقم خراج میواڑ پر کم و زیادہ ہو کر دو لاکھ روپیہ سالانہ سکے انگریزی قائم رہا۔

جب سرکار انگریزی سے تعہد ہوا تو ریاست کے سب سردار مہارانا سے بالکل خود اختیار اور علیحدہ ہو رہے تھے صاحب پولیٹیکل ایجنٹ نے جن کو ریاست کا اختیار کلی تھا مہارانا اور ان کے سرداروں کے درمیان قول نامہ منضبط کرایا جس میں تمام باتیں کہل دیات خالصہ جو زمانہ فساد میں حاصل ہوئے ہیں و نیز وہ جو ایک سردار نے دوسرے سے چھین لئے ہیں واپس کئے جائیں گے بقواڑہ صوبہ وغیرہ کی حد بدلائیں موقوف ہو جائیں گی۔ وہاں بسوہ کو سرکار کا حق ہے اسی تاریخ سے بند ہو جائیگا کوئی سردار اپنی جاگیر میں چوری نہ ہوئے دیگا اور نہ بادی۔ مونگیلا۔ پھوری وغیرہ چوروں کو سزا دیگا۔ بموجب حکم کے خاص ریاست و سر دیات میں نوکری کریں گے سرداروں کے چار فرق ہوں گے ہر ایک فرق میں پہنچے دربار میں حاضر رہیں گے اور پھر اپنی ٹھکانہ کو خدمت ہوگا دوسرے کے تہوار پر دس روز بیشتر سال تمام میں ایک دفعہ سب سردار جمع ہونے اور بس روز کے بعد سوائے ان سرداروں کے جنکی نوکری ہوگی سب اپنی ٹھکانوں کو واپس چا دینے اوقات مزور شدہ جب آئی نوکری مطلوب ہوگی۔ تعمیل حکم کے حاضر ہوں گے۔ کل پٹا بہت اور رشتہ دار اور خاندان کے سردار جو دربار کی سند کے بموجب جاگیروں پر قابض ہیں علیحدہ علیحدہ نوکری کریں گے کسی دوسرے سردار کے ساتھ یا شامل رہ کر نوکری نہ کریں گے سرداروں کے رشتہ دار اور جاگیر دار جو انھیں کے دے ہوئے ہوں گے بموجب اپنی جاگیروں پر قابض ہیں انکی نوکری کریں گے۔ یہ قولنامہ ۱۸۱۷ء میں مرتب ہوا تھا اس قولنامہ پر عمل نہ آئے نہ ہوئی شکایت ہوئے پر ۱۸۲۷ء میں دوسرا قولنامہ انگریزی پولیٹیکل ایجنٹ نے تیار کرایا جسکی رو سے یہ قرار پایا کہ سردار آمدنی کا چھٹا حصہ دیا کریں اور ان کے عوض نصف نوکری سے معاف رہیں یعنی سال تمام میں بحساب فی ہزار روپیہ ایک سوار اور دو پیادوں سے تین پہنچے تک نوکری کیا کریں۔

انضیاء احمد نامہ کے بعد مرہٹہ اودھ گردنوں کے گرد و مہارانا کے ممالک میں
مقیم تھے انکو وہاں سے نکال کر بدلتی ریاست اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ کرنل ٹاؤ صاحب
اول پولیسکل ایجنٹ کوکل کاروبار ریاست کا اہتمام خود کرنا پڑا اعلیٰ تدبیرات ایسی مفید
پڑیں کہ تین برس کے عرصے میں رعایائے ملک فارغ البال ہو گئی اور ملک کی آمدنی بھی ۲۲
چند ہو گئی یعنی ۱۸۸۵ء میں چار لاکھ اکتالیس ہزار دو سو اڑتیس تھی ۱۸۸۶ء میں آٹھ لاکھ
ستر ہزار چھ سو چونتیس ہو گئی نظم و نسق امور ریاست کا طریقہ اپنے عمل سے دیکھا کہ کرنل
منطور نے حسبِ حکم گورنمنٹ اختیار ریاست اہالیانِ راج اودھ پور کو سپرد کیا مگر ان سے
اچھی طرح کام نہ ہو سکا دوسرے برس میں قرضہ بکثرت ہو گیا ملک کی آمدنی بہن ہو گئی اور سرکار
انگریزی کا خراج بقدر سات لاکھ نوے ہزار سات سو ستیالیس روپیہ چڑھا دیا پھر راج
کے اہلکاروں کو تالیف سے زیر کرانی نکھالیا اور کسی قدر اصلاح بھی ہوئی مگر انجام کار انتظام
ریاست پولیسکل ایجنٹ کے اہتمام میں کئے بغیر کار بردی نہ ہوئی۔

باقیات خراج و زمانہ حال کے واسطے چند پر گئے علیحدہ کئے گئے اور مہارانا کے مصداق
کے واسطے ہزار روپیہ روز مقرر کر کے جمع و خرچ ریاست کا بند و بست قرار واقعی کیا گیا آج
مہارانا کی یہ بے اختیار دی خود اسی کی نادانی کا نتیجہ تھا تاہم صرف بقدر سلوپی امور ریاست
جو دست اندازی ضرورتاً منظور ہو کر بطور عارضی کی گئی اور ۱۸۸۶ء میں پھر مہارانا کو اختیار
دیا گیا۔ اور پولیسکل ایجنٹ کی مداخلت برخاست کی گئی پھر دسی ہی بدلتی ہو گئی اور آمدنی
ملک پھر اسی قدر ہو گئی جس قدر ۱۸۸۵ء میں تھی چند مہینوں میں نقصان ہو گیا اور ظلم انتہا
درجے کو پہنچا راستوں پر تہا مسافروں کا گذر غیر ممکن ہو گیا اور ملک میں ہر طرف فتنہ و فساد
ہو گیا۔

سمت ۱۸۸۶ء مطابق ۱۸۸۶ء میں مگر ہیر وارہ پہاڑی علاقہ جس کا صدر مقام اب
ٹاؤنگٹھ ہے اور جس میں زیادہ حصہ میواڑ کا ہے بد انتظامی رہنے کے سبب دس برس
کی میواڑ پر انگریزی قبضے میں رکھا گیا پھر کچھ بہتری دیکھ کر سرکاری مرضی سے مہارانا نے
آٹھ برس زیادہ کئے ۱۸۸۸ء میں مہارانا نے اس علاقے کے بدستور انتظام انگریزی میں

بلاتین میعاد مکرنا خوشی سرکار انگریزی رہنے کا اقرار کیا ملک میں سرکار نے چاہا کہ
عہد نامہ باضابطہ کے ذریعہ سے اس علاقے کو برائے دوام علاقہ انگریزی میں شامل
کیا جائے۔ مہارانا نے اس کے عوض میں اپنے برائے رنگوں کو ڈواڑہ پنچ۔ جاوہ اور
جیرن وغیرہ کی داپسی کا دعویٰ کیا چونکہ اسکی حکومت ایسی پوج اور ظالمانہ تھی کہ اس
کو اضلاع مذکور کا دینا مناسب معلوم نہ ہوا اس لئے کچھ طے ہوا اور دیہات میواڑ علاقہ
میر والا وغیرہ میں صورت سے یہ دستور انگریزی انتظام رہے
سمت ۱۸۲۲ء مطابق ۱۲۲۰ھ میں مہارانا جیم سنگ نے پچاس برس بہتری کے ساتھ
حکومت کر کے انتقال کیا اسکی پچھلے دنوں کے اور رنگوں میں سے ایک کنویران سنگ
باقی رہا جو ریاست کا مالک ہوا۔

۶۹۔ مہارانا جوان سنگ

اپنے والد کے گزرنے کے بعد شروع سمت ۱۸۲۲ء میں مسند نشین ہوا
نوبت وقت سے اس مہارانا کے عادات ایسے خراب تھے کہ ہمیشہ عیش و عشرت میں
مصرف رہتا تھا۔ اس نے سمت ۱۸۳۲ء میں اجیر جاگر لارڈ ولیم کونڈول
مین ٹنگ صاحب گورنر جنرل ہندوستان سے خاکی طور پر ملاقات کی۔ اس میں ایسی
بیافت نہ تھی کہ اپنے والد کے عہد کی خرابیوں کو اس کی حالت میں جو انگریزی سلطنت
کے قائم ہو جانے سے حاصل تھا و درگاہ یہ بیان انگریزی افسروں کی رپوتوں کے
موافق ہے بلکہ میں نے مہارانا کی بدکاری وغیرہ کے الفاظ کو قلم انداز کر دیا ہے۔ لیکن
ایسی دگ اسکی دنیا فی وغیرہ کے سبب ہر طرح اسکی تعریف و تعظیم کا خیال رکھتے ہیں
ملکی انتظام کی بہتری سے آمدنی کم اور عیش و آرام کے اسباب میں خرچ زیادہ پڑنے
سے جس لاکھ کے قریب قرض ہو گیا اور آٹھ لاکھ سرکاری خرچ تڑھ گیا۔ بد نظمی اس
غایت کو پہنچی کہ جب اٹھ کم کورٹ آف ڈائریکٹرز اسکو بدایت کرنی پڑی کہ اگر اپنے
عہد کا افاقہ کر گا تو خرچ کے عوض میں ملک یا کسی دیگر قابل اطمینان جائداد کو
سرکار انگریزی کے قبضے میں لانا لازم آئے گا ۱۸۳۲ء میں یہ بدایت ہوئی تھی اور اسی

سال کے اگست میں وہ مر گیا۔ دس برس سے کچھ زیادہ راج کیا اس وقت
سم ۱۸۹۵ء تھے۔ چونکہ لاؤڈ تھا اس لئے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

۶۰۔ مہارانا سردار سنگھ

یہ باگور مقام کا جاگیر دار اور مہاراجا سنگرام سنگھ سے چوتھی پشت میں ہونے کے
سبب قریب رشتہ دار تھا اس لئے گود لئے جا کر ریاست کا مالک ہوا۔ اس کو
ملک کے ساتھ بڑے فرض کا بھی وارثت میں ملا یہ مہارانا بہت بہ مزاج اور تند خو
تھا اکثر سردار اس سے بہت تنگ ناخوش ہو گئے اور غریب جنوبی علاقے کے بھیلوں وغیرہ
نے جیکے بعض سردار بھی شریک خیال کئے جاتے ہیں فساد اٹھایا۔ مہارانا نے اپنی مدد
کے واسطے سرکاری فوج طلب کی جو نہیں ملی لیکن پھر آئیں صاحب کی معرفت
سال ۱۳۰۵ء مطابق یکم فروری ۱۸۹۰ء کو سرداروں کے ساتھ ایک نیا عہد نامہ
لکھا جا کر صفائی ہو۔

مجملاً مضمون اس کا یہ ہے کہ سرداروں کے مع فوج تین چھینے تک دربار
میں حاضر رہنے کا قاعدہ بدستور جاری رہے گا مگر عیاد مقررہ سے زیادہ کوئی سردار
اوپر سے پور میں نہیں ٹھہرایا جائے گا دربار کو اختیار ہے کہ کسی سردار کو حاضر رہنے
سے معاف کرے مگر قبل انقضائ اس عیاد سے کہ وہ سردار حاضر رہتا کسی اور سردار
کو بجائے اس کے طلب کرنے کا اختیار نہیں ہے سرداروں کو لازم ہے کہ اپنے ہمراہوں
کی کامل تعداد کہیں۔ سرکار انگریزی کا خراج تو ملک کی آمدنی سے ہی دیا جائے گا
اور اس کی بابت سرداروں سے کچھ مطالبہ نہ ہو گا مگر سرداروں کے ذمے جس قدر
فوج رکھنا بموجب نقشہ مرتبہ کے واجب ہے اس سے نصف رکھا کریں اور بعض
معانی نصف کے چھٹو نہ ذرا نقد یعنی فی روپیہ دو آنہ سات پائی ادا کیا کریں کہ اس آمدنی
سے راج کی نوکری کے واسطے ایک فوج بھرتی کی جائیگی دولت مزدت پر اگر دربار
انکو مع کل فوج کے طلب کرے اور حدود میواڑ کے باہر نوکری پر بھیجے تو تین سردار
کی فوج اس طرح بھیجی جائے گی اسکی چھٹو نہ میں منہائی کی جائیگی اگر کوئی سردار

وقت معہودہ سے دس روز بعد تک چھوٹا ادا نہ کر گیا تو اسکی اراضی و دیہات
بقدر بقایا مستوجب ضبط ہونے اور پھر واگذاشت نہ کیے جاؤنگے اور مہارانا نے اقرار
کیا کہ کسی سردار کے دیہات کو بلا سبب ضبط نہ کر گیا اور نہ دوسرے کو دوائے گا۔

ادوے پور کے جنوبی علاقے کے کوہستانی اضلاع پر جنھیں مکرنا کہتے ہیں بھیل
اور گراسیہ کے غیر مستقیم یعنی ونگلی اسٹیل کے راجپوت جاگیردار ہیں زیادہ آباد ہیں یہ لوگ
پر اسے نام ادوے پور کے علاقے میں ہیں مگر السیاحی ملکیت رکھتے ہیں کہ اس میں
مہارانا کا کچھ اختیار نہیں ہے دیہات قریب و جوار سے خراج اور راستوں پر مال
تجارت اور مسافروں کا محصول لیتے ہیں اور انکی حفاظت و امنیت کے جواب
دہ منظور ہیں۔ ان اقوام کے قلم حقوق اور مملکت مقبوضہ میں ریاست سے اکثر خلاف
مصلحت مداخلت کرنے کا ہیمہ ہوا اس سبب سے انھوں نے معذہ کیا اور اسکی
دفعہ اور اس قوم کو مغلوب رکھنے کے واسطے انگریزی فوج کے رکھنے کی ضرورت
ہوئی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک انگریزی انسر کی دوامی نگرانی کے بغیر اس ملک میں
امن و عافیت قائم نہیں رہ سکتا اس لئے ۱۸۴۳ء میں اس ملک میں ایک لاکھ
بیس ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے ایک پٹن بھیلوں کی حفاظت و انتظام کے
واسطے سرکار کی طرف سے رکٹی گئی اسکی بابت مہارانا نے بھی خراج کے علاوہ پچاس
روپیہ سالانہ فوج خرچ کے نام سے دینا منظور کیا جواب تک ادا کیا جاتا ہے۔

سمت ۱۸۹۹ء مطابق ۱۸۴۳ء میں چار برس راج کر کے مہارانا سردار شکم نے اس
جہاں سے کوچ کیا اور ریاست کو انسی زیری میں چھوڑا جس کی درستی اسکے وارث
اور چھوٹے بھائی سردار سنگھ کو کرنی پڑی۔

۶۱۔ مہارانا سردار سنگھ

سمت ۱۸۹۹ء مطابق ۱۸۴۳ء میں اپنے بڑے بھائی کے بعد راج کا مالک ہوا
اسکے وقت میں ریاست کی پہلی زیریوں کے سبب پولیٹیکل انسر نے
بہت بار خراج کم ہونے کے لئے سرکار انگریزی میں درخواستیں بھیجیں جن پر لحاظ

ہو کر چون ۱۸۴۷ء میں تین لاکھ روپیہ ادو سے پوری کے عوض دو لاکھ سیکھ انگریزی کے
 حساب سے سالانہ خراج قرار پایا۔ اس مہارانا نے ماتحت سرداروں کو جو کئی پشت
 سے ریاست کی بدانتظامی کے سبب خود سرین رہے تھے دیا جانا بڑے جاگیرداران
 سلونبر اور دیوگرھ وغیرہ نے جن کے بعض کاوش ضبط کر لئے گئے تھے ریاست کی فوج
 سے کئی بار مقابلہ کیا۔ کرنل رائیس کی حرکت جو قولنامہ ۱۸۴۷ء میں تحریر ہوا تھا اس پر
 کچھ عمل نہ ہوا تھا اس لئے ۱۹۱۰ء مطابق ۱۸۵۹ء میں کرنل سر ہندی رائیس کی حرکت
 جو بعد کو لکھنؤ کے بلوے میں مارا گیا مہارانا اور سرداروں کے درمیان ایک دوسرا
 اقرارنامہ تیار ہوا کہ ماتحت سرداروں کو معمولی خراج اور کرنا جو تین آنہ فی روپیہ سے
 بھی کم ہے منظور اور مقررہ سنجاد پر خدمت میں حاضر ہونا ضرور ہے۔ ریاست سے
 بھی ان کے درجے دار لحاظ رکھنے کا اقرار کیا گیا جاگیردار دیوگرھ پر ریاست کی فوج
 کو اس کے ضبط کئے ہوئے علاقے میں سے نکال دینے کے سبب پچیس ہزار روپیہ جرمانہ
 کیا گیا لیکن فساد پھر جاری ہو گیا جو آٹھ برس کے بعد مہارانا شجوشٹہ نے رفع کیا۔
 مگر اس قولنامہ پر صرف مہارانا صاحب ادب چارہ سردار ان منصلہ ذیل ہتاشیر سنگھ
 دیوگرھ۔ رادھ پیر درگرھ۔ اور رادکا لڑ کے دستخط ہوئے اور کسی کی طرف سے اس کی
 شرائط کا ایقانہ ہوا اس واسطے سرکار نے اسکو منسوخ و کالعدم کر دیا مگر جن سرداروں نے
 دستخط کئے تھے انکی حفاظت کی سرکار قبیل ہو گئی چنانچہ اس کفالت کے ذریعہ سے مہارانا
 شیر سنگھ کی جاگیر مہارانا نے ۱۸۶۱ء میں ضبط کر لی تھی واپس دلائی گئی تھی راجستان
 میں لکھا ہے کہ مہارانا سر دیو سنگھ نے ایک اور ایسی ظالمانہ کارروائی کی جس سے
 تمام سردار اور کل رشتہ دار رنجیدہ ہو گئے۔ اس نے اپنے بھتیجے اور بیٹے کنور شاہ و
 کو چورائیس بنے کا بہت خواہش مند تھا اور جس کی طرف سے زہر دوائے وغیرہ کا شہ
 ہو گیا تھا ایک تنگ و تاریک خشک کنویں میں جس کو یہاں کی اصطلاح میں حمام کہتے ہیں
 قید کر دیا جو چند روز کے اندر تکلیف سے مر گیا۔
 اپنے نام کا روپیہ جاری کیا جو پرانے ادو پوری روپے سے جس پر شاہ عالم کا

نام ہے ایک آنہ زیادہ پر چلایا نام اس کا سرورپ شاہی روپیہ رکھا اس میں بجا سے
اردو حروف کے ہندی میں ایک طرف چتر کوٹا اودے پور اور دوسری جانب
دوستی لندن مسلوک کر آیا اگلی اذرتی بھی اسی سکے کی جاسی کی لیکن اس میں سال
سمت درج نہیں کیا جاتا۔

سمت ۱۹۱۳ء مطابق ۱۲۵۵ھ میں حکیم انگریزی فوج وغیرہ نے بغاوت کی تو مہارانا سرورپ
سے جس کا ہارامی ملک ٹیپروں کے واسطے بناؤ کی جگہ ہو سکتا تھا سرکار انگریزی کے ساتھ
غیر غواہی کی پر تاد رکھا۔ فرمان پروا لشکر کے جو سرکار ہی آدمی ضرورت سے اس ملک
میں ہو کر گذرے انکو ہر طرح رسد وغیرہ کی مدد دی اور جو انگریز اس پاس سے جان کی
حفاظت کو آئے انھیں خاطر داری کے ساتھ راجدھانی میں مہاں کیا۔

غدر کے دفتوں میں پرگنہ نیما ہیٹھ کے ایک جاگیردار نے جو کشتی کھلاتا تھا کشتی
کی جس پر کینل شور پوٹنکیل انسر نے نیما ہیٹھ پر میواڑ والوں کا قبضہ کر دیا لیکن فساد دور
ہونے کے بعد اس عذر سے کہ یہ پرگنہ سرکاری عہد نامے کے موافق رئیس ٹونگہ کی
ملکیت قرار پا چکا تھا اور ایک ماتحت جاگیردار کی برخلافی سے ریاست کو باغی نہیں سمجھا
جاسکتا۔ پرگنہ مذکور مع وصول شدہ جمع کے ٹونگہ کو واپس دلایا گیا۔

آخر وقت میں مہارانا سرورپ سنگد کاکر سے نیچے کا بدن بیاریوں سے بیکار
ہو گیا لگراش کا انتظام بدستور قائم تھا۔ اسی حالت میں مساجد میں اذانیں سننے لگوں
جس کا قصہ اب تک وہاں کے پرانے لوگ بیان کیا کرتے ہیں تاہم نہایت زبردستی
اور منظم مہارانا کھلاتا ہے اور اسکی کارروائی سے ملک نے ترقی کی تھی۔ تحفہ راجستان
میں ہے کہ بے وجہ اس کے مزاج میں مذہبی تعصب اور غیر قوم والوں سے پرہیز
زیادہ تھا اسکے کاروبار سے رعایا کے سوا اکثر سردار اور اہلکانات خوش تھے۔ تاہم تیسری
سے ریاست میں بہت سا کا رخا نا اور سامان درست ہو گیا۔
اٹش نے سمت ۱۹۱۵ء مطابق ۱۲۵۸ھ میں ۱۷ نومبر کو اپنی حکومت کے عیسویوں
برس انتقال کیا۔

۷۲۔ مہارانا شیخو سنگہ

یہ مہارانا سر دپ سنگہ کے بھتیجے کا بیٹا ہے اسکا پاپ شاردول سنگہ قید میں مارا گیا یہ گو دئے جا کر چودہ برس کی عمر میں مسند ریاست پر بٹھایا گیا اسکے باب کی عداوت کی وجہ سے سر دپ سنگہ اس رودہن میں رہتا تھا بلکہ کچ سنگہ شیورنی والے کو لینے کی مرضی تھی اپنی رانی کے سہجائے سے شیخو سنگہ کو منتخب کیا۔

انگریزی دستور کے موافق اٹھارہ برس سے کم عمر آدمی کو ملکی کام میں نابالغ سمجھا جاتا ہے اس لئے مہارانا کی کم عمری کے سبب ریاست میں کوئی آدمی باہمی دشمنی سے بے لگ نظر آنے سے تمام کاروبار پولٹیکل انسر کی نگرانی میں کیا جاتا ضرور جاکر حکمہ انجینسی بھیادنی پنچ کے عوض خاص اوہے پوریتین ہوا سرکاری حکم سے دوپنچ اور ایک سر پنچ قرار دیکر کارروائی دیکھی گئی فٹاس میں بہت جلد آپس کی دشمنی اور ضد سے ابتری نظر آئی تب سرکاری ہدایت سے پولٹیکل انسر کو دوپنچ مددگار کے طور پر ملکر تمام کام سپرد ہوا جس میں مہارانا بھی شریک رکھا جاتا تھا تاکہ اوسکو ہر طرح سے کارروائی کی عادات اور لیاقت پیدا ہو جائے اس تدبیر سے ملکی آمدنی بڑھی۔

شہر سے پنچ اور کھیر واٹہ تک بچتہ سڑکیں تیار کی گئیں اور شفا خانہ و مدرسہ جاری ہوا ڈونگرمو کے سردار ۱۸۳۷ء سے پیشتر اپنے پہاڑی مسکنوں سے نکل کر قرب وجوار کے لوگوں پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے اس سال میں افواج مہاراجہ سینھیاد ملکر مہارانا میواڑ لیسر کر دگی انسر انگریزی مجرموں کی سرکوبی کے واسطے متعین ہوئی۔ کچھ مقابلے کے بعد قلعہ فتح ہو گیا۔ اجیت سنگہ اور اسکے دو بھائی نکال رہے گئے ۱۸۴۱ء میں دربار میواڑ کے سفارتش کر کے گورنمنٹ ہندوستان سے اجیت سنگہ کے پھر آباد ہونے کی اجازت حاصل کی۔ مہارانا کی نایاب فی کے زمانے میں سرشتہ مال کی اصلاح شروع ہوئی تھی اور زمینداروں سے بندہ نسبت کیا گیا تھا مگر یہ بندہ نسبت اہلکارانہ دربار کی معرفت ہوا اس سبب سے چھ لاکھ روپیہ جمع میں باقی رہ گیا۔ بیہ جات منسوخ ہوئے اور بندہ نسبت از سر نو خام ہوا۔ ۱۹۲۱ء مطابق ۱۸۶۵ء ۱۶ نومبر

کو مہارانا باغ سمجھا گیا اور اسکو حکومت کے اختیارات اور تیس لاکھ روپیہ نقد جو سرکاری خزانے میں تھا سوپنا گیا۔

اسکے مشیروں نے اس کو خود کام کرنے سے منع کیا مگر کرنل نکسن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ کی صلاح سے اس نے مشیروں کی مانعت پر مطلق جینا نہ چھوڑا اور کام کرنے سے باز نہ آیا مطلقاً ریاست میں سے مہتا کوکل چند تو اپنے علاقہ نانڈل گڑھ کو چلا گیا پنڈت نچمن راو راج کا کارکن اور بٹھا کر ظالم سنگھ جالی والا یہ دونوں مہارانا کے اول مشیر رہے۔ علاوہ میں راوت کھیسری سنگھ والی سلو متر گیا اہالیان قبیلہ نے متونی کے بعد رشتہ دار جو دھ سنگھ نامی کو مسند نشینی کے واسطے تجویز کیا۔ وہ خلاف حکم دربار و خلاف دستور درجہ جاگیر پر قابض ہو گیا۔ دربار کی خواہش یہ تھی کہ راو کھد سیر کو جو وارث جیانہ ہے مسند نشین کرے مگر مقابلے جو دھ سنگھ قابض جاگیر کے اسکی امداد کی قابلیت نہ دیکھ کر انگریزی فوج ملنے کی صاحب پولیٹیکل ایجنٹ سے درخواست کی مگر گورنمنٹ ہندوستان نے فوج بھیجنا منظور کر کے ریاست اور مجمع سرداران کو اطلاع دی کہ سرکار انگریزی کو منظور نہیں ہے کہ ریاست اور پور کو مدد دیکر اس کے فرائض سے سبکدوشی کرے اور فوج انگریزی کی دست اندازی سے پیشتر سرداروں کو لازم ہو کہ بغور و تامل سمجھ کر لکھیں کہ سلو متر کی مسند نشینی کی بابت کل سردار ترقی رائے ہیں یا نہیں اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ جو دھ سنگھ نے دو لاکھ روپیہ ریاست میں داخل کیا اس کا قبضہ بحال رہا اور راو بھوپال سنگھ کی نسبت حکم ہوا کہ وہ خود موضع چاندنڈ سے متنبہ لیا گیا ہے اس لئے دوبارہ متنبہ نہیں ہو سکتا۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء میں مہارانا سلو متر جا کر بعد اوائے رسم ماتم پرسی وہاں کے سردار جو دھ سنگھ کو لے آیا۔ مہارانا سردپ سنگھ نے اس رسم کو ادا کیا تھا اس سے چند اوت راجپوت بالاتفاق اور بے مخالف ہو گئے تھے اور ان کے عہد میں بڑی خرابی رہی تھی۔

ستمبر ۱۸۶۶ء میں کٹاکر نیمبہ پٹھہ اور راو دیو گڑھ کے درمیان فساد ہوا اس میں ۱۳ آدمی مارے گئے اور ۲۲ زخمی ہوئے اور یہ تنازعہ قرق ہوا۔

۱۸۶۷ء میں رادوت رنجیت سنگھ والی دیو گڑھ کا انتقال ہوا اس نے یاغیتار پنج سر داری کوٹھاری کیسیری سنگھ کی ذات میں بہت کوشش کی تھی اسکا بیٹا کشن سنگھ عمر ۲۵ سال جانشین ہوا مگر باوجود جاری ہونے دھونس کے کہ تا وقت اطاعت و ادائے نذرانہ جاری رہی وہ مدت تک مہارانا کو سلام کرینیک واسطے حاضر نہ ہوا۔ آخر کار مہارانا نے حسب خواہش صاحب امینٹ گورنر جنرل رحم جانشینی ادا کر دی۔

۱۸۶۸ء میں آمیٹ کے سر دار پتھی سنگھ کے مرجانے کے بعد اسکی بھکاری نے نیہالی والے ظالم سنگھ کے بیٹے امر سنگھ کو گود لیا تھا لیکن ریاست کی تلوار بند سی سے پہلو دوسری فریبی رشتہ دار حیدر سنگھ نے مہارانا سر دپ سنگھ کی منشا کے موافق زبردستی آمیٹ پر قبضہ کر لیا سلو مرے امر سنگھ کی طرف داری اور دیو گڑھ نے حیدر سنگھ کی مددگاری اختیار کی مہارانا شہجہو سنگھ نے فساد مٹانے کی نظر سے امر سنگھ کو آمیٹ کے موافق نشست اور ایک بڑا گاون دیکر کچھ روپیہ نقد آمیٹ سے لیا قرار کر دیا جسکے بعد آمیٹ حیدر سنگھ کے بیٹے رادوت شیوانا سنگھ کے قبضے میں رہ کر رادوت امر سنگھ کے لئے میجہ کاٹھکانا علیحدہ قائم ہوا۔

حسب صلح پولیٹیکل امینٹ مہارانا نے ہولی پرنسٹن تصویروں کا سر بازار رکھنا منع کر دیا اور سواری کے وقت بکرا مار نیکی جا بلانہ رسم بھی موقوف کر دی

۱۸۶۹ء میں مہارانا نے جمن رادکار کن کو برخاست کر کے کوٹھاری کیسیری سنگھ کو دیوان ریاست مقرر کرنا چاہا مگر چونکہ مہارانا کی نابالغی کے زمانے میں کیسیری سنگھ سے کہ پنج سر دار تھا ایک نالیندیدہ حرکت ظہور میں آکر اسکی موقوفی حکم گورنمنٹ ہوئی تھی اس واسطے اسکی سبالی بھی بلا اجازت گورنمنٹ ناممکن متصور ہو کر درخواست اجازت کی گئی۔ گورنمنٹ نے مہارانا کی درخواست کو منظور کیا کیسیری سنگھ کے از سر نو مقرر ہونے سے سب کو اطمینان ہوا اگرچہ یہ شخص کام تندی سے کرتا تھا مگر چونکہ اس کا میلان خراج تدبیری پر نہ تھا اس وجہ سے بند و کست مالی قدیم رواج پر رہا اور رعایا مفلس ہوتی رہی۔ افسران گورنمنٹ کی رپوٹوں میں لکھا ہے کہ مہارانا کے مشیر بادشیر نہ ہونے سے

بڑا نقصان تھا چنانچہ صاحب جو صحبت میں رہتے تھے اس لائق شخص پر لوگ مہارانا کو بھیاشی اور ناداجب حرکات پر آمادہ کرتے تھے اور ریاستی کاروبار سے نا اہل کہتے تھے مہارانا کل کام برائے نام خود کرتا تھا اس لئے بڑی استیسی رہتی تھی اور گورنمنٹ سے محکمہ جات مقررہ کی فرامائش ہوتی اس پر مہارانا نے باقاعدہ محکمہ جات عدالت نوچا یہی دو دلوانی مقرر کئے۔

۱۸۶۷ء میں بارش کم ہوئی تھی اس سبب سے جون ۱۸۶۷ء میں میواڑ کے تحصیل دھولاپور میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے پندرہ مئی تک رہ گیا۔ کشتی بارش سے پیداوار خریف کا بہت نقصان ہوا کہ بجز اضلاع جونی کل ملک میں اس فصل کی پیداوار بہت کم ہوئی اور شہر میں غلہ جمع نہ تھا اس سے بازار میں کمی ہوئی۔ ستمبر و اکتوبر میں غلہ مشکل تیسرا تھا اور شب و روز فکر و تردد رہتا تھا اگر معافی محصول دلاں جونی و خاطر داری بیواریاں اور انکو خرید غلہ کے واسطے زرخیزی دینے اور سرکاری غلہ کے کھنڈھ کو لے کر فراخ بندیریں سے ریاست میواڑ سے اس آفت کا بخوبی مقابلہ کیا اور ہر طرح کوشش کر کے بازار میں غلہ کی زد بہا دی۔ نرخ البتہ گراں رہا۔

شروع ستمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۱۸۶۷ء میں لارڈ میو صاحب و سیرانہ ہندوستان جنگی یادگار میں میواڑ کے قائم کیا گیا ہے جمیر آئے راچو تانے کے اکثر بڑے رئیس و بار میں طلب ہوئے بڑی بحث کے بعد مہارانا سمجھو سنگھ بھی جمیر گیا جہاں اس کو سب رئیسوں سے اول نشست دی گئی مہارانا صاحب کے بعد سچے پور و بودیہ پور والوں نے دوسری نشست کے لئے کوشش کی جس میں جو دھ پور کا مہاراجہ تخت سنگھ اپنی مسئلہ کے خلاف کارروائی دیکھ کر داپس چلا گیا۔ دربار کے دلاں میں میواڑ کے پولٹیکل افسر کو جھاراپاٹن کے مہاراجہ مانا پرکھوسی سنگھ کی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا تھا راستے میں رئیس نے پولٹیکل افسر سے مہارانا کی ملاقات کے لئے خواہش ظاہر کی میواڑ کے سرداروں نے جو خود کو بعض دوسرے راجاؤں کی برابریاں کرتے ہیں اس ملاقات میں اس بنا پر اعتراض کیا کہ جھاراپاٹن دلاں کا بزرگ راجہ اٹھام سنگھ کو لے

کا لو کر تھا جس کا درجہ میواڑ کے سرداروں کی برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ کرنل نکسن پولٹیکل افسر تھے جو مہارانا کے مزاج میں زیادہ دخل تھا۔ اس سے کہا کہ انگریزی سرکار نے ریسرچ ہار اپان کو جو مختار راجہ بنایا ہے جسکو دوسرا کوئی رو نہیں کر سکتا اسکو دوسرے راجاؤں کی برابر عزت ملنے کی امید آپ کی مدد کے سوا نہیں کی جاتی جو سرکاری خاطر سے گوارا کرنی چاہئے اس پر مہارانا نے سرداروں کی مرضی کے خلاف منظور فرما کر خانگی ملاقات میں مہاراج رانا کا اپنی باتیں طرف مسند پر چلک دی لیکن بڑے درجے کے سردار ناخوشی کے سبب اس موقع پر شریک نہ ہوئے

مہارانا نے جاگیر باگور کی مسند نشینی کا مقدمہ کہ مدت دراز سے ریختہ بھاشا ۱۷۷۷ میں فیصلہ کیا کہ باگور کے مہاراج سمرتھ سنگھ نے جو اپنے چھوٹے بھائی سوہن سنگھ کو مہارانا سر دپ سنگھ کی منظوری سے گودے کر مسند نشین کیا تھا وہ کسی طرح بے دخل نہیں ہو سکتا اس کے بڑے بھائی سکت سنگھ کا دعویٰ ناجائز ہے مگر مہاراج سکت سنگھ کی معاش کے واسطے طعنے پھینکے ہوئے کہ اسکو باگور کی جاگیر سے بارہ ہزار روپے کی جمع کے دیہات علیحدہ کر دیئے جاویں پانچہزار کے دیہات پہلے سے اس کے قبضے میں تھے سات ہزار کے اور دیوے جاویں دوسری سال مہاراج سکت سنگھ نے فساد کے لئے سر اٹھایا ریاست کی فوج اس پر چینی ٹپی جو اسکو قید کر لائی اس کے ساتھ میں اسکا کنوڑجی سنگھ بھی حراست میں آیا۔

۱۷۷۸ میں ۱۷۷۸ کو کرنل بریڈک ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بڑے تکلف کے دربار میں موجودگی صاحبان انگریز مقامات گرد و لولج و سرداروں ریاست مہارانا کو سرکار کی نظر سے متعارف ستارہ ہند درجہ اول دیا اور مہارانا نے بہت خوش ہو کر شکر یہ ادا کیا فروری ۱۷۷۹ میں کسی سے صلح لئے بغیر بھینڈر کے سردار کے بیٹے کو دربار میں سردار گھاسے راجا ملتا ہے جو وہ پور کی نشست عطا کی کہ وہ غصے سے غیر حاضر رہے اور سالہا سال سے اپنی نشست چھو بیٹھا تھا۔ بھینڈر کی اس ترقی پر گولیہ۔ دیوگرہ۔ بیگوں۔ دیوارہ آسیت۔ گوگوند اور کالوڑ کے سرداروں کو رنج ہوا۔ انھوں نے یالا آفاق عہد کیا کہ نہ دربار میں جاویں اور نہ بھینڈر والے سے نیچے بیٹھیں مگر دسہرہ پر بھینڈر والے سے کہہ دیا

گیا کہ نہ آدے جیب سب حاضر ہوئے۔

جون ۱۸۷۲ء میں مہارانا نے الیہا مقدمہ فیصل کیا کہ ۱۸۵۶ء سے زیرِ توجہ رکھا اور موضع ستوارہ پٹوہ رخن بہا بٹھا کر لامہ کو دیکر منصفیہ مہارانا سر دپ سنگھ کا بحال رکھا۔ لامہ اور دپاہلی کے سرداروں میں سرحد کا تنازعہ تھا روپاہلی والے نے یکایک حملہ کر کے سردار لامہ کے بیٹے اور دو بھائی اور ایک بٹھا کر جمیر کو مار ڈالا اور پانچ آدمیوں کو مجروح کیا جنرل لارنس نے کہ اس زمانے میں پولیٹیکل ایجنٹ تھا ستوارہ موضع واردات کو ضبط کیا اور مہارانا سر دپ سنگھ نے لامہ کو دے جانے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کے واسطے مارچ ۱۸۷۲ء میں ایک اہلکام فوج ریاست بھیجی گیا مگر دریافت ہوا کہ ملازمان بٹھا کر مقابلہ پر آمادہ ہیں اس پر ایک بھیجی گئی اور کل سرداران گرد پیش کو ہدایت ہوئی کہ اپنی اپنی جمعیت سے حکم راج کی تعمیل کریں چنانچہ سب بٹھا کر وں نے تعمیل کی مگر سرداران دیو گڑھ آسیند نے واجبیت حکم دربار پر اعتراض کر کے قتل نہ کی آخر کار روپاہلی والوں نے کہ بٹھا کر صغیر سن اور دوم درجے کا سردار ہوشیار خالی کر دیا۔

سمت ۱۹۳۱ء مطابق ۱۸۷۲ء اکتوبر کو مہارانا شہجوسنگھ نے ستائیس برس کی عمر بارہ برس دس مہینہ بیس روز راج کر سنہ بعد تین مہینہ سخت بیمار رہ کر ناسور عکبر کی تکلیف سے وفات پائی۔ اس کے عہد میں ہائی اسکول طیار ہوا اور ایک شہجیو نواس مکان جلو کی جنوبی طرف چھوٹا تالاب کے کنارے پر پرانی عمارت توڑ ڈا کر بنایا گیا جس سے بہتر گرم موسم میں آرام کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

کرنیل رنٹ پولیٹیکل افسر نے بیدلہ راؤ بخت سنگھ کی مدد سے زمانہ ڈیوڑھی کا عہدہ بند و سبت رکھا جو عورتیں بڑا کئے زواج کے موافق اپنے مالک کے ساتھ جان منافع کرنا چاہتی تھیں انکو بغیر کسی فساد کے روک دیا۔ پہلا موقع تھا کہ میواڑ میں رئیس کے انتقال پرستی ہوئی تاقن رسم بند کی گئی۔

تھیلوں کا فساد

شروع ۱۸۷۵ء میں خالصہ کے بھیل ایسے سرکش ہو گئے کہ وہاں کے حاکم نے

دربار کو لکھا کہ تاوقتیکہ ان میں سے دو ایک نہایت شرمیلے سرکش پالوں کو سزا نہ دی جائے اس ملک میں امن رکھنا اور بقیہ حکم کرنا غیر ممکن ہے اس پر دربار کو چند مفسد سرکش پالوں کی سرکوبی کر کے اپنی حکومت قائم کرنی لازم آئی مگر راج کمزور ہو رہا تھا۔ بجائے اسکے کہ فی الفور سزا دی جانی سامان نہ ہونے کے سبب سے فوج کی تیاری اور روانگی میں توقف ہوا بھیلوں نے حکام کی سستی اور غفلت دیکھ کر اور بھی دار درہن کیں۔ ستمبر میں انکی شورش انتہائی درجہ کو پہنچی مہارانا کو صلاح دی گئی کہ پہاڑی ضلع میں مناسب مقامات پر فوجیں متعین کر کے سزا دی جائے۔ کابند و لبست کرے مگر فعل عمل دیر آمد اس تجویز کے سرغنہ پالوں کو طلب کر کے ہدایت کی کہ مجرموں کو فوراً گرفتار کرادو اور بال معزوتہ مسترد کرادو ورنہ بصورت خلاف ورزی سزائے سخت دی جاوے گی مگر چونکہ یہ ہدایت بلا سزا تھی اس پر کچھ عمل نہ ہوا۔ مہارانا کو اس قوم کی سزا دی ورنہ بہت السند و فساد کا بہت فکر ہوا اور چاہا کہ ایک دفعہ حکومت قائم کر کے اس ضلع کو تخت انتظام خاص میں رکھیں مگر یہ امر مشکل معلوم ہوا کیونکہ ان مفسدوں کو ضبط میں لانے کے واسطے جو محل وحشی و دیانت و لیاقت چاہیے راج کی حکومت میں کہاں تھی۔ اہالیان راج علی العموم یہ سمجھتے ہیں کہ بھیلوں میں عقل و تیز و دیگر قوائے انسانی نہیں ہیں اور اس سبب سے انکو صرف ظلم و تشدد کے ذریعہ سے مغلوب رکھا جاتا ہے۔ ہیں۔ بھیلوں کی سزا دی کے لئے دربار کی فوج اور جاگیرداروں کی جمعیت بہ تعداد دو ہزار کس اودے پور میں جمع ہو کر ۱۹۔ اپریل ۱۸۶۹ء کو بے سدری ظالم سنگھ باہلی والا پہاڑی اضلاع میں آئی اور بٹھارا۔ سٹراڈا۔ کربا اور بھورانی کی پالوں پر ستوا نہ حملہ آور ہوئی طرفین سے گشت و خون بہت کم ہوا دربار کی فوج سے صرف چار آدمی مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور بھیلوں کی طرف ۲۱ مقتول و ۴۹ مجروح سنے گئے حسب دستوبھیل پہاڑوں میں بھاگ گئے مگر قحط و بیماری کی وجہ سے انھوں نے جلد اطاعت قبول کر لی اس کا نتیجہ بہت اچھا ہوا۔

۱۸۶۲ء و ۱۸۶۳ء میں بھیلوں نے پھر شورش کی اور کئی دار والوں کو مرتکب

ہوئے راج کی فوج کا دھنک واڑہ پال کے بھیلوں سے مقابلہ ہوا اگرچہ راج کی فوج
 قواعد و ہتیار میں بہت ناقص تھی اور کسی غیر فوج کا مقابلہ کرنے کے واسطے بالکل کارآمد نہ
 تھی مگر بھیلوں کی سزا دہی میں کہ ان کے پاس ہوا ہے تیر و کماں اور پہاڑوں کی سناہ کے
 اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جوئی کارگر ہوئی (یہ بیان انگریزی افسروں کی رپورٹوں سے متفق نہیں
 ہے اور میں نے راج میواڑ کی طبی اور استری کی باتوں کو کچھ نرم کر کے لکھا ہے)

ستمبر ۱۸۷۷ء میں بد دریافت اس امر کے کہ بائی مینوں کا گروہ رعایائے علاقہ گوڈواڑ
 سرحد چورہ کے پہاڑوں میں آکر سناہ پذیر ہوا اسکی سزا دہی کے واسطے فوج کا بھیجا ضرور
 پڑا اس میں کھیر واڑہ اور کوڑہ کی مختلف جماعتیں اور سے پور سے راج کی فوج اور راؤ
 چورہ کے ملازم شامل ہوئے راؤ کے بھائی بھٹا کر بھیم سنگ نے ایک گروہ کو اٹلی جائے سناہ
 میں جا پکڑا۔ لڑائی میں انکو شکست دی اور اسکے سر گروہ تھلا (سبا سے معروف) کو مار ڈالا
 اور دیگر چاروں کو زخمی کیا مگر کثرت درختان سے کل گروہ بھاگ گیا کوئی گرفتار نہ ہوا۔
 اس فوج کشی اور بھٹا کر بھیم سنگ کی مقابلہ آرائی سے گوڈواڑ اور سردہی کے مہینہ اور
 بھیلوں نے فی الفور میواڑ کے پہاڑوں کو چھوڑ دیا۔

۷۳۔ مہارانا سجن سنگ

یہ مہارانا شمشیر سنگ کا عزا دیھائی اور مہاراج سکت سنگ کا بیٹا تھا باپ کے ساتھ
 حیدرآباد میں آیا اور مہارانا شمشیر سنگ کی وفات کے بعد بڑی مہارانی اور سرداروں وغیرہ
 کے اتفاق سے متبنی ہو کر اسوج باہی ۱۳ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو مندرجہ
 پر پہنچا۔ اس وقت پندرہ برس کی عمر تھی کسی قدر انگریزی۔ اردو اور ہندی سیکھنے
 پایا تھا کہ ستمبر ۱۹۳۶ء مطابق ۱۸۷۵ء میں مہارانا کو سرداروں کی تجویز سے مہاراجہ ایپا
 کی بہن کے ساتھ شادی کر لے کر وہاں جانا پڑا۔ اس سفر کے کھڑے سے دونوں کے بعد
 انگلستان و ہندوستان کے وسیعہ شاہزادہ بہادر و ملیر کی پیشوائی کے واسطے پولٹیکل
 افسر وغیرہ کے ساتھ مبنی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان اسباب سے پڑھنے لکھنے میں
 ہرج ہو تا گیا۔

سم ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ماہ ستمبر میں دیوان مہارانا شمشیر سنگھ کے انتقال پر بعض لوگوں کی مخالفت سے اجنبی حلا وطن کر دیا گیا محکمہ خاص کی استری کے سبب واپس بلایا گیا۔

اسی سال میں مہارانا کے چچا باگوس کے مہاراج سوہن سنگھ نے جو خود کو اودھ پور کی مسند نشینی کا حقدار خیال کرتا تھا زیادہ سرکشی کی۔ اس پر کھیرواڑے کی انگریزی ہسل بلٹن مع ریاست کی فوج و توپخانہ کے میجر گنگا کمانیر کھیرواڑہ کی ماتحتی میں باگور کے محاصرے کو بھیجی گئی اگرچہ سبب کثرت بارش و طبعانی پانی سے روانگی میں توقف ہوا مگر صاحب نے اپنا کام بلاخون برہمنی انجام دیا اور مہاراج سوہن سنگھ کو گرفتار کر کے ۸ اکتوبر کو اودھ پور لے آیا اوسکے کام دار اور دیگر متوسلین جیلخانہ میں بھیجے گئے اور وہ خود پالسنور روپے ماہوار تحواہ پر بنارس بھیج دیا گیا جہاں سے کئی برس کے بعد آٹھ کو میجر اڈورڈ براؤن فرڈ اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش پر مہارانا کے حکم سے مختصر جاگیر ملکر اودھ پور میں رہنے کی اجازت ہوئی۔ جنوبی کوہستان کے مقامات منڈوہ اور بھیل میں ڈاکن کشی کے دو مقامات شروع سال ۱۸۷۵ء میں وقوع میں آئے اور منڈوہ میں لوہیت بہ بلاکت پہنچ گئی اور راجپوتانہ سے اس کا انسداد بالکل نہ ہو سکا اور باشندگان قرب جو اربہت خائف و متردد ہوئے اس صورت میں سپرنٹنڈنٹ اضلاع کوہی کی تحریک کے بموجب صاحب پولیٹیکل ایجنٹ نے فوج بھیجنے کی تیاری کی۔ اگر یہ فوج فی الفور روانہ ہو جاتی تو یقین تھا کہ فوج کے پہنچنے ہی یا حملہ شروع ہوتے ہی بھیل اطاعت پذیر ہو جاتے مگر خوش اتفاق سے اسی زمانہ میں باگور فوج کشی ہو گئی اور یہ کام التوا میں رہا جب وہ مہم ختم ہوئی تو قید میں آتا جلد دوسری طرف فوج کشی کرنیکی نسبت بحث ہوئی اس سے توقف ہوا آخر کابھیل بلٹن اور راج کی متفق فوج بہ سخت گنگا صاحب ۱۷ ماس کو اودھ پور سے روانہ ہوئی اس توقف سے بھیلوں کو مستعد مقابلہ ہونے کی فرصت مل گئی کہ لڑائی کے واسطے تیار ہو گئی اور اپنی مولشی و مال قرب خواہ کی پالوں میں دوست آشناؤں کے پاس پھیلے اور پہاڑوں میں چھپنے کی غرض سے غلہ جمع کر لیا تاہم فوج کشی کا نتیجہ اچھا ہوا۔ یعنی

دو لڑیں سرگردہ مع اس کے بڑے آدمیوں کے گرفتار ہوئے صدر ہاؤس میں اور غلامیہ ریاست
 کا قبضہ ہو گیا اور بھیلوں کو بھینی ثابت ہو گیا کہ بند ویش خواہ کیسی ہی ناقص ہوں۔ اس کے
 سیر و کماں سے ہر طرح بہتر نہیں آخر کار ایک مضبوط اتحاد قائم کر کے راج کی فوج واپس آئی
 اور بھیلوں کو بعد اقرار نیک چلتی آئندہ کے آباد ہونے کی ہدایت ہوئی۔ پتھورے عرصے کے
 بعد لاہور کا راجہ برک گورنر جنرل مہاراجستان راجپوتانہ کا دورہ کر کے ہوئے اور دسے پورہ کے
 بھیلوں کی بھانی سے بہت خوش واپس گئے۔

مندرجہ ذیل واقعہ کے گوشائیں (گوسوامی) گردھار ملال سے سرداروں کا طریقہ
 اختیار کر کے دربار سے سرکشی کی حالت میں اس پر فوج بھیجی گئی مگر ریاست کی
 حکومت قائم کیے بغیر ریاست ہو گئی اور گوشائیں کے دیہات علاقہ میواڑ سے تک
 قرق رہے تاہم شرارت سے باز نہیں آیا۔ پھر حکم ہوا کہ کشائیں کا دکیل پولیٹیکل ایجنٹ کے
 پاس نہ رہنے پائے اس امر سے امید تھی کہ وہ اطاعت پذیر ہو کر اپنے ظلم و تعدی کے
 طریقے کو چھوڑ دے مگر دریا زت ہوا کہ زمانہ دیوڑھی سے اس کی رعایت ہوتی ہے اس لئے وہ
 بدستور خود سری و عدم تعمیل کئے جاتا ہے اور اس کو دیکھ کر دیگر سرداران خراج گزار ریاست
 کو عرصہ شرارت و تمرومی ہوتا ہے آخر کار ۱۸۷۷ء میں تحقیق ہوا کہ جب تک گوشائیں حال کو
 بے دخل و خراج کر کے اس کے بیٹے کو قائم مقام نہ کیا جائے رفع نزاع نہ ہوگا۔ دسمبر ۱۸۷۷ء میں
 اس کی تبتہ کے واسطے فوج تیار ہوئی تب اس نے پولیٹیکل ایجنٹ کو لکھا کہ معاملات ملکی میں
 ریاست کا ماتحت رہ کر احکام کی تعمیل کرو چکا جلیانہ کے قیدیوں کو چھوڑ دو نگاہات متعلقہ منہ
 میں بدعیا کو کلیف نہ دو نگاہ ریاست سے عقدمات دیوانی و فوجداری کی مشلیں طلب ہوئی
 تو بھیجتا رہو نگاہ اور جو پولیسی آدمی نوکر ہیں ان کو موقوف کر دو چکا چنانچہ اس نے اکثر پولیسی
 آدمی موقوف کر دیئے اور قیدی بھی بہت رہا کئے مگر مسئلہ مطلوبہ نہیں سمجھیں اور اختیار
 دیوانی و فوجداری میں ریاست کی مداخلت نہ ہونے دی اور اطاعت کرنے سے صاف
 انکار کر دیا تب مئی ۱۸۷۸ء میں گرفتار ہو کر میواڑ سے باہر رہنے پر مجبور کیا گیا۔ وہ پہلے
 پتھورہ اور پھر مینپی کو چلا گیا اس کے عمر بیٹے کو دروہن لال کے ہوشیار ہونے تک ریاست

نے انتظامی کارروائی اپنے ہاتھ میں لی۔ اسکے دوسرے برس مہارانا ٹریسٹ کے
 بعد دہلی کے دربار قیسری میں جو لارڈ لٹن ڈپٹی سربراہ کی حکومت میں قرار پایا تھا شریک ہوا
 اس موقع پر مہارانا کی ذاتی سلامی انیس کے عوض انیس توپ مقرر ہوئی اور ریاست کو
 دعرزت دارالحکارت دیوان مہتا پنالال اور کوٹھاری چکن لال کو رائے کا خطاب عطا ہوا۔
 سن ۱۹۳۳ء مطابق ۱۳۵۲ھ میں مہارانا کو ریاست کے کامل اختیارات حاصل ہوئے
 اور اس نے اکثر باتوں کا اپنا انتظام شروع کیا اول ایک کونسل اجلاس خاص نام سے
 عدالت اہل کے عوض مقرر ہوئی جس میں کسی قدر سردار دعرزت دارالحکارت داخل کئے
 گئے کئی برس کے بعد بعض لوگوں نے تعصب سے اس نام کو بد لکھ کر راجہ سمجھا کر
 کیا حالانکہ الیا عمل بالکل سچا تھا کیونکہ کوئی علم و زبان کسی قوم کی جائز نہیں ہے جو شخص وہاں
 رہتا ہے وہاں کی زبان بولتے اور وہاں کے رواج پوچھنے کو چھوڑے عام ہندوستان
 کے علاوہ راجپوتانہ میں بھی مختلف فرقوں کے آدمی رہتے ہیں اس واسطے جو لفظ سب
 لوگ بولتے اور سمجھتے ہیں ان کے عوض ذاتی تعصب سے اپنی خاص گھڑت کرنا عوام کو
 مشکل میں ڈالنا ہے۔ مہارانا چونکہ مالک متحدہ کے اسرار سے واقف نہ تھا اسلئے علمی مذہبی
 تعصب لوگوں کی باتوں پر چلتا اپنی عالی دماغی۔ معاملہ فہمی اور بہت ذہنی سمجھنا تھا اس
 واسطے دوسرے سرشتوں میں بھی اس قسم کے الفاظ ٹھونس دیئے گئے ہیں جیسے سنین
 سبھا وغیرہ اور اپنے ہندی اخبار کا نام بھی سچن کوئی سمجھا کر رکھوا یا۔ اگر یہ کہا جائے کہ
 مہارانا ہندو تھا اسکو صرف ہندی زبان سے عرض بھی تو عالمگیر وغیرہ لگے بادشاہوں
 پر جو ہندوستان کے مالک تھے۔ ہندوؤں اور ان کے علوم سے نفرت کا الزام لے
 جا ہو گا اور اس تعصب کے زمانے میں اور اس وقت کی آزادی کے دعوے میں نئی
 فرق نہ سمجھا جائے گا انکو یورپین لوگوں سے جو دنیا بھر کے علوم و زبانوں کو ترقی دینا چاہتی
 ہیں سبق لینا چاہئے تھا۔

اس برس علاقے میں نئے حاکم بھیجے گئے جنکو دیوانی و فوجداری اور مال کے
 ایک جائی اختیارات عطا ہوئے اس وجہ سے رعایا پر حاکموں کا براہ راست اثر حالانکہ

ار باب دانش صیغہ مال اور عدد الہی کام ایک ہاتھ میں ہونے کو بڑا جانتے ہیں اور سرکار انگریزی
 میں ان کے ایک کئے جانے کی تدبیر تو یہی ہے۔
 خاص فوج کی خواہ میں کچھ امنا نہ ہو کر انگریزی قواعد سکھانا جاری کیا گیا شہر کے
 انتظام اور صفائی کے لئے حکمہ پولیس قائم ہوا۔ ہر گلی کوچہ میں گائے بیل وغیرہ جانور جو بے قید
 پھرا کرتے تھے ایک علیحدہ مکان میں رکھ دیئے گئے اور ہر گلی کوچہ کے ذریعہ سے پھڑوا کر
 ایک مکان میں بند کر دیئے گئے اور کچھ عرصے کے بعد جنگل میں چھوڑ دیئے جانے لگے جانور
 کی گرفتاری پر شہر کے مہاشن دوکانداروں وغیرہ نے جن کا یہاں بڑا زور ہے ایک روز
 ہٹال کر دی گئی جو ان کے سرغنہ سا ہو کاروں وغیرہ کو تنبیہ کرنے سے رفع ہوئی۔ اسی
 برس کرنل ایچی پولٹیکل انسٹر کی سفارش سے مہارانا نے پادری ڈاکٹر شہر ڈاکٹر شہر
 کے شمالی طرف پھولہ تالاب کے کنارے پر مشن کے واسطے ایک مختصر زمین بخشی۔ مشن
 والوں نے ریاست کی اجازت سے اپنا ایک شفابخانہ اور مدرسہ بھی شہر کے اندر قائم کیا
 اور بعد کو شہر کے باہر ایک گرجا بھی بنایا اور لاداروں و محتاجوں کو عیسائی بنانے میں
 بہت ترقی ہوئی۔

سہ ماہی مطابق ۱۹۳۱ء میں جنوبی علاقے کے پہاڑی بھیلوں نے بلوہ کر کے ریاست
 کے تھانہ وار اور سوار وغیرہ لوگوں کو قتل کر ڈالا خیر ہوئے پورا دسے پور سے فوج کا ایک گروہ
 رکب دیو کی طرف بھی گیا اگرچہ بھیلوں نے جو کسی غریب مسافر کو لوٹ لینے کے سوا ہتیار والوں
 سے لڑائی کی خیرات نہیں رکھتے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ لیکن دوسرے علاقوں ڈونگر پور اور
 بانسواڑہ وغیرہ کی طرف فساد پھیل جائیکہ اندیشے سے پولٹیکل انسٹر نے ریاست کی فوج
 کو حکمہ کرنل کی صلاح زدہ۔ جو لٹیروں کے واسطے مفید ہو گئی یہ پہلا موقع ہے کہ بھیلوں کے
 علاقے سے بغیر کافی سزا دیئے فوج لوٹ آئی۔ مہارانا سمجھو سنگ وغیرہ کے عہد میں
 کوئی بارہ ان وحشیوں کا سخت تدارک کیا گیا تھا جس سے بہت عرصے کے لئے ان پر گلیاں
 اس فساد کا بڑا سبب بعض لوگوں کے ہر کانیکے سوا یہ ہے کہ قدیم سے بھیلوں کا قبیلہ لوٹ
 ریاست کے آدمیوں کا اسباب سر یہ اٹھا کر بیگار کے طور پر لیا کرتے تھے اور غیر مسافر

سے اس خدمت کی اجرت لیکر وٹ مار سے پچاس ٹیکہ ذمہ دار ہوتے تھے کسی قدر افغانی لوگ جن کو اس ملک میں ولایتی کہتے ہیں اور جو مدت سے راجپوتانے کے بعض علاقوں میں نوکری سے گزر کر رہے ہیں میواڑ کے پہاڑی ضلع میں مقرر تھے جہاں ان مضبوط اور سخت آدمیوں سے ڈر کر سرکاری حکموں کی تعمیل جلد کیا کرتے تھے ریاست کے ملک و بڑے اہلکاروں نے علاقے میں جا کر جھیلیوں کی بیگار وغیرہ موقوف کر دی اور ولایتی لوگوں کو ظالم قرار دیکر میواڑ سے نکل دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جھیلیوں نے جن میں دفعۃً ایسی رعایت کی گئی تھی جان و مال کا ایسا نقصان کیا جس کا کچھ بھی عوض حاصل نہ ہو سکا۔ فساد ہی لوگ رعایت کی حالت میں اس غلط خیال سے کہ ہمیں کوئی سزا نہیں دے سکتا زیادہ بدی کرنے لگے ہیں بعض وحشی اور بے رحم لٹیروں کو قیصر واروں کے مقابل ایک دم بے لگا چھوڑنا ایک مناسب سمجھا جاسکتا ہے یہ لوگ شور و فساد سے عام اس میں بعض دفعہ غفلت ڈالتے ہیں جنکو سزا دینے کی بابت بعض افسر و گنہگار جاساتے ہیں لیکن جنگلی رعایا کو جس کے پاس روپیہ کم ہوتا ہے جو زمانہ وغیرہ سے تنگ کرنا البتہ سچا ہے اور لوٹ مار و درگشی وغرض سے جس میں اکثر غریب مسافر اور غنئی ہو پاروں کی جان و مال کا نقصان ہو کر رہتا ہے۔

فسادوں کو فوجی تنبیہ اور جسمانی سزا دینا بنیاد ضرور اور بیشک مفید ہے۔
 ستمبر ۱۹۳۸ء مطابق ۱۸ ستمبر کے مہینے میں لاہور میں وائس رائل ہند نے چتوڑ کے مقام پر اکبر ہارانا کو اول درجے کا تمغہ ستارہ ہند ملکہ قیصرہ ہند کی طرف سے دیا۔
 مہارانا نے اس موقع پر چتوڑ کے راستے اور مکالوں کی درستی میں چار لاکھ روپیہ صرف کر کے نائب سلطنت کو ویر دہڑی خاطر داری کے ساتھ مہمان رکھا۔ اس سال میں مہاراجہ سکت سنگھ کو جو مہارانا کا اصلی والد ہے اور جسکو جاگیر کے عوض چھ ہزار روپیہ سالانہ نقد ملتا تھا۔ باگور کی جاگیر جو پہلے اسکے حقیقی بھائی سوہن سنگھ سے منسلک تھی چھوٹی تھی غلطی گئی۔

ستمبر ۱۹۳۹ء مطابق ۱۸ ستمبر میں راجد کو بھٹاریہ پر اول درجہ کے سر داروں میں سے ہے قریب کی فریاد اور سرحدی فیصلے کی تعمیل نہ کرنے کی سبب کسی قدر توجہ

بھی گئی جو کامیابی کے بعد جلد واپس بلالی گئی۔
 اسی سال مہارانا کے محل میں ایڈر والی چھوٹی مہارانی سے ایک کنو پید ہوا یہ
 بڑی خوشی کی بات تھی جو چار پشت سے مہارانا بھیم سنگھ کے بعد کسی رئیس کو حاصل نہ
 ہوئی تھی۔ لیکن سرد مہوئم میں غفلت اور بے احتیاطی کے سبب پیدائش سے چار پہر بعد
 بچہ کی جان ضائع ہو گئی اور کل گت و رنگ ماتم و غم سے بدل گیا۔

سم ۱۹۳۱ء مطابق ۱۲۷۲ھ مارچ کے پہلے میں جو دھ پور کا مہاراجہ ہونت سنگھ اور
 کشن گڑھ والا اشار و ول سنگھ دوستانہ طور پر اود سے پورا شہ جو تین مہینے کے قیام رکھتے
 کے بعد اپنی ریاستوں کو واپس گئے۔

اس برس بوہڑہ مقام کی جاگیر جو دوسرے درجے کے سرداروں میں زیادہ آمدنی کی
 جاگیر تھی ابوا۔ بوہڑہ کے راجہ اڈت سنگھ نے ایک دور کے رشتہ دار کیسیری سنگھ کو
 اپنی مرنے سے چند روز پہلے ریاست کی منظوری بغیر وارث بنا دیا تھا جسٹھ کے جاگیر دار
 دن سنگھ نے قریب رشتہ داری کے سبب اپنے چھوٹے بھائی کو بوہڑہ کی جاگیر ملنے کے لئے
 مدد مانگ کر انصاف چاہا مہارانا کے حکم سے راجہ کی فرج نے اس مقام کا حصرہ کر لیا۔ فوجی
 کارروائی سے گالوں میں آگ لگی اور کیسیری سنگھ نے پچھلی رات میں کچھ سامان لے کر بوہڑہ
 سے نکل جانا چاہا فوج والوں نے پیچھا کیا جس سے کچھ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے اور
 کیسیری سنگھ کو فوج سے کامدار وغیرہ گرفتار کر کے اود سے پورے آئی۔ ریاست کے
 لوگوں میں سے رسالدار بہادر گل شیر خاں گولی لگنے سے مارا گیا اسکے بیٹے کے نام محول تھا
 مستر کی گئی کچھ لال مہتا حاکم جاز پور کو فوج کی دشمنی پر جانیکے سبب پالوں میں سونا
 عطا ہوا جو اس ملک میں عزت کی نشانی ہے اور فوج خراج کے طور پر ایک گالوں سنگلو اڑنا
 خالصہ میں رکھا۔ جاگیر بوہڑہ کی باقی جاگیر جاگیر وار جسٹھ کے چھوٹے بھائی رتن سنگھ کو دی
 گئی۔ اسی برس میں مہارانا نے چوڑ سے اود سے پورا شہ ریل بنوائے کارا دہ کیا تھا جو تین
 اوتے مرنے کے بعد مل میں آئی۔

سم ۱۹۳۱ء مطابق ۱۲۷۲ھ مارچ و ستمبر کو مہارانا نے جو دھ پور کے سفر سے واپس آکر

یہاں وہ اپنی بھانجی کے باعث آبِ ہوا بند لے کر گیا تھا ایک دم ضعف پڑا جانے سے دس
 برس ڈھائی مہینہ ریاست کر کے چھپس برس کی جوان عمر میں انتقال کیا۔ موت کی تہنیت
 پر بہت سی رسمی خیرات ہو کر دلاکھ روپیہ میواڑ کے علاقے میں مدینہ سے اور شفا خانے پہنچنے کے
 لئے داکٹر صاحب رنڈرمنٹ کی صلاح سے امانت رہا جواب اُن کاموں میں صرف ہو رہا ہے
 مہارانا کے مصاحب شوقین ہونے سے بڑا نقصان رہا ان یوں جوانوں نے اسکو برباد کر ڈیا
 پر لگا دیا۔ رات کو جاگنا دن کو سوتا دن اُسکے آٹا ہر سے امید بندھتی تھی کہ وہ پڑے دینا دوسی
 انتظام پر نئی تہنیت کی پر فی جلا کر دیتا۔ صحبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرعہ سوزاں اور بھگنہ رو غیرہ
 آلام میں جوان کیا۔ سخت مزاج اور تند طبیعت تھا آسینہ کے رات ارجن سنگھ کو اُسکے مزاج
 میں دخل بہت تھا۔ ارجن سنگھ کو اپنی ماتحت ایک جاگیر دار سے خصوصیت ہو گئی ایک چارن مارا گیا
 مہارانا صاحب سے راؤ کو رسوخ تھا مقدمہ جاگیر دار پر ثابت ہو کر اسکو پھانسی دلوادی میرے
 سامنے وہ پھانسی پر لٹکنے کے وقت یہ کہنے لگا کہ اسے پیشتر تو جانتا ہے میں بے قصور تھا انٹ
 گیا ہوں مجھ پر جو ظلم ہوتا ہے ان ظالموں کا کھوج جاتا رہے اُس وقت اسکو پھانسی
 ہو گئی اور مہارانا کے حکم سے اوسکی جاگیر آسینہ میں مل گئی۔ لیکن
 مکانات تو دیکھئے کہ مہارانا کو جوان پر رمان لاؤ لاؤ نامراد دینا سے گیا اوسکے باپ کو شیعہ کرنا
 نصیب نہ ہوا۔ اس طرح کھوج گیا۔ آسینہ رات کا بھی کھوج جاتا رہا نہ خود ہانہ کئی اولاد
 نہ بیہ چھوڑی اس کا علاوہ مہارانا فتح سنگھ جی اور پنڈت سکھ دیو پر شاد جو وہ پوری سابق
 دیوان ریاست میواڑ کی تدبیروں سے خالص میں شامل ہو گیا۔ اگر یہ عقیدہ سچ ہے کہ
 کشتن کمار کے سراب سے اودے پور کے مہارانا لاؤ لاؤ مرتے ہیں تو یہ سراب بھی ضرور تسلیم
 کر لیتے قابل ہے کہ مہارانا سجن سنگھ اور رات ارجن سنگھ دونوں کا نام دشنام اپنی خاص
 اولاد کے نہ چلنے کے ذریعہ سے مٹ گیا بہادر راجپوت تو پھانسی پر لٹ گیا مگر اسکی پیشگوئی
 باطل صحیح ہوئی اور کچھ عرصے کے بعد دونوں طرف سراب اثر پذیر ہوا۔

۴۴۔ مہارانا فتح سنگھ جی

موجودہ مہارانا صاحب جو شیوری مہاراج گج سنگھ کے چھوٹے بھائی اور متبنا

انگریزی کے ہاتھوں سے فہمیل ہوا چونکہ اب انگریزوں نے سر ریس وغریب کو سیدھا کر دیا ہو اور اس قابل نہیں چھوڑا ہو کہ کوئی والئی ملک اپنی ماتحت کو کچل سکے یا ماتحت بغاوت کر سکے۔ اس لئے جنگ و جدل پر نسبت نہیں پہنچی اگر انگریزوں سے پہلا سا وقت ہوتا تو کل سردار مقابلے کو آمادہ ہو جاتے اور دے پور پر ہی کیا منحصر ہے کل راجپوتانہ میں کیفیت ہے کہ سردار اپنی جاگیروں میں رئیسوں کا اختیار کامل ہوتا نہیں چاہتے کیونکہ یہ لوگ اکثر حرکات ناشائستہ و خلاف قانون کرتے ہیں اور باضابطہ نگرانی نہ ہونے سے سزا سے محفوظ رہتے ہیں۔ رئیسوں اور سرداروں پر پیشتر نا اتفاقی اسی وجہ سے رہتی ہے کہ سرشتہ فوجداری و دیوانی کے احکام کی عدم تعمیل بلکہ عدول علی کرتے ہیں سردار لوگ اختیارات فوجداری و دیوانی اپنی ہاتھ میں رکھا چاہتے ہیں اور مہارانا اس وجہ سے کہ کل معاملات میں سرکار انگریزی ان کو جواب دہ سمجھتی ہے اختیارات سرداروں کو محدود اور انکو محکوم رکھنے میں کوشش کرتے ہیں اور سرداروں کی خاص عرض اس خود سری میں بھی ہے کہ ظلم و تشدد اور ڈراوٹیں جو وہ خود کرتے ہیں یا اپنے نوابعین سے کراتے ہیں انکی سزا سے محفوظ رہیں پس لازم آتا ہے کہ جہاں تک سارڈس صاحب منشاے گورنمنٹ اپنے ملک کی حکمرانی کریں گورنمنٹ سے انکے اختیارات جائز کے اجراء میں اعانت کی جائے تاکہ وہ سرداروں کو مغلوب کر سکیں مگر گورنمنٹ رئیسوں کو مطلق العنان نہیں کرتی۔

مہارانا صاحب لارڈ کرزن و سیرائے اور جارج پنجم شہنشاہ ہندوستان کے دلہن بارہو میں شرکت کی دعوت پر گئے تو مگر ان بان قائم رہی کہ و سیرائے کے دربار میں تو بیاری کی وجہ سے شرکت نہ ہو سکی اور شہنشاہ کی صرت پیشوائی میں شریک ہونے سنا ہے اس وقت بھی غلیل تھے عرض انکو ہندوستان کے والیان ملک میں سے کسی کے بعد بیٹھنا منظور نہ تھا۔ ایک بار مہارانا شملہ کو و سیرائے سے ملنے کی عرض سے گئے۔

۱۹۱۸ء کے سال نوکی تقریب پر مہارانا جی۔ سی۔ وی او بنائے گئے گورنمنٹ اپنی عطوخت خسروانہ سے مہارانا کی پیرائہ سالی۔ نیک چلنی۔ متعوقیت اور وضع قدیمائے کی پابندی کا بڑا لحاظ کرتی ہے اور یہی پالیسی اشکی اچھو لوگوں میں اثر کئے ہوئے ہو

اجمبر میں ایک سبھا قائم ہوئی جس نے سرکار انگریزی کی تحلیف کو شش شروع کی اسکو وہاں شروع ہونا
 حاصل ہو سکتی لیکن اس سبھا کے بعض ممبروں میں گھس پڑے اور اول اول جولیا میں اپنا کام
 شروع کیا کہ رعایا کو ورغلائے شروع کیا مہارانا صاحب نے روکتھام کی تو اسے خالصہ کی رعایا میں
 رعایا کو سرکشی کا سبق دینے لگے اور بعض وہ لوگ جو شہر میں مہارانا صاحب کے ہاتھ سے تندرکام نہ دیکھ سکی
 تھے ہندی کا اخبار پر تاپ کا پتور وغیرہ میں مہارانا صاحب کی خلاف ورزی سے مسلمانوں کے لیے آج کا
 یہ مادہ فساد اندر رہی اندر رکھتے پکے اس نے منہ کیا اور ۱۹۲۱ء میں پانچ چھ ہزار علاقہ کی رعایا
 شہر میں آکر جمع ہو گئی۔ بعض افسر جو مہارانا صاحب سے دل میں کبیہہ رہتے تھے یہ
 موقع ان کو اچھا ہاتھ آگیا رزیدنٹ اور دے پورا اور ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے لاڈ لٹک
 ولسر کے کی خدمت میں کوشش کر کے مہارانا صاحب کے عام کام کاچ ملکی کے اختیار آ
 سلب کر کے ان کے دلچسپ بھوپال سنگھ صاحب کو دوا دیئے جنکی عمر ریاست کی حکومت اور
 مزہ حاصل کر سکی نکلی جاتی تھی۔ چونکہ یہ انگریزی افسروں کے مشورے پر ٹل کر نیوالے آدمی
 ہیں رزیدنٹ اور ایجنٹ جی دونوں ان کے مددگار بن گئے، یعنی کوہستان کے بھیل بھی خوف
 ہوئے اور ایک پنیے نے جو موتی لال کوٹھاری کہلاتا ہے انکی سرغنائی اختیار کی اور یہ
 فساد سرد ہی اور گجرات تک پھیل گیا۔ اس لئے سرکاری سپاہ نے انکی گوشمالی کی۔ موتی لال
 تو ہاتھ نہ آیا مگر بھیلوں کا فون بٹا گیا۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس سپاہی ملک میں جاگیروں
 اور بھومیہ سرداروں کے علاقے کے بھیلوں کی مثل خالصہ کی پالوں کے ہر تیسری یا چوتھی
 سال سزا دی نہیں ہوتی اسکا سبب میں تم کو بتاؤں کہ ان جاگیروں میں منتظم دہاکار ہیں
 بدلتے ہیں اور بھیلوں کو انکا اعتبار ہے بلکہ اہلکاران مذکور انتظام کنندہ کی ذمہ داری سے
 خائف رہتے ہیں اور ریاست کے اہلکار و محفانہ دار انتظام آئندہ پر کچھ نظر نہیں دیتے
 اور نہ بھیلوں کو ان کا مداروں کا کچھ اعتبار ہوتا ہے کیونکہ یہ کامدار بدلتے رہتے ہیں اور جب
 تک اپنی ڈیوٹی پر رہتے ہیں انکی یہ خواہش رہتی ہے کہ جب تک وہ کام پر ہیں وہ یہ پیدا
 کر لیں (یہ بیان ہم نے انگریزی افسروں کی رپورٹوں سے جن جن کو اخذ کیا ہے)
 مہارانا پرانی وضع کے پائندہ آدمی ہیں کوئی اہل فرض اپنا اثر ان پر نہیں جاسکتا

اور نہ حسب دلخواہ نفع اٹھا سکتا ہے لیکن ولیعہد بڑے رحم دل۔ نرم مزاج اور اپنی رفقا
نواز ہیں ان سے کام نکال لینا آسان ہے بشرطیکہ انکو مزاج میں رسوخ ہو تو اسکے مافی
باپ ہیں۔

انکو گورنمنٹ نے کسی۔ ایس۔ آئی کا خطاب بھی دیا ہے۔ انکے پاؤں چھوٹے چھوٹے
اور تلے کا دھڑ بکا ہے مگر جب بیٹھتے ہیں تو جوان رعنا معلوم ہوتے ہیں خوش مزاج بھی ہیں۔
یہاں کے ہندو وغیر قوم والوں سے بہت پرہیز کرتے ہیں جس فرش پر مسلمان بیٹھا ہو
اُس پر پانی نہیں پیتے۔ اگرچہ ولیعہد اپنے کو بہت ہوشیار اور ذرا شہنشاہیت بھی ہیں اور جس
قد عمر پائے تھائیں گے اُن سے کہ اپنی ملک کا عمدہ انتظام سمجھ سکیں گے اور اب بھی اُن
کو خیال ہے مگر سببندی دستور قدیم اور بعض اہلکاروں کی مشوریت سے بہت سستی سے
ترقی ہوئی ہے انکو فی الحال جو شہنشاہی اختیار حاصل ہے مخصوص بلحاظ اسکے کہ جس شخص نے امر اخ
دیا اچھی میں پرورش پائی وہ بغیر کسی ملکی کارروائی کے تجربے کے اک دم سے ریاست کے کام
کو ہاتھ میں لے لے از بس تعجب انگیز ہے۔ انکے افعال میں اپنے پرانے نصاب اختیاروں کی جھلک
پر بیشتر نظر ہے اور حسب خواہش سامنے کے افسروں کے ریاست کا کام کر لے تے ہیں لیکن
یاد دہا اسکے نقصان رسائی انکی طبیعت میں داخل نہیں اور ہر طرح آسائش پہنچا چاہتے ہیں۔
اگر انکو ایسے ساتھی ملیں جیسے گورنمنٹ میں ہر عین پر مامور ہیں تو ریاست کو بڑی ترقی ہو اور
میواڑ میں انواع اصلاح جاری ہوں۔ انکو اصلاح دہنی ہیں کچھ پس و پیش نہیں مگر اُن
کو معلوم ہونے لگی ہوگا کہ کیونکر ہونی چاہیے اس سے البتہ ہرج ہے اور انھوں نے اور میواڑ میں
ترقی کے ساتھ صحیحہ تعلیم میں بھی ترقی دیکھ بانی اسکول کو کالج کے درجے پر پہنچا دیا ہے اسکے
علاوہ علاقے میں بھی متعدد مل اسکول ہیں۔

اودے پور کی سپاہ کے متعلق انگریزی افسروں کی رپورٹوں کو دیکھنے سے حیرت
ہوتی ہے جس کا مطلب معیشی زرا بد یہ ہے کہ یہاں کی سپاہ نہایت شکستہ حال
محتاج ہے سپواروں کے کھوڑے بالکل ناکارہ ہیں اور ان میں زیادہ تر سندھی اور میواڑ
کے ہندو مسلمان ہیں اور کچھ کچھ برہمن بھی ہیں۔ سببندی سپاہیوں کے بے قواعد و بدسلوکی

ہے اب ولیم جی نے تھوڑی تھوڑی ترقی دیکر انکی درستی چاہی سپہ سالارہ لائسنس کے کچھ سوار
منوہ کے قابل ہیں سواران جھپٹیس (جو اب تیس کو پہنچ گئے ہیں) کے سوا تو اب پندرہ سوار
روپیہ سیکہ اور پوری کی ہے اس میں وہ گھوڑے اور ہتیار رکھتے ہیں اور اسی میں خور و
نوش و پوشش کا بند و بست کرتے ہیں اور اسی طرح سیاسی بنیاد ہے اور پوری تھوڑی
ماہوار پر دفعہ الوقتی کرتے ہیں۔ اب کہیں کہیں مشنوں میں انکی شگستہ عالی ایک دو
روپے کے امانت سے دور کرنی چاہی سپہ سالارہ روپیہ چار کے باب کے وقت میں دورہ
کرنیکے خوش و فن ہوتا تھا اب اس کے پانچ لک ٹی ہیں اور بصارت ملکی پورے کرتے
لگاتے۔ جب تک مہارانا صاحب اپنے اختیارات پر قائم تھے تو بعض خدو و
عرض ان سے شکی رہتے تھے اور ہندی کے اخبار پر تاب کا پور میں ان کی
بد نظمیوں کو لون مریج لگا کر چھپواست تھے مگر جو سمجھ دار پاس کے رہتے و اے
آدمی تھے جو جہ پانہ ہی وضع قدیم اور چنل خوروں کی بات نہ مانتے لے یہی کہتے تھے
کہ مہارانا صاحب کا دم غنیمت ہے۔ مہارانا صاحب اپنے زعم میں بدبیر اور بکری کو
ایک گھاس پانی پلانا ہوتا ہے تھے اور ان کا سپہنچ جاتے پر بڑے سے بڑے آدمی کے
معاملے میں غریب کے ساتھ صحت و ستم اور انصاف و نا انصافی کے جانچنے اور
رشوت خوار حکام کی بے عنوانی کو پرکھنے کے لئے مقدمے کو اصلی حالات کے مجسم
نظم و رنگ دکھایا جاتا تھا۔ سردار اور جاگیر دار جو اپنی رعایا پر ظلم کرتے تھے ان کی حق
رسانی کے لئے مداخلت فرماتے تھے جو سرداروں کو ناگوار تھا اس لئے وہ خانہ کی
جاہل رعایا کو مہارانا صاحب کے انتظام کے برخلاف بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اس
وجہ سے کبھی کبھی معاملات کے آخری نتیجے کے پیدا ہونے میں تعویذ پر کرشمات لبوں
تک آنے لگتی تھی اور یہ انکی نیک نیتی کی وجہ سے تھا کہ کسی ذاتی خوش سے جب
میں کانپور کے ہندی اخبار پر تاب کے جواب روزانہ پیسہ اخبار و غیرہ پر چھپوانے
لگا۔ تو اس نے خود اس بات کو تسلیم کر لیا کہ عام خوبی کی باتیں رہا سہا کی ہوں
مسلم ہیں۔ لیکن خاص خاص باتوں کا جواب ہونا چاہیے۔

فائدہ چھلکا۔ یہاں کے باشندے اکثر اسلامی بادشاہوں کو حقارت اور نفرت اور تعصب سے یاد کرتے ہیں اور خصوصاً جن کو نئی روشنی سے منور ہو جانے کا دعویٰ ہے پر اپنی نشن کے لواحقین بظن نہیں سمجھتا سمجھا یا جاتا مگر نہیں مانتے کہ اسلامی حکومتوں میں مسلمانوں سے مختلف برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مسلمان حکمرانوں نے ہندو مذہب کے واسطے جاگیریں عطا کی تھیں۔ جتنے کہ انگریزی مصنفین نے بھی یہ لکھتی کی حرات نہیں کی کہ دیوانی یا فوجداری کے معاملات میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے مقابلے میں امتیازی حقوق دیئے گئے یا کسی اور شعبہ زندگی میں مسلمانوں کے ساتھ خاص رعایت مد نظر رکھی گئی سلطنت مغلیہ کا تو واحد مقصد یہ تھا کہ وہ قومی حکومت کی حالت اختیار کرے اس زمانے کا ایک مورخ اس طرز حکومت کو حسب ذیل الفاظ میں پیش کرتا ہے حکومت تنگ چٹائی پر بنتی تھیں تھی اس میں کسی فرد کے ضمیر و عقائد پر کوئی دیت نہ تھی بلکہ ہر شخص کو ضمیر کی آزادی حاصل تھی۔ نہ اور کوئی مذہبی تعصب اس کے قومی مقاصد کی راہ میں حائل ہوتا تھا

اس طرز حکومت کی حیرت خیز کامیابی اور غیر معمولی ہرولفر نری کی وجہ یہ تھی کہ نہایت عقل مندی کے ساتھ ہندو مذہب کے اعلیٰ ترین اصول کو اسلام کے جمہوری اصولوں اور اسکی زبردست روحانی قوت سے ملا کر ایک خوشبودار مجموعہ تیار کر لیا گیا تھا۔

سلطنت مغلیہ کا وصف یہ تھا کہ وہ رعایا کے خیالات کے ہر پہلو کا احساس کرتی تھی۔ لوگوں کے مذہبی رسوم کو سمجھتی تھی اور قوم کے تمدنی اور مذہبی جذبات کی نشوونما سے ہمدردی رکھتی تھی۔ وہ خوب جانتی تھی کہ سلطنت کا قیام اور مضبوطی کا دار و مدار سمجھوتے کی پالیسی پر ہوتا ہے۔

فصل - جاگیرداران و داران دُڑِ اوّل

سلسلہ	نام جاگیر	خطاب	قوم	پیشگی	تعداد	خرچ ریا	کیفیت
۱	ٹہری سادریا	راج	جھالا	۸۲	۳۰۰۰۰	۱۰۰۰	
۲	ہب	راج	پوربہر جوہان	۶۱	۵۰۰۰۰	۲۵۰۰	
۳	کوٹھارا	راوت	ایضاً	۶۰	۲۵۰۰۰	۱۵۰۰	
۴	سلوئر	راوت	پوٹوات سیوویہ	۱۰۸	۱۱۰۰۰	سات	سیوہ پراٹھنا ہے
۵	بجولیا	مادسوگیا	پنوار	۷۶	۵۰۰۰۰	۳۵۰۰	
۶	دیوگڑھ	راوت	ساگدات سیوویہ	۸۱	۱۵۰۰۰۰	۷۰۰۰	آمیٹ کی شاخ ہے
۷	سیکوں پنیم	راوت	سیکھادات سیوویہ	۱۶۶	۵۰۰۰۰۰	۶۴۰۰	دیوگڑھ کی شاخ ہے
۸	دیوگڑھ	راج	جھالا	۱۳۷	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰	
۹	بجیسہ	راوت	جگدات سیوویہ	۶	۲۰۰۰۰		مہارانا شجرت پرکاش کی شاخ ہے
۱۰	آمیٹ	راوت	ایضاً	۵۰	۳۰۰۰۰۰	۳۴۰۰	سلوئر کی شاخ ہے
۱۱	کوٹھارہ	راج	جھالا	۱۰۳	۳۰۰۰۰۰	۲۵۰۰	
۱۲	کانوڑ	راوت	ساگدات سیوویہ	۸۳	۳۵۰۰۰	۳۱۰۰	سلوئر کی شاخ ہے
۱۳	بجیسہ	مہاراج	سکھادات سیوویہ	۸۹	۶۴۰۰۰	۴۰۰۰	مہارانا آدو کی شاخ ہے
۱۴	بجیسہ	مہاراج	سکھادات سیوویہ	۶۰	۹۰۰۰۰	۴۰۰۰	مہارانا آدو کی شاخ ہے

سیر	نام جاگیر	رقبہ	قوم	تعداد سالانہ آبی	کیفیت
۱۵	بھینر	راوت	کشتادیت	۱۲۱	۹۰۰۰۰ ۷۵۰۰
۱۶	پارنہ	راوت	کشتادیت	۵۵	۲۰۰۰۰ ۷۰۰
۱۷	کوڑاڈر	راوت	کشتادیت	۵۳	۳۰۰۰۰ ۷۰۰
۱۸	پارسولی	راؤ	پورسہ چوہان	۴۱	۲۰۰۰۰ ۷۰۰
۱۹	آسینہ	راوت	سیودہ	۳۸	۶۰۰۰ ۱۳۰۰

مہارانا کے قریبی رشتہ دار

۲۰	باگور	ہاراج	سیودہ	۳۵	۲۵۰۰۰ ۱۵۰۰
۲۱	کرجالی	ہاراج	ایضاً	۱۱	۱۸۰۰۰ ۲۵۰
۲۲	شیوری	ہاراج	ایضاً	۲۰	۲۵۰۰۰

مسند منہ بیٹھنے والے

۲۳	بنیشہ	راجہ	سیودہ	۷۴	۶۰۰۰۰ ۷۰۰
۲۴	شاہ پور	راجہ	ایضاً	۶۵	۴۰۰۰۰ ۳۲۰۰

پیشگی	نام جاگیر	قوم	سالانہ آمدنی	کیفیت
۲۵	سردار گڑھ	ڈوڈیہ راجپوت	۱۶	غیر منسل
۲۶	جمیدار سندھی مسلمان	۴	۶۰۰۰	غیر قوم
۲۷	پرہیت	برہمن	۶	غیر ذات

سرداران درجہ دوم جو بتیس سال پہلے تھے ہیں

پیشگی	نام جاگیر	خطاب	دیہات	سالانہ آمدنی	خزانہ ریاست	کیفیت
۱	ہمیر گڑھ	راوت	۱۱	۱۵۱۴۱	۱۹۴۰	
۲	چاوند	راوت	۱۱	۵۶۵۹	۷۰۰	
۳	بھیر	راوت	۳۹	۲۱۴۰۰	۹۰۰	
۴	بھیر	راوت			۲۵۰	
۵	کھنونا داس	راوت				
۶	پنی پلیا	راوت	۱۶	۳۵۲۶۰	۱۶۰۰	

نمبر	نام جاگیر	خطاب	دیت	سالادارینی	خراج و ناست	کیفیت
۷	بیالی	راوت	۱	۳۹۴۵	۸۰۰	
۸	رام پورہ	ٹھاکر	۲	۳۸۵۰	۴۵۰	
۹	خیر آباد	مہاراج	۴	۵۳۶۸	۳۸۰	
۱۰	مہو	مہاراج	۵	۵۳۰۰	۷۰۰	
۱۱	اونڈہ	راوت	۵	۲۵۴۹	۲۵۰	
۱۲	بٹمانہ	راوت	۵	۲۰۱۰		سالنام نوکری کرتا ہر چھپو نہ دیا ہے
۱۳	گیلوہ	مہاراج	۱	۶۰۰		ایضا
۱۴	تہانہ	راج	۱۷	۶۹۹۰	۷۰۰	
۱۵	گیلوہ دوسرا	راٹھور	۲۲	۷۳۷۷۰	۱۶۰۰	
۱۶	روپا سہلی کلاں	راٹھور	۱۷	۱۲۵۶۷	۱۵۰۰	
۱۷	بھگوان پورہ	راوت	۳	۳۴۵۱		سالنام نوکری کرتا ہر چھپو نہ دیا ہے
۱۸	ننڈول	مہاراج	۱	۱۸۰۰		ایضا
۱۹	نیمہ پورہ یا پٹھانہ	راٹھور	۷	۶۵۷۱	۱۳۰۰	
۲۰	بہوری	پوار	۲	۳۵۲۰	۶۵۰۰	
۲۱	سینواڑ	مہاراج	۴	۷۵۱۰	۱۲۰۰	
۲۲	کراوا	راجہ بہادر	۷	۱۱۷۰۰	۲۰۰۰	
۲۳	امر گڑھ	راوت	۳۰	۸۳۲۶	۱۵۰	
۲۴	نستانی	چوڑاوت	۹	۱۷۰۸۰	۱۲۰۰	
۲۵	اکٹھانہ	راوت				بخت بہار راجہ سینہ دیا
۲۶	شکر گڑھ	راوت	۸	۸۰۰۰	۹۵۰	
۲۷	دھریادو	راوت	۱۱۹	۱۳۹۲۲	۲۰۰۰	

۱۰۰۔ راجہ دھراج امر سنگھ (۱۰۰) راجہ دھراج مادھو سنگھ دارہ راجہ
 ۱۰۱۔ راجہ دھراج چمن سنگھ (۱۰۱) راجہ دھراج ناہر سنگھ
 ۱۰۲۔ راجہ دھراج بد سنگھ۔

احوال تاریخی

راجہ دھراج شاہ پورہ کے بزرگ خاندان سے شروع میں میواڑ کے ماتحت
 جاگیر دار تھے پھر اسے کے بعد میواڑ سے رنجیدگی کے سبب شاہ جہاں بادشاہ
 نے اسے تارکین وطن بنایا وہاں سے پرگنہ پھولیا حاصل کیا۔ دہلی کی سلطنت میں خلل آنے
 لگا تو انھوں نے کسی سہارا کے علاقے پر قابض رہنا مشکل تھا اسلئے انھوں نے
 پھر میواڑ میں ماتحتی کا سلسلہ قائم کیا اور کارگزاروں کے عوض ادل پرگنہ کا پھولہ اور
 پھر راجہ دھراج خطاب پا کر وہاں کی خراج گزاری اختیار کی۔ حسب بیان اس طرح

پہلا راجہ سو۔ راج مل کے بن بیٹوں بھان سنگھ اور سیرم دیو میں سو
 پہلا پلانہ کے ٹھکانے پر ولیعہد راجہ دوسرے نامیاد سے ناریلہ کی جاگیر ملی جسکی اولاد
 اب تک وہاں موجود ہے۔ تیسرے نے بادشاہی لاٹری میں دھانی ہزار منسوب
 پا کر انتقال کیا۔ پھر سبھان سنگھ ۱۶۸۲ء مطابق ۱۱۰۴ھ سے اپنی والد کی طرح میواڑ میں
 نوکری دیتا رہا۔ ایک بار شکار میں مہارانا بکٹ سنگھ سے رنجش ہو گئی جس پر وہ میواڑ چھوڑ
 کر اپنے رشتہ دار بھائی راجہ رائے سنگھ کی معرفت جو ٹوڈہ کے مہاراجہ بیہم سنگھ کا بیٹا تھا شاہ
 جہاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں سے ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۰۷ھ میں
 پرگنہ پھولیا، میواڑ سے تعمیر ہوا تھا اور جسکی آمدنی لاکھ روپیہ سے زیادہ ہو عنایت ہوا۔
 راجہ سبھان سنگھ کی اولاد کا بیان ہے کہ اس پرگنہ میں اس نے شاہ جہاں بادشاہ کے
 نام پر شاہ پورہ آباد کیا۔ اور اس سیر کے جاگیر دار جو ساہ جی سیو دیو کی اولاد میں ہیں
 یہ کہتے ہیں کہ مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے اور رات سار کے بھائی ساہ جی کے نام پر

شاہ پورہ بسایا گیا تھا جسکو راجہ سچان سنگ نے کسی وقت دیالیا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ بڑی آبادی سچان سنگ کے سبب ہوئی جس نے سمیت ۱۶۶۸ مطابق ۱۶۲۲ء میں اپنی رہنے کو عمدہ مکانات وغیرہ بنوائے۔

سمیت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۵۹ء میں جبکہ شاہ جہاں کے بیٹوں نے تخت کیلئے لڑائیاں کیں راجہ سچان سنگ بڑے شاہزادہ داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگ اور لوڈاں قاسم خاں وغیرہ کے ہمراہ مالوے میں اورنگ زیب کے مقابلے پر گیا اور لوڈ خانہ پر حملہ کر کے ہوئے مع اپنی پانچ بیٹیوں فتح سنگ، ہری سنگ، ہٹی سنگ، جگمال، اونپ سنگ اور دوسرے ماتحت لوگوں کے کام آیا۔

دولت سنگ

راجہ سچان سنگ کا دوسرا بیٹا ہے اس نے اپنے باپ کے بعد سمیت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۶۵ء میں علاقے کی حکومت پائی اور وہ سمیت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۷۰ء میں جبکہ عالمگیر بادشاہ دکن کی لڑائیوں میں مصروف تھا اپنی موت سے گزر گیا۔

راجہ بھارت سنگ

دولت سنگ کے بعد اسکے بڑے بیٹے بھارت سنگ کو شاہ پورہ حاصل ہوا اور وہ سمیت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۷۰ء میں شاہ عالم بہادر شاہ کی طرف سے راجہ کا خطاب اور ساڑھے تین ہزاری منصب پا کر سمیت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۷۱ء میں جسکے کئی برس پہلے اسکے بیٹے نے گدی دہالی تھی مرگیا۔

راجہ امید سنگ

راجہ بھارت سنگ کے بیٹے امید سنگ نے مہارانا کے ادوسے پور کئی مدت میں رہ کر بہت سے کام انجام دئے اور عمدہ کارگزاری کے عوض پرگنہ کا چھوٹا خراج پر جائگیر میں پایادہ سمیت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۷۱ء میں مہارانا کی فوج کے شامل رہ کر انجین مقام کے پاس مرہٹوں کے مقابلے پر مارا گیا۔

راجہ رن سنگ راجہ امید سنگ کے بعد اسکے پوتا اور ادوت سنگ کا بیٹا رن سنگ پانچ

برس راجہ رہ کر گذر گیا۔

راجہ بہیم سنگہ

سمت ۱۸۳۱ مطابق ۱۲۵۵ء میں شیخ صاحب سند نشین ہو کر پینس برس کے بعد انتقال کر گیا۔

راجہ دھراج امر سنگہ

بہیم سنگہ کے بعد اس کا بیٹا امر سنگہ سمت ۱۸۵۳ مطابق ۱۲۶۹ء میں وارث بنا۔ جس نے مہارانا کے حکم سے بعض ٹھیکروں کو پوری سزا دینے کے عوض راجہ دھراج خطاب پایا۔ پھر کسی سرج کے سبب مہارانا نے اس سے تھگو اور جہان پور کا پرگنہ ضبط کر لیا۔ مگر کاچھولہ بانی ترہا اور وہ سمت ۱۸۸۲ مطابق ۱۲۹۷ء میں انتقال کر گیا۔

راجہ دھراج مادھو سنگہ

یہ راجہ دھراج امر سنگہ کے بعد راجہ ہوا۔ جس سے سرکار انگریزی نے پرگنہ شاہ پورہ ضبط کر کے تین برس کے بعد بادشاہی سند سے حق ثابت ہونے پر واپس دیا۔ وہ سمت ۱۹۰۲ مطابق ۱۳۱۷ء میں مر گیا۔

راجہ دھراج جگت سنگہ

مادھو سنگہ کے بعد جگت سنگہ نے علاقے پر قبضہ حاصل کیا جس سے سمت ۱۹۰۴ مطابق ۱۳۱۸ء میں سرکاری عہد نامہ ہو کر شاہ پورہ کی بابت دس ہزار روپیہ سالانہ علاقہ اس قسم تین ہزار دو سو روپیہ سالانہ کے جو کاچھولہ کی بابت مہارانا اودھ پور کو دی جاتی ہے سرکاری خراج قرار پایا آٹھ برس کے عرصے میں راجہ دھراج جگت سنگہ مر گیا۔ اور پچھن سنگہ وارث رہا۔

راجہ دھراج لچھمن سنگہ

سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۳۲۵ء میں علاقے پر قابض ہوا۔ سمت ۱۹۲۵ مطابق ۱۳۴۰ء کو پرگنہ شاہ پورہ کی نگرانی کشنری اجیر سے علیحدہ ہو کر کچنسی ہاروتی کے متعلق کی گئی اس کے وقت میں ناقص کارروائی سے قرضہ بڑھ گیا کئی باری سرکاری ہاتھوں نے

پر بھی کچھ عمل کیا گیا تو پولیسکل ایجنٹ انتظام کے واسطے شاہ پورہ کو روانہ ہوا۔ اس نے
 میں خبر ملی کہ انہیں دفن میں سمٹا ۱۹۲۶ مطابق ۱۹۶۵-۶۶ نمبر کو راجہ دھراجہ کو گزرا گیا۔
 اجنٹ کو ایک خرلیہ پیش کیا گیا کہ راجہ صاحب نے اپنی بھاری میں بٹا کر نشین گنبد پر سنا۔
 بیٹے رام سنگھ کو گود لیا تھا لیکن دھلے بانی کا مدار کے سوا کوئی اور شخص اس بات کو واقف
 نہ تھا۔ اس لئے تحقیقات ہو کر بٹا کر دھنوب کے بیٹے ناہر سنگھ کو جو راجہ امیند سمنہ کے بچپوت
 بیٹے ظالم سنگھ کی اولاد میں ہے وارث بٹھا گیا اور سات مہینہ بعد نشین کے کوہ رام سنگھ
 کو گدی چھوڑی پڑی۔

راجہ دھراج ناہر سنگھ جی

یہ ۱۹۲۶ مطابق ۱۹۶۵ء جون مہینہ میں شاہ پورہ کے مالک قریبی گئے
 مکی کمٹری اور نا تجربہ کاری کے سبب ایک سرکاری اہلکار نشینی سالک رام مختار کیا گیا
 لیکن وہ کچھ عرصے کے بعد مر گیا۔ ۱۹۲۸ مطابق ۱۹۶۷ء جنوری مہینہ میں سرکاری
 طرف سے راجہ صاحب مسند نشین کئے گئے اور آٹھ مہینے کے بعد انہیں دسبرہ کے
 توبار اور تلوار بندھائی کے واسطے اودی پور جانا ضرور ہوا جہاں سے واپس آکر شوق کے
 ساتھ کچھ ار دو اور مہندی پڑھنا سیکھا۔ لیکن ۱۹۲۹ مطابق ۱۹۶۸ء میں چار مہینہ
 تک دوبارہ اودی پور کی حاضری سے یہ شغل چھوٹ گیا۔ دوسرے سال مہارانا بھون سنگھ کے
 انتقال اور مہارانا سجن سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج کو بھیر اودی پور جانا پڑا اور
 فقورے دفن کے بعد دہلی کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا۔

۱۹۳۳ مطابق ۱۹۷۲ء مارچ مہینہ میں راجہ صاحب کو حکومت کے پورے
 اختیارات ملے دو تین برس کے اندر جو کئی لاکھ روپیہ خرچ ہو گیا تھا اور دیا گیا۔

۱۹۳۴ مطابق ۱۹۷۳ء میں ماتحت جاگیر داروں کی فریاد بھیشی ہاروتی اور
 رزیدنسی آفیسر پر مبنی کہ بٹا کر نشین کی طرح جو اپنی جاگیر ضبط ہو جانے سے مختصر تنخواہ میں بہت تکلیفیں
 اٹھاتا ہے ہر ایک پر سختی کی جاتی ہے۔ پنڈت موہن لال سنگھ نے کامداری سے استعفا دیا
 اور سرکاری منشا سے باورام جیون لال سکول ماسٹر جمیر کی تقرری بطور کارپرداز کے

عمل میں آئی۔ اس سال راجہ دھراج نے آریہ سراج کے بانی مہبانی سوامی دیوتا بت کی پری
 کے بعد بدھ مت پرستی وغیرہ کو ناجائز ٹھہراتا تھا اور سنیوں کے دھرم کی وجہاں اڑاتا
 تھا اسلیں بادشاہ گہمپتی کو اپنا جہیز کا بار خجسکی قیمت دس ہزار روپیہ بھیجی گئی تھی عنایت کیا اسی
 برسوں کے آخر میں بہارانا جمن سنگہ کے انتقال اور بہارانا فتح سنگہ کے مسند نشین ہونے
 پر راجہ دھراج اودے پور گئے۔ سن ۱۹۴۴ مطابق ۱۹۲۷ء میں اسی رانی گذر گئی اور وہ

دہشت بچار ہو کر خاں پر چلے گئے۔
 آخر جنگ راجہ ناہر سنگہ کا نادر چند لون کے مسئلہ ارتداد میں ہر قسم کی امداد سے رہی
 ہیں اور انکی وجہ سے ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا ہے ۱۹۲۷ء
 کی ششما کو راجپوت کالفرنس بند راجن کے دن بڑے بڑے مندروں کو بھاری اسلحے
 پاس گئے اور کہا کہ ہمارے مندروں میں تشریف لے چلیں راجہ صاحب نے جواب
 میں پوچھا کہ ہمارے مندروں میں ہمارے مرتد بھائی بھی جا سکتے ہیں

اگر باتیں تو ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہم بھی چلیں گے پوجاریوں سے کوئی
 تسلی بخش جواب نہ ملا تو راجہ صاحب نے جو ش میں آکر کہا کہ اگر تم نے اپنے مندروں
 کے دروازے ہمارے مرتد بھائیوں کے لئے نہ کھولے تو ہم تمہارے مندروں کو صرف
 بالیکاٹ کر دینگے بلکہ میں پہلا شخص ہونگا جو اپنی تمام کاموں کو چھوڑ کر مندروں میں اکالی
 تحریک جاری کر کے تمام ایسے پوجاریوں کو مندروں سے باہر نکال دوں گا تمہارے لہو
 موقع ہے کہ تم اپنے شدہ ہوئے بھائیوں کو بھگوان کے درشنوں سے محروم نہ رکھو۔ راجہ صاحب
 نے اسی کالفرنس کی صدارت کے وقت یہ بھی کہا کہ مسلمان ہم کو دھمکی دے رہے ہیں
 کہ اگر تم شہر کی تحریک کو بند نہیں کر دو گے تو ہم بھی گاؤں کشی پر زور دیں گے ہمیں مسلمانوں
 کی اس دھمکی کی پروا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اگر ہم نے اس دھمکی کی پروا کر کے شہر بھی
 کی تحریک کو بند کر دیا۔ تو ہم ہمیشہ کے لئے غلام بنے رہیں گے۔ راجہ نے مسلمانوں پر جو دھمکی
 کا الزام لگایا ہے وہ سراسر غلطی ہے اس لئے کہ اگر مسلمان گائے کا گوشت کھاتے
 یا گائے کی قربانی کرتے ہیں تو وہ ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے یا انکو کسی قسم کی دھمکی دینے

کے لئے ایسا نہیں کرتے بلکہ انکا مذہب انکو اجازت دیتا ہے کہ وہ اس مذہبی شعار کو قائم رکھیں۔

فصل اول اور پور اندھا دھرمی

اور پور کا وہ حصہ جو بنام نگرہ (کوہستان) مشہور ہے اور اسکا انتظام صاحب سپرنٹنڈنٹ کھیر واڑہ کو مفوض ہے اور پور سے جنوب میں سرحد بھی کانٹہ تک اور مشرق میں سرحد ڈونگر پور سے سرحد ہی تک قریب ستر میل شمال و جنوب اور سو میل مشرق و مغرب ہے۔ یہ ملک چھوٹی جاگیروں میں جتنے سردار راجپوت ہیں منقسم ہے سرداران مذکور ریاست اور پور کے حراج گزار ہیں سرکار انگریزی کو حراج نہیں دیتے ان سرداروں کے دو فریق ہیں۔

اول فریق۔ سلوم کاراؤ اور گوگو نڈے کا راج ہیں۔

دوم فریق۔ کوٹواڑ کاراؤ۔ جھاڑول کاراج۔ چانڈ کاراؤ۔ پھانڈ کاٹھاکر۔ جاداسی کاراؤ۔ پاڑہ کاٹھاکر۔ چانی کاٹھاکر۔ پاڑہ پھانڈ کاٹھاکر۔ ماوڑی کاراؤ۔ اوگھنہ کاراؤ۔ پندرہ کا رانا۔ جورہ کاراؤ۔

سابقہ اس ملک میں بھیلوں کی آبادی تھی جب راجپوتوں نے فتح کیا انھوں نے عہدہ زرخیز قطعات اراضی ان سے چھین لئے اور بھیل پہاڑوں کے قریب چوار کے جنگل میں رہنے لگے اب اس ملک میں بھیل۔ راجپوت اور گراسیوں کی آبادی ہے۔ گراسیہ ایک قوم ہے جسکی حالت یہ ہے کہ راجپوتوں نے کسی وقت بھیل اور مینہ وغیرہ ذات کی عورتوں کو خانہ انداز کر لیا تھا جسکی اولاد ایک علیحدہ و دغلی نسل قرار پا کر گراسیہ کہلانے لگی۔

موتم بارش میں بقدر مصارف سال تمام باجرہ دسکا دجوار وغیرہ غلہ کاشت کرتے ہیں۔ اسکے سوا۔ سن۔ تل۔ اڑو۔ چاول اور کھیں کھیں ہلدی اور اورک بھی کاشت کرتے ہیں۔ راجپوت اور کسی قد بھیل بھی ریتج میں کھیں۔ جو۔ نخود۔ سرسوں اور

نے شکرہ کی کاشت کرتے ہیں اور بہت اچھی فصل پیدا ہوتی ہے ان اضلاع میں زیادہ تر پہاڑ اور پہاڑی زمینیں ہیں۔ انہیں کچھ زراعت نہیں ہو سکتی ہے اور کل ملک کے ایک فیصد بلکہ چارم پر بھی کبھی زراعت نہیں ہوتی ہے اور رقبہ کثیر من اور جھاری سے بھرا ہے کہ کھجور و تبا شدگان ملک مزدور ہو سکتا ہے ان اضلاع میں چھوٹی نالیوں کی دھاروں میں لوہے اور تانبے کے ریزے ملتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ان اضلاع میں کئی قسم کی معدنی پیداوار ہو سکتی ہے۔ اور کہیں کہیں سونا بھی ملتا ہے کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اس سے محنت و خرچ کا موازنہ کافی ہو سکے یا نہیں بالفعل صرف ایک کان چادر میں ہے کہ سابق میں آباد تھا اب ویران ہے اور اودیپور سے پچاس سڑک کھیر واڑہ پچیس میل کے فاصلے پر واقع ہے کسی زمانے میں یہ کانیں مشہور تھیں۔ اور فرماں روا یانہو اڑکواں سے آمدنی کثیر ہوتی تھی ان میں حسب اور چاندی و دیگر دھاتوں کے کارخانے ۱۳۵۱ء کی محاسبہ سال تک بکثرت جاری تھے اس وقت سی رعیت تباہ ہو کر دیہات ویران ہو گئے اور جاو بھی انہیں سے ہے۔

بھیل لوگ قدیم سے بد پیشہ مشہور ہیں کہ چوری و غارتگری بے خوف و خطر کمال بے رحمی سے کرتے ہیں مگر جب سے کھیر واڑہ و کوٹڑہ میں بھاویناں ہوئی ہیں علی العموم کسی قدر بھیلیوں نے اور علی الخصوص بھومیہ جاگیرداروں کے بھیلیوں نے عادات غارتگری کو کچھ چھوڑ کر نیک چلنی و شائستگی اختیار کی ہے اسناد و غارتگری کی غرض سے پیلیہ اور پریشاد کے درمیان جھاڑی کٹ گئی ہے اور اودیپور و کھیر واڑہ کی سڑک پر رگب دیو کے جاتریوں کی آمد و رفت بکثرت جاری ہے۔

ان اضلاع میں انتظام عدالت کا اختیار ریاست اودیپور کو ہی اور سپرنٹنڈنٹ اس کا نگران حال ہے۔ مگرے کا حاکم کل مقدمات فوجداری میں سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرتا ہے مگر تحقیقات و تجویز انکی ریاست کے اختیار میں ہے اس دوسرے حکومت کی وجہ سے ہمیشہ استری اور نزاع ہوتی ہے چونکہ ریاست کی حکومت قومی نہیں ہے اس لئے بھیل لوگ چہرہ دہدی کے بغیر اسکو مطلق خیال میں نہیں لاتے اور

جو مراتب بلادر رعایت و عادلانہ سماعت سے باسانی فیصلہ ہو جاویں اُنکے واسطے کشتی
فساد کرتے ہیں۔

ان اضلوع کی جمع مع آمدنی جاگیرات خراج گز ایران چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کی
ہے مگر ریاست میں صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سیکہ اودے پوری وصول ہوتے ہیں
بھیل لوگ بے سبب ازکتاب جرائم کا ارادہ نہیں کرتے اور بنائے نہایت میں اچھے
ہیں مگر جیل اور سرریع الاعتقادی سے سیانہ و بھوپاکی باتوں پر گمراہ ہو کر باہنام ڈاکن آدمیوں
کو اذیت پہنچاتے اور ہلاک کر کے بڑا آمادہ ہو جاتے ہیں اور اکثر جرائم اُنکے باہمی فساد سے
ظہور میں آتے ہیں اکثر صورتوں میں سبب نزاع زمین و عورت کے جھگڑوں سے پیدا
ہوتا ہے اور زیادہ تر شراب خواری کی حالت میں قدم عداوتوں کو باد کر کے باہم فساد کرتے ہیں
دستور نوآبادہ کا یعنی یہ اخذ اجرت غارتگری سے محفوظ رکھنے کی کفالت کا کل پہاڑی
ملک میں جاری ہے ہر ایک گاؤں مسافر و بیوپاری وغیرہ کو اجرت پر چوکیدار دیتا ہے اور
جو کوئی یہ اجرت دیوے تو بشیر ملکہ مسلح جمعیت سے اپنی حفاظت نہ کرے ضرور نقصان اٹھا دے گا
سرحد میواڑ و گجرات پر سرحد نامی بھیلوں کا گرد اپنی قوم کے لوگوں کو تعلقین کرتا پھرتا تھا۔
ایک خدا کی پرستش اور صلح پیشہ اور خیر طلبی کی ہدایت کرتا تھا اُسکے پیر دل جرائم و گناہ و شراب
خواری و ہلاکت جاندار سے پرہیز کرنا کی قسم کھاتے اور پیداوار زمین سے حیات بسر کرتے
اور غسل کر کے کھانا کھاتے کا عہد کرتے

فصل

تاریخ ڈونگر پور حیرافہ

ہماست ڈونگر پور جب کو باگڑ بھی کہتے ہیں ایک مختصر ریاست میواڑ کے جنوبی حصے
میں واقع ہے۔ اُسکے شمال میں مقام سلونیر اور رگھب دیو علاقہ اودے پور مغرب میں می
کانڈہ جنوب میں ریاکانڈہ اور بالنواڑہ مشرق میں۔ بالنواڑہ کا علاقہ اودھریا و دیگر
علاقہ اودھریا پر ہے لمبائی مشرق سے مغرب کو چالیس میل چوڑائی جنوب سے شمال کو تیس

میل رقبہ ۴۴ میل مربع آبادی ۱۵۹۱۹۲۔ آدمی سے کچھ زیادہ آمدنی خالصہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ سمجھی جاتی تھی لیکن اب تو آمدنی ۴۲۲۴۰ روپیہ سالانہ کو پہنچ گئی ہے فوج میں ایک سو سوار اور تین سو پیدل جنال کئے جاتے ہیں۔ خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۲۵ دقیقہ اور ۲ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۶۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور ۶۸ درجہ ۱۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔

دارالریاست ڈونگر پور کے پڑاشہرا و قلعہ ہر دامن کو پر چھاؤنی کھیر واڑہ سے ۱۴ میل جنوب مشرق میں اٹھائے راہ پنج ڈھائیہ۔ پنج سے ۱۳۹ میل جنوب مغرب میں اور ۱۲۱ میل جنوب مشرق میں ڈھائیہ سے خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۶۳ درجہ ۵۰ دقیقہ واقع ہے۔ یہ شہر گریپ ساگر تالاب کے کنارے بسا ہوا ہے۔ علاقے میں مالگنداری کے حساب سے چھ پرگنوں اور فوجداری کے انتظام پر نو چھائے نکھے گئے ہیں ملک میں سہرٹ جھاڑی اور پہاڑی پھیلی ہوئی ہے۔ بعض میدانوں میں گہوں اور چاول وغیرہ غلہ پیدا ہوتا ہے۔ عام باشندوں میں بھیلوں کا ایک بڑا گروہ ہے دسویں حصے کے قریب بھیل اور باقی برہمن راجپوت اور مہاجن وغیرہ دوسری قوم کے لوگ آباد ہیں۔

قوم

ریسٹن ڈونگر پور جنکو راول کہا جاتا ہے اور ناگیزدوں کے عہد سے مہاراول لکھو جاتے ہیں اور دیو پور کے سورج منسی خاندان کی بڑی شاخ میں ہیں جس طرح ایک خاص سبب سے مہارانا لاکھ کے پڑے بیٹے چوڑائے جسکی اولاد اب سلونیر کی جاگیر پر قابض ہے ریاست کی ولیعہدی سے علیحدگی اختیار کی تھی اور چھوٹے بھائی موکل جی کو راج ہاتھ آیا اسی طرح مہارانا کرن سنگھ اول کے دو بیٹوں مہاپ اور راہپ میں سے پہلے دشمنوں کے مقابلے سے تنگ آکر ناٹھیدی کے ساتھ میواڑ کے جنوبی ویران حصے میں جہاں اب ڈونگر پور آباد ہے پناہ لیکر ریاست کا دعویٰ چھوڑا تھا اور دوسرے بھائی راہپ نے سیسود گاؤں بسا کر منڈور کے رانا موکل کو گرفتار کیا جس سے وہ پہلا سیسود یہ رانا کہلایا اور سیسود یہ خاندان اور رانا خطاب اور دیو پور والوں کے لئے خاص قرار پایا کچھ عرصے کے بعد راہپ کی

اولاد نے قیام راجدھانی قلعہ چٹوڑ کو بھی دشمنوں کے قبضے سے نکال کر قیام ملک میواڑ پر چڑھ کر
 جمائی۔ راجپوت کے بڑے بھائی ماسپ نے میواڑ کے جنوب میں یعنی ڈونگر پور وغیرہ کی
 طرف رہنا اختیار کیا اور بنو راجا و پرمار نسل کے مورسی رئیس سے ڈونگر پور حاصل کیا۔
 چٹوڑ کے رئیسوں کا قیام خطاب راول اسی کے گھرانے میں رہا جو ڈونگر پور اور بالسنوار
 والوں کے نام پر اب تک بولاجاتا ہے ان لوگوں کے مورث آشوت نے مقام اباریا آٹھ
 واقع میواڑ میں قیام کیا اور بقول بعض اسند پورا اباریا عرف اباریا مسکن گزیں ہوا اس لئے
 بارہویں صدی عیسوی تک اباریا یہ نام سے مشہور رہا اور ڈونگر پور والے اب تک
 اباریا سیدو یہ کہلاتے ہیں لیکن لفظ سیدو یہ خاندان گہلوت اور اباریا دونوں پر فائق ہوا
 اب اگرچہ کل نسل سیدو یہ کہلاتی ہے مگر گلوں میں گہلوت ہی شمار کیا جاتا ہے۔

مختصر تاریخی احوال

ڈونگر پور کی ریاست بادشاہ علاء الدین محمد شاہ خلجی کے حملے تک جو اس نے ۱۳۵۸ء
 مطابق ۷۶۰ھ کو چٹوڑ پر کیا تھا علیحدہ قائم نہ ہوئی تھی۔ راول رتن سی کے قتل ہونے کے
 بعد اس کا بیٹا راول کرن سی مغربی پہاڑوں میں جا رہا جہاں دشمنوں کے ہاتھ سے اس
 کو تکلیف پہنچتی رہی شروع چودھویں صدی عیسوی میں کرن سنگ کے بڑے بیٹے ماسپ
 سے میواڑ کی حقیت چھوٹ کر ریاست ڈونگر پور کی بنا پڑی۔ تین سی مہتا جو عالمگیر کے
 عہد میں بیکانیر کا ایک معتمد شخص تھا اپنی کتاب تاریخ راجپوتانہ میں بیان کرتا ہے کہ
 سورج پور کے قریب ماسپ اور اسکے بیٹے پوتے میواڑ کے جنوبی علاقے میں پریشان
 پھرتے رہے۔ چوتھی پشت میں ڈونگر پور کا بھیل کو جو جنگی لوگوں کا سردار تھا۔ ماسپ کی
 اولاد نے دھوکے سے مار کر ڈونگر پور پر قبضہ کر لیا اور کچھ عرصہ بعد گلیا کوٹ کو ٹال راجپوتوں
 کے قبضے سے جبکہ وہ کسی شادی میں گئے ہوئے تھے نکال کر حاصل کیا۔
 بعض کتابیں اور اکثر نرپالے کاغذات سے ایسا پایا جاتا ہے کہ ڈونگر پور کبھی آزاد
 اور کبھی چٹوڑ و ادو پور والوں کے ماتحت رہا۔ ۱۵۸۷ء مطابق ۹۷۵ھ میں ڈونگر پور کا راول

ادوے سنگھ باگڑمی چٹوڑ کے رانا ساگکا کے ہمراہ اُس لڑائی میں گیا تھا جو بابر بادشاہ سے
بیانہ کے قریب ہوئی تھی۔ رانا کے طرفداروں میں راول ادوے سنگھ بھی مارا گیا جس کے
دو بیٹوں پھتوی راج اور جگمال میں جھگڑا ہو کر رانا رتن سی کی سفارش اور بہادر شاہ گجراتی
کے حکم سے ریاست دو ٹکڑے ہوئی پہلے کے قبضے میں ڈوڈنگر پور رہا اور دوسرے کے حصے
میں مشرقی جنوبی علاقہ یعنی بالنسوارہ آیا جواب تک علیحدہ ریاست کے طور پر اسکی اولاد کے
تحت میں ہی دیکھو تاریخ فرسٹ حصہ احوال گجراتی

رانا ساگکا اور اس کے بڑے بیٹے رتن سی کے گزر جانے کے بعد میواڑ میں بہت سی
استری پھلی اور مغل بادشاہوں کی سلطنت زور پاتی گئی۔ اُن میں سے اکبر بادشاہ نے
سمت ۱۶۲۲ مطابق ۱۵۷۶ء میں قلعہ چٹوڑ فتح کیا اور اس کے نو برس کے بعد وہ ابھیر سیکھل
کر میواڑ کے علاقے میں گشت کرتا ہوا مالوہ کو چلا تو راستہ میں بالنسوارہ کے قریب ٹھہرا
اُس وقت بالنسوارے کے راول پر تاپ سنگھ اور ڈوڈنگر پور کے راول آسکرن نے
جو راول ادوے سنگھ کا پوتا تھا حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور مثل دوسری
رہیسوں کے کارگذاہی دکھلائے پر منصب اور خطاب حاصل کئے۔ اکبر کی اولاد میں سے
محمد شاہ بادشاہ کے شروع عہد میں ۱۵۷۶ء تک جبکہ مہارانا سنگھ اس سنگھ پور
میں حکومت کرتا تھا ڈوڈنگر پور کے رئیس اکشرو ملی والوں کے ماتحت رہے اور کبھی بھی ادو پور
والوں کے دباؤ سے انکو بھی تحفے اور نذر وغیرہ دیدیا کرتے تھے۔

سمت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء کے بعد جب دہلی کی سلطنت استر ہو کر میواڑ بھی خانگی
جھگڑوں سے پریشانی میں پڑا اور مرہٹے طاقت باکرہ طرف پھیلنے لگے تو ڈوڈنگر پور کی ریاست
مثل اور مقامات کے اُن کے نیچے میں آگئی اور انھوں نے رئیس کاناک میں دم کر دیا
اور مبلغ پینتیس ہزار روپیہ سالانہ خراج مقرر کیا کہ اول سینہ دھیا دہلگر اور دھار میں باہم
تقسیم ہونا ٹھہرا تھا۔ مگر اخیر میں صرف دھار کے حصے میں بلا شرکت غیرے رہا۔
جب مرہٹے کئی جگہ کاراگریزی سے شکست پا کر لاچار ہوئے اور اُن کا
دخل راجپوتانہ کی ریاستوں سے اٹھا دیا تو سمت ۱۸۵۴ء مطابق ۱۸۰۰ء میں جبکہ مہاراول

جسوقت سنگہ دوم راج کرتا تھا ڈونگر پور کی ریاست سرکاری فرمان بردار بن کر تھا
 میں آئی اور اس وقت میں عہد نامہ ہو کر مبلغ ۳۵ ہزار روپیہ سالانہ شاہی بحساب فی روپیہ
 چھ آنہ آمدنی کل ریاست پر بایت خراج سالانہ دینا قبول کر کے مرہٹوں کے قبضے سے
 رہائی پائی۔ ریاست کے ذمے مرہٹوں کا اس وقت تک خراج بقدر کثیر باقی تھا اس کے
 غرض بذریعہ عہد نامہ صرف ۳۵ ہزار روپیہ ادا ہونا قرار پایا اور تین سال کے خراج میں
 تخفیف ہو کر آئندہ کے واسطے اٹھائیس ہزار تین سو ستاسی روپیہ سکھ انگریزی سالانہ مقرر
 ہوا۔

نسب نامہ والیان ڈونگر پور

(۱) ماہپ (۲) سپہڑیو (۳) دودا جی (۴) راول پیر سنگہ (۵) بھرت سنگہ
 (۶) ڈونگرسی (۷) کرم سنگہ اول (۸) کانٹرو دیو (۹) پتاجی (۱۰) گیناجی (۱۱) سوم داس
 (۱۲) گنگاجی (۱۳) راول ادوے سنگہ اول (۱۴) راول پرتھوی راج (۱۵) راول
 اسکرن (۱۶) راول سہنس مل (۱۷) راول کرم سنگہ دوم (۱۸) راول پونجا
 (۱۹) راول گروہر (۲۰) راول جسونت سنگہ اول (۲۱) راول کھمان سنگہ (۲۲) راول
 رام سنگہ (۲۳) راول شیو سنگہ (۲۴) راول پیری شال (۲۵) راول فتح سنگہ
 (۲۶) مہاراول جسونت سنگہ دوم (۲۷) مہاراول دلیپ سنگہ (۲۸) مہاراول
 ادوے سنگہ دوم (۲۹) مہاراول بیچ سنگہ۔

انہیں سے جس کا حال کچھ معلوم نہیں ہوا اس کا نام قلم انداز کر دیا جائیگا۔

۱۔ راول ماہپ بانی ڈونگر پور

پیہواڑ کے رانا کرن سنگہ اول کا بڑا بیٹا تھا۔ جس نے شروع چودھویں صدی
 عیسوی میں مسلمان بادشاہوں کی حملہ آوری کے سبب چٹوڑ کی حکومت سے نا ائید
 ہو کر پیہواڑ کے جنوبی ویران علاقے میں ڈونگر پور کی طرف رہنا اختیار کیا تھا اور کچھ عرصے کے بعد
 علیحدہ ریاست قائم کی۔

۲۔ سپہڑیو۔ اس نے درمیانی چودھویں صدی عیسوی میں گجرات کے

لوگوں سے کچھ ٹرائیاں کیں۔

۳۔ دودا جی

اس نے گدی پر بیٹھ کر اپنے علاقے کو کسی قدر بڑھایا۔

۴۔ راول بیر سنگہ

اس نے ڈوڈگا بہیل کو جو ایک لیٹر اٹھا ایسے موقع پر قتل کیا جبکہ وہ ایک مہاجن کی لڑکی سے زبردستی شادی کرنے میں مصروف تھا۔ کہتے ہیں اس نے ڈوڈنگر پور شہر آباد کر کے اپنی راجدھانی قرار دیا۔ لیکن مین سی مہتا کا بیان ہے کہ ڈوڈگا تحصیل کو اس کے ساتھیوں سمیت راول نے اپنی بیٹی کی شادی میں مہماں کے طور پر بلا کر بھیلوں کو غوراک کے شامل و حضورہ کھلا دیا اور بے ہوش ہو جانے پر مکان میں آگ لگا کر سب کو جلا دیا۔

۶۔ ڈوڈنگر سی

جیناں کیا جاتا ہے کہ راجدھانی کا نام اس کے نام پر ہی ڈوڈنگر پور رکھا گیا۔

۸۔ کانٹریو

اس کے وقت میں شہر نے زیادہ رونق پائی۔

۹۔ پتا جی

اس نے پاتیر تالاب اور شہر کا پاتیرہ دروازہ بنوایا۔

۱۰۔ گنیا یا غنیمت جی

اس نے شہر ڈوڈنگر پور کے شمالی طرف غنیمت ساگر تالاب بنوایا جو اب تک موجود ہے اس تالاب کے اندر ایک مکان بھی تعمیر کیا گیا تھا جسکو باؤل محل کہتے ہیں۔

۱۳۔ راول اودے سنگہ اؤل

یہ ۱۵۸۵ء مطابق ۱۵۷۸ء میں بارہ ہزار سوار لیکر چٹوڑ کے رانا ساگھا کے ہمراہ بابر بادشاہ سے لڑنے کو بیانہ کے قریب گیا اور مقابلے میں مارا گیا اس کا اور حال معلوم نہیں (دیکھو تزک بابری)

۱۴۔ راول پکھتوی راج
 یہ اپنے پاپ کے مارے جانے کے بعد گدھی پر بیٹھا۔ اسکے وقت میں بالنوارہ کی ریاست ڈونگر پور سے علیحدہ قائم ہوئی جس کا حال اس طرح ہے کہ اسکی حکومت کے تین برس گزرے ہیں ۱۵۸۰ء مطابق ۱۵۳۱ء میں سلطان بہادر شاہ بھراتی نے ایڈر ہو کر باکر یعنی ڈونگر پور کے علاقے پر چڑھائی کی کسی قدر لوٹ مار ہونے کے بعد راول پکھتوی راج نے بہادر شاہ کے پاس حاضر ہو کر اسکی اطاعت قبول کی اور راول کے چھوٹے بھائی جگمال نے جان بچا کر رانا رتن سی دوہ کے پاس چھوڑ دیں بہاہلی۔ رانا نے اس خیال سے کہ باکر کے دو تھکے ہو جانے پر طاقت کھٹ کر ہمارے مقابل سرکشی کا موقع نہ ملے گا۔ جگمال کی سفارش کر کے اسکو بہادر شاہ کے پاس بھیج دیا بہادر شاہ نے باکر علاقے کے دو برابر حصے کر کے ڈونگر پور راول پکھتوی راج کے قبضے میں چھوڑا اور جگمال کو بالنوارہ حوالے کر کے جہاد میں بنا دیا۔ جہاں اب تک اسکی اولاد حکومت کرتی ہے۔

۱۵۔ راول آسکر

اس نے ۱۶۳۳ء مطابق ۱۵۸۴ء میں بالنوارہ کے قریب وہاں کے رئیس پر تاپ سنگ سمیت بالنوارہ سے علیحدگی کی امید پر اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اختیار کی اور ہمیشہ بادشاہی نوکری کرتا رہا۔

۱۶۔ راول سہس مل

اس نے سو پور کی ندی کے کنارے پر مادھو رائے کا مندر تعمیر کرایا۔

۱۸۔ راول پونجا

یہ ۱۶۶۶ء مطابق ۱۶۱۷ء میں سندھ میں تھا اس نے پنج پور گاؤں بسا کر ایک مندر بنوایا اور شاہ جہاں کے عہد میں عہدہ کار گزار سی کے عوض ڈیڑھ ہزار سی ذات و سوار کا منصب پایا (دیکھو بادشاہ نامہ)۔

وکن میں خاں جہاں پوہی کی تباہی میں یہ بھی شریک تھا جو شاہ جہاں ہی باقی ہو کر افسر رہا تھا۔

نے شکر کی کاشت کر کے ہیں اور بہت اچھی فصل پیدا ہوتی ہے ان اضلاع میں زیادہ تر بہاڑ اور پہاڑی زمینیں ہیں۔ انہیں کچھ زراعت نہیں ہو سکتی ہے اور کل ملک کے ایک ثلث بلکہ چارم پر بھی کھیتی زراعت نہیں ہوتی ہے اور رقبہ کثیر زمین اور چھاڑی سے بھرا ہے کہ بحسب ضرورت یا شہزگان ملک مزروعہ ہو سکتا ہے ان اضلاع میں چھوٹی ندیوں کی دھاروں میں لوہے اور تانبے کے ریزے ملتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ان اضلاع میں کئی قسم کی معدنی پیداوار ہو سکتی ہے۔ اور کہیں کہیں سونا بھی ملتا ہے مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ اس سے محنت و خرچ کا معاوضہ کافی ہو سکے یا نہیں بالفعل صرف ایک کان جادریں ہے کہ سابق میں آباد تھا اب ویران ہے اور ادیپور سے بجانب شرک کھیر واڑہ پچیس میل کے فاصلے پر واقع ہے کسی نہ ملنے میں یہ کانیں مشہور تھیں۔ اور فرماں روا یانہواڑ کو ان سے آمدنی کثیر ہوتی تھی ان میں حسبت اور جاندی دو دیگر دھاتوں کے کارخانے ۱۳ اور ۱۴ء کی قحط سالی تک بکثرت جاری تھے اس وقت سی رعیت تباہ ہو کر دیہات ویران ہو گئے اور جادریں بھی انہیں سے ہے۔

بھیل لوگ قدیم سے بدیشہ مشہور ہیں کہ چوری و غارتگری بے خوف و خطر کمال بے رحمی سے کرتے ہیں مگر جب سے کھیر واڑہ و کوٹڑہ میں چھاویناں ہوئی ہیں علی العموم کسی قدر بھیلوں نے اور علی الخصوص بھومیہ جاگیرداروں کے بھیلوں نے عادات غارتگری کو کچھ چھوڑ کر نیک چلتی و شائستگی اختیار کی ہے اسناد غارتگری کی غرض سے پیلیہ اور پرشاد کے درمیان چھاڑی کٹ گئی ہے اور ادیپور و کھیر واڑہ کی شرک پر رگب دلو کے جائزیوں کی آمد و رفت بکثرت جاری ہے۔

ان اضلاع میں انتظام عدالت کا اختیار ریاست اور دیپور کو ہی اور سپرنٹنڈنٹ اس کا نگران حال ہے۔ مگر اس کا حاکم کل مقدمات و جہادری میں سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرتا ہے مگر تحقیقات و تجویز انکی ریاست کے اختیار میں ہے اس دوسرہ حکومت کی وجہ سے ہمیشہ استہری اور نزاع رہتی ہے چونکہ ریاست کی حکومت قوی نہیں ہے اس لئے بھیل لوگ جبر و قندی کے بغیر اسکو مطلق خیال میں نہیں لاتے اور

جو مراتب بلار و رعایت و عادلانہ سماعت سے باسانی فیصل ہو جاویں انکے واسطے کشتی
فساد کرتے ہیں۔

ان اضلک کی جمع مع آمدنی جاگیر است خراج گزہ اربان چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کی
ہے مگر ریاست میں صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سناہ او دسے پوری وصول ہوتے ہیں
بھیل لوگ بے سبب از کتاب جرائم کا ارادہ نہیں کرتے اور بناتہ بنیت میں اچھے
ہیں مگر بھیل اور سرریع الاعتقادی سے سیانہ و بھوپاکی باتوں پر گمراہ ہو کر باہتمام ڈاکن آدمیوں
کو اذیت پہنچانے اور ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اکثر جرائم انکے باہمی فساد سے
ظہور میں آتے ہیں اکثر صورتوں میں سبب نزاع زمین و عورت کے جھگڑوں سے پیدا
ہوتا ہے اور زیادہ تر شراب خواری کی حالت میں قدیم عاداتوں کو یاد کرنے باہم فساد کرتے ہیں
و ستور بولادہ کا یعنی یہ اخذ اجرت غارتگری سے محفوظ رکھنے کی کفالت کا کل پہاڑی
ملک میں جاری ہے ہر ایک گاؤں مسافر دیو پاری وغیرہ کو اجرت پر چوکیدار دیتا ہے اور
جو کوئی یہ اجرت نہ دیوے تو بشیر طیکہ مسلح جمعیت سے اپنی حفاظت نہ کرے ضرور نقصان اٹھاوگا
سرحد سیواڑہ گجرات پر سرحد نامی بھیلوں کا گرو اپنی قوم کے لوگوں کو تعلقین کرتا پھرتا تھا۔
ایک خدا کی پرستش اور صلح پیشہ اور فیصلہ کی ہدایت کرتا تھا انکے پیر دگل جرائم و گناہ و شراب
خواری و ہلاکت جاندار سے پرہیز کرنا ہی شتم کھاتے اور پیداوار زمین سے حیات بسر کرنے
اور غسل کر کے کھانا کھانے کا عہدہ کرتے

فصل

تاریخ ڈونگر پور خیراقہ

ریاست ڈونگر پور جسکو باگڑ بھی کہتے ہیں ایک مختصر ریاست سیواڑہ کے جنوبی حصے
میں واقع ہے۔ انکے شمال میں مقام سلونیر اور رگھب دیو علاقہ او دسے پور مغرب میں ہی
کانٹھ جنوب میں ریلو اکاٹھ اور بالنواڑہ مشرق میں۔ بالنواڑہ کا علاقہ او دسہ یا دو وغیرہ
علاقہ او دیو پور ہے لمبائی مشرق سے مغرب کو چالیس میل چوڑائی جنوب سے شمال کو تیس

میل رقبہ ۴۲۴ میل مربع آبادی ۱۵۹۱۹۲۔ آدمی سے کچھ زیادہ آمدنی خالصہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ سمجھی جاتی تھی لیکن اب تو آمدنی ۴۲۲۴۰۰ روپیہ سالانہ کو پہنچ گئی ہے فرج میں ایک سو سوار اور تین سو سپہیل خیال کئے جاتے ہیں۔ خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۳۵ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۶۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور ۶۴ درجہ ۱۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔

دارالریاست ڈونگر پور کہ بڑا شہر اور قلعہ ہے دامن کوہ پر چھادی کھیر واڑہ سے ۱۴ میل جنوب مشرق میں اثنائے راہ پنج ڈولیسہ۔ پہنچ سے ۱۳۹ میل جنوب مغرب میں اور ۱۲۱ میل جنوب مشرق میں ڈولیسہ سے خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۶۳ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ یہ شہر گریپ ساگر تالاب کے کنارے بسا ہوا ہے۔ علاقے میں مالگنداری کے حساب سے چھ پرگنوں اور فوجداری کے انتظام پر نو پختائے رکھے گئے ہیں ملک میں ہر طرف جھاڑی اور پہاڑی پھیلی ہوئی ہے۔ بعض میدانوں میں گیہوں اور چاول وغیرہ غلہ پیدا ہوتا ہے۔ عام باشندوں میں بھیلیوں کا ایک بڑا گروہ ہے دسویں حصے کے قریب بھیل اور باقی بہمن راجپوت اور مہاجن وغیرہ دوسری قوم کے لوگ آباد ہیں۔

قوم

رئیسان ڈونگر پور جنکو راول کہا جاتا ہے اور مانگھڑوں کے عہد سے مہاراول لکھی جاتے ہیں اور دیپور کے سورج منہی خاندان کی بڑی شاخ میں ہیں جس طرح ایک خاص سبب سے مہارانا لاکھا کے بڑے بیٹے چونڈا نے جسکی اولاد اب سلونیر کی جائیر پر قابض ہے ریاست کی ولیعهدی سے علیحدگی اختیار کی تھی اور چھوٹے بھائی موکل جی کو راج ہاتھ آیا اسی طرح مہارانا کرن سنگھ اول کے دو بیٹوں ماہپ اور راہپ میں سے پہلے نے دشمنوں کو کھانچے سے تنگ کرنا امید کی کے ساتھ میواڑ کے جنوبی ویران حصے میں جہاں اب ڈونگر پور آباد ہے پناہ لیکر ریاست کا دعویٰ چھوڑا تھا اور دوسرے بھائی راہپ نے سیسود گاؤں بسا کر منڈور کے رانا موکل کو گرفتار کیا جس سے وہ پہلا سیسودیا رانا کہلایا اور سیسودیا خاندان اور رانا خطاب اور دیپور والوں کے لئے خاص قرار پایا کچھ عرصے کے بعد راہپ کی

اولاد نے قدیم راجدھانی قلعہ چٹوڑ کو بھی دشمنوں کے قبضے سے نکال کر تمام ملک میواڑ پر چڑھ کر
جمائی۔ راجپوتوں کے بڑے بھائی ماہپ نے میواڑ کے جنوب میں یعنی ڈونگر پور وغیرہ کی
طرف رہنا اختیار کیا اور بڑوہ پور مارشل کے مورہی رئیس سے ڈونگر پور حاصل کیا۔
چٹوڑ کے رئیسوں کا قدیم خطاب راول اسی کے گھرانے میں رہا جو ڈونگر پور اور بانسواڑ
والوں کے نام پر اب تک بولاجاتا ہے ان لوگوں کے مورث آشادت نے مقام اہار یا آٹ
واقع میواڑ میں قیام کیا اور بقول بعض اند پور اہار عرف اہار میں مسکن گزریں ہوا اس لئے
ہارہویں صدی عیسوی تک اہار یہ نام سے مشہور رہا اور ڈونگر پور والے اب تک
اہار یہ سیدو یہ کہلاتے ہیں لیکن لفظ سیدو یہ خاندان گہلوت اور اہار یہ دونوں پر فائق ہوا
اب اگرچہ کل نسل سیدو یہ کہلاتی ہے مگر گلوں میں گہلوت ہی شمار کیا جاتا ہے۔

مختصر تاریخی احوال

ڈونگر پور کی ریاست بادشاہ علاء الدین محمد شاہ غلجی کے حکمتک جو اس نے سن ۱۳۵۸ء
مطابق ۱۳۷۲ء کو چٹوڑ پر کیا تھا علیحدہ قائم نہ ہوئی تھی۔ راول رتن سی کے قتل ہونے کے
بعد اس کا بیٹا راول کرن سی مغربی پہاڑوں میں جا رہا جہاں دشمنوں کے ہاتھ سے اس
کو تکلیف پہنچتی رہی شروع ہو دھویں صدی عیسوی میں کرن سنگ کے بڑے بیٹے ماہپ
سے میواڑ کی حیثیت چھوٹ کر ریاست ڈونگر پور کی بنا پڑی۔ تین سی مہتا جو عالمگیر کے
عہد میں بیگانہ کا ایک معتبر شخص تھا اپنی کتاب تاریخ راجپوتانہ میں بیان کرتا ہے کہ
سوپرس کے قریب ماہپ اور اسکے بیٹے پوتے میواڑ کے جنوبی علاقے میں پریشان
پہرے رہے۔ چوتھی پشت میں ڈونگر پور کا بھیل کو جو جنگی لوگوں کا سردار تھا۔ ماہپ کی
اولاد نے دھوکے سے مار کر ڈونگر پور پر قبضہ کر لیا اور کچھ عرصہ بعد گلیا کوٹ کو ٹال چڑھوٹوں
کے قبضے سے جبکہ وہ کسی شادی میں گئے ہوئے تھے نکال کر حاصل کیا۔
بعض کتابوں اور اکثر نثر نے کاغذات سے ایسا پایا جاتا ہے کہ ڈونگر پور کبھی آزاد
اور کبھی چٹوڑ واد دیپور والوں کے ماتحت رہا۔ سن ۱۵۸۸ء مطابق سن ۱۵۷۲ء میں ڈونگر پور کا راول

اودے سنگھ باگڑمی چٹوڑ کے رانا ساگکا کے ہمراہ اُس لڑائی میں گیا تھا جو بابر بادشاہ سے
بیانہ کے قریب ہوئی تھی۔ رانا کے طرفداروں میں راول اودے سنگھ بھی مارا گیا جس کے
دو بیٹوں پر پھوسی راج اور جگمال میں جھگڑا ہو کر رانا تن سہی کی سفارش اور بہادر شاہ بخارا
کے حکم سے ریاست دو ٹکڑے ہوئی پہلے کے قبضے میں ڈوڈنگر پور رہا اور دوسرے کے حصے
میں مشرقی جنوبی علاقہ یعنی بانسواڑہ آیا جو اب تک علیحدہ ریاست کے طور پر اسکی اولاد کے
تحت میں ہے (دیکھو تاریخ فرشتہ احوال بخارا)

رانا ساگکا اور اس کے بڑے بیٹے تن سہی کے گزر جانے کے بعد میواڑ میں بہت سی
استری پھیلی اور محل بادشاہوں کی سلطنت زور پاتی گئی۔ ان میں سے اکبر بادشاہ نے
سمت ۱۵۶۲ء مطابق ۱۵۷۶ء میں قلعہ چٹوڑ فتح کیا اور اس کے نو برس کے بعد وہ انجیر سیکھل
کر میواڑ کے علاقے میں گشت کرتا ہوا مالوہ کو چلا تو راستہ میں بانسواڑہ کے قریب ٹھہرا
اُس وقت بانسواڑے کے راول پر تاپ سنگھ اور ڈوڈنگر پور کے راول آسکرٹ نے
جو راول اودے سنگھ کا پوتا تھا حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور محل دوسری
رئیسوں کے کارگزاری دکھلائے پر منصب اور خطاب حاصل کئے۔ اکبر کی اولاد میں سے
محمد شاہ بادشاہ کے شروع عہد سمت ۱۵۷۶ء تک جبکہ مہارانا سنگھ اسمت
میں حکومت کرتا تھا ڈوڈنگر پور کے رئیس اکثر دہلی والوں کے ماتحت رہے اور کبھی کبھی اودی پور
والوں کے دباؤ سے انکو بھی تحفے اور نذر وغیرہ دیدیا کرتے تھے۔

سمت ۱۸۰۶ء مطابق ۱۸۲۰ء کے بعد جب دہلی کی سلطنت استری پور کو میواڑ بھی بخشی
جھگڑوں سے پریشانی میں پڑا اور مرہٹے طاقت باکرہ طرف پھیلنے لگے تو ڈوڈنگر پور کی ریاست
مثل اور مقامات کے ان کے نیچے میں آگئی اور انھوں نے رئیس کاناک میں دم کر دیا
اور مبلغ پینتیس ہزار روپیہ سالانہ خراج مقرر کیا کہ اول سین دھیا دہلہ اور دھار میں باہم
تقسیم ہونا ٹھہرا تھا۔ مگر اخیر میں صرف دھار کے حصے میں بلا شرکت غیر رہا۔
جب مرہٹے کئی جگہ سے کار انگریزی سے شکست پا کر لاچار ہوئے اور ان کا
داخل راج پوتانہ کی ریاستوں سے اٹھا دیا تو سمت ۱۸۶۴ء مطابق ۱۸۷۸ء میں جبکہ مہاراول

جسونت سنگہ دوم راج کرتا تھا ڈونگر پور کی ریاست سرکاری فرمان بردار بن کر تھا
 میں آئی اور اس وقت میں عہد نامہ ہو کر مبلغ ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی بحساب فی روپیہ
 چھ آنہ آمدنی کل ریاست پر بابت خراج سالانہ دینا قبول کر کے مرہٹوں کے قبضے سے
 رہائی پائی ریاست کے دستے مرہٹوں کا اس وقت تک خراج بقدر کشمیر باقی تھا اس کے
 عین بذریعہ عہد نامہ صرف ۳۵ ہزار روپیہ ادا ہونا قرار پایا اور تین سال کے خراج میں
 تخفیف ہو کر آئندہ کے واسطے اٹھائیس ہزار تین سو ستاسی روپیہ سنگہ انگریزی سالانہ مقرر
 ہوا۔

نسب نامہ والیان ڈونگر پور

(۱) ماہپ (۲) سپہڑیو (۳) دودا جی (۴) راول برہنگہ (۵) بھرت سنگہ
 (۶) ڈونگرسی (۷) کرم سنگہ اول (۸) کانٹریو (۹) پتاجی (۱۰) گیناجی (۱۱) سوم داس
 (۱۲) گنگ جی (۱۳) راول ادوے سنگہ اول (۱۴) راول پرتھوی راج (۱۵) راول
 اسکرن (۱۶) راول سہنس مل (۱۷) راول کرم سنگہ دوم (۱۸) راول پونجا
 (۱۹) راول گروھر (۲۰) راول جسونت سنگہ اول (۲۱) راول کھان سنگہ (۲۲) راول
 رام سنگہ (۲۳) راول شیو سنگہ (۲۴) راول بیرو شال (۲۵) راول فتح سنگہ
 (۲۶) مہاراول جسونت سنگہ دوم (۲۷) مہاراول دلیپ سنگہ (۲۸) مہاراول
 ادوے سنگہ دوم (۲۹) مہاراول بچے سنگہ۔

انہیں سے جس کا حال کچھ معلوم نہیں ہوا اس کا نام قلم انداز کر دیا جائیگا۔

۱۔ راول ماہپ بانی ڈونگر پور

میواڑ کے رانا کرن سنگہ اول کا بڑا بیٹا تھا جس نے شروع چودھویں صدی
 عیسوی میں مسلمان بادشاہوں کی حملہ آوری کے سبب چٹوڑ کی حکومت سے ناامید
 ہو کر میواڑ کے جونی ویران علاقے میں ڈونگر پور کی طرف رہنا اختیار کیا تھا اور کچھ عرصے کے بعد
 علیحدہ ریاست قائم کی۔

۲۔ سپہڑیو۔ اس نے درمیانی چودھویں صدی عیسوی میں گجرات کے

لوگوں سے کچھ ٹرائیاں کیں۔

۳۔ دو وواجی

اس نے گدڑی پر بیٹھ کر اپنے علاقے کو کسی قدر بڑھایا۔

۴۔ راول ہر سنگہ

اس نے ڈوڈیگا بھیل کو جو ایک لیڈر تھا ایسے موقع پر قتل کیا جبکہ وہ ایک سپاہی کی لڑائی سے زبردستی شادی کر لے میں مصروف تھا۔ کہتے ہیں اس نے ڈوڈیگا پور شہر آباد کر کے اپنی راجدھانی قرار دیا۔ لیکن تین سی مہینا کا بیان ہے کہ ڈوڈیگا بھیل کو اس کے ساتھیوں سمیت راول نے اپنی بیٹی کی شادی میں مہماں کے طور پر بلا کر بھیلوں کو راک کے شامل دستورہ کھلا دیا اور بے ہوش ہو جانے پر مکان میں آگ لگا کر سب کو جلا دیا۔

۵۔ ڈوڈیگا سی

جیناں کیا جاتا ہے کہ راجدھانی کا نام اس کے نام پر ہی ڈوڈیگا پور رکھا گیا۔

۸۔ کاتھریو

اس کے وقت میں شہر نے زیادہ رونق پائی۔

۹۔ پتاجی

اس نے پاتیر تالاب اور شہر کا پاتیرہ دروازہ بنوایا۔

۱۰۔ گھیا یا غلیب جی

اس نے شہر ڈوڈیگا پور کے شمالی طرف غلیب نساگر تالاب بنوایا جو اب تک موجود ہے اس تالاب کے اندر ایک مکان بھی تعمیر کرایا گیا تھا جس کو باؤل محل کہتے ہیں۔

۱۳۔ راول اودے سنگہ اؤل

یہ سن ۱۵۸۸ء مطابق ۱۵۲۸ء میں بارہ ہزار سوار لیکر جٹوڑ کے رانا ساگھا کے ہمراہ بابر بادشاہ سے لڑنے کو بیانہ کے قریب گیا اور مقابلے میں مارا گیا اس کا اور حال معلوم نہیں (دیکھو تزک بابری)

۱۴۔ راول پرتھوی راج

یہ اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اسکے وقت میں بالنوار کی ریاست ڈونگر پور سے علیحدہ قائم ہوئی جس کا حال اس طرح ہے کہ اسکی حکومت کے تین برس گزرنے پر سنہ ۱۵۸۷ مطابق ۱۵۳۱ء میں سلطان بہادر شاہ بھراتی نے ایڈر ہو کر باگر یعنی ڈونگر پور کے علاقے پر چڑھائی کی کسی قدر لوٹ مار ہونے کے بعد راول پرتھوی راج نے بہادر شاہ کے پاس حاضر ہو کر اسکی اطاعت قبول کی اور راول کے چھوٹے بھائی جگمال نے جان بجا کر رانا رتن سی دوم کے پاس حوڑ میں پناہ لی۔ رانا نے اس جگمال سے کہ باگر کے دو قصبے ہو جانے پر طافت گھٹ کر ہمارے مقابل سرکشی کا موقع نہ ملے گا۔ جگمال کی سفارش کر کے اسکو بہادر شاہ کے پاس بھیج دیا۔ بہادر شاہ نے باگر علاقے کے دو برابر قصبے کر کے ڈونگر پور راول پرتھوی راج کے قبضے میں چھوڑا اور جگمال کو بالنبوڑ ۱۵۸۷ء کے چار رئیس بنا دیا۔ جہاں اب تک اسکی اولاد حکومت کرتی ہے۔

۱۵۔ راول اشکر

اس نے سنہ ۱۶۳۳ مطابق ۱۵۷۶ء میں باپ راول دھب کے قریب وہاں کے رئیس پر تاپ سنگھ سمیت میواڑ سے علیحدگی کی امید پر اکبر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اختیار کی اور ہمیشہ بادشاہی نوکری کرتا رہا۔

۱۶۔ راول سہیل

اس نے سیور پور کی ندی کے کنارے سے برآمد ہو کر رائے گامند تعمیر کرایا۔

۱۸۔ راول پونجا

سنہ ۱۶۶۶ مطابق ۱۶۱۱ء میں سندھ میں اس نے پنج پور گاؤں بسا کر ایک منہ بنوایا اور شاہ جہاں کے عہد میں عدہ کار گزار سی کے عوض ڈیڑھ ہزار سی ڈانٹ دیوار کا منصب پایا (دیکھو بادشاہ نامہ)۔

ذکین میں خاں جہاں لودھی کی تباہی میں بھی شریک تھا جو شاہ جہاں سے باغی ہو کر اُدھر بھاگتا تھا۔

۱۹۔ راول گردھر

اسکو شاہجہاں کی طرف سے ایک ہزار سی متھب ملا تھا۔

۲۰۔ راول جسونت سنگھ اول

یہ عالمگیر کے عہد میں تھا زیادہ حال معلوم نہیں۔

۲۱۔ راول کھمان سنگھ

اس نے ۱۷۵۵ء مطابق ۱۱۹۹ھ میں عالمگیر بادشاہ سے چٹوڑ وغیرہ کی مرست ہونے کے سبب میواڑ والوں کی شکایت کی کیونکہ چٹوڑ کا رانا امر سنگھ دوم ڈونگر پور اور یا سنواڑہ دونوں کو تسلیم نہیں دیتا تھا اور ایک بار ڈونگر پور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق کرستی نذرانہ بھی وصول کر لیا لیکن اس مدخل وزیر کے بھائی نے جو موقع پر بادشاہ کی طرف سے تحقیقات کو آیا تھا الٹی ڈونگر پور والوں کی پیشقدمی ظاہر کر کے انکی شکایت رد کرادی۔

۲۲۔ راول رام سنگھ

اس نے بھیلوں کو سزا دی پھر لونا داڑہ کی طرف کئی گاؤں دبا لئے اور کئی قلعے بھی بنوائے تھے۔

۲۳۔ راول شیو سنگھ

اسنے ڈونگر پور کی شہرناہ تیار کرائی اسکی تجویز سے ایک خاص قول اور ناپ جاری ہو کر اسکے نام پر نئی نبدش کی شیو شاہی پٹھی سر وادوں وغیرہ کے واسطے تقرری ہوئی

۲۴۔ راول سبیری شال

اسکے وقت میں مرہٹوں نے بہت لوٹ مار مچائی۔

۲۵۔ راول فتح سنگھ

اسکے وقت میں مرہٹوں اور پٹھانوں کا بہت زور ہو گیا۔

۲۶۔ راول جسونت سنگھ دوم

اس سے سندھیوں نے ڈونگر پور پھین لیا جو سہ کارانگریزی کی مدد سے واپس ملا۔ یہ فتح سنگھ کا بیٹا ہے یہ مذہبی باتوں میں زیادہ مصروف رہتا تھا۔ اس کے وقت

میں سرکار انگریزی سے عہد نامہ ہو کر ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی جس کے ستائیس ہزار تین سو ستاسی روپے سکے انگریزی ہوتے ہیں ریاست دھار کو دینا موقوف ہو کر سرکار انگریزی کو ملنا قرار پایا۔ اس عہد نامے پر ماہ ستمبر ۱۸۶۲ء مطابق ۲۹ جنوری ۱۸۶۲ء کو بہار اول حیثیت شدہ اور جنرل سر جان منکم انگریزی مختار کے اول اسسٹنٹ انکرنڈ سیکرٹری نے دستخط کئے۔ اس کے علاوہ ۱۸۶۲ء میں ۱۸ لاکھ ہزار چار سو روپیہ سالانہ فوج خرچ کی بابت دوسرا قرار نامہ لکھا گیا تھا لیکن ریاست کی زیر باری اور کم آمدنی پر لحاظ کر کے منسوخ یعنی رو بھیجا گیا۔

سمت ۱۸۸۰ء مطابق ۱۸۶۲ء میں بعض سرکش جاگیرداروں کے بہکانے سے علاقے کے کھیلوں نے فساد کیا بہار اول نے کمزوری کے سبب انگریزی سرکار سے مدد مانگی کھیلوں نے سرکاری فوج جانے پر بغیر مقابلے کے اطاعت قبول کی اور مئی ۱۸۶۵ء میں ایک اقرار نامہ کیپٹن ہنگیڈ ونگڈ نے سرکاری طور پر لکھنا کر فوج کھیر واڑے کو واپس بھیج دی جس کا مضمون یہ ہے۔

۱ ہم اپنے تیر دکان اور کل ہتیار ویدہ بنائے۔

۲ مفسدہ گذشتہ میں جو کچھ لوٹا ہے اس کا عوض دیئے۔

۳ آئندہ کو ہم شہر دیہات اور شرکوں پر غارتگری نہ کریں گے۔

۴ کسی سارق و غارتگر اگر اس پر یا بھٹا کر یا کسی اور دشمن سرکار انگریزی کو خواہ ہماری ملک

کا چور یا پیر ولسی اپنے گاؤں میں پناہ نہیں دینگے۔

۵ سرکار کمپنی کے احکام کی تعمیل کریں گے اور عند الضرورت حاضر ہوں گے

۶ علاوہ اپنے جانور اور قدیمی حقوق کے ہم راول صاحب ادبھاکروں کے دیہات سے کچھ نہیں لیں گے۔

۷ راول صاحب والی ڈونگر پور کوخراج سالانہ دینی میں کبھی انکار نہ کریں گے

۸ اگر کوئی رعایا سرکار کمپنی ہمارے گاؤں میں بھڑکے گا تو اس کی حفاظت کریں گے

۹ اگر ہم حسب اقرار اپنے عمل نہ کریں تو سرکار انگریزی کے مجرم متصور ہوں گے۔

دوسری برس سرکار میں شکایت ہوئی کہ مہاراول خود نیک چلن اور نہ صرف مزاج
 بہنیں ہے اسکی ناقص عادات سے ہمیشہ ظلم و فساد رہتے کا اندیشہ ہے اسلئے ایک اقرار
 نامہ انگریزی سرکار نے لکھوا کر شکوہ ریاست سے بے دخل کیا اور اسلئے گود لئے ہوئے بیٹے
 دلہپ سنگھ کو جو پرتاپ گڑھ کے مہارادے سالونت سنگھ کا پوتا تھا راج کی حکمرانی کا
 اختیار دیا۔

۲۷۔ مہاراول دلپت سنگھ

سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۲۷۲ء میں ڈونگر پور پر قابض ہوا اسکے وقت میں ملکی آمدنی کم
 ہو کر طرف سے بھاگروں کا فساد شروع ہوا جس پر اس نے سرکار انگریزی سے مدد
 کی درخواست کی سرکار سے ہایت ہوئی کہ کھیل وغیرہ لٹیرے لوگوں کے فساد میں جس کا اثر
 عام رعیت پر پہنچتا ہے وہ دلسکتا ہے لیکن جاگیر داروں کی سرکشی میں خود رئیس کو جو ان کا
 بزرگ اور ریاست کا ذمہ دار ہے اپنی حکومت کے قیام کے لئے ہر طرح کا بند دلپت
 رکھنا چاہئے۔

دلپت سنگھ ڈونگر پور میں انیس برس راج کرنے پایا تھا کہ سمت ۱۹۰۰ مطابق ۱۲۸۱ء
 میں اسلئے داد پرتاپ گڑھ کے مہارادے سالونت سنگھ کے بغیر اولاد مر جانے پر وہاں
 کے لوگوں نے اپنے رئیس زادے کو واپس لینا چاہا اگرچہ دھرم شاستر کے قاعدے سے
 ڈونگر پور میں گود آنے کے سبب دلپت سنگھ کا حق پرتاپ گڑھ سے جاتا رہا تھا لیکن ڈونگر پور
 کے سرداروں کی برخلافی اور اپنے وطن کے جاگیر داروں کی وفاداری سے اس نے پرتاپ گڑھ
 کو پس کر کے دونوں ریاستوں کے شامل کر لینے کا ارادہ چھوڑا آخر میں یہ تجویز قرار پائی کہ
 مہاراول دلپت سنگھ کوئی لڑکا گود لیکر ڈونگر پور کی گدی پر بٹھاوے اور خود پرتاپ گڑھ
 جا کر اپنے دادا کی ریاست کا مالک ہے۔

۲۸۔ مہاراول ادوے سنگھ

سمت ۱۹۰۳ مطابق ۱۲۸۴ء میں مہاراول دلپت سنگھ نے بھاگریا سالی کے بیٹی ادوے سنگھ
 کو گود لیکر ڈونگر پور کی ریاست پر قائم کیا لیکن اسکی کم عمری کے سبب سرکار انگریزی سے

اجازت دیکھی کہ مہاراجہ دت دلیپت سنگھ پر تاپ گڑھ کا راجہ رہ کر ڈونگر پور کا انتظام بھی رشتہ داروں کے طور پر کرتا رہے۔ یہ سب کارروائی خیمونت سنگھ معزول مہاراجہ کو نالینڈ پٹی اور اس نے خود دوبارہ حکومت حاصل کرنے اور پٹا کر منگلا کے بیٹے کو ڈونگر پور کی سرکشی کی۔ لیکن یہ تدبیر پوری نہ ہونے پائی کہ سرکار انگریزی نے اسکو سرکشی کے الزام میں بارہ سو روپیہ مہوار خواہ مقرر کر کے ریاست سے علیحدہ مقام پر ہمیشہ رہنے کے واسطے بھیج دیا۔ آٹھ برس تک ڈونگر پور اور پر تاپ گڑھ کی حکومت ایک جگہ مہاراجہ دت دلیپت سنگھ کو حاصل رہی لیکن پھر انتظامی و ستاری اور سرور دہی عدم فرمان برداری سے سمست سلطان ۱۹۰۸ء میں سرکار انگریزی کے حکم کے موافق مہاراجہ دت دلیپت سنگھ پر تاپ گڑھ کے سو ڈونگر پور کی ریاست سے بے دخل ہوا۔ اور مہاراجہ دت دلیپت سنگھ کے ہوشیار پور کے ایک سرکاری کارگذار شخص منشی صفدر حسین انتظام پر رکھا گیا۔ پندرہ سال بعد مہاراجہ دت دلیپت سنگھ جوان اور ہوشیار ہو گیا اور اپنا کام خود کرنے لگا۔

سابق میں سرکار انگریزی نے ڈونگر پور سے بند دلیپت حفاظت راست اور جھیلوں کی وارداتوں کا انتہا کر دیا تھا۔ وہ موقوف ہو گیا اور پھیل از سر نو سرکشی و بد اطوار ہو گئے تا جہاں کہ مہاراجہ دت دلیپت سنگھ کے واسطے گیا تب مذہب والوں کے جھیلوں نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ظروفت تقریباً لے گئے اسی طرح پولیٹیکل ایجنٹ کے لشکر کا اسباب لے گئے تھے۔ رشتہ میں دیول پال نے باغی ہو کر کھیر داڑھ اور ڈونگر پور کی سڑک پر ایسی شرارت کی کہ تاوقتیکہ کھیر داڑھ کے پھیل پٹن کی جمعیت نے انکی سرکوبی کی حرکات ناشائستہ سے باز نہ آئے جہاں سوم اور یہی ندیان ملی ہیں ہمیشہ مہاراجہ کا مندر ہے اس مقام کی بابت ڈونگر پور اور بانسواڑھ کی ریاستوں میں باہم سو ڈونگر پور تک سخت تنازعہ رہا اس سبب سے میلہ بند ہو گیا تھا۔ تاہم ہمیشہ مہاراجہ اور سو ڈونگر پور کی زیارت کے واسطے ماہ سدی ۵ کو جاتری بکثرت آتے تھے سرکاری افسر دہلی جتیش سنگھ کے بعد وہ زمین ڈونگر پور کو مل گئی اور اسکے بعد مہاراجہ دت دلیپت سنگھ سے پھر میلہ جاری ہو گیا یہ میلہ دو ہفتہ رہتا ہے اور قریب بیس بیس ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں۔

سمہ ۱۹۲۵ء میں اور اسکے دوسرے برس مہاراول نے قحط سالی کے سبب ٹرکا سرحد میں محصول رکھایا کے آرام کی نظر سے معاف رکھ کر گنتی گالوں کے اندر تالاب اور ڈنگر پور کی شہر بنیاد وغیرہ کا کام شروع کر دیا جس سے محتاجوں کے گذر سہ کی ضرورت نکل آئی اور محنت کر سکتے تھے لہذا ان کو خیرات خانوں سے غلہ اور کھانا دیا گیا اس طرح نوے ہزار روپیہ غیر معمولی کاموں میں صرف ہوا اور خوشن انتظامی کے سبب کسی طرح ناگوار نہ گذرا۔

سمہ ۱۹۲۶ء مطابق ۱۹۸۱ء میں مہاراول کو اپنی اولاد کی بیاہ شادی کے لئے فکر پیش آئی۔ دختر کی شادی پہلے ریاست جو دھپور کے ولیعہد کے ساتھ قرار پاکر ماتومی رہی اور سمہ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۹۸۴ء میں مہاراول حبیلیر کے ساتھ جبکہ وہ ڈنگر پور آیا ۳۵ ہزار روپیہ کا سامان جمع کئے جائے پڑ ہو گئی کنور کھان سنگ کی شادی سمہ ۱۹۳۱ء مطابق ۱۹۸۶ء میں جبکہ وہ بیس سال کی عمر میں تھا مہاراجہ رتنام کی دختر کے ساتھ کی گئی کنور کی شادی میں بدھوا یعنی ماتمتہ لوگوں سے جو روپیہ بطور چندہ لیا جاتا ہے کسی سے وصول نہ کیا گیا کیونکہ وہ ایک برہمن پہلو کی کے بیاہ میں لے لیا گیا تھا۔ بدھوا میں بقدر ایک لاکھ سولہ ہزار تین سو چالیس روپیہ ملازمان و رعایا سے ریاست سے لیا گیا تھا۔

سمہ ۱۹۳۲ء مطابق ۱۹۸۷ء میں مہاراول نے بعض ماتمتوں کی صلاح سے اپنی کنیز کے زادہ رشتہ دار تھا اگر کنہیر سنگ کے ماتمتہ دارہ مقام میں بندوبست سے خود کشی کر سکتے ہیں اسکی بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جاگیر لادہ ہو نیکی سبب ضبط کرنی جب کنہیر سنگ کی عورتوں نے خود کشی کے ارادے پر سرکار انگریزی میں کئی جگہ نالش و خرابی کی لیکن مہاراول کی طرف سے انکو غریب اور گندہ کے لائق زمین دینے کا وعدہ کئے جانے کے سبب کہیں ششوی نہ ہوئی اس پر بھی ان عورتوں نے اپنے ساتھ بدسلوکی کے اندیشے سے ڈنگر پور آنا گوارا نہیں کیا۔

۲۹۔ مہاراول کے سہ

سمہ ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئے اور اپنے دادا اور دے سنگ کے انتقال کے بعد ۱۹۳۹ء میں مسند نشین ہوئے اور باقی ہونے کے بعد انکو اختیارات کامل ملے انھوں نے میوکلچر جمیر میں تسلیم پائی اٹنی صغر سنی کے زمانے میں پولیٹیکل اجنٹ ایک خاص انتظامی انسر چیف

انگریزی کیسے اور دو ممبروں کی امداد سے انتظام کرتے تھے ۱۹۰۴ء میں وہ خراج جو ریاست
گورنمنٹ انگریزی کو دیتی ہے ۱۴۵۰۰ روپیہ سالانہ مقرر ہوا اور ان کی سلمیٰ ۱۵ انگریز روپے ہے
۱۹۱۲ء میں کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔
ڈونگرپور کے جاگیرداروں کے قبضے میں ڈونگرپور لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی کے دیہات ہیں۔

ڈونگرپور کے اول نمبر کے تعظیمی سرداروں کی فہرست

نمبر	نام جاگیر	قوم و جاگیر	سالانہ آمدنی	تقدیر خراج	کیفیت
۱	سنگوڑہ	چوہان	۱۴-۲۵	۳۶۰۲	پہلا خراج ۲۵۰۰ تھا
۲	چھوڑہ	چوہان	۲۸۱۰	۴۲۵	
۳	پریت	چوہان	۵۴۱۵	۱۵۴۴	پہلا خراج ۲۲۰۱ تھا
۴	کوان	میرتھرا پھوڑ	۶۴۴۸	۳۰۳	
۵	موڈونہ	چوہان	۵۳۷۵	۱۲۷۵	
۶	چتھری	چوہان	۵۴۰۵	۶۰۱	یہ علاقہ پٹوڑہ کی تھری کا جاگیردار
۷	کھاروہ	چوہان	۶۴۴۴	۱۴۰۸	یہ پٹوڑہ کی تھری کا جاگیردار
۸	بھاسہ	چوہان	۱۶۰۵	۲۸۵۲	
۹	سلج	سیو دیہ	۱۷۶۵	۱۱۰	یہ سیو دیہ چوڑا دیہ ہے
۱۰	ماڈوہ	سوتھپی	۲۴۴۵	۵۳۱	
۱۱	سالمی	اباریہ	۷۰۴	ساف	سہارا دل کا بجائی ہے نذرانہ نیشی کے سوا خراج نہیں دیتا
۱۲	نانڈی	اباریہ	۱۶۴۲	الینا	الینا
۱۳	راٹھوڑہ	چوڑا دیہ	۲۴۶۵	الینا	خراج نہیں دیتا نذرانہ دیتا ہے
۱۴	گودا دل	چوہان	۱۴۵۰	الینا	الینا

درجہ دوم کے بھی تنظیمی۔ سردار ہیں ان کے سوا درجہ دوم و سوم میں ایسے خراج گزار سردار ہیں جنکو تنظیم نہیں دی جاتی۔

فصل

تاریخ بالنسوارہ جنسرافہ

راج بالنسوارہ میواڑ کے انتہائے جنوب میں ایک چھوٹی ریاست ہے اسکے شمال میں بھڑیاؤ علاقہ میواڑ اور ڈونگر پور مغرب میں ریواکاتہ علاقہ تجارت جنوب میں جھابڑ اور رتلیم مشرق میں برتاپ گڑھ کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ طول شمال سے جنوب کو پچاس میل اور عرض مشرق سے مغرب کو چونتیس میل رقبہ ایک ہزار نو سو چھیالیس میل مربع۔ آبادی ۱۸۷۴۸ آدمی آمدنی خالصہ دو لاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن اس وقت ۶۰۴۲۰۰ روپیہ سالانہ ہے رئیس کی سلامی ۱۵۰ ضرب توپ ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۰ دقیقہ اور ۲۳ درجہ ۸ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۲ دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۴۱ دقیقہ کے درمیان میں ہے۔ اس ریاست کے درمیانی علاقے میں ہی ندی سے پیداوار اچھی ہوتی ہے اور آبادی بھی زیادہ ہے لیکن سرحد میں سہ طرف اٹھاڑ ہے جہاں نسا دی بھیل کثرت سے رہتے ہیں۔ وہ ریاست سے سزا سٹے پر بھی جب موقع ملتا ہے لوٹ مار سے باز نہیں رہتے۔

شہر بالنسوارہ میواڑ ولسلی کی سڑک پر نو سے ۱۲ میل شمال مغرب میں اور ہی ندی کے کنارہ چپ سے آٹھ میل مغرب میں واقع ہے۔ اسکی بہت وسیع شہر نیا ہے مگر اس احاطہ کے اندر زیادہ تر قیہ پر باغات ہیں آبادی صرف ایک جزیرہ ہے۔ مہاراجا صاحب کا محل شہر سے بلندی پر مضبوط اور قلعہ کے ہم شکل عمارت ہے اسکے قریب ایک تالاب ہے جسکے گھاٹ پختہ سینے ہوئے ہیں۔ اور درختوں کی سرسبزی سے رونق معلوم ہوتی ہے۔ شہر میں ہنود کے چند عہدہ مندر ہیں اور بازار بہت وسیع ہے زیادہ تر ہمنوں کی آبادی ہے اور کچھ مسلمان اور مہاجن وغیرہ بھی آباد ہیں۔ یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۲ دقیقہ پر واقع ہے۔ مگر قدیم شہر بالنسوارہ جسکو جہاں نے بونگر

(دواحدون دون غنہ) نامی بھیل سے یہ ملک فتح کر کے آباد کیا تھا اس واسطے کہ راستہ حال سے کسی قدر فاصلے پر واقع ہے۔ بالسنواڑہ کے سوا اس راج میں تین قبضے خوشحال گڑھ۔ کانجہ اور سنکوارہ بھی بڑے سمجھے جاتے ہیں انہیں سے کانجہ جیسے کچھ بڑی کشتیوں میں بہت پرانا قصبہ ہے وہاں ایک قدیم مندر ہے کہ آجکل متروک پڑا ہے لبشپ ہیروئے لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان عمارت جینیوں کا مندر ہے اس میں گہند و منارے بہت ہیں کل عمارت چند حصوں میں منقسم ہے چھتیس سنگین ہے اور کل درودیاں بارہک و عمدہ نقش و نگار سے منووش ہیں۔ سابقا جینی لوگ بہت دولت مند اور تجارت پیشہ تھے مگر مرٹوں کے ظلم و زیادتی سے سب چھوڑ کر چلے گئے۔

قوم

بالسنواڑہ کے رئیس ڈونگر پور کی طرح سورج جیسی گہکوت نسل سے آباد یہ شاخ میں ہیں جو قدیم نام میواڑ کے راجپوتوں کا ہے۔ یہ ریاست اس وقت سے تقریباً چار سو برس پہلے ڈونگر پور میں شامل تھی جس کی بنیاد چتوڑ سے علیحدہ ہو کر تقریباً چھ سو برس پہلے پڑی ہے۔

نسب نامہ ریاست بالسنواڑہ

(۱) جگمال بانی بالسنواڑہ ولد رادل اودے سنگہ اول داسی ڈونگر پور (۲) پرتاپ سنگہ (۳) کلیران سنگہ (۴) اکر سین (۵) اودے بھان (۶) سمر سنگہ (۷) کشل سنگہ (۸) عجیب سنگہ (۹) بھیم سنگہ (۱۰) لبشن سنگہ (۱۱) پرتھوی سنگہ (۱۲) بچ سنگہ (۱۳) اہیر سنگہ (۱۴) بھوانی سنگہ (۱۵) بہادر سنگہ (۱۶) مہارادل چھپن سنگہ (۱۷) مہارادل شنجھو سنگہ (۱۸) مہارادل پرتھوی سنگہ۔

مختصر تاریخ ریاست بالسنواڑہ

بالسنواڑہ کا راج ڈونگر پور کی چھوٹی شاخ میں ہے جس کے علیحدہ ہونے کی بابت مختلف بیانات پائے جاتے ہیں۔ بالسنواڑہ والے دعوے کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ کمال سنگھ تلوار کے زور سے ملک دیا یا۔ ڈونگر پور والے کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ نے تلوار سے یہ علاقہ فتح کیا۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کمال کو دیدیا۔ میواڑہ والے کہتے ہیں کہ ہم نے

دونوں بھائیوں پر بھوسی راج اور جگمال میں جھگڑا دیکھ کر ڈونگر پور کی طاقت کم کرینکے لئے علما تو
کے دو حصے کر دیئے۔

لیکن تاریخ فرشتہ کی تحریر سے اصل حقیقت اس طرح معلوم ہوئی کہ جب ڈونگر پور کا
راول اودے سنگھ اول ستمبر ۱۵۸۸ء مطابق ۱۵۲۵ھ میں رانا سائیکا کے ہمراہ جا کر بابا بدشاہ
کے مقابلے پر بیانیے کی لڑائی میں مارا گیا تو راج کے موافق اسے کھانا میٹھا پر بھوسی راج راول بنا۔
اسکے تین برس راج کرینگے بعد سلطان بہادر شاہ نے جو گجرات کا زبردست بادشاہ تھا ڈونگر پور پر
چڑھائی کی اور چٹوڑ کے رانا رتن سنگھ کی سفارش سے ہانڑ کا علاقہ راول پر بھوسی راج اور اسکے چھوٹے
بھائی جگمال کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا اس معاملے کی بابت تاریخ فرشتہ کا بیان جو اس وقت سے
تین سو سے زیادہ برس پہلے کی تصنیف ہے اور جسکو کسی ریاست کی رعایت منظور نہ تھی۔
یہاں لکھا جاتا ہے۔

۹۳ھ ہجری (مطابق ستمبر ۱۵۸۸ء و ۱۵۳۱ھ) میں سلطان بہادر شاہ ڈونگر پور اور
بالنواڑہ کی طرف آیا جہاں اس نے بہت لوٹ مار مچائی۔ اس علاقے (ہانڑ) کا راجہ پر بھوسی راج
لاچار ہو کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اسکے ایک بیٹے نے مذہب اسلام اختیار کیا۔
پر بھوسی راج کا چھوٹا بھائی جگا (جگمال) جو ہانڑوں میں بھاگا پھرتا تھا گجراتی کے خوف سے رانا
رتن سنی کے پاس چلا گیا تاکہ اسکی معرفت قصور معاف کر لیا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو سکے
بہادر شاہ شکار کے واسطے قصبہ بالنواڑہ میں آکر ٹھہرا۔ اس وقت رانا سائیکا کے بیٹے رتن بھی
نے قاصد بھیج کر عاجزی کے ساتھ جگا کے قصوروں کی سوائی چاہی یا بادشاہ نے اسکی درخواست کو
منظور فرما کر جگا کو اپنی خدمت میں بلا لیا۔ سلطان نے کھانا لگا لایا میں ایک بڑی مسجد بنوا کر وہ
مقام پر بھوسی راج کو دیدیا۔ باقی ہانڑ کا تمام علاقہ پر بھوسی راج اور اسکے بھائی جگا کو برابر حصوں
میں بانٹ دیا اور بہادر شاہ کچھ وزشکار کھیل کر مالوسے کی طرف چلا گیا (تاریخ فرشتہ جو ہن
مقالہ۔ بہادر شاہ گجراتی کا بیان)

یہ ریاست کبھی میواڑ واوں کی زبردست بنی کسی وقت گجرات واوں کو اس نے
تھپے اور پیش کش مئے اور ایک عرصے تک دہلی کے بادشاہوں کی ماتحت رہی۔ آخر کار

سرکار انگریزی نے مرہٹوں کے پنجے سے چھوڑ کر اپنا خراج گدا بنایا۔

اکبر نامہ کا بیان ہے کہ ستمبر ۱۶۳۳ء مطابق ۱۵۷۷ء میں جبکہ اکبر بادشاہ اجیر سے چلکے میواڑ کا علاقہ دیکھتا ہوا مالوے کو جاتا تھا اس وقت بنگال کے بیٹے پرتاپ سنگھ نے اس کی اطاعت قبول کی اور شیل دوسرے رئیسوں کے منصب اور خطاب پاکر فوجی کام انجام دے۔ ستمبر ۱۶۵۹ء مطابق ۱۵۹۲ء میں راول پرتاپ سنگھ کے پوتے راول انگر سین نے سرکشی کر کے بادشاہی علاقہ لوٹنا شروع کیا۔ مالوے کے صوبہ دار مرزا شاہ رخ نے ہوا اکبر کی طرف سے مقرر تھا۔ چڑھائی کر کے بانسواڑہ و بالیا لیکن راول نے پہاڑوں میں رو کر مالوے کے گالوں لوٹنا چھوڑا۔ اس حال دیکھ کر مرزا شاہ رخ بانسواڑے سے اپنے صوبے کو سنبھالنے کے لئے واپس گیا۔ اور راول نے میدان خالی پاکر بانسواڑے پر قبضہ کر لیا۔ دوسری سال مرزا و بارہ بانسواڑے پر فوج لایا لیکن اس وقت راول نے مقابلہ نہ کیا بلکہ بادشاہ کے واسطے کچھ تحفے اور زندگاسان مرزا کو دیکر صلح کر لی۔ اور پھر بھی اطاعت کے سوا بادشاہی آگهیوں سے لڑائی کا اتفاق نہ ہوا۔ ستمبر ۱۶۹۵ء مطابق ۱۷۳۹ء میں راول انگر سین کے پوتے راول سمرسی نے دہلی میں جہانگیر بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر تیس ہزار روپیہ۔ تین باقی۔ ایک پاندان اور ایک خضر نذر کے طور پیش کیا اور شاہ جہاں کے عہد میں اس نے اپنی کاکنداری سے ایک ہزاری ذات و سوار کا منصب حاصل کیا۔ راول سمرسی کے پوتے راول عجب سنگھ نے عالمگیر بادشاہ کے عہد میں میواڑ کی سرحد پر چھکڑا کیا جس پر او دیپور کے مہارانا امر سنگھ دوم نے زیر دستی غرض لیتا چاہا لیکن بادشاہی وزیر ذاب اسٹال نے نرمی کے ساتھ فیصلہ کرادیا۔ دہلی وغیرہ سے تعلق چھوٹ جانیکے بعد ستمبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۶۹۳ء میں او دیپور کے مہارانا بہیم سنگھ نے جبکہ وہ شادی کر نیکی لئے اڑکھ کو جاتا تھا۔ راول بچے سنگھ سے نذر کے طور گئی ہزار روپیہ لیا جانا مقرر کیا تھا۔

راول امید سنگھ

دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے پر راجپوتانے کی اکثر ریاستیں خود سر ہو گئی تھیں لیکن مرہٹوں نے انکو مغلوب کر کے بہت تکلیف پہنچائی اور یہاں کے رئیس و رعایا کو یہاں تک تنگ و تباہ کیا کہ سرکار انگریزی کی فتح ہونے پر راول نے صرف اس شرط پر کہ مرہٹوں کو

ملک سے نکال دیا جائے سرکار کا خراج گزار ہو چکی درخواست کی اور سینہ ہیا بلکر اور دھار کی
 افواج کو کھارج کرنیکی غرض سے ملک کی آمدنی میں سے فی روپیہ چھ آنہ خراج دینا منظور کیا۔
 اس امر سے سمست ۱۸۶۸ء مطابق سنہ ۱۲۱۲ھ میں راول امید سنگھ نے وکیل کے مع سودہ عہد نامہ
 ریڈیٹسٹ بڑودہ کے پاس بھیجا اس نے ہدایت کی کہ ریڈیٹسٹ وہلی سے درخواست کریں اس
 پر وکیل اس کے پاس گیا اور اگرچہ اس وقت تہہ بختہ نہ ہوا مگر پانچ برس کے بعد وکیل نے انھیں
 کاغذات کے ذریعہ اور انھیں شرائط پر ۱۹ ستمبر ۱۸۸۰ء کو عہد نامہ منضبط کیا مگر راول امید سنگھ
 نے شاید اس خیال سے کہ خوف کا وقت گزر گیا یا شاید ان کا جو خوداشی کی درخواست کے
 بموجب پتو پز ہوئیں تھیں بہت سخت اور خلاف مطلب اپنے تصور کر کے عہد نامے کو تصدیق نہ
 کیا اور اس پر عمل کرنے سے انکار کیا اول تو سرکار انگریزی نے اسی عہد نامے کو واجب التعمیل
 قرار دیکر اس پر عمل رکھا مگر کہنے کی ہدایت کی تھی مگر انھیں ایام میں ریاست دھار سے عہد
 نامہ سرکاری منضبط ہوا اور اس کے بموجب خراج کہ ڈونگر پور و بانسواڑہ سے اس ریاست
 میں لیا جاتا تھا سرکار انگریزی میں منتقل ہوا۔

اس سے پہلے عہد نامے کے بعد راول امید سنگھ نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا
 بھوانی سنگھ گدی پر بیٹھا۔

مہاراول بھوانی سنگھ

سمست ۱۸۷۵ء مطابق سنہ ۱۲۸۱ھ میں گدی پر بیٹھا جس کے ساتھ بھاگن سدی ۱۸۷۴ء
 مطابق ۱۵ فروری سنہ ۱۲۸۲ھ کو کپٹن الگرنڈر امیڈونڈ نے جنرل سر جان مالک صاحب انگریزی
 مختار کی طرف سے بانسواڑہ سے جا کر ایک دوسرا عہد نامہ تحریر کیا۔ جس کے مطابق ۲۵ ہزار روپیہ
 سکسٹھ سالم شاہی جو مرہٹوں کو بطور خراج دیا جاتا تھا سرکار انگریزی کے لئے مقرر ہوا۔
 سمست ۱۸۸۰ء مطابق سنہ ۱۲۸۲ھ میں آٹھ ہزار سالانہ فوج خرچ ریاست پر پتو پز ہو کر کم آمدنی کو سبب
 ڈونگر پور کی طرح معاف ہو گیا۔

بانسواڑہ سے میر جمیل اور دوسرے غارتگروں کی شرارت سے بہت فساد رہا
 اس کے لشکار اور حنفیہوں کو سزا دینے میں محنت و کوشش عمل میں آئی اس وقت سے

اس ملک میں امن و امان ہو گیا۔ رفعِ ظہمی کے بعد آمدنی ملک میں بہت اضافہ ہوا مہاراول اور اس کا دیوان کہ دوست بھی تھا و لڑائی عیش و عشرت میں مبتلا اور کاروبار ریاست سے بے پروا نہ ہو جاتے تو اس سے زیادہ اضافہ ہوتا مگر زیادتی کا نتیجہ روز بروز ظہور پذیر ہونے لگا جو روپیہ سرکاری خراج میں دیا جاتا مہاراول بھوانی سے لے کر اور اس کے مختار نے عیش و عشرت میں خرچ کر دیا جو حصہ دراز کا خراج باقی رہ گیا تب پولیسٹن ایجنٹ کو جہدِ مبلغ کرنی پڑی مہاراول نے مشکل تمام دیوان کو موقوف کرنا قبول کیا اور کسی قدر درجہ خراج واجب الطلب میں کمی بھی آگیا۔ اور غارتگری کی وارداتیں کثرت ہوئے لیکن اس کے انسداد کا ریاست پر تاپ گڑھ کی مدد سے بند و بندت کم کیا گیا دیوان کی موقوفی کے بعد مہاراول تھوڑے عرصے تک زندہ رہا اور لا دل مر گیا۔

مہاراول بہادر سنگہ

سن ۱۸۹۹ء مطابق ۱۲۸۳ھ میں بہادر سنگہ جو مہاراول بھوانی سنگہ کا قریب رشتہ دار اور زیادہ تھا۔ اکثر جاگیر داروں کی صلح اور پولیٹیکل انسر کے اتفاق سے مسند نشین ہو کر کئی برس کے بعد بغیر اولاد گذر گیا۔

مہاراول چھپن سنگہ

درمیانی انیسویں صدی عیسوی (شاید ۱۸۴۲ء) میں یہ مہاراول متنبہ کیا گیا اس کے متنبہ کئے جانے پر بٹھا کر ان سنگہ نے جو قریب رشتہ دار ریاست میں تھا اپنے بیٹے کے مسند نشین ہونیکے واسطے دعوے کیا۔ لیکن جھگڑا اور ہونے کی غرض سے تیرہ سو روپیہ سالانہ اس کے معمولی خراج میں کم کیا گیا جس سے وہ خاموش ہو بیٹھا۔

یہ مہاراول مسند نشینی کے وقت دس برس کی عمر میں تھا اس لئے کئی سال تک نشی شہامت علی وغیرہ نے سرکاری حکم سے راج کا کام انجام دیا۔

اس ریاست کے وسط کی زمین باہمی زمی سے دارالحکومت تک سیراب اور آبادان ہے مگر دروازہ کے جنگلوں میں بھیل کثرت اور نہایت سبکدوش ہیں بد پیشہ ہیں ۱۸۵۷ء غدر میں انکو بند و قین بہت ہاتھ آگئی ہیں جب سے نہایت مفسد ہو گئے ہیں مہاراجہ سیندھیہا کے

علاقہ مالوہ کے زمیندار بالسنواڑہ و پرتاپ گڑھ کے بھیلوں کو چوتھ یعنی چہارم پیداوار بطور حق ٹھہرتا
 اور وقت ضرورت کے وقت یہ زمین ملک میں ترقی ہونے سے زمینداروں نے ادا
 نہ کی تھی اس پر بھیلوں نے فساد کیا اور ۱۸۵۷ء میں بالسنواڑہ کے بھیلوں نے
 یہاں فساد مچا کر اول موضع موکھیری پر حملہ کیا مگر انکو شکست ہوئی اور گنگاراول کا بھائی چچاراول
 (برائے معروف) مارا گیا اس سے خون کا جھگڑا پیدا ہو گیا کہ مدت تک چلا گیا اور اس وجہ سے
 کہ مہاراجگان ملکو و سینہ بھیا کے مالک سے بھی بد و بست کامل نہ ہوا اس فساد کے اسناد کی
 صورت ظہور میں نہ آئی۔ انھیں ایام میں ریاست سونٹھ (بواو معروف) تحت گورنمنٹ میپ کے
 بھیلوں سے لڑائی ہو رہی تھی اور پوسینہ (بواو دیا بے عجول) واقع گجرات ماتحت ایجنسی ماہی کاٹھ
 میں فساد تھا اور علاقہ سرحدی کے بھیل بھیل باغی ہو رہے تھے اس لئے بنظر اسناد و فساد بھیلوں
 کے ریاست بالسنواڑہ کی طرف سے وکیل پولٹیکل ایجنٹ مغربی مالوہ کے پاس مقرر کیا گیا اور اسی
 وقت میں بالسنواڑہ کے دیوان نے بھیلوں کو ارتکاب واردات سے باز رکھا مگر یہ بد و بست
 بطور عارضی کا نام نہ ہوا کوئی تدبیر کہ ہمیشہ کو فساد رفع کرنے کے واسطے کافی ہو عمل میں نہ آئی۔
 بالسنواڑہ کے بھیل ہندو ہیں مسلمانوں کا کھانا کھانے سے پرہیز کرتے ہیں بڑبڑوں کو بزرگ
 سمجھتے ہیں مگر انکو مارتے ہیں کثرت سے شراب خوار اور افیونی ہیں اور ہوسے کی شراب پیتے ہیں
 انکی شادی وغنی اور دلاوت کی رسمیات وہی ہیں جو ہنود میں جاری ہیں مگر جو لوگ مرض ہیفہ
 سے مریں انکو داروغ نہیں دیتے و فن کرتے ہیں۔

۱۸۶۷ء میں کرنل میکین سپرنٹنڈنٹ چھاونی نکیر واڑہ نے بالسنواڑہ کے سخت بدانتظامی
 کی رپورٹ کی۔ راول کشل گڑھ جو لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ آمدنی کا جائیداد ہے اور جس کے
 ۵۵ گاؤں رتلام کی ماتحتی میں علیحدہ ہیں بالسنواڑہ سے خود سری کا دعویٰ کرتے لگا۔ ریاست
 میں زبردست سرداروں کے دبانے کی طاقت نہ تھی۔ اسکے فیصلے کے واسطے سرکار انگریزی
 نے مداخلت کی اس نے یہاں تک سرکشی وعدوں علی کی کہ عند الطلب پولٹیکل ایجنٹ کو اس
 نے صاف جواب دیا کہ میری ریاست بالسنواڑہ سے بالکل علیحدہ ہے اگر بالسنواڑہ کی معرفت
 جھکوٹ پر آدگی تو اس کا ہر جواب نہ دوں گا۔ ہر چند ہمائش ہوئی مگر سرکار کا عہد نامہ بالسنواڑہ

سے ہے تم سے نہیں ہے تم بالنسواڑے کے ماتحت ہو مگر اسپر مطلق اثر نہ ہوا اسکو راجہ رتلام کا ہم قوم
 ماتحت ہونے سے بالنسواڑے کے ساتھ دعوے ہم سری کی جرات ہوئی کہ عند الطالب پولٹیکل ایجنٹ
 بالنسواڑے میں آیا مگر بہار اول سے ملاقات کر نیکی واسطے نہ کیا تحقیقات سے اس کا دعویٰ خود
 سری محض بے اصل ثابت ہوا اور بھی دریافت ہوا کہ ۱۸۵۷ء میں راؤ کیشل گڑھ زور راجہ رتلام کے
 نزارع کی تحقیقات ہوئی تبت فیصلہ ہو چکا ہے کہ راؤ کیشل گڑھ ریاست بالنسواڑہ ناماتحت ہے رتلام
 سے تعلق نہیں رکھتا سرکار نے اس سے صاف طور پر کہہ دیا کہ تم بالنسواڑے کی تابع داری اختیار کرو
 تم خود مختار نہیں مانے جا سکتے۔ ریاست کا باقی خراج ادا نہ کرنے اور ایک مجرم کو بھگا لیا نیکی تہمت
 میں کیشل گڑھ پر کئی مہینہ تک سرکاری ضابطہ رکھا جا کر کوٹھاری کیسری سنگھ کا داری خبری اور
 اور تحقیقات کی رو سے بالنسواڑے کی طرف سے پیش کئے ہوئے دعوے کے کافذات جعلی ثابت
 ہوئے پھر سرکار انگریزی کو ریاست سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی جس سے ہمیشہ کے واسطے ایک سرکاری
 انسپسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ کے نام سے ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق سنہ ۱۳۴۵ شروع جو رے کو میواڑ
 رتلام کی ماتحت بالنسواڑے میں رہنا تجویز ہوا تاکہ بالنسواڑے کے اندرونی سچیدہ چکرے اور
 پرتاپ گڑھ کے سرحدی معاملے موقع کی نگرانی اور تحقیقات سے طے ہو کریں۔ چونکہ یہ محکمہ بالنسواڑہ
 کی تکرار ادبے اعتباری کے سبب جو دراصل مہاجن کاماروں کی شرارت سے پیدا ہوئی قائم
 کرنا پڑا اس لئے مختلف دوسرے مقامات کے انسرو عملہ وغیرہ کا تمام خرچ جسکی تعداد پندرہ ہزار
 روپیہ سالانہ ہے مانج بالنسواڑہ پر جبر مانے کے طور ڈالا جا کر پرتاپ گڑھ کو اس سے ہری رکھا
 گیا۔ کانگرہ کے مقدمے میں مذکور اٹھانے سے بہار اول پست ہو گیا اور بعض خود مختار کاماروں
 کی شکایت کرتے لگا کہ انھوں نے اس مقدمے میں بے وجہ اسکا نام شامل کر کے بدنام
 کر دیا اس کا بیان ہے کہ جس جرم میں مجھ کو سزا ہوئی ہے اس کا بانی کوٹھاری کیسری سنگھ تھا۔
 گورنمنٹ نے اسکو بے قصور سمجھا ہے اقبال تحریری صورت بنظر ترجمہ اہکاروں کو کتاب گورنمنٹ
 سے بچانے کے واسطے کیا تھا اور اس میں بھی کوٹھاری کیسری سنگھ نے دبا یا تھا کہ اگر نہ کرو گے
 تو ریاست ضبط ہو جائیگی۔

جب سے کانگرہ کے مقدمے میں حکم اخیر میں راؤ کیشل گڑھ کے راؤ نے اپنی جاگیر کو ریاست سے

علیحدہ جہاز لیا سرکاری متواتر ہدایت نامہ کی پر کہ ریاست بالنسواڑہ میں خرچ اور اکرے اور رئیس کی اطاعت کرے عرصے تک تعمیل نہ کی۔ آخر کار جنوری ۱۸۷۷ء میں خرچ داخل کیا مگر غور و فکر دوسری سے یاد نہ کیا۔ نذرانہ تلواریندی یعنی مسند نشینی جسکی بابت ریاست سے متواتر تاکید تھی اور راڈ کو اسکے ادا کرنے میں ملوث اٹھارہا حساب سفارشش پولیٹیکل ایجنٹ حکیم گوڈنٹ معاف ہو گیا۔

۱۸۷۷ء میں کوشل گڑھ میں سہ ماہی چند بھیلنی عمر مشنا دس سالہ کو حکیم کا داماد راڈ اکن ہونیک ملت میں اٹھارہ راڈ الا تحقیقات کے بعد جرم ثابت ہو کر سہ ماہی کے حکم سے قادر دوسرہ کا داماد کوشل گڑھ ہو بھی رہی تھی تھا اور روتہ بھوپاڈ اکن بھوپاڈ اکن کو سرائے قید پارچ پانچ سال اور علی کو قوال کوشل گڑھ کو قید ایک سال ہو کر محبس اجیر میں بھیجے گئے اور راڈ کوشل گڑھ پر دوسرا روپیہ چرمانہ ہوا۔ انیسویں سے ایک ہزار روپیہ سہ ماہی چند متوفیہ کے دو بیٹوں کو بطور خون بہا دلایا گیا۔ بھیلوں اور دوسری راہ پوتائے کی ذیل قوموں کا ڈاکن پر بہت اعتقاد ہے اور انکا مارنا اور لٹکانا مروج محو اہم تھا صرف تھانہ حال میں کم ہو گیا ہے۔

سمت ۱۹۲۷ء مطابق ۱۸۷۷ء میں گڑھی کے ٹھا کر رتن سنگھ نے جون سے ہزار روپیہ سالانہ کا جائیداد ہے مہارائے اودیپور کو اپنی بیٹی بیاہ کر وہاں سے راڈ کا خطاب پایا اس پر بالنسواڑے راڈ کو خاص اس وجہ سے کہ خطاب لینے کو اجازت کیوں نہیں لی۔ رشک حسد ہوا دوسرے رتن سنگھ نے بلا استمراج دربار بیٹا متینے لیا۔ تیسرے عند الطلب حکام انگریزی مہمان مرکب واردات کو سپرد نہیں کیا۔ مہاراول نے اسکے بارغ واقع بالنسواڑہ کا ایک حصہ سڑک بنانے کے لیے لے لیا دوسرے اسکے علاقے میں محصول بہاری کہ حسب بیاں اسکے ہمیشہ معاف رہا ہے محصول کرنا شروع کیا عرصہ تک طرفین سے بہت شکایت ہی مگر حکم سرور یہاں کے معزز و زبردست ٹھا کروں میں سے تھا اور بخلاف راڈ کوشل گڑھ کے کہ وہ معزز و نامعقول تھا صاف طبیعت و راست باز تھا اور ہر ایک کی اصلاح پر عمل کرتا تھا اور ریاست کے سب آدمی اسکی عزت و توقیر کرتے تھے لوگوں نے متوسط ہو کر صلح کرادی کہ مہاراول نے خطاب راڈ عطیہ مہارانا صاحب قبول کر لیا۔ اور بلغ کے عوض اور زمین ویدی اور محصول راہداری کی نسبت بھی مناسب بخیر کر دی۔

اسی سال گڑھ کا ٹھکانا بنی ہو گیا اس نے بالسنوارہ میں بہت طرح سے فساد کئے مدت تک ریاست کی فوج اسکو گرفتار نہ کر سکی وقت تعاقب میواڑ اور ڈونگر پور کے علاقے میں چلا جاتا تھا اور وہاں اسکو پناہ ملتی تھی۔ مئی ۱۸۵۵ء کو اس کی ریاست کے سپاہیوں سے مقابلہ ہوا اور وہ اس کے ہاتھ مہاراول نے کئی جاگیرداروں پر بغیر دریافت گوئیے جانے بغاوت سزا بخیز کی جس کی بابت پولیس کل افسر نے فیصلہ کر لیا کہ ریاست کی گورنر کو ملکی معاملات کے سوا فوجی کارروائی میں دخل دینا کا اختیار نہیں ہے۔ اسی عرصے میں مہاراول نے دارالسنوارہ کے سالانہ کھراج پناہ دینا شروع کیا۔ لیکن یہ کارروائی سرکار انگریزی کے حکم سے بند کی گئی کیونکہ جس ریاست میں بادشاہی عہد سے پرانی محکمال جاری نہیں ہے وہاں کا رئیس یا سکہ چلانے کا مجاز نہیں ہو سکتا۔

۱۹۳۱ء مطابق ۱۸۵۵ء میں گورنر بورمی ریجنٹری کی ملکیت کی بابت پرتاپ گڑھ اور بالسنوارہ کی ریاستوں میں تنازعہ اور سخت مقابلہ ہوا اس میں پرتاپ گڑھ کے ۲۹ آدمی مقتول اور ۵۴ مجروح ہوئے اور بالسنوارہ کے دو آدمی مقتول اور چار مجروح ہوئے اور پرتاپ گڑھ کا ۴۴ ہزار ریاست سونور دیپ اور چار آنے کا مال اسباب غارت ہوا تحقیقات سرکاری سے بالسنوارہ کی زیادتی پائی جانے پر سرکاری حکم سے بالسنوارہ کے کاہن لال کوٹھاری اکبر اور دیپ جہان نے جہان کے بعد دس برس کے واسطے ملک سے نکال دیا اور اس کے پانچ مشرک اہلکار پانچ برس کے واسطے قید کر دیے دوسرے برس گالا چندہ جو پندرہ برس سے یہاں پر بالسنوارہ نے دوبارہ کھاتہ پرتاپ گڑھ کو دلایا اور گالا چندہ سے بھی بالسنوارہ کے کاہن سے خارج اور پرتاپ گڑھ کا قصبہ جال رکھا گیا۔ کوہاری علاقہ میواڑ سو بیانہ علاقہ بالسنوارہ اور وادیا علاقہ پرتاپ گڑھ کی سرحد ایک جگہ ملنے کے سبب سبب تجویز سے سرحد کے پختہ مینا سے تعمیر کرائے گئے جس کو تینوں ریاستوں نے قبول کر لیا۔ یہ مہاراول پرانی باتوں کا زیادہ پابند اور سنئے طور طریق کو ملکی وفاق کی کارروائی میں ناپسند کرنا لگتا۔ آخر میں مذہبی تعصب کم ہونے لگا۔ اس مہاراول نے باقاعدہ بہت سی رائیوں سے شادی کی۔ چنانچہ ۱۸۵۵ء تک نوہ شمار پہنچ چکا تھا۔ اور کنیزیں ان کے علاوہ تھیں اور ان سے بہت سی اولاد پیدا ہوئی۔

۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔

مہار اول شبنو سنگ

یہ مہار اول چھپن سنگ کا بڑا بیٹا تھا اس سے باپ کو بہت عداوت تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ باپ کو یہ شبہ ہو گیا تھا کہ میری فلاں عورت پر رغبت کی نظر ڈالتا ہے یہاں تک کہ شبنو سنگ کو بانسواڑہ چھوڑنا پڑا اور کچھ دنوں بیچ کی چھادنی میں اور کچھ عرصے تک اودیپور میں رہا۔ سرکار ریاست سے اسکو وظیفہ دلائی تھی اودیپور میں بھی اسکی نسبت ایک ایسا ہی واقعہ گوش گزار ہوا تھا جس کو بیان کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اسکے بیان سے بھی حرف آتا ہے چھپن سنگ کے انتقال پر سرکار نے اسکو حق دار مان کر سند نشین کیا اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا اولی ریاست ہوا۔

مہار اول پر بھتی سنگ

پر بھتی سنگ اپنے باپ مہار اول شبنو سنگ کا دسمبر ۱۹۱۳ء میں جانشین ہوا اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو اسے پورے اختیارات ملے۔ مہار اول کی سلامی ۵۰ ضرب نوپ ہے۔

جاگیر است

ریاست بانسواڑہ میں کل گیارہ سو اٹھاسی گاؤں سمجھے جاتے ہیں اس میں سے بانسواڑہ ۳ گاؤں خالصہ کے ہیں جنکی آمدنی اب ۲۰۰۰۰ روپے سالانہ ہے انکی سو بارہ گاؤں خیرات الغام اور نوکری کے طور پر ہیں۔ چاندن اور اہلکاروں کی جاگیر میں جنکی آمدنی پچیس ہزار روپے سالانہ ہے اور پانچ سو سہم گاؤں راجپوت لوگوں کے قبضے میں ہیں جنکی آمدنی تین لاکھ روپے سالانہ کے قریب ہے اس ریاست میں چودہ سردار اول درجے میں اور اٹھارہ جاگیر دار دوسرے درجے کے سمجھے جاتے ہیں۔

بانسواڑہ کے اول درجے کے تعظمی سردار

نمبر	نام جاگیر	قوم وغیرہ	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
۱	مونا گاؤں	چوہان	۸۰۰۰	۵۷۱	اول درجہ تعظمی
۲	میتوال	چوہان	۸۰۰۰	۸۷۵	ایضا

۳	ارکھونہ	چوہان	۲۴	۱۶۰۰۰	۹۵۱	الینا
۴	گرہھی	چوہان مخاطب کاؤ	۱۵۱	۸۳۰۰۰	۳۰۰۰	الینا
۵	سورپور	بھائی	۵	۴۰۰۰	۳۶۱	ہمارا اول صاحب کی رشتہ دار بھائی
۶	کھاندو	بھائی	۴۰	۳۲۰۰۰	۴۰۰	الینا
۷	گنورا	چوہان	۱۱	۱۰۰۰۰	۶۲۶	اول درجہ تنظیمی
۸	کشکمرہ	راکھوڑی ٹیپ او	۱۶۹	۷۰۰۰۰	۱۱۰۰	اسکی کچھ جاگیر تمام کے ماتحت بھی ہے
۹	تلوارا	سیرتہ راکھوڑ	۷	۲۰۰۰	۳۶۸	
۱۰	اور لوارہ	راکھوڑ	۱	۱۰۰۰	۱۷۲	
۱۱	خوشی لکڑہ	سکناوت	۱۶	۴۰۰۰	۳۰۰	صرف سند نشینی کا اندراج دیتا ہے۔
۱۲	لا اکاٹو	چوہان	۱	۱۰۰۰	۴۶۳	
۱۳	مور	چوہان	۵	۲۰۰۰	۷۹۱	
۱۴	کھیرا دھتینہ	چوہان	۲	۱۰۰۰	۷۰	

ہاسوارے کے دوسرے درجے کے سردار

نمبر	نام جاگیر	قوم وغیرہ	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
۱	انجہ	بھائی	۵	۶۰۰۰	۸۲۵
۲	بستی	چوہان	۳	۳۰۰۰	۶۲۸
۳	چھاج	چوہان	۸	۳۰۰۰	۶۴۰
۴	بھوکسیہ	چوہان	۱۹	۴۰۰۰	۷۷۴
۵	بھیم سور	اودھ	۵	۳۵۰۰	۱۳۵
۶	کلکیہ	چوہان	۴	۳۵۰۰	۱۳۱

۶	اُمارا	چوبان	۱	۱۰۰۰	۲۱۵ ۲۱-۱۱	
۸	بیچاڑہ	چوبان	۴	۳۵۰۰	۴۲۵	
۹	بھواس	چوبان	۳	۴۴۰۰	۱۸۸ ۱۱-۱۱	
۱۰	مونی داسہ	چوبان	۱	۱۰۰۰	۱۵۲ ۱۱-۱۱	
۱۱	گمانیہ	ادھ	۳	۲۰۰۰	۳۴۵ ۱۳-۱۳	
۱۲	دیودہ	ادھ	۱	۱۵۰۰	۲۳۳ ۱۲-۱۲	
۱۳	دیواڑہ	چوبان	۲	۱۰۰۰	۲۵۵ ۱۲-۱۲	
۱۴	ترمالی	سکادات	۵	۴۰۰۰	۲۴۸ ۱۰-۱۰	
۱۵	کوندہ	کوبھادت	۸	۲۵۰۰	۲۶۰ ۱۵-۱۵	
۱۶	سُملیہ	سکادات	۴	۲۰۰۰	سات	صرف نذرانہ مسند نشینی دینا ہے۔
۱۷	تولیہ سیل	راٹھور	۱	۵۰۰	۲۵۰	
۱۸	تھے سُر	میرتہ	۲۰	۸۰۰۰	سات	راؤ کو شلگڑیہ کا رشتہ دار ہے۔

فصل

تاریخ پرتاپ گڑھ خجرائیہ

پرتاپ گڑھ کا علاقہ جسکو کانٹھل کہتے ہیں سیواڑ کے جنوبی مشرقی گوشے میں ہے اسکے شمال مغرب میں سیواڑ جنوب میں بالنواڑہ مشرق میں مالوالہ یعنی رولام۔ ہوکر اور سیندھیا کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اسکا طول شمال سے جنوب کو پچاس میل عرض مشرق سے مغرب کو پچیس میل قریب آٹھ سو پچھاسی میل مربع ہے آبادی ۹۲۰۰۴ نفر۔ اسکا موقع خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۴ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۱۴ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرق ۷۴ درجہ ۲۶ دقیقہ و ۷۵ درجہ کے درمیان ہے آمدنی خالصہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن موجودہ زمانے میں ۱۳۲۰۰ ۵ روپیہ سالانہ کو نویت پہنچ گئی ہے۔ ضلع یا گڑ کا ایک حصہ اور کل ضلع جو کانٹھل نام سے معروف ہے اس ریاست میں داخل ہے۔ سر زمین کو ہستانی اور کم مزدور ہے۔ بلندی کی وجہ سے پالا بہت پڑتا ہے وہ زمین جسکو کانٹھل کہتے ہیں پست ہے اس میں زراعت کم ہوتی ہے پھلوں کی آبادی زیادہ ہے اور بن میں عمارتی درخت بہت عمدہ اور کثرت ہوتے ہیں ان درختوں کی لکڑی بہت موٹی اور بڑی نہیں ہوتی ہے مگر مضبوطی میں ڈوگر پورا اور بالنواڑہ کی لکڑی سے بہتر ہوتی ہے۔ عمارتی درختوں کے سوا بالنس بھی عمدہ ہوتا ہے جو ڈوگر پورا اور بالنواڑہ کے علاقے میں نہیں ملتا۔ شہر پرتاپ گڑھ بلند زمین پر مالوالہ یعنی کانٹھل میں سطح سمندر سے ۱۶۵۸ فٹ بلندی پر اٹھتا ہے راہ نیچے و بڑودہ نیچے سے ۳۳ میل جنوب میں عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۸ دقیقہ پر واقع ہے یہاں کے رئیس آبادی سے آٹھ میل فاصلے پر اکثر اپنا قیام کرتے ہیں وہو دھیرہ پریولیہ کو جاتے ہیں جو ریاست کا بڑا ناوارا حکومت ہے۔ اس ملک میں سے قریب دو لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا ملک جاگیر داروں کے قبضے

میں ہے پرتاپ گڑھ کی آب و ہوا عمدہ سمجھی گئی ہے لیکن وہاں کے باشندے باوجود مالدار کی بہت بے احتیاطی سے رہتے ہیں۔

قوم

پرتاپ گڑھ والے جو میواڑ کے خاص سیدو دیہ سورج بنسی خاندان کی چھوٹی شاخ میں ہیں پہلے رادت کہلاتے تھے گو رمنٹ انگریزی کی فرماں برداری کے بعد سے مہارادت کہلاتے ہیں اس وقت سے چار سو برس سے کچھ پہلے چوڑ کی دوسری نامی لڑائی میں دیولپہ الوں کا ایک بگ رادت باگھ سنگھ بہادر شاہ گجراتی کے مقابل رانا بکر مات کا قائم مقام بن گیا تھا اس سبب سے میواڑ والوں کی طرح جو جو کو ایکلنگ دیوتا کا دیوان یعنی نائب کہتے ہیں پرتاپ گڑھ والے بھی اپنے نام پر دیوان کا لفظ بول چال میں شامل کر لے ہیں۔

پرتاپ گڑھ والوں کے بزرگ شہنشاہ دہلی کے امر اس سے تھے رادت پرتھوی سنگھ پرفرنج سیر بادشاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اس کو اپنے شہر میں نکسال کھولنے کی اجازت دی۔ اور عالمگیر ثانی کے عہد سے سالم سنگھ کو دوبارہ نکسال کھولنے کی اجازت ملی جس نے اس کے کو اپنی نام سے مشہور کیا لیکن نام اوس پر بدستور شاہ عالم کا رہا۔ اس وقت سے وہاں دارالضرب میں اتھارویں صدی کے آخر تک سالم شاہی روپیہ بتا رہا پچھلے بیسویں میں سے بعض نے دارالضرب میں غیر خالص کم وزن روپیہ تیار کر کے کاسد بازاری کی کہ اسپر کا انگریزی کو تاکید و تنبیہ کرنی پڑی۔

نسب نامہ ریاست پرتاپ گڑھ

۱) حکیم کرن ولد رانا موگل والی میواڑ (۲) سورج مل (۳) باگھ سنگھ (۴) رائے سنگھ (۵) بیکا جی (۶) تچ سنگھ (۷) بھان سنگھ (۸) سنگھاجی (۹) جیونت سنگھ (۱۰) ہری سنگھ (۱۱) پرتاپ سنگھ (۱۲) پرتھوی سنگھ (۱۳) رام سنگھ (۱۴) امید سنگھ (۱۵) گوبال سنگھ (۱۶) سالم سنگھ (۱۷) سالونت سنگھ (۱۸) دلپت سنگھ (۱۹) اودے سنگھ (۲۰) مہارادت گھوٹا تھ سنگھ۔

سلسلہ دار تاریخی احوال

ریاست پرتاپ گڑھ اس وقت تقریباً پانچ سو برس پہلے میواڑ میں سے نکلی ہے اور وہ اس حساب سے پانچ سو اڑھائی کی بہ نسبت جو تقریباً چار سو برس پہلے ڈونگر پور سے علیحدہ قائم ہوا۔ سو برس پرانی ہے۔ یہاں کے رئیس اگرچہ بہت عرصے تک میواڑ کے ماتحت رہے لیکن دوسرے

سرداروں سے انکی نشست اور عزت بڑھ کر گئی گئی تھی پھر ڈونگر پور وغیرہ کی طرح پرتاپ گڑھ نے شاہجہاں کے عہد میں مغلوں کی اطاعت قبول کی تھی۔ اور عالمگیر ثانی کے وقت میں رادت سالم سنگہ کو اپنے نام کا سالم شاہی سبکہ جاری کرینی بھی اجازت ملگئی جس کا موقع ڈونگر پور اور بالسنوار سے کو حائل نہیں ہو سکا۔ سالم شاہی روپیہ جو انگریزی ۱۳۔ آسنے کے قریب ہوتا تھا باگر اور مالوہ وغیرہ کے علاقے میں کثرت سے چلتا تھا جسکی جگہ اب انگریزی روپیہ نے پھیل لی۔ محمد شاہ کے بعد اس ریاست کو مرہٹوں نے بہت ستایا تھا جنکی ماتحتی سے سرکار انگریزی نے علیحدگی کے ایک عہد نامے کے ساتھ خراج گزار بنایا۔

۱۔ رادت کھیم کرن ولد رانا موکل

سمند ۱۴۹ مطابق ۱۷۳۲ء میل جبکہ میواڑ کا رانا موکل اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ سے مارا گیا تو اسکے دو بیٹوں کو بچھا اور کھیم کرن یا کھیم سنگہ میں سے پہلا چوڑ کی تہی پر بٹھایا اور دوسرے کو بڑی ساوری اور دھریاؤدھ وغیرہ کا علاقہ جاگیر میں ملا کھیم کرن کی اولاد کچھ عرصے تک ہاں قائم رہنے کے بعد پرتاپ گڑھ کو ترقی کر کے بدل آئی اور اس نے وہاں نئی حکومت جمائی۔

۲۔ رادت سورج مل

کھیم کرن کا بیٹا سورج مل سمند ۱۵۵ مطابق ۱۷۴۲ء میں بڑی ساوری کا مالک بنا کر نل ٹاڈ کا بیان ہے کہ سورج مل سے چوڑ کے ولیعہد پر بھوسی راج اور سانگا کی جو رشتے میں اسکے بھتیجے ہوتے تھے اکثر ملک کے واسطے لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن آخر میں سورج مل نے رانا رائے مل کے عہد میں میواڑ سے علیحدہ ہو کر جنوبی مشرقی دیران علاقے میں جہاں جنگی لوگ رہتے تھے ایک دیولینام قلعہ بنا کر ریاست پرتاپ گڑھ کی بناؤالی لیکن ریاست پرتاپ گڑھ والے جیناں کرنے میں کردیولینام کی آبادی دو پشت بد بیکاجی کے عہد میں ہوئی ہے۔ سورج مل کے بیٹوں میں سے راجدھر۔ رندھیر اور شہس مل لورانا کی طرف سے بادشاہی فوج کے مقابلے میں مارے گئے اور باگھ سنگہ ولیعہد رہا۔ شہس مل کے بیٹے کاہنل کی اولاد میں سے دھموتر کا ٹھاکر وغیرہ سہاوت کہلاتے ہیں۔

۳۔ رادت باگھ سنگہ

سمند ۱۵۸ مطابق ۱۷۴۵ء میں مسند نشین ہوا۔ یہ رادت چوڑ کے رانا کرمادتی بدراجی

اور اپنی جاگیر ضبط ہونے کے سبب بخیرہ ہو کر بادشاہ مالوہ کے پاس چلا گیا جہاں اُس نے ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمد کی جاگیر یا کیر باگھواڑہ مقام بسایا۔

سمت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء میں جبکہ سلطان بہادر شاہ گجراتی نے چوڑ پر دوسری چڑھائی کی تو اُس وقت بوندی۔ جالور۔ سرہدی وغیرہ کے راؤ اپنی فوجوں سمیت چوڑ میں آ موجود ہوئے تھیں سب سرداروں نے رانا بکرمات اور اُسکے چھوٹے بھائی اودے سنگ کو جو کچھ عرصے کے بعد رانا ہوا۔ نسل قائم رکھنے کی غرض سے بچا کر نکال دیا اور اُسکے قریبی رشتہ دار راوت باگھ سنگ کو جو اپنے بزرگوں کے ملک کی مدد کے واسطے مالوے سے چلا آیا تھا اپنا انسر بنا کر ریاست کا جھنڈا اور جتیر اُسکے سر پر قائم کیا راوت نے تمام راجپوتوں سمیت قلعہ سے نکل کر دشمنوں پر حملہ کرنے کے بعد جان دی کیونکہ اسی وقت دشمنوں کے ہاتھ سے جان سلامت لیکر بھاگ نہ سکتا تھا۔ اسی وقت سے دیولپہ کے راوت خود کورانا کا قائم مقام بننے کے سبب ایک لنگ کا دیوان کہنے لگے ہیں۔

۴۔ راوت سنگ

سمت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء میں چوڑ مقام پر مندر نشیں ہوا جبکہ گجراتی لوگ دہلی کے بادشاہ ہمایوں کے خوف سے قلعہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ یہ راوت قلعہ چوڑ رانا کو جالے کر کے بڑی سادہ سی چلا آیا اُسکے چھوٹے بھائی مان سنگ کی اولاد خانوات کہلاتی ہے راوت کے بعد اُسکے چار بیٹوں بیکا۔ ادیکرن اس کرن اور پونمل میں سے پہلا ولیعہد ہوا۔

۵۔ راوت بیکاجی

سمت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۳ء میں مندر نشیں ہوا۔ اس نے میواڑ چھوڑ کر مندر سور کے بادشاہی حاکم سے ملاقات کی۔ اُسکے ساتھ سور جبل کا پوتا کاٹھنل بھی نبیاہیڑے کی جاگیر چھوڑ گیا تھا۔ چھوڑے دونوں بعد راوت نے غیاث پور اور ببار میں رہ کر سونگرے راجپوتوں سے سہاگ پور چھپن لیا اور اسی طرح دوسرے پر گئے کھیروٹ۔ کوٹری اور نور وغیرہ دبا لئے اور اپنے چچا کاٹھنل کو جھوٹے جاگیر میں دیا۔

سمت ۱۶۱۶ مطابق ۱۵۶۱ء میں راوت نے دیوینی کے خاوند اور اُسکے دو گار بھیلوں کو مار کر کاٹھنل کا دیران علاقہ فیتھن میں کیا اور دیوینی کے سنی ہونے سے اُسکی درخواست پر دیو گڑھ کو

آباد کو کے راجہ صائی قرار دیا۔ پندرہ برس کے بعد جبکہ رانا پرتاپ سنگھ اول سے بادشاہی فوج کے افسر کنور مان سنگھ کچھواہہ کا مقابلہ ہلدی گھائے پر ہوا اور اوت کی طرف سے اس کا چچا کا بھیل رانا کی ماتحتی میں لڑ کر مارا گیا اور کئی برس پیچھے رات کا دوسرا بیٹا کرن داس بھی اسی طرح کام آیا جسکے خون بہا میں رانا نے گاؤں اگر ان عنایت کیا۔ رات نے کرنشن داس کے بیٹے سمرسی کو دہلی کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا جہاں سے وہ بادشاہی فوج کے ساتھ بیکانیر جا کر فتح کے بعد واپس آگیا۔ رات کے تیسرے بیٹے سرجن داس کے پوتے حکم سنگھ نے گاؤں حکم پورہ بسایا تھا جو تھوڑے دنوں سے کسی طرح بالنسوارے والوں کے قبضے میں چلا گیا اور رات کے وفات پانے کے بعد اس کا بڑا بیٹا تیج سنگھ قائم مقام ہوا۔

۶۔ رات تیج سنگھ

اس نے سنہ ۱۶۳۵ء مطابق ۱۵۹۹ء میں سند نشین ہو کر تیج ساگر تالاب بنوایا اور پندرہ برس راج کر کے اپنے بعد کنور بھان سنگھ کو دارت چھوڑا۔

۷۔ رات بھان سنگھ

سنہ ۱۶۵۰ء مطابق ۱۵۹۴ء میں سند نشین ہوا اسکے نو برس کے بعد رانا کے ماتحت جاگیر دار جوہ سنگھ سیسودیا نے منہ سوری میں فساد کیا۔ مقابلے میں جبرن مقام پر رات بھان سنگھ اور منہ سوری کا کاکھام کھن خاں وغیرہ جوہ سنگھ کو قتل کر کے مارے گئے۔ رات کی چھتری جبرن میں موجود رہی اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تھی اس لئے اس کا چھوٹا بھائی سنگھ دلیہہ مانا گیا۔

۸۔ رات سنگھ

سنہ ۱۶۶۰ء مطابق ۱۶۰۴ء میں سند نشین ہو کر انیس برس کے بعد گندگیا۔ اس کا بڑا بیٹا جسونت سنگھ دلیہہ رہا۔ اور چھوٹے بیٹے جگناتھ کی اولاد سنگھات کہلاتی ہے۔

۹۔ رات جسونت سنگھ

سنہ ۱۶۶۹ء مطابق ۱۶۲۳ء میں سند نشین ہوا۔ اسکے بھائی سنگھ میری سنگھ کیسیری سنگھ اور اولاد سنگھ چار بیٹے تھے سنہ ۱۶۸۹ء مطابق ۱۶۳۳ء میں او سے پور کے رانا جگت سنگھ اول کے بلانے

پر رادست مع ولیعہد مہاشنگہ کے چنپال باغ میں جا کر پھٹھرا جواو دے پور کے باہر مشرقی طرف ہی۔ رانا رات سے اوو پور کے عوض بادشاہی اطاعت اختیار کر لینے کے سبب بہت رنجیدہ تھا اس لئے اُس نے دھوکے سے رام سنگہ راٹھوڑ کو بڑی فوج دیکر باغ میں بھیجا رات جسوقت سنگہ رات میں حملہ ہو نیکیے لبر اپنے بڑے بیٹے اور ایک ہزار ساتھیوں سمیت بہادر بنی سے لڑ کر مارا گیا دیولپہ میں دوسرا کنور ولیعہد ہوا اور تیسرے کیسری سنگہ سے جسوقت سنگھوت شاخ چلی۔

۱۰۔ رات ہری سنگہ

اس نے سنہ ۱۶۹۹ مطابق ۱۶۳۵ء میں مسند نشین ہو نیکیے لبر دہلی جا کر بادشاہ کے حضور میں رانا کے ظلم اور اپنے باپ وغیرہ کے قتل کا حال عرض کیا۔ وہاں سے اسکو خلعت انعام اور منصب ملکر حاکم مسند سور کے نام فرمان جاری ہوا کہ دیولپہ کی زمین سے میواڑ والوں کا دخل اٹھا دیا جائے۔ دہلی سے واپس آ کر ہری سنگہ نے اپنے علاقے پر قبضہ حاصل کیا اور ستیس گاؤں بردوان اور جھانم پر گئے کے میواڑ میں سے دبا لئے جنگی بابت عالمگیر بادشاہ ناخوش ہوا۔ رات نے چالیش برس راج کر کے وفات پائی۔ اُسکے چار بیٹوں پر تاپ سنگہ - امر سنگہ - محکم سنگہ اور مادھو سنگہ میں اسے بڑا ولیعہد ہوا اور باقی کو علیحدہ جاگیریں ملیں۔

۱۱۔ رات پرتاپ سنگہ

سنہ ۱۶۸۳ مطابق ۱۶۲۰ء میں مسند نشین ہوا اس نے ایک لاکھ بیس ہزار اور دوسرا لاکھ میں میں کیا تھا۔ سفر میں سلونبر کے مقام پر پھٹھرا کر وہاں سے رات کشن سنگہ کے ایک پوتے متھوڑس کو اپنے ہمراہ لے آیا جسے سنہ ۱۶۸۵ مطابق ۱۶۲۲ء میں بڑلیا وغیرہ دیا اُسکی اولاد یعنی چونڈا ولوں کی جاگیر میں دو ٹکھانے سہارا پورہ اور بڑلیا اب تک اس راج میں چلے آتے ہیں۔

رات پرتاپ سنگہ نے سنہ ۱۶۸۵ مطابق ۱۶۲۲ء میں اپنی نام سے پرتاپ گڑھ سببا کر قلعہ بھی تیار کرایا۔ اسکے وقت میں اوو دے پور کے رانا نے بادشاہی اطاعت کی ناراضگی سے جو دھپور کے کنور رام سنگہ کو کاٹھل یعنی پرتاپ گڑھ کا علاقہ چھین میں دینا چاہا لیکن کنور مذکور دیو گڑھ کے پاس پہنچ کر پی پاڑہ راجپوتوں کے ہاتھ سے جو سیو دیوں کی ایک شاخ سے قتل ہوا۔

رات پرتاپ سنگہ چونیش برس راج کر نیکیے لبر فوت ہوا اور اسکے دو بیٹوں پرتھو سنگہ

اور کیرتی سنگا میں سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کے نام سے کیرتی گڑھ بسایا گیا۔

۱۲۔ رات پرتھوی سنگ

سمت ۱۶۶۲ مطابق ۱۱۷۸ء میں منہ نشیں ہوا یہ سمت ۱۶۸۱ مطابق ۱۱۹۷ء میں فرخ سیر بادشاہ کے پاس پہنچا گیا جہاں سے اسکو رات کے سوا اور کا خطاب عنایت ہوا۔ اور پرتاپ گڑھ میں مکمل کھولنے کی اجازت ملی۔

اسکے وقت میں رتھام داؤں نے پرتاپ گڑھ پر چڑھائی کی لیکن وہ ناکام واپس گئے اور انکا کسی قدر علاقہ لوٹ لیا گیا رات اپنوراج کے نو بیس برس گزر گیا اسکے پانچ بیٹوں میں سے بڑا بہادر سنگ اور دیور کے رانا سنگرام سنگ کے پاس بھی گیا تھا جبکہ لئے وہاں سے واپس آؤں جاگیر کے طور پر چھوٹی رہا تھا لیکن وہ اودے پور میں گزر گیا اور اس کا بیٹا رام سنگ پرتاپ گڑھ میں ولیعہد کیا گیا۔

۱۳۔ رات رام سنگ

سمت ۱۶۸۱ مطابق ۱۱۹۷ء میں منہ نشیں ہوا کچھ مہینہ راج کر نیکی بعد لاؤل ماتھال کر گیا جس سے اس کا چچا امیر سنگ جانشین کیا گیا۔

۱۴۔ رات امیر سنگ

سمت ۱۶۸۱ مطابق ۱۱۹۷ء میں منہ نشیں ہوا کہ پانچ برس کے بعد بغیر اولاد مر گیا اور اس کا چھوٹا بھائی گوپال سنگ رات مانا گیا۔

۱۵۔ رات گوپال سنگ

سمت ۱۶۸۱ مطابق ۱۱۹۷ء میں منہ نشیں ہوا۔ اس وقت شاہ بادشاہ کے ضعیف عہد میں مرہٹوں نے راجپوتانہ دلاوہ میں زور پکڑا سمت ۱۶۸۱ مطابق ۱۱۹۷ء میں باجے راویشوا طہار اور ملکر اور رانا نے ڈونگر پور کا محاصرہ کیا۔ راول شیو سنگ کے بھانے سے رات گوپال سنگ ڈونگر پور گیا اسکی فہمائش سے ڈونگر پور و باسنوارہ کا خراج پیشوا کو ملنا قرار پا کر محاصرہ اٹھایا گیا پھر مرہٹوں رات کے ہمراہ پرتاپ گڑھ آکر چند روز مہمان رہنے کے بعد چلے گئے۔ رات نے شہر میں اپنے نام پر بازار گوپال گنج بنوایا اور ستھور سے دونوں کے لئے اپنے ولیعہد سالم سنگ کو اودے پور بھیجا

جہاں سے خوشی کے ساتھ وہ واپس آگیا۔ اس رات نے چونتیس برس راج کر کے وفات پائی۔

۱۶۔ راتِ سالم سنگہ

سمت ۸۱۴ مطابق ۱۷۵۵ء میں منہ نشیں ہوا اس نے پرتاب گڑھ کی نئی شہر بنوایا اور کراچی کے گائوں بسایا اور بادشاہ عالمگیر ثانی کی خدمت میں دہلی جا کر وہاں سے دوبارہ نکلا۔ سال کا کم لائے کے بعد سالم شاہی روپیہ جاری کیا۔ وقائعِ راج پوتانہ میں لکھا ہے کہ سالم سنگہ پرتاب گڑھ کی اسی مہربانی تھی کہ اسکو اپنے نام سے سنگہ جاری کر نیکی اجازت دی لیکن محمد شاہ ۱۷۵۷ء میں منہ نشیں ہوا تھا اور ۱۷۵۸ء میں عالم قبا کو سردھار اٹھا لیا وہ ۱۷۵۹ء یا ۱۷۶۰ء کے بعد میں کب موجود تھا۔ اگرچہ انگریزوں نے اسکی جگہ لیلی پہنچ کر بھی اب تک باگڑ اور مالوہ وغیرہ کے علاقے میں اکثر چلتا ہے۔

سمت ۸۱۵ مطابق ۱۷۶۱ء میں ٹکورا و ملہرتن مہینہ تک پرتاب گڑھ کا محاصرہ کر کے ناکام واپس آیا اور دوبارے کے بعد ملہار راؤ ہلکر نے چھ روپیہ لینے پر صلح کی۔ میواڑ میں مہتا صورت سنگہ نے مہارانا سے جو وفات کی تھی اسکو اس رات نے رفع کیا۔ سمت ۸۱۶ مطابق ۱۷۶۲ء میں ایک شادی کے موقع پر سالم سنگہ مہاں ہو کر اندر گیا جہاں خاطر داری کے ساتھ پیشوائی ہو کر مہاراجہ ہلکر نے برابر نشست دی۔

سمت ۸۲۶ مطابق ۱۷۷۷ء میں جبکہ مہارانا رسی کے برخلاف ایک دعویدار رتن سنگہ نے سرداروں کی سازش سے فساد اٹھایا اور مادھوراؤ سینھیا کو ساتھ لاکر ادوے پور کا محاصرہ کر لیا تو راتِ سالم سنگہ مدد کے واسطے مہارانا کے پاس گیا جس سے راتِ راؤ کا خطاب جو بادشاہی طرف سے عنایت ہوا تھا۔ مہارانا نے بھی تسلیم کیا اور دھراؤ کو پرگنہ قبیلی حق سمجھ کر رات کو دیوہا صلح ہو جانیکے بعد سالم سنگہ واپس چلا آیا۔ اور دواڑ کا میں ایک خیرات حقیر کی جواب تک جاری ہے۔

یہ رات سترہ برس راج کر کے فوت ہوا۔ اس کے دو بیٹے سال سنگہ اور لال سنگہ میں سے پہلا ولیعہد ہوا۔ اور دوسرے کو ارٹو جاگیر میں ملا۔ جس کی اولاد سالم سنگھ پوت کہلاتی ہے۔

۱۶۔ رات ساؤنٹ سنگ

سمت ۱۸۷۳ء مطابق ۱۸۷۳ء میں سندنشین ہوا۔ پرگنہ دھرباؤ کی جاگیر کے عوض پرتاپ گڑھ کے بعض ماتحت سردار اودے پور میں حاضری دیا کرتے تھے۔ کم عمر رادت کی والدہ نے اس کے ہوشیار ہونے تک جاگیر داروں کا اودے پور جانا ملتوی رکھا۔ مہارانا بہیم سنگ کے عہد میں دھرباؤ کا پرگنہ سیواڑ کے خالصے میں شامل ہو کر کچھ بھی واپس نہیں ملا۔ اس رادت کے وقت میں مرہٹوں کے ہاتھ سے ملک نے بہت نقصان اٹھایا۔ ان دنوں شاہ عالم ثانی دہلی میں نام کو بادشاہ تھا اس لئے وہاں کی مدد سے نا امید ہو کر پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خرچ جو بادشاہی سرکار میں ادا کیا جاتا تھا بلکہ کو دینا منظور کیا لیکن اس نے زبردستی بہتر ہزار روپیہ مقرر کیا جو ریاست برقرار رہنے کی سبب قبول کیا گیا۔ راج میں یہ سپہ سالار نقد ادا کر سکی گئی گنجائش نہ ہونے سے کچھ گھوڑے وغیرہ جانور اور ہتیار اور سامان روپے کی کمی کے موافق دیا جاتا تھا۔ سمت ۱۸۷۴ء مطابق ۱۸۷۴ء میں رادت نے مرہٹوں کے ظلم سے نکلنے کی امید پر سپہ سالار انگریزی کا تراجنگزار ہونا پسند کیا۔ لیکن لارڈ کارلٹون اس کی تجویزوں سے ریاست کی دستگیری نہ ہو سکی جس سے چودہ برس اور بھی مرہٹوں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ سمت ۱۸۷۵ء مطابق ۱۸۷۵ء ۹۔ اکتوبر کو کینٹن مسکڈ اٹلڈ کی معرفت پرتاپ گڑھ سے بھی دوسری ریاستوں کی طرح حفاظتی حق کا بہتر ہزار سات سو روپیہ سالانہ خرچ مہاراجہ بلکر کے عوض سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ لیکن بلکر کو منہ سور کے عہد نامے سے ملے نقصان اٹھانے کے عوض سرکار انگریزی نے اس خرچ کی برابر روپیہ اپنے خزانے سے دینا منظور کیا۔ پرتاپ گڑھ پر خرچ کے علاوہ بارہ ہزار سالانہ کا فوج خرچ بھی رکھا گیا تھا جو کئی برس کے بعد چوبیس ہزار ہو کر ڈنکر وغیرہ کی طرح بالکل معاف کیا گیا۔ اول اول رئیس پرتاپ گڑھ نے پچاس سو اور دوسو سپاہیوں کی فوج سرکار انگریزی کی نوکری میں رکھنے کا اقرار کیا تھا جب اس کا ایقانہ ہو سکا تو نقد روپیہ قبول کیا مگر اسپر بھی عمل نہ ہونے سے یہ اقرار منسوخ ہو گیا۔ رادت ساؤنٹ سنگ اور اسکے کنور دیپ سنگ کی ناقصاتی سے بارہ برس تک ریاست میں بڑی خرابی برپا رہی۔ رادت نے راج کا انتظام کنور کو سونپ دیا تھا لیکن اس نے چند کوجائے اسکے کام میں خلل انداز تھے ہلاک کر ڈالا سرکار انگریزی نے اسکو ریاست سے بیدخل

کیے دیولیمہ میں رہنے کا حکم دیا۔ کنور نے دوبارہ پرتاپ گڑھ آکر فساد کیا اور سرکار نے اسکو قید کر کے قلعہ گرنار میں بھیج دیا۔ سہ ماہی مطابق ۱۸۸۲ء میں ۲۱ مئی کو دیپ سنگہ کا اسی قلعہ میں انتقال ہو گیا اور رات ساؤنت سنگہ جس نے چند سال پیشتر رات نے اس کا قصور معاف کر دیا اور سرکار انگریزی میں بھی اسکی رہائی کی درخواست کی تھی یقین ہے کہ منظور ہو جاتی مگر تاوقتیکہ حکم منظوری صادر ہو اسکی عمر نے وفات کی۔ کنور دیپ سنگہ بڑا بہادر لیکن بد مزاج تھا وہ اپنے ملک کے لئے مرہٹوں سے لڑا تھا اور انکی فوج میں شامل بھی رہا تھا جس کے سبب غارتگری کی سی بے رحمی اسکی طبیعت میں جم گئی تھی۔

کنور کے دو بیٹوں کیسری سنگہ اور دلپت سنگہ میں سے رات نے بڑے کو اپنا ولیعہد بنا کر دوسرا ڈونگر پور کے رئیس حبونت سنگہ کو جو من مہیوں سے لڑ کر دوبارہ اپنے راج پر قائم ہوا تھا گود دیا تھا۔ رات کا بڑا پوتا کیسری سنگہ سہ ماہی مطابق ۱۸۸۳ء میں فوت ہو گیا اور اس کے دس برس کے بعد سہ ماہی مطابق ۱۸۸۴ء میں رات ساؤنت سنگہ نے ساٹھ برس کے قریب راج کر کے وفات پائی جس سے اس کے دوسرے پوتے کو ڈونگر پور چھوڑ کر واپس آنا پڑا۔

۱۸۔ مہاراجاوت دلپت سنگہ

سہ ماہی مطابق ۱۸۸۴ء میں پرتاپ گڑھ کی گدی کا کوئی وارث نہ رہنے سے اپنے دادا کی جگہ ڈونگر پور سے واپس آیا جہاں کہ وہ انیس برس پہلے گود لئے جا کر راج کر چکا تھا۔ ڈونگر پور کے سرداروں کی نا اتفاقی کے سبب سرکاری حکم سے یہ تجویز قرار پائی کہ دلپت سنگہ ایک لڑکا گود لیکر ڈونگر پور کی گدی پہنچا دے اور پرتاپ گڑھ کا مالک رہ کر دولوں جگہ کا کام سنبھالتا رہے اس نے سہ ماہی مطابق ۱۸۸۴ء میں ساہلی کے کنور اودے سنگہ کو اپنی پسند کے موافق ڈونگر پور میں رکھ دیا۔ اودے سنگہ کی کم عمری کے سبب دلپت سنگہ آٹھ برس اور ڈونگر پور کا کام کرتا رہا۔ پھر وجہ کے کام میں مشکل پڑنے کے سبب پرتاپ گڑھ آ رہا اور ڈونگر پور سے کچھ واسطہ نہ رکھا۔ سہ ماہی مطابق ۱۹۱۳ء کے عہد میں مہاراجاوت نے اپنی فوج میں بیچھیکر سردار کو مدد دی اور اپنے علاقے میں باغیوں کا جادو نہ ہونے دیا اس خیر خواہی کے عوض سرکار سے بیکہ امی کا خطیہ حاصل ہوا۔

یہ مہارادت علاوہ انیس برس ڈونگر پور میں راج کر نیکے پرتاپ گڑھ میں اپنی حکومت کے
بیسویں برس ۱۹۲۱ء مطابق ۱۲۸۴ھ میں انتقال کر گیا اور انیس کا کنوراودے سنگھ دارشیا

۱۹۔ مہارادت اودے سنگھ

سہ ۱۹۲۱ء مطابق ۱۲۸۴ھ میں اپنے والد کے بعد پرتاپ گڑھ کا مالک ہوا۔ یہ اس وقت سترہ
برس کی عمر میں تھا لیکن اسکی ہوشیاری سے ریاست میں جلد امن پیدا ہوا کہ اس نے علاقے کے تمام
فسادی جھگڑوں وغیرہ کو سخت سزائیں دیکر لوٹ مار سے باز رکھا۔ سہ ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲۸۵ھ، ۱۷ ستمبر
کو کرنل ایڈن گورنر جنرل راجپوتانہ نے قلعہ کنگر پور میں ایک پینٹل انجینٹ میوٹر پرتاپ گڑھ جا کر سرکاری طرف سے
مہارادت کو پورے اختیارات کا خلعت دیا۔ اسکے دوسرے برس مہارادت آگرے کے مقام پر
گورنر جنرل کے دربار میں شامل ہوا۔ اس سفر سے اسکی طبیعت میں آب دھوا کی قدر بڑھ گئی اور اس
بنیال سے ہمیشہ پرتاپ گڑھ کے مشرقی طرف ایک نئی چھاؤنی اپنے رہنے کو آباد کی۔

سہ ۱۹۲۴ء مطابق ۱۲۸۷ھ میں رپوٹ ہوئی کہ مہارادت عیش و آرام کی طرف زیادہ مائل ہو گیا
ہے اور دہلیکا رنوال دین و نظام الدین ریاست میں ظلم و خرابی پیدا کرتے ہیں اس لئے پولیٹیکل ایئر
کی تحریر پر ورنل ایلیکٹر موٹوف کے لئے۔ لیکن ان کا مقصود معاف ہو کر بیاس آگیا باشندہ رتلام
مقرر کیا گیا جو سات برس کے بعد ایک سرکش سپاہی کے ہاتھ سے سخت زخمی ہو کر حبس و عوض میں
سزائے موت دی گئی مر گیا۔

سہ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۲۸۸ھ کے قحط میں مہارادت نے محتاجوں کی بہت پرورش کی غلہ وغیرہ کا
محصول بالکل معاف کر کے غیر علاقے کے پولیسی وغیرہ کو اپنے علاقے میں چرائی کی اجازت دی۔ اس
کے علاوہ عام طور پر مہارادت اپنے زیادہ خرچ کے سبب قرضدار ہو گیا۔ لیکن اسکے ادا ہونے
کا قسط وار عمدہ بندوبست کر دیا۔ عام رعایا بھگتا کر اور سا ہو کر وغیرہ اس سے ہر طرح خوش تھے
ظاہر یا پوشیدہ کسی کو اسکی طرف سے شکایت نہیں تھی اکثر موقع پر مہارادت نے تجربوں کا پچھا
کر کے انکو سزا دی۔ جسپر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پرتاپ گڑھ کا فوجدار می انتظام کل راجپوتانہ
خصوصاً میوٹر کے پہاڑی جھگڑے میں بہت اہمیت پسند کیا ہے۔

سہ ۱۹۳۲ء مطابق ۱۲۹۵ھ نومبر کے مہینے میں مہارادت نے بیج جا گورنر جنرل بہادر سے

ملاقات اور ایک مہینہ بعد راجہ سیلانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ ستمبر ۱۹۳۹ء مطابق ۱۸۸۳ء میں بہار راجہ نے بیچ کے مقام پر بہار راجہ کو جی راجہ کو والی اندور سے ملاقات کی پہلے دستور کے موافق برابر ہی کا برتاؤ عمل میں آیا۔ بہار راجہ نے کئی بار بہار راجہ کو والی اور دہلی سے بھی ملنے کے لئے شوق ظاہر کیا لیکن بعض تعظیم و تکریم کی شرطیں طے نہ ہونے کے سبب یہ بات ملتوی رہ گئی۔ بہار راجہ کے ایک عزیز اکیل بیٹے کے سوا کوئی اولاد ان سے نہ تھی لیکن بڑی امیر بلکہ نا اُمیدی کے بن ستمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۸۷۷ء ماہ مارچ میں اس کے گھر پیدا ہوا۔ ستمبر ۱۹۳۳ء مطابق ۱۸۸۷ء سے بہار راجہ نے دہلی سے فرار ہو کر پانی پور میں اپنا قائم مقام بنا دیا اور اس کی صلاح و تدبیر سے سب معاملات طے ہوئے۔

۲۰۔ بہار راجہ کو ناتھ سنگھ

یہ ۱۸۵۹ء میں پیدا ہوئے اور متبنی کی حیثیت سے ۱۸۹۹ء میں مسند نشین ہوئے اور ۱۸۹۱ء میں ان کو اختارات کامل ملے۔ دربار دہلی ۱۹۱۱ء میں بہار راجہ کو کے سی۔ سی۔ آئی آئی کا خطاب ملا اور جون ۱۹۱۲ء میں ان کے ولیعهد کی شادی بہار راجہ دیپ شمشیر جنگ بہادر رانا سابق وزیر اہلکار کاٹھرنچھت پٹال کی بیٹی سے ہوئی۔

جاگیر داران پر تاپ گڑھ

اس ریاست کے چھوٹے بڑے ماتحت جاگیرداروں سے زیادہ سمجھے جاتے ہیں۔ جن میں سے اکثر کو بہار راجہ نے نئے گانوں بھی عطا کئے ہیں۔ کل ریاست کی پیداوار سات لاکھ روپے سالانہ کے قریب جیال کی جاتی تھی۔ جس میں آدھے سے کچھ زیادہ خالصہ اور قریب آدھی آمدنی کے گانوں ماتحت سرداروں۔ چاروں اور اہلکاروں وغیرہ کی جاگیر میں تقسیم ہیں۔ اب ریاست کی آمدنی نو ۵۱۳۲۰۰ روپے کو پہنچ گئی ہے لیکن جاگیرداروں کی ترقی آمدنی کا حال نہ کھلنا۔

پر تاپ گڑھ کے اول درجے کے سیسودیہ واروں کا نقشہ

سیریز	نام ٹھکانہ	قوم سردار	آبادی	سالانہ آمدنی	سالانہ اخراج	کیفیت
۱	دھموتڑ	سہاوت	۳۲۳۳	۶۰۰۰۰	۶۱۰۰	
۲	بھاشلا	سیسودیہ	۸۴۶	۱۱۰۰۰	۱۴۱۶	
۳	پرلیا	چوٹا دات	۶۸۲	۸۰۰۰	۱۳۲۲	
۴	کلیان پور	رفعت	۵۶۶	۷۰۰۰	۲۱۹۵	
۵	راہے پور	خاندات	۱۴۶۶	۳۵۰۰۰	۴۳۶۶	
۶	انبیرامہ	خاندات	۳۸۹	۹۰۰۰	۱۹۲۹	
۷	اچلودا	سیسودیہ	۹۶۶	۷۰۰۰	۱۸۳۳	
۸	ارلود	سیسودیہ	۲۸۹۶	۳۰۰۰۰	۲۰۲۵	
۹	سالم پور	بنیسودیہ	۱۰۴۳	۱۱۰۰۰	۱۷۶۹	
میزان		۴۹	۱۲۳۱۹	۱۷۸۰۰۰	۲۲۹۵۱	

باب دوم ڈھوتڑھار وغیرہ کے بیان میں

اس میں ریاست ہائے جے پور، الہا اور قرولی کا بیان ہے۔

فصل

جے پور کے حال میں

راج جے پور مع شیخاوا کی مخطوطہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۴۰ دقیقہ ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور خط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۸ دقیقہ ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اس کے

شمال میں راج بیکانیر اور اضلاع انگریزی حصار فیروزہ و گونگا فوہ و راج پٹیلہ کے پرگنات نارول
و کالونڈ کی سرحد ملی ہے مشرق میں بھرت پور اور الود کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جنوب میں جہان پور
علاقہ سیواڑ۔ لونک۔ بوندی۔ گوالیار۔ قریبی اور اجمیر میں مغرب میں بیکانیر۔ راج جو دھ پور
کشن گڑھ و سمرکاری ضلع اجمیر میں۔ پورباست طول میں قریب ۱۵۰ میل اور عرض میں
۱۴۰ میل ہے اور رقبہ پندرہ ہزار پانچ سو فوٹ اسی میل مربع آبادی سالانہ میں ۲۶۴۴۰۰۰
نفر آدمی ہے پور کی اس وقت تراسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ ملک کی حیثیت بہت مختلف
ہے۔ وسط میں زمین بلند ہے اسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۱۴۰۰ فٹ سے ۱۶۰۰ فٹ تک
ہے اس بلند زمین کا اعلیٰ ترین حصہ کہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف یعنی تحصیل ستھر
سے جہاں کوہ اربلی مسلسل ہوا ہے کھیتری و تور ادانی کے کوہستان تک واقع ہے اور میدان
ریگ میں اکثر مقامات خصوصاً لونک پر دو ہزار فٹ بلند اور کھرا ہوا ہے اس ملک کا تقاطع کرتا ہوا
یہی بلند دھار ملک کی سیرانی کا باعث ہے اور شمال مغرب میں شیخانی و بیکانیر وغیرہ کے
ریگستان اور جنوب مشرق میں علاقہ جے پور کی سیر حاصل سرزمین کے دو میان قدرتی حد ہے
اس حد سے جے پور کی طرف ہر مقام پر کنوؤں میں پانی سطح زمین کے قریب ہے مگر شیخانی کی
طرف اس دھار سے جس قدر زیادہ فاصلہ ہوگا۔ اسی قدر کنوؤں میں پانی زیادہ عمق پر ملیگا
اور طرف یہ ہے کہ جس طرف پانی زیادہ عمق پر ملتا ہے اسی طرف کی زمین نشیب ہے اس سے
نماہت ہوا کہ جتنا شمال و مغرب کی طرف بڑھتے ہیں زمین پر ریت زیادہ ہوتی جاتی ہے اس
سلسلے میں جہاں جہاں گھائے ہیں وہیں موسم گرمائی تند ہوا ہے کوسوں تک ریت کے ٹیلے
جمع ہیں۔

شہر جے پور کے قریب بھی باور ریت کی یہی کیفیت ہے مگر اس کا سبب اور یہی جہاں
کے تقاطع سلسلوں کی وجہ سے تین چار میل میل زمین پر ان سے مغرب میں ریت جمع
ہوگئی ہے یہ عجیب قطع ملک ریگستان کا مختصر نمونہ ہے۔ ریت کے ٹیلے ہوا کے زور سے ایک
مقام سے دوسرے مقام کو بدل جاتے ہیں۔ مگر حد حینہ سے باہر نہیں جاتے جنوب اور
مشرق کی سرسبز زمین دانی اور بناس و ندیوں سے سیراب ہوتی ہے اس میں کہیں کہیں

چھوٹی پہاڑیوں کے سوا سب جگہ چکنی مٹی اور میدان نظر آتے ہیں جہاں انیم گنا اور گیہوں وغیرہ
قیمتی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور دیہات بہت آباد ہیں اس میں سے بیشتر کھنگار دت اچھوٹا
کے قبضے میں ہیں کہ یہ لوگ کچھواہوں کی بارہ کوٹھری میں سے ہیں۔

شمالی طرف ڈھلاؤ کے سبب جدھر پہاڑوں کا پانی بہتا ہے کاٹلی ندی شیخاواٹی کے
ملک میں گزرتی ہے وہ کسی جگہ برساتی پانی سے بڑے زور کے ساتھ بہتی ہے جس کا کہیں
ایک میل سے بھی زیادہ پھیلاؤ ہو جاتا ہے لیکن شیخاواٹی کے میدان میں بہتے بہتے کم قوت ہو کر
بیکانیر کی سرحد پر ساکھو مقام کے قریب ریت میں جذب ہو جاتی ہے کاٹلی ندی میں خربوزے
اور تر بوز بہت پیدا ہوتے ہیں۔

جے پور کے مشرقی حصے میں چھوٹے چھوٹے بہت پہاڑ ہیں اور سرحد قرولی کے قریب ان
میں بہت نالے ہیں یہ پہاڑ اور کے سلسلے کی شاخیں ہیں۔ حد مشرقی کا ملک ہنڈوں کے
قریب ریتی کا ہے مگر سیر حاصل ہے اس ملک میں ردی اور انیم کثرت پیدا ہوتی ہے جے پور
سے مشرق میں زمین پست ہے شہر سے آگے کی طرف پہاڑ سے نکلے ہی مسافر کو معلوم ہوتا ہے
کہ گویا آسمان سے زمین میں نزول کرتا ہے۔ اور دو میل میں تین سو چار سو فٹ اترنا ثابت ہوتا
ہے ہاں لنگا ندی کے برابر چلکر بھرت پور کے علاقے میں پہنچتا ہے کہ وہ ہمند سے صرف سات سو
فٹ بلند ہے وہاں کی زمین چکنی اور زرخیز ہے اور ریت بہت کم مقامات پر ہے۔

آب و ہوا

آب و ہوا یہاں صحت بخش ہے ریت اور بلندی کے سبب سے ایسے مقامات کم ہیں۔
جہاں پانی ٹھہرتا ہو اس سے عفونت کا بخار بالکل نہیں ہوتا ہے موسم سرما میں خصوصاً شیخاواٹی
میں سردی بہت سخت ہوتی ہے بعض اوقات سفید پالہ چورات کے وقت گرتا ہے وہ پیر
ملک رہتا ہے شمال میں تو بہت سخت چلتی ہے مگر ریتے میں گرمی نہیں بہتی اس سبب سے
راتیں خوشگوار ہوتی ہیں اور صبح کو سردی ہو جاتی ہے۔

بارش

بخیر شیخاواٹی کے کل ملک میں بارش بافراط ہوتی ہے جے پور شیخاواٹی کے کل متقاطع خط

سے جنوب مشرق میں مثل دیگر اضلاع کے قحط کم ہوتا ہے زمین کے جنوب مغربی اور جنوب مشرقی دونوں حرکات بارش آور کے کنارے پر واقع ہونے سے دونوں موسموں میں بارش ہوتی ہے اگر ایک موسم میں کمی رہے تو دوسرے کی بیشی سے اس کا معاوضہ ہو جاتا ہے بے پور میں خاص بارش کا اوسط علی العموم ۲۲ سے ۲۸ انچ تک ہے۔

سانجھری جھیل

جھیل جے پور اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے برسات کے موسم میں اس کا طول ۲۴ میل اور عرض ۱۲ میل ہو جاتا ہے مگر ایسا پایا جاتا ہے کہ آدمی ہر جگہ پھر سکے۔ اس کے جنوب مشرقی کنارے پر قصبہ سانجھری آباد ہے اس کے سامنے گرمی کے موسم میں جھیل کا حصہ سیاہ گدے پانی کا دو میل طویل اور ایک میل عرض عمیق ترین مقام ہوتا ہے جھیل کے ساتھ دیہات متعلقہ کے جے پور اور جودھ پور کی مشترک ملکیت تھی وقتاً فوقتاً انقلاب زمانہ سے موقع پاکر دیہات علیحدہ کر لئے۔ آخر کار علاوہ سانجھری کے صرف باہر گاؤں مشترک رہ گئے جھیل اب سرکار انگیزی کے قبضے میں ہے۔

تجرب ہے کہ جھیل میں اس قدر ٹنک کہاں سے آتا ہے کوئی مشورہ نندی اس میں شامل نہیں ہوتی ہے اور اس کے کناروں پر جو شمال میں نوحہ اور جنوب میں سانجھری نام کی آبادیاں ہیں ان کے کنوؤں میں بالکل شیریں پانی ہے نہ اس کے گرد میں کوئی ٹنکین بہا ہے غالباً یہ مادہ جھیل کے کسی مختصر حصے میں موجود ہے کہ ٹنکین چٹنے کے سبب سے کبھی خشک نہیں ہوتا اسی کے اندر ٹنکین بہا ہے کسی اور مقام پر زمین سے بہن نکلا ہے دلدل میں غرق ہو جانے کے خوف سے کسی نے اس جھیل کا امتحان نہیں کیا ہے۔

کھائیں

لوہا۔ تانبہ۔ سیسہ۔ بھٹکری اور نیدھو تھا بھی کھتیڑی وغیرہ کی طرف پیدا ہوتا ہے اور اور کی طرف سرحدی پہاڑوں میں سنگ مرمر کی طرح کا ایک سفید پتھر نکلتا ہے جو عمارت کے کام میں بہت خرچ ہوتا ہے لیکن مکرانہ علاقہ جودھ پور کے سنگ مرمر کے مقابل جو ہمیشہ صاف رہتا ہے اور جس میں سرد گرم ہوا کم اثر کرتی ہے جے پور کا پتھر کم درجہ ہے وہ کچھ

مدت کے بعد زرد پڑ جاتا ہے
 باؤہ کے پہاڑ میں کرکھٹیری کے قریب اور قلعہ کھٹیری سے بلندی پر واقع ہے۔
 تانبے کی دھات میں سینتہ (بیکے) مجہول نکلتا ہے اسلحہ کی مینا کاری میں بہت خرچ ہے
 کہ دہلی و جیوڑہ و جہانپور کو کثرت بھیجا جاتا ہے۔ راج محل میں لالہ می بھی نکلتی ہے۔ مگر اسلحہ کی
 رنگ سیاہ اور چمک کم ہوتی ہے۔

قلعہ اودھیات وغیرہ

جے پور کے اندرون قصبے یا پرگنہ جاتے ہیں جن میں کل چھ ہزار گاؤں ہیں ان میں سے
 دو ہزار کے قریب خالص ہیں۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب سرداروں کی جاگیر میں اور ڈھائی ہزار
 سے کچھ زیادہ انعام خیرات وغیرہ میں سمجھے جاتے ہیں۔ اس ریاست میں قلعہ زھینور۔ قصبہ ناہیر
 اور شہر جیوڑہ شہور اور عمدہ مقامات ہیں۔

زھینور

راج جیوڑہ کے جنوبی سرحد پر جیوڑہ سے پچھتر میل بلندی کی طرف ایک مضبوط قلعہ ہے کہ ایک
 پہاڑ پر جس کے ہر طرف عمیق ادیریاں آتے ہیں اور صرف ایک تنگ راستے سے اسکی بلندی پر پہنچ
 سکتے ہیں اور ہر طرف سے بلند کھڑے ہوئے پہاڑوں سے محروس ہے واقع ہے۔
 اوپر جا کر پہاڑ کی بلندی ایسی سمیٹتی ہو گئی ہے کہ صرف زمینوں سے اُسپر چڑھتے ہیں
 اور راستے میں متواتر چار دروازے آتے ہیں پہاڑ کی چوٹی پر کہ ایک میل طویل اور اسی قدر عرض ہے
 بڑے آثار کی سنگین تفصیل بتی ہوئی ہے پہاڑ کی بلندی و پستی کے موافق بلند و پست ہو گئی ہے
 اور نظر استحکام و حفاظت جابجا برج اور مورچے ہیں احاطے کے اندر حاکم یعنی قلعہ دار کی سکونت
 کے واسطے محل ہے اور ایک مسلمان پھر کامزار اور مشیخ ہے اور قلعہ کی سپاہ کے واسطے مکانا
 ہیں برساتی چٹیموں اور ٹالابوں سے کہ قلعہ کے اندر میں پانی آتا ہے قلعہ سے مشرق کی طرف
 ہندو تھنک و تھنکین زمین کے ملا ہوا قصبہ ہے قلعہ جیسا کہ توپوں کی ایجاد سے پیشتر ناگن تھنک
 سمجھا جاتا تھا ویسا ہی زمانہ حال کے سامان جنگ کے مقابلے میں اس وجہ سے کہ ہر طرف
 بانہ پہاڑوں کا لگاؤ ہے کار آمد نہیں ہو سکتا۔

کے فن مختلے لکھا ہے کہ اس قلعہ کو رانا ہمیر نامی راجپوت رئیس نے تعمیر کرایا تھا یہ قلعہ چوڑے سے دوسرے درجہ پر راجپوتانے میں سمجھا جاتا ہے۔ ۱۲۹۱ء میں دہلی کے جلال الدین بادشاہ نے اس کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا اور اس کے جانشین علاء الدین خلجی کے عہد میں اس میں راجہ ہمیر دیو چوہان جو پرتھی راج کا پوتا تھا اور ہٹیلہ ہمیر کے نام سے مشہور ہے قابض تھا کہ اس نے ۱۲۹۶ء میں ایک امیر شاہی کو جو اپنے آقا کے غضب سے مغرور ہو کر آیا تھا اس قلعہ میں پناہ دی تھی۔ علاء الدین کے وزیر نصرت خاں نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا مگر قلعہ والوں نے جغنی کے ذریعہ ایسا پتھر پھینکا کہ اتفاقاً نصرت خاں کے لگا اور وہ مر گیا بے سری فوج واپس چلی گئی۔ پتھر سے عرصے کے بعد علاء الدین نے بذات خود اگر کوئی پتھر شروع کی اور گرد و نواح کے ایک بلند مقام سے گل اندازی کر کے تحصیل کے اوپر تک پیشہ بنایا اور یکایک حملہ کر کے راجہ کو مع اہل قلعہ اور سپاہ قلعہ کے قتل کیا اور قابض ہو گیا۔ اسکی اولاد قصبہ ہنرہ علاء اور میں ہے۔ کچھ عرصے کے بعد غالباً چودھویں صدی مسیحی کے اخیر میں جب امیر تیمور کے قبضے سے ہندوستان میں شورش ہوئی۔ قلعہ سہلاؤں کے قبضے سے جاتا رہا۔ تغلقوں کے عہد میں صوبہ داروں کی فوجوں کے موقع پر ۱۳۰۰ء میں مانڈو یعنی مالوہ کے بادشاہ نے اس پر قبضہ کیا اور کچھ مدت کے بعد صوبہ دار کے رانا ساگا کا یہاں دخل ہو گیا بابر کے ہاتھ سے اس کے مغلوب ہوئے بعد شیر شاہ نے اس کو لے لیا اور اسکی اولاد میں استری ہوئے اور دوبارہ منلوں کے دور پانے کے سبب ۱۵۵۰ء میں چھبھار خاں قلعہ دار نے بوندی کے راجہ حن ہاڑا کو جو صوبہ دار کا تخت مانا جاتا تھا کچھ روپے کے عوض میں یہ قلعہ حوالے کر دیا۔ ۱۵۶۰ء میں شاہ اکبر کے چڑھائی کرنے پر راجہ حن نے یہ قلعہ بادشاہ کو سونپ دینے کے بعد بادشاہی اطاعت اختیار کی ہے۔ شاہجہاں کے عہد میں قلعہ راجہ پٹیل اس کوڑ کو عنایت ہو کر کچھ مدت کے بعد پھر بادشاہی خالصے میں آگیا جب محمد شاہ اور احمد شاہ کے بعد دہلی کی سلطنت استری کو پہنچی اور مرہٹوں کے زور سے قلعہ دار کو اس کے سنبھالنے کی طاقت نہ رہی تو اس نے ۱۷۵۰ء میں یہ قلعہ راجہ جیسو پر کی حفاظت میں دیدیا جو سلطنت دہلی کے پر باد ہو جانے سے اب تک اس کا راجہ جیسو پر کے قبضے میں چلا آتا ہے۔

آمیر

یہ قصبہ جو پہلے راجہ جانی تھا جیپور سے چار میل شمال میں پہاڑوں کے اندر ایک مختصر تالاب کے کنارے پر واقع ہے اس کے مندر و مکانات اور گلیاں پہاڑوں کے نالوں پر کہ تالاب سے ملے ہیں متفرق ہیں ان گلیوں میں کہ بہت سی عمارتیں اور درختوں کی کثرت سے تاریک نظر آتی ہیں بہت کم آبادی رہ گئی ہے اور اب تجر بہتہ خاک آلودہ ٹھاوھاری سرائیوں کے گرد ویران مکانات اور مندروں میں رہتے ہیں کوئی بود و باش نہیں لگتا ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے اور پہاڑ کے دامن پر آمیر کا عظیم الشان محل اور سلا دیوی کا مندر ہے اس کی تعمیر بہت مضبوط اور عظیم آثاروں کی اور کاشمیر کی ابتدائی تعمیرات سے بہت مشابہہ ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے پر پہاڑ کے دامن میں مروانہ و زمانہ محلات اور مسجد سی پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے اس قصبے اور قلعے کو راجہ مان سنگھ اور مرزا راجہ جے سنگھ اول نے بہت آراستہ کیا تھا لیکن نیا شہر جیپور آباد ہو جانے کے بعد یہ مقام راج کے خاص خزانے اور قید خانے کا کام دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سلا دیوی کے مندر میں منہود کے زیادہ جاہلانہ اور بے رحم زمانے میں ہر روز آدمی مارا جاتا تھا جس کے عوض اب بکر مارا جاتا ہے جیسا کہ اودیپور میں ابنا مانا کے مندر میں روزانہ بکرے کی جان لی جاتی ہے۔ امبا یعنی جگ مانا کے نام سے آمیر نامزد ہوا ہے جس کا آئینہ اور پھر آمیر ہو گیا۔

پٹن ڈون

راہ اگرہ و منو پر گڑ سے ۱۱ میل جنوب مغرب میں ہے سابق میں یہ بڑا قصبہ تھا مڑ ٹونگی ظلم و تعدی سے تباہ ہو گیا لہذا اب بھی بہت آبادی ہے۔

پاشن

یہ مقام تورواٹی کی بٹھسی کا صدر ہے اس علاقے میں پہاڑ کثرت ہیں اور ان کے درمیان کی زمین بہت سیراب ہے یہاں کارنٹیس جیپور کا خراج گزار ہے مینوں کی آبادی بہت ہے جو زیادہ تر چوری مویشی اور غارتگری کے عادی ہیں اور اکثر یہ پیشہ چھوڑ کر کاشتکاری کرنے لگے ہیں قصبہ پاشن پہاڑ کے قلب میں دامن کوہ پر آباد ہے اور پہاڑ پر قلعہ ہے قلعہ اور آبادی کے درمیان وسط بلندی کوہ پر رئیس کا محل ہے دہلی سے سو میل جنوب مغرب میں ہے۔

سانگانیہ

جیپور سے ۹ میل جنوب میں ایک قصبہ ہے یہاں کپڑے کی رنگت کا بڑا کارخانہ ہے اور عہد چھٹین اور زوال تیار ہوتے ہیں۔

پالی

جھیل کے کنارہ چپ پر واقع ہے جیپور سے ۸ میل جنوب مشرق میں

شہر جیپور یا جے نگر

یہ نئی راجدھانی جنوب کے سوئہ طرف پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے اور اس میں ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی بستے ہیں جسکی مبنائی مشرق سے مغرب کی طرف دو میل کے قریب اور چوڑائی شمال سے جنوب کو گھٹنا ایک میل ہے پختہ شہر بنا چھبیس خوبصورت برج اور دروازے بنے ہوئے ہیں آثار میں اتنی کم چوڑی ہے کہ ادنیٰ تو پچانے کے مقابلے کو بھی کافی نہیں سمجھی جاتی اور ایسی ہی ہے کہ اکثر طرف ریٹہ اڑا کر تفصیل اور نگروں تک جج ہو گیا ہے دروازوں کے آگے چونداد میں سات ہیں گھوگھس یعنی پیدا پر دے کی دیواریں ہیں۔ ان میں توپوں کی واسطے دواڑے اور بند و فوں کے مورچے بنے ہوئے ہیں اگر کبھی فصیل شہر بنیاد کے گرد خندق تھی۔ تو اس کا نشان مٹا دیا ہے۔ راجاؤں کو بنائے ہوئے شہر دس میں جیپور کی خوبصورت قطع کو کوئی مقام نہیں پہنچتا صدر بازار جو مشرق سے مغرب کو چلا گیا ہے اس کا راستہ چوبیس گز چوڑا ہے یہ بازار دو میل طویل ہے اور اس پر شمال سے جنوب کو چوبیس میل تک آڑی لائن گئی ہے وہ بھی اتنی قدر چوڑی ہے دوسرے درجے کے بازاروں کی چوڑائی بیس گز اور تیسرے نمبر والے کو چوبیس گز چوڑائی تو گز گئی گئی ہے ہر ایک سیدھی اور آڑی لائن یعنی شہر کی مبنائی اور چوڑائی علیٰ سڑک جہاں ملتی ہے اس مقام پر ایک چوک نظر آتا ہے جسکو یہاں پر چوڑا کہتے ہیں۔

قاعدے کے ساتھ مکان اور راستے بنائے جانے کے سبب کل شہر بڑا جھٹکوں میں تقسیم ہو سکتا ہے اور بڑے بازاروں میں تمام دکانیں پختہ اور ہشکل بنی ہوئی ہیں جن پر بلند بلاکھ ایک رنگ میں بنائیت رونق دار نظر آتے ہیں حقیقت میں درست قطع پر آباد ہونے کے لحاظ سے شہر جیپور کا جواب تمام ہندوستان میں نہیں پایا جاتا بلکہ اور یہی میچ آتا ہے

دوبنے کے بڑے شہر ہیں آدمیوں کی کثرت اور انگریزی سوداگروں وغیرہ کی عالیشان
لاٹھیاں اور ہر قسم کا قیمتی سامان موجود ہو نیلے سوا سب مکاؤں کی ایک سی کیفیت نہیں ہے۔
مہاراجہ کے محلات اور اسٹیشن کا باغ وغیرہ شہر کے بڑے درمیانی چوڑے میں جو آدمیل
لمبا ہی بنے ہوئے ہیں۔ محل کا اول مکان یعنی ہوا محل بازار کے کنارے پر آٹھ مندرل بلند ہی جس
کے گرد برج اور چھتریاں تعمیر کی گئی ہیں اصلے کے اندر سفید ستونوں کے کئی بڑے اور چھوٹے
دیوانے ہیں۔ باغ جسکے گرد مورچہ دار تفصیل اور اندر فارے سرور و شمشاد وغیرہ کے درخت
ہیں نہایت خوش وضع ہیں گل محلات مارہ گئے جاتے ہیں اور ہر ایک سے دوسرے کو جائیکے
لئے باغ و مال میں ہو کر راستہ ہی۔ سب سے عمدہ مکان دیوان خالص سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی اسی
سفید پتھر کے بازار و کوچوں میں اکثر مندروں اور کئی مسجدوں سے شہر کی خوبصورتی بڑھادی ہے
یہاں کے آدمی جن میں بقول ایک تجربہ کار کے غیرت کم اور مروت زیادہ ہے بہت عیش
طلب اور بے تعصب سمجھے جاتے ہیں سیر محترم میں اس شہر والوں کے متعلق ایک فقرہ درج
کیا ہے کہ جس گھر میں عورت عیاش نہیں وہ صاحب خانہ بیشاس نہیں لیکن اب تہذیبی زمانہ
میں یہ فقرہ کتاب کے لئے بدنامی کا ثبوت دیتا ہے مہاراجہ جے سنگھ کی عظیم الشان رصد گاہ
اب تک صحیح و سالم و درست ہے مگر فی زمانہ یہاں کوئی بندت اس کا استعمال نہیں کر سکتا۔
علامہ بڑے بڑے دائرہ درجہ نما و ارتفاع محرف و سمت الراس و ستون وغیرہ کے کہ سچے
مسالے سے تعمیر ہوئے ہیں۔ پتیل کے بڑے اور بہت دزنی دائرے لگے ہوئے ہیں اگر کوئی سمجھے
والا ہو تو یہ چیزیں تحقیقات علم نجوم اور گردش اجسام فلکی کے واسطے نہایت کارآمد ہیں
مہاراجہ سوانی جے سنگھ والی امیر و ڈھونڈھار نے اٹھارہویں صدی عیسوی کو شروع
میں کہ سلطان تھے اس شہر کو آباد کر کے اپنا نام سے نامزد کیا تھا اور اپنی بود و باش و کل راج
کا کارخانہ قیہ شہر امیر سے یہاں کو منتقل کیا تھا کہ جب سے روز بروز کم ہو کر امیر دیران ہو گیا
ہے۔

شہر کی تمام خوبیوں پر ریت میں پانی کا نہ ملنا ایک بڑی مصیبت تھا اس لئے مہاراجہ
رام سنگھ دوم نے آبادی سے تین کوس فاصلے پر ایک ندی کو روک کر لوں کے ذریعہ سی

شہر میں پانی پہنچا یا نہ ہے اور تمام شہر میں گیس کی روشنی بھی کرائی ہے۔

شہر کے باہر جمہوری دروازے کے قریب اسی مہاراجہ کا لگایا ہوا رام لٹاس بلنگھی ٹری رونق اور سیر کی جگہ ہے جسکے گرد زیادہ خوشنمائی کے لئے دیوار کے عوض وہے کا جھنگہ قائم کیا گیا ہے اسکے اندر کئی مکان اور عرص بنے ہوئے ہیں۔ مختلف جانور چوپائے درندے کھردوں میں بند نظر آتے ہیں اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں جابجا موقع و قرینے سے سجائی گئی ہیں۔ سہرٹ صفا سڑکیں۔ پانی کے تل اور ذخارے۔ عجیب دل پسند چیزیں ہیں۔

کچھواہہ اور اسکی تاریخ

اس نسل کے راجپوتوں کو دھوسے ہے کہ ہم راجہ رام چندر والی کونسل عرف اچودھیا کے دوسرے بیٹے کشش کی اولاد میں ہیں۔ اس لئے وہ گہلوٹ اور رانٹھڑوں کی طرح سورج بنسی نسل میں سمجھے جاتے ہیں۔ انکو کشواہش کی اولاد میں بھی دجی کہتے ہیں کچھواہہ بھی کہتے ہیں اچودھیا بہت ہی مدت قبل از عہد رانچندر ترقی دا درج کے درجے پر پہنچ گیا تھا اور وہ اب بنام اودھ مشہور ہے۔ ٹاڈ صاحب نے کچھواہا کو کچھواہہ سمجھ کر کہا ہے کہ یہ قوم اس ملک میں ایسی تھی۔ جیسے جالور کچھواہا پانی میں ہوتا ہے اور یہ بالکل غلطی ہے۔ کش یا اسکے بیٹے پوتوں میں سے کسی نے اپنی موروثی دارالریاست سے نقل وطن کر کے سون ندی کے کنارے پر وہتاس کا مشہور قلعہ تعمیر کیا تھا اور چند پشتوں کے بعد ایک مشہور شخص راجہ نل جسکا قلعہ دھنٹی دھنٹی رانی کے ساتھ مشہور ہے اور اس قلعے کو کشوی نل دھن کے نام سے یعنی براہر ابو الفضل نے فارسی میں نظم کیا ہے ۳۵۱ مطابق ۱۲۵۹ء میں مغرب کی طرف چل کر زور میں جسکو قدیم لوگ نے شندھ کہتے تھے قلعہ اور سلطنت بنائی بعض بھی روایت کرتے ہیں کہ زور پہنچنے سے پیشتر اس نے لاہر واقع کچھواہا گارادر گوالیار بھی آباد کئے تھے مگر اسکی تقدیر اچھی طرح نہیں ہوتی ہے بتیسویں پشت میں سوراسنڈ ہوا اسکے پسپہ دھارائے نے جسکو عام لوگ ڈھولارائے بولتے ہیں باپ کے مرنے کے بعد موروثی ریاست سے مخدوم ہو کر ۱۲۳۳ مطابق ۱۲۹۶ء میں ڈھونڈھار کا راج قائم کیا۔ جو مشرقی شہلا راجپوتانہ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ سوراسنڈ رئیس زور کا انتقال ہوا تو اسکے بھائی نے راج چھین کر

صغیر میں پھول لارائے کو اسکے مور دلی حق سے محروم کیا اسکی والدہ مغسوس کا لباس پہن کر اور لڑکے کو دکھائے میں اپنے سر پر لیکر مغرب کی طرف روانہ ہوئی اور قصبہ کھوگنگ میں جو شہر جیسو پر کے موقع سے پہاڑوں میں پانچ میل کے اندر تھا اور اس میں مینوں کی آبادی تھی پہنچی اور مینہ رئیس کی کسی سے ملکر وہیں کے عرصہ مزدوری کرنے کی التجا کی مینہ کی رانی نے اسکو کینیزوں میں لڑکر رکھا ایک روز اس نے کھانا پکایا اور مینہ رئیس نے جس کا نام رانی ہی تھا کھایا تو اسکو اپنی مینولی کھانے سے ایسا خوشگوار معلوم ہوا کہ پکا بیوالی کو طلب کر کے اسکی کل سرگزشت دریافت کی اور جب اسکو اس آفت زدہ عورت کے خاندان کی عظمت کا حال معلوم ہوا تو اسقدر اپنی بہن اور پھول لارائے کو کھانا قرار دیکر بہت عزت و توقیر سے رکھا۔ ایک قدیم ڈارنجی شعر مندی سے اس مینا رئیس کی قوت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

بادون کوٹ پھین ورواجہ مینا مردان کا راجہ

یعنی بادون قلعے اور پھین ورواڑے مینا راجہ کے ہیں۔ جب پر لڑکا چودہ برس کا ہو گیا تو اسکو کھوگنگ کا خراج ادا کرنے کے واسطے دہلی لڑکے وہاں خود راجہ ملراں تھا بھیجا وہاں اسکو پانچ برس ہنر کا اتفاق ہوا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مینہ رئیس کی ریاست کو لینا چاہئے اس باب میں اس نے مینوں کے ڈھولی یعنی دوم پاکیشٹر سے مشورہ کیا اس نے صلاح دی کہ ہولی کے تیار پر کل مینہ جمع ہو کر ایک تالاب میں غسل کرتے ہیں اس وقت یہ کام کرنا چاہئے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کہ دہلی سے اپنی ہم قوم راجپوتوں کا گروہ ہمراہ لاکر جس تالاب میں مینے بہاتے تھے اُسی کو انکی بخشوں سے بھر دیا اور انکے ساتھ ملک حرام ڈھولی کو بھی قتل کیا کیونکہ جس نے ایک آقا سے وغالی اسس پر دوسرا کیونکر اعتبار کر سکتا ہے۔

کھوگنگ پر قبضہ کر کے وہ دوسرے لگیا دہاں بڑو جرنل کا راجپوت راجہ تھا اسکی دھڑ کو اپنے ازدواج میں لانا چاہا اس نے کہا کہ یہ امر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم دونوں سو راج ہنسی ہیں اور اب تک سولہ پشت کا اتفاق نہیں ہوا ہے مگر جب یقین ہو کہ یہ نندہ احمینہ پیش گذر گئی ہیں تو شادی کر دی۔ اسس بڑو جرنل راجہ کے اولاد نہ تھی اس لئے اس نے اپنے داماد کو لے لیا کا اختیار دیا۔ اس طرح امانا ملک سے زور پا کر سیرہ قوم کے مینوں کو بکاسر واراج کاٹیں

راؤ ہتھوٹھا فتح کرنا چاہا کہ اس پرچی کا میاں ہوا اور مقام ہتھوٹھہ جدید کو اپنی بود و باش کے واسطے بہتر سمجھ کر وہاں دار الحکومت بنایا اور اپنے بزرگوں کے نام سے مانچ کا نام رکھ رکھا۔ بعد ازاں ڈھولالے نارونی دختر رئیس اجیر سے شادی کی جس پر وہ عاشق ہو گیا تھا ڈھولالہ مارو کا قصہ راجپوتانے میں بابا لوگ گاتے پھرتے ہیں یہ ہندو فقیروں کا ایک گروہ ہے۔ ایک دفعہ پنجواڑے دیہی کے مندر سے مع مارونی نارونی کے واپس آتا تھا کہ اثنائے راہ میں میوں نے پتہ لگا دیا کہ ہزار فراتیم ہو کر اس پر چلے کیا ڈھولالے اُن سے لڑائی کی اور اکثر آدمیوں کو مار مار کر خود بھی مارا گیا۔ اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

مارونی نارونی حالہ بھٹی ڈھولالہ اس کے بعد اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام گن کل رکھا۔

گن کل

اس نے اپنے باپ کا ملک شہنوں کے قبضے سے نکالا اس نام کی جگہ کا کل بھی لکھا ہے۔

میدل راؤ

گن کل کا بیٹا ہے اس نے سوسادت میوں سے شہر آئیر کر اسکے سردار بھاٹو راؤ کا دارالریاست ہتھوٹھہ فتح کیا اور نانڈلہ میوں کو منسوب کر کے گن کل دھٹی کا ضلع اپنے علاقے میں شامل کیا اور خاص قبیلہ آئیر کو جو اپنا ماتا کے نام پر آباد ہوا تھا اپنی راجدھانی بنایا۔ اور بھاٹو کے مارڈالنی کے بعد ماؤ گہلا لے لگا۔

ہون دیو یا ہنوجی

یہ شخص میدل راؤ کے بعد راجہ ہوا اور اس کے وقت میں بھی میوں سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔

گون تل

ہون دیو کے بعد گون تل قائم مقام ہوا اس کی حکومت گرو و نارج کی کل سپاہی قوموں پر پھیل گئی جس وقت وہ بھٹوار کے چوہان رئیس کی دختر سے شادی کرنے گئے واسطے چلتے لگا تو میوں نے اس کی پہلی خون ریزیوں کو یاد کر کے اور ہر طرف سے جمع ہو کر اس سے کہا کہ

اگر سرحد سے باہر جاتا ہے تو راج کے نقارے اور نشان کو ہماری حفاظت میں چھوڑ جاتا۔ اس نے انکار کیا اسپر لڑائی ہوئی مینوں نے شکست کھائی اور اس کی حکومت ڈھونڈھا میں اور بھی استقلال کھڑی گئی۔

نوٹ نسب نامہ مہاراجگان جیپور میں اس نام کی جگہ جائیداد و نام تاریکوں میں مندرج ہے۔

پچون

کون تل کے لید پچون تھا۔ اس نام کی جگہ پرچون اور پوجن بھی لکھا ہوا ہے چند شاعر نے پرچھی راج راسا میں جو ایک فقہ کی کتاب ہے جہاں اور لوگوں کے حالات کو مبالغے کا رنگ دیا ہے وہاں اس کی بھی تعریف لکھ کر شاعرانہ بہادری میں مشہور کر دیا ہے اور اسکو پرچھی راج کا بہنوئی قرار دیا ہے چند کا قول ہے کہ عظمت خاندان اور پرچوں کی ذاتی لیاقت سے اس کی شادی پرچھی چوہان راجہ دہلی کی ہمیشہ سے ہوئی تھی۔ پرچھی راج سے ہندوستان کے ایک سوادھتھ چھوٹے بڑے زمینداروں اور راجوں کو طلب کیا تھا اس میں پرچوں کو عمدہ مقام پر جگہ دی اور اپنی ذریعہ کے ایک گروہ کا مندر مقرر کیا اور یہاں تک مبالغہ کیا اور اس کی بہادری کا رالک گایا۔ کہ ایک دفعہ جن کے میں وہ سرحد کا حاکم تھا شہاب الدین غوری کو درخیز پر اس کے ہاتھ سے شکست دلا کر اوسکا غزنی تک ناقب کر آیا ہے۔

پچوں نے چندیلہ راجپوتوں سے مہابیر فتح کیا اور وہاں کا حاکم مقرر ہوا جبکہ پرچھی راج نے جے چندروالی قنوج پر بہت سے رئیسوں کے ساتھ چڑھائی کی اور اس کی بیٹی سنجوگنی کے ساتھ زبردستی شادی کرنی چاہی۔ تو پچوں پرچھی راج کی طرف سے اس کے مقابلے پر مارا گیا۔

مالے سنی یا سنی

پچون کے مارے جانے کے وقت اس کا بیٹا مالے سنی بھی قنوج کی لڑائی میں موجود تھا جس نے بہت سے دشمنوں کو قتل کر کے پرچھی راج کے معتبر سرداروں میں درجہ پایا۔ اور ریاست آسیر میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے بھی اکثر نمایاں کام کئے ان میں سے زتراہی کی فتح تھی کہ منڈور کے رئیس پر حاصل کی تھی۔ مالے سنی کے بعد سنی محل۔ راج دیو اور کولن (لودا جیو) یہ تین راجے ہوئے ان کے عہد میں کوئی اہر قابل عزت و وقار میں نہ آیا۔

کُٹل یا کون تل (اواد مروت)

یہ کون کے بعد جانشین ہوا اسکے تین بیٹے تھے (۱) جونسی ولیعہد (۲) ہمیر جیکی اولاد میں مٹی کے گواگوت ہیں (۳) کھوجی جیکی اولاد بالنسری میں ہے۔

جون سی

(اواد مروت و لان موقوف)

اسکے دو بیٹے تھے ایک اڈے کرن ولیعہد دوسرے کی اولاد کھم بانی یا سن کھوہ میں ہے ٹاڈ صاحب نے کھمبانی قائم کی اولاد بتائی ہے اور بعض کتابوں میں کھمبانی خود اس دوسرے لڑکے کا نام بتایا ہے جیکی اولاد بالنس کھوہ میں ہے۔

اڈے کرن

جونسی کے بعد اڈے کرن مالک ہوا۔ اسکے پسر بالوجی نے ڈھو ڈھار سے علیحدہ ہو کر پنجاب کے ضلع امرت سر میں رہنا اختیار کیا اور اسکے پوتے شیخ جی نے جو موکل کا بیٹا تھا راجستان کے شمالی رگیستان میں قیام کیا جسکی شیخوت اولاد کے پھیلنے سے اس علاقے کا نام شیخا والی ہو گیا۔ سیکر۔ کھیتڑی اور بساؤ وغیرہ کے شیخاوتوں کے سوا الورا اور ادینارہ کے نزد کے راجپوت راجہ اڈے کرن کے ایک پڑپوتے زونام کی اولاد میں سے ہیں۔ اسکی باقی اولاد میں بتیل پوتہ اور پتل پوتہ اور شیوہرن پوتہ شمار کئے جاتے ہیں۔ نرسنگہ اس کا ولیعہد تھا۔

نرسنگہ

اپنے باپ اڈے کرن کے لہد راجہ بنا۔ بننیر اس کا ولیعہد تھا۔

بن بنیر

نرسنگہ کے بعد ملک کا مالک ہوا اس کے اتنے بیٹے تھے (۱) اڈھرن یاد دوسرا اڈے کرن ولیعہد (۲) برن جی (۳) جروچی (۴) ملک (۵) دیت (۶) بروچی۔ ان سب کی اولاد بن بنیر پوتہ اور بنویر پوتہ کہلاتی ہے۔

اڈے کرن دوم۔ اس کا ولیعہد چند رسین تھا زیادہ حال معلوم نہ ہوا۔

چندر سین

اسکی اولاد میں سے پرتھی راج و لیچھو (۲۰) دوسرے کی اولاد کم پادت مہار میں ہے اور ٹاڈ راجستان میں کھوسو کی اولاد کھمبھادت مہار میں تحریر کی ہے۔

پرتھی راج

راجہ پرتھی راج اوسے کرن اول سے پانچویں پشت میں تھا اسکے سترہ بیٹے ہوئے جن میں سے بارہ جوان ہو کر بچے جنگواؤں نے بارہ جاگیریں دیں اسی سبب سے جے پور کے ماتحت رکھواؤں کی بارہ کوٹھریاں مبنی ہوئی جاگیریں بھی جاتی ہیں جن میں اب ترنی و مہدیلی ہو کر نندا و پٹہ گئی ہے اور کوٹھری کا نظم بھی موقوف ہو کر ٹھکانے میں ان بارہ کوٹھریوں کے نام یہ ہیں۔

۱) بگڑ - بارہ سو حدہ کے فتح واد معروف سے (۲) رتوار فتح رائے مہلہ اول و سکون تائے فوقانی (۳) چونون فتح جیم فارسی و وادوم معروف (۴) آخر ذل فتح الف و سکون جیم فارسی (۵) فلی کھیر وال قتل (۶) سوزت واد معروف (۷) لائبر - دن عنک ۸، وادی ضم وال معل وادوم معروف سے (۹) بانس کھو (۱۰) مہارہ فتح سیم (۱۱) بندر کھیر دن اول دیا معروف دلاں و دم عنک سے (۱۲) پاٹ کو تائے قتل وادامبول سے۔ ان میں سے بعض کوٹھریاں اب سدوم ہو گئی ہیں اور بعض علیحدہ جاگیریں پہلے رئیسوں کے وقت سے کوٹھری مشہور ہو گئیں۔ راجہ پرتھی راج سنہ ۵۵۵ ہی بار دیول کی زیارت کو جاتے ہوئے اپنی ایک بیٹی جیم کے ہاتھ سے جو دیوانہ خیال کیا جاتا تھا مارا گیا۔ لیکن جیم کو بھی اسکے بیٹے آسکرن نے بھائیوں کے اغوا سے مار ڈالا اور کفارے کے طور پر تیر بھیا ترا کر کے زور میں گود گیا۔ پرتھی راج کے بھرنے کے بعد آگ یوں میں سے لڑائی بھگٹے کر کے بھار مل نے آئسیر کا راج پایا۔ جو ہالوں اور اکبر بادشاہ کا ہمصر تھا۔

راجہ بھار مل

راجہ بھار مل پہلا شخص نسب ہے جو راجہ تائے تمام ماجاؤں سے اول مغلیہ و شاہوں کا فرمان ہوا اور اپنی خوشی سے اکبر کو اپنی بیٹی زوجیت میں دی۔ اس وقت ہی مسلمانوں کے ساتھ زیادہ سائقہ پڑنے کے سبب ہر ایک رئیس کا سال و سمت اور تاریخی احوال صاف

طور پر ملتا ہے جسکے پہلے ڈھونڈنا چار کارلج قائم ہو چکے ہوں کسی راجہ یا کسی معاملے کا ٹھیک زمانہ معلوم نہیں ہو سکا۔

اکبر نامے میں لکھا ہے کہ سہ سالہ مطابق ۹۵۵ھ میں راجہ بھارمل نے دلی جا کر اکبر بادشاہ کو پہلی بار حاضری دی۔ راجہ کی رخصت کے وقت بادشاہ ایک مسرت یافتہ پر سوار ہو کر شکار وغیرہ کو جانا چاہتا تھا اتفاق سے ہاتھی بگڑنے لگا تو بادشاہی نوکر ڈر کر بھاگنے لگے لیکن راجہ کے آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس پر بادشاہ نے خوش ہو کر راجپوتوں کی پرورش کا خیال اپنوں میں رکھا اور راجہ کو جلد واپسی کی تاکید کی۔ ۹۶۵ھ ہجری میں بادشاہ زیارت اجیر کو چلا راتھ میں ایک امیر نے عرض کیا کہ راجہ بھارمل جو دلی میں حاضر رہا ہوا تھا اس پر اجیر کے صوبہ دار مرزا شرف الدین حسین نے بڑی زیادتی کی ہے بیچارہ پہاڑوں میں گھس کر گذر رہا ہے اگر حضور کی توجہ شامل حال ہوگی تو خدمات عظیم بجالائے گا بادشاہ نے حکم دیا کہ تم خود جا کر لے آؤ چنانچہ وہ لے گئے۔ راجہ خود نہ آیا عرضی کے ساتھ نہ رانہ بھیجا اور اسٹس کا بھیانی امیر مذکور کے ساتھ آیا اکبر نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے وہ خود آئے راجہ بھارمل نے بڑے بیٹے بھگوان داس کو اہل و عیال کے پاس چھوڑا اور سانگائیر کے مقام پر خود حاضر ہوا بادشاہ نے بڑی محبت اور ولہاری سے اسکی تشفی کی اور دربار کے امراء خاص میں داخل کیا۔ اور اجیر کے صوبہ دار شرف الدین حسین نے جو کچھ روز پہلے آئیر دبا کر راجہ کا بیٹا جگتا تھا اور اسکا بھتیجا راج سنگھ اور کھنکار وغیرہ قید کر رکھے تھے وہ سب چھوڑ دیئے گئے چند روز کے بعد بھگوان داس اور مان سنگھ بھی آگئے۔ اس وقت سے راجہ بادشاہی سرداروں میں شامل ہوا اور ناگور پہنچنے پر اپنی بڑی بیٹی کو اپنی خوشی کے ساتھ بغیر ابتداء بادشاہی تحریک کے بادشاہ کے محلوں میں داخل کرادیا۔ چنانچہ اکبر نامے میں لکھا ہے کہ راجہ بھارمل کچھواہہ نے جتنی خانی معرفت اکبر سے عرض کرایا کہ میں اپنی بڑی بیٹی بادشاہ کو دینا چاہتا ہوں چنانچہ جتنی خانہ ی اس لڑکی کو بادشاہ کی خدمت میں شرف کرائے گئے لے لائے کو مستین ہوا اور وہ اسے لایا جو محل میں داخل ہوئی۔

تذکرہ عالم میں لکھا ہے کہ اس لڑکی کا اصلی نام سہو دی تھا مادانت النسا بیک نام بہہ الاسلام ہوا اسکی بیٹی تو مین اور دلیرانہ خیر و آرمائیاں مشہور ہیں اسکی عمر ۲۷ برس کی تھی جب

اسکی شادی ہوئی مسئلہ میں نے لکھا ہے کہ سرد فتر حسینان جہاں تھی یوں کہتے ہیں کہ اس کا نام شنتلی تھا اور اسکے خیالات فلسفیانہ تھے وہ کسی مذہب کی پابند نہ تھی اور یہ بھی آیا ہے کہ یہ رانی کچھ ایسی خوبصورت نہ تھی کہ جو تعریف کے قابل ہو۔ ہاں اسکے اوصاف باطنی کی ہندی شعرا نے تعریف کی ہے۔ تذکرہ عالم داس کے کو شبہ ہوا ہی جو اس نے سردی کو راجہ بھارمل والی ہار داند کی بیٹی اور حسین بتایا ہے اور شنتلی کو جیسو پر کے راجہ کی بیٹی لکھا ہے اور چونکہ یہ کہا ہے کہ اس لڑکی کو راجہ نے اپنی درخواست سے اکبر کو نذر کیا تھا تو یہی بھارمل ہوگا۔ القصد ۹۶۹ء ہجری میں بھارمل کی بیٹی ہیکیات اکبری میں داخل ہوئی تھی بعد اسکے اکبر نے بھگوانداس اور مان سنگ کو اپنے ساتھ لیا۔ اور بھارمل کو رخصت کیا۔

اس راجہ کے مرنے کا وقت معلوم نہیں اسکے چار بیٹے تھے ۱) بھگوانداس ۲) دلیپ ۳) مادھو سنگ ۴) سور سنگ ۵) جگن ناتھ۔

راجہ بھگوانداس

یہ اپنے باپ کے بعد راج پا کر سنہ ۱۶۳۳ء مطابق ۱۰۴۹ء میں جبکہ اکبر نے گجرات کی حفاظت کے لئے تیر چڑ پانی کی تھی اس میں اپنے بیٹے مان سنگ سمیت شریک تھا اسکے تین برس کے بعد راجہ کا بیٹا مان سنگ بادشاہی انٹری پر رانا پر تاب سنگ کے مقابل بھی گیا۔ ۹۷۲ء ہجری میں جتو پر مہم ہوئی تو راجہ بھگوانداس اکبر کے ساتھ تھا۔ ۱۶۴۲ء مطابق ۱۰۵۸ء میں راجہ بھگوانداس کو لاہور کی صوبہ داری دی گئی اور دوسری برس راجہ کی بیٹی شاہزادہ سلیم سے بیاہی گئی۔ تذکرہ عالم میں بیان کیا ہے کہ اس لڑکی کا نام دید کمار سی تھا اور آرام جان بیگم خطاب دیا گیا یہ لڑکی بھارمل کی پوتی اور بھگوانداس کی بیٹی تھی اس لڑکی کے جہانگیر کی زوجیت میں آنے کا سبب اسکے باپ کی خود غرضانہ دورانہ لشی ہے یعنی اپنے مقبوضات وغیرہ کو محفوظ رکھنے کی غرض سے بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دی تھی جس وقت اسکی شادی ہوئی تو سورہ برس کی عمر تھی۔ ٹاڈ صاحب یوں گہر ریزی کرتے ہیں کہ بھگوانداس کا نام بدنام ہے کہ جس نے پاک اصلیت اور حسب نسب کو اپنی دختر کے اہل اسلام کے ساتھ شادی کر دینے سے دریغ لگایا اور اس نے اپنی دختر کی شادی شاہزادہ سلیم کے ساتھ کر دی جبکہ خطاب بعد ازاں جہانگیر ہوا۔ اس لڑکی کے بطن سے خضر

اور ایک بیٹی سلطان النساء پیدا ہوئی۔ راجہ کو اسی سال پنجہزاری منصب ملکر دہریس کے بعد کابل کی صوبہ داری پر چلے گا حکم ہوا لیکن اٹک کے مقام پر دیوانہ بن کر اس نے پریٹ میں خنجر مار لیا جس کے سبب کنورمان سنگھ کو وہاں جانا پڑا۔ ستمبر ۱۶۴۶ء مطابق ۱۰ شوالہ ۱۰۵۹ھ میں راجہ بھگواند اسس کو قلعہ بہتاس جاگیر میں ملا لیکن اسی سال اس کے انتقال ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک مان سنگھ ولیعہد دوسرا بھے راج۔

راجہ مان سنگھ

دربار اکبری میں لکھا ہے کہ جب یہ ولیعہد سی کی حالت میں شولاپور کی مہم مار کر آتا تھا اودیپور کی سرحد پر گئے راستہ کہ رانا پر تاب کول میر میں ہے وکیل بھی اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو دل بہت چاہتا ہے رانا نے اودے ساگزنگ استقبال کر کے تالاب کے کنارے ضیافت کا سامان کیا جب کھانے کا وقت ہوا تو رانا آپ نے آپا بیٹے نے آکر کہا کہ رانا جی کے سر میں دیو دیو نہ آئیں گے آپ کھانے پر بیٹھیں اور اچھی طرح کھائیں مان سنگھ نے کہا کہ بھیجا کہ جو مرض ہے عجب نہیں کہ دی ہو جو میں سمجھتا ہوں مگر یہ تو لاعلاج مرض ہے اور جب وہی مہالوں کے آگے متعال نہ رکھیں گے۔ تو کون رکھیں گے رانا نے کہا کہ بھیجا مجھے اسکا ٹرائنج ہے مگر کیا کروں جس شخص نے بہن ترک سے (دھندو) ان قوموں کو جو وسط ایشیا میں سکونت رکھتی ہیں ترک کہتے ہیں اور پرانوں میں انکو ترشک کے نام سے یاد کیا ہے۔ بیاہ وہی تو اسکے ساتھ کھانا بھی کھایا ہی ہوگا راجہ مان سنگھ اپنی حاضرت پر پچا یا کہ یہاں کیوں آیا اور وہ صدمہ گزرا کہ دل ہی جانتا تھا چا دل کے چند والے لیکر ان دیوی کو چڑھائے دی اپنی پکڑی میں رکھ لئے اور چلتے ہوئے کہا تیری عزت کو چلے کو ہم نے اپنی عزت کو چلے کو ہم نے عزت کھوئی اور ہمیں پٹیاں ترکوں کو دیں تھاری یہی مرضی ہے کہ جو ت میں رہیں تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اس لئے کہ اس ملک میں ہتھاراکہ رہ نہ ہوگا کھوڑے پر چڑھا اور رانا کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس وقت وہ بھی موجود ہو گیا تھا رانا جی اگر تھاری سخی نہ جھاڑو تو میر نام مان نہیں پر تاب بولا ہم سے ہمیشہ ملے رہنا۔ کسی بے لچاٹ نے برابر سے یہ بھی کہا جی اپنی بھینا (اکبر) کو بھی ساتھ لانا جس زمین پر یہ ضیافت ہوئی تھی اسے کھدوا مانگا جل سو ڈھلو اور پالینا سردار ہنہائے پوشاک بدلی گویا سب اسکے آنے سے ناپاک ہو گئے تھے اس بات کی

ذرہ ذرہ خبر کبر کو پہنچی بہت غصہ آیا۔ عالی تہمت بادشاہ کے دل میں یہ خیال کانٹے کی طرح
 کھٹک رہا تھا اور چند روز کے بعد رانا پر فوج کشی ہوئی جب مہابھت خاں کا لشکر سلیم کی
 سپہ سالاری میں پرتاپ کے ملک میں داخل ہوا اس وقت ہندی گھاٹ کے درے کے دہانے
 پر رانا سیاہ کوٹنے ڈٹا تھا اور منگہ میاں ایک گھمسان کا کشت و خون ہوا کئی سردار اور بٹھا کر جانوں
 سے ہاتھ اٹھا اٹھا کر ان گڑے اور اپنے رانا کے قدموں پر خون کے نالے بہائے مگر مہمدان میں
 رانا قمر مزی جھنڈا لئے تیار تھا کہ کسی طرح کنورمان سنگھ نظر آئے اور اس سے دودھ ہاتھ ہوں۔ یہ
 ارمان تو نہ نکلا لیکن جہاں سلیم ہاتھی پر کھڑا لشکر کو لڑا رہا تھا وہاں چاہیچا اور ایسا بے جگر ہو گیا کہ سلیم
 اس کے برہمچو کا شکار ہو جاتا اگر دوسے کے فولادی تھننے اس کی جان کی سپر نہ بن جاتے پرتاپ جس
 گھوڑے پر سوار تھا اس کا نام جنگ تھا فداوار گھوڑے نے آقا کی بڑی رفاقت کی اس لڑائی
 کا مرقعہ چادویو پر سکے پانیٹر سے میں رکھا ہوا ہے اس میں گھوڑے کا ایک پاؤں سلیم کے ہاتھی پر
 رکھا ہوا ہے اور سوار اپنے ہر لعبت پر نیزہ مارتا ہے فیلبان کے پاس بچاؤ کا سامان کچھ نہ تھا وہ مارا
 گیا مست ہاتھی بے جہاد ت رک نہ سکا اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی جان بچ گئی۔ یہاں بڑا بھاری
 رن پڑا۔ پرتاپ نے سات دھم گھائے دشمن اس پر بازو اور تبر سے کی طرح کرتے تھے تین دنہ دشمنوں
 کے ابوہ میں سے نکلا اور قریب تھا کہ دوسرے جھالا کا سردار دودھ پڑا اور اس بلا سے رانا کو
 نکال لے گیا فوج پر شکست پڑی۔ بائیس ہزار راجپوت میں سے فقط آٹھ ہزار بچتے بچے۔
 اس داستان میں اتنا مبالغہ بھردیا ہے کہ لڑنے والوں کی داستان کو بھی بات
 کر دیا ہے ایک بڑی جھوٹی بات تو اس میں یہ ہے کہ شاہزادہ سلیم کی عمر اس وقت چھ برس
 کی تھی اور مہابھت خاں ابھی پیا بھی نہ ہوا پس یہ قلعہ بجائے غر کے نہامت کا سبب ہی۔
 اسی کتاب میں جو لکھا ہے کہ شہ عجمی میں الہی مقام اجیر میں تھا کہ مان سنگھ دل بھگوان
 کو درگاہ حضرت خواجہ صاحب میں لے گیا خلوت کر کے مدو جا ہی۔ خلوت اور گھوڑا اور تمام
 لوازم سپہ سالاری دیکر رانگی ہم کو گوگندہ و گونھیل مسر کو روانہ کیا بڑے بڑے بہادر سرداروں
 پانچ ہزار فوجی سوار بادشاہی خاصہ سک کو ساتھ گئے اور اٹلی اپنی فوج الگ تھی اجیر سے تین
 کو سب تک برابر امیروں کے سر پر دے لگے تھے۔ دریائے لشکر طوفان کی طرح حد و دیوار

میں داخل ہوا کنور نے ماڈل گڑھ پر پھڑک کر لشکر کا انتظام کیا اور ہمدی گھائے سے نکل کر گدگد سے چاہیچہ کر دیں رانا رہتا تھا رانا تقریباً تین ہزار سوار کے ساتھ بادل کی طرح بہاڑ سے اٹھا دو فوج ہو کر آگیا ایک فوج نے ہرا دل شاہی سے لڑ کر کھائی سپاہی زمین بھٹی کر پڑے۔ بھباڑی بہاڑوں کے اوجھڑچھڑ بہت تھے ہرا دل اور مک ہرا دل غٹ پٹ ہو گئے بھگوری لڑائی لڑائی پڑی بادشاہی لشکر کے راجپوت بائیں طرف سے اس طرح بھاگے جیسے کمریاں ہرا دل کی لاکھ بھلا نک کر دائیں طرف کی فوج میں گھس آئے ہاں سادات بارہ اور بعض غیرت والے بہادر ولس نے وہ کام کئے کہ شاہی رستم سے ہوں جس فوج میں رانا تھا اس نے گھائے سے نکلے ہی قہنی بخشی کو لیا کہ وہاں روک کر کھڑا ہوا تھا اسے اٹھا کر لٹے پلٹے قلب میں بھینک دیا اور جو پہلے حملے میں بھاگے تھے انھوں نے تو پلچ کوں تک دم ہی نہ لیا ایک دریا بچ میں تھا اس سے بھی پار ہو گئے لڑائی تراز ہو رہی تھی جو ایک سردار گھوڑا اور رانا نقارہ بجاتا آیا کہ بندگان بادشاہی لینا کر کے کن پتھے لشکر بادشاہی سے شور قیامت کا غل تھا اور اس منتر نے پڑا اثر کیا۔ بھاگتے ہوئے تنم گئے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے اور غنیم کے پاؤں اکٹڑ گئے۔ رام پرشاہ ایک بڑا اوجھا اور جنگی باغی رانا کے پاس تھا بادشاہ نے کئی دفعہ مانگا تھا اس نے نہ دیا تھا وہ بھی لوٹ میں آیا۔ بادشاہ نے اسکا نام پیر پرشاہ رکھا۔

تنبیہ یہ لڑائی اور پہلی لڑائی ایک ہے مولوی محمد حسین آزاد کی نادافیت اور عبارت آرائی نے دو بنا دیا ہے اور او سے پور میں کوئی رانا کیسا نہیں گذرایہ واقعہ دہلی پر تاپ والا ہے۔

الفصلہ مان سنگھ نے باپ کے مرنے کے بعد سمیت ۱۶۳۶ مطابق ۱۵۷۹ء میں گدگدی پر بھٹیکر دوسرے برس اپنے بیٹے جگت سنگھ سمیت اڑیسہ میں بڑی مشکل سے پھٹالوں کا فساد دور کیا۔ ۱۶۵۱ مطابق ۱۵۹۵ء میں راجہ مان سنگھ کو نیگلے کی صوبہ داری ملی۔ راجہ کا بڑا بیٹا جگت سنگھ مر گیا۔ ۱۶۶۲ مطابق ۱۶۰۶ء اکبر نے راجہ کو سات ہزاری ذات چھ ہزار سوار کا منصب دیکر اپنے پوتے سلطان خسر و کا اتالین مقرر کیا اور ایک پرگنہ جاگیر میں دیا انہی سال اکبر کے انتقال پر سلطان خسر و کو اسکے خسر مرزا عزیز کو کہہ اور اموں راجہ مان سنگھ

نے تخت پر بٹھانا چاہا لیکن ایک مفتے کے بیٹے شیخ فرید خان غنشی نے بادشاہ زادہ سلیم کو قلعہ آگرہ
حوالے کر دیا جو بادشاہ بن کر چھاگیر کے لقب سے مشہور ہوا اور اسکے بیٹے خسرو کے طرفداروں
کو فرمان برداری کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا چھاگیر کے تخت نشین ہونیکے بعد بادشاہ زادہ خسرو
پنجاب کو بھاگتا ہوا گرفتار کر لیا گیا۔ یہ بنادوت راجہ مان سنگ کے بہکانے سے خیال کی گئی۔
جس بابت بادشاہ راجہ کو بنگلے سے طلب کرنے کے وقت اپنا رنج ترک چھاگیری میں اس
طرح ظاہر کرتا ہے۔

راجہ مان سنگ چھ سات فرمان جانے پر بہار کے علاقے سے حاضر ہوا
وہ بھی خان اعظم (مرزا عزیز) کی طرح میری بزرگ سلطنت کے بدخواہ اور مکار
لوگوں میں سے ہے۔ ان کے ساتھ میں نے جو سلوک کیا خدا جانتا ہے کہ ایسا
کوئی نہ کرے گا۔ اس (راجہ) نے سو ہاتھی نذریں پیش کئے جن میں سے ایک بھی
ہسند کے قابل نہ تھا صرف اس خیال سے کہ وہ میرے باپ کا بنایا ہوا تھا اسکے
قصوروں پر خیال نہ کر کے منصب وغیرہ بحال رکھا۔

سم ۱۶۶۵ مطابق ۱۶۹۹ء میں راجہ مان سنگ کے بڑے بیٹے جگت سنگ کی بیٹی چھاگیر کو
بیاہی گئی اور راجہ کو دکن جانے کا حکم ہوا۔ اس راجہ کے بیٹے بھاؤ سنگ کو چھاگیر نے فوج ہزاری
منصب مع اصل و اضافہ عنایت کیا۔ راجہ کے پوتے اور جگت سنگ کے بیٹے بھاؤ سنگ نے باندھو
کے راجہ کرمادوت کی بنادوت دور کی تھی جس کے عوض سم ۱۶۶۸ مطابق ۱۶۹۲ء میں اسکو تین
ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب ملا۔ بادشاہ نے اپنی بخشش کے سبب راجہ مان سنگ
کو چھ برس تک وکن کی مہم سے نہ بلایا اور پچیس برس راجہ کہلانے کے بعد اسکا وہیں انتقال
ہو گیا مان سنگ نے اپنی جنگی مہمات اور خوش چلنی سے اپنی نسل کو بڑی فوقیت دی
تھی اس سبب سے (سکی) اولاد مان سنگوت کہلاتی ہے اس کے دو بیٹے تھے جگت سنگ
جو ولیعہد می میں مر گیا تھا۔ اسکے بڑے بیٹے بھاؤ سنگ کی اولاد میں بھلائے والے ہیں جو میں
کے اولاد نہ ہونے پر راج کے سستی سمجھو جاتے ہیں جگت سنگ ولیعہد کے دوسرے بیٹے نہیں
سے ارجن کی اولاد پولیس میں سکت سنگ کی بھامی میں کلیان سنگ کی چاندلا سے ہیں اور

ہمت سنگہ کے راجادست کہلاتے ہیں (۲) راجہ مان سنگہ کا دوسرا بیٹا بھادو سنگہ تھا۔
 راجہ کی زندگی میں ولیمبہد کو وجہت سنگہ کے مرنے سے اسکا بیٹا بھادو سنگہ راجپوتانے
 کے دستور کے موافق راج پانے کا حق دار تھا۔ لیکن بادشاہ نے راجہ مان سنگہ کے چھوٹے بیٹے
 بھادو سنگہ کو جسکی اسپر زیادہ مہربانی تھی اسپر کا مالک بنا دیا۔
 اکبر نے کچھواہوں کو بڑے اورچ پرہنچایا تھا لیکن جہانگیر کی بخشش سے مان سنگہ کے بھائی
 لوگ بادشاہی دربار میں زیادہ عزت دار ہو گئے۔

میرزا راجہ بھادو سنگہ

اسکو سہ ۱۶۷۱ء مطابق ۱۰۹۱ھ میں جہانگیر کی مہربانی سے راج ملا۔ اور میرزا کا لقب جو شاہی
 خاندان والوں کے نام پر پولا جاتا تھا میرزا راجہ مان سنگہ کی طرح اسکے واسطے بھی تجویز ہوا یہ دوسری
 برس ہزاری ذات کی ترقی سے پانچہزاری ذات میں ہزار سوار کا منصب پا کر بادشاہ زادہ خرم کے ساتھ
 وکن بھیجا گیا اور سہ ۱۶۷۳ء مطابق ۱۰۹۳ھ میں زیادہ شراب خوری سے اسکے جوان بھتیجے مہا سنگہ
 کا وہیں انتقال ہو گیا

سہ ۱۶۷۴ء مطابق ۱۰۹۴ھ میں میرزا راجہ بھادو سنگہ کو خلعت ملنے کے بعد دوبارہ وکن کی طرف
 بھیجا گیا اور وہ دو برس بعد آٹھ برس راجہ رہ کر وہیں لاؤ لگ کر گیا جس سے اسکا بہنچا مہا سنگہ کا
 بیٹا جے سنگہ اول گدی کا حق دار مانا گیا۔ یہ بیان جہانگیر بادشاہ نے اپنی کتاب میں اس طرح لکھا ہے۔
 صفحہ ۳۱۲ بحری (مطابق سہ ۱۰۹۴ھ و ۱۶۷۴ء) ان دنوں میں عرض ہوا کہ میرزا راجہ بھادو
 وکن کے صوبے میں مر گیا وہ زیادہ شراب پینے کے سبب نہایت کمزور اور دوبا ہو گیا تھا۔ ایچکار
 بے ہوشی کے وقت حکیموں نے بڑی تدبیروں کے بعد اسکے سر پر داغ لگائے لیکن وہ ہوش میں
 نہ آیا۔ ایک رات دن بے خبر گزارا کہ دوسرے دن گزر گیا۔ دعو تیں اور آٹھ لونڈیاں اسکی ساتھ
 چل رہیں۔ اسکے بڑے بھائی جگت سنگہ اور بہتے مہا سنگہ نے بھی زیادہ شراب سے جان چھوٹی
 تھی۔ لیکن بھادو سنگہ نے انکے احوال سے کچھ عبرت نہ پائی اور اپنی جیتی جان متاہ کی وہ بہادرینک
 ارادہ اور ہوشیار تھا۔ شاہزادگی کے دنوں میں میری خدمت میں رہ کر پانچہزاری منصب تک
 پہنچا تھا اسکے کئی اولاد تھی۔ اس نے اسکے بڑے بھائی (جگت سنگہ) کے پوتے (جے سنگہ)

کو چھوٹی عمر میں راجہ کا خطاب اور دو ہزاری ذات ہزارہ سوار کا منصب عنایت کر کے میں نے حکم کیا کہ آئندہ علاقہ قدیمی دستور کے موافق اسکی جاگیر رکھا جائے تاکہ اس کا کارخانہ خراب نہ ہو۔

میرزا راجہ جے سنگھ اول

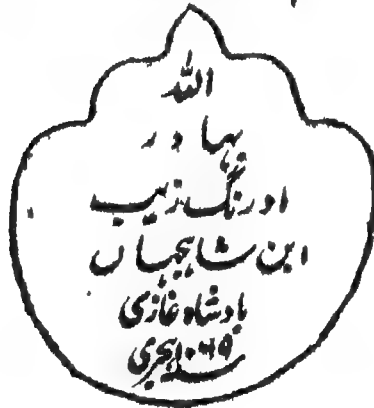
سہم ۱۶۹۹ مطابق ۱۱۲۱ھ میں راجہ کلاںک ہو کر دوسرے برس تھوڑی عمر میں بادشاہ جہانگیر کی خدمت میں حاضر ہوا جہاں اس نے تین ہزاری ذات ڈیرہ ہزار سوار کا منصب پایا شاہجہاں کے بادشاہ ہونے پر سہم ۱۶۹۸ مطابق ۱۱۲۰ھ میں راجہ نے خان جہاں لودھی کو جو بادشاہ سے باغی ہوا تھا دھولپور کے مقام پر شکست دیکر دکن کی طرف بھگا دیا جہاں وہ دوسرے برس کے بعد بادشاہی ہزارہ ارادت خاں جو دھولپور کے راجہ گج سنگھ - آئندہ کے راجہ جے سنگھ - بیکانیر کے راؤ سور سنگھ - ڈوگر پور کے راؤل پوچا اور رانا جگت سنگھ اول کے رشتہ دار جہاں راج ارجن سنگھ سیو دیہ وغیرہ کی کوشش سے اپنی ساتھیوں سمیت مارا گیا۔

سہم ۱۶۹۲ مطابق ۱۱۲۳ھ میں بادشاہ زادہ اورنگ زیب پر جبکہ وہ پندرہ برس کی عمر میں تھا ہاتھی نے حملہ کیا تو شاہزادے نے گھوڑے سے گر جانیکے بعد فوراً گھوڑا سونت کر ہاتھی کی سونڈ پر دار کیا اس موقع پر راجہ جے سنگھ نے پیچھے سے دوڑ کر ہاتھی کے ایک برہما مارا جس سے وہ بھاگ نکلا اور شاہزادے کی جان بچی۔

سہم ۱۶۹۶ مطابق ۱۱۲۷ھ میں بادشاہی نوج نے دکن پہنچ کر قلعہ دیوگڑھ کا محاصرہ کیا تو سنگھ اڑنے پر سب سے پہلے سپہدار خاں اور راجہ جے سنگھ نے دھواؤا کر کے قلعہ پر قبضہ حاصل کیا چار برس تک دکن میں کارگزار رہی دکن لانے کے بعد واپس آئے پر بادشاہ نے راجہ کا منصب پانچ ہزاری ذات و سوار کر دیا اور پرگنہ چالسو جاگیر میں دیا۔ دوسرے برس شاہجہاں کے ہم کاب جے سنگھ بل میں گیا جہاں اشکو مرزا راجہ کا خطاب جو اسکے دو بزرگوں مان سنگھ اور بھاد سنگھ کو مل چکا تھا عنایت ہوا۔ سہم ۱۶۹۹ مطابق ۱۱۲۹ھ میں جے سنگھ اول کو بادشاہ زادہ مراد بخش کے ماتحت نورپور علاقہ پنجاب کے باغی جگت سنگھ تنوہر بھیجا گیا جس کو انھوں نے گرفتار کر لیا۔ سہم ۱۶۹۹ مطابق ۱۱۲۹ھ میں خاں جہاں کے رخصت ہونے کے سبب جے سنگھ کو دکن کی قائم مقام صوبہ داری دی گئی اور سہم ۱۶۹۹ مطابق ۱۱۲۹ھ راجہ کے چھوٹے بیٹے کیرت سنگھ

کو بادشاہی طرف سے میوات (الود وغیرہ) کا علاقہ جاگیر میں ملا۔ ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۷۵۹ء میں
شاہجہاں کے سخت بیمار پڑنے سے اُسکے شاہزادوں نے تخت کے لئے لڑائیاں کیں تو حبیب
داراشکوہ کی طرف سے اُسکے بیٹے سلیمان شکوہ کے ساتھ بنگالے کو شجاع کے مقابلے پر گیا جہاں
فتح حاصل ہوئی اور واپس آئے پر جب داراشکوہ شکست کھا کر بھاگا تو جے سنگ نے اورنگ زیب
کی طرف راہی اختیار کر کے بہت رسوخ پایا۔ اورنگ زیب نے دارا کی گرفتاری کے لئی حبیب
کو برات کی طرف جانے کے وقت یہ فرمان لکھا تھا۔

نقل فرماں اورنگ زیب عالمگیر بنام مرزا راجہ جے سنگ



نقل محمد

زبدہ دلاوران بہر دستگاہ خلافت جاسنا زان ہو خواہ نقادہ مخلصان ارادت کشیں
ند وہ غیر طلبان عقیدت اندیش عمدہ راہگان اخلاص شعار مطیع الاسلام سپردار راجہ جے سنگ
پہنچات خاص اخصاص یافتہ داند۔ عرضداشتے کہ دریں مقام فیض الاسلام از سیٹ پور
ارسال داشتہ بود و در فتح پور از نظر انور گزشت یعتین کہ تاحال از احمد آباد روانہ پیش شدہ
باشد۔ باید کہ از راہ کہ مناسب داند بہ سرعت تمام رفتہ در دست مرزا راجہ جے سنگ
دست او بار (داراشکوہ) سیاسی جہیلہ بہ تقدیم رساند و موجب مجرائے عظیم فیض دلاند۔
ماہ ششم پہنچا و دارالخلافہ شاہجہاں آباد خواہیم رسید۔

در شعبان ۱۲۶۵ ہجری تحریر یافت
 جے سنگ نے مہاراجہ جیسونٹ سنگ کو دارا شکوہ کی مدد کرنے سے روک دیا اور خود کچھ
 سپاہی بھیج کر سلیمان شکوہ کا مال و اسباب لوٹ لیا جب وہ سری نگر بھاگ کر چار ہاتھ آدا
 بے چارہ دکن کی طرف سے پکڑا جا کر قتل ہوا اور اس کا بیٹا سلیمان شکوہ جو کے علاقے سے گرفتار
 ہو کر قید کیا گیا ان چیز خواہیوں میں جے سنگ لاکھ روپیہ نقد انعام۔ سات ہزاری ذات اور سوار کا
 منصب اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمد کی جاگیر۔ عالمگیر کی طرف سے حاصل ہوئی۔
 ستمبر ۱۶۶۱ مطابق ۱۲۶۵ء میں جبکہ سیوا مرہٹے نے مہاراجہ جیسونٹ سنگ کی بے پروائی
 سے بادشاہ کے ماموں نواب شالیتہ خاں کو شہر لوٹا میں دھوکے سے زخمی کیا تو راجہ جیسونٹ
 کو دکن جانے کا حکم ہوا۔

مرزا راجہ جے سنگ کی سیوا مرہٹے پر چڑھائی
 مہاراجہ جیسونٹ سنگ کو سیوا کے ملک میں ٹھہرے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا تو عالمگیر نے
 یہ سننا پسند نہ کیا کہ کسی دوسرے امیر کو وہاں بھیج کر جیسونٹ سنگ کو واپس بلا لے اس لئے راجہ
 جے سنگ کے ساتھ سپاہ کثیر اور زبردست کو بچانہ منتقل کر کے اوھر بھیجا۔ اسکی اعداد کے لئے دلچسپی
 داؤد خاں۔ راجہ کر کے سنگ سیوا دیہ۔ احتشام خاں شیخ زادہ۔ راجہ بھان سنگ بندیلہ کیسر سنگ
 راجہ بڑ سنگ گور۔ پورن سنگ بندیلہ۔ زبردست خاں۔ بادل خاں بختیار۔ برق انداز خاں اور
 دوسرے سرداروں کو متعین کیا مرزا راجہ کے ساتھ چودہ ہزار سپاہ تھی۔ ۱۵ بیچ الثانی ۱۲۶۵ء
 مطابق ۱۶۶۵ء کو راجہ بادشاہ سے رخصت ہو کر ۲۴ شعبان کو اورنگ آباد پہنچا اور وہاں شاہزادہ
 محمد سلیم سے شرف ینا حاصل کر کے دسویں ماہ مذکور کو شاہزادے سے رخصت ہو کر سنزل مقصود
 کی طرف روانہ ہوا ۲۵ شعبان کو نصیبہ پونہ میں جہاں راجہ جیسونٹ سنگ شاہی افواج کے
 ساتھ مقیم تھا جا پہنچا اور جیسونٹ سنگ سے امنسری ہم کا چارج لیکر اسے سبکدوش کر دیا۔
 جیسونٹ سنگ بادشاہ کے پاس روانہ ہو گیا جے سنگ مرزا راجہ نے پونا میں رہ کر اسے تمام
 ملک کا انتظام شروع کر دیا۔ قطب الدین خاں کو سات ہزار سوار کے ساتھ چھری کی طرف بھیجا
 کہ وہاں رہ کر ٹنیم سے پانچ ہزار اور حکم دیا کہ قلعہ لہ گڑھ کے ساتھ مناسب مقام پر تین ہزار سوار

بھانہ مقرر کر دے اور ایک تھاہ قلعہ نادرنگ کے سامنے قائم کرے اور ہر ایک تھاہ میں
 زبردست فوج رکھے اور خود تمام لشکر کے ساتھ ملک کا دورہ کر کے خبر داری اور ہوشیاری
 رکھے اسی طرح جہاں جہاں مرہٹوں کے زور کا مظہر تھا وہاں وہاں سپاہ متعین کر دی
 اور مرزا راجہ نے خود قلعہ پورندہ اور رومال کے فتح کرنے کا ارادہ کیا یہ دونوں قلعہ بہت مستحکم
 تھے سات سو سال کو سا سوری کی طرف کوچ کیا جس کے نزدیک وہ دونوں قلعے پہاڑی پر
 واقع تھے اور احتشام خاں کو پونہ کی محاسبت کے لئے پھوڑ دیا اسکے ساتھ زردولہ خاں ویرید
 سیسویہ و زاہد خاں و جہاں نثار خاں و خواجہ ابوالکلام اور ایک دوسری جماعت جس
 میں چار ہزار سوار تھے مقرر کی۔ خود موضع لونی میں پہنچا جو پونہ سے پانچ کوس پر سا سوری کی
 طرف واقع ہے۔ یہاں سے دو راستے ملک بادشاہی کی طرف جانے لگے اور باغی ان
 دونوں راستوں میں ملک بادشاہی پر پوریش کرنے لگے۔ یہاں ایک بھانہ مقرر کیا اور راؤ
 مہنونت سنگ کو تین سو سوار اور تین سو پیادہ بند وچی کے ساتھ اس بھانے کا انسپکٹر کرکھا
 مرزا راجہ ۲۰ رمضان کو سا سوری سے ایک منزل پر جا پہنچا ویر خاں کو کہ لشکر کے ہرادل میں
 تھا فوج ہرادل اور توپخانے کے ساتھ آگے سے روانہ کر دیا کیونکہ راستے میں ایک سخت
 پہاڑی کوچہ کر کے سا سوری میں پہنچتے تھے پس فوج ہرادل سے اس پہاڑی کا انتظام اور
 ویشن کی دیکھ بھال مقصود تھی اور صبح کو خود بھی تمام سپاہ کے ساتھ مرزا راجہ نے کوچ کیا۔
 جب اسکی پہاڑی کے سامنے پہنچا تو داؤد خاں کو کہا کہ تم اپنی سپاہ کے ساتھ یہاں اس
 وقت تک کھڑے رہو کہ تمام لشکر اس ٹیکری اور زمین بلند سے گزر جائے اور بعد اسکے
 خود روانہ ہو اور غنمک اس ٹیکری سے گزر کر دو کوس آگے بڑاؤ کیا۔ ویر خاں جو پہلے سے آگیا
 تھا اور سا سوری کے پاس پہنچ چکا تھا اس بات کی تلاش میں سوار کھڑا تھا کہ کسی اچھی جگہ
 اترے کہ یکایک دشمن کی فوج نمودار ہوئی۔ ویر خاں نے اپنی سپاہ کو لڑائی کے لئے تیار کر
 آمادہ کار کر لیا آخر کار مرہٹے تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے اور قلعہ پورندہ اور قلعہ رومال
 کی طرف جو ایک دوسرے کے مقابل دو گولی کے پٹے سے واقع تھے چلے گئے خان مذکور
 نے پیچھا کیا۔ مرہٹے لڑتے اور بھاگتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اس پہاڑ کے دھن

میں پہنچ گیا اور جیت سے مرہٹوں کا کام تمام کر دیا بعض مرہٹے قلعہ میں گھس گئے اور بعض غلج
 کی طرف بھاگ گئے۔ دلیر خاں کی سپاہ نے قلعہ پر دھاوا بول دیا اور سپاہ پر چڑھ گئی اور
 سپاہ کی لکڑیوں کو آبادی بھی اٹسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ قلعہ کے محاصرے کے لئے سپاہ
 بکھر اور اوپر چڑھی دونوں قلعوں کے آدمیوں نے نوپ کے گولے اور بندوقیں اور بان بارنا
 شروع کئے دلیر خاں نے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور جلد قلعہ پر زندہ ہر کے پاس چڑھ کر مورچہ بنالیا
 اور مرزا راجہ کو تمام حال لکھ بھیجا اسٹش نے اپنی فوج میں سے فوراً ایک انسٹر کو تین ہزار
 سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور اس کے ساتھ راجہ رائے سنگھ اور قباو خاں اور مہر سین اور لاندہ
 من بوندلیہ اور بادل بختیار اور ایک جماعت کو اس کے ہمراہ کیا۔ دلیر خاں اور اس کے معاونوں
 نے دونوں قلعوں کا خوب محاصرہ کر لیا مرزا راجہ نے بیلہ اروں کی جماعت اور بھشتی اور
 سیسہ اور بارود اور دوسرا لڑائی کا سامان اور توپخانہ اور مورچہ بندی کا اسباب بھی
 بھیجا۔ داؤد خاں جو ٹیکری کے پاس کھڑا تھا وہ بھی دلیر خاں کے پاس چلا آیا۔ اب شاہی سپاہ
 نے مورچے درست کر کے دونوں قلعوں کو فتح کر لیا اور ادھ ٹکڑ کر لیا اور دلیر خاں کے دونوں بیٹے
 غنیمت و مظہر اور دوسرے افغان دادو سے بھان دہری بھان گور بھی قلعہ پر زندہ ہر کے قتل
 کے لئے تک پہنچ گئے اور مورچے تیار کر لئے اسٹش خاں کو توپخانے کے ساتھ اور تیرگنا زخاں کو
 کو مرزا راجہ نے اپنے سامنے مقرر کیا کیرت سنگھ مین ہزار سوار کے ساتھ اور چند دوسرے
 منصب دار قلعہ پر زندہ ہر کے دروازے کے سامنے مقرر ہوئے اور سید محمد کور راجہ سنگھ
 گور اور کرن راٹھور اور جگت سنگھ اور سید مقبول عالم نے اپنے اپنے مورچے جگے اور راجہ رائے سنگھ
 راٹھور دراج سنگھ اور کچھ اور بادشاہی انسٹروں نے قلعہ پر زندہ ہر کے پیچھے کھڑی کے سامنے مورچے
 قائم کر کے مستعد جنگ ہوئے اور رسول بیگ اور روز بھان مع ایک سپاہ کے داؤد خاں کے
 سید محمد بازو پر کھڑے ہوئے اور چتر بھونچو جان کچھ سپاہ کے ساتھ قلعہ رورمال کے سامنے
 متعین ہوا۔ مہر سین اور لاندہ من بوندلیہ اور دوسرے سپاہی و سردار اس قلعہ کے پیچھے مورچے
 جہاں مستعد جنگ ہوئے دوسرے دن مرزا راجہ کو رچ کر کے سا سو کے پاس آیا اور
 قلعہ سے دو کوس پر لشکر گاہ بنائی اور خود سوار ہو کر قلعہ کے پاس آکر اہتمام سپاہ کا ملاحظہ کیا۔

اور کھڑا ہو گیا۔ جیسا سو سوں نے فخر دی کہ مٹی سیوا کا ایک قریبی رشتہ دار ایک بڑی رسیا ہیکر پرینہ کی طرف گیا تب مرزا راجہ نے سید منور خاں بارہ و شہزادہ خاں و من خاں و جوم خاں و جنگت سنگہ وغیرہ کو جو بھقانہ سوتہ میں تھے ان کے تعادب اور لڑائی کے لئے بھیجا جب یہ لوگ پرینہ تک پہنچے تو دشمن اسکا حال سن کر بھاگ کر لٹ گیا اسکے بعد مرزا راجہ نے اپنا لشکر بھی اٹھا کر سپاہ کے دامن میں مورچوں کے پاس مقام کر دیا۔ اکثر اہل لشکر کے دیر سے پہاڑی کمر میں واقع تھے خلاصہ یہ ہے کہ شب درویشا ہی آدمی قلعہ پر گولے اور گولیاں برسائے تھے۔ دونوں قلعوں کے پناہ گزیں بھی ممانعت میں کوتاہی نہیں کرتے تھے مرزا راجہ درویشوں میں جا کر دیکھ بھال کرتا ایک برج قلعہ درویشوں کا متواتر توپوں کے گولے سے ٹوٹ گیا دیر خاں کے آدمی جرات کر کے اس پر چڑھ گئے اور وہاں جو ایک حصہ تھے وہ دوسری پناہ گاہ میں گھس گئے اب مسلمان اس برج پر چڑھ کر اسکی مضبوطی میں مصروف ہو گئے اس یورش میں چار آدمی دیر خاں کے ہمراہیوں میں سے مارے گئے اور سات آدمی قلعہ نشینوں کے کام آئے اور چار زخمی ہوئے جب مرزا راجہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے راجپوت بھی شرکت کو بھیجے مبارزین نے اتنی کوشش کی کہ محصورین کی تاب نہ لاسکے اور وہ اب قلعہ کو روک نہ سکتے تھے آخر کار انھوں نے مرزا راجہ کے پاس پینام بھیجا اور اماں طلب کی راجہ نے انھوں کو اماں دی پس محصورین قلعہ سے نکل کر دیر خاں کے پاس آئے اور وہ قلعہ ہائیکس کی سپاہ کے سپرد ہو گیا قلعہ نشینوں کے دوسرے داروں کو دیر خاں نے صلحت دیکر باقی اور لوگوں کے ساتھ ان کو مرزا راجہ کے پاس بھیج دیا۔ راجہ نے کئی ایک کو صلحت دیئے اور جو پانچوں نے وطنوں کو جانکی اجازت چاہی۔ تو نسب کے ہتھیار نے کرخصت کر دیا مرزا راجہ کے ساتھیوں میں سے قلعہ کی تسخیر کے وقت پچاس سوار اور تیس پیادے کے کام آئے اور ۳۲ سوار اور ۷۰ پیادے زخمی ہوئے اس قلعہ کی فتح کے بعد مرزا راجہ نے داؤد خاں اور راجہ رائے سنگہ کچواہہ اور شہزادہ خاں اور امر سنگہ چوٹاوت و محمد علی خاں و سید نور علی خاں بخاری و اچل سنگہ اور اپنی چند سرداروں و سپاہیوں اور دوسرے شاہی سپاہیوں کو جن کی تعداد سات ہزار سوار کے قریب تھی حکم دیا کہ وہ طرف سے سیوا کے ملک میں اس کے

لوٹ مار کریں اور اسکو عبور کریں اس سپاہ کو نصرت کر کے قطب الدین خاں کو جو ایک شاہینہ لشکر کے ساتھ پل میں کی طرف متحرک تھا اور دودھی خاں کے لشکر کو ملو دشمن کی طرف متقدمین تھا لکھنا کہ وہ لوگ بھی ہر طرف سے عبور کے ملک میں گھس کر اسکو تباہ کریں اور رانا کو ملک کے قتل و غارت میں کوتاہی نہ کریں تاکہ میدان ہر طرف سے کمزور ہو کر اطاعت کرے۔ ایک شب خاں غنیمت کا اگر وہ شب خون کے ارادے سے کیرت سنگ کے مورچوں میں گھس گیا چونکہ ادھر کے سب لوگ ہوشیار تھے اس لئے دشمن ناکام واپس چلا گیا پھر ایک شب دشمن کا ایک سردار روز بھان نام منصب خون کے ارادے سے پول سنگ کے مورچوں پر حملہ آور ہوا چونکہ اس کے آدمی غافل سو رہے تھے دشمن نے مورچے میں گھس کر ایک توپ کے پیالے میں گیل بھونکا دی اور ایک سپاہی کو قتل اور چودہ کو زخمی کیا۔ جب اس سنگلے کا شور زیر دست خاں کے مورچے میں پہنچا تو وہ اور دوسرے خاں کا نوکر محمود ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی سرکوبی کو چاہنے لگا اور اسکو مارنے لگے بچاؤ دیوے کو قتل کیا اور بہت سے زخمی کئے اور باقی خراب دھستہ ہو کر بھاگ کر اس قلعہ میں جو دشمن کی سپاہ گاہ تھا داخل ہو گئے دوسرے دن ایک گروہ قلعہ کی کھڑکی سے نکلا تاکہ اپنی ساتھیوں کی لاشیں اٹھا لیجائے اور دھڑل خاں اور سوبھن پور اپنی بل اور دوسرے شاہی لوگ موجود تھے انھوں نے دشمن پر تل کر دیا اس لئے بغیر حصول مقصود کے بھاگ نکلا آدمی ادھر کے مارے گئے اور چار دشمن کے مقتول ہوئے اور زخمی بھی بہت سے ہوئے۔

اب داؤد خاں اور راجہ رائے سنگ کا حال سننے کہ ۲۱۵۵ شوال کو روہیہ کے قلعہ میں قلعہ راجہ رائے کے پہاڑ کے دامن میں پہنچ کر تاخت تاراج میں مصروف ہوئے اور تجاس کے قریب گاؤں کو جلا کر برباد کر دیا چار گاؤں پہاڑوں کی گھاٹیوں میں تھے اور وہاں دشمن کا جماؤ تھا جو محل لشکر کی قرار دی میں تھے انھوں نے وہاں پہنچ کر لڑائی شروع کر دی اور داؤد خاں کو خبر دی اس نے راجہ رائے سنگ کو فوج ہرا دل کے ساتھ اور اہل سنگلہ سمجھو اسے کو مرنار راجہ کے راجپوتوں کے ساتھ انکی مدد کو پہنچا تمام مخالف بھاگ نکلا اور چاروں گاؤں برباد کر دیئے گئے۔ اور تمام رعایا تباہ ہوئی اور چوپائے پکڑ لئے گئے اور سب دوسرے ملل اسباب

بھی لوٹ لیا گیا۔ دوسرے دن اور رات اس زمین میں مقام کر کے صبح کو راجہ کی طرف کوچ ہوا۔ اسے میں بہت سے گانوں اور بستیاں جلا کر برباد کر دیں یہاں تک کہ اس قلعہ کے تلے پہنچے اور اطراف کے گانوں کو برباد کرنا شروع کیا۔ قلعہ کی جماعت میں سے بہت سے آدمی قلعہ میں سے نکل کر سپاہ کی کمر بھرت پانہ کر لے کر کھڑے تھے لیکن شاہی فوج کے خوف سے نہ اترتے کی تاب نہ ملتی زمین یہاں کی سپاہی تھی جاجی السیب نراز نے مرناراجہ کی بھیجی ہوئی سپاہ سے لوٹ مار خوب کر کے دو کوسس لوٹ کر کوئٹہ کی ٹیکری کے پاس مقام کیا رات کو خوب ہوشیاری رکھتی دوسرے دن سید اور میں سپاہ پہنچی داؤد خاں یہاں سے قلعہ گنراہ کی طرف چلا گیا اور ادھر کے گانوں کو برباد کر لے لگا اور قطب الدین خاں اپنی ہمراہیوں کے ساتھ دہرہ بونہر اور نامی کھورہ قلعہ کنواری کی طرف جا کر اس طرف کا علاقہ برباد کرنے لگا اور ادھر کے بہت سے آدمی اور مال و مویشی پکڑ لئے۔

۲۵ سوال کو داؤد خاں اور قطب الدین خاں پھر باہر مل گئے اور قلعہ وہ گڑھ کی طرف روانہ ہو گئے جب یہ فوج قلعہ کے تلے پہنچی تو پانسو سوار اور ہزار پیادے قلعہ میں سے نکل کر لشکر کے قراول سے لڑنے لگے جب یہ خبر داؤد خاں کو پہنچی تو راجہ رائے سنگہ داخل سنگہ کو کچھ سپاہ کے ساتھ مدد کے لئے بھیجائے پہنچنے کے بعد مخالفین مغلوب کر بھاگ نکلے سپاہ شاہی نے قلعہ کے پاس کی تمام آبادیوں کو دیر اندہ بنا دیا۔ بہت سے آدمی اور مویشی پکڑ لئے اور رات کو دہس بٹھری دوسرے دن پھر سوار ہو کر دامن قلعہ وہ گڑھ والیا گڑھ وینکی دیکو یہ کھلا کھڑاٹ دیران کر دیا اور پھر جائے قیام میں سپاہ لوٹ آئی۔ سیدو کا ادھر کا تمام علاقہ تاخت و تاراج ہو چکا تھا اس لئے دوسرے دن معاویہ کے ارادے سے کوچ کیا اور عقبہ پونہ کے پاس مقام کیا مرناراجہ نے قرار دیا تھا کہ قطب الدین خاں اپنی سپاہ کے ساتھ پونہ میں ٹھہر جائے اس لئے وہ وہاں رہ گیا داؤد خاں اور رائے سنگہ اور دوسرے کئی چودہ روز کے بعد ہم ذیقعدہ کو بڑے لشکر میں پہنچ گئے قطب الدین خاں جو پونہ کے پاس تھا اسے خبر ملی کہ مخالفوں کی ایک بھاری جماعت قلعہ نادرک کے پاس قیام گزیر ہے اس لئے قطب الدین خاں نے اس قلعہ کی تاخت کے ارادے سے کوچ کیا اور اس طرف کا علاقہ برباد کر دیا۔

اور مخالفین کا گروہ جہاں سے آئے اسے سزا کو پہنچایا قطب الدین خاں اس من
لوہ گروہ کے پیچھے چھڑ گیا جب یہ معلوم ہوا کہ مخالفین کا گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہے تو ان سے لڑنے
کو اپنی سپاہ کا ایک حصہ بھیجا جو سامنے آ کر اسے قضا کے گھاٹ اتارا بہت سے بھاگ
بھی گئے اور تین سو کے قریب آدمی قید ہوئے اور تین ہزار کے قریب پولیشی لکڑیے لگے۔

اب قلعہ پور بندھ کر کے سامنے ایک بڑا ویدہ لکڑی اور تختوں سے بنوا کر گولہ انداز اور
سب سے انداز تمام آلات کے ساتھ اس پر چڑھا کر قلعہ پر آتش باری کرائی اور یہ ویدہ اس برج
کے مقابل تھا جو سیوانے قلعہ کی مضبوطی کے لئے بنوایا تھا جب مخالفوں کو اس کا حال معلوم ہوا تو
انھوں نے گولے گولیاں پتھر اور دوسری جلائی والی چیزیں بھیجنا شروع کیں اس طرح سے
میں اور دوسرے راجپوت دلیر خاں کو آدمیوں کے ساتھ مدد کو آگئے اور زبردست خاں اور
اسٹن خاں کا بھی تو پناہ آپہنچا لڑائی خوب ہونے لگی بھگونت سنگھ مرزا راجہ کا ایک سردار اور
پالٹو آدمیوں کا انس تھا۔ وہ اور دلیر خاں کا ایک آدمی اور دوسرے راجپوت مارے گئے اور
مخالف بھی بہت سے کام آئے۔ مرزا راجہ نے سبھکرن بندھے اور بڑا زخاں اور ایک دوسری
جماعت لکھی مدد کے لئے بھیجا۔ دلیر خاں اور کیرت سنگھ دمدے کے پاس کھڑے ہو گئے اور لڑائی
کے لئے تاکید کرتے تھے۔ سیوانا کا بنایا ہوا برج سفید پتھروں کے صدرے سے لٹ پھوٹ گیا اور اس
میں بڑا سوراخ ہو گیا۔ سپاہی مکر پرورش کر کے برج سفید کے تلے تک پہنچ گئے۔ دشمن نے
برج سفید اور پرن برج (جو برج سیاہ کہلاتا تھا) کے درمیان کی زمین میں بہت سی بارود
بجھا دی تھی اس گمان سے کہ اسلامی سپاہ برج سفید پر قبضہ کر لینے کے بعد برج سیاہ
کی طرف آئے تو اڑ جائے مگر دشمن نے بے وقت بارود کو آگ دی جس سے خوفی اس کے
انٹی آدمی اٹھیں جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ برج سفید پر قبضہ ہو چکنے کے بعد لشکر شاہی چاہتا
تھا کہ برج سیاہ پر بھی قبضہ کر لے۔ مگر مرزا راجہ نے اس خیال سے روک دیا کہ ایک تو
شب قریب لگتی تھی اور دوسرے دشمن نے دونوں برجوں کے درمیان کے نشیب
آگ لگا دی تھی۔ مرزا راجہ نے حکم دیا کہ آج برج سیاہ پر حملہ بند کر کے برج سفید کے
پاس سو رہے بنائے جائیں۔ شب کے وقت مخالفین کی سپاہ برج سفید سے ٹکرائی

سیاہ میں چلی گئی یہ برج اور اسکے پاس کا برج جو سیوا کے بنائے ہوئے تھے اسلامی سپاہ کے قبضے میں آگئے تو اس برج سیاہ کی طرف لگا دیں اور دونوں برجوں کے مابین جو نشیب تھا اسے پتھرانا شروع کیا پانچ چھ دن میں اسے مٹی اور پتھروں سے پتھرایا اور اس زمین پر ایک اونچا مورچہ بنوا کر برج سیاہ کے مقابل رکھا اور وہیں اسپر خڑھا کر علی الاصلہ اسے گولے گروائے کہ برج سیاہ میں سوراخ پڑ گئے جا بجا سے ٹوٹ گیا اور بہت سے برج لشکر مارے گئے اور زخمی بھی ہوئے اب دشمن نے اس برج اور اسکے پاس والے برج دونوں کو خالی کر کے دیوار کی آڑ میں پناہ لیا۔ اور برج سفید و سیاہ شاہی سپاہ کے قبضے میں آگئے۔

اس زمانے میں قباد چاتھانہ دارپونہ کو معلوم ہوا کہ دشمن کی ایک جماعت موضع ہرگوب میں جمع ہے اس نے عبداللہ اور ابوالقاسم اپنے دونوں بیٹوں کو ایک گروہ کے ساتھ اور رند ولد خاں و خواجہ ابوالکلام و راجی دھجانی پسران افضل بجاپوری اور دوسرے بادشاہی سپاہیوں کو ادھر بھیجا وہاں دشمن کے تین سو سوار تھے وہ تو بھاگ گئے مگر رعایا میں سے بہت سے آدمی اور مویشی بچ کر سپاہی اپنے ساتھ لے آئے۔

اب سیوا سمجھا کہ اگر اسی طرح سیاہ شاہی سے مقابلہ کرتا رہا تو بالکل کمزور رہا اور گاؤں و قلعہ پورہ و جہیں میں عزیز و اقربا پناہ گزیں ہیں غنیمتیں غلب و سحر ہو چاہتا ہی اور اسی شہر کے بند قلعہ راجلڑہ پر حملہ ہوگا جہاں وہ خوف تمام مال و اسباب و خزانہ و اہل عیال کے ساتھ متحصب تھا اور اسکو بھی اسپر ہونا پڑیگا اس لئے اس نے فرمایا کہ اس سپہ سالار کے سپہ سالار کی راجہ نے جواب دیا کہ اگر صدق نیت سے یہ بات منظور ہے تو جلد یہ خبر ہتیاروں کے مجھ سے آکرے اسکی ذات کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ آخر کار راجہ کو خبر پڑی کہ سیوا نے اس کے ساتھ راجلڑہ سے روانہ ہوا۔ رات ہی میں اسکی روانگی کا حال مرزا راجہ کو معلوم ہو گیا تھا جب دن نکلا تو لیو خاں اور کیرت سنگھ کو جن کا مورچہ پورہ و جہ کے ہتھیار سے بہت نزدیک جا پہنچا تھا پیغام دیا کہ مورچے اور آگے بڑھا کر ویرش کا انتظام کریں دشمنوں نے ہتھیار سے ٹکڑا کر اہلقت کا ارادہ کیا لیکن محاصرین نے پے درپے حملوں سے انکو بھاگایا اور انکو

بھگا دیا اور ان کے سات آدمی کھیت رہے اور بہت سے محروم ہوئے مرزا راجہ اور دلیر خاں
 اور کیرت سنگھ کے بھی چند ساتھی کام آئے ابھی لڑائی گرم تھی کہ جاسوس خبر لائے کہ سیوا قریب
 سیوا پور کے آ پہنچا ہے اور وہاں کے محاسبے دار سردار خاں کی رفاقت میں ملاقات کے لیے آ رہا
 ہے مرزا راجہ نے اپنے منشی ادوے راج اور اگر سین کچھواہہ کو استقبال کے لیے بھیجا اور کہہ دیا
 کہ اگر آتے سے مقصود ہے کہ بادشاہ کی تالبداری کی جائے اور تمام قلعوں کو شاہی افسروں
 کے حوالے کر دیا جائے تو شوق سے چلے آدیں بادشاہ کے مور و تعصیلات ہونے اور اگر یہ ارادہ
 نہیں ہے تو آنا ضرور نہیں کہونکہ عنقریب زور و اثر کے ساتھ شاہی سپاہ تمام قلعوں
 اور ملک پر قابض ہونے والی ہے۔ ادوے راج کو سیوا لے یہ جواب دیا کہ میں آپ کے
 پاس آ پہنچا ہوں۔ جو کچھ بندگی و دولت خواہی کے لیے ہوگا عمل کر دینگا اور ادوے راج
 کے پہنچنے سے تھوڑی دیر بعد ہی لشکر میں خود پہنچ گیا۔ مرزا راجہ نے جانی ہیکہ بخشی کو بھیجا کہ سنا
 کوئے آئے جب وہ قیمے میں داخل ہو کر مرزا راجہ سے ملا تو راجہ اس سے معاف کیا اور اپنی
 پاس بٹھالیا۔ سیوا نے معذرت کے لیے کہا کہ قلعہ پور بندھ اور دوسرے بہت سے قلعوں
 کو امید فضل شاہی پر نذر کرتا ہوں اور آئندہ سے بادشاہ کا مطیع رہونگا۔ مرزا راجہ نے اسکا
 عذر قبول کر کے جان و مال سے اماں وی اور غازی ہیکہ میر توڑک کو اشارہ کیا کہ سیوا کو ایک
 آدمی کو ساتھ لے جا کر دلیر خاں اور کیرت سنگھ سے کہے کہ چونکہ سیوا نے اطاعت قبول کر لی ہے اور
 ہم نے اسکی خاطر سے اہل قلعہ کو اماں دی ہے اس لئے اب انکو تباہ نہ کیا جائے بلکہ جاں بخشی
 کی جائے اور وہاں سے سیوا کے اہلکار و سپاہیوں کو رخصت کر کے اپنے آدمیوں کے قیمے
 میں لے لیں۔ سیوا کے آدمی نے قلعہ کے دروازے پر پہنچ کر سارا حال کہہ دیا اور کہا کہ بوجہ
 چرا قلعہ خالی کر دوا رہا ہے سپاہ شاہی تعزیر نہ کرے گی انھوں نے قبول کیا۔ سیوا
 جبریدہ آیا بھتا مرزا راجہ نے اسے اپنی لشکر میں بٹھرایا اور اسکی بہت خاطر کی۔ دوسرے دن
 قرار داد کے موافق قلعہ کے تمام آدمی کیا عورت اور کیا مرد جن میں چار ہزار جنگ جو سپاہی
 تھے لگہ سے نکلے اور بادشاہی ملازم اس قلعہ میں داخل ہو گئے اور اپنا تصرف کر لیا۔
 مرزا راجہ نے سید محمد جو او کو کہہ بتوات لشکر کا دیوان بٹھا حکم دیا کہ جا کر ہتیار اور ذخیرہ ریسہ و

تو پناہ اور دوسری اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ سیوانے آج اور دوسرے پانچ قلعے کے نام یہ ہیں جو گڑھ
ایسا گڑھ۔ بنکی۔ بکونہ اور دوسرے پیش کش کئے۔

مرزا راجہ نے راجہ سبھان سنگھ کو بدلیہ کو جو قلعہ پورندھ کے پیچھے راجگڑھ کے راستے
میں سیوا لئے ہوئے پڑا تھا حکم دیا کہ اپنے چھوٹے لڑکھائی اندر من کو کچھ سپاہ کے ساتھ قلعہ پر
پر قبضہ کر کے لڑکھائی اور قبائل خٹانہ دارپور کو لکھا کہ دیکھو ہزار سوار و فوج ساتھ جا کر دوسری فوج پر
قبضہ جہاں سیوانے اپنے آنے سے قبل مرزا راجہ کے پاس آدمیوں کو بھیجا شہر دے کر دیا تھا اور
انکے ذریعہ سے راجہ نے اسکو بار بار کہلایا تھا کہ بادشاہ کی اطاعت کے بغیر فائدہ نہ ہو سکا اور
راجہ نے عالمگیر کو عرضداشت لکھ کر اسکے قصور رات کی معافی کی درخواست کی تھی اور ایک فرمان
معافی و خلعت عنایتی اسکے چاہا تھا۔ چنانچہ مرزا راجہ کی خاطر سے بادشاہ نے چیرنری بھیج دی
تھیں جس دن چیرنری راجہ کے پاس پہنچیں اسی دن سیوا حاضر ہوا تھا چنانچہ پچھلی دن
میں بادشاہ کے حکم اور خلعت کا بے سنگہ نے استقبال کیا۔ مرزا راجہ نے جب سیوا کو یہ
خبر پہنچائی تو فی الجملہ اسکے دل کو اطمینان ہو گیا اب مرزا راجہ نے سیوانے کہا کہ اس ملک کے تمام
قلعے جو اسکے قبضے میں ہیں بادشاہ کے سپرد کر دے بہت سی گفت و شنید کے بعد یہ قرار پایا کہ
۵۳ قلعوں میں سے جو زمان حکومت نظام الملک سے اس سرزمین میں ہیں اور سیوا کا ان پر
قبضہ ہی ان میں سے ۲۳ قلعے جن میں پورندھ و درہال جیسے بڑے بڑے قلعے بھی شامل تھے
اور اسکے متعلق کا سارا ملک جسکی آمدنی دس لاکھ تین تھی کہ ایک قسم کی اشرفی ہے جو دکن میں
راجہ تھی سیوانے بادشاہ کے ملازموں کو دینا چاہا ہے اور کہا کہ بارہ قلعے جن کے متعلقہ ملک کی
آمدنی ایک لاکھ تین سو ہے بدستور سابق اسکے پاس رہیں اور سیوا اپنے ملک کو لٹ جائے اور
اپنی بجائے اپنے بیٹے سنجھا کو جو آٹھ برس کا تھا مرزا راجہ کے پاس بھیج دے اور وہ بادشاہی
جاگروں میں شمار ہو کر راجہ کے ساتھ رہے اور جب کوئی مهم اس ملک میں پیش آئے تو سیوا
اسکے سرانجام میں کوشش کرے اس قرار داد کے بعد مرزا راجہ نے دیکھوڑے سارے طلبائی
کے ساتھ اور ایک ہاتھی و بکر خدمت کیا اور کیرت سنگھ کو سیوا کے ساتھ کر دیا کہ وہ جا کر قلعوں
پر قبضہ کر لے اور قلعہ گندانہ کی قلعہ داری زیادہ خاں کے ہاتھ میں دیدی قلعہ بہت زبردست

تھا اور اسی طرح قلعہ پور بندھر زبردست تھا و ذیل ایک سا استحکام رکھتے تھے جو قلعہ بادشاہی
ملازمینوں کو دینا تھیں۔ ان کے اسماء ہیں۔

(۱) پور بندھر (۲) روز مال (۳) گندانہ (۴) کھنڈا کھ (۵) لوہ گڑھ (۶) ایسا گڑھ یا اسان گڑھ
دھنکی یا تھکی (۷) بکونہ۔۔۔۔۔ یا کھوتہ یا کھوتہ یا کھوتہ (۹) روہیڑہ (۱۰) نادر و گس یا مار و گس یا
نادر و گس یا اور گس (۱۱) ماہولی یا مامولی (۱۲) بھندار و گس (۱۳) گپس کھول یا بھس کھول
(۱۴) روپ گڑھ (۱۵) مکت گڑھ یا کھٹ گڑھ (۱۶) مورنجن یا سورنجن (۱۷) نایک گڑھ یا
نایک گڑھ (۱۸) سردپ گڑھ (۱۹) ساگر گڑھ (۲۰) مرگ گڑھ یا دوک گڑھ (۲۱) انکولہ (۲۲)
سون گڑھ (۲۳) بان گڑھ یا مان گڑھ۔

۱۳۔ ذمہ دار کو سیوا سے اپنے بیٹے سبھا کو مرزاراجہ کے پاس بھیج دیا اور راجہ نے بادشاہ
سے استدعا کر کے سبھا کے لئے منصف بن کر درخواست کی تھی بادشاہ نے اس کے لئے پنجہزاری
قات و سوار کا منصوبہ بھیجا اور ایک فرمان بھی اس کے ساتھ بھیجا جس میں مہربانی کا مضمون تھا
۲۔ بیچ الاذل کو یہ فرمان وغیرہ راجہ کے پاس پہنچے۔ راجہ نے سبھا کو ایک دربار کر کے کھانی ہنگ
نچنی کے ہاتھ سے دلایا اور اپنی طرف سے خلعت اور ایک ہاتھی سارنقرئی کے ساتھ دیا
چند روز کے بعد سیوا بھی راجہ گڑھ سے آگیا۔

عادل خاں حاکم سیوا پر سے اس سے قبل بعض تقصیرات سرزد ہوئی تھیں اور
اُس نے پیش کش نہ بھیجا تھا اس زمانے میں اس امر کی درستی اور اصلاح کے لئے اپنے
ایک سردار ملا احمد نائیہ کو بھیجا ۲۶۔ بیچ الاذل کو یہ فیصلہ شکر سے وکوس پہنچا تھا مرزاراجہ
نے اپنے منشی اور دوسے راجہ اس کے استقبال کے لئے بھیجا اور تین دن کے بعد مرزاراجہ
نے راجہ رائے سنگھ اور کیرت سنگھ کو ملا احمد کے لئے اپنے بھیجا انھوں نے لا کر راجہ سے
ملاقات کر لی جس نے بہت عزت سے ملاقات کر کے دعویٰ گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ
اور ایک ہاتھی چاندی کے خیمے کے ساتھ اور زر نقد اور کپڑا دیکر رخصت کر دیا عادل خاں نے
بھی راجہ کے لئے دو ہاتھی اور تھوڑے سے جڑا و ہتھیار اور جو اس ملا احمد کے ہاتھ پہنچے تھے وہ
اُس نے پیش کر دئے اس وقت سیوا مرزاراجہ کے دربار میں بھیجا ہوا تھا اب تک اس کو

اجازت نہ تھی کہ ہتیار لگا کر کئے راجہ نے سیوا کو ایک تلوار اور ایک جھنڈے سے مزین صبح کے ساتھ
 دیگر لگائی اجازت دی جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ مرزا راجہ نے سیوا کو مغلوب کر لیا تو
 خلعت خاص اور شمشیر خاصہ سازینا کار کے ساتھ اور ایک ہاتھی نصرۃ سامان اور درخت
 کی جھول کے ساتھ بھیجا اور دو ہزار سوار اس کے پیچھے تھے وہ اس پر سے اس پر مقرر کئے یہاں
 تک کہ منصب اسکا اصل اور اضافہ ملا کہ ہفت ہزار ذات و ہشت ہزار سوار وہ اس پر سے
 اس پر کاہو گیا اور جے سنگ مرزا راجہ کے بیٹے رام سنگ کو جو بادشاہ کے پاس موجود تھا خلعت اور
 کچھ مزین زیور اور ایک ہتھیاری بخشی دلیر خاں و داد و خاں و راجہ رائے سنگ سیو دیہ کو بھی خلعت
 پہنچے دلیر خاں کے ایک ہزار سوار وہ اس پر سے اس پر ہوئے جس کا منصب اصل و اضافہ ملا کہ
 پنجہزاری ذات و پنچہزار سوار کاہو گیا جن میں سے دو ہزار سوار وہ اس پر سے اس پر تھے اور راجہ
 سبجان سنگ بوندہ کا منصب سہ ہزاری ذات اور سہ ہزار دہاں صد سوار وہ اس پر سے اس پر
 کاہو اور کیرت سنگ دو ہزار دہاں صد ذات دو ہزار سوار کو پہنچا اور تکتا زخان منصب سہ
 ہزاری ذات و چھ سو سوار سے سر بلند ہوا۔

نوٹ عالمگیر کی یہ تمام کارروائیاں سیوا کے خلاف مدافعت میں نہ جارحانہ شاہجہاں جیسے
 ہندو پروردہ بادشاہی کے عہد میں سیوا نے مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دینی کا منصوبہ
 گانٹھا تھا اور مغلوں کے علاقوں پر تاخت و تاراج شروع کر دی اورنگ زیب کے
 تحت نشین ہونے کے بعد بھی سیوا نے اپنی دست برد کو بند نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اورنگ
 زیب کو مجبوراً مرہٹوں کے خلاف فوج کشی کرنی پڑی۔

عالمگیر کے حکم سے جے سنگ کی عا دل شاہ والئی بیجا پور کے ملک پر

یورش

سیوا کی مہم کے بعد مرزا راجہ جے سنگ کو عالمگیر کا حکم پہنچا کہ وہ تمام ملک جو سیوا سے
 فتح کیا ہے اس کا انتظام کر کے ولایت بیجا پور پر حملہ کرے اور تمام ملک میں مل جل ڈال دے
 اور قلعہ بیجا پور کے تلبک نہ جائے اور اس کے محاصرے کا ارادہ نہ کرے جس قدر ممکن

ہوا جس ملک کو لوٹ مار سے برباد کر دے اور جہاں دشمن کی سپاہ پائے اُسے تباہ کرے
 تاکہ عادل خاں نادان کو غفلت سے متنبہ ہو جائے۔ کیونکہ جیالپور والے اور نیزگولگندہ والے
 پیشوا اور مرہٹوں کو مدد دیتے تھے۔ چنانچہ سنگھ نے پوری میں مرزا راجہ مع انس فوج کے
 جو اُسکے ساتھ سیوا کی مہم سے فارغ ہوئی تھی ۲۲ جمادی الاول سال مذکور کو قطب الدین خاں
 ودیر خاں و داؤد خاں و راجہ رائے سنگھ اور سیوا کے ساتھ قلعہ پورندہ سے کوچ کر کے
 منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا ترتیب اس نے اپنی سپاہ کی یہ رکھی کہ درمیان میں اپنی
 رکاب کی سپاہ خاص کو رکھا اور اٹلی طرف پر دل خاں و جگت سنگھ ہاڈہ و مانگجی و ناہجی
 و سید علی جی پوری دھجوجراج کچھواہدہ داد بھان راٹھوڑ و سید نور خاں بارہ ذریہ دست خان
 و رام سنگھ دبرق انہاز خاں و بادل بختیار و جانی خاں بختی و محمد لطیف و یوان شکر شاہی و
 خواجہ عبداللہ خاں پسر علی خاں اور مرزا راجہ کی چیدہ سپاہ جو سب ملکر بارہ ہزار آدمی کا
 مجموعہ تھا مقرر ہوئی اسکے علاوہ سرفراز خاں و غالب خاں و وناجی و رستم زاد و پر دل خاں
 و سید بجاہت بارہ دپورنمل بوندلیہ و زسنگ گورڈ و دی خاں و چتر بھوج و چوہان و شتر
 (یا آتش خاں) دارودنہ توپخانہ شاہی مع پالسنوبند و چٹیوں کے اور روائے اود پور کے
 ہزار سوار کہ سب ملکر ساڑھے سات ہزار آدمی تھے اس جانب متعین ہوئے اور سید
 ہاتھ کی انگریزی داؤد خاں کو ملی اور راجہ بھان سنگھ اور شرزہ خاں و کہنی دجہر خاں و
 راؤ امر سنگھ چند رات و محمد صالح تر خاں و مسعود خاں و سرتیگی بھوسلہ اور افضل جی پوری کا بیٹا
 اندر من بوندلیہ و سید زین الدین خاں بخاری و سید مقبول عالم مع ایک جماعت لشکر کے
 کہ چھ ہزار آدمی تھے اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور میسرہ کی انگریزی راجہ رائے سنگھ سیوا و
 سپرد ہوئی۔ جاوہ رائے مرہٹہ و ناہجی و شرناہجی دھجوجی و دولت مند خاں اور ایک وڈل
 گروہ مرہٹوں کا اور سو بھگرن و متسرین بوندلیہ و زسنگ گورڈ و تیز و اسماعیل نیازی اور ایک
 جماعت جو سب چھ ہزار آدمی تھے یہ سب اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور قطب الدین خاں و
 بلال خاں و دلاور خاں و داؤد چرام و چر دجی اور ایک اور جماعت مرہٹوں کی و سید علی اکبر
 بارہ و خداوند و حشبی و شیخ عبدالعزیز شیرازی و مرزا مہمند اور دوسرا گروہ منسوب داروں

کا لشکر کے عقب کی حفاظت کے لئے مقرر ہوا اور کسیری سنگہ مع ایک سپاہ کے قلعہ لشکر اور ہرا دل کے درمیان مقیم ہوا اور فتح جنگ خاں و حسن خاں و عبدالرسول اور ایک دوسری جماعت الٹی طرف کے لشکر کی امداد و حفاظت کے لئے مقرر کی اور مغلوں کی دو فوجیں کہ ایک شہسوار خاں کی ماتحتی میں تھی اور دوسری ترکناز خاں کی افسری میں اس واسطے مقرر ہوئیں کہ سیدھی اور الٹی طرف بطور قرادلی کے کام کریں (وہ سالہ کامل معروف بہ عالمگیر نامہ قلمی مولفہ منشی محمد کاظم ہیں آدمیوں اور مقاموں اور دریاؤں کے ناموں کو کاتب نے مختلف مقاموں پر ایسا مشتبہ لکھا ہے کہ انکی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ صحیح ہیں یا غلط)

ابھی یہ تمام لشکر مرزا راجہ کے ساتھ دو منزل چلا تھا کہ ابوالحمد بنیرہ پھول خاں جو عادل خاں کا سردار تھا راجہ جے سنگہ کے پاس اپنے مالک سے باغی ہو کر چلا آیا۔ راجہ نے اسکی خاطر داری کی اور ایک مرصع تلوار اور دو گھوڑے اور کچھ کپڑے اپنی طرف سے دے جب بادشاہ کو اسکے آنے کا حال معلوم ہوا تو منصب پنجہزادی ذات و چاہنہزاد سوار کا عطا کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگہ کے ساتھ شریک ہم رہے۔ راجہ نے اسکو سیدھی طرف دیا سپاہ میں مقرر کر دیا یہ تمام لشکر، جادوی الاخرے کو قلعہ پٹن (یا پھلتن) سے اس کو اس کے فاصلے پہنچا قلعہ ولایت بیجا پور کی سرحد پر واقع تھا مرزا راجہ نے سیوا اور اسکی فوج کے ایک حصہ کو اس قلعہ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا اور آپ مقام کر دیا پٹن دن کے بعد معلوم ہوا کہ انھوں نے فوج تاب مقابلہ لاکر بے لڑے بھڑے اس قلعہ کو خالی کر گئی جے سنگہ نے ناروجی (یا ناروجی) اور ہجلا جی کو کچھ فوج کے ساتھ اسکی حفاظت کے لئے مامور کیا اور خود اتاریچ ماہ مذکور کو دریاے نیرا (یا ہیرا) کے کنارے مقام کیا اور بنیاجی (یا بنیوجی) کو اسکی سپاہ کے ساتھ قلعہ منگل بیدہ (یا منگل بندہ) کی فتح کے لئے مقرر کیا جہاں سے بیجا پور سولہ کوس پر واقع تھا۔ سیوا نے اپنی ایک دوسری سپاہ قلعہ ماہجورہ کی فتح کے لئے جو پھلتن سے سات کوس پر واقع تھا بھیجی تھی آج خبر آئی کہ اسکی سپاہ نے قلعہ ماہجورہ پر بھی قبضہ کر لیا مرزا راجہ مع تمام سپاہ کے دریاے نیرا سے کوچ کر کے آگے روانہ ہو کر اور ہر روز موج کو ترتیب دے

جوان میں کاسرہ دار تھا اور پندرہ دوسرے نامی آدمی کام آئے اور جھنڈے اور گھوڑے
 اور بہت سا سامان انکا چھوٹ گیا دلیر خاں دشمن کے دوسرے حصوں سے لڑتا رہا بہت
 سی لڑائی کے بعد مخالفین وہاں سے چلے گئے جب شام کا وقت ہوا اور لشکر چھ کوس پر مقیم تھا
 تو سرداروں نے اتفاق مناسب نہ سمجھا اور لشکر گاہ کو لوٹ گئی۔ جب دشمن کو معلوم ہوا کہ فرہی
 ہونی سپاہ لوٹ گئی تو واپس ہو کر لشکر کے دونوں طرف سے بان مارنے لگے مزاراجہ کے
 لشکر میں سے آدمی اسکی لڑائی کے لئے نکلے تو بھاگ گیا سپاہ جب لشکر میں لوٹ گئی تو پھر غنیمت
 کے آدمی مزاراجہ کو حملہ کرنے لگے۔ غرض دشمن نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ جب مزاراجہ
 کے سپاہی جواب دہی کو آمادہ ہوئے تو بھاگ نکلے اور جو کس کھوٹا لے کر پھر لڑائی شروع
 کر دیا اس عرصے میں مخالف کے ایک چھتے نے مینو پر جو بے سنگہ کی سپاہ کے پچھلے حصے کی محافظت
 پر مع فوج کے مقرر تھا بہت بول دیا مینو لڑنے لگا کہ ایک اور حصہ مخالفوں کا اسپر لوٹ لڑا اس
 پر کسیری سنگہ و فتح جنگ خاں اسکی اعانت کو پہنچ گئے اور مخالفین بھاگ نکلے اس
 وقت ایک گولہ چٹائل کا جادوں کلیانی کے گھج میں گرا اور اس سے کئی آدمی مارے گئے۔ پھر
 دشمن کے ایک اور گروہ نے راجہ رائے سنگہ پر حملہ کیا لیکن کسیری سنگہ اور قطب الدین خاں
 کے اسکی کمک کو پہنچ جانے پر بھاگ گیا۔ دلیر خاں شام کے وقت اپنی سپاہ کو ساتھ
 لشکر گاہ میں پہنچ گیا۔ اسی تاریخ اورے سنگہ قلعہ دارنگل ہند کی تحریک پہنچی کہ اگلے دن صبح کے
 وقت دشمن کی تین فوجیں جو تقریباً چھ ہزار آدمیوں پر مشتمل تھیں اس قصبے میں آئیں اور
 قلعہ کے دروازے کے قریب صف بندی کر کے کھڑی ہوئیں باوجودیکہ مزاراجہ نے
 احتیاطاً سردار خاں سے کہہ دیا تھا کہ اگر دشمن کی بھاری فوج اُدھر آئے تو اس سے جنگ
 کا ارادہ نہ کرے کیونکہ اسکی ساتھ آدمی کم تھے لیکن اُس نے ہدایت پر عمل نہ کیا اور اپنی شجاعت
 کے گھمن پڑ اپنے حقوق سے سے ساتھیوں کے ساتھ دشمن سے لڑنے لگا خود بھی مارا گیا اسکی
 بھی بہت سے کام آئے اس واقعہ کے بعد اس کے بیٹے بقیت سپاہ اور ساتھیوں کے ساتھ
 قلعے میں چلے گئے مخالفین دروازے تک آئے مگر قلعہ پر سے مار مارا ہونے کے سبب لوٹا
 گئے مزاراجہ نے دو دن تک وہاں قیام کر کے ۲۹۔ کو کوچ کیا سنٹرل کے قریب مقیم جب

کوجا سوس خبر لائے کہ دشمن کا ایک بھاری لشکر آ رہا ہے مرزا راجہ نے مقصود علی و دشمن کی
 کو قراول کے طور پر بھیجا کہ معلوم کرے کہ کل کتنی سپاہ ہوگی اس نے واپس ہو کر کل حال بیان
 کیا اور کہا کہ دشمن سرعت کے ساتھ آدھرا رہا ہے راجہ نے قبا و خاں اور آتش خاں داروغہ
 توپ خانہ کو لشکر کی محافظت کے لئے مقرر کر کے رائے سنگھ اور قطب الدین خاں کو حکم دیا کہ
 اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ لشکر گاہ سے باہر نکل کر کھڑے ہو جائیں اور خبردار رہیں اور آپ ساری
 سپاہ کے ساتھ منترل کے قریب سے لوٹ کر غنیم کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ آدھ
 کو سس پلا تھا کہ غنیم کی سپاہ نمودار ہوئی۔ اور ابوالمحمد السیر بختیہ و شہزادہ مہدی و بہرہ
 بھلول و خواص خاں اور دشمن کے دوسرے سردار تمام فوج کے ساتھ متفق ہو کر اور اپنی
 قاعدے کے موافق ایک ٹکڑا سیدھی طرف اور ایک الٹی طرف مصروف ہوا۔ لڑائی ہونے
 لگی مرزا راجہ نے دلیر خاں کو فوج ہرا دل کے ساتھ اس فوج پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو الٹی
 جانب سے آ رہی تھی اور آپ دشمن کے قلب پر حملہ کر دیا کیرت سنگھ و فتح جنگ خاں اور
 سینو کو اپنے آگے آگے بھیجا۔ اچل سنگھ کچھواہہ راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس
 جماعت سے پیشتر وڑکر دشمنوں پر حملہ آور ہوا غنیم نے اپنی عادت کے موافق سپاہی اختیار
 کی۔ مرزا راجہ کی سپاہ نے اس کا تقاب کیا اور اتنی نزدیک پہنچ گئی کہ اب اس کو بھانپنا مشکل
 ہو گیا اس لئے دشمن بلیٹ پڑا۔ اور تمام آدمی اس کے تلواریں لے کر لڑنے لگے اچل سنگھ اور اس کے
 آدمیوں نے داؤد شجاعت دی۔ دشمن کے سو کے قریب آدمی کام آئے اور بہت سے زخمی
 ہوئے آخر کار غنیم کی سپاہ بھاگ نکلی۔ مرزا راجہ کی سپاہ نے تین کوں تک قیام کیا
 داؤد خاں نے اس فوج سے لڑائی شروع کی جو اس کے مقابل تھی اور اس کو مار بھگا۔ راجہ
 سب جان سنگھ نے کہ ہرا دل میں تھا خوب کام کیا دلیر خاں اسے ہاتھ کی فوج پر حملہ آور ہوا جب
 نوبت تیر و بندوق سے گزر کر تلوار پر پہنچی۔ تو دشمن بھاگ نکلا۔ جب کی دوسری تاریخ
 مرزا راجہ کی سرکردگی میں لشکر بجا پور سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سات
 دن تک یہاں مقیم رہا۔ عادل شاہ نے بجا پور کے ضبوط قلعہ کو نہایت مستحکم کر کے
 بہت سی توپیں۔ رہتے اور دوسرا بے تعداد سامان ہتھیار جمع کر لیا اور مقررہ آدمیوں

کے سواتیس ہزار کرناٹکی سپاہ اور رکھلی اور اچھی طرح مسلح کر لی اور نورسری اور شاپور کے تالابوں کو توڑ ڈالا اور قلعہ کے آس پاس دو تنگ باڑیوں اور کنوؤں میں سینڈھ کے درخت اور کوڑا اور مٹی بھرادی اور تمام آبادی کو جو قلعہ کے باہر تھی اجڑا دیا بادشاہ خذو قلعہ میں تھیں ہو گیا اور شہزہ مہرادی وسطیہ مسعودہ عزیز اور چند دوسرے سرداروں کو سپاہ کے ساتھ حکم دیا کہ عالمگیر کے ملک میں پھیل کر سکو تاخت و تاج کریں۔ غرض اسکی پختی کی عالمگیری سپاہ پھر اسلئے خود اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اسلئے پانوں کوٹ جائیگی اور کچھ سپاہ کو حکم دیا کہ مرزا اچھی سپاہ سے دو درہم کرناٹے ستانی رہے۔ جے سنگھ نے اپنی سپاہ میں سے بعض کو اسلئے بازو پر مقرر کیا اور بعض کو سپاہ سے بازو پر اور بعض کو لشکر کے سامنے رکھا اور مرہٹوں میں سے بعض کو اسلئے ہاتھ کی طرف کی سپاہ کو مدد پہنچانے کے لئے مامور کیا اور بعض کو عقب کی خبر داری کے لئے مقرر کیا۔ کچھ اس طرف کی جماعت دوسری طرف کی حفاظت کو بھیج دی جاتی اور کچھ دوسری طرف کی اس طرف کی مدد کے لئے روانہ کی جاتی۔ ایک دن جادون رائے اور دوسرے دھنی قاعدے کے موافق اسلئے بازو کی طرف آگے کو گئے تھے کہ خبر ہو جی کہ غنیم کے قراول نمایاں ہوئے ہیں راجہ رائے سنگھ اور قطب الدین خاں جے سنگھ کے ایما سے ادھر کو بڑھے و دو کوس کے فاصلے پر عادل خاں کے قراولوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فرین میں سے ایک نے دوسرے پر چند بان چھوڑے بقیہ دن ایک سپاہ دوسری سپاہ کے مقابل یوں ہی کھڑی رہی جب شام ہو گئی تو راجہ کی مرسلہ سپاہ لشکر گاہ کی طرف لوٹی۔ عادل خاں کے آدمیوں نے تیز دستی کی اور گردہ گردہ راجہ کے لشکر کی طرف بڑھے اور ہر سے بھی سپاہ تیار ہو کر مقابل ہوئی نا ناجی بھوسلہ و شہزہ ماوا اور دوسرے مرہٹے جو راجہ رائے سنگھ کے دہن بازو کی طرف تھے اگر رائے سنگھ کی جماعت پر حملہ آور ہوئے رائے سنگھ نے انکا مقابلہ کیا کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے باقی سپاہ ہو گئے اسی طرح عادل شاہ کی سپاہ کے ایک گردہ گئے قطب الدین خاں کی سپاہ پر حملہ کیا قطب الدین خاں کے دو سو سوار بڑھ کر جواب دینی لگے مرزا راجہ کما س لڑائی کا حال معلوم ہوا تو مورچوں سے دلیہ خاں دواؤ و خاں و کیرت سنگھ کو مدد کے لئے بھیجا اور آپ بھی سوار ہو کر لشکر گاہ سے دو درہم جا کر لڑنے کو کھڑا ہو گیا دواؤ و خاں اور کیرت سنگھ کچھ دور نکلی تھے کہ رستے میں رائے سنگھ اور قطب الدین خاں مع اپنی اپنی سپاہ کے لوٹے ہوئے پہلے

جو دشمن کو بھگا کر واپس آئے تھے یہ سب شامل ہو کر پہر رات گزرنے کے قریب بے سنگہ کے پاس پہنچ گئے۔ مرزا راجہ بے سنگہ کا یہ ارادہ نہ تھا کہ قلعہ بیجاپور کا محاصرہ کرے۔ کیونکہ نہ کوئی بڑا توپخانہ جو ایسے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے درکار ہو ساتھ تھا اور نہ دوسرے قلعہ شکن آلات ہمراہ تھے اس لیے بیجاپور کے علاقے کی بربادی پیش نظر رکھتی بیجاپور کے پاس نہ کوئی رسد پہنچنے کا ذریعہ بیجاپوریوں نے باقی چھوڑا تھا نہ پانی کا ذریعہ باقی رکھا تھا اس لئے راجہ اور اسکے ساتھیوں نے قرار دیا کہ جو لوگ اہل بیجاپور کی سپاہ سے نکل کر بادشاہی ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بادشاہی ملک میں گس گس ہو گئے ہوں انہیں کے لئے ٹوٹ چلنا چاہئے اس لئے جب کی نویں تاریخ کو بیجاپور کے پاس سے کوچ کر کے شکر گڑھ کی طرف آئے اور وہاں سے چلتے ہوئے ۱۵ تاریخ کو دریائے بھنورہ (یا بھنورہ) کے پاس مقام ہوا راجہ شکر گاہ کے قریب پہنچا تو سپاہ کی صف بندی کر کے کھڑا ہو گیا دشمن کی سپاہ اپنی عادت کے موافق عالمگیری سپاہ کے پچھلے حصے کے پیچھے پیچھے لگی چلی آتی تھی سیدھی اور الٹی جانب سے نمودار ہوئی ان میں سے ایک حصے نے دلیرانہ کی طرف رخ کیا اور ایک حصے نے فدا و دغاں پر حملہ کیا اور ایک حصے نے راجہ سجان سنگہ کا مقابلہ کیا لیکن اچھر سے ایسا جواب دیا گیا کہ تمام مخالف شکست پا کر ٹوٹ گئے جب دشمن کی سب سپاہ بھاگ گئی تو مرزا راجہ کے ساتھیوں نے آرام و قیام کیا۔ لیکن رات پڑنے کے بعد پھر دشمن کے سپاہی حملہ کرنے لگے اور ادھر سے سپاہ شاہی جواب دیکر بھاگنے لگی۔ ان دنوں مرزا راجہ نے سیوا کو قلعہ تبارہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ ادھر متوجہ رہے۔ اور اگر ممکن ہو تو قلعہ مسخر کر لے اب معلوم ہوا کہ شہزادہ مہمدی اور دوسرے بیجاپوریوں کے سردار جو بادشاہی علاقے میں پھیل پڑے تھے وہ یہ شکر گاہ سپاہ شاہی مرزا راجہ کی ماتحتی میں ہماری سرکوبی کو ادھر آ رہی ہے بادشاہی ملک سے نکل آئے اور شہرہ بہلول (یا شہرہ بہلول) اور ابوالفتح اور دوسرے سردار جو سپاہ لیکر مرزا راجہ جیسٹیکہ کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے سب ملنے جاسوسوں نے پریندہ کی طرف سے پہنچ کر خبر کر دی کہ سکندر بہلول فتح جنگ خاں بیجاپوریوں سے مخالفت کر کے مرزا راجہ کے لشکر میں آ رہا تھا اور پریندہ سی چار کوئس پہنچا ہوا تھا کہ شہزادہ مہمدی اور بیجاپوریوں کے دوسرے سرداروں نے جو اس سے قریب تھے یہ حال شکر گاہ کو پیام دیا کہ ہم سے ملاقات کرے اس نے صدق نیت

کی وجہ سے جواب دیا کہ اب میرا وقت ہمارا ملنے کا مقام جنگ کا میدان ہے بیجاپوریوں کے چھ ہزار سوار اس پر حملہ آور ہوئے اس کے ساتھ صرف سو سوار تھے چالیس سوار تو خود اس کے ذاتی تھے اور ساتھ پرندہ سے اس کے ساتھ ہوئے تھے جب دشمن کے سوار اس کے سر پر آگئے تو اس کے ذاتی سوار تو بوجہ ننگ خواہی کے رفاقت میں رہے اور دوسرے بھاگ نکلے سکن نے فایت خواہی و غیرت سے گھوڑے سے اتر کر مقابلہ کیا اور کام آیا اس کا بیٹا اور دوسرا زخمی ہو کر رہ گئے تھے دشمنوں نے ان کو پکڑ کر شولا پور پہنچا دیا۔ دشمن کی تمام سپاہ متفق ہو کر مرزا راجہ کے پیچھے پیچھے سائے کی طرح لگی چلی آتی تھی راجہ نے اس ارادے سے کہ ان پر قابو پا کر مرزا دے دریاے بھونڑہ (یا بھونڑہ) کے کنارے تین مقام کیے بیجاپوریوں کی یہ عادت تھی کہ وہ جم کر توپیں رٹتے تھے بلکہ ادھر ادھر دوڑتے اور حملہ کر کے بھاگ جاتے تھے آجیگہ دشمن قابو میں نہ آسکا اس لئے ۶ ماہ مذکور کو کوچ کر کے دوسرے مقام پر دریا کے کنارے پڑاؤ کیا پسند رہا وہاں تک یہاں ٹھہرے۔ دیانت رائے کہ عادل شاہ کا ایک محمد بھائی اپنے آقا کی طرف سے مرزا راجہ کے لشکر میں آیا اور اس کی طرف سے پیام عذر اور اظہار عز و ذمات کا لایا اور تھوڑے سے موضع بہتیا بھی بطریق تحفے کے پیش کئے اس زمانے میں مرزا راجہ نے سید عبد العزیز بخاری کو منگل بیہ کی قلعہ داری پر متعین کیا اور پہلو قلعہ دار اوڑھے سنگ کو اس کی امداد میں رکھا اور قلعہ کی حفاظت و حملات کا بھاری سامان اس کے ساتھ کیا اور خود ایک زبردست سپاہ کے ساتھ شولا پور اور پرندہ کے درمیان رہنے کی تجویز کی اور یہاں بھاری بھاری سامان چھوڑ کر بلکے سامان کے ساتھ دوبارہ بیجاپور کے ملک پر چڑھائی کا مقصد ارادہ کیا چنانچہ ۲۴ ماہ مذکور کو سپاہ کے ساتھ دریا کو عبور کیا جا سوس خبر لائے کہ شیواجی ہتالہ (یا بتالہ) کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا اس قلعہ کے پاس چھٹی اور چھٹی ات کے وقت اس قلعہ پر حملہ کیا محصورین کو خبر مل گئی تھی جان توڑ کر مدافعت کی سخت لڑائی واقع ہوئی ایک جماعت مقتول و مجروح ہوئی۔ سیوا غالب نہ آسکا اس لئے اپنے قلعہ کے کھلمے کو جو اس کے ملک میں شامل ہے اور قلعہ بتالہ سے بیس کوس پر واقع ہے چلا گیا اور اپنی سپاہ کے ایک حصے کو دشمن کے ملک کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے لئے بھیج دیا ہے اس وقت اس کا سپہ سالار میتو (یا میتا جی) اس سے نفیافت کر کے بیجاپوریوں سے جاملایا ہے۔

۲۶ ماہ مذکور کو پر بندہ کے مواضع میں سے موضع لوسہری میں ٹھہرنے کی غرض سے مرزا راجہ نے کوچ کیا اور دوپہر کے قریب ایک نالے کے کنارے جو لوسہری کے پاس تھا پہنچا تو پختا کے عبور کرانے اور پھر بھی حفاظت کے لئے لشکر کی انہی طرف آپ ٹھہر گیا اور قمر ادوں کو ہر طرف بھیجا کہ دشمن کی خبر لائیں اور دلیر خاں نے فوج ہراول کے ساتھ قاعدے کے موافق آگے سے پہنچ کر لشکر گاہ کے سامنے اپنی سپاہ کی صف بندی کر لی تھی اس وقت دشمن کی سپاہ کا ایک حصہ ظاہر ہوا۔ داؤد خاں جیسنگ کے اشارے سے نالے کو عبور کر کے دوسرے کنارے فوج کی صف بندی کر کے کھڑا ہو گیا اور دلیر خاں اپنی جگہ سے اور بھی ہٹ گیا اور اس جگہ ٹھہرا جہاں مخالفت کا بان پہنچ سکے مرزا راجہ قطب الدین خیل کو لشکر کے پیچھے اور رائے سنگ کو اعلیٰ طرف اپنی جگہ مقرر کر کے خود جلد نالے کو عبور کر کے دلیر خاں اور داؤد خاں کی سپاہ کے درمیان میں ٹھہر گیا سات ہزار کے قریب آدمی غنیم کے بڑی لشکر سے ٹھکر راجہ اور داؤد خاں کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے ان میں سے بعض نے دلیر خاں کی طرف رخ کیا مرزا راجہ نے کیرت سنگ اور فتح جنگ خاں کو کچھ سپاہ کے ساتھ دلیر خاں کی مدد کو بھیجا تھوڑے عرصے کے بعد ان سات ہزار سواروں میں سے کہ راجہ اور داؤد خاں کے مقابل تھے ایک حصے سے ٹھکر دلیر خاں کی طرف تیزی سے بڑھ کر اُسپر حملہ کیا مرزا راجہ یہ حال دیکھ کر اپنی سپاہ کی سپاہ کے ساتھ خان مذکور کے پاس پہنچ گیا اور پھر دن ہی دشمن کے سوار دلیر خاں سے لڑنے لگے خوب خوب ہاتھ ہوئے جہاں جہاں دشمن کا حملہ مرزا راجہ کی سپاہ پہنچتا اور دلیر خاں وہاں وہاں پہنچتا آخر کار دشمن کے سوار بغیر کسی کامیابی کے بھاگ نکلے اور اس سپاہ سے ملگے جو راجہ اور داؤد خاں کے مقابل کھڑی تھی مرزا راجہ نے دلیر خاں کو بلا کر اپنے بازو پر کھڑا کر لیا اور کیرت سنگ اور فتح جنگ خاں کو اپنے سامنے بھیج کر لڑائی شروع کرائی۔ کیرت سنگ اور راجہ کے راجپوت اور فتح جنگ خاں اور دوسرے مانجو آدمی خوب لڑے اس لڑائی میں ہر ناتھ نے ۲۱ زخم اٹھا کر وفات پائی۔ مرزا راجہ کے بہت راجپوت زخمی اور قتل ہوئے سستی ٹھکڑ خاں بارہ درام سنگ راٹھوڑ اور اسکا بھائی قلب لشکر سے ٹھکر دشمن پر مردانہ حملے کرنے لگے مرزا راجہ نے بھی بذات خود قدم بڑھایا آخر کار دشمن مغلوب ہو کر بھاگ نکلے دو کوس تک اٹکا تا قب ہوا مرزا راجہ اب فوج کو مرتب کر کے اور کیرت سنگ کو اپنے کھیلے حصے کی حفاظت کے لئے متعین کر کے قیام گاہ کو روانہ ہوا ایک پہر اور تین گھنٹہ کی رات کے منتر ل گاہ

میں داخل ہو گیا ایک سولہ سو نوے آدمی مرزا راجہ کے ساتھیوں میں سے کام آئے اور بڑھائی سو کے قریب زخمی ہوئے اور بہت سے گھوڑے زخمی قتل ہوئے اور بیجا پور لوں کے چار سو سے زیادہ آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ مرزا راجہ نے تمام لشکر کے ساتھ ایک مقام کیا اور تین کوچ و مقام کے بعد غرہ شعبان کو قلعہ پر بندہ سے بیس کوس پر پہنچ گئی۔ ۲۳ روز وہاں مقام ہوا۔ یہاں خبر پہنچی کہ قطب الملک نے عادل شاہ کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی ہے۔ قبل اس سے شہزادہ نام اپنے ایک سردار کو چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے ساتھ انکی مدد بھیجی تھا اب اپنی خواہش مراٹھا ملی کہ جس کا خطاب نیک نام ہو چھ ہزار سوار اور ۲۵ ہزار پیادوں کے ساتھ دیکر روانہ کیا ہے اور بیجا پور سے ۶ کوس پر یہ سپاہ پہنچ گئی ہے اور رضا قلی بیجا پور کے قلعہ میں داخل ہو گیا ہے اور کچھ لشکر کے قلعہ دار مسعود خاں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ عادل خاں کا ایک انسٹر سٹیڈی جوہر (یا سیدی جوہر) بہت سی سپاہ کے ساتھ قلعہ کے پاس آیا تھا کہ قلعہ والوں کی ایک گولی کا نشانہ بن گیا اور اس کے ساتھی پریشان ہو کر چلے گئے آٹھویں ماہ مذکور کو اودے سنگ کی تحریر قلعہ سنگل بیدھ سے آئی اس کے پاس کا یہ مطلب تھا کہ بیجا پور کی سپاہ کثیر نے اس قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اس لیے مرزا راجہ نے داؤد خاں۔ راجہ رائے سنگ اور قطب الدین خاں کو ایک جماعت کے ساتھ اُدھر بھیج کر حکم دیا کہ دستوں کو قلعہ کے پاس سے بھگا دیں جب محاصرہ کو اس سپاہ کے قریب پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی تو محاصرہ اٹھا کر چلے گئے ۲۴ تاریخ کو داؤد خاں اور راجہ رائے سنگ اور قطب الدین خاں واپس آئے قلعہ داران ظفر آباد و کلیان و ادوسہ و ادوک کی تحریریں اس مضمون کی پہنچیں کہ بنیر و بہلول (یا تیرہ بہلول یا تیرہ بہلول) اور دوسرے بیجا پوری انسٹریڈ شاہی ملک میں گھس کر تاخت و تاراج کر رہی ہیں اور سیوا کا وہ انسٹر ج قلعہ پتالہ کے پاس سے اس کا خلاف کر کے بیجا پور والوں کے پاس چلا گیا تھا وہ شورشش چار ہاڑی مرزا راجہ نے ۲۵ ماہ مذکور کو پر بندہ کے اطراف سے کوچ کر کے دھارا سون اور بیجا پور کے راستے سے روانہ ہو کر ارادہ کیا کہ دشمن کے ملک کو لوٹے کھسوتے اور دشمن کی فوجیں قدس سپاہ اُدھر ملے اسے کچل ڈالے ناروچی بسوٹ رائے (یا ناروچی بسوٹ رائے) قلعہ بھلتن میں تھا اس نے وہاں سے نکھا کہ قلعہ مذکور میں پانی بہت کم ہے اگر یہاں کا محاصرہ کر لیا جائے تو پانی کی قلت کی وجہ سے محصورین تنگ ہو جاویں گے مرزا راجہ نے مقصد رائے وقت کے موافق بھلتن کو مہراجی کی جاگیر میں مقرر کر دیا یہ شخص سیوا کا داماد تھا اور

بادشاہی ملازمت میں داخل ہو گیا تھا اور کہہ دیا کہ وہاں جا کر دشمن سے خالی کر لے اور نار و جی
 بسونٹ رائے کو اپنے پاس بلالیا۔ موضع دھوکہ کی علاقہ بی پور میں قلعہ کلنی تھا اور وہاں بی پوریوں کی
 ایک جماعت متخصس یعنی غالب خاں دنار و جی راگھو داس نیش خاں کو بھٹوڑ سے سے توپخانے کے
 ساتھ اس کے فتح کرنے کے لئے مرزا راجہ نے بھیجا جب سپاہ قلعہ کے تلے پہنچی تو اہل قلعہ نے ڈر کر ماں
 چاہی اس میں صرف سو سپاہی اور دو سو آدمی رہ گیا میں سے تھے ریشترہ راؤ کے سپرد اس قلعہ
 کی حفاظت ہوئی ساتویں رمضان سنہ ۱۰۱۱ ہجری کو بی پور میں سپاہ عالمگیری پہنچی چھ روز یہاں مقام رہا
 معلوم ہوا کہ پیرہ پھلول (یا پیرہ پھلول یا شیر پھلول) اور ساہو اور دوسرے آدمی اٹھا لیں شعبان
 کو قلعہ کلیان کے پاس پہنچ کر قلعہ چھوڑ دیا۔ تھے بادشاہ کی سپاہ کے آدمیوں نے جو مرزا راجہ کے
 حکم سے قلعہ میں متعین تھے تو ہیں اور بند دین اور بان ان پر مارنا شروع کئے ساتھ آدمی ان میں سے
 کام آئے اور بہت سے زخمی ہوئے پیرہ پھلول مجبور ہو کر ہٹ گیا۔ جاسوس خبر لائے کہ بی پوریوں
 کا بڑا لشکر کلیان و دوسری طرف تھا وہاں سے ملنے آبا کی طرف چلا گیا ہے ۳۱ ماہ مذکور کو مرزا راجہ تمام
 سپاہ کے ساتھ تلچاپور سے کمرچ کر کے قلعہ تمارک سے تین کوس پر پہنچا۔ اگو مقام کیا اور دوسری
 دن گنجولی کے قلعہ کی طرف کوچ کیا اور جو کہ پہلے سے تنگ راؤ کو ایک بٹے گردہ کے ساتھ گنجولی
 کی تسخیر کے لئے بھیجا تھا خبر آئی کہ وہ مع ساتھیوں کے وہاں پہنچ گیا اور مخالفوں کی جو فوج قلعے
 اور قصبے میں تھی انہوں نے لگی چند آدمی طرفین کے کام آئے تلوار کا زخم تنگ راؤ کے ہاتھ میں آیا لیکن
 ہات کے وقت سب مخالف بھاگ نکلے اور قصبے و قلعے پر تنگ راؤ کا قبضہ ہو گیا۔ میں تاریخ
 گنجولی کے پاس لشکر عالمگیری جا پہنچا اور قلعہ کو گردا و دیا دوسرے دن ساڑھے سات کوس
 کھنچ ہوا۔ غالب خاں و دیاجی (یا دتاجی) دراکھو و کھلوجی (یا کھیلوجی) اور ایک حصہ فوج کا اور
 بھٹوڑا سا توپخانہ و آتش خاں سلیک کی تسخیر کے لئے متعین ہوئے اور مرزا راجہ چند وزیع لشکر کے ہمیں
 مقیم رہا جب سلیک کے پاس سپاہ پہنچی تو قلعہ نشینوں نے مقابلہ نہ کیا بلکہ اطاعت کر لی راجہ نے
 سلیمان بی پوری کو اسب و خلعت و غیر قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ اور ذکر ہو چکا ہے کہ سیوا
 کی سپاہ کا انسرا علی جو اس سے مخالفت کر کے بی پوریوں سے جا ملا تھا مرزا راجہ نے اسکی تالیف
 قلب کی اور سمجھا یا تو وہ بی پوریوں کی رفاقت ترک کر کے عالمگیری ہوا خواہوں میں شامل ہونے

کو راجہ کے پاس چلا آیا۔

سیوانے راجہ سے کہا تھا کہ میں شہنشاہ کے حضور میں جانا چاہتا ہوں جے سنگہ نے اسکی ہمت عاکا حال بادشاہ کی خدمت میں لکھ بھیجا تھا وہاں سے حکم آیا کہ وہ تنہا یہاں آجائے چنانچہ سیوانے اپنے بیٹے سنجھا اور تھوڑے سے نوکروں کے جے سنگہ سے رخصت ہو کر بادشاہ کی ملازمت کے ارادے سے چلا گیا۔

مرزا راجہ نے دتا اور اسکے ہمراہیوں کو فوج ہرا دل میں سے منتخب کر کے اور کرتنا خاں کو اس فوج میں سے جو ہرا دل اور خود راجہ کے درمیان میں تھی ایک جماعت کے ساتھ اپنے لشکر کے طلبے پر مقرر کیا تھا دتاسلیک سے دو کوس آگے بڑھ کر گہی کے آدمیوں کی حماست میں صرف ہو گیا اسی اثنا میں شہزادہ مہدی وی نے جو بھائیوں کی سپاہ کے قریب مقیم تھا کرتنا خاں کے مقابلے کے لئے فوج بھیجی خان نے کو راس فوج سے مدافعت جنگ کرنے لگا اس کے چند آدمی زخمی ہو گئے اور خود شہزادہ تین چار ہزار سواروں کے ساتھ دتا پر لوٹ پڑا اور اسکو چاروں طرف سے گھیر کر مع ساتھیوں کے ہلاک کر دیا اسکے ساتھ رستم زاد تھا وہ زخمی ہو کر گر پڑا جسے بھوکو بھائی پوری لے لیکے بسونت رائے اور راکھو دتا کے کچھ آدمیوں کے ساتھ وہاں سے بھاگ نکلے جب مرزا راجہ کے لشکر میں پہنچے تو بسونت رائے زخمیوں کے صد مات سے مر گیا۔ اسی دن ابوالقاسم خاں سپر قبا خاں فراولی کے طور پر لشکر گاہ سے نکلا دشمنوں کا ایک گروہ وہاں آیا اور اس سے لڑنے لگا۔ اس کے ساتھ اتنی سپاہ نہ تھی کہ مدافعت کر سکتا اس لئے لڑنا بھڑتا وہاں سے نکل گیا پچھلے دن میں دلیر خاں کو اس بات کی اطلاع دی دلیر خاں فوراً فوج ہرا دل کے ساتھ اٹھ کر روانہ ہو گیا۔ اور جہاں ابوالقاسم خاں سے جنگ واقع ہوئی وہاں پیچاریات کو مقام کیا۔ ڈیڑھ سو کے قریب ابوالقاسم خاں کے آدمی کام آئے تھے ان میں سے مسلمانوں کو تو دفن کر دیا اور ہندوؤں کو جلوا دیا راجہ رائے سنگہ بھی مرزا راجہ کے حکم سے پچھلی رات کو پہنچ کر دلیر خاں سے جا ملا۔ دلیر خاں دوسرے دن دشمنوں کو دفع کرنے کے لئے کہ جنگاہ سے تین کوس پر مقیم تھے سوار ہوا۔ دشمن اس قدر سپاہ عالمگیری کے پہنچ جانے سے خائف ہو کر فرار ہو گئے ہ شوال کو مرزا راجہ کی سپاہ سیدک سے اوسہ کو روانہ ہوئی ساتویں کو مقام رہا جے سنگہ نے قطب الدین خاں اور دادو خاں کو انکی جمعیتوں کے

ساتھ کئی کی حراست کے لئے روانہ کیا۔

پشیر کوئی کریم پال اور گولکنڈہ کا لشکر تین حصوں میں منقسم ہو گیا ہے ایک لشکر اٹلس میں سے مشرقیہ مہمدی کی سرکردگی میں ہے اور دوسرا خواص حبشی کی ماتحتی میں اور تیسرا پٹنہ بہاول کی سرورای میں۔ مرزا راجہ اس انتظار میں رہا کہ یہ سپاہ کدھر کون کھڑی کرتی ہے اسی دن دوپہر تقریباً شہر آئی کہ شہر زہ اپنی سپاہ کو لیکر کئی کی طرف چلا گیا ہے اور اٹلس نے سپاہ شاہی کے ٹھوڑے سے اور اٹلس جو اس طرف بھیجے ہوئے تھے وہیں آئے ہیں۔ اور باقی دو فوجوں نے داؤد خاں اور قطب الدین خاں کی رہنمائی کا ارادہ کیا ہے مرزا راجہ نے پشیر کوئی کی دلیر خاں کو سپاہ بہاول کے ساتھ کدک کے لئے بھیجا۔ خاں مذکور اسی طرف میدان داؤد خاں و قطب الدین خاں مصروف ہو چکا تھے روانہ ہوا پشیر کوئی دو چلا تھا کہ اٹلس کا مقابلہ اٹلس سپاہ سے ہو گیا جو دشمن کی طرف سے داؤد خاں اور قطب الدین خاں کے عقب سے انکی سپاہ بڑھنے کی غرض سے آ رہی تھی دلیر خاں نے ان دشمنوں پر پلے دپلے حملے کر کے ہتھکڑیا اور ان سے فلع ہو کر آگے بڑھا اور ایسے وقت میں قطب الدین خاں اور داؤد خاں کی سپاہ کے قریب پہنچا کہ وہ کئی کی سرکردگی کو دشمن کے دست برد سے پر کر مرزا راجہ کو لشکر میں روانہ کر کے اطمینان سے دشمن سے برسر پیکار تھے اس وقت لودی خاں اور غیرت خاں دلیر خاں کے دونوں نصیحتیں اُٹے آگے آگے تھے ان دونوں نے دشمنوں پر حملہ کیا اور بہت سی آدمی ان کے ہاتھ لائے کہ اس غریب میں سپاہ دشمن کا دوسرا حصہ اپنے ساتھیوں کی کمک کے لئے آجود ہوا۔ دلیر خاں باہمی سے اتر کر ٹھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیزی سے دشمن کی کئی فوج پر چاڑھا بہت سے دشمن مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے وہ تک اٹکنا تھا تب کیا گیا۔ مرزا راجہ نے دلیر خاں کے جانی کے بعد باقی دینیو و شب پندی کو دوسرے حبشیوں اور چند مثل بہار زوں اور چھوڑے سی بند فوجوں کے ساتھ لشکر کی حفاظت کے لئے چھوڑا باقی سپاہ کو لیکر اپنے آدمیوں کی مدد کے لئے روانہ ہوا۔ جب پشیران سے مرکر کے قریب پہنچا تو اٹلس وقت دشمن کی سپاہ سیدھی جانب سے نمودار ہوئی مرزا راجہ نے اس پر حملہ کیا فتح جنگ خاں اور کیرت سنگھ نے ساتھ کی سپاہ کے ساتھ خوب کام کئے پھر ایک کڑا دشمن کا اسی طرف سے نمودار ہوا۔ مرزا راجہ نے اپنی سپاہ میسرہ کو لیکر خود اٹلس کا مقابلہ کیا اور اٹلس کو نقصان پہنچایا۔ سینکڑوں دشمن مرگے اور بڑے سنگ کے ساتھ تھے یہ جان توڑ کر لے

آخر کار دشمن کی سپاہ بچے ہٹ گئی اور بے سنگہ نے دو تھک تھک کیا۔ تعاقب کے بعد اس طرف روانہ ہوا جو دھواؤں دھواؤں اور قطب الدین خاں مصروف حملہ تھے راستے میں خبر ملی کہ انھوں نے بھی اپنے سامنے سے دشمن کو پسپا کر دیا ہے سنگہ اُدھر کا قصد ترک کر کے لشکر گاہ میں آگیا۔ اس معرکے میں عالمگیری سپاہ کے دو سو آدمی کام آئے اور وہ ہم مجرد ہوئے دشمن کا بھی نقصان کثیر ہوا دوسرے دن مرزا راجہ کو خبر ملی کہ الیاس مہمدوی قطب بہترہ خاں جو دھواؤں کے مشہور بہادروں میں سے تھا بنہ روق کی گولی موٹے سے پکھا کر زخمی ہو کر گر گیا اس کے آدمی اس کو اٹھا کر لے گئے اور اس کا چھوٹا بیٹا سخت زخمی ہوا۔ اور اس لڑائی میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ نویں ماہ مذکور کو سپاہ عالمگیری کو برج کر کے موضع سات شورہ ضلع اوسہ میں پہنچ کر ٹھہری اور آٹھ دن وہاں مقام کر کے آڈون کو چلی گئی اکیسویں کو دریائے نیرو کے کنارے جو اوسہ کے مشرق سے ہے مقام ہوا جہاں سے بیجا پور آٹھ کوس کے فاصلے پر ہی بیان بھی چند روز قیام رہا تیسری ذیقعدہ کورات کے وقت دشمن کی سپاہ نے دریا کے دوسرے کنارے پہنچے ہو کر تین ہزار کے قریب بان مارے ان میں سے بعض آدمیوں کے لگے بعض چوپایوں کے لگے پانچویں ماہ مذکور کو یہاں سے کوچ ہو کر اسی ندی کے کنارے ایک اور بستی میں مقام ہوا دسویں تاریخ کو ایک گڑھی کے پاس جس کا نام تیر کی تھا دو چوگر گنہ دھوکے سے متعلق تھی اور بیجا پور کے محال میں شمار ہوتی تھی لشکر پہنچا مرزا راجہ نے وہاں احتیاط کیا کہ فوج کو جابجا بانٹ دیا اور اکثر سپاہ کیسب میں داخل ہو گئی۔ پچھلا حصہ سپاہ کا بھی نہ پہنچا تھا کہ اس عرصے میں جاسوس خبر لائے کہ بیجا پور اور گولکنڈہ کے سارا لشکر چھٹا پچھلے حصے کی سپاہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ مرزا راجہ نے سپاہ قلب اور اس فوج کو جو کمزور اور صبیحہ کے لشکر کے درمیان میں متعین تھی اور اس فوج کو جو کہ چاروں طرف کی فوج کو کمک پہنچانے کے لئے مقرر تھی دشمن کی طرف بھیجا دلیر خاں اور دوسرے سرداروں کو بھی کہا کہ جلد اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ اُدھر چلے جائیں جب دشمن کے قریب پہنچے دلیر خاں مرزا راجہ کے لشکر کے ساتھ گیا اور راجہ رائے سنگہ خان مذکور کے بازو پکھڑا ہوا۔ دشمن کی سپاہ سے خاص اور شررہ مہمدی کا بیٹا اور دوسرے بیجا پوری اور حیدر قطب الملک کے آدمی سات ہزار کے قریب داد دھواؤں اور قطب الدین خاں کے سامنے صف آرا ہوئے اور پڑھ پہلول تمام بیجا پوری افغانوں کے ساتھ

اور انگوئی بھجولند اور مانگ جی کھرا رہا اور دوسرے بی پوری سر پہنے اور شہزادہ حیدر آبادی کہ سپاہ
 زبردست تھی دلیر خاں کے مقابل ہوئے اور چند بان مارے دلیر خاں تو بچنے لگی لڑائی کا مقصد نہ کر لوار
 کی لڑائی پر آمادہ ہوا اور دلیرانہ گھوڑا دشمنوں کی طرف بڑھایا اور دشمنوں کے مقابل پہنچ کر لوار دیر اور
 ہر چھپے کی لڑائی شروع کرائی سخت لڑائی کے بعد دشمن سپاہیوں کی غیرت اور نعمت جو دلیر خاں کے ہتھیار
 تھے۔ خوب لڑے اور اس کا دوسرا بھتیجا راجہ اور سخت زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا اور ابو محمد شہزادہ ہلول
 نے بھی کارہائے نمایاں کئے کرن رہنموا اور اس کا بھائی بھی اچھی طرح لڑا۔ آتش خاں داروغہ تو بچا نہ
 اور جن بیگ منکب باشتی اور دوسری جماعت برق اندازوں کی بھی جوش شکر کا مقدمہ تھی دلیرانہ رزم
 آرا ہوئی۔ دلیر خاں چھ ہر دشمن کا غلبہ دیکھتا اور ہر بچکر دیکھ کر کام کرتا۔ مرزا راجہ جو دلیر خاں کی سیدی
 جانب تھا خوب مسرور کیا ہوا۔ دشمنوں نے راجہ جاویدوں پر کیا ایک حملہ کر دیا جو مرزا راجہ کے دہنہ بازو
 پر اور لشکر سے دور تھا اس حملے میں اس کے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے
 راجہ مائے سنگھ اس کی مدد کو پہنچ گیا اور دشمنوں کو بھگا دیا اور سات کوں تک ان کا تاقب کیا۔ مرزا راجہ
 داؤد خاں و قطب الدین خاں کو خواص اور شہزادہ مہدی کے بیٹے کے مقابلے کے لئے چھوڑ کر خود
 دلیر خاں کی کمک کو بڑھا معلوم ہوا کہ دلیر خاں کے ہمراہی دشمنوں کو اپنے سامنے سے بھگا کر ان کے تاقب
 میں چلے گئے ہیں اور خان مذکور صرف تین سو آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں موجود ہے مرزا راجہ
 نے فوری اس پہاڑ کو جو اسکے اور دلیر خاں کے درمیان میں حائل تھا طے کیا اور خان مذکور کے پاس
 جا پہنچا کیرت سنگھ اور فتح جنگ خاں جو بے سنگھ کی فوج کے مقدمے میں تھے جلد دلیر خاں سے مل
 گئے دشمن کی بڑی فوج ہار کر بھاگ گئی تھی اور دونوں حملے کیا تھے سنگھ نے یہ بہتر سمجھا کہ دشمن کا تاقب
 ہندو کے لشکر گاہ میں لڑ چلیں اس لئے دلیر خاں کو کہلا بھیجا کہ متفرق شدہ سپاہیوں کو جمع
 کر کے لشکر گاہ میں چلا آئے فتح جنگ خاں کہے باشتی کو بان کا مقدمہ پہنچا تھا اس لئے سزاؤں کی گرفتار تھا
 اور بے سنگھ کے دلیر خاں کی طرف روانہ ہوتے وقت پہنچے رہ گیا تھا اس وقت شہزادہ کے بیٹے اور
 خواص وغیرہ نے پہاڑی کے دامن میں اسس باشتی کو گھیر لیا جب بے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو
 اپنی گھوڑے سے ساتھیوں کو پہاڑی پر پہنچا دیا جب مخالفوں نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت کم ہیں تو
 باشتی کو چھوڑ کر ان لوگوں سے لڑنے کو مصروف ہوئے اس وقت فتح جنگ خاں اور کیرت سنگھ

پہنچ کر ان سے مقابل ہوئے اور بہت سے فنی افوں کو مارا اور زخمی کیا اور باقی کو بھاگایا۔ مرزا راجہ
 ہر طرف اپنے آپ کو پہنچاتا تھا شام کے قریب دشمنوں سے میدان صاف ہو گیا اس لڑائی میں قطب الملک
 کا سردار حیدر کمال تیر کا زخم مان پکھا اگر زجر درج ہوا اور پالشو سے زیادہ آدمی بچا پورا درگولنڈہ کی
 کام آگے نہیں ہوئے۔ افغان سردار لشکر سپرہ ہلول کا تھا اور مانگوئی سپرہ نایک کھراہہ وغیرہ چند سردار
 بھی راہی عدم ہوئے اور ہزار کے قریب آدمی زخمی ہوئے اور مرزا راجہ کے ساتھیوں سے انجینئرس
 آدمی مارے گئے اور سات سو چار اونس زخمی ہوئے مرزا راجہ تین دن تک یہاں ٹھہرا پھر کوچ کر کے
 دو دن میں ۵ ماہ مذکور کو دریائے ہاجرہ کے کنارے پہنچا جو فتح آباد محروٹ بہ دھارور سے دو کوس
 پر واقع ہے۔ دشمن قزاقی کے طور پر لڑتا تھا کبھی جنگجو مقابلہ نہیں کرتا تھا اور مرزا راجہ کے ساتھ
 ساز و سامان تھا دشمن کا تقاب نہ ہو سکتا تھا کیونکہ وہ صرف سوار ہوتے تھے کہ لڑے لڑی جب
 کمزور ہونے لگے بھاگ نکلے اس لئے جیسے سنگ نے تمام بھاری سامان کو چھوڑ دیا اور سرداروں
 کو بھی حکم دیا اور چھوڑا تھا سامان لیکر۔ یہ طور پر دشمن کے تقاب کا ارادہ کیا بھاری سامان کو
 فتح آباد میں بھیجا یا اور برم دیو سیو دیو و جگت سنگ ہاڈہ اور کھیلو جی (یا کھیلو جی) وغیرہ کو ہزار اور سٹا
 آدمیوں کے ساتھ حفاظت کو چھوڑا اور ۲۲ ذیقعدہ کو دریائے ہاجرہ کے کنارے سے کوچ کر کے
 دھارا سیو کی طرف جہاں بجا پوریوں کا جہاں مقدار وانیہ ہوا ساڑھے سات میل طے کئے تھے کجا سٹو
 نے خبر پہنچی کہ قدیم لشکر عالمگیری کی آمد کی خبر لشکر یہاں سے لڑائی کی طرف چلا گیا، ۲ ماہ مذکور کو سپاہ
 نے دریائے سین کو عبور کیا اور موضع لہری علاقہ پر بندہ میں نزول ہوا کیونکہ یہاں سے تین کوس پر
 شولاپور میں دشمن کی موجودگی کی خبر ملی تھی۔ جب عادل شاہ کو یہ خیال معلوم ہوا کہ میری سپاہ لشکر
 عالمگیری کا کچھ بگاڑ نہ سکی تو اس نے ابو احمد کو اس لشکر کے ساتھ جو دھن میں خاص خیل کے نام
 سے شہرت پذیر تھا اپنے پاس بلالیا اور اپنے سرداروں کو لکھا کہ لشکر عالمگیری کے مقابل ہو کر نہ
 لڑیں اور جب تک وہ لشکر ادھر رہے میرا تمام لشکر شولاپور میں مقیم رہے قطب الملک نے بھی
 اپنے لشکر کو کہ بجا پور پہنچی مدد کے لئے بھیجا تھا واپس حیدر آباد کو بلالیا اور عالمگیری سپاہ نے
 بجا پور کے علاقے کو کوئی بار تاتوا لکھسوٹا اور برباد کیا کہ تمام ملک بے چراغ ہو گیا لیکن یہ سپاہ بھی
 لڑتے لڑتے تھک گئی تھی ٹھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے سوائے اسکے ہر سات کامو ستم

اگیا تھا آمد و رفت کی مجال نہ تھی اس لئے مرزا راجہ اور دلیر خاں نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز
 زنجیوں کے علان کے لئے اور سیسہ دبار و دوسے جمع کرینگے واسطے اور لشکر کے آرام کرنیکی غرض سے
 قصبہ دھارور کے متصل جا کر ٹھہرنا چاہئے کہ وہاں کاکہ دوانہ کے جمع ہونے کی امید ہے بادشاہ
 کو عرضداشت بھیجی اس ضمن میں کہ سنیوں کا یہ حال ہو گیا کہ قلعہ کے اندر رسالا آخر ہوا آذر وقتہ تمام ہوا۔
 کمانیں بیکار تھیں کے پرانے گنواروں کی دھاریں کندہ نہیں ان سببوں سے جہاں سے عاجز ہوئی
 دونوں طرف کے۔ یہ مصلحت کے لئے بہانہ طلب ہوئے اہل بیجا پور المنفلس فی امان اللہ
 کا اظہار کر کے ہمارے لئے یہ سبب بھیجے۔ سلطان قلعہ عادل شاہ کا خزانہ دکان خانات میں صاحب لاف
 و زلف راہوں اور دیر کے لئے اور گھوڑوں کے گوشت اور استخوان کے سوا کچھ چیز
 باقی نہیں رہی تھی ملک باہا۔ دشمنوں نے اسے اس لئے تھام لیا کہ اس نے حکم بھیج
 دیا کہ مرزا راجہ محاسبہ چھوڑ کر اس کے ساتھ لیکر آبا چلا جائے اور برسات یہاں گذارے
 اور ٹھوڑے سے اپنے سرداروں اور سپاہ کو اپنی باگیر میں بھیج دے تاکہ برسات وہاں بسر کر کے
 آرام حاصل کر لیں اور خود اورنگ آباد میں مقیم رہیں۔

چونکہ قلعہ متزلزل مبدھ میں سلمان کثیر تھا اسکی حفاظت یہاں سے چلے جانے کے بعد دشوار
 تھی اس لئے جسے سنگ نے دلیر خاں اور راجہ رائے سنگ کو بھیجی کہ وہاں کا تمام توپخانہ اور گولہ بارود
 اٹھا لائیں اور غلے کے ذخائر بھی ساتھ لے آئیں اور جو کچھ نہ سکے اسے برباد کر دیں اور چنانچہ
 تک ملن ہو قلعہ کے بچوں وغیرہ کو بھی مستار کر دیں اور یہ کام کرنے کے بعد لوٹ آئیں۔ ساتویں ذی الحجہ
 کو مرزا راجہ جے سنگ مع تمام لاڈلے اور دلیر خاں وغیرہ کے دریائے بھوبنرہ (یا بھوپورہ) کے
 کنارے سے روانہ ہوا اور پریندہ کی طرف کوچ کیا تو اس کو دریائے سین کو عبور کیا۔ اور پھر موضع
 جھوم میں پہنچ کر ساتویں ربیع الثانی تک یہاں مقیم کیا۔

عالمگیر بادشاہ آگرے کے پاس مقیم تھا سیدو یہاں بادشاہ کے حضور میں خیر ارادہ منسوب
 دالوں کے شامل کھڑا کیے جانے کی تجویز دہو کر چالاک سے بھر دین کو بھیجا گیا بادشاہ نے مرزا راجہ
 کے پاس اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ سیدو کے داماد کو کپڑے دلیر خاں کے سپرد کر دے۔ اور
 دلیر خاں کو گورناری کی حالت میں یہاں لے آوے۔ سیدو کا داماد فتح آباد (دھارور) میں مقیم

تھا کہ پانچ جمادی الاول کے کوئٹہ سے راجہ کے پاس کپڑا لے کر اور دیر خاں کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ وہ
جے سنگھ سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچا اور جے سنگھ ۲۹ جمادی الاول
کو اورنگ آباد پہنچ گیا۔

تین برس کے بعد بہت سی لڑائیاں کر کے مرزا راجہ جے سنگھ دکن سے واپس آتا ہوا برہم پور
کے مقام پر سا دن تہہ ہی چودس ستمبر ۱۶۲۲ء مطابق ۱۶ ستمبر (مہتمم ۱۱۰۰ شمسی ہجری) کو گذر گیا۔ اس
راجہ نے جو مان سنگھ کے بعد دوسرا نامی شخص کچھواہوں میں تھا چھپیا لیس برس لڑ گیا۔
تذکرہ عالم میں لکھا ہے کہ جیسنگھ جو دکن پر عالمگیر کی طرف سے دلاور دانی دے رہا تھا اس کو
شاہزادہ معظم نے ملنا چاہا۔ شاہزادے کی چٹھیاں جے سنگھ کے نام پہنچی تھیں۔ جب عالمگیر کو
پورے طور پر ثابت ہو گیا کہ معظم سلطنت لینا چاہتا ہے تو اس نے اسے دیکر دیاسات برستک
دینے میں رہا۔

کرنل ٹاڈ وغیرہ نے ویسی لوگوں کے بیان سے لکھا ہے کہ بادشاہ نے مرزا راجہ کو سیوا کو بھگت
میں صلہ کار جا کر اس کے چھوٹے بیٹے کیرت سنگھ سے اینوں میں زہر دلوادیا جس سے راجہ نے
انتقال کیا اور کیرت سنگھ کی اولاد ہمیشہ کو گود لئے جانے سے محروم رہی۔ بڑا بیٹا رام سنگھ پہلے سے
دلچسپ تھا۔ صرف یہی دو بیٹے تھے۔

راجہ رام سنگھ اول

۱۶۲۲ء مطابق ۱۶ ستمبر ۱۶۲۲ء میں اپنے والد کے بعد آئینہ کالاک ہوا۔ راجاؤں کو بادشاہ
کے ہاتھ سے راج ملک ملا کر تھا جسے عالمگیر نے یہ لکھا ہے وزیر اسد خاں سے راجہ رام سنگھ
کو ملک دلوایا اور کچھ ماہ کے بعد بھی ملتی رہ کر سلام و آداب ہی کافی سمجھا گیا راجہ رام سنگھ مسند
نشینی سے چھ مہینے کے بعد بنگالے کے مشرقی طرف آسام کے علاقے میں فساد ہو جانے کے
سبب نصرت خاں۔ کیرت سنگھ بانیری۔ رگناتھ سنگھ میرتھ اور بیرم دیو سیوویہ سمیت بھیجا
گیا جہاں کا انتظام ہو جانے کے بعد آٹھ برس پیچھے واپس آیا۔ اس کا انتقال ۱۶۲۷ء
مطابق ۱۶ ستمبر ۱۶۲۷ء میں ہو گیا۔

اسکا کنویرکشن سنگھ دکن کے علاقے میں کسی بادشاہی سردار کے ساتھ تکرار میں سخت

نظمی ہو کر ایک ہفتے کے اندر سمندر سلطان سنہ ۱۶۸۳ء میں مرچا تھا اس لئے کنور نڈو کا بیٹا ٹینگ
راجہ ہوا۔

راجہ شن سنگہ

اسکو سنہ ۱۶۴۶ء مطابق سنہ ۱۶۹۹ء سے راجہ پانے کے بعد عالمگیر بادشاہ کی فوج کے ساتھ دکن
کی لڑائیوں میں رہنا پڑا۔ اور سنہ ۱۶۴۸ء مطابق سنہ ۱۶۹۲ء میں اس نے گڑھی سکریج کی جہاں کی قلعہ
واری چار برس تک اسکے نام رہی وہ سنہ ۱۶۵۶ء مطابق سنہ ۱۷۰۹ء میں دس برس راج کر کے مر گیا۔
اسکے دو بیٹے تھے بڑا سوانی جے سنگہ اور چھوٹا راجے سنگہ۔

راجہ دھراج سوانی جے سنگہ دوم

یہ بہادر راجہ جس کا اصلی نام جے سنگہ تھا اور جو چھوٹا ہوں کی تلخ میں راجہ مان سنگہ اور جے سنگہ
اول کے بعد تیسرا نام دستخط ہے۔ عالمگیر کے عہد میں سنہ ۱۶۵۶ء مطابق سنہ ۱۷۰۹ء میں راجہ کا
مالک ہوا جس کا مختصر ذکر مائثر عالمگیری میں اس طرح لکھا ہے۔

رمضان السنہ ۱۱۰۰ھ بمطابق سنہ ۱۶۵۶ء میں آئندہ کا زمیندار جے سنگہ اپنی باپ کے مرنے سے
راجہ خطاب پا کر جے سنگہ نام سے مشہور کیا گیا اور اسکے چھوٹے بھائی کو جے سنگہ نام
دیا گیا۔ راجہ کو اس وقت ڈیڑھ ہزار سی ذات اور ایک ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔

سنہ ۱۶۷۷ء مطابق سنہ ۱۷۳۰ء میں عالمگیر کے پوتے بیدار بخت کے قتلہ کھیلنا فتح ہونے میں راجہ
نے عہدہ کار گزار سی دکھلا کر دو ہزار سی ذات و سوار کا منصب پایا۔ سنہ ۱۶۷۳ء مطابق سنہ ۱۷۲۶ء میں
عالمگیر شہنشاہ انتقال کر گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اسکو سوانی کا خطاب دیا تھا جس کا یہ مطلب
ہے کہ یہ اول جے سنگہ سے سوا یا یعنی کچھ زیادہ ہے لیکن یاد رہے کہ عالمگیر بہت بڑے تیر اور
نل و دمل کا شہنشاہ تھا وہ ایسے خطاب و تیا یہ محل تعجب ہے ایسے الفاظ تو محمد شاہ کے منہ
سے موزوں معلوم ہوتے ہیں۔ اس جے سنگہ نے کون سے ایسے کام عالمگیر کے سامنے کئے تھے کہ
وہ اسکو جے سنگہ اول سے سوا سمجھتا۔

محمد مظہم نیا اور شاہ نے تخت پر بیٹھ کر اس سبب سے کہ اجیت سنگہ نے شاہزادوں
کی لڑائی کے وقت زیر دست جو دھ پور پر قبضہ کر لیا تھا اور راجہ جے سنگہ نے بادشاہزادہ اعظم شاہ کا ست

بہادر شاہ کے مقابلے میں دیا تھا سہ ماہی ۱۶۶۲ مطابق سن ۱۰۷۰ء میں راجپوتانہ پر چڑھائی کی۔ جہمیر میں دونوں راجہ اسکے پاس حاضر ہو گئے۔ لیکن بادشاہی فوج نے آئبیر اور جوڈھپور کو دبا لیا دوسری سال بہادر شاہ اپنی تیسرے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دونوں راجاؤں سمیت جوڈھلی میں اسکے پاس حاضر تھے دکن کو روانہ ہوا۔ تو راجہ جے سنگ اور اجیت سنگ اپنی سیاستیں غلبہ ہونے کے سبب مقام اجین سے رات میں علیحدہ ہو کر صلاح و مشورہ کے لئے مہارانا امر سنگ کے پاس آ دیو پور پہنچے جہاں سے کچھ عرصے کے بعد دونوں راجاؤں نے فوج درست کر کے جوڈھپور کو لے لیا۔ اجیت سنگ نے جے سنگ کو اپنی بیٹی بیاہنے کے بعد کچھ فوج ساتھ دیکر آئبیر پر قبضہ کر دیا۔

سہ ماہی ۱۶۶۶ مطابق سن ۱۰۷۴ء میں بہادر شاہ دکن سے فارغ ہو کر پھر جہمیر آیا جہاں راجہ جیت سنگ اور اجیت سنگ اسکے پاس گئے بادشاہ اس وقت پنجاب میں سکھوں کا فساد سننے کے سبب راجاؤں کا قبضہ ان کے علاقوں پر بحال رکھنے کے بعد دہلی کو چلا گیا۔

سہ ماہی ۱۶۶۸ مطابق سن ۱۰۷۶ء میں بہادر شاہ کے مرجانے سے بادشاہی انتظام وزیر اور سرداروں کی خود سری اور نا اتفاقی سے روز بروز بڑھتا گیا جس سے راجپوتانے والوں پر بھی دباؤ کا دباؤ کم ہو گیا۔ بہادر شاہ کا بڑا بیٹا جہاندار شاہ گیارہ مہینے بادشاہ رہ کر اپنی بھینچے فرخ سیر سے شکست کھانے کے بعد مارا گیا۔ فرخ سیر نے سند نشین سلطنت ہند کو سواہی جے سنگ کو راجہ دھرج خطاب دیا لیکن بادشاہ ایسا کمزور تھا کہ اسکے وقت میں عبداللہ شاہ قطب الملک وزیر اعظم اور اسکے بھائی امیر الامرا حسین علی شاہ کا دور دورہ ہو گیا۔ بادشاہ کی کوئی حقیقت نہ رہی تھی دونوں بھائی اسکے بادشاہی پر پہنچانے والے تھے۔ عبداللہ شاہ بادشاہ کے پاس دہلی میں موجود تھا اور اس کا بھائی حسین علی شاہ انتظام کے لئے دکن کی طرف گیا ہوا تھا کہ یہاں قطب الملک سے بادشاہ کا بگاڑ ہو گیا حسین علی شاہ اپنے بھائی کے لکھنے سے دہلی کی طرف چلا اور یہ بات بر ملا ہو گئی کہ امیر الامرا کے آتے ہی بادشاہ کی خیر نہیں راجہ جے سنگ بادشاہ کے پاس موجود تھا اس نے کہا کہ اب بھی موقع ہے کچھ کرئیے۔ ورنہ امیر الامرا کو پہنچ جانے کے بعد کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی مگر کم ہمت بادشاہ سے کچھ نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ امیر الامرا نے ادلی کے قریب پہنچ کر شہر سے دو تین کوس پر ڈیرے ڈالے بادشاہ سادہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا تقارہ اور عدم اطاعت کا دہل سے پا کر یہ یاد دھواں

دھون بچ رہا ہے گردہ ہوش میں نہ آیا کبھی غضب میں آنکھیں ستین پڑھتا دلوں بھائیوں کو جبر و
 ستم نہ کرتا کبھی اشتی نہ وہ اتفاق کرتا راجہ ہراج جے سنگ جو کمر رڑے کے واسطے سرکشوں کی
 گرفتاری کے لئے کر نسبتہ جو کمر مملکت بنا تا تو اس سے فائدہ نہ ہوتا امیر الامہ اسکے آئے بچار پانچ روز گذر
 گئے تھو اسکے بھائی مسید بن اللہ نے اپنے بھائی کی زبان پر بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ راجہ
 جے سنگ کو ملک کو وطن کو نصبت کرے اور تو پچائے کی خدمات اور دیوان خاص کی اور خواصوں
 کی داروغگی ہمارے متوسلوں کو عنایت فرمائے اور قلعہ میں ہمارا بند و بست ہونے دے تو بلا وسوسہ
 امیر الامہ اگر ملازمت کر لگا۔ غرض کہ اسکی بات کو منظور کر کے سوم ماہ بیچ الا دل مسئلہ حمیری کو راجہ
 و ہراج جے سنگ کو حکم کے بموجب ایک روز چھپنے کی اجازت نہ ہوئی وہ اپنے وطن آنیہ پور وادہ ہوا
 اور اوہ فرخ سیران دلوں بھائیوں کے ہاتھ سے قتل ہوا اور دلوں بھائیوں نے آخر میں ہا ورتلہ
 کے ایک پوتے روشن ختر کو مہاراجہ کے لقب سے تخت پر بٹایا جسکے ہاتھ سے دلوں مسید
 بنا ہوا۔

مسئلہ میں محمد شاہ نے سوای جے سنگ کو طلب کر کے ملک آگرہ میں حاکم مقرر کیا اس نے
 اپنے رواج سے محصول جزیہ کو منسوخ کر لیا۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ راجہ جے سنگ دگر دھر بہادر نے
 اس بات پر نظر کر کے کہ افواج کی آمد و رفت اور گرائی سے اکثر پرگنوں کے باشندے بڑے پریشان
 حال ہو رہے ہیں۔ محمد شاہ بادشاہ سے عرض کیا کہ جب تک عایا بحال ہوا اور ملک کا بند و بست
 ہو جزیہ معاف کر دیا جائے بادشاہ نے معاف کر دیا مگر یہ بات درست نہیں معلوم ہوتی اس لئے کہ جزیہ سنگ
 والی جو دھپور نے سادات کے ساتھ شریک ہو کر اپنے داماد فرخ سیر کو معزول اور نامیا کر لیا اور
 ابوالبرکات رفیع الدرجات کو اسکی جگہ تخت نشین کر لیا تو پہلے ہی دن کے دربار میں اسکی درخواست
 پر جزیہ کی معافی کا حکم دیا گیا جسکی بابت کل ہندوؤں نے مارواڑ کے مالک کا احسان مانا اور مہاراجہ
 جے سنگ تو اس وقت معزوب تھا اور نہ ابھی محمد شاہ تخت پر بیٹھا تھا۔ سوای جے سنگ نے
 جاؤں کی روز افزوں ملازمت کو جو خصوص آنیہ پور کے حق میں ضرر تھی پسند نہ کیا۔

جب وہ مسئلہ مالوے کا حاکم ہو کر گیا اور وہاں اس نے دیکھا کہ مرہٹوں کا زور بڑھ
 گیا ہے تو اپنے مطلب کے لئے مسئلہ میں مالوے کا صوبہ باجی راؤ کو دلوادیا مورخ کہتے ہیں کہ

اُس کا باعث صرف دونوں کی ہم اندھی تھی مگر غالباً باعث ترغیب اسکے سوا کچھ اور بھی ہوگا اس فعل کی نسبت خود اُسی کے ہم وطن کہتے ہیں کہ بے سنگ نے وہابیوں کو ہندوستان کی کچی سپرد کر دی۔
 ۱۷۶۴ء میں نادر شاہ حملہ آور ہوا تو بے سنگ نے نظر حفظ فرمایا اور خود اس لڑائی سے کنارہ کش رہا۔
 بے سنگ کے سوتیلے بھائی بچے سنگ کو اُسکی ماں نے جان کا خطرہ سمجھ کر اپنے میکے کھیچی وارہ میں بھیج دیا تھا جب وہ جوان ہوا تو دربار میں بھیجا گیا بذریعہ تحفہ تالیف مخصوص زیور و جواہرات کے جو اُسکی ماں نے دیئے تھے اُس نے قمر الدین خاں وزیر سے موافقت پسند کی اور اُس نے اُس کے لئے صرف پرگنہ بسبوه کہ راج بے پور کے بہترین پرگنات میں سے ہے لینا چاہا تھا مگر جب یہ بے سنگ نے دینا منظور کیا تو اپنی ماں کی تحریک سے اُس نے اور بھی پاؤں پھیلائے اور ریاست حاصل کرینیکی غرض سے پانچ کر ڈر روپیہ اور پانچ ہزار سوار کی نوکری دینا منظور کیا بادشاہ نے ضمانت مانگی تو وزیر خود ضمانت ہو گیا اُسکو آئینہ ملنے اور بے سنگ کے بیدخل ہو نیکی سند تیار ہوتی تھی کہ خان دوران خاں نے جو بے سنگ کا پکڑی بدل بھائی تھا کر بارام وکیل جیپور حاضر باش دربار کو اس حال میں مطلع کیا اُس نے بے سنگ کو اطلاع دی خط کے پہنچتے ہی جیپور میں شور ہو گیا اور ہر ایک کو بے سنگ کی بے دخلی صریح نظر آنے لگی کیونکہ قمر الدین خاں با اختیار مطلق تھا بے سنگ نے خط معتمد ناظر کو حوالے کیا اُس نے کہا کہ اس معاملہ میں دو کر نہیں سکتے دولت سے کاربہ آرمی غیر ممکن ہے پس فقط فریب سے عقدہ کشائی ہو سکتی ہے جس پر صلاح ناظر سرداروں سے مشورہ کیا موہن سنگ نا تھا دیت جاگیر دار چوموں کہ رئیس کامور دئی سپہ سالار اور آئینہ کا پٹیل تھا اور دیپ سنگ کھومبانی جاگیردار بانس کھوہ اور زور اور سنگ شہورن پوتہ اور بہت سنگ نزدکا اور کسل سنگ بھلا سے والا اور بھوج راج موہج آباد والا اور فتح سنگ مادی والا یہ سب سردار جمع ہوئے اُن سے کہا کہ تم نے مجھ کو آئینہ کی گدھی پر بٹھایا ہے میرے بھائی کو جو بسبوه یعنی روضا مند ہے نواب قمر الدین خاں وزیر زبردستی آئینہ دیتا ہی انھوں نے کہا کہ آپ اطمینان کھیں بشرطیکہ آپ اپنی بھائی کو بسبوه دیتے ہیں ہم اسکا بندوبست کر دیں گے راجہ نے اُسی وقت بسبوه کا پٹہ لکھوا کر اور سب طرح صرفت کر کے سرداروں کو سپرد کیا اور اپنی طرف سے اُن کو مختار کیا آئینہ کے نچوں یعنی سرداروں نے بچے سنگ کے پاس اپنی وکیل بھیجے اُس نے جواب دیا کہ مجھ کو بھائی کا اعتبار نہیں ہے اس پر انھوں نے

اپنی اور کچھ اہوں کی بارہ کوٹھری کی سببت راجہ کی کفالت دہی اور کھانا بھیجا کہ اگر جے سنگھ اپنی قول پر ثابت
 قدم نہ دینگا تو ہم بہتاری طرف ہونگے اور خود ملک و آئینہ کی گدھی پر بھاڑینگے اس نے اونکی تالشی اور لبو سے
 کا عطیہ منظور کیا اور جب قمر الدین خاں سے یہ حال کہا گیا اسکی نسبتی نہ ہوئی آنرا لامر وزیر نے خاں و دربار
 خاں اور گربارام کو متعین کیا کہ آشکو لبوہ پرتا لیکن گربارام نے اس عرض سے کہ دونوں
 بھائیوں میں سلوک ہو جائے بجے سنگھ کو ملاقات پر آمادہ کیا مگر اس نے آئینہ جانے سے انکار کیا اس واسطے
 ملاقات کے واسطے چوموں کا مقام مقرر ہوا اور اخیر میں ساکھانیر کہ جدی پور سے چھ میل جنوب مغرب میں
 ہے قرار پایا۔ بجے سنگھ نے وہاں ڈیر کیا اور جب جے سنگھ بھائی سے ملاقات کرنے کے واسطے چلنے لگا۔
 ناگراجی کی طرف سے پیغام لایا کہ دونوں لالچی کی ملاقات اور راضی ناسمیں بھی اپنی آنکھ سے دیکھوں۔ تو
 کیا ہرج ہے راجہ نے سرداروں سے لوفیا آنکھوں نے کہا کچھ ہرج نہیں ہی۔ ناظر نے زمانہ سواری
 کے واسطے مہاڈول اور تین سو رتھ تیار کئے مگر بجائے حاجی کے سواری کے مہاڈول میں اگر تین بھائی بیٹھا
 اور ایک ایک رتھ میں دو دو مسلح پوشش سوار ہوئے اس دفعہ سے راجہ اور ناظر کے سوا کوئی آگاہ
 نہ تھا شہر سے سواری روانہ ہوئی جو لوگ تلے آگے اس رفیع نزع کی خوشی میں فرضی حاجی کی ہمراہی
 نہ کر کے پیچھے چلے گئے۔ ساکھانیر میں سواری پہنچی دونوں بھائی ملاتی ہوئے جے سنگھ نے لبو سے کا
 پٹہ دیکر براہ محبت کہا کہ اگر تمکو آئینہ یعنی بوتوں میں آشکو چھوڑ دو گا اور لبو سے پر قناعت کر دو گا بجے سنگھ
 نے فرط شفقت سے منسوب ہو کر جواب دیا کہ میری مراد پوری ہوئی اختتام ملاقات کے وقت ناظر
 حاجی کی طرف سے پیغام لایا کہ اگر سردار علیحدہ ہو جاؤ تو میں وہاں آکر اپنے بچوں کو دیکھوں ورنہ
 وہ دونوں میرے پاس آجا دیں جے سنگھ نے سرداروں سے پوچھا کہ جیسام کہو و لسیا کیا جاؤ گی
 سرداروں نے صلح دی کہ آپ جا کر حاجی سے ملیں جتنا پتہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر محل
 کے اندر گئے دروازے پر پہنچ کر جے سنگھ نے اپنی تلوار کمر سے مٹو کر ناظر کو سپرد کر دی اور کہا کہ یہاں
 بسکی کیا ضرورت ہے بجے سنگھ نے بھی اس نظر سے کہ میری طرف سے اعتبار میں کوتاہی نہ ہو۔
 اسی طرح تلوار کھو کر وہی ناظر نے دروازہ بند کیا اور اندر قدم رکھتے ہی بجے سنگھ بجائے حاجی کی محبت
 آنکوش کے بھاٹی کے فولادی پیچے میں گرفتار ہو گیا اس نے فوراً ہاتھ پاؤں باندھ کر اور مہاڈول
 میں رتھ کر فرضی زمانہ سواری کو روانہ کیا ایک گھنٹے کے بعد جے سنگھ کے پاس خبر پہنچی کہ قیدی

بھلائی تمام پہنچ کر محل میں قید کر دیا گیا ہے شب وہ اپنے سرداروں کے پاس آیا انھوں نے دیکھا کہ صرف
 راجہ مع چند آدمیوں کے آتا ہے ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے اور پوچھا کہ سنگہ کیا ہوا راجہ نے
 جواب دیا میری بیٹی میں ہی تم دونوں بھین سنگہ کے بیٹے میں اور میں بڑا ہوں اگر تمہاری یہ خواہش ہی
 کہ وہ راجہ کرے تو مجھ کو مار ڈالو اور اسکو نکال لو میں نے تو تمہارے واسطے اپنا ایمان کھو ہا ہوں اگر
 بچے سنگہ حسب ارادہ اپنے ہمارے اور تمہارے دشمنوں کو لے آتا تو ضرور مارے جاتے یہ سن
 کر سہ و اجرت میں آگئے اور خاموش محل سے نکل گئے چھ ہزار سوار شاہی جو بچے سنگہ کی
 حفاظت کے لئے متعین ہوئے تھے باہر کھڑے تھے انھوں نے پوچھا کہ بچے سنگہ کہاں ہیں جسنگہ
 نے جواب دیا تمہیں کچھ کام نہیں ہے یا تو چلے جاؤ ورنہ تمہاری گھوڑے ٹانگ لے جائیں گے قتل
 بجز اسکے کہ چلے جائیں کچھ چارہ نہ ہو مجبور چلے گئے اور اس طرح بچے سنگہ نے قمر الدین خاں کی صلح
 نہ مان کر ایک ایمان فراموش بھائی کے ہاتھ میں جان بھینسائی بچے سنگہ کی موت و زندگی کا پتہ نہ
 لگا بچے سنگہ کے عیبوں میں سے ایک شراب خوری تھی یہاں تک کہ ایک دفعہ نشے کی حالت میں
 وکیل ہیکانیر اور بخت سنگہ راجہ ناگوری تحریک سے ابھے سنگہ والی مار وار سے نا اتفاقی پیدا کر کے
 اور جو دھڑ پور پر فوج کشی کر کے شکست فاش کھائی ستیہ عبد اللہ خاں حسین علیخان وزیر ان
 فتح سیر سوامی بچے سنگہ سے عداوت رکھتی تھے کیونکہ اس نے فتح سیر کو آمادہ کرنا چاہا کہ وہ ان سنگہ
 کا استیصال کرے اسی لئے بچے سنگہ فرخ سیر کے آخری عہد میں سیدوں کے خوش کرنے کو
 دلی سے رخصت کر دیا گیا تھا فرخ سیر کے ہارے جانے اور رفیع الدرجات کے مسند نشین ہونے کے
 بعد یہ دونوں بھائی بادشاہ کو ساتھ لیکر آگئے سے راجہ بچے سنگہ کی ہم کے لئے روانہ ہوئے اور
 فتح پور سیکری میں ایک ماہ تک مقیم رہے اور اب ارادہ کیا کہ اجیر جا کر حضرت خواجہ صاحب کی زیارت
 سے مشرف ہوں اگر وہاں راجہ بچے سنگہ سوامی بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوا تو خیر ورنہ اسکو سزا
 دیں مہاراجہ اجیت سنگہ راٹھوڑ بادشاہ کے ساتھ تھا اور وہ اپنے وطن کو رخصت لینے کے لئے
 بسا لے ڈھونڈھتا تھا اس نے کہا کہ اگر مجھ کو رخصت کر دیں تو راجہ بچے سنگہ کو مطیع و منقاد کر لوں
 چونکہ راجپوتوں کے فتنہ و فساد کا دفع کرنا مقصود تھا اسکو صوبہ داری احمد آباد و دیگر ضلعت اور ماتحتی
 اور گھوڑا بادشاہ سے دلو کر رخص کیا مگر سیکری سے بادشاہ کو لئے ہوئے آگئے کہ واپس آگئے

اور اسی عرصے میں بادشاہ کا انتقال ہو گیا فارسی کی تاریخ فرخ سیر میں اسی طرح لکھا ہے۔
جے سنگھ نے سنہ ۱۶۸۷ء مطابق ۱۱۰۷ھ میں اپنے نام پر غلہ شہر بنیو پور سباراٹکوں کے
عوض راجدھانی قرار دیا۔ راجو کا علاقہ جو اورو کی طرف ہی بڑا جوہر (جہوٹوں سے) پھیل گیا۔ شیخ
والی کے سردار جو بادشاہی کو کرسی خود مختار راجاؤں کی طرح دیا کرتے تھے آپس کے منگروں سے
سوائی جے سنگھ کے خراج گزار بن گئے۔ پھر جوہر پور والوں کی طرح جنھوں نے سلطنت کی تھی
سے گجرات کا کسی قدر علاقہ مارواڑ میں شامل کیا اگر وہ اور دہلی کے سرحدی گاہوں دہانے اگر میواڑ
کی قدیم ریاست اور مارواڑ کے زبردست مہاراجہ اجیت سنگھ اور اچھے سنگھ اس وقت موجود
تہوئے تو سوائی جے سنگھ ہارونی یعنی کوہ دہندی کی طرح جہاں کئی بار اس نے دباؤ ڈالا تھا۔
تمام راجپوتانے کو اپنی تخت میں لائے کی کوشش کرتا اسی خیال سے اس نے خود کو سب
راجاؤں سے بڑا جتانے کے لئے قدیم دستور کے موافق اشومیدھ منگ (پرستش قربانی اسپہ)
کی نظر سے ایک گھوڑا خاص شہر میں بلیہ داکر ایک ماتحت ہٹار کے ڈکے مارے جانے کے بعد
جس نے گھوڑے کو کڑ لیا اپنا دل خوش کیا۔

سوائی جے سنگھ اس اتفاق میں بھی شریک تھا جو منادوں کے خلاف اودیپور۔ جے پور
اور جوہر پور والوں میں اس مطلب سے ہوا تھا کہ رانگھور اور پھوپھو ہے دہلی والوں کو بیٹیاں دینا
چھوڑ کر میواڑ سے رشتہ داری کریں تو وہاں کی لڑکی سے جو بیٹیاں پیدا ہو وہ بغیر لگانے کے راجہ کا دار
مانا جاوے گا اسی بنا پر سوائی جے سنگھ کی شادی اودیپور میں ہوئی جس سے ماہو سنگھ پیدا ہوا۔
لیکن اس نے اس لہجہ کے خلاف انصاف و مصلحت ہونے سے آگاہ اور اپنے نفل سے
پشیمان ہو کر اس کے نتائج بد کے السند اکی تدبیر کی یعنی شیر سی سنگھ سپرکلاں کی شادی دختر
جاگیر دار سلونبر کے ساتھ کر دی کہ وہ راجہ اودیپور کا زبردست سردار اور وہاں کی فوج کا میوڑی
سپہ سالار تھا اور ماہو سنگھ کو چار پگنے لائیک۔ رامپورہ۔ پھالگ اور ماہو پورہ و دیگر علیحدہ
جائداد مقرر کر دی بلکہ بعض پرگنات رام پورہ و بھجان پورہ کہ اسکو راجہ اودیپور سے مل گئے
بحسبیت ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادوں کے اس راجہ میں بطور جاگیر دار لاکڑی کرنے
کی اجازت دی تھی۔

سواہی جیسے علم نجوم سے دلچسپی رکھتا تھا بھیا دھر متوطن بنگالہ سے تحقیقات نجوم میں مشغول مشورہ تھا جسکی تجویز سے شہر جیپور آباد ہوا ہے اور وہ عین مذہب رکھتا تھا اسی وجہ سے راجہ جینیوں سے بہت انس رکھتا تھا شاہ نے پترہ نجوم کی اصلاح کا کام جے سنگھ کو تفویض کیا تھا ابتدا میں اس نے انجلیک سمرقندی کے آلات کا استعمال کیا تھا مگر ان سے اسکی کادبر آدمی نہ ہو سکی۔ مختلف مقامات کے مناظروں سے سات برس میں اس نے نقشہ اجسام حرکات فلکی مرتب کر لیا اور اس کا ترتیب محمد شاہی نام رکھا اسکے ذریعہ سے اب تک نجوم کے کل حساب اور ترتیب پترہ ہوتی ہے۔

پرننگال کے ڈیلا ہار صاحب کے نقشے میں بدھیا دھر کی تصدیق دہ دسے جے سنگھ نے نصف درجے کی غلطی چاند کی گردش میں اور اس سے کم دوسرے سیاروں کی حرکت میں ثابت کی اور یہ بھی کہ اسکے بموجب گرہن پندرہ دن یعنی چوتھائی گھڑی پہلے یا پیچھے نکلتا ہے اور اسکو علوم و فنون کی ترویج کا بڑا شوق تھا۔

جے سنگھ کے مسند نشین ہونے پر آئینہ کے راج میں صرف تین پرگنات یعنی آئینہ۔ دیوسہ اور بسوہ تھے مغربی پرگنات ضبط ہو کر امیر کے بادشاہی ضلع میں داخل ہو گئے تھے مگر ان شیخ داہی اپنے سر پر راج سے قوی تر اور خود سر ہو گئے تھے راج کی حدود پر نہیں۔ جنوب میں چالو کاٹھانہ۔ مغرب میں سانجھ کاٹھانہ شمال مغرب میں شہنہ کاٹھانہ اور مشرق میں دیوسہ اور بسوہ تھے اور بارہ کوٹھری بن جاگیروں کے قبضے میں بہت قلیل ملک تھا اور میواڑ کے زیر دست سرداروں سے منسوب ہو رہے تھے۔ چنانچہ پیشوا سلوہر کے سردار گورنمنس جے پور کی پراپر سمجھتا تھا۔

جے سنگھ نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے جیپور کی ریاست اپنی اولاد کے لئے ایسے اورچ پھوڑی کر اسکے بعد کئی بار فساد و فتنہ قائم ہوئے پر بھی باج پونامنے میں آمدنی اور آسودگی کے لحاظ سے بہتر حالت میں ہو۔

سمت ۱۸۰۰ میلان ۱۸۰۰ء میں مہاراجہ سواہی جے سنگھ دوم نے پوجائیں برس راج کرتے کے بعد وفات پائی اسکے ساتھ تین رائیاں اور چند کنیزیں سستی ہوئیں۔

راجہ الشوری سنگہ

اپنے باپ کے بعد سہمشت ۱۸۰۱ء مطابق ۱۲۱۷ھ میں حبیب پور کی گدی پر بیٹھا اور اس کے چھوٹے بھائی ماہو سنگہ کے قبضے میں ٹونک اور رامپور رہا۔ ٹونک کو زیر دستی و بالیا تھا اور رامپورہ سیوار سے ماتحتی کے اقرار پر لیا تھا۔

سہمشت ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۹ھ میں قندھار کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا تو محمد شاہ کی طرف سے قمر الدین خاں وزیر کے ساتھ الشوری سنگہ اپنی فوج سمیت مقابلے کو بھیجا گیا لیکن وزیر کے مارے جانے سے وہ جان بچا کر حبیب پور کو بھاگ آیا۔

راٹھوڑ اور کچھواہوں نے اودی پور والوں کی بیٹی سے اولاد ہونے پر بغیر لگاؤ عمر کے جو ولیعہد ماننے کا عہد کیا تھا اس کے موافق ماہو سنگہ نے راج کا دعوے کر کے مہارانا شکست سنگہ دوم کو اپنی مدد پر بلایا۔ الشوری سنگہ نے روپے کے عوض اپنی مدد پر سینہ ہیا کو مددگار بنا کر سیوار کی فوج کو وہاں کے سرداروں کی سازش سے (کیونکہ راجا دت سلونہر کی بیٹی الشوری سنگہ کو بیاہی تھی) راج محل مقام پر شکست دی اور مہارانا شکست خاں کو قتل کر دیا۔ اس نتیجے سے الشوری سنگہ کا حوصلہ بڑھ گیا اور اس نے سینہ ہیا کے اتفاق سے اپنے پڑوسی دشمن یعنی ہارون پر حملہ کیا کوٹے کا محاصرہ ہوا ہارون نے کمال شہوری سے مقابلہ کیا کہ اس لڑائی میں آپا سینہ ہیا کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا کوٹے کا علاقہ ٹوٹ کر باندی کو تحصیل لیا جو کچھ عرصے کے بعد ملکر دغیرہ کی مدد سے وہاں کے راجہ کو واپس ملی۔

سہمشت ۱۸۰۵ء مطابق ۱۲۲۱ھ میں دوبارہ مہارانا نے ٹونک درامپورہ وغیرہ کے پرگنے اور چونسٹھ لاکھ روپیہ نقد و مینا قبول کر کے ملکر کو اپنے نواسے کی مدد پر بلایا۔ الشوری سنگہ آرام طلب اور ضعیف الطبع تھا ملکر کے مقابلے کی تاب نہ لاسکا اور آٹھ برس راج کر کے تنگ عزت کے اندیشے سے زیر کھامر جس سے ماہو سنگہ کو آسانی کے ساتھ حبیب پور کا راج اور ملکر کو مفت میں کئی پرگنے بہت روپوں کے ساتھ مل گئے۔

راجہ ماہو سنگہ اول

یہ راجہ سہمشت ۱۸۰۵ء مطابق ۱۲۲۱ھ میں اپنے بڑے بھائی کے بعد راج پا کر انتظام میں مصروف

ہوا کہتے ہیں کہ اس نے نوبدی وغیرہ پر ایک دو بار قبضہ حاصل کیا تھا جو مرہٹوں کی برخلافی سے قائم نہ رہا۔

راجہ نے ماچھڑی کے جاگیردار نزدیکی پر تاپ سنگ کو جسکی اولاد میں رئیسان الوری میں کسی قصور پہلداہن کر دیا تھا جو بھرت پور کے راجہ جو اسر سنگ کے پاس جا رہا اور وہاں سے اسکی جاگیر مقرر ہو گئی۔ جو اسر سنگ والی بھرت پور نے جے پور کے معاملات میں استری دیکھ کر ضلع کمانا طلب کیا اور نہ پایا تو وہ ناراض ہوا جو اسر سنگ کی روز افزوں ترقی سے جیسپور کے رئیس اور سرداروں کو گونہ حسد تھا اور وہ اسی ناراضی کی وجہ سے لشکر لیکر بغیر اطلاع کئے جے پور کے علاقے میں ہو کر لشکر اشنان کے واسطے گیا اور وہاں راجہ بچے سنگ والی مار وار سے بہت دلدہ دستار را بطہ اتحاد و اتفاق متحکم کیا یہ امر باشتالک ہر سہائے و گور سہائے مشیران ریاست راجا و اسر سنگ والی جیسپور کو ناگوار ہوا کہ انکی صلاح سے اس نے ایک خط بھیج کر لکھا کہ میری ریاست میں سے معادوت نہ کریں اور سرداران ریاست کو بھی مقابلے کے واسطے جمع کیا راجہ جو اسر سنگ نے راجہ جیسپور کی اس تحریر پر کہ بے وجہ اور بے معنی تھی لیا غلط کر کے اسی راستے سے مراجعت کی اثنائے راہ میں جیسپور کی فوج ستر راہ ہوئی پر تاپ نزدیکی اپنے ملک والوں یعنی جیسپور کی فوج میں آگلا اور شمول دیگر کچھوہاں کے بھرت پور والوں سے برسر مقابلہ ہوا اور اپنی پناہ دی اور وہاں نوازی کا حق فراموش کیا ماٹوڈہ مقام پر دونوں افواج میں سخت محاذ و خونریزی وقوع میں آئی جو اسر سنگ باوصف نقصان کثیر ملازموں کے صحت و سلامتی سے داخل بھرت پور ہوا مگر راج جیسپور وہاں کے تقریباً کل نامی سرداروں کے مارے جانے سے تباہ و برباد ہو گیا ماچھڑی یعنی الوری علیحدہ ریاست ہونے کا باعث بھی یہی ٹرائی تھی کیونکہ مادھو سنگ نے لڑائی کے بعد پر تاپ سنگ کے قصور معاف کر کے انکو ماچھڑی کی جاگیر واپس دیدی جسکو اس نے کچھ عرصے کے بعد ترقی دے کر دہلی کے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی کی سندی سے خود مختار ریاست بنالیا۔ مادھو سنگ نے اس جنگ کے ختم ہونے سے چوتھے دن چیش کے عارضے سے سمہ ۱۸۲۵ء مطابق ۱۲۶۹ء میں شہر برس راج کر کے وفات پائی۔ مادھو پورہ متصل قلعہ تختنبور اسی نے آباد کیا ہے جس کے بعد رئیسوں کی کم عمری اور کم عقلی اور کامداروں کی شرارت اور خود مطلبی سے ریاست نے

بہت نقصان اٹھایا۔

اسکے دو بیٹے تھے داہر پتھوی سنگھ و لیچہد ۲ پرتاب سنگھ

راجہ پرتھوی سنگھ

یہ چھوہ سات برس کی عمر میں اپنی والدہ کے بعد صاحبزادہ اور اسکے چھوٹے بھائی پرتاب سنگھ کی ماں چوڑا دہنی راج کا انتظام کرنے لگی تاہم صاحب کہتے ہیں کہ یہ رانی بڑی بلند نظر اور مستقل مزاج تھی مگر اس کے عاشق فیروز نامی فیلیان نے اسکو بدنام کر رکھا تھا۔ رانی نے زیادہ مہربانی سے فیروز فیلیان کو صاحب کا دربارہ دیدہ بختا اور چنایت سرور ان راج میں مقرر کیا تھا جس سے اکثر سردار ناراض ہو کر اپنی جاگیروں کو چلے گئے۔ رانی نے بلا لاہ اور سرداران جبرائے کار ریاست کو ناجایا اور اس غرض سے اپنا جی نامی پر دہی کے تخت میں فوج نوکر رکھ کر لشکی سروریت ملک کی جمع وصول کی۔ آخر وقت رام دیوان اور خوشالی رام باہرہ صاحب نے اسکو دو دونوں شخص بہت ہو بشیارتی مگر فیلیان رانی کے مزاج پر ایسا عادی تھا کہ اسکے دوہر کسی کی ہیر پر نہ لگتی تھی۔

راجہ پتھوی سنگھ سنہ ۱۷۷۱ء میں لاہور کے بعد لاہور میں پہنچا اب سنہ ۱۷۷۳ء میں گئے گیا جسکی موت گھوڑے سے گر کر بیان کی جاتی ہے لیکن پرتاب سنگھ کی ماں نے بتاوت رانی پر اسکے بیٹے کو راج ملنے کی غرض سے اسکو دہنی کا بھی الزام لگایا جاتا ہے۔ پرتھوی سنگھ کی یادجو دیکھتے ہوئے سن متیز کہنیں پہنچا تھا۔ اور حاجی چوڑا دہنی کے پاس رہا کرتا تھا دو شاویاں ہو گئی تھیں ایک بکا نیر میں دوسری کشن گڑھ میں کشن گڑھ والی رانی سے ان سنگھ نام لڑکا پیدا ہو گیا تھا اسکو خوف ہلاکت اول کشن گڑھ لے گئے اور جب وہاں بھی صورت امن کی نظر نہ آئی تو گامییار کے لشکر میں بھیجی گیا جہاں مدت تک سین عیال کی حفاظت میں رہا اور ریاست کی امید دوسرے جہاں کو اپنے ساتھ لے گئی۔

راجہ پرتاب سنگھ

اسکو اپنے بڑے بھائی کے بعد سنہ ۱۷۷۳ء میں راج ملادہلی کا آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی اپنے سال نویں جلوس میں سرور داروں کا فساد دور کرنے کو فوج لے کر بے پور آیا ماسچھوٹے خانہ فریج کو ایک ہزار دشمنی اور دلاکھ۔ دسینہ درم میں پیش کیا بادشاہ نے بھی خلعت اور راج ملک دیرناروں وغیرہ کا عطا تو ہو ضبطی میں آگیا تھا جیسو راہوں کو واپس دیا اور آپ دہلی کو لوٹ گیا

اسکے بعد راؤ ماچھڑی نے بادشاہی سردار بجٹ خاں کو اگر سے سے جاٹوں کی بے غلی اور بھرت پور کی قبضگی میں بہت مدد دی جس سے بادشاہ نے ماچھڑی والے کو راؤ راجہ خطاب اور جاگیر کی سند بلا واسطہ جے پور عنایت کی اس ذریعہ سے پرتاپ سنگھ کو خود مختار ریاست اور قائم کرنے کا حوصلہ ہوا۔ چونکہ اوتنی رانی نے بھی اپنی طرف سے فیروز فیلبان کو بادشاہی دربار میں سپہ سالار فوج جے پور بنا کر روانہ کیا اور اس نے افسر فوج شاہی کے لشکر میں راؤ راجہ ماچھڑی سے مساوی درجے کی ملاقات کی راؤ نے دل میں حسد مگر بظاہر دوستی کر کے ایک دعوت کے موقع پر کھانے میں زہر دلو کر مروا دیا جب فیلبان مر گیا تو راؤ ماچھڑی بھی انتظام جے پور میں خوشحالی رام کا شریک ہو گیا اسی اثنا میں راجہ جے پور کی والدہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا اور اب خوشحالی رام خراجی جو پہلے راؤ ماچھڑی کا نوکر تھا جے پور میں بہت زور پکڑ گیا ابھی راجہ پرتاپ سنگھ ایسا ہوشیار نہیں ہوا تھا کہ بلا اعانت انتظام راج کر سکتا راؤ راجہ اور جے پور خوشحالی رام دونوں جڑیں تھیں ان میں بہت جلد نا اتفاقی پیدا ہو گئی خوشحالی رام نے فوج شاہی کا ایک دستہ بے افسری مہمان خاں طلب کیا اس پر وہ مزاح دینا دیکھ کر کہ جس کے سبب سے مرہٹوں کی مداخلت ہوئی۔

سمت ۱۸۵۳ء مطابق ۱۸۷۱ء میں راجہ پرتاپ سنگھ نے ہوشیار پور کو مرہٹوں کو راجہ پوتانے سے نکالنے کے لئے جو دھو پور کے راجہ بچے سنگھ سے مدد چاہی جس نے اپنے ماتحت جاگیر دار ریان کو فوج دیکر اس کے پاس بھیج دیا۔ راجہ اپنے مددگاروں کے ساتھ جن میں بادشاہی اسماعیل بیگ اور ہمدانی وغیرہ بھی شامل تھے مقام تو نگہ پر لال سوٹ کے قریب مقابلے کو پہنچا۔ لڑائی میں راجہ پوتانے نے سینہ ہیا کے توپخانے پر بہادرانہ حملہ کیا اور سینہ ہیا کی فوج کو حسین جنرل ڈیباٹنی کی بلٹن بھی تھی شکست فاش دی سینہ ہیا میں ان جنگ سے بھاگ کر مستحضر ہو گیا اور کئی سال تک اس شکست کے نقصان کی تلافی نہ کر سکا راجہ پوتانے کو فتح کامل ہوئی راجہ پوتانے نے دھما بھائی کو بھیج کر جیمیر پر قبضہ کر لیا اور عہد نامہ خراجہ داری منسوخ کر دیا جنرل کو مٹی ڈیباٹنی کو اس شکست سے بڑی غیرت آئی اس نے باہر دھواں مروی سینہ ہیا کے عہدہ فوجہ دان فوج تیار کی اور یہ سپاہ راجہ پوتانہ کو روانہ ہوئی راجہ پوتانہ بھی دوبارہ کچھواہوں کی مدد کو آ پہنچے لیکن ان کے کسی خوشامدی بھاٹ نے ایک دوہا اس مضمون کا بنایا کہ راجہ پوتانے نے جے پور والوں کی ڈوبی ہوئی عزت کی ناؤ کو بچا یا ہے۔

اس سے کچھواہوں نے رنجیدہ ہو کر سینہ ہیا کے ساتھ خفیہ عہد نامہ کر لیا کہ ہم لڑائی ہی علیحدہ
 ہینگے۔ راٹھوڑوں نے دشمن کے اپنے علاقے تک پہنچنے اور حملہ کرنے کا انتظار نہ کر کے مقام پاشن داتم
 تو راوانی پر کھچپور سے شمال میں ہے کچھواہوں کے شامل ہو کر سینہ ہیا کی فوج کا مقابلہ کیا اپنی عادت
 معبودہ کے موافق راٹھوڑوں نے ڈباہنی کی توپوں چمکایا اور جو مقابل میں آیا اسے تہہ تیغ کیا مگر
 نہ پہنچنے پر توپوں کے گراپ گولوں کی مار سے ہزاروں ہندو اہل ہو کر مجبور میدان جنگ سے بھاگے
 راستے میں عام زمینداروں نے انکی سواری دکل سامان چھین لیا اس پر چھپور کے بھائوں نے جواب
 میں اس مضمون کا کثرت بنایا کہ راٹھوڑوں کو گھوڑا جوڑا۔ پگڑی۔ منجھیں اور تلوار بھاری سمجھ کر میدان
 میں چھوڑ بھاگے۔ اس فضول نا انسانی سے جو راجپوتانہ کی خرابی کا باعث ہوئی مرثیوں نے راٹھوڑوں
 کو دوسری بار مقام سیر پر شکست دیکر ساٹھ لاکھ روپیہ بطور جرمانہ لیا اور جس قدر روپیہ تیسر
 نہ آیا اسکے عوض میں مال اسباب بے رخت کر لیا۔

سنہ ۱۸۴۳ مطابق ۱۲۹۸ھ پاشن کی لڑائی اور راٹھوڑوں سے اتحاد فسخ ہونے کے بعد نکاجی اڈ
 ہلکے نے جے پور پر حملہ کر کے سالانہ خراج مسترد کیا جو کچھ حصے تک فوج خرچ کے طور قاب اسیر خاں کو
 اور آخر کار بہار راجہ جگت سنگھ کے وقت میں سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔

راجہ پرتاب سنگھ کے عہد میں خانگی جھگڑوں اور مرثیوں کی لوٹ مار سے راج چھپور نہایت بہت
 حالت کو پہنچا اور فائرنگوں کو متواتر روپیہ دیا گیا اسس سے خزانہ خالی ہو گیا مگر جے پور کے خزانے
 میں اس کثرت سے روپیہ بھا کر بادجو دیکر مادمو سنگھ نے حصول ریاست کے واسطے زر کثیر برباد
 کیا اور ایام نا انسانی پر تھی سنگھ پر تاپ سنگھ میں مصداق عظیم ہوتے رہے سنگھ میں تو نگہ کی فتح پر
 پرتاب سنگھ نے صرف خیرات میں جو بیس لاکھ روپیہ تقسیم کیا۔

راجہ پریشانی کے وقت سنہ ۱۸۵۹ مطابق ۱۳۰۷ھ میں وچپیس برس راج کر کے مر گیا۔ اور اس
 کا بیٹا جگت سنگھ وارث رہا۔

راجہ جگت سنگھ

سنہ ۱۸۵۹ مطابق ۱۳۰۷ھ میں اپنے والد کے مرنے سے راج پانے کے بعد سرکار انگریزی ساتھ
 عہد نامہ قبول کیا اس عہد نامے کا ماقول نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست چھپور نے نواب وزیر علیاں کو جو لکھنؤ کی

حکومت سے خارج ہونے کے بعد سنارس کے ریڈیٹ چیری صاحب اور دوسرے ہندوؤں کو قتل کر کے جیپور میں پناہ پذیر ہوا تھا گرفتار کرادیا۔ باوجودیکہ راجہ نے اس سے بڑی بلی بھٹی اور راجہ کی ماں نے اسکو میٹا بنایا تھا۔

منشی ذکاء اللہ صاحب تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں کہ جب وزیر علیاں کے جے پور میں پناہ پذیر ہونے کی خبر کو منٹ میں پہنچی تو کپتان کولنس ریڈیٹ مہاراجہ سیندھیہا نے راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علیاں کو ہمارے حوالے کر دو ہم تم کو بہت روپیہ دینگے راجپوتوں کا دھرم ہی کہ جو شخص بھی پناہ میں آئے خواہ وہ قاتل ہی کیوں نہ ہو اسکو بھی دشمن کے حوالے نہیں کرے مگر یہ وقت تو انقلاب کا تھا سارے دھرم کرم اپنی جگہ پر نہ تھے راجہ نے دیکھا کہ زبد نامی میں زرد جو اسرا ہوا تھا لگتے ہیں اس لئے اس نے کچھ اسکا دھیان نہیں کیا کہ ہمیشہ کو کھنگ کا ٹینگ لگیگا سسرکار انگریزی سی روپیہ اور وزیر علیاں سے جو اسرا لے کر سرکار کے حوالے اس شرط کے ساتھ کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائیو نہ جسکے پاؤں میں بیڑیاں پڑیں مہمان کی مہانداری کا یہ حق ادا کر دیا کہ اسکی جان بچا دی بہر صورت جس منشا سے سرکار نے عہد نامہ کیا تھا وہ اسکو حاصل ہو گئی۔ اگرچہ اس گرفتاری سے راجہ جیپور کی ہندوستانیوں میں بدنامی ہوئی مگر یہی ثبوت کامل اس بات کا ہے کہ ریاست جے پور اپنی عہد روچیاں پر ثابت قدم رہی۔ لیکن اس زمانے کے تہذیبوں نے اس وفاداری کا احسان نہ ملنا اس سے جیپور کی عافیت اور سسرکار انگریزی کی بینک نامی میں خلل واقع ہوا یعنی مسئلہ میں بعد حکومت لارڈ کارنوالس کو رجنرل جنکو ریاستوں سے عہد روچیاں کرنا قرین مصلحت معلوم ہوا عہد نامہ فسخ ہو کر جیپور کو بے مدد چھوڑا گیا کہ مرہٹوں نے سسرکار انگریزی کا رفیق ہونے کی وجہ سے پناہ تریبے باکانہ ناخت و تاراج کیا۔ تاہم جگت سنگھ نے شہنشاہ لارڈ ولیک ملکر سے بدلہ و جان مقابلہ کر کے اپنی طرف سے عہد کو قائم رکھا اور ولیک صاحب نے سسرکار انگریزی کی حفاظت پر متور جاری رکھنے کا اقرار کیا اگر سرجارج بارلو صاحب کو بھی اپنے متقدم لارڈ کارنوالس صاحب کی رائے پسند ہوئی اور لارڈ ولیک کے عنایت پر مطلق التفات نہ کیا۔ اسی موقع پر جیپور کے وکیل نے لارڈ ولیک سے کہا تھا کہ ہندوستان میں انگریزی عملداری ہونے کے وقت سے صرف اسی مرتبہ سسرکار انگریزی نے اپنے ایمان کو اسالش پر موقوف رکھا ہے اس عہد شکنی پر کچھ انگلستان

نے بہت اعتراض کیا اور اس نے میں حکم صادر ہوا کہ جب موقع پر چھپو اور سرخو غافلت انگریزی
 میں لیا جائے مگر یہ سبب درپیشی جنگ بینال بہتر مقصود ہوا کہ جب تک شمول تدبیر ہوتی ہے
 پنڈاروں کے پیش نظر ہو اس حکم کی تعمیل ملتوی رہی۔ ریاست نے انگریزی سرکار کو منداب
 کا اپنے جیال کر کے شائد کے تمام جہان سے انکار کیا لیکن جب سرکار نے وہاں کے ماتحت
 بھگروں کو جو مختار بنا دینا چاہا تو لاچار ابد کی طرف۔ یہ بھگروں سال سے سرحدوں سے منادات
 رزڈنٹ کی عزت عہد نامہ تحریر کیا جسکی رو سے خراج سدا کے دینا اس سے ملے پانچ سال اول
 جو جزیر باری معاف۔ سال دوم چار لاکھ سکے دہلی۔ سال سوم پانچ لاکھ سال چار پانچ لاکھ سال
 پنجم سات لاکھ۔ سال ششم آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک آمدنی رہا۔ تیس سال لاکھ سے تجاوز
 نہ کرے اور چالیس لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ خالص کی آمدنی ہونے پر خراج بھی قاعدہ سے کے
 ساتھ بڑھایا جائے قرار پایا۔

ٹاڈ صاحب کہتے ہیں کہ جنگ شائد کی طرح بد وضع اور بے مزاج کوئی رانیہ اسکے خاندان
 میں نہیں ہوا۔ ایک ہندو من جو ریاست کا نرندار ہے لکھتا ہے کہ جنگ شائد اپنی قوم اور زمانہ
 میں سب سے زیادہ عیاش اور بے حیل رئیس ہوا ہے اگر اسکے عہد کے واقعات لکھنے کے قابل ہوتے
 تو اسکی تاریخ کی ایک غلیچہ جلد ہوتی مگر وہ ایسے نواز و بخشش ہیں کہ انکے لکھنے میں اپنی وقت کا ضیاع
 کرنا اور ناظرین کے دلوں میں مطالعہ کتاب سے نفرت پیدا کرنا ہے اگر مختصر یہ ہے کہ اسکے عہد میں
 غیر ریاستوں کی ملکہ آدری شہروں کا محاصرہ خانہ گروں کی تاخت و تاراج ملک کی خرابی۔ رعایا
 و تباہی متواتر جاری رہی۔ اس کی پورنامی ایک اوستے کسی نے وہ فرسٹ اپا کہ اسکے مقبلے میں
 عمدہ خاندان کی رانیاں گرد ہو گئیں اس پر یہاں تک عنایتیں ہوئیں کہ شتوراج کے نصف ممالک
 کی رانی کردی اور راج کا کل سامان بلکہ مہاراجہ سوائی جے سنگھ کا کرتب خانہ تک نصف اسکو تقسیم
 کر دیا جے سنگھ کا خزانہ جسکی حفاظت میں کالی کھوہ کے نیچے دل دجان تصدیق کرتے تھے مفت
 انصاف و خیر میں تلف کر دیا۔ تجارت میں خلل واقع ہوا راءت جلد موقوف ہو گئی کسی روز روارام
 جی دانتا بہادو و سدر سے روز کوئی بقال ہوا تیسرے روز یہ من مقرر ہوا اور ہر ایک باری باری
 سے ہار بڑھ گئے ہیں فائدے میں پہنچا جائے۔

رسل کو چرکانام سکتے ہیں درج کر دیا راجہ کے ساتھ باہمی پر سوار ہو کر نکلتی تھی سرداروں کو حکم
 تھا کہ شیل راینوں کے اس کا ادب و تعظیم کریں۔ یہ سر شید و نراین بزمین اسکو باہمی جی کہہ کر بولتا تھا۔ مگر
 چاند سنگھ سردار و دنی نے ہر اس جلسے میں کہیں وہ کسی موجود ہوتی شریک ہونے سے انکار کیا اس
 حالت میں اس پر دو لاکھ روپیہ کہ اسکی پچاس سال کی آمدنی تھی جرمانہ ہوا سرداران ریاست راجہ اور
 اسکی حکومت سے ایسے تنگ ہو گئے تھے کہ ایک دفعہ اسکو گدھی سے اتار نیکلی تجویزی اور اگر رس کپور کو
 اس پر گڑھ میں قید کر دیا جاتا تو یقین ہے اس تجویز پر ضرور عمل کرتے۔

۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۸۱ھ ۲۱۔ دسمبر کو راجہ جگت سنگھ نے سنترہ برس راج کر کے اپنی بدنام
 زندگی اختتام کو پہنچائی۔ اسکی وفات پر کسی کو انسوس نہ ہوا بلکہ کل راجپوتوں نے بالاتفاق کہا۔ کہ
 آج بیکٹھ کا ور وازہ کھلا ہے راجہ جگت سنگھ لادہ تھا مسند نشینی کے واسطے کسی کا گو دینا ضرور
 ہوا اور یکدیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو بلا اعتراض راجہ ہو سکے اس واسطے بعض لوگوں نے زور کے
 کھائے ہوئے راجہ موہن سنگھ کچھو کہ جس کا علاقہ سینہ دھیائے پھین لیا تھا کتنی پرچھا دیا لیکن
 وہ راینوں اور بڑے سرداروں کی ناراضگی کے سبب علیحدہ کر دیا گیا اور ایک بھٹیانی رانی کے آٹھ
 مہینے کا عمل تقدیق کئے جانے کے بعد ۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۸۱ھ ۲۵۔ اپریل کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔
 جس نے تیسرے بچے سنگھ سے شہرت پائی باشندگان جیسو ر کو اس وقت جو خوف تھا کہ
 رفع فساد کے لیے سے سرکار انگریزی مداخلت کر کے ملک ضبط کر لے گی وہ جاتا رہا۔

اس جگت سنگھ نے راجپوتانے میں ایک اور طرح بھی فساد عظیم پھیلایا جسکی تفصیل یوں ہو کہ
 رانا بہیم سنگھ کی دختر جبکی منگنی پہلے جو دھپور کے ان سنگھ سے ہو کر بھیم سنگھ نے چھڑالی تھی رانا کے
 ایما سے جگت سنگھ کو تحریک کی گئی اور اسکی عشق باز مزاج کو کشن کمار کے حسن و جمال نے اپنی
 طرف ایسا کھینچا کہ اس نے نشادی کرنے کی درخواست کی۔ دونوں رقیبوں یعنی راجہ مان سنگھ دلی
 جو دھپور اور راجہ جگت سنگھ دالی بے پور کے درمیان سوامی سنگھ سردار جو دھپور کی شراست
 اور فتنہ پروازی سے فساد عظیم برپا ہوا۔

نواب امیر خاں نے جبکو اڈل راجہ جیسو ر نے بلایا تھا اور پھر راجہ نے نفقہ عہد کر کے
 اس سے مخالفت کر لی اس لئے دلی جو دھپور نے خرمچہ جنگ مقرر کر کے اپنی طرف کر لیا جیسو ر

دلوں کو خوب تباہ کیا بلکہ قریب قریب سارا راجہ پوتانہ بتا ہی میں مبتلا ہو گیا کسی قسم کی بدنامی نہ
 تھی جو ان دونوں راجوں اور ان کے ہمراہیوں نے حاصل نہ کی۔ قتل و غارت کا بازار برابر گرم رہا مگر
 دونوں رئیسوں میں سے کوئی اپنے دعوے سے دست بردار نہ ہوا اور ملک میں سیلاب خون
 جاری ہوا انجام کار فساد کے مشورے سے قرار پایا کہ سبب فساد کم ہو جائے کہ ریشہ کار کو بڑا چستان
 میں بربادی پھیلوانے کے باعث دبال راجستان سمجھی گئی مار دیا جائے۔

راجہ جیت سنگ سوم

سلسلہ مطابق سلسلہ میں پیدا ہونے پر سر ڈیوڈ اکثر لونی انگریزی سفیر دہلی کی صلاح و منظوری
 سے راج کا متحق مانا گیا اور جو گاؤں سرداروں نے خالصہ کے دیالئے تھے وہ ان کے قبضے سے
 نکالے جا کر قدیم دستور کے موافق راج اور جاگیرداروں کے معمولی برتاؤ کی ہدایت کر دی گئی۔ دوسری
 سال رانی تختار کی ناقص اور بدنام کارروائی سے فساد کو کھل کے اندر فوجی رام دھیرہ کئی اہلکار
 مارے گئے جس پر گورنر جنرل نے فکرائی کے خیال سے ایک پولیٹیکل انسپکٹریاں سنوٹ کو خاص
 جے پور میں مقرر کیا۔ رانی نے رادل ہیری سال دیوان کے برخلاف ایک منگ حرام جھوٹا رام کو
 مصاحب بنالیا۔ لیکن پولیٹیکل انسپکٹر نے منشا سے بد صلاح کاروں کو بے دخل اور رادل کو
 با اختیار کرا دیا۔ تین برس کے بعد رادل دیوان جان کے خوف سے ایک بنسی میں جا چھپا جسکو سر
 ڈیوڈ اکثر لونی نے دیوانی سے موقوف کر کے رانی کو اختیار سونپ دیا لیکن جھوٹا رام پھر سخت لالائی
 ثابت ہونے پر کئی برس کے لئے جلا وطن کیا گیا۔ سلسلہ مطابق سلسلہ میں سر ڈیوڈ پولیٹیکل جنٹ
 نے انتظام کی نظر سے سرداروں کو جمع کر کے رائے لینی چاہی جن میں سے کسی نے بھی راجہ پوتانی
 کی عادت کے موافق سب کے سامنے اپنا منشا ظاہر نہ کیا تب سب صاحب نے ایک ایک کو بھڑ
 کرے میں بجا کر انکی رائے کا اندازہ لیا تو معلوم ہوا کہ اکثر بڑے درجے کے سردار رادل کے
 برخلاف اور رانی سے ضد مند ہیں اس پر بھی سر چارلس شکاف نے رادل کو دوبارہ بے اختیار
 کر کے جھوٹا رام کو واپس آنے کا حکم دیدیا۔ فوج نے باقی تنخواہ نہ ملنے کی فریاد میں شہرہ پر
 فوجی آجما بے بناوت پولیٹیکل جنٹ کے سبھائے اور تنخواہ ملانے سے دور ہوئی۔

سلسلہ مطابق سلسلہ میں مار ڈیوڈ ولیم مین منگ گورنر جنرل نے اجیر کر راجہ پوتانی

کی عام انسیری دہلی سے علیحدہ کر کے کرنل لاکٹ کو اول بار اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ مقرر کیا
اسی برس شیخ داہنی میں زیادہ لوٹ مار ہونے کے سبب ملک کی سانجھ جھیل پر کچھ عرصے تک
انگریزی فوج رکھی جا کر اسکا چودہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہے پور کے ذمے ڈالایا۔ راج پر بارہ
لاکھ روپیہ سرکاری خراج باقی رہنے اور بہت سی خرابیوں کے وقت راجہ کی والدہ اسی سال
کے اندر انتقال کر گئی جس سے جھوٹا رام ملک حرام کو اپنے مختار رہنے کی غرض سے نوجوان رئیس
کے ہلاک کرنے اور ایک بیٹے کو وارث بنانے کے سوا کوئی تدبیر نہ تھی۔

سمت ۱۸۹۰ مطابق ۱۲۳۰ھ میں راجہ جے سنگھ تیسرے کو سترہ برس کی عمر میں
محل کے اندر دھنڈہ مرنے پر جلد وارغ دیا گیا جس سے جھوٹا رام پر زہر دینے کا الزام قائم ہوا۔ کرنل روس
اجنٹ گورنر جنرل کے جلد چھپوڑ آنے کے بعد قتل کا کوئی پختہ ثبوت نہ ملنے سے جھوٹا رام قلعہ دیوسہ
میں دالم الجس کیا گیا اور کنوڑا رام سنگھ کی والدہ چند راوت مختار ہوئی جس سے پھر ثابت ہوا کہ
عورتوں کے کامل اختیار اداؤں کے مالات مددگاروں سے بتا ہی کے سوا کوئی اچھا نتیجہ نہیں
نکلتا۔

مہاراجہ رام سنگھ دوم

سمت ۱۸۹۰ مطابق ۱۲۳۰ھ میں جبکہ سوا برس عمر کا تھا رئیس مانگیا اور اسکی والدہ محظوظ
اور مختار قرار دی گئی۔ کئی مہینہ کے بعد پولیسکل اجنٹ نے جھوٹا رام کے طرفداروں کو برطرف اور
راول کو دیوان بنانا چاہا اسنی موقع پر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ جب اپنے اسسٹنٹ مسٹر
بلیک وغیرہ کے ساتھ راول کے اختیار ملنے کا حکم سن کر محلوں سے واپس چلا تو فساد یوں ہوا
سے ایک شخص نے اجنٹ گورنر جنرل کو تلوار سے زخمی کیا مسٹر بلیک نے فوراً جرم کو پکڑ کر تھپا خاٹے
میں بھیجا یا اور اجنٹ گورنر جنرل پالکی میں پکڑ کر جینسی پہنچا شہر والوں نے بلیک صاحب کے
کپڑے خون سے بھرے ہوئے دیکھ کر شور مچا دیا کہ یہ صاحب کم عمر مہاراجہ کو مار رہا ہے اس
غلط افواہ سے سیکڑوں آدمی اس پر دوڑ پڑے اور وہ شہر کا دروازہ بند پا کر باہر پرتے ایک مندر
کی چھت پر کود گیا۔ جہاں اسکو پھرے والے مینوں نے میرجی سے قتل کر ڈالا۔ تین چہرے ہی۔ ایک
چتر دار اور ایک فیلبان بھی اس بلوے میں مارا گیا۔ راول نے قاتل مینوں کو پھانسی دلو کر سرکاری

کمیشن کو بہت مدد دی۔ جسکی تحقیقات سے جھوٹا رام کا دوست دیوان امر چند و ہدایت اللہ وغیرہ قتل اور خود جھوٹا رام و حکم چند ہمیشہ کو قتلہ چننا میں تید کیا گیا۔

اس سبب یہود و فساد کے سبب راول اور رانی جتنا راج کی مضبوطی کا خوف ہوا لیکن انگریزی سرکار نے رئیس کی کم عمری کے لحاظ سے فساد کی اور قاتل مجرموں کو معمولی سزائیں دینی کے سوا کسی طرح کا نقصان ریاست کو نہیں پہنچایا۔

سمت ۱۸۹۵ء مطابق ۱۲۸۳ھ میں کرنل سر جان صدر لینڈ اجنٹ گورنر جنرل نے فضول چھلڑو کے سبب پولٹیکل اجنٹ کے ماتحت ریاستی کاروبار انجام پانے کے لئے ایک کونسل قائم کر کے دیوانی و فوجداری وغیرہ کی کچھیاں بھی مقرر کر دیں مہارانی نے اپنی بے اختیاری سے ناراض ہو کر کئی بار فساد کرایا جو سرکاری فوج کے ذریعہ سے دور کیا گیا۔ پولٹیکل اجنٹ نے ریاست کی زیرباری اور خرچ کو زیادہ دیکھ کر سالانہ خرچ کی کمی اور باقی خرچ کی رقم معاف ہونے کے واسطے اجنٹ گورنر جنرل کی معرفت سرکار میں رپٹ کی جس پر کامل غور ہو کر سمت ۱۸۹۵ء مطابق ۱۲۸۳ھ سے معمولی خرچ آدھا یعنی چار لاکھ روپے سالانہ کے حساب سے لینا قرار پایا اور سمت ۱۸۹۵ء مطابق ۱۲۸۳ھ میں گورنر جنرل کے حکم سے چالیس لاکھ روپیہ بقایا کا بالکل معاف ہو گیا اسکے سوا سا بھر پر سے قبضہ اٹھا کر سرکار نے شیخا دانی بریگیڈ کا تمام خرچ اپنے ذمے لیا۔ اسی سال پولٹیکل اجنٹ کی رائے سے ریاستی سرداروں نے سستی ہونا اور لوٹ می غلام بچپانائی و فوجی جرم مان کر پانوں وغیرہ کو براہ شاہ کے موقع پر بہت سارے روپیہ دینا بجا قرار دیا۔ اور ان باتوں کی رد کے واسطے غلامے میں ٹانگری ہشتہار جاری کر دیے۔ لیکن کونسل کے ممبروں رائو شیو سنگھ اور اسکے بھائی پھمن سنگھ نے سو لاکھ آمدنی کی جاگیریں اپنے رشتہ داروں کو دیکر تین لاکھ روپے سے زیادہ کا غبن کیا اس پر اجنٹ گورنر جنرل کے حکم سے کچھ جاگیریں ضبط اور غبن کار روپیہ وصول ہو کر لکھنؤ۔ سنگھ وغیرہ شہر سے نکال دیے گئے۔ پولٹیکل انسپروں کی خوش تدبیری سے سڑکیں۔ شفا خانے اور کئی باغ و تیار کئی گئے جنہیں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی۔

سمت ۱۹۰۶ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں بجا ریاست پر سے پولٹیکل انسپر کی نگرانی رفع ہو کر مہاراجہ کو ریاستی انتظام سپرد کر دیئے گئے۔ راول اپنی ذمی اختیاری اور فضول خرچی سے راج کو زیارہ اور

مہاراجہ کو غافل از کار رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اینٹ گورنر جنرل نیک صدارت سے مہاراجہ نے راول کو بھرت کر دیا۔

سمت ۱۹۱۳ء مطابق ۱۲۵۵ھ کے عذر میں مہاراجہ نے ڈھائی ہزار آدمی شہر کی حفاظت کو لے کر چھ ہزار فوج پولیسکل انسٹر کے ہمراہ کر دی۔ جو گوڈ گاؤہ وغیرہ کی طرف سے بہت سے انگریزوں کو امن کے ساتھ قلعہ آگرہ میں پہنچائی اور پولیسکل اجنٹ کے عورت بچوں کو مہاراجہ نے محل میں پناہ دیکر آرام سے رکھا اس خیر خواہی کے عوض گورنر جنرل نے پرنس کوٹ قائم ہو دہلی کے آخری وظیفہ خوار بادشاہ سے ضبط ہوا راج کو عطا کیا۔ سمت ۱۹۱۲ء مطابق ۱۲۵۴ھ میں مہاراجہ نے جو دھوہ جا کر دو شادیاں کیں اور اسی برس شکوہ منور ملکہ مظلمہ کی طرف سے اول درجے کا تمغائی ستارہ (جی۔ سی۔ ایس۔ آئی) حاصل کیا۔ اسی سال سنڈت شیو دین مصاحب کے مرجانے سے مہاراجہ نے نواب فیض علی خاں فوج بخشی کو مصاحب اعلیٰ بنا کر اسکے ماتحت اول چار شخصوں اور پھر آٹھ شخصوں کی کونسل مقرر کی۔

سمت ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲۶۹ھ میں مہاراجہ نے چھوٹے مدرسے کے عوض بڑا کالج بنایا۔ سمت ۱۹۲۵ء کے قحط میں مہاراجہ نے غریبوں کی پرورش کر کے علاقے میں غنہ کا حصول یقین کر دیا۔ جس پر انگریزی سرکار نے انکی ذاتی سلامتی سترہ کے عوض انھیں نوپ کر دی۔ اسی سال یعنی ۱۲۷۵ھ میں انگریزی سرکار نے ہر جانہ محصول کار دہیہ دینا منظور کر کے اس کے بعد جیو پور اور جوہ پور سے ساخنہ کوٹے کوڑک پر اپنا بندہ سبست کر لیا۔ سمت ۱۹۲۷ء مطابق ۱۲۷۵ھ میں انگریزی سرکار سے نواب فیض علی خاں کو ممتاز اولہ خطاب اور سی۔ ایس۔ آئی کا تمغا ہوا اور وہ دو درجے کے بعد راج کوٹ کی خرابی کے سبب سرکاری طرف سے وہاں کا پولیسکل سپرنٹنڈنٹ مقرر ہو کر گیا اور کئی سال تک عہدگی سے انتظام کرنا رہا۔ لارڈ میو گورنر جنرل کے جزیرہ اٹمان میں جسکو عام لوگ کالا پانی کہتے ہیں ایک قیدی شیر خاں کے ہاتھ سے مارے جانے پر مہاراجہ کو جو انکا بڑا دوست تھا سونے سے ہوا اس لئے اس نے دلی محبت سے میو صاحب کی قد آدم برنجی نقودیر میو ہسپتال کے سامنے طبعیہ جوہر سے پر نصب کی جو عام فاضل بلوغ کے اندر قائم ہونے سے زیادہ خوشنما نظر آتی ہو اسی سال مہاراجہ نے آنکھ کی تکلیف سے شعلے جا کر مشہور ڈاکٹر گنارام سے قدرے (عمل جراحی) کرایا اور تندرست

ہو کر واپس آیا۔

سمت ۱۹۲۹ء مطابق سنہ ۱۸۷۳ء میں نواب فیض علی خاں دیوان نے جو چند روز بعد سر کے سیسے کی کامیابی کا مظاہر کر کے کاظم ہوا انہی عہدے سے استعفا دیا اور فتح سنگہ را بھٹو اسکی جگہ مقرر ہوا۔ سمت ۱۹۳۱ء مطابق سنہ ۱۸۷۵ء میں مہاراجہ جیو کئی برس پہلے نواب گورنر جنرل کی کونسل میں ممبر کے طور پر شریک رہ چکا تھا بڑے دوسے کو مہاراجہ کا گواہ کی تحقیقات کرنیوالی کمیشن میں ممبر کیا گیا جسکی نتیجے میں گانگوار سرکاری رزیڈنٹ کو زہر دلوانے کے الزام سے معزول کیا جا کر یونا بھیج دیا گیا۔ اسی سال اول لارڈ نارٹھ برک گورنر جنرل اور پھر بشا ہزادہ آئیڈ درڈ البرٹ صاحب و سید گلستان ہندوستان جیو میں شہریت لائے جسکی یادگار میں مہاراجہ نے ایک عالی شان مکان البرٹ بال تعمیر کرایا۔ سمت ۱۹۳۱ء مطابق سنہ ۱۸۷۵ء میں مہاراجہ کو ملکہ معظمہ کے شاہنشاہی لقب عطا کر کے پر خطاب شیر خاص لکھرائی قادی سلطانی انیس الوپ کر دی گئی۔

سمت ۱۹۳۴ء مطابق سنہ ۱۸۷۸ء میں مہاراجہ رام سنگہ دوسرے ذہنتوں کی بیماری سے ہتھال گیا وہ نہایت سادہ مزاج، رحمدل، دیان من، اپنی قول کا پابند اور بے تعصب رئیس تھا اگر نرائس اور ہندوستانی رئیس ہمیشہ اسکی ملاقات سے خوش دل اور شکر گزار رہتے تھے واصل سوامی جیننگ کے بعد راج جیو میں اس سے بہتر شخص کوئی نہیں گذرا اس مہاراجہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس لہو کنور قائم سنگہ لیسر وہ جاگیر دار کا چھوٹا بیٹا جو کچھ مدت سے آپس کی بھینگی کے سبب نواب ٹونک کے پاس جایا کر ایک محکمہ جاکسیر ریگنڈ کرتا تھا۔ جیو میں بلائے جانے کے بعد مادھو سنگہ دوم کے نام سے راج کا لٹاک بنایا گیا۔

مہاراجہ مادھو سنگہ دوم

یہ مہاراجہ ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوا تھا اور سمت ۱۹۳۴ء مطابق سنہ ۱۸۷۸ء میں گود لیا جا کر گدی بیٹھایا گیا شروع میں کونسل کی نگرانی پر ایک خاص پولیٹیکل انسٹرکٹیان ٹالبرٹ مقرر ہوا۔ اس کونسل میں دین اردکان تھے کونسل کے زمانے میں ریاست کے کاروبار نے نمایاں ترقی کی کچھ عرصے کے بعد سرکاری نگرانی ریاست کے کام سے اٹھالی گئی سمت ۱۹۳۲ء مطابق سنہ ۱۸۸۶ء میں مہاراجہ کے لئے اختیارات کا ضابطہ اور خلعت سرکار سے آگیا جسکی مہینہ پہلے لارڈ فرن گورنر جنرل

دورہ میں جیسپور کا احوال ملاحظہ فرما گئے تھے۔ دوسرے برس مہاراجہ نے لیڈمی ڈفرن فنڈ یعنی
 زمانہ ہسپتالوں کے چندے میں ایک لاکھ روپیہ اور ملکہ معظمہ کی جو بی بی یعنی پچاس سالہ حکمرانی کو
 یادگاری۔ کان کی تعمیر میں پچاس ہزار روپیہ دیا۔ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳۸۸ھ میں مہاراجہ کو انگریزی
 سرکار سے خطاب و تمغائے ستارہ ہند درجہ اول ملا اور ۱۹۰۱ء میں خطاب جی۔ سی۔ آئی۔ ای
 مرحمت ہوا جنوبی افریقہ کے فنڈ میں ایک مستبدہ رقم مہاراجہ نے دئی ۱۸۹۹ء دست ۱۹۰۰ء کے خط میں
 مہاراجہ نے اپنی رعایا کو کافی مدد دی اور بطور افتاحی اور ابتدائی امداد کے سولہ لاکھ روپیہ خرچ کیا
 اور شہنشاہی گورنمنٹ کی اعانت کے لئے ٹرنسپورٹ کو جس میں ایک سپرنٹنڈنٹ آفٹ انسپکٹر
 سوسیائٹ نان کمیشنڈ انسپکٹور جو ان ایک ہزار ایک سو چھتیس ٹو چار سو نوے گاڑیاں اور ۱۹
 تانکے شامل ہیں قائم کیا۔ رسالہ ایک انگریز انسر کی زیر نگرانی تھا اور ہمیشہ اپنی کام کیلئے آمادہ رہتا تھا
 چنانچہ دوسرے اشک و میدان جنگ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ مہاراجہ کی ابتداؤں میں نشینی و
 آخر تک ریاست نے انتظام تعمیرات عامہ میں ایک کروڑ تراسی لاکھ بالوں ہزار نو سو بیس روپیہ
 صرف کیا ہے جس سے ملک میں جا بجا پختہ و خام سڑکیں نکالی گئی ہیں اسپاسٹی کا انتظام نہایت
 وسعت سے کیا گیا ہے ریاست کی تعمیرات میں ایک قابضید غارت البرٹ ہال ہے جس کا بنیادی پھر رین
 آف ویلنے جو اب شہنشاہ معظم ہیں اس زمانے میں اپنی ماتحت سے رکھا تھا جب وہ ہندوستان کی تیسرے
 سیاحت کیلئے تشریف لائے تھے یہ ہال اس ریاست کا عجائب خانہ ہے جیسپور سوامی مادھو پور ریو
 کی بھی ایک شاخ ہے جس کا طویل شستر ہل ہے تعلیمات کا انتظام بھی قابل تعریف ہے خاص جیسپور میں
 تین کالج ہیں۔ مہاراجہ کالج سنسکرت کالج۔ اور نل کالج تعلیم نسواں کی غرض سے تین سکول
 ہیں سالانہ خرچ تعلیمات کا ترازوئے ہزار آٹھ سو اسی روپیہ ہے علاوہ ایو ہسپتال کو جا بجا ملک میں
 متعدد و شفا خانے ہیں اس میں چھیالیس ہزار سات سو اکتالیس روپے صرف ہوئے ہیں۔
 مہاراجہ نے کچھ عرصہ پہلے علیل تھا مگر چند ہفتے سے طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی آخر کار
 ممونیا سے انتقال ہو گیا۔ ساٹھ سال کی عمر تھی۔

انسوس ہو کہ مہاراجہ کی وفات سے ایک الیسا ہندو رئیس اٹھ گیا جو پرانی ضلع کا نائب تھا
 اور اسکے وقت میں نائبان ریاست مطلق العنان رہتے تھے جو وہاں راجہ زیادہ تر ریاست

میں اس لئے مداخلت نہیں کرتا تھا کہ صاحب اعلیٰ کا کام نائب گورنمنٹ اور دیوانی فوجداری اور عوامی مال وغیرہ نہیں تمام عدالتوں کا پہل ہوتا ہے کونسل کے ماتحت ہیں اور راج کے ہر پرگنہ میں ایک ناظم اور اس کے ماتحت چند نقاد دار نہ ہیں۔

مہاراجہ مان سنگھ

۹ ستمبر کو چھوڑ دیں آج پھانی مہاراجہ کی جگہ سند نشین ہوئے انکی عمر ۱۳ سال کی ہے انکو مہاراجہ ستونی نے اپنی وفات سے ایک سال قبل متبنی کیا تھا۔

استحقاق سند نشینی چلیپور

راج چلیپور کی سند نشینی کا استحقاق راجا دت سنگھ میں ہے کیونکہ اچا دونوں کا خاندان بڑا ہے اور سند کرنے والے واسطے اس شخص کی کثرت موجود ہیں اگرچہ راجا دت کا لقب پر پھانی راج کے خلع کلان کی اولاد کو مخصوص ہے اور چھوٹے بیٹوں کی اولاد کو بھڑی دار ہے مگر بعض اوقات یہ سب راجا دت کہلاتے ہیں جھلائے کا رئیس راجا دت سردار ہی جو مہاراجہ چلیپور کے خاندان میں بہت قریب رشتہ دار ہے جھلائے ایک قصبہ ہے اور یہاں قلعہ بھی ہے اور یہ مقام راستہ نصیر آباد و گولیا پر نصیر آباد سے ۲۰ میل شرق میں ہے۔ اول متبنی ہوئے کلاں جھلائے والوں کو ہے کہ یہ جگت سنگھ خلع مان سنگھ کی اولاد میں ہیں دوم مان سنگھ کے مسادی الدر جہ سرداروں کو ہے جنہیں جہ لائے وہ بہت سنگت و دھولہ و بھار مل داخل ہیں تیسرے سو رسنگھ و مادھو سنگھ کی اولاد بڑی کی اولاد سمجھی جاتی ہے اور سپران پر پھانی راج کی اولاد اس سے بہت دور سمجھی جاتی ہے۔

فصل شہزادانی کے بار میں

یہ پور کا شمالی مغربی علاقہ بالکل ریگستان ہے جہاں سال بھر میں ایک فصل بارش کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور کنوئیں بہت کم ہیں اور پانی اتنے غمق پر ہو کہ ان سے آبپاشی نہیں ہو سکتی ہے اخیر چاہ کا خرچ پانچ ہزار روپے سے آٹھ ہزار روپے تک ہے کنوئوں کو بڑے غمق پر عرف کرنا پڑتا ہے اور چونکہ ان کے اندر پانی سوت سے نہیں نکلتا ہے گہری میں چھن کر آتا ہے اس واسطے بھی مزدور ہے کہ جو من مٹا ہونے کی غرض سے انکا محیط وسیع تر ہو علاوہ اسکے بہت کھنڈی

کا بھی خطرہ رہتا ہے جس کنویں میں ریت نکلتا ہے وہ چھوڑ دیا جاتا ہے چنانچہ قصبوں اور دیہات کے قریب اکثر کنوؤں کی کوٹھیاں شکل میں موجود ہیں۔ جب کنواں بہہ وجوہ تیار ہوتا ہے اس سے فائدہ بھی بہت ہوتا ہے گرد و پیش کے دیہات کے مویشی پانی پینے کو آتے ہیں۔ ان پر محصول لیا جاتا ہے خشک موسموں میں مویشی ان کے قریب جوار میں رکتے جاتے ہیں اور وہاں کی پھیکاہوں کی بھی قدر زیادہ ہو جاتی ہے۔ جہاں کنواں ہوتا ہے وہاں ہی آبادی زیادہ ہوتی ہے اسی وجہ سے دیہات بڑے فاصلے پر ہیں جہاں زمین میں کنگر کی شہ نکلتی ہے وہیں گلاب آباد ہو جاتا ہے۔

شیخاوانی زراعت کا ملک نہیں ہے سالنام میں یکا فصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بھی نہیں ہوتی ملک ریت کے ٹیلوں سے بھرا ہوا اس میں صرف آگ اور بھوک پیدا ہوتی ہیں بھوک ایک بے برگ درخت ہوتا ہوا اسکے پھولوں کو آدمی کھاتے ہیں شاخوں سے اونٹوں کو تھمہ چاہتا ہوا اور اسکی جڑ سے کز میں ہیں۔ دھنگ چیلنی ہے جلا کر کٹے بناتے ہیں کہ جلائے کے کام آتے ہیں مقدم پیداوار جوار باجرہ مونگ اور مونگہ کی ہے۔ ریت کے ٹیلوں کو بڑی لموں سے بندھ کر اونٹوں کے کاشت کرتے ہیں جس سال بارش کثرت سے ہوتی ہے اس قدر پیداوار ہوتا ہے کہ زمین راچی طرح خرچ کر لیں تب بھی مویشیوں کے واسطے بہت بچ رہتا ہے مگر اچھی بارش کم ہوتی ہے جو خفیف بارش زراعت کی بالیدگی اور ریت کو اڑنے سے باز رکھنے کے واسطی کافی نہیں ہوتی اور بارش کثرت سے ہوتی ہے تب ریت اڑ کر زراعت کو دبا لیتا ہے۔

آئمبر کے بادھویں راجہ اوسکرن کے پوتے یعنی موکل جی کے بیٹے شیخ جی کچھواہہ کے نام سے یہ ملک شیخاوانی کہلاتا ہے کیونکہ اسکی اولاد وہاں بڑی تعداد میں آباد ہے۔ شیخاوانوں سے پہلے اس علاقے پر قائم خانیوں کا قبضہ تھا جو جوہان نسل میں سے مسلمان ہو گئے ہیں۔ راجہ اوسکرن جس نے قائم خانیوں کو تابع کیا تھا اسکے پوتے موکل جی نے اولاد ہونے کے لئے ایک مسلمان خیر شیخ بربان الدین کی بہت خدمت کی جو خراساں وغیرہ کی طرف سے اس دیر لائے میں آکر ہاتھ جو جب موکل جی کے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اسکی پیدائش شیخ بربان کی دعا سے حیاں کی گئی۔ تو لڑکے کا نام شیخا یا شیخ جی رکھا گیا اور شیخ کی ہدایتوں کے موافق بہت سی اسلامی رسمیں

اختیار کر لی گئیں جن پر اب تک عمل چلا آتا ہے شیخاوت ہند دیوتاؤں کی طرح مسلمانوں کے پیغمبر
اور پیروں کی پوجا کرتے ہیں۔ پنجہ پیاہوئے پر کلمہ پڑھاتے ہیں کھانے کے لئے کچھ سے اسلامی طور پر
ذبح کراتے ہیں۔ سوڑ کا گوشت بالکل نہیں کھاتے۔ شیخ بزبان کے مرنے کے بعد انکی قبر پر عمدہ
عمارت بنائی گئی جسکی تعظیم و زیارت کا رواج ہو گیا شیخاوت لوگ کچھواہوں کی ہر ایک شاخ پر
نقد اور میں زیادہ اور محنت کشی میں بڑھ کر ہیں کھیتی باڑی سیکر۔ اور کھنڈیلہ کے راجہ اور منہور
وغیرہ کے جاگیردار شیخ جی کی نامور اولاد میں سے مانے جاتے ہیں۔ شیخاوت جو اپنی رنگستانی خاصیت
کے سبب کل کچھواہوں میں زبردست ہیں۔ ان میں سے بادشاہ اکبر اور جہانگیر وغیرہ کے
عہد میں راجہ گردھر۔ راؤ منہور داس اور رائے ستال درباری نے بڑی عزت
اور ناموری حاصل کی تھی۔

شیخاوتوں میں راجگان کھنڈیلہ پنہور شاعلی راجہ گردھر کے نام سے گردھر جی کہلاتے
ہیں اگرچہ وہاں پانچ یعنی حصص صرف دو ہیں اور ہر ایک میں علیحدہ راجہ ہے مگر اس خاندان میں
جیتے آدمی غریب یا امیر میں سب بلقب راجہ معروف ہیں تا جیکہ جو اندلاس و کم ہستی آدمی ہی
مزدوری کرتے ہیں وہ بھی راجہ کہلاتے ہیں اور اس نواح میں ایک عام متولہ ہے کہ گردھر
جی کے سب راجہ۔

منہور اور کاراؤ قدیم سردار اور دہلی رقبہ پر گرجانات کل شیخاوتوں کے کہنا جگہ ان میں راؤ
منہور اور چاگیر دار ہی کہتے سوائے راج میں تو کرمی کرتا ہے سیکر کا سردار بلقب راؤ راجہ منہور
ہے اس کے علاقے میں خاص سیکر اور رام گڑھ و بھمن گڑھ و فقیر وغیرہ قصبات دو تہ مند
ساہوکاروں کی آبادی کے ہیں اور اس کے بھائی بھٹوں میں سو چند بھٹا کچھ بھٹوٹھ۔ یا ٹوٹھ اور
شیام گڑھ وغیرہ کہتے زبردست ہیں چنانچہ بھٹا کر ڈوگر عرف ڈوگ جی جس نے بارہ تھیلہ یعنی باٹی
ہو کر چند نگینے دارالوق کا تذکرہ کیا تھا اور گرفتار ہو کر آگرے کے قیل خانے میں قید ہوا اور اس
کا بھتیجا جو اس کے چلیا نہ توڑ کر اسے قتل کر دیا موضع بھٹوٹھ علاقہ سیکر کا رہنے والا تھا اس ڈنگ جی
کا قصہ بابا لاگ راجہ تانے میں ملے پھرتے ہیں۔ شیخ جی کے وقت سے اب تک شیخاوت
بہت بڑھ گئے ہیں۔ محمد شاہ کے وقت میں دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے سے بہار راجہ

سوائی جھنگ نے شیخا دتوں کی قوت کم کرنے کیلئے انکی خانگی نزاع کو موقع غنیمت سمجھ کر سر
بٹا کر کہہ جانے کے بعد یہ دستور جاری کیا کہ جب کوئی بھاگمیر تاشکی اولاد جائیداد کو برابر حصوں
میں تقسیم کر لیتی صرف سیکر اور کھیتیری کی ریاستیں اس خلیل انداز تقسیم سے بچ رہیں سیکر میں جس
چھوٹے بھائی نے دعویٰ کیا اسی کو مار ڈالا اور کھیتیری میں کسی راجہ کے ایک سے زیادہ لڑکا
میدانہ ہوا۔ اس تقسیم سے شیخا دتوں کی خود مختاری جاتی رہی اور انکی طاقت ٹوٹ گئی اور آپس کے
جھگڑوں میں مدد اور فریاد کے لئے چیمپور کے دوسرے سرداروں کی طرح وہاں کا ماتحت ہونا
پڑا ہر ایک قصبہ ہر ایک گاؤں ہر ایک گھر ہر ایک کھیت براہ تقسیم ہوتا جاتا ہے سلطانہ گانگیا سر
کھیالی اور ٹائیلین وغیرہ دیہات میں اتنے بھاگمیر کہ ہر ایک کے حصے میں صرف چند سیر
اراضی ہے۔

شیخا دتوں میں سب سے بڑا گروہ جو شیخا دالی کے بڑے حصے پر متبدا و کثیر پھیل ہوا ہے
سادول سنگہ والوں کا ہر ان کے بزرگوں قائم خانی نواب سے فتح کر کے چھوٹھوں پر قبضہ
کیا تھا اس خاندان میں اول نامور شخص اور کل بھاگمیر کا مورث اعلیٰ سادول سنگہ تھا اسکو
پانچ بیٹے ہوئے کشن سنگہ۔ نول سنگہ۔ زور اور سنگہ کیسری سنگہ اور اکھے سنگہ ان میں سے
اکھے سنگہ لا دل رہا۔ باقی چاروں نے اور اسی طرح انکی اولاد نے ملک موروثی مساوی حصوں
میں تقسیم کیا کہ اس طرح اوقات مختلفہ پر سپاد۔ سورج گڑھ۔ نو گڑھ۔ منڈا دہ۔ ڈونڈو دہ۔ مل
سمیر۔ منڈرلیہ۔ اسمیلیل پور۔ جھوڑہ۔ پر سرام پورہ۔ دیوارا داس۔ چندانہ۔ ہیرہ
بدن گڑھ۔ ڈومرہ۔ گانگیا۔ ٹائیلین اور سلطانیہ بیسیوں جائیداد ہو گئیں۔ اور ان میں سے بھی
اکثر میں دو چار اور بعض بعض میں تیس حصے دار ہو گئے ہر ایک کی مختلف آمدنی ہے
ڈونڈو۔ سورج گڑھ۔ نول گڑھ اور منڈا دہ وغیرہ بیس میں تیس ہزار اور غایت
درجہ لمبا دلی ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ہے اس میں سے ہر ایک حسب حصہ حیثیت اپنی
خراج دیتا ہے پرانی قوارنج کے مطابق سیکر اور کھیتیری کی آمدنی چار چار لاکھ اور شیخا دانی
کی پندرہ لاکھ روپیہ سمجھی جاتی ہے جس میں سے تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب راج چیمپور کو خراج
وصول ہوتا ہے اس علاقے کا سرحدہ م قصبہ چھوٹھوں پندرہ ہزار آدمیوں کی آبادی

ہے جس میں سب کا حصہ ہوا اور راج کا نام بھی وہیں قیام رکھتا ہے۔
 علاوہ صاحب جائیداد شیخ و قس کے انھی چند شاخیں ایسی ہیں کہ کچھ آمدنی نہیں کھینچیں۔
 صرف چند دیہات میں بکثرت آباد ہیں ان میں بڑا گروہ سلہدی والوں کا ہے کہ انکا اڈل بزرگ
 سلہدی سنگھ بھاکر ساوول سنگھ کا بھائی تھا مگر اپنی کوٹہ اندیشی اور تند مزاجی سے شریک
 جائیداد نہ ہو سکا اسکی اولاد کبھی زور نہ جاکھل۔ بنگلی۔ موہن داڑی۔ کھرب۔ دیوتہ اور چھاروڑہ
 وغیرہ سات دیہات میں رہتی ہے اور راج چھپوڑ یا بھاکران ساوول سنگھ کی نوکری
 کر کے درج منشیٹ پیدا کرتی ہے۔

کل شیخادت جو کچھو ہوں کی ایک شاخ ہیں اور راجادت جو مہاراجہ چھپوڑ کے ہم قوم برادر
 ہیں خراج کے سوا نوکری دینی کے پابند نہیں ہیں دوسرے جاگیردار جن سے خراج نہیں لیا جاتا۔
 انکو چاکری میں حاضر رہنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

راجپوتوں کے سوا شیخادانی میں اور خصوصاً کھٹیری میں شمال مشرقی حصے میں ایک اور
 قوم بہت قدیموں کی ہے راج چھپوڑ میں قلعہ اور خزانوں کے محافظ ہونے کے سبب سو مینوں کا
 بہت زور ہے۔ انھی شاخیں کل ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ البتہ یہ لوگ بہت دیر اندازی میں ملندے
 دیوار کے کھیراڑ کے مینوں سے کمتر ہیں مگر چوری اور دور دور کی ڈاکہ زنی وغیرہ نوکری کی مہات
 و تدبیروں میں ان سے فانی ہیں۔

کھٹیری

اس منظر ریاست کا قلعہ سرکار انگریزی سے بہت بدلتا رہا ہے ۱۸۵۳ء میں
 راجہ اچو سنگھ بالی کھٹیری لارڈ لیک کے شامل ہوا تھا اور کھٹیری خود اختیار ریاست متفقہ
 ہو کر اس سے معاہدہ ہوا کہ اگر سرکار انگریزی اور چھپوڑ کے درمیان نا اتفاقی رہی تو کھٹیری سرکار
 انگریزی کی طرف متوجہ جنگ عرصہ کے زمانے میں راجہ نے اپنا ملک اور فوج سرکار کو سپرد
 کر دی اور اپنے بھائی کو راج چھپوڑ سواروں کے جنرل ٹوٹ سین کے ساتھ ہم کرات پر بھیجا
 چنانچہ راجپوت جنرل کی ضرورت کے وقت دریائے چمبل کے کنارے پر لڑ کر فتح اپنی انسر کے
 ماتے لئے اس جن خدمت کے جلد وہیں لارڈ لیک نے راجہ کھٹیری کو پرگنہ کوٹ پٹی لائی ہزار

روپیہ سالانہ جمع کا عطا کیا راجہ کھٹیر می کے پاس اس پر گئے کے علاوہ اور ملک بھی جو جن کی بابت ریاست جلیپور کو خرارج دیتا ہو راجہ کے تمام علاقے کی آمدنی چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے ریاست کھٹیر می باعتبار پرگنہ کوٹ پتلی عطیہ سرکار انگریزی ریڈیسنسی جلیپور سے متعلق ہے اور ویسے یہ ریاست ماتحت راج جلیپور ہے کھٹیر می میں تانبے کی کانیں بہت ہیں مگر بد نظمی سے کانیں اوکھنڈا لی خراب ہو رہی ہیں۔ سابق میں ان کے میں گھر تھے اب ایک بھی نہیں رہا ہے ان میں تانہ نزع ہوا تھا اور راجہ کی عدم موجودگی سے فیصلے کی امید نہ تھی اور کالوں میں محنت کرنے سے کچھ فائدہ نہ ملا جو چھوڑ کر چلے گئے بڑی کانوں کے اجراء میں سب سے زیادہ پانی نکلنے کی شکل ہے اقول نو دھات کی صفائی کے واسطے جلانے کی لکڑیوں میں نمی دگرانی ہے۔ دوسرے اس کے گلے کی دیگر مشکلات ہیں۔

کوٹ پتلی دراصل تو رادانی میں ہے مگر کھٹیر می سے متعلق ہو چکی وجہ سے شیخا دانی میں سمجھا جاتا ہے کوٹ یعنی قلعہ اور اس کے قریب موضع پتلی ہے۔ دو نقطوں سے کوٹ پتلی مرکب ہوا ہے انیسویں صدی کے شروع میں یہ قلعہ بہت مستحکم تھا اس پر مرہٹے قابض تھے لارڈ لیک نے انگو بید غل کر کے قلعہ مع پرگنہ راجہ کھٹیر می کو دیدیا۔

سیکر

شیخا دانی کی ایک ریاست کا صدر سردار صاحب نے راجہ سیکر کی آمدنی نقد راجہ لاکھ روپیہ سالانہ کی لکھی ہے مگر یہ اندازہ اسکا صحیح نہیں ہے رئیس کی آمدنی چار پارچے لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور چالیس ہزار روپیہ راج جلیپور میں خرارج دیتا ہے شہنشاہ میں انگریزی خرارج لگتی۔ تب سی کر یا مقابلہ خالی ہو گیا تھا۔

۱۸۴۶ء میں سیکر میں بہت پر خطر فساد ہوا رام پرتاپ سنگھ ولد راجہ بھجن سنگھ نے قبل وفات اپنے اسی ہزار روپے سالانہ کی جاگیر میں اپنے تین کنیرک زاد لوگوں اور ایک لے پالک رام سنگھ کو دی تھیں۔ چوگڑہ برس تک وہ قابض رہا جب ۱۸۴۷ء میں سرکار نے اس ملک کا انتظام کیا تب بھی کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ راجہ پرتاپ سنگھ فریاست سیکر میں اتنا ملک ہونے کی کرنل سندرنیڈ سے شکایت کی حسب اجازت صاحب لارڈ لیک نے

اُنکے بے دخل کر نیک حکم دیا جے پور کی فوج پولیسکل ایجنٹ کے ساتھ سنگراوت کے محلے میں فوج
سیکر کی مدد کے واسطے گئی غرض تہا سنگراوت کا محاصرہ رات آخر کار فتح ہوا راؤ راجہ نے پاٹوہ
دھچھوٹھ پور مسکن ڈوڈ گرو سنگھ و جواہر سنگھ بھوپال سنگھ میں فوج کشی کی۔ ٹھکانہ ان مذکور راؤ راجہ کے
بھائی ہیں مگر انھوں نے کنیزک زاد بھائیوں کی مدد کی تھی۔ ڈوڈ گرو سنگھ جو فوج شیخاواٹی میں سالہ دار
رہا تھا ساہوکار متھرا کی لڑکی کو لے جانے کی غرض سے اس کے گھر پر چلے گئے جسے جرم میں اداں آگری
کے جیل خانے میں قید ہوا تھا جواہر سنگھ بھوپال سنگھ کو بھٹوٹھ چھوٹ جانے کی وجہ سے بار دھچھوٹھ
تھے آگرے کے جیل خانے پر یکایک حملہ کر کے ڈوڈ گرو سنگھ کو نکال لے گئے ان سرکش لوگوں نے ملک کو
تاخت و تاراج کیا اور نصیر آباد کے خزانے میں بہرہ والوں کو مار کر ۵۲ ہزار روپیہ کھپور و زقتیم
تخاؤ کے واسطے آیا معاوضہ لے گئے انجا مکار ڈوڈ گرو سنگھ علاقہ جودھپور میں گرفتار ہو کر وہیں کی پاست
کے سپرد ہوا۔ جواہر سنگھ کی تحقیقات ہوئی مگر شہادت کامل نہ ہونے کی وجہ سے رہائی پا کر علاقہ
بیکانیر میں بناد پڑا اور ۱۸۵۸ء میں مع بھوپال سنگھ اور کنیزک زاد بھائیوں کے سیکر
میں مسکن گزرا۔

۱۸۵۸ء میں راؤ راجہ پرتاب سنگھ سیکر والا لا دلہ مر گیا۔ بھیروں سنگھ نامی بھروسہ میں
دعویٰ دار مسند پیدا ہوا۔ راؤ راجہ بھیروں سنگھ کے انتقال پر اُسکی رانی میسرتنی جی حاملہ تھی اس کے
میکے میں بمقام گھانے راؤ اُس سے بھیروں سنگھ پیدا ہوا تھا اصل کی نسبت سب کو اعتراض
تھا اور راجہ پرتاب سنگھ نے اپنی حیات میں بھیروں سنگھ کو کبھی اپنا بھائی قبول نہیں کیا تھا
اس کا سبب فرق ثانی نے یہ بیان کیا کہ اگر راجہ پرتاب سنگھ قبول کر لیتا تو حسب رواج
شیخاواٹی سیکر کا آدھا علاقہ دینا پڑتا سر داران شیخاواٹی سیکر میں جمع ہوئے اور سب نے
ملکہ بھیروں سنگھ کے حق میں رائے دی کہ وہ مسند نشین ہوا مگر اسکی اصلیت میں بدت
تک سب کو شبہ رہا۔

۱۸۶۲ء کو سیکر میں راؤ راجہ بھیروں سنگھ کا انتقال ہوا چند مہینوں
سے بیمار تھا اس واسطے راجہ بھیروں نے پیشتر سے انتظام عدم ارتکاب واردات کر دیا تھا۔
ٹھکانہ بدھ سنگھ سر دیری کا لڑکا مادھو سنگھ مینے ہو کر مسند نشین ہوا سیکر کے سب لوگ

اس سے رضامند تھی اور کل رشتہ داران و برادران اہلکاران راج چیمپور کی موجودگی میں بگڑی
 بندھی مسند نشینی کے وقت اس کی عمر پانچ سال کی تھی بھٹاکر شیام سنگھ ایک جدی خاندان سیکر
 نے دعوت مسند نشینی کیا تھا مگر پیش نہ کیا مہاراجہ چیمپور کا اس ریاست پر عرصے تک عتاب
 رہا اور راج سے رئیس کی مسند نشینی منظور نہیں ہوئی وجہ یہ کہ اگرچہ باد صفت عزرات و اشتباہ
 اکثر عرصہ مند اور دھوپدار لوگوں کے مہاراجہ نے مادھو سنگھ کے غبتے ہوئے پر کچھ اعتراض نہیں
 کیا تھا مگر وجہ سر پرست ہونے کے نذرانہ مسند نشینی لینا چاہتا تھا سیکر والوں نے اول بھجوالہ
 دستور قدیم اپنی ریاست و راج ملک کے اس کے ادا کرنے میں عذر کیا تھا۔ مگر
 آخر کار جب مہاراجہ نے باجرائے اشتہار عام اپنی کل ذابین رئیس و جاگیرداروں
 سے نذرانہ مسند نشینی لینے کا عام قاعدہ جاری کر دیا تو مکند سنگھ منتظم سیکر نے
 بھی منظور کر لیا اور پونے دو لاکھ دو سو پیدہ نذرانہ تین قسطوں میں ادا ہونا قرار پا کر اپریل ۱۸۶۹ء
 میں رئیس کی مسند نشینی منظور ہوئی۔

باؤ

یہ ٹھکانہ جھوجھینوں سے ۲۲ میل شمال مغرب میں ہے یہاں نذرانہ مسند نشینی
 چند سنگھ کی مسند نشینی و تہنیت پر بعد چالیس ہزار روپیہ قرار پایا تھا۔ یہاں کا
 جاگیردار بھٹاکر کہلاتا ہے۔

راج چلیپور کے کچھواہہ سرداروں کا نقشہ
 مع تعداد جائگہ بموجب ریگھو و تعداد اسپان و معافی و ماتحت
 سرداران وغیرہ

بموجب نقشہ مرتبہ کرنل وک				دوسرے نقشوں سے			
نمبر	نام شریف	سرکار راج	نام جائگہ	تعداد	سرکار راج	نام جائگہ	تعداد
۱	پورن پوت	نیمری	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۲۱۲۰۰	۲۵	۴
۲	پچانیوت	پچاپن	۱۸۰۰۰	۲۵۰۰۰	۳۲۲۰۰	۶۲	۸
۳	ناتھادوت	ناتھو	۴۰۰۰۰	۲۲۰۰۰	۴۱۶۲۵۲	۴۸۳	۵۸۳
۴	ناتھادوت	سورت	۲۲۰۰۰	۲۲۰۰۰	۵۶۲۴۲	۱۲۳	۱۵
۵	کھنگاروت	کھنگاپور	۵۰۰۰۰	۲۲	۵۲۱۳۳۸	۲۳۳	۱۶۰
۶	راجادوت	چندلائی	۲۰۰۰۰	۱۴	۳۲۱۳۳۵	۴۱۲	۱۱۳

۷	ملیحه درودت	ملیحه در	اچر دل	۲۹۰۰۰	۲۱	۱۳۰۰۰۰	۱۳۹۰۰	۱۹	۱۶	۸۲
۸	کلیات	کلیات	رتوا	۲۵۰۰۰	۱۹	۲۲۵۰۰۰	۱۹۴۲۹۵	۳۳۵	۳۶	۲۹۱
۹	چتر سبوت	چتر سبج	بگرد	۴۰۰۰۰	۶	۱۰۰۰۰۰	۸۳۵۰۳	۱۲۹	۲۰	۱۲۹
۱۰	گوگات		دونی	۵۰۰۰۰	۱۳	۱۴۸۰۰۰	۵۱۱۶۱	۱۲۱	۴۰	۸۱
۱۱	کھیانی		پن کھو	۲۱۰۰۰	۲	۲۲۰۰۰۰	۳۸۵۳۲	۵۰	۱۳	۳۵
۱۲	کم پادش		مبار	۲۸۰۰۰	۶	۳۱۰۰۰۰	۲۹۵۶۲	۲۳	۸	۳۶
۱۳	شیورن پشته	سورت یا سورن	نیدر	۱۰۰۰۰	۳	۵۰۰۰۰	۱۵۵۱۰۶	۲۵۲	۴۲	۲۱۳
۱۴	بن بیر پشته	بن بیر	پاش کوه	۱۹۰۰۰	۳	۲۶۶۰۰	۲۲۲۵۵	۵۲	۸	۴۴
۱۵	زردکا		ان یار	۲۰۰۰۰۰	۶	۲۰۰۰۰۰	۱۴۴۴۴۶	۲۶۶	۳۶	۲۴۰
۱۶	بانگات		نودان	۱۵۰۰۰	۴	۲۵۰۰۰	۲۵۰۴۰	۶۵	۴	۶۱
	میزان			۲۶۰۰۰	۳۶	۲۱۹۲۸۳۲				

دوسرے جاگیر آران راج جلیپور

پتہ	نام شاخ	تعداد جاگیر جو بیکم	تعداد اپن ٹیکم	مسانی	باقی نوکری والے
۱	کھجواہ	۳۱۰۰	۶	۱	۵
۲	راٹھور	۲۲۳۵۶	۳۲۳	۶۰	۲۶۳
۳	شیخو دت	۱۱۰۳۸۹	۲۵۵	۳۲	۲۲۳
۴	سوامی روپ	۱۲۸۰۰	۲۴	۲	۲۲
۵	برہم	۲۰۴۰۰	۵۹	۸	۵۱
۶	گرو	۱۶۰۰۰	۷	۲	
۷	چندو دت	۱۲۲۹۱	۲۳	۹	۱۵
۸	بادون	۴۵۰۰	۹	۱	۸
۹	احمد دت	۲۵۵۶۱	۳۶	۱	۳۵
۱۰	پرو	۸۱	۲	۲	

سیر	مہ	شاخ	تعداد جاگیر بر حسب	تعداد اسپان جو سیکہ	معانی	باقی نوکری والے
۱۱		راندت	۱۹۲۰۰	۱۷	۲	۰
۱۲		چوہان	۲۱۶۲۰	۳۷	۳	۳۴
۱۳		بالا پور	۵۴۲۰۰	۹۷	۷	۹۰
۱۴		سیکر وال	۴۰۹۵۰	۹	۱	۸
۱۵		راجپوتہ کا	۸۴۱	۱	۱	۰
۱۶		ہمیر دے کا	۵۳۵۳۵	۱۳۹	۱۵	۱۲۴
۱۷		ہاڈہ	۴۴۲۵	۴	۴	۰
۱۸		ادگرادت	۲۲۰۰	۲	۲	۰

نوٹ

آج کل کوٹھری کا لفظ بے پوری کسی جاگیر پر استعمال نہیں پاتا۔ سب
ٹھکانے کہلاتے ہیں۔ کوٹھری کا لفظ الور کے جاگیر داروں پر اطلاق پاتا ہے۔

فصل

تاریخ اور جغرافیہ

اور گونیشہ مشرقی شمالی راجپوتانہ میں آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے کہ درمیان خطوط عرض بل شمالی ۲۴ درجہ ۴۴ دقیقہ اور ۲۸ درجہ ۱۲ دقیقہ اور خطوط طول بل مشرقی ۷۹ درجہ ۴۴ دقیقہ اور ۸۴ درجہ ۴۴ دقیقہ کے واقع ہے۔ اس کے شمال میں سرکاری ضلع گونڈا گاؤہ اور کوٹ قائم علاقہ جیپور مغرب میں ناہچہ۔ پٹیلہ اور جیپور کا علاقہ۔ جنوب میں راج جیپور اور مشرق میں بھرت پور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کی نباتی شمال سے جنوب کو آنتی میل اور چوڑائی یورپ سے پنجم کو سینٹھ میل رقبہ تین ہزار ایک سو اکتالیس میل مربع۔ آبادی ۵۰۰۰۰۔ آدمی سالانہ آمدنی میں لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل چار ہزار بیان کی جاتی تھی۔ لیکن اس وقت آمدنی میں اضافہ ہو کر ۹۷۴۹۹۴۷۔ روپیہ کو نسبت شیعہ گئی ہے۔

اس ریاست کا علاقہ پوربی حصہ کے سوا اکثر ہارمی ہے جس میں زراعت کے لائق ہر جگہ پیداوار تہوار زمین بھی پائی جاتی ہے تمام علاقے میں دوندیوں موٹگانہ اور ساجی نام میں سے پہلی ہمیشہ کم و زیادہ جاری رہتی ہے اور دوسری برسات کے سوا اور موسم میں نہیں بہتی یہاں کا علاقہ اگرچہ عام طور پر دوندھار کی شاخ کہلاتا ہے لیکن اس زمانے میں چار علیہ ناموں سے مشہور ہے ایک دھونڈھار جس میں بالاکھیرہ۔ راجلڑہ۔ راج پور۔ اور پٹیلہ پرگنی ہیں دوسرا نیہڑہ جس میں بھٹانہ غازی۔ پرنا ب گڑھ۔ عجوب گڑھ اور بلہ گڑھ پرگنی ہیں تیسرا راجلڑہ جس میں ماڈن۔ شیردہ۔ بھرڈ۔ منڈ اور کرنی کوٹ نمبرانہ۔ ہر سورہ۔ جیندہ ولی۔ تار پور حاجی پور بمبر پور۔ بالسنور۔ اور رام نگر پرگنی ہیں چوتھا میوات جس میں خاص اور۔ راجلڑہ۔ بہادر پور۔ گوہند گڑھ۔ میل کھیرہ۔ کشن گڑھ۔ اسماعیل پور۔ ستارہ اور پوگڑہ پرگنی ہیں سب علاقے میں انتظامی غرض سے بارہ تحصیلیں مقرر کی گئی ہیں۔

قوم میو۔ اور خانزادہ وغیرہ

میوات کے علاقے میں ایک قوم میو کے لوگ زیادہ رہتے ہیں۔ جو کسی تعلق وغیرہ بادشاہ کے عہد میں ہندوؤں سے مسلمان بنائے گئے ہیں انکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ راجپوت اور مہیوں سے ملکر پیدا ہوئے۔ جاٹ اور گوجروں کی طرح وہ بھی اکثر چری۔ غارگری اور کھیتی سے گذرتے ہیں۔ میوات کے پرگنہ تجارا میں جو الور سے تیس میل شمال میں ہے ایک قوم خانزادہ نام قدیم سے آباد ہیں جو چند رہنسی سری کرشن کی جادو و نسل میں سے بیان کیا جاتا ہے سری کرشن کی بارہویں پشت میں ایک شخص تھن پال تھا جس نے شہر میانہ کے قریب قلعہ تھن گڑھ بنایا ۹۲ھ میں شہاب الدین غوری نے یہ قلعہ فتح کر کے بہاء الدین طغرل کو دیدیا تھن پال کا بیٹا باند پال بدستگاہ ادھر ادھر مارا پھر آخر کار اس نے سنہ ۱۱۶۳ھ میں اجمان گڑھ آباد کیا اسکے بعد بیٹا اسکا انتی پال جانشین ہوا انتی پال کا بیٹا ادھان پال ہوا اور ادھان پال کا بیٹا السراج ہوا۔ السراج کے چند بیٹے تھے ان میں سے لکھن پال سپر السراج کے دو بیٹے سانپر پال اور شیو پال ہوئے یہ دونوں فیروز شاہ کے عہد میں مسلمان ہو گئے ان کے مسلمان ہونے کے باب میں دو قول ہیں ایک یہ کہ رغبت دلی سے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ غارتگری کی سنانیں تل کی مستحق ہوئے پھر مسلمان ہو کر جان بری ہوئی۔ خان زادوں کا بیان ہے کہ ہمارے بزرگوں کو خان جادو کا خطاب ملا تھا عوام غلطی سے خانزادہ کہنے لگے لیکن محققین کا گروہ اس پر ہے کہ اسلام کے بعد بادشاہ نے انکو خان زاد کا خطاب دیا تھا جو عزت کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور جو کوئی معزز ہندو مسلمان ہوتا تھا وہ خان زاد شاہی کہلاتا تھا۔ یہ صورت سانپر پال ایک شیر کو مارنے کی وجہ سے ناہر ہوا اور خطاب سے مخاطب ہوا اور شیو پال چھوٹا کہلا یا شیو پال کے نو بیٹوں میں سے ملک علاء الدین نامی کی اولاد زیادہ پھیلی اور ان خانزادوں کا کتابوں میں سلسلہ زیادہ مذکور ہے۔ ان دونوں صورتوں میں وہ تو مسلم چند رہنسی راجپوت ثابت ہوئے ہیں جنکی رشتہ داری اکثر شریف لوگوں اور اہل قوموں سے ہوتی ہے جو چوہان وغیرہ قوم میں سے مسلمان ہونے کے بعد الور اور دہریانے کے علاقے میں رانگر کہلاتے ہیں۔ خان زادے لوگ چار پائینو برس سے اکثر نامور چلے آتے ہیں لو اب حسن پور جو میوات کی حکومت کے سبب فارسی کی تاریخوں میں حسن خاں میواتی کے نام سے مشہور ہے

اور جہاں بادشاہ کے مقابلے پر ناما سنگا کے ہمراہ دس سو سوار بھیجا کر آگیا تھا اور جسکی سبلی سے اکبر کے وزیر پریم خاں کا بیٹا عظیم الدین خاں خاناں سپاہ سالار پیدا ہوا تھا اسی خاندان قوم میں سے مانجہاہتہ عہدہ شاہ جہاں میں فیروز خاں خاندان سے سے رسوخ چال کر کے خطاب لائے پایا اور شاہ آباد کو آباد کیا۔ سو ڈیڑھ سو برس کے قریب سے جاگیر سکھت جاتی رہی کے سبب وہ انگریزی سواروں وغیرہ میں لڑکری یا تجارت وغیرہ مقام میں زمینداری کرتے ہیں۔

میواہ خاندانوں کے سوا اور کے علاقے میں مختلف برہمن - بنیے - راجپوت - کالیستہ - جٹ - گوجر اور بھیر پتھر ہیں جنہیں سے راجپوت جاگیر داری اور کھیتی سے بہرہ مند اور بنیے کھیتی اور سوداگری سے۔ کالیستہ لڑکری سے۔ جٹ گوجر اور بھیر کھیتی اور لڑکری سے اپنا گذارتے ہیں دوسری ریاستوں کی طرح میوہ کے سوا اور کے جٹ اور گوجر لوٹ مار کے بہت کم عادی ہیں۔

علاقہ اور آبادی

علاقہ اور کے پہاڑوں اور ادلی پریت کا شہر درج کنارہ سمجھنا چاہئے برساتی موسم میں سخت اور گھاس سے سرسبز رہتے ہیں ان میں کان کی کوئی کارآمد چیز پیدا نہیں ہوتی۔ جھیری گاؤں کے پاس کسی قدر سفید پتھر نکلتا ہے۔ پہاڑ اور جنگل میں شیر - بھینسے - سانپ - بیل گائے ہرن اور سور وغیرہ جانور کثرت سے رہتے ہیں۔ جنگار اور راجہ کے سوا کوئی شکار نہیں کر سکتا۔ سوروں سے کھیتی کا زیادہ نقصان نظر آتا تو انتظام آئینی میں بہت سے مارے جا کر پہاڑوں کے سوا دوسری جگہ کم رہ گئی ہیں۔

شہر اور جو عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴۴ دقیقہ پر آباد ہے۔ چچا سہارا آدمی کی آبادی ہے اپنی تمام علاقے کے وسط میں ایک پہاڑ کے نیچے بسا ہوا ہے پہاڑ پر مضبوط قلعہ کے اندر ایک محل چار کونہ ایک تالاب سلیم ساگر اور ایک باؤڑی بھی ہوئی ہے۔ مغرب کی طرف ایک اندھیری دروازہ طویل راستے کے ذریعہ سے ضرورت کے لئے شہر کے قریب رکھا گیا ہے اور شہر بنیہ کی پختہ دیوار اس دروازے تک پہنچائی گئی ہے۔ آبادی کے گرد کی شہر بنیہ اور خندق جس میں پانچ پختہ دروازے بنی ہوئے ہیں کچی ہے اسکو ۱۸۳۲ء مطابق ۱۲۶۹ء میں راجہ پرتاب سنگھ نے تیار کرایا تھا۔ شہر کے کنارے پر ایک بڑے پختہ تالاب ہیں

شہروں کے درجہ سے پانی کی آمد رکھی گئی ہے، اور اسکے مشرقی طرف ریاست کے خوبصورت
محلہ قائم ہیں جن کے شمالی طرف ایک باغ میں مختلف قسم کے جانور پلے ہوئے ہیں شہر
کے باہر لال دروازے کی طرف کیٹل گنچ بازار۔ درسد۔ شفا خانہ۔ کوٹلی اور سرائے
سے جو پھر ٹامس کیڈل پولشیل اینڈ کے انتظام میں بنائے گئے اور کپنی باغ سے چوراہہ
شیدوان سنگھ نے طیارہ کر یا تھا بہت رونق ہو گئی ہے شہر سے دو میل فاصلے پر جنوبی مشرقی طرف
موتی ڈوگری نام ایک بلند مکان بنا ہوا ہے جس کے گرد پانچ سو بیگہ زمیں میں بنے بلاس باغ ہر قسم
کے درختوں سے بھرا ہوا ہے ان کے سواراج اور سرداروں کے کئی اور باغ و دہانیاں شہر
کے گرد پلے گئے ہیں جو عمدہ نظر آتے ہیں۔

تاریخ

اور کے نزد کے راجپوت کھٹیر سی وغیرہ کے شیخ و قوں کی طرح کچھو اہوں کی شاخ
میں ہیں وہ آئندہ کے بارہویں راجہ اڈے کرن کی اولاد میں گنو جاتے ہیں اور اس کے پڑ
پوتے نزد جی کی نسل میں ہونے کے سبب نزد کے کہلاتے ہیں جن کا نسب نامہ اس طرح ہے۔
(۱) بیر سنگھ (۲) دلد راجہ اڈے کرن (۳) آئندہ (۴) مہراج (۵) نزد جی (۶) لالہ جی
(۷) اوداجی (۸) لاڈھاں (۹) فتح سنگھ (۱۰) کلیان سنگھ (۱۱) اگر سنگھ (۱۲) فتح سنگھ (۱۳)
زور آدر سنگھ (۱۴) محبت سنگھ (۱۵) راؤ راجہ پرتاب سنگھ اقل رئیس اور
یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ اڈے کرن کا بڑا بیٹا بیر سنگھ ایک اقرار نامے کے سبب جو
کھٹیلہ کے راجہ نے اڈے کرن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے وقت اس مصنون کا
لکھا لیا تھا کہ میری بیٹی سے بڑا کا پیدا ہونے پر بغیر ناطہ عمر کے ولیعہد ناما جائے آئندہ کی گدی سے
محروم نہ کہ کسی گاؤ کا جاگیر دان یا اسکے بعد مہراج۔ اور نزد جی جس سے نزد کے کہلاتے لالہ جی
اوداجی۔ لاڈھاں اور فتح سنگھ نے بھی وہی دن گائے۔

فتح سنگھ کے بعد کلیان سنگھ نے آئندہ کے مرزا راجہ جیسندہ دوسرے کے بیٹے کی گدی سے
کے ماتحت جیسندہ شاہجہاں بادشاہ کی طرف سے پرگنہ کا مہ جاگیر میں ملا تھا فساد میووں
کا خوب انتظام کیا تھا۔

سم ۶۲۸ مطابق سنہ ۱۷۶۲ء میں کیرت سنگہ کے مر جانے پر اس کے ساتھی لوگ ہر طرف پریشان ہوئے تو انہیں سے کلیان سنگہ نرود کا جیسو کے علاقے میں آ رہا جسکو وہاں مچھڑی اور رام پورہ دو گاؤں کچھ زمین سمیت جاگیر میں ملے۔ اسکی اولاد میں سے اگر سنگہ - بیج سنگہ - زور اور سنگہ اور بھرت سنگہ چار شخص معمولی جاگیر پر قابض رہے۔ پانچویں بہادر اور چالاک پرتاب سنگہ نے بھرت پور اور جیسو کے راج میں سے علاقہ واکرسمہ ۱۸۳۲ء مطابق سنہ ۱۷۶۷ء میں علیحدہ ریاست اور کی بنیاد ڈالی جسکی خود مختاری قائم رہنے کے لئے اس نے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی سے سند مع منصب حاصل کی اور اپنی زندگی میں ہر طرح مضبوطی کر کے اپنی اولاد کے لئے قابض رہنے کے سوا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔ اس وقت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے اس ریاست کی بنیاد رکھ دیاں چھ رئیس راؤ راجہ پرتاب سنگہ - راؤ راجہ - بھتا در سنگہ - راؤ راجہ بنے سنگہ - راؤ راجہ شیودان سنگہ - مہاراجہ منگل سنگہ اور مہاراجہ بھج سنگہ مسند نشین ہوئے۔ جن میں سے راؤ راجہ شیودان سنگہ کے سوا کوئی راج کی گدھی پیدا نہیں ہوا۔

راؤ راجہ پرتاب سنگہ

یگسری ۲ سم ۱۸۲۲ء مطابق سنہ ۱۷۶۵ء۔ نمبر کو ۳۵ برس کی عمر میں اور پر قابض ہو کر رئیس کہلایا۔ وہ جیسو سے مہاراجہ مادھو سنگہ اقل کے عہد میں گرفتار کئے جانے کے خوف سے بھرت پور کو بھاگ گیا تھا اور جیسو پر بھرت پور والوں کی لڑائی کے وقت اپنی رشتہ داروں کا شریک ہو گیا جس سے اسکو قدیمی جاگیر واپس مل گئی سم ۱۸۲۲ء میں مہاراجہ مادھو سنگہ کے مرنے کے بعد جیسو میں استری پھیلنے اس نے وہاں کا پرگنہ راجکڑہ اور تھانہ غازی اور بھرت پور کے میوانی گاؤں دیالئے۔ راؤ پرتاب سنگہ ۱۷۶۵ء سے ۱۷۷۵ء تک بادشاہی سزا بھگت خاں کو بھرت پور اور اگرے کا قبضہ دلانے میں اس کا مددگار رہا جس سے اناب نے راؤ کو مچھڑی کی سند۔ راؤ راجہ کا خطاب اور پانچہزاری منصب باہی مراتب سمیت شاہ عالم ثانی سے دیا اس سے جیسو کو اور پور کی یعنی حکومت کا دعویٰ نہ رہا۔ سم ۱۸۳۲ء مطابق سنہ ۱۷۶۷ء میں راؤ راجہ نے بھرت پور کے ماتحت قلعہ داروں سنگہ اور اسکی فرج سے قلعہ الازہ

کر راجاؤں کی طرح مسند نشینی کا جلسہ کیا ایک بار نواب نجف خاں نے زراؤ راجہ کی ترقی سونا خوش ہو کر ٹیگ مقام سے چھ کوس مغربی طرف اسکو بڑی بھاری شکست دی لیکن اس نے جلد اس نقصان کا عوض نکال کر کچھ چپو رکہ کر گتہ سبودہ لوٹ کر میں لاکھ روپے کا مال حاصل کیا اور ستمبر ۱۸۵۳ء مطابق سن ۱۲۸۱ء تک کچھ چپو رکے گاؤں اور زیادہ بھرت پور کے پرگتے دبا کر راج کو اتنا بڑھا کہ وہ بغیر کسی کی مدد کے دوسرے رئیسوں سے مقابلہ کے لائق بن گیا۔ جن دوریاستوں کا علاقہ دبا گیا انھیں سے راؤ راجہ کو فائدہ اٹھانے کا سبق ملتا تھا جیسے کہ چپو ر والوں نے بادشاہی خاصے کی زمین دبائی اور بھرت پور والوں نے اُس میں سے علیحدہ اپنی ریاست جمائی ویسے ہی رئیس اور نے ان دونوں کے پرگتے چھین کر حکومت پائی۔ ایسی حالت میں جبکہ مرہٹے وغیرہ ملک کو لوٹ کا دسترخوان سمجھے تھے راؤ راجہ نے وہ ہمت اور دلیری کا کام کیا جسکو راجپوت لوگ سیکڑوں برس سے چھوڑ چکے تھے۔ راؤ راجہ گدی پر بیٹھنے سے پندرہ برس کے بعد یوس ہی ۱۸۷۴ء بمطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۱۱ء کو پچاس سال کی عمر میں مر گیا۔ اُسکے بعد بھٹا کر بھٹا کا بیٹا بختا ورسنگہ جو قریب رشتہ داری کے سبب گودیا گیا تھا مالک بنا۔

راؤ راجہ بختا ورسنگہ

اسکے گودینی جانیکی نقل اس طرح ہے کہ راؤ راجہ پرتاب سنگہ نے اپنی قوم بھٹا کروں کو اُنکے لوگوں سمیت ایک دربار میں جمع کیا سب لوگ علیحدہ علیحدہ کھیل کی چیزوں میں مصروف ہوئے اور بختا ورسنگہ ڈھال تلوار کا کھیلو نالیکر راؤ راجہ کے پاس گدی پر جا بیٹھا جسکو اس نے قدرتی پسند (انتخاب) سمجھ کر اسنادارث قرار دیا۔

راؤ راجہ ستمبر ۱۸۵۵ء مطابق سن ۱۲۸۳ء میں کچا من علاقہ مارواڑ سے شادی کر کے واپس آتا تھا تو راستے میں مہاراجہ چپو ر اُسکے باپ کی ماتم پرسی کے طور پر ملنے کو پایا اور یہی اس کے پاس گیا۔ راؤ راجہ نے ماتم پرسی کے شکریے میں داد سہ اور سبودہ وغیرہ پرگتے جے پور کو چھوڑ دیے۔

بنی بختا ورسنگہ دہریش دار خاں وغیرہ شیخ جو عہد راؤ راجہ پرتاب سنگہ میں مختار کاروبار ریاست تھے ان میں اپنی بااختیاری و کارگذاری سے نہایت تکبر آگیا اپنی زعم میں راؤ

راجہ کا کچھ وجود نہ سمجھتے تھے بلکہ ایک روز شیخ الہی بخش نے گھنگوڑے بے ادبانہ سے از کتاب گستاخی بھی کیا اس وجہ سے راجہ اور احمد بخش خاں سے کدہ ہو گئے اور انکو زہر سے مار کر۔ نواب احمد بخش خاں مصاحب گورنمنٹ ڈپٹی دہلی کا سیفر بنایا۔

سمت ۱۸۶۱ء سلطان سنگھ میں اور کے علاوہ لا سواڑی گاؤں پر انگریزی جنرل لارڈ لیک اور سین رھیا وغیرہ سے لڑائی ہوئی جس میں مرہٹوں کو شکست کے بعد راجہ کے مصاحب نواب احمد بخش خاں اور ٹھاکر سمت سنگھ کلیانوت نے سمجھا کر کہ بہت نقصان پہنچایا اس خبر غواہی میں راجہ سے بغیر خراج سرکاری عہد نامہ قرار پا کر اسکو گئی پر ٹھٹھے یعنی اسماعیل پور۔ منڈا اور۔ دربار پور۔ نیمرانہ۔ تاس۔ ماڈھنی۔ گھیلوٹ۔ پچواڑ۔ سرائے۔ دادرمی۔ بدھوانہ اور بھونکر انعام میں دئے گئے اور خاص کارگزاری کے سبب نواب احمد بخش خاں کو سیکرٹری کی طرف سے پرگنہ فیروز پور اور راج کے نئے علاقے میں سے پرگنہ لوہارو جاگیر میں عنایت ہوا۔

لوہارو۔ نواب احمد بخش خاں کے بیٹے شمس الدین خاں سے جو انگریز ریزڈنٹ دہلی کے قتل کرنے کے جرم میں ماسے گئے۔ پرگنہ فیروز پور ضبط ہو کر ضلع گوڑگانہ میں شامل کیا گیا اور لوہارو انکی اولاد کے قبضے میں صوبہ پنجاب کے ماتحت چلا آتا ہے۔

لیکن لوہارو کی ریاست سے محسوس روایت ملی ہے کہ نواب احمد بخش خاں عساکر کا کلکیشہ میں شامل تھے اور علاوہ خدمت جناب کے وہ اس کام میں بھی مصروف تھے کہ انکو سرکار انگلش کا راجہ بنانے میں پھیلے۔ اور جیسپور کے عماد و روزانہ فساد سے بھی وہ باخبر تھے اجمیر سے دہلی واپس آئے ہوئے وہ کئی بار اور میں مقیم ہوئے جہاں راجہ پنجاہ و سنگھ سے چند بار انکی ملاقات ہوئی نواب کی شرافت انسی دلیاقت حسبی کی وجہ سے احترام کے ساتھ راجہ نے ان سے رابطہ پڑھایا اور انکی سپہ گری و فراست کی یہاں تک قدر دانی کی کہ ان کو ساتھ دستار بندی۔

جبکہ معاملات ریاست میں گھنگوڑا راجہ سے انکی مشورہ ہوئی تو نواب احمد بخش خاں نے نشیب و فراز واقعات ملک ہند سے بحث کرنے کے بعد یہ امراؤں کے ذہن نشین کر دیا کہ

راؤ ماجھیٹرہ کی دیرینہ باجگزاری دہاگیرہ کی جیپور کی وجہ سے گھات میں ایسے قوی دشمن
 بن گیا ہے کہ انور کی خود مختاری کا علم کوٹسار کر دیں اس اختلال سے دوامی نجات کی صورت
 ایک با قوت و با اقتدار حکومت کی حمایت سے ہی صرف حاصل ہو سکتی ہو۔

انگریزی فوجیں راجپوتانے میں امن و امان قائم کر سکیں عرض سے سائر افغان ہیں قبل
 ان میں کہ پٹنور سے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کا کوئی معاہدہ ہو مال اندیشی اور تدبیر صائب یہی کہ راؤ
 راجہ بختاؤر سنگھ سرکار کے سائر عاطفت و حمایت میں آئیں انکی ابتدا و استعداد کا رے نواب احمد بخش
 خاں کا مشورہ و کوشش کارگر ہوئی۔ بختاؤر سنگھ نے اس امر اہم و دشوار و ناوک مسئلے
 کا فتنہ دار اپنی مشورہ کار ہی کو بنانا چاہا اور اس پر اصرار کیا۔ نواب نے اس وساطت و سفارت
 کے پار کر دیئے و دشمن بہت پر لیا۔ رئیس انور کے نوشتجات لیکر عازم لشکر سرکار انگریزی
 ہوئے۔

ساتھ ہی اسکے فیما بین رئیس انور و نواب احمد بخش خاں کے عہد و پیمان ہوئے۔ کہ اگر
 نواب کی ایچی گری و کارگزاری سے جیپور کی ماتحتی سے انور خود مختار ریاست بن گئی تو لوہار و کا
 پرگنہ اس خدمت کے بدل میں رئیس انور بلا شرط اسے انکی ملکیت و حکومت میں دیدگا۔ انور
 سے معاہدہ ہونے کے بعد راؤ راجہ بختاؤر سنگھ نے اپنی دعوے کا اہتمام کیا اور اس پر گئے کو
 نواب کے نام اس طرح ہیبہ کر دیا گیا کہ اس پر گئے کی بابت گورنمنٹ انگریزی کے نام لا دعوے ہونی
 کی دستاویز لکھ دی تاکہ نواب اور انکے جانشین کسی عہد میں بھی پابند ماتحتی راج انور کے
 نہ رہیں۔ نواب احمد بخش خاں نے بھی کوئی دست آویز کسی قسم کی ریاست انور کو نہیں دی اور
 انگریزی حکام کے مشورے و علم و منظوری سے لوہار و کے پر گئے کو اپنی ریاست فیروز پور کے محلات
 میں شامل کیا۔

نوٹ۔ اس روایت کی صداقت پر یہ دلیل ہے کہ ریاست لوہار و کو ریاست انور کے
 ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں نہ خراج دیتی ہے نہ دوسری کسی طرح کی ماتحتی رکھتی ہے
 اور لوہار و پر ہی کیا منحصر ہے۔ راجہ نیمراہ خراج گزار انور کا خراج تو سوا اینجنسی ادا
 ہوتا ہے۔

راؤ راجہ کو پرگٹہ دادری اور پھوانہ کے دور ہونے کے سبب عوض میں کرشن گڑھ اور
تجرا دے گئے۔ ۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۸۷ھ میں راؤ راجہ نے دُئی اور سکر او دقلے جیپور کو علاقے
میں سے دہالچو جنگو خلاف عہد نامہ جان کر سرکار انگریزی نے فوجی دہمکی سے واپس دلایا اور
اور سے تین لاکھ روپیہ فوج خرچ میں لیا۔ لیکن راؤ راجہ نے علاقے میں نیا محصول جاری کر کے
رعایا سے چھ لاکھ روپیہ وصول کیا۔

آخر عمر میں راؤ راجہ کو خلل و ملغ ہو گیا تھا ایک بار اس نے بیماری سے آرام نہ ہونے کے
سبب سول شاہی فقیروں پر جن کا وہ بہت معتقد تھا جادوگری کا شبہ کر کے بہت سی بیگناہوں
کے ناک کان کٹوا ڈالے اور ایک مٹکا بھر کر نواب احمد بخش خاں کے پاس جو ناراض ہو کر اپنی
جاگیر کو چلے گئے تھے بھیج دیا۔ اس ظالمانہ کارروائی کی تحقیقات کے لئے ایک انگریزی انسپکٹر
ہوا۔ لیکن اسی برس راؤ راجہ کا لاکھ سدی ۲۷۷۷ء مطابق ۱۲۸۷ھ میں چوبیس برس
راج کرنے کے بعد چالیس سال کی عمر پا کر انتقال ہو گیا اور سرکاری طرف سے دئے ہوئے پرگٹے
ضبط کر لینے کی تجویز ملوئی گئی۔ اس کے مرنے کے بعد مونسے نام طوائف سے جو اسکے ساتھ ستمی
ہو گئی ایک میٹا بلونت سنگ اور ایک لڑکی جانہ کنور باقی رہی۔ اور بھتیجا نے سنگ راجپوتانے کے
قاعدے سے متبنے سمجھا گیا جس سے کچھ مدت تک راج کے دو حصے ہو گئے۔

راؤ راجہ بنے سنگ

اور

راجہ بلونت سنگ

یہ دو ذل کم عمر رئیس اور کے مالک بن گئے اور راج کا سب کام اہلکار کرتے رہے
لیکن ۱۸۸۷ء مطابق ۱۲۹۷ھ میں سرداروں نے بنے سنگ کی طرفداری میں اور نواب
احمد بخش خاں وغیرہ بلونت سنگ کی مددگاری میں مخالفت پیدا کی۔ اس معاملے میں جنرل
اکر لوئی رزڈینٹ نے راؤ راجہ بنے سنگ کی حق داری مانکر صدر گورنر پورٹ کی اور نواب
احمد بخش خاں نے اسکے برخلاف گورنر جنرل کی خدمت میں تحریر بھیجی جہاں سے رزڈینٹ
کو نواب کی رائے کے ساتھ کام کرینگی یہ اسیت ہوئی اس پر محبوب رازڈینٹ نے نواب سے

اتفاق کر کے اُنکے دشمنوں کو جنھوں نے انھیں قتل کے ارادے سے زخمی کیا تھا راؤ راجہ سہی طلب کیا اور تعمیل نہ ہونے پر سرکشی کی رپورٹ کر کے فوجی دباؤ دالنے کی منظور سی منگالی۔
 راؤ راجہ نے خوف کے سبب راجہ بلونت سنگھ کو قید سے رہا کر کے ریڈنٹ اور نواب کی صلاح کو قبول کیا۔ آخر قیراپا کیا چار لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر جو اس وقت الوری ہتائی آمدنی تھی راجہ بلونت سنگھ کو دی جائے اس لئے دو لاکھ آمدنی کا پرگنہ بنجا دغیرہ اور دو لاکھ روپیہ سالانہ نقد بقرہ ہو کر قرار مانے میں یہ شرط لکھی گئی کہ اُسکے بعد خاص اولاد جاگیر کی حقدار رہے گی اور مالدار ہونے کی صورت میں جاگیر واپس راجہ الوری کے شامل ہو جائیگی۔ راجہ بلونت سنگھ بنجارا کی نو وختا جاگیر ماننے سے بیس برس کے بعد بنجارا ملا دگر گیا جس سے اُسکا تمام علاقہ پھر الوری میں داخل ہو گیا۔

سمست ۱۸۸۳ء مطابق ۱۲۸۲ھ میں اس وجہ سے کہ راؤ راجہ نے نواب پر حملہ کر نیوالوں کو سزا دینے کے عوض بڑے بڑے عہدے دے دیئے تھے ریڈنٹ نے رئیس سے ملاقات نہ کی اور اُسکے سفیر کو گورنر جنرل کی حضوری نصیب نہ ہوئی اس پر سرکار مہربانی سے نا امید ہو کر راؤ راجہ نے راجہ جیپور کا ماتحت بننا چاہا لیکن سرکار انگریزی سے اس خلاف عہد نامہ کا رد دانی کے سبب اس پر کچھ جبر مانہ ہو کر مخالفت کی گئی۔ سمست ۱۸۹۳ء مطابق ۱۲۸۸ھ میں راؤ راجہ نے انتظام کی استری سے خود تنگ آ کر آغا صاحب خوشنویس کی معرفت ریڈنٹنسی دہلی کے میونسٹی عوجان کو سات سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر دیوان ریاست اور نواب فیروز پور کے نوکر مرزا اسفندیار بیگ کو تین سو روپیہ تنخواہ پر نائب دیوان مقرر کیا۔ ان اہلکاروں نے شہر اور پرگنوں میں عدالتیں قائم کر کے تمام قرضہ بے باق اور ساہوکاروں کا بھٹیکہ اور بے جا دباؤ بالکل علالتے سے اٹھا دیا۔ کئی برس کے بعد منشی نے رشوت کے ذریعہ سہی پڑتی پھیلائی اور مرزا نے دیانت داری سے اسکی مخالفت اختیار کی اور منشی نے مرزا کو ملکی کام سے علیحدہ کر اگر مدد سے کی نگرانی پر رکھ دیا۔ لیکن آخر میں مرزا نے منشی پر رشوت لینا ثابت کر کے اسکو قید کر لیا جو سات لاکھ روپیہ ڈنڈ دیکر رہا ہوا۔ مرزا نے دیوانی کا عہدہ پا کر پانچ برس تک عہدگی سے کام کیا لیکن سمست ۱۹۱۲ء مطابق ۱۲۸۶ھ میں راؤ راجہ

فالج کی بیماری سے ضعیف ہو کر پھر منشی غمو خاں اور اس کے بھائی فضل الدخاں و انعام الدخاں کے دم میں آگیا اور انکو دوبارہ مختار بنادیا۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں جبکہ راؤ راجہ بہار پھانسی نے بارہ سو آدمی کی جمعیت باغی فوج کے مقابلے کو اگر سے کی طرف روانہ کی جو شکست کھا کر پریشان ہو گئی۔ ان دنوں میں رئیس کی بیماری کے سبب میدا چلیہ وغیرہ نے مرزا کے اشارے سے کئی آدمیوں کو جادو کرنے کے الزام سے ہنگامہ مروا ڈالا۔ اس سخت ظلم کے بعد جو کم علی اور ضعیف الاعتقادی سے ریاستوں میں ہو جایا کرتا ہی۔ راؤ راجہ کی جان نہ بچی اور صلاح کاروں نے بھی بد نتیجہ دیکھا۔ میدا چلیہ چنیوہ میں قتل ہوا مرزا کچھ مدت کے بعد اندھا ہو کر ریاست سے نکال گیا۔

اور ساون بدی ۵ ستمبر ۱۹۱۲ء مطابق ۱۸۵۷ء کو راؤ راجہ نے سنگہ بیالٹیس سال راج کرنے کے بعد پچاس برس کی عمر میں مر گیا۔

راؤ راجہ نے آغا خوشنویس سے پچاس ہزار روپے کے مصارف میں کتاب گلستان لکھوائی۔ مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی نامور منطق کو اپنی یہاں لڑ کر رکھا بیٹہ رشتہ دار دھونی رام شاستری۔ صدیق و سکھ دیوہلو ان وغیرہ نامی لوگ راج میں جمع کئے گئے۔

راؤ راجہ شیو دان سنگہ

پتیرہ برس کی عمر کے اندر ستمبر ۱۹۱۲ء مطابق ۱۸۵۷ء اگست میں اپنی والد کے بعد مرزا نشیں ہوا اسکی کم عمری سے کئی سال تک سرکاری نگرانی لازم تھی لیکن ہندوستان میں غدر و فساد کے باعث اور منشی غمو خاں کی کارگذاری کے اعتبار سے کوئی مداخلت نہ کی گئی۔ کم عمر نشیں لکھنا پھینا چھوڑ کر ایک دم دلچ و رنگ فغول باتوں میں مصروف ہو گیا اور غمو خاں کے رشتہ داروں کی صحبت میں رہا کہ جنہوں نے اس پر بھی مصیبت ڈالی راچپوتوں کو بالکل بے قدر اور جالوزوں کی برابر سمجھنے لگا۔ مرزا اسفندیاریاں نے راچپوتوں کو رئیس کے مسلمان ہو جانے کا اندیشہ جھلکا کر ایک دم فساد پرتا کر کیا جنہوں نے ستمبر ۱۹۱۵ء مطابق ۱۸۵۷ء اگست میں رات کے وقت چھاپہ مار کر دو آدمیوں کو قتل اور منشی اور اس کے دونوں بھائیوں کو قید کر لیا۔ پھر فسادوں نے منشی اور اس کے رشتہ داروں کو راؤ راجہ کے تالیک کرنے سے دلی بھیج دیا۔ اس

معاہدے کی خبر سن کر کپتان پٹیل اچنٹ بھرت پور سے جلد اور میں آیا اور اس نے رئیس کو راجپوتوں کی تباہی پر مستعد اور ملکی کام سے بے خبر رکھ کر نجابت اور یکجہتی قائم ہونے کے لئے صدر میں رپورٹ کر دی جو منظور ہو کر وزیر شہزادہ میں کپتان اپنی کی تقرری عمل میں آئی اور راجہ ایک برس تک خود مختار رہنے کے بعد پور شہر ہونے تک کام سے بیدار کیا گیا۔ رئیس نے دوسرے برس ملکا کرکھیر کو جو راجپوتوں کا سرغنہ تھا قتل اور ایکسٹی کو زبردستی خارج کرنا چاہا۔ لیکن پٹیل انسر نے خبر لے کر کئی صلاح کاروں کو جیت کر سزا دی۔ ایکسٹی کے انتظام میں مالگڈی کا بیٹا انتظام ہونے سے راج کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ تک پہنچ گئی۔

دو بارہ اختیارات

پانچ برس سبیدار رہنے کے بعد ۱۹۱۶ء مطابق ۱۳۹۶ھ ۱۴۰۱ھ میں راجہ کو دوبارہ حکومت کے اختیارات ملے۔ انھوں نے دوبارہ اختیارات پانچ ہی نکات پر رکھ دیے کہ کسی جاگیر نکال کر کھلتے میں گورنر جنرل سے ملاقات کی دوسرے برس میں جان چاکا سوار رئیس کی ناراضگی سے مارا گیا جس کی تحقیقات میں کپتان پٹیل انسر کی سستی معلوم ہو کر محکمہ ایکسٹی بالکل ٹوڑ دیا گیا اور کپتان مذکور ذمی صیف میں تبدیل کر دیا گیا۔ راجہ نے مسجیل کر بہت عمدہ انتظام کیا لیکن یہ اسکی عادت کے خلاف تھا اس نے ایک برس کے بعد دوبارہ عیش و آرام میں پڑ کر کئی ریڈی بھڑوں کو جیپور سے اپنی جہاں بولایا جس سے مہاراجہ رام سنگھ بہت عجب رہا اس موقع کو غنیمت سمجھ کر لکھنؤ سے جیپور سے بہت سے لطیفے راجپوت جمع کر کے انور پر حملہ کیا مگر انور کی فوج نے اسکو شکست دے کر اپنی علاقے سے نکال دیا۔

راجہ شیو دان سنگھ نے جلد اپنی ناہنال شاہ پور سے واپس آکر ریاست جیپور پر کی لاکھ روپیہ نقصان کا دعوے کیا۔ جیپور نے خبیلی طور پر اس سے دو چند ہوا پیش کیا اس مقدمے میں گورنر جنرل کا منشا تھا کہ لکھنؤ کو سزا دی جائے اور محکمہ ایکسٹی راجپوتانے کے پولیٹیکل انسر میں گورنر جیپور اور ملکا کرکھیر کی رعایت متطور تھی اس لئے کچھ نتیجہ پیدا نہ ہو کر لکھنؤ پر سوردیہ ماہوار پنشن پر حکم کے موافق جیپور اور اولود دونوں کے علاقے سے باہر اجیر کے مقام میں رہنے لگا۔

سہ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۹۲۶ء میں راؤ راجہ نے راج کے ہر ایک قصبے اور بڑے گاؤں میں مدرسے مقرر کئے جنہیں سولہ ہزار روپیہ سالانہ خرچ سے پنچزارٹھ کے تسلیم پائے تھے۔ اسی سال راؤ راجہ کے جھارپاٹن دلی رانی سے کنور پیدا ہوا جسکی خوشنئی میں لاکھوں روپیہ خرچ کر دیا گیا۔

دوسرے سال حضور ملکہ معظمہ کے دوسرے بیٹے شاہزادہ صاحب اڈنیر ریاست میں آکر دعوت اور سیر سے خوشنئی کے ساتھ واپس گئے۔ اسکے بعد راؤ راجہ نے بہت سے فوجی راجپوتوں کو موقوف کر دیا جنہوں نے نساو کرنا چاہا۔ کپتان جہیس لمبر نے بہت فہمائش کی لیکن وہ قریبی میں جا کر فوت ہو گیا۔ کپتان طامس کیڈل نے انجینیری پریکٹرز پر کراستری کے سبب بیس کے دوبارہ بے دخل ہونے کی رپوش کیں۔ انھیں وٹن میں راؤ راجہ کا کنور اور رانی جھالی بیماری سے انتقال کر گئے جس کے غم نے اسکو علاوہ انجینیری کا حکم آجانے کے زیادہ پریشان کیا۔

دوبارہ بے اختیاری

سہ ۱۹۲۶ء مطابق ۱۹۲۷ء اکتوبر کے مہینے میں سات برس حکومت کے بعد راؤ راجہ دوبارہ بے اختیار کیا گیا جس پر اس نے ریج سے فقیری جتلائے کو گیارہ لاکھ روپے سالانہ میں سات برس کے اندر سارے بیس لاکھ کا خزانہ اور سولہ لاکھ قرض لے کر کل ساڑھے پچیس لاکھ روپیہ راج کی سالانہ آمدنی کے علاوہ خرچ کر ڈالا۔ وہ بے اختیاری میں پانچ سو اسی لاکھ کے سوا جیب خرچ کا پندرہ ہزار روپیہ ماہوار وقت سے پہلے خرچ کر کے یہ کہتا تھا کہ تنخواہ کے علاوہ اس نے ستانوے ہزار روپیہ قرض لیکر خرچ کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ سو اسی لاکھ اور سود اگروں کو آئندہ قرض دینے کی مالوت کی گئی۔ رئیس نے طلبش میں آکر دیکھ کر کہل گیا اور اس کا کہنا کہ راجہ کو مر داؤا لیا چاہا۔ لیکن خبر ہو جانے سے اسکے صلاح کار بھر تید کئے گئے۔ انگریزی سرکار نے قرض لیا جا کر سات لاکھ روپے میں فوجی نوکروں اور ریلوے بھڑوں کو بے باق کیا گیا۔ سہ ۱۹۲۷ء مطابق ۱۹۲۸ء میں مالگزار کی کانا بندہ و بستی ہونے سے آمدنی میں سات لاکھ کی ترقی ہو کر بیس لاکھ روپے سالانہ خالص کی جمع وصول ہونے لگی۔ اسی سال دہلی سے اور تاک

ریل جاری ہونے پر رئیس نے بڑی دھوم سے انگریزی افسروں کی دعوت کی۔
 افسوس ہے کہ وہ خود مختاری کی امید و رنج میں آٹھ برس ذی اختیار اور آٹھ
 برس محروم رہ کر ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۸؎ ۱۱۔ اکتوبر کو ضعف و ملالگی بیماری سے اپنی انتہائی
 سالگرہ کے بعد انتقال کر گیا اس کے بعد ایک لڑکا جسو نت سنگھ راجس کو ماں کی طرف سے
 شریفینہ سمجھا جا کر۔ نزد کہ راجپوتوں کی بارہ کوٹھڑیوں میں سے گوالینڈ کی ضرورت پڑی۔ انگریزی
 سرکار سے منگل سنگھ کا کھانا اور لکھنؤ کا گیارہ واڑہ کی بابت بڑے سرداروں سے
 رائے لینے کا حکم آیا زیادہ لوگوں نے پولیٹیکل افسر کی صلاح سے عمر منگل سنگھ کو پسند
 کر کے گدی پر بٹھایا۔

مہاراجہ منگل سنگھ

یہ گوالیو جا کر ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۸؎ ۱۱۔ دسمبر کو چودہ برس ایک مہنی کی عمر میں سنہ
 نشین کیا گیا اور کھانا لکھنؤ یعنی لکھنؤ اور اس کے ساتھیوں نے سرکشی کی جوگسی قدر بجا کر
 ضبط کئے جانے سے دور ہوئی۔ لکھنؤ سنگھ نے اگلے رئیس کو ہر طرح دن کیا تھا لیکن اب
 وہ انگریزی منشا کے خلاف کارروائی سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور اس نے ہدایت کے موافق آخری
 عمر اجیر و جیپور میں رہ کر پوری کی۔ دوسرے دعویدار کو جسو نت سنگھ نے ابراہیم سوداگر وغیرہ
 کی مدد سے کئی برس تک راجہ بونت سنگھ کی طرح تجارت و فخرہ لمبا لے کی کوشش کی مگر سرکاری
 طرف سے کچھ توجہ نہ ہوئی اس لٹو اس کو گزارے کے لائق سمجھا گیا اور پھر جو رئیس نے سہتر کر دی
 صبر کرنا پڑا۔

سہم ۱۹۳۲ء مطابق ۱۸؎ ۲۲۔ اکتوبر کو راجہ میو کالج اجیر میں تسلیم کے لٹو سب
 رئیس زادوں سے پہلے داخل ہوا۔ ایک برس تک اس نے پڑھنے لکھنے پر خوب دل لگایا لیکن
 پھر سرور شکار کا شوق زیادہ ہونے سے پنڈت من بھول سیسی۔ ایس۔ آئی۔ اقبال فی استعفا
 دیا۔ اور کپتان ایس۔ سی۔ ماٹلی اس کے عوض مقرر ہوا۔ کپتان نے سہم ۱۹۳۲ء مطابق
 ۱۸؎ کی رپورٹ میں جس سال کہ راجہ کی شادی مہاراجہ کشن گڑھ کی بیٹی کے ساتھ
 ہوئی۔ لکھا ہو۔ کہ وہ (راجہ) انگریزی زبان لکھنے پڑھنے کی بہ نسبت اچھی طرح بول سکتا ہے

فارسی کسی قدر کمی ہے اور اردو سے خوب واقف ہے۔ اسی سال پنجایت کے ممبروں میں سے پنڈت روپ ناراین دیوان اور مٹھا کر منگل سنگھ گڑھی والے کو انگریزی سرکار سے رائے بہادر خطاب عطا ہوا۔

سمت ۱۹۳۱ مطابق سنہ ۱۸۷۹ء کو مسٹر کے مہینے میں راؤ راجہ کو سرکاری طرف حکمرانی کو کامل اختیار سے جسکی خوشی میں اس نے کسان رنایا کو باقیات کا دس لاکھ روپیہ چھوڑ دیا اور سمت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۹ء میں انکو انگریزی سرکار سے تختے ستارہ ہند و راجہ اہل محل ہوا سمت ۱۹۳۳ مطابق سنہ ۱۸۷۹ء میں راؤ راجہ نے پچاس ہزار روپیہ ملکہ سغندر تھپن کی جوبلی کے یادگاری مکان کے چند سے میں دیکھ کر خوشی ثابت کی۔

سمت ۱۹۳۵ مطابق سنہ ۱۸۸۹ء کے شروع میں پرا انگریزی سرکار سے راؤ راجہ کو خطاب مہاراجہ موروثی طور پر عنایت ہوا۔ شمالی ہندوستان کے قریب کے اثر سے اور کاسرشتہ تعلیم ترقی پر ہے انگریزی و فارسی مدرسے ہر پہلے میں قائم ہیں اور دارالریاست کے ہائی سکول میں انگریز تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مہاراجہ منگل سنگھ نے سنہ ۱۸۹۲ء میں انتقال کیا۔

مہاراجہ جے سنگھ

مہاراجہ جے سنگھ اپنی باپ منگل سنگھ کے بعد سند نشین ہوئے انکو پورے اختیار سے سنہ ۱۹۰۳ء میں ملے۔

فصل

قرولی کی تاریخ میں خبرانیہ

قرولی مشرقی راجپوتانہ میں ایک چھوٹی لیکن پرانی ریاست ہے جو خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۳ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول مشرقی ۷۶ درجہ ۴۴ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۴۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔ اس کے شمال میں بھرت پور اور جھپور مغرب میں جے پور جنوب میں جھپور اور گوالیار مشرق میں گوالیار اور دھولپور ہے راجہ

۲۴۲ میل مرچ آبادی ۵۵۸ ۴۶۱ خالصہ کی آمدنی ۶۲۷۷۷۲ روپیہ سالانہ کے قریب اور فوج سوار و پیدل کا تخمینہ دو ہزار ہے۔

اس ریاست کا اکثر علاقہ سخت پہاڑی ہے اور برساتی تالوں سے جنوب مشرقی طرف چنبل دریا کے پاس بڑے غار پھیلے ہوئے ہیں۔ بادشس کے موسم میں شمالی مغربی پہاڑ مہنایت سرسبز و کراؤنٹ وغیرہ جالندوں کے لئے چارے کا بڑا ذریعہ ہو جاتے ہیں کہ جس کے واسطے انگریزی علاتیہ کے اونٹ بھی وہاں چرائی کو آتے ہیں۔ آبادی میں جادو راجپوتوں کے سوا اکثر گجر اور کسی قدر جٹ۔ مالی۔ کا بھی۔ مینہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ پھیتی سے اپنا گذرتے ہیں اور جاگیرداروں کے دباؤ سے لوٹ مار کم کرتے ہیں۔

سرداروں میں سے ہارڈوتی۔ امر گڑھ۔ رالوترا اور عنایتی مقام کے سردار اول درجہ میں شمار ہوتے ہیں جنکا رئیس سے کچھ جھگڑا نہیں ہے۔ کم درجے کے عھاگردوں میں سے اکثر راج کے برخلاف اور شاکی رہتے ہیں۔ انتظام کی نظر سے علاقہ چار تحصیلوں۔ قرولی منڈراہل۔ اوت گراد راجپور میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان مقامات کے علاوہ بہار پور۔ بگہلہ اور جیرہ کل سات جگہ پر قلعے مقرر ہیں۔

قصبہ قرولی جو گوالیار سے لڑائی میں مغربی طرف اور اگڑے سے۔ میل جنوب مغرب میں اور دہلی سے ڈیڑھ سو میل جنوب میں عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۱۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس کے گرد بختہ شہر بنی ہوئی ہے اور دو میل کے قریب تک ہر طرف ناہموار زمین اور سخت ندی نالے پھیلے ہوئے ہیں جس سے دشمنوں کی برساتی دہاں دشوار معلوم ہوتی ہے آبادی کے گرد درختوں وغیرہ سے ہر قسم کی سرسبزی ہے مکانات ایشٹ اور پھروں کے بختہ بنے ہوئے ہیں لیکن گلی کوچے اکثر تنگ اور نیلے رہتے ہیں۔ شہر بنیہ کے باہر دو پہاڑیوں پر قلعے موجود ہیں۔ ان میں سے رئیس کے رہنے کا قلعہ بہت عمدہ ہے جس کے اندر برجون اور محل کے علاوہ کئی باغ بھی لگے ہوئے ہیں۔

راج قرولی میں کل گاؤں چار سو پانچ ہیں۔ جن میں سے خالصہ کے ڈھائی سو گاؤں کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ ۲۷ ہزار ۷ سو بائیس روپیہ ہے باقی ڈیڑھ لاکھ سالانہ

آمدنی کے گاؤں جاگیر خیرات اور لاگڑی وغیرہ میں تقسیم ہیں اور ریاست کے تمام چھوٹے بڑے
ماکت جاگیرداروں کی تعداد چالیس ہے۔

تاریخ

راج قردلی کی قدیم تاریخ کچھ نہیں ملتی لیکن اس ملک میں انکا وطن بہت پرانا
خیال کیا جاتا ہے۔ راجگان قردلی مناس جادو نسل سے چند ریشی راجپوت ہیں یہ لوگ
علاقہ برنج یعنی متھم کے آس پاس سے کبھی کہیں دور نہیں گئے۔ انکی بار اٹھنوں سے پہلے
برقیہ کر لیا تھا جہاں سے وہ مسلمان بادشاہوں کے دور میں بیدخل کئے گئے اور پھر
اٹھنوں نے چپنل دریا کے کنارے پر قردلی اور سبل گڑھ کو آباد کیا۔

سمت ۱۵۱۲ مطابق ۱۴۵۲ء میں مالوے کے بادشاہ محمود خلجی نے قردلی فتح کر کے
اپنا خالصہ میں شامل کر لی اور جادو راجپوت پہاڑوں وغیرہ میں گزر کر رتہ شاہنشاہ
اکبر کے دست میں جبکہ تجارت دالوہ کے سوارا چوتانے کے بھی مضبوط مقامات اسکے عمل میں آگئے
و اس نے اپنی باندھتی سے جیسا کہ وہ خاندانی لوگوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا کرتا تھا
قردلی (اور کوئچہ) یکجہ جاگیر اور منصب دیا۔ راجہ گوپال جادو و امیر میں بادشاہی تلدار
رہ کر ۱۶۱۱ء مطابق ۱۵۵۱ء میں مر گیا جس نے کئی سال پہلے بادشاہی فوج کے ہمراہ وہ
کرنگالہ وغیرہ کا نسب دیا ہے میں عمدہ بہادری دکھلائی تھی اور جس کا بیٹا کلیان داس
سمت ۱۶۶۱ء مطابق ۱۶۰۱ء میں بادشاہی منصب دار سردار تھا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف
ہوئے پر مرہٹوں نے راجپوتانے کی دوسری ریاستوں کی طرح قردلی کو بھی اپنا زیر دست
بنایا۔

سمت ۱۷۱۶ء مطابق ۱۶۵۶ء میں مہاراجہ سینہ بیانے سلگڑھ چھین کر قردلی کو قدیم
رئیس کے قبیلے میں چھوڑ دیا۔ راجہ قردلی چندیشہزار روپیہ سالانہ خراج کے طور پیشوا کو دیتا تھا
جس کے عوض ماچلوپور کا پگنہ سونپ رکھا تھا۔

سمت ۱۷۴۳ء مطابق ۱۷۸۳ء میں انگریزی سرکار نے راجپوتانہ وغیرہ سے مرہٹوں کا

دخل اٹھا یا تو سب سے اول راجہ قرولی نے عہد نامے کے ساتھ سرکاری اطاعت قبول کی۔ اور اس کا خراج باطل معاف ہو کر گنتہ ماچھو چھوڑ دیا گیا۔ راجہ نے درخواست کی تھی کہ جھیل کے جنوبی طرف والے پرگنہ جو سینہ دھیانے دیے ہوئے ہیں سرکاری خراج قائم ہو کر اسکو دلائے جائیں لیکن انگریزی سرکار نے سینہ دھیا کے ساتھ عہد نامہ طے ہو جانے کے سبب یہی کارروائی منظور نہ کی۔ اس بخش پر ستمبر ۱۸۸۱ء مطابق ۱۸۳۵ء میں راجہ بخش پال نے عہد نامے کے بغلات بھرت پور کی لڑائی میں سرکار کے مخالف راؤ دجن سال کو فوج بھیج کر مدد دی لیکن کچھ عرصے کے بعد سرکاری اطاعت کے سوا کوئی حرکت اس سے ظاہر نہ ہوئی۔

راجہ بخش پال دیو

اس راجہ نے عہد نامے کے بعد جیسپور اور قرولی کی سرحدی تگڑوں میں انگریزی سرکار کے نشان کے موافق نقل کیا۔ وہ ستمبر ۱۸۹۲ء مطابق ۱۸۳۶ء میں لاؤل مر گیا اور اس کا رشتہ دار بھتیجا پرتاپ پال اس شرط پر رئیس قرار پایا کہ اگر راجہ کے اصلی لڑکا پیدا ہوگا تو وہ گدی چھوڑ دے گا۔

راجہ پرتاپ پال

اسکے متنبے ہونے کے بعد ایک رانی نے اپنا حاکم ہونا بیان کیا تھا جس کے غلط ثابت ہونے پر اسکو ستمبر ۱۸۹۵ء مطابق ۱۸۳۹ء میں اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے رئیس مقرر کیا۔ اگلے راجہ کی رانی اور والدہ ناراض ہو کر بھرت پور بھیجیں راجہ پرتاپ پال ستمبر ۱۹۰۲ء مطابق ۱۸۴۶ء میں لاؤل مر گیا جس کے عہد میں فساد اور قرضے کی زبرداری کے سوا کوئی عمدہ کام نہ ہوا۔

راجہ نرسنگ پال

اسکو ریاستی سرداروں نے رئیس بنایا۔ لیکن انگریزی سرکار نے قرضے کا بندوبست ہونے تک یہ بات منظور نہ کی اور قرضہ داندرونی فساد دور کرنے کے لئے ایک پولیٹیکل جنٹ مقرر ہوا۔ ستمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸۵۲ء ۱۰۔ جون کو راجہ مر گیا جس نے دور کے رشتہ دار بھرت پال کو گود لینے کا مشافہہ کیا تھا۔

راجہ بھرت پال۔ اسکے لئے ستمبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۸۵۲ء میں کرنل ہنری لارنس

نے گورنمنٹ سے مسند نشینی کی درخواست کی لیکن لاڈ ڈولہوڑی صاحب نے ہوگو لیسٹی کی رسم کو رد کرتے ہوئے اطلاع پہنچنے ہی قرولی کی منصبی کا حکم بھیج دیا تو بھی بالیمینٹ انگلستان نے خلاف رواج قرولی کی منصبی کو راجپوتانے کے دوسرے رئیسوں کی رنجیدگی کا سبب خیال کر کے گورنر جنرل کی تجویز منظور کی اور ہجرت پال کی نابالغی تک پولٹیکل انسٹرکشن نظام رکھنے کی ہدایت ہوئی۔ ریاستی سرداروں نے کامیابی کے بعد ہجرت پال کی مسند نشینی بھی سمجھ کر بدن پال نامی کو زیادہ حقدار مانا یہ بات راجپوتانے کے اکثر رئیسوں کی طرفداروں اور تحقیقات سے فیض معلوم ہو کر ہجرت پال بن برسہائی بعد لاھال امپار واری سے علیحدہ ہوئی۔

مہاراجہ مدن پال

اسکے سمیت ۱۹۱۰ء مطابق ۱۲۵۵ھ میں سرکاری منظوری سے مسند نشین ہونے پر ایکیشی کا انتظام جو تین برس سے خالصہ کے طور پر تھا اٹھا لیا گیا اور دوسرے سال محکمہ ایکیشی بالکل برخاست ہو کر رئیس کو قرضہ ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ۱۲۵۵ھ کے عذر میں مہاراجہ مدن پال نے انگریزی انسٹرکشن کو رد کر ڈیڑھ فی خرابی ظاہر کی جسکی عوض ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ سرکاری قرضہ معات ہو کر ریاست کے لئے پندرہ لاکھ سترہ توپ کی سلامی اور مہاراجہ کو نیک نامی کا خلعت عطا ہوا انھیں دلوں میں دلی سے پریشہ اور محکم احسان اللہ خاں قرولی میں آیا جسکو مہاراجہ نے پانچ سو روپے ماہوار پر بیڈ اس رکھا۔ کچھ عرصے کے بعد صیفہ مال کی درستی کے لئے ایک پولٹیکل انسٹرکشن ہوا جو بہت ضعیف کے بعد ۱۹۱۶ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں واپس لیا گیا۔

سمت ۱۹۲۲ء مطابق ۱۲۶۶ھ مہاراجہ کو متعاضہ ستارہ ہند درجہ اول سرکار سے ملا۔ ۱۲۶۹ھ میں مہاراجہ نے راؤ سر دہی کی بہن کے ساتھ شادی کی اور نقطہ کے سبب سرکار سے دو لاکھ روپے قرض لیکر بنیالی پرورش میں جوت کئے۔

یہ مہاراجہ سمت ۱۹۲۶ء مطابق ۱۲۷۱ھ ۱۷ اگست کو پندرہ برس راج کر کے گریا اسکا جھنجا پھن پال راؤ ہار دتی راج کا وارث تھا لیکن ایک رانی کے حاملہ بیان کو جانے

سے اسکو گدی نصیب نہ ہوئی اور وہ ایک مہینے کے اندر مر گیا۔ جس سے جے پال جبراً و ہاراً و قی ہو گیا تھا گدی پر بٹھایا۔

مہاراجہ جے سنگھ پال

اس نے ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸۶۹ء کے اندر قروٹی میں گودا کر سچر والٹر پولٹیکل اجنٹ کی صلاح سے فضول مصارف تخفیف کئے جس سے بہت سا ترغیب ملا ہوا گیا۔ یہ مہاراجہ چھ برس راج کرنے کے بعد ستمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۹۶۵ء نومبر کو انتقال کر گیا اور اسکا بھتیجا ارجن پال جس کے لئے وہ پولٹیکل افسر سے کہہ گیا تھا۔ راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ ارجن پال

ستمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۸۶۵ء یکم جنوری کو کرنل رائٹ پولٹیکل افسر اور ٹھاکروں کی تجویز سے مسند نشین ہوا۔ راج کے ماتحت ٹھاکر عنایتی اور بھورن والے کو جنس سے ایک کی آمدنی چھ ہزار اور دوسرے کی دس ہزار سالانہ ہے اور جو سرکشی سے غارت گردوں کو پناہ دیتے تھے رہائش کے فوجی دباؤ اور جہان کی سزا سے درست کیا۔

ستمبر ۱۹۳۸ء مطابق ۱۸۸۲ء میں قروٹی کے جاگیرداروں اور زمینداروں نے سخت سرکشی اور فریاد کی جس پر مہاراجہ کے ملکی اختیارات سرکاری حکم سے ضبط ہو کر پولٹیکل ایجنسی کے کونسلر اول کپتان مالٹ اور پھر کرنل بوئن سمٹھ نے اپنا انتظام کیا بعد میں اپیل کے واسطے فیصلہ راجا کی جانب سے قائم ہوئی۔

میں لاڈلہ رگ ستمبر ۱۹۳۸ء مطابق ۱۸۸۵ء ستمبر کے مہینے میں مہاراجہ ارجن پال نے دستس برس مہینے راج کر کے وفات پائی۔ اور مہاراجہ کانوجوان بھتیجا جنہو پال راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ جنہو پال

یہ ۲۰ فروری ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳- اگست ۱۸۹۶ء کو مسند نشین ہوئے ان کی تعلیم میو کالج جسر میں ہوئی تھی یکم جنوری ۱۸۹۳ء کو انھیں کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا اور ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا انھوں نے ہندوؤں کی شریک پر جو کہ نزدیک اس میں

ریلوے اسٹیشن کو جاتی ہے پٹی طیارہ کرائے اور مدن پور اور منڈکا پور کے تالاب قریب ایک لاکھ روپیہ صرف کر کے تیار کرائے وہ اگلے اور سچے کے نشاء بازار و شکار کے بہت شائق ہیں۔

تمیسرے باب مار وار یعنی مغربی شمالی راجپوتانے کو بیان میں
اس میں ریاست ہائے جودھ پور۔ بیکانیر۔ جسیلمیر۔ سرہی اور کرشن گڑھ کا حال ہے۔

فصل

جودھ پور کی تاریخ میں جغرافیہ

ملک جودھ پور مار وار کے نام سے مشہور ہے راجپوتانے میں اقل درجے کی ریاست ہے اور وسعت یعنی زمین کے حساب سے بہت بڑا علاقہ ہے مار وار کا اصلی نام مار تھل ہے مار تھل سنسکرت کے لفظ سے مخفف ہے مرہوت کو کہتے ہیں اور تھالی زمین خشاک کے پتے میں ہے اور یہ لفظ تھالی کثرت استعمال سے بگڑ کر تھل ہو گیا اور تھل اشکو کہتے ہیں جو پیکس سرسبز اراضی کے ہر ایک تھل کا نام جدا گانہ ہو۔ جیسے کادر تھل اور گاتھل وغیرہ۔ مار تھل لفظ سنسکرت کی سرزمین پر اور اس زمین پر آج بھی تھل کہتے ہیں اور اس کی تمام مار وار کہلاتا ہے اسکے اور بھی کئی نام ہیں جیسے مار وار مار و تھل اور مار و تھان اور مار و ریاست جی ہے صرف مار و جی کہتے ہیں اس وسیع ریاست میں جو شمالی طرف پنجاب اور جنوبی طرف سندھ تک چلا گیا ہے۔ اس وقت میں ریاست جودھ پور۔ بیکانیر اور جسیلمیر تاریخ میں جو بادشاہوں کے راجپوتوں کے تحت حکومت ہیں۔ لیکن سرہی و کرشن گڑھ کو بھی قریب ہونے کے سبب انھیں کے شامل ایک باب میں ہم نے بیان کیا ہے۔ چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا اور عمدہ حصہ جودھ پور والوں کے قبضے میں ہے اس لئے عام طور پر راج

جو دھور کوہی مارواڑ کہا جاتا ہے۔ اور باقی ریاستیں اپنی دارالریاست کے نام سے معروف ہیں۔ علاقہ جو دھور کے شمال میں شیواٹی۔ بیکانیر اور جیسلمیر مغرب میں جیسلمیر کچھ کی کھاڑی اور سندھ جنوب میں گجرات۔ سرحدی اور میواڑ مشرق میں میواڑ۔ جیسلمیر کرشن گڑھ اور جیسلمیر ہے۔ طول شمال و مشرق یعنی سانجھ اور مارواڑ خط سے جنوب و مغرب یعنی سندھ کی سرحد تک تین سو تیس میل۔ عرض میواڑ سے جیسلمیر تک ایک سو ساٹھ میل کل رقبہ ۲۴ ہزار نو سو تیس چھ میل مربع آبادی ۲۰۵۰۱۳۱۔ آدمی اور فوج سوار و پیدل چھ ہزار سے کچھ زیادہ شمار کی جاتی ہے یہ ملک درمیان خطوط عرض ۲۴ شمالی ۲۴ درجہ ۲۶ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۰ درجہ ۴۰ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ کے واقع ہے۔ اب آمدنی جو دھور کی اکٹھا سی لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔

جو دھور کے مشرقی جنوبی علاقہ گوڈواڑ کے سوا جو ہر طرح سرسبز و آبادی۔ باقی سڑن اکثر جنگل اور ریگستان نظر آتا ہے۔ جنوب میں جالور و سوانہ کی طرف پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہوئے ہیں اور بعض ادھیکہ بھی ٹیکریاں ہیں لیکن کوئی بڑا پہاڑ نہیں ہے۔ علاقے میں اکثر گاؤں ایسے ہیں کہ جہاں بارش بنبر و دوسرے ذریعہ سے کچھ پیدا نہیں ہو سکتا اور پینے کے واسطے بھی چار پانچ گوس سے گاڑیوں پر لاد کر پانی لایا جاتا ہے۔ کیونکہ ریت کی زمین میں کنواں کھودا کامقد و سب گاؤں والوں کو نہیں ہے۔ اس ریگستانی ملک میں کوئی ندی جو مشرقی طرف لشکر کے قریب سے نکل کر جنوبی مغربی سرحد پر جاگد رتی ہے بڑی قدر کے لائق ہے۔ اس ندی کے شمالی مغربی طرف ریت اور خشک ملک زیادہ ہے اور جنوبی مشرقی طرف پہاڑیاں اور برساتی ندی اسے اکثر نظر آتے ہیں جہاں پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے اور ٹیرے لوگ بھی کسی قدر رہتی ہیں۔

نقطہ اگرچہ ایسی ہیلا ہے کہ ہر ملک میں اس کی مصیبت قدرتی فیض یعنی عا بارش کے بغیر کسی کی مدد سے رفع نہیں ہو سکتی لیکن مارواڑ کے ریگستان میں جہاں کافی بارش سے بھی بخوبی حاجت روائی نہیں ہوتی۔ اس کی سختی نہایت مشکل درجے کو پہنچ جاتی ہے

جو شخص اجمیر سے مغربی سمت کو چودھ پور کے لئے روانہ ہوا ہے تین کوس پیش
 مقام سے ریت کا سمندر طے کرنا پڑتا ہے اور اسی قدر فاصلے پر چودھ پور کی سرحد شروع
 ہوتی ہے۔ جہاں نشان کے واسطے منارے کھڑے ہوئے ہیں۔ آگے بڑھ کر اجمیر سے بیس کوس
 فاصلے پر خالصے کا پرگنہ میرتر آتا ہے جس کے نام کی اصلیت زیادہ دینی میں آباد ہونے کے سبب
 مہارشیہ معلوم ہوتی ہے اس کے گرد سرخ پتھر کی شہر بنیاد کہیں درست اور کہیں ٹوٹی
 ہوئی موجود ہے۔ عام مکانات بھی پختہ اور خوبصورت نظر آتے ہیں ایک بڑی مسجد اور تکیہ بھی یہاں
 بنا ہوا ہے۔ قصبے کی آبادی دس ہزار کے قریب بھی جاتی ہے میرترے میں مندر بھلی (برسانی)
 بنتی ہے جس جو ایک خوشبودار جڑ ہوتی ہے اسکے رتن بہت عمدہ بنتی ہیں۔ اس مقام کے نام
 سے راکھوڑا چوٹوں کی ایک شاخ میرشیہ بھی کہلاتی ہے جو بہادر مشہور ہے جمیل میرشیہ نامی
 یہیں کا جاگیردار تھا جس سے یہ مقام چھین کر راؤ مال دیو نے اپنے دوست ماتحت سردار جمل
 میرشیہ کو دیدیا تھا اکبر بادشاہ کے حکم سے ناگور و اجمیر کے صوبہ دار شرف الدین حسین میرزا نے
 تین دن سخت لڑائی کے بعد یہ قصبہ جاک مل سے چھین کر جے مل کے حوالے کیا۔ لیکن جب
 شرف الدین نے بادشاہ سے بغاوت کی تو اشکی و دسئی کے سبب جے مل کو بھی یہاں سے
 علیحدہ ہونا پڑا اور وہ اکبر اور مال دیو دونوں کے برخلاف کامیابی کی امید نہ دیکھ کر میواڑ میں رانا
 اودے سنگھ کے پاس پہنچا۔ جہاں اشکویدھنور کی بڑی جاگیر ملی جو کئی بار غنپت و جال ہو کر
 استاک اشکی اولاد کے قبضہ میں چلی آئی ہے۔ جمیل میرشیہ جب اکبر نے چوڑپر حمل کیا دہان ہو کر
 راگیا اور اشکی اولاد اب تک میواڑ کے اول دسجے کے سرداروں میں داخل ہے۔
 میرترے سے بیس کوس مغربی طرف کسی قدر سیاح کنکری اور خشک زمین طے کر کے
 نکھر نیماج کی جاگیر کا میپاڑ مقام آتا ہے اس قصبے کی شہر بنیاد درست نہیں ہے اور آبادی
 ہی ہے۔ دنی معلوم ہوتی ہے۔ یہاں سے نکھر پھر رشیہ شروع ہوتا ہوا دیر میپاڑ سے بیس کوس
 کے سمندر میں شہر چودھ پور اور قلعہ ایک ٹاپو کی طرح نظر آتا ہے شہر سے تین کوس
 شمالی طرف پرانی راجدھانی منڈور دریا منڈا اور ہے جہاں کچھ مدت سے رئیسوں کو مرنے
 کے بعد چھیریاں (ہندوؤں کے مقبرے) بنائی جاتی ہیں اب اس جگہ ایک مختصر باغ اور مکان

کے سوا کچھ آبادی نہیں ہے صرف برساتی ندی کو روک کر ایک بنیتا کر لیا ہے جس سے کھیتی وغیرہ کا فائدہ متصور ہے یہ مقام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۱ دقیقہ و طول بلد مشرقی ۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔

جو درجہ پور سے مشرقی شمالی طرف پچھتر میل کے فاصلے پر مشہور شہر اور قلعہ ناگور دیران جگل میں آباد ہے جہاں گائے میل عمدہ ہوتے ہیں اور پٹیل اور لوہے کا کام اچھا بنتا ہے آبادی کی شہر بنانہ کے اندر خود صورت قلعہ بنا ہوا ہے جس پر بڑے معرکے گزرے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے شد و رخ عہد سے اجمیر کی طرح ناگور بھی انکے قبضے میں اکثر رہا اور وہاں ان کے بڑے مکان اور مقبرے موجود تھے جن کو پچھلے زمانے میں توڑ کر خراب سنگ لے اپنے محل وغیرہ تیار کرائے۔ تغلق بادشاہوں کے آخر عہد میں جبکہ دہلی کی سلطنت کمزور ہوئی اور دکن گجرات اور مالوے کے حاکم خود مختار بن کر بادشاہ کہلانے لگے۔ تو اجمیر وغیرہ مالوے والوں کے قبضے میں گیا اور ناگور مقام گجرات والوں کے حصے میں آیا جہاں ان کے رشتہ دار فریروز خاں اور شمس خاں وغیرہ بہت عرصے تک قابض رہے اور ان کے ساتھ میواڑ کے رانا کو بیجا اور موکل کی کئی بار لڑائیاں ہوئیں جن کے بعد اس شہر و قلعہ کو اٹھالے پڑے لیکن وہ فتح نہ ہوا۔ بہاولوں بادشاہ کے زور سے گجراتیوں وغیرہ کے کمزور ہونے پر اور پھر خود بہاولوں کی تباہی سے اجمیر و ناگور دونوں مقام جو درجہ پور کے راؤ مال دیو نے واپس لے۔ نئے پٹھان بادشاہ شیر خاں نے مارواڑ کی سرحد پر آکر لڑائی میں راٹھوروں کو پر فتح پائی اور مال دیو نے ان مقامات سے ہاتھ اٹھایا لیکن شیر شاہ کے مرنے کے بعد اسکی اولاد کو ضعیف پاکر راؤ مال دیو نے دوبارہ ناگور وغیرہ کو واپس لیا۔ جب دہلی میں بھنگلوں کا دور ہوا تو ان میں سے اکبر بادشاہ کے ماتحت سربدار حسین قلی خاں نے اجمیر کو حاجی خاں سے اور ناگور کو راؤ مال دیو سے چھین کر خالصہ میں داخل کیا۔ مال دیو کے مرنے کے بعد اسکی بیٹے چند سرن نے ایک بار موقع پاکر ناگور کو واپس لیا۔ لیکن اکبر کے فوجی بخشی شہباز خاں نے اسکو دوبارہ فتح کر لیا۔ جب مال دیو کے پڑپوتے اور راجہ ادوے سنگ کے پوتے راجہ گچ سنگ نے اپنے بڑے بیٹے امر سنگ کے عوض دوسرے کنور حسونت سنگ کو دلیعہ بنایا تو شہباز خاں بادشاہ

نے جو گج سنگھ کے باپ کا بیٹا تھا مہربانی کے ساتھ امر سنگھ کو راؤ کا خطاب اور
خانہ میں سے قلعہ ناگور مع علاقہ کے جاگیریں دیدیا جسکی اولاد کئی پشت تک وہاں قابض
رہی۔ محمد شاہ کے عہد میں دلی کی سلطنت کمزور ہو جانے پر جو دھ پور کے مہاراجہ ابھی سنگھ اور
اسکے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے راؤ امر سنگھ کی اولاد سے ناگور چھین کر انکو مختصر جاگیر دی
دی۔ بخت سنگھ ناگور کا مالک بنا اور اس نے بڑے بھائی سو فی الوقت ہوئے پر قلعہ کبھی نہیں
چھوڑا یہاں تک کہ مہاراجہ ایسے سنگھ کے مرنے کے بعد بخت سنگھ نے اپنے بھتیجے مہاراجہ
رام سنگھ سے جو دھ پور بھی چھین کر مارواڑ کی مہاراجلی حاصل کی اس وقت سے اب تک
پر مقام جو دھ پور کے خانہ میں چلا آتا ہے۔

مشرقی شمالی گوشے میں جو دھ پور سے ستر کوسس پر پرگنہ مارواڑ ہے جن
کے پاس جنوبی طرف ٹناک کی ساتھ پھیل پھیل ہوئی ہے جو بادشاہی خانہ میں سے
مہاراجہ سوانی جیسنگھ اور اجیت سنگھ نے دبا کر نصف نصف بانٹ لی تھی۔ اب اس پر
انگریزی انتظام ہے۔ اسی طرف جو دھ پور سے ۶۵ کوس پر ٹھاکر کو جامن کی بڑی جاگیر ہے
جہاں ایک بلند قلعہ۔ خوبصورت آبادی اور عمدہ بلن بنا ہوا ہے خاص شمال میں جو دھ پور
سے ساٹھ کوس پر خالص کا پرگنہ پھیلو دی جو بریکانیر والوں سے چھین لیا گیا ہے اور بڑی
جاگیر کا قصبہ پوکرن آباد ہے۔ مغربی جنوبی طرف جو دھ پور سے تیس کوسس پر پچھوڑا
مقام ہے جہاں عمدہ سفید نمک پیدا ہوتا ہے جو دھ پور سے چونتیس کوسس پر جنوب مغرب
کو سوانہ کا مشہور قلعہ ہے جس کے قریب کچھ مہاراجی سلسلے پائے جاتے ہیں۔ اکبر بادشاہ
کے وقت میں اس قلعہ پر کئی بار فوجیں آئیں جن کے انسرستید قائم بارہ اور بیکانیر کے
راؤ رائے سنگھ وغیرہ تھے۔ راؤ چندر سین نے مقابلہ کر کے کئی سال تک اس قلعہ پر چڑھ
رکھا آخر میں شہناز خاں نے اسکو فتح کیا اور راجہ اودے سنگھ راٹھوڑ کو بادشاہی اطاعت
کے سبب جو دھ پور کے ساتھ واپس ملا۔

مارواڑ کے جنوبی مغربی طرف ضلع ملانی جہاں کے گھوڑے وغیرہ عمدہ گئے
جالتے ہیں پھیلا ہوا ہے یہاں کے راٹھوڑ راجپوت نہایت سرکش ہیں کسی کو پا لوسی نہیں

مانتے راج کی اطاعت نہ کرنے اور غیر علاقوں میں غارتگری کرنے کے سبب مہاراجہ سنگھ کے وقت سے سرکار انگریزی نے یہاں اپنا انتظام رکھا ہے۔ خراج کی بابت چار ہزار روپے سالانہ پولٹیکل افسر کی معرفت جو دھ پور کو دیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے جو گنا انتظامی خرچ قدیمی حق قائم رکھنے کے لئے ریاست کو دینا پڑتا ہے۔ جالور جہان کا قلعہ عمدہ گنا جاتا ہے جو دھ پور سے جنوبی مغربی طرف اڑتیس گوس سو گری ندی کے کنارے پر آباد ہے یہ مقام بھی مدت تک اجیر و ناگور کی طرح گجراتی بادشاہوں کی ماتحت سپھان سرداروں کو قبضے میں تھا اور مغلوں کے عہد میں بھی عہدہ کارگزاری کے سبب وہ لوگ یہاں قائم رہے۔ مہاراجہ جیونت سنگھ کے افغانستان میں مرجانے کے بعد جب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے اٹھائیس برس تک جو دھ پور ضبط رہا تو اجیت سنگھ پندرہ برس تک علاقے میں خالی لڑائی جھگڑے کرتا پھرا۔ آخر اس کا وفادار اکھوڑ درگداس بادشاہی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عالمگیر نے جواش وقت دکن کی لڑائیوں میں بھینسا ہوا تھا قلعہ جالور مع ساچور دہاں کے سپھان سردار مجاہد خاں سے لے کر اجیت سنگھ کو جاگیر میں دیدیا۔ اس کے تیرہ سو برس کے بعد بادشاہ کے انتقال ہونے پر مہاراجہ نے جو دھ پور وغیرہ کو بھی دیا لیا۔ جالور اس وقت سے اب تک مار وار کے خالص میں داخل چلا آتا ہے لہذا خاں کو بادشاہ نے جالور کے عومن پر گنہ پالن پو بھاگیر میں عنایت کیا تھا جہاں پر اب تک اشکی اولاد نواب کے خطاب سے سرکار انگریزی کے ماتحت پانچ لاکھ روپے سالانہ آمد کو علاقے پر حکومت کرتی ہے۔

پر گنہ گوڈو وار جو دھ پور کی جنوبی سرحد پر واقع ہے جسکی برابر سرسبز و آباد زمین تمام مار وار میں نہیں ہے یہ پر گنہ میواڑ کے تحت میں تھا سہ ۱۵۲۵ مطابق ۱۷۶۵ء میں میواڑ کے اکثر ماتحت سرداروں نے زمانا اسی سے بغاوت کی تھی جس کے سبب کچھ عرصے کے بعد نسادوں کے قبضہ میں آجائے کے خیال سے یہ پر گنہ جو دھ پور کے مہاراجہ بیک سنگھ کی خطا میں تین ہزار سوار مدد کے طور پر حاضر رکھنے کے عومن دیا گیا۔ لیکن فوجی مدد دیا علاقے کی واپسی و دونوں چیزوں میں سے ایک بات بھی حاصل نہ ہوئی یہ سوا سو برس کے عرصے سے

جو چھپور کے تحت میں چلا آتا ہے اسکے مغربی طرف ایرن پورہ گاؤں پر انگریزی چھاؤنی ہے چھپور پر ایک بے قواعد پیادہ پلٹن اور کچھ جنگال احاطے کے سوار رہتے ہیں اس کا ذخیرہ سچ ایک لاکھ پنروہ ہزار روپیہ سالانہ جو وہ پور سے لیا جاتا ہے گوڈ وار کے علاقے میں بٹھا کر گھاسے راؤ کی ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی بڑی جائیں ہے جس کا تختی تعلق مارواڑ میں پرگنہ جانے کے پہلے میوار سے تھا۔ پرگنہ خالصہ کا صدر مقام دیسوری گاؤں کی شہر سناہ کے اندر دو ہزار آدمیوں کی بستی جو چھپور سے چالیس کوس کے فاصلے پر ہے۔ گاؤں سے ڈیڑھ کوس پر سرحد کے طور دیسوری کی نال یعنی گھاٹ شروع ہوتا ہے جس میں سے میوار کا راستہ ہے اس گھاٹ میں سے جسکے دونوں بازو پر تین کوس تک بلند بہاؤ کھڑا ہوا ہے گاڑی وغیرہ اچھی طرح گذر سکتی ہے ایک کنارے پر جو وہ پور کی طرف سے چند سوار اور دوسرے سرے پر ادوے پور کی طرف سے ماتحت تھا اگر تھیلو اڑہ کے کچھ راجپوت حفاظت کے لئے رہتے ہیں جسکی موجودگی سے گھاسے کے اندر کوئی خطرہ نہیں سمجھا جاتا۔

دیسوری سے اٹھارہ کوس شمالی طرف اور جو وہ پور سے بائیس کوس جنوب کو قصبہ پالی آٹھ ہزار آدمی کی آبادی ہے یہاں ہاتھی دانت کا چوڑا اور گھاسے کا متبا کو عمدہ ہوتا ہے یہ مقام آستھان راٹھوڑے جو مارواڑ میں پہلا شخص راٹھوڑوں کی ریاست جمائے والا گذرا ہے شروع تیرھویں صدی عیسوی میں یہیں لوگوں سے جو اس مقام کے قیام کے باعث پالی وال (پالی دالے) کہلاتے ہیں چھین لیا تھا اب یہ خالصی میں ایک پرگنہ کا صدر میوار اور اس طرف سے اجمیر والی سڑک احمد آباد کو جاتی ہے جس پر اب سہ کارہی ریل جاتی ہوئی ہے اور جس میں ایک ساٹھ میل کی شاخ مہاراجہ نے جو وہ پور تک تیار کرائی ہے پالی سے اجمیر کو جاتے ہوئے جو وہ پور سے اٹھائیس کوس جنوب و مشرقی طرف سڑک سے کسی کوس فاصلے پر موجود مقام آباد ہے جس میں سڑک پتھر کے پختہ مکانات سہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ قصبہ کے مغربی طرف شاخ پتھر کی ایک پرانی گڑھی لڑائی یا بے مدت رہنے کے سبب ٹوٹی پڑی ہے جو مانا کو بھگا کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے۔ مارواڑ کا مقام علاقہ بائیس پرگنوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن پر ایک حاکم اور بھٹانہ دار رہتا ہے تعلیم کے لئے

کالج اور ہائی اسکول شہر میں ہیں اور علاقے میں بھی بعض جگہ مدرسے جاری کئے گئے ہیں
شہر جوڈھپور

اجمیر سے مغربی جنوبی طرف ساٹھ کوس فاصلے پر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۹ دقیقہ
 طول بلد شرقی ۷۳ درجہ ۲۱ دقیقہ پر آباد ہے۔ اس کے شمالی طرف دیوار کی طرح کئی میل تک پہاڑ
 چلا گیا ہے اور باقی میں طرف ریت کا میدان پڑا ہے شہر پناہ پارچ میل گھیر کی ہے جس کے اندر
 ساٹھ ہزار آدمی بستے ہیں اور ابھی کچھ اور بھی آبادی کی گنجائش نظر آتی ہے مکانات یہاں
 اکثر سترچ پتھر کے خوبصورت بنی ہوئے ہیں۔ بازار وغیرہ زیادہ کشادہ نہیں ہو شہر میں پانی کم
 نصیب ہونے سے کئی تالاب بھی بنائے گئے ہیں جن میں سے مشرقی طرف گلاب ساگر عمدہ ہے
 اس میں ایک پختہ نہر کے ذریعہ سے جس کے دونوں کنارے بلند ہونے کے سبب شہر کی گندگی
 اور بدرو داخل نہیں ہو سکتی۔ جنگل سے برساتی پانی ملایا جاتا ہے جو چھ مہینے تک پینے کے کام میں
 آتا ہے اس تالاب کے قریب ایک مختصر باغ بھی ہے جہاں ریاست کی اکثر کچھریاں بنی ہوئی ہیں
 شہر کے شمالی مغربی بلند حصے پر مہاراجہ صاحب کا مضبوط قلعہ ہے۔ جو بیس کوس تک فاصلے
 سے صاف نظر آتا ہے اور جس کی جنوبی مشرقی طرف بڑی بڑی دیواریں جہی ہوئی ہیں۔ قلعہ کی لمبائی
 پانچ سو گز اور چوڑائی ڈھائی سو گز بیان کی جاتی ہے جس کے مغربی شمالی حصے پر ریاست کے زمانہ و مردانہ
 بلند محلات تعمیر کئے گئے ہیں۔ قلعہ کی باقی زمین تہوار جوٹیں پر سے شہر اور دو رنگ جنگل کی چھیر
 ہو سکتی ہے قلعہ کے مغربی دامن میں ایک مختصر تالاب رانی ساگر نام تفصیل کے اندر قلعہ والوں
 کی ضرورت کے لئے بنا ہوا ہے جس میں سے پانی کی سخت تکلیف معلوم ہونے پر شہر والوں کو بھی سیراب
 ہونے کی اجازت مل جاتی ہے۔

اس شہر کو راڈ جو دھارا ٹھوڑے سے ۱۵۱۵ء مطابق ۱۷۹۹ء میں آباد کر کے منڈور کو
 عوض اپنا دارالریاست قرار دیا۔ ۱۵۴۴ء مطابق ۱۸۲۷ء میں راڈ کے بیٹے سو جا پر دوسری
 بیٹے بریکا سیز واسے نے چڑھائی کر کے جوڈھپور کا محاصرہ کیا لیکن توپ گولہ اش زما میں
 دھوٹے سے فتح کرنا آسان نہ تھا۔ اس لئے بیکار کچھ ہتھیار وغیرہ سامان لینے پر لوٹ گیا۔ راڈ
 مال دیو کے بعد اس کے جانشین بیٹے راڈ چند رسین سے اجمیر کے صوبہ دار حسین علی خاں اکبر شاہی

نے قلعہ جو دھوپو چھین لیا جو چند رہین کے بعد اس کے بھائی اودے سنگھ کو اطاعت میں رہنے سے کہیں برس کا عرصہ گزرنے پر مع علاقہ (سوائے ناگور) واپس ملا مہاراجہ جیو نوت سنگھ اول کے مرجائے پر عالمگیر نے جو دھپور وغیرہ ناگور کے راؤ اندر سنگھ کو عنایت کیا۔ لیکن وہ کم طاقتی سے نکال دیا گیا اس پر بادشاہ نے جو دھپور اور کل علاقہ خلیفہ کر کے خالی کر کے طور و صورت کو برات کے متعلق کر دیا۔ راتھوڑوں نے کئی بار زور مارا لیکن کامیاب نہ ہوئے اچھاڑ برس ضابطی رہنے کے بعد عالمگیر کے انتقال پر ۱۶۷۳ء مطابق ۱۰۷۱ھ میں مہاراجہ اجیت سنگھ نے جو دھپور وغیرہ دیا لیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے فوج بھیج کر پھر ایک برس کے قریب ضبط لکھا لیکن دوبارہ مہاراجہ نے اودے پورا و دھپور والوں کی فوجی مدد سے اپنا وطن مع سانجھ وغیرہ کے حاصل کر لیا۔

محمد شاہ کے وقت ۱۷۲۶ء میں بادشاہی فوج شہر کے پاس لوٹ مار کر کے واپس چلی گئی اور مہاراجہ ابھو سنگھ نے بادشاہی رخصت مندی حاصل کر لی۔ مہاراجہ مان سنگھ کے وقت ۱۷۳۶ء میں نواب امیر خاں نے جیسور والوں کی طرف دارمی میں شہر کو لوٹنے کے بعد شمالی جہازمی سے گولے مارنے کے سبب قلعہ کے بعض مقامات کو نقصان پہنچایا۔ پھر انگریزی عہد ۱۷۵۷ء میں بھی اس مہاراجہ کے ظلم کی شکایت ہوئے پر کئی جہنم تک سرکاری فوج قلعہ کے اندر کئی گئی اور اس کے خیر خواہ ثابت ہوئے پر واپس لے لی گئی اسکے بعد یہاں کبھی کسی غیر کا قبضہ یا حملہ نہیں ہوا۔ شہر کے پاس جو فوجی مشرفی طرف مہاراجہ جیو نوت سنگھ و دوسرے نے قلعہ کے محلوں میں رہنا ناپسند ہونے کے سبب اپنی قیام کے لئے ایک مختصر باغ اور انگریزی قطع کے کئی بنگلہ و مکان بنوا کر انکو عمدہ سامان سے سجایا۔ اس جگہ عام لوگ راہی باغ یعنی اونٹوں کے چرواہے کا باغ کہتے ہیں۔

اس شہر رسل کی ابتدا مشکوک ہے۔ کرنل ٹاؤکینا جو کہ راتھوڑوں کا کرسی نامہ ماہچند رجبی کے دوسرے جیو کش سے انھیں منسک کرتا ہوا اس لئے سوچ رہی ہوئے۔ مگر اس قوم کے بھاٹ یہ شرت انکو نہیں دیتا اور اولاد کش ہونے کے باوجود وہ

سورج منشی نسل کے ایک شخص کس بیٹا کی اولاد سے اور ایک دیت عورت کے بطن سے
 سمجھے جاتے ہیں۔ بہر حال کس بیٹا کی اولاد پر اس سبب سے شیطانی نسل ہونا کا بدنامی و اغ
 لگایا جاتا ہے۔ یہ امر حیرت انگیز ہے کہ وہ کشت قبائل اولاد اجمید یا اجمد کے گھرانے کے بھائیں
 ہوئے جو چند منشی ہیں اور قنوج کے بانی ہیں۔ واقعی شجرہ داں راٹھوڑوں کو کیو سیکھا
 نسل سے بتاتے ہیں۔ راٹھوڑوں کے کارناموں کا مرکز گادھی پوریا گدھی پور عرف قنوج
 ہے جہاں وہ پانچویں صدی عیسوی میں سربراہ تھے اور اگرچہ اس زمانے سے قبل وہ اپنا
 سلسلہ نسب کوٹا عرف اجدھیا یا اجدھ سے منسلک کرتے ہیں لیکن ان کے قول کے
 سوا اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ایک اور مقام پر کہ نل ٹاڈ کہتا ہے کہ راجگان مارواڑ اپنا سلسلہ
 نسب کشت فرزند راٹھوڑی سے منسلک کرتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکی
 شجرہ نویسوں نے غلطی کی ہے اور قنوج اور کوٹا سمی کے کیو سیکھا خاندان کو اولاد کشت تصور
 کر لیا ہے حالانکہ سورج منشی خاندان کے شجرہ نویس اپنی شجرہ میں ان کو سورج نسل
 میں داخل نہیں کرتے۔

کر نل ٹاڈ کی متذکرہ بالا تحریروں سے ظاہر ہے کہ راٹھوڑوں کے حسب نسب
 کے متعلق تین مختلف اقوال ہیں انکی تشریح مع تذکرہ درج ذیل ہے۔
 (۱) جو دھوڑ کے راٹھوڑ راجگان اپنی آپ کو سورج منشی بتاتے ہیں اور اپنا شجرہ نسب
 کشت فرزند راٹھوڑی سے ملاتے ہیں باوجود اسکے اگلے بھٹا مذکورہ بالا عزت
 کو انکی طرف منسوب نہیں کرتے اور کہتی ہیں کہ اگرچہ وہ سورج منشی اور اولاد کشت ہیں۔
 لیکن ان کے مورث کس بیٹا نے ایک دیت عورت سے شادی کی جس کے بطن سے راٹھوڑ
 نسل ہے دیت کے معنی شیطان اور دیو اور راکشش کے ہیں اسی لئے بہر حال کسی پو
 یا ہر رائے کس بیٹا کی اولاد کو شیطانی نسل کہا جاتا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ کس بیٹا
 کی یہ دیت ہوی ہندوستان کے قدیم سیاہ فام باشندگان ڈراوڈوں سے تھی
 جن پر راکشش اور دیگر نفرت انگیز الفاظ کا استعمال رانائن اور ہندوں کی دوسری
 قدیم کتب میں ہوا ہے۔

اگرچہ دیت کا اطلاق برہمنوں کے رشتہ داروں میں بدھ مذہب والوں پر بھی ہوا ہے اور مطلب اس سے بد مذہب اور دھرم اور کافر ہوتا ہے لیکن میری یہاں یہ رائے نہیں کیونکہ اڈل تو کس بیٹا کو تم بدھ سے قبل تھا دوسرے یہ کہ بہت سے خاندان جنہوں نے بدھ مت اختیار کر لیا شرافت سے خالی نہیں سمجھ جاتے۔ تفسیر یہ کہ جب اس قسم کے نفرت انگیز الفاظ کا استعمال گوراؤ پر ہوتا ہے تو ہم کیوں زیر دستی دیت کے معنی میں بدھ کے لیے نہیں کہیں گے (۲) دوسرا قول یہ کہ راکھوڑ کشن نب بانی قنوج کے جانشین ہیں کشن نب کے باپ کا نام کشن تھا لیکن کشن رام چند رجبی کا بیٹا نہیں بلکہ اک اجمیداسے ہے اور اجمیداسل بدھ سے ہے اس بدھ کو گوتم بدھ بانی مذہب بدھ سے مخلو مان کرنا چاہئے کیونکہ یہ بدھ مشہور بانی مذہب گوتم بدھ سے صدیوں قبل ساکا دیپ یا سہتیاد یا وسط ایشیا ہے اگر ہندوستان میں مقیم ہوا ہندو اسے دیوتا مانتے ہیں اور یہ چند بنی نسل کا مورث اعلیٰ ہے اس قول کے بموجب راکھوڑ چین بنی ہیں۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ راکھوڑ قنوج میں خاندان کشن نب کی سلطنت کے وارث تھے اور جو وہ اپنا سلسلہ سورج بنی اچکان جو دھیا سے لاتے ہیں۔ اس کا کوئی ثبوت سوائے ان کے اپنی قول کے نہیں۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ راکھوڑ اجمیداسل سے تو ہیں لیکن کشن نب کی اولاد نہیں بلکہ اجمیداسل دوسری بوی کیسونی کے بطن سے ہیں کیسونی کی اولاد کیوسیکا کہلاتی ہے (جسکو کبھی کبھات اور کبھی کاسیکا لکھتے ہیں) اور اس گھرانے سے شمالی ہند میں زبردست سلطنت قائم کی گئی اس قول کے بموجب بھی راکھوڑ چند بنی ہیں۔

ان تینوں اقوال پر غور کرنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ راکھوڑ اغلباً چندر بنی ہیں کیونکہ

(الف) ان کے سورج بنی ہونے کا ثبوت سوائے ان کے اپنے کسی نام کے کوئی اور نہیں۔

(ب) تواریخی واقعات ان کو چندر بنی گھرانوں کا جانشین مانتے ہیں۔

(ج) سورج منشی شجرہ نویس انکو سورج منشی نسل سے علیہ بتاتی ہیں۔
تنبیہ حق تحقیق یہ کہ خاندان مارواڑ کا انہیں سورج منشی کش کی اولاد میں سے
بیان کرنا سبب غلطی کسی نامہ نویسوں کے ہے کہ انھوں نے سورج منشی کش اور
چندر منشی کش یا کیوسدیک کے خاندانوں کو باہم مخلوط کر دیا ہے۔

راٹھور خاندان کے ایک مورث اعلیٰ سے جو ایک راجہ پوٹ نام قوم اسٹوایا
ایسی سے تھا، جو ثبوت اصلیت اس خاندان راجپوت کا ستھیا قوم سے ہونے کا پایا جا
ہے ستھیا قوم نے دریائے آمو واقع وسط ایشیا پر حکمرانی کی اور قدیم زمانے میں برہی
و سیح آبادی انکی بحر اسود کے شمال اور بحر اخصر کے مشرق میں تھی اور صفت قدیم ان
کی آفتاب پرستی تھی آمو ایک دریائے جو جیوں کے نام سے مشہور ہے یہ دریا ایران و
توران کے درمیان واقع ہے یہی دریا آکس کہلاتا ہے ستھیا یا ستھین منجھان چار قوموں
کے ہے جنھوں نے یونانی حکومت بکھیرا ازل کی تھی اور مقدس مورخان ہند اس قوم اسوا کو
اپنے خاندان پیش کی ایک ذرع عظیم میان کرتے ہیں اور بے شبہ جو ستھین ہندوستان
میں تھے دریائے آک سے دریائے گنگا تک سب ایک قوم کے تھے۔

راٹھوروں کی تعداد راجپوتانے میں اس وقت اتنی زیادہ ہو کر چھو اہوں کو سوا
کوئی دوسرا گروہ انکی برابر لاکھوں کی تعداد میں نہیں ہے ڈیڑھ سو برس کے قریب انکاراج
گجی پور منشی قنوج میں راجا ہاں مکدھج کہلاتے ہیں اور جہاں سے انکی تیرہ شاخیں علیحدہ
ہوئیں راجپوتانے میں آنے کے بعد انکی بہت سی شاخیں ہو گئی ہیں اگرچہ اس وقت سے
پہلے وہ اپنے آپ کو اودھیاعوت اودھ کے چند منشی راجوں کی نسل میں بتلاتے ہیں
مگر اسکی تصدیق نہیں ہوتی۔ دیوانی گیارہویں صدی عیسوی انکی تاریخ تاریکی سے نکلا صاف ہو گئی
ہندوستان میں فتح تاتاریوں کے زمانے کے قریب راٹھوروں نے دلی کے نور و جہاں
بادشاہ دانیل داؤد کے بائیکا نسل کے ساتھ راجگان ہند پر حکمرانی کرنے کے واسطے زور
آزمائی کی ہے اس حکومت کی نذر آئے ان سب کو برباد کر دیا۔

قنوج سے نکلا جی چندر کا پڑپوتا شیوجی مارواڑ میں پناہ پذیر ہوا اور یہاں

جمادوگر کے راٹھوڑ لوگ راؤ مال دیو کے عہد تک ترقی کرتے رہے اور انکا خطاب راؤ مشہور ہوا۔ یہاں بھی انھوں نے اپنی دیسی ہی جنگ آوری کی بہت دکھلائی جیسے لوگ شیوجی کے خاندان میں ہوئے ان میں سے زیادہ راجپوتوں میں کوئی بہادر نہیں ہوا۔ اکبر بادشاہ نے او دے سنگھ کو راجہ کہنے کا حکم دیا۔ شاہجہاں نے اپنے آخر وقت میں راجہ بونت سنگھ کو سات ہزاری فوج دے سوار کا منصب جو شاہزادوں کے بند گناہ تھا اور مہاراجہ کا خطاب جو کسی دوسرے کو نہ ملا تھا عنایت کیا۔ بادشاہی دربار میں محمد شاہ اور احمد شاہ کے عہد تک وہ جاتے رہے اور انکا درجہ اول راجاؤں میں گنا جاتا تھا۔

تاریخی احوال

قنوج میں راٹھوڑوں کی چھ پڑھی لکھی (۱) شری چندر (۲) مہی چندر (۳) چندر دیو (۴) پنال دیو (۵) گوبند چندر (۶) بیکے چندر کے حکومت کرنے کے بعد ساتویں جے چندر وہاں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

کرنل ٹاؤ نے قنوج میں راجہ من مال راٹھوڑ کا قبضہ آخر پانچویں صدی عیسوی میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس نے سمیت ۵۲۶ مطابق سن ۱۰۳۷ء میں قنوج کو فتح کر کے راجہ اجپال والی قنوج کو قتل کیا اس وقت سے یہ قوم قنوجیہ راٹھوڑ مشہور ہوئی لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ ایک چینی سیاح ہیون تشانگ وہاں ساتویں صدی عیسوی تک بتیس راجپوتوں کا راج لکھتا ہے اور دسویں صدی عیسوی کے ایک کتبے سے اس جگہ ایک غیر قوم کی حکومت کا ثبوت ملتا ہے راجہ بیکے چندر کے ایک کتبے سے سمیت ۱۱۰۶ مطابق سن ۱۵۹۷ء میں قنوج لینا پایا جاتا ہے اور سمیت ۱۲۵۵ مطابق سن ۱۷۹۵ء میں جے چندر وہاں کی حکومت ختم ہوئی اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ڈیرھ سو برس کے قریب راٹھوڑ وہاں کے راجہ رہے بہر حال انکو عزت حاصل ہے کہ راجپوتانے میں آئے سے پہلے بھی وہ ہندوستان کے ایک عمدہ حصے پر خود مختاری کے ساتھ راج کر چکے ہیں۔ اور اس وقت بھی بڑے راجاؤں میں انکا شمار ہے۔ قنوج کے آخری راجہ جے چندر کے پڑپوتے شیوجی کی اولاد کئی جگہ رئیس بنی ہوئی ہے راجپوتانہ میں

جو دھپور۔ یہ کسانیر اور کرشن گڑھ۔ بالوں میں تھام و سیتا م و غیرہ اور گجرات میں ایڈ۔
کے راجہ کی اولاد میں ہونے کا خیر کرتے ہیں۔ ان چھ ریاستوں میں سے جو دھپور کا درجہ
بڑا ہے۔ کیونکہ بانی دوسری ریاستیں چھوٹی ہونے کے علاوہ یہیں کے خاندان میں سے علیحدہ
ہو کر لوگوں نے پیدا کی ہیں جس کا بیان آگے موقع پر آوے گا۔

شروع تیرھویں صدی عیسوی میں راکھوڑ لوگ مارواڑ آئے اور آخر جو دھپور
صدی عیسوی میں انھوں نے مارواڑ کا صدر مقام منڈور حاصل کیا اس میں حساب سے آٹھ
راجپوتانے میں رہتے ہوئے سات سو برس اندراج کرتے ہوئے پانچ سو سے کچھ زیادہ سال
کے قریب گذرے۔

شروع کیا دھپور صدی عیسوی میں سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان
پر حملہ کر کے پنجاب کا علاقہ دیا لیا تھا جہاں دوسو برس تک اسکی اولاد حکومت کرتی رہی۔
پھر لاک بہادر قوم غزنی نے غزنویوں کے عوض عروج پا کر پنجاب کو اپنی تخت میں لیا جس
میں سے معزال دین محمد سام عرف شہاب الدین غوری نے دہلی و اجمیر کے راجہ
پر بھٹوی راج چوہان سے ایک بار شکست کھانے کے بعد ۱۲۵۹ء مطابق ۱۱۹۳ء میں
سرمنڈ کے قریب لڑائی ہوئی پر بھٹوی راج کو قتل کر کے اس کا تمام ملک دیا لیا دوسری
برس شہاب الدین اور اسکے نائب قطب الدین ایبک نے قنوج کے راجہ چوہان
(جے چند) راکھوڑ پر چڑھائی کی راجہ بھی بہت سی قنوج کے مقابلے کو بڑھا۔ چند اول
مقام پر لڑائی میں جے چند شکست پا کر بھاگتے ہوئے دریائے گنگا میں ڈوب گیا یا دشمنوں
کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکا سامان تین سو بائیس اور کل مال و دھنوں کے نقصان میں آیا
اگرچہ راکھوڑوں کا نام کنارہ دریائے گنگا سے معدوم ہو گیا۔ لیکن شیوجی کی اولاد نے
راجپوتانے میں اپنی تدم جائے۔ خدا کی شان تو دیکھئے کہ پر بھٹوی راج نے جے چند
کی بیٹی شیوجی کو چھیننے کے بعد ایک سال پورا ہوتا ہی اسکی ہتک عزت کی سزا
شہاب الدین سے پائی اور پھر خود جے چند دوسرے سال اسی شہاب الدین
کے ہاتھ برباد ہوا کیونکہ دونوں کی قوت باہمی عناد سے کمزور ہو کر سلطان غوری کا شکار ہو گئی

نوٹ کہتے ہیں کہ یہ بھی راج سے جے چند نے اپنی ہاتھ سے بدلائینا نامکن سمجھا تو اس نے محمد غوری کو لکھا تھا اور اس امر کی تحریک کی تھی کہ وہ ایک دفعہ پھر دہلی کے راجپوتوں پر حملہ کرے۔

شہاب الدین نے اپنے معتبر نوکر قطب الدین کو بہت وسعتی علاقے سپرد کر کے یہاں کا مالک بنا دیا۔ جس نے تھوڑے عرصے کے بعد بنگالہ وغیرہ بھی اپنے عمل میں کر لیا اس طرح پنجاب سے لے کر دہلی۔ قنوج اور بنارس یعنی روہیلکھنڈ اور بنگالے کی شرقی سرحد تک تمام شمالی ہندوستان مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا جو چھ سو برس تک کسی دوسرے کو نہیں مل سکا۔ اور راجپوت قومیں دیران۔ مقامات راجپوتانہ اور وکن کی طرف پریشان ہوئیں جنہیں سے پرتھوی راج چوہان اور جے چند راجپوتوں کی اولاد کو راجپوتانہ میں بٹاؤ دھونڈھتی پڑی مارواڑ میں آنے کے بعد راجپوتوں کا زمانہ تین حالتوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔

پہلا قنوج چھوٹی پشیموجی سے بزم دیوتا جہیں وہ زمینداروں کی طرح کچھ زمین اور گاؤں پر قابض رہا اس ایک سو ستر برس کے عرصے میں دو بشتیں گزریں۔ دوسرا زمانہ راجپوتانہ کے مندر لینی سے راجا دیوتا جہیں وہ ترقی کر کے خود مختار رئیس رہے۔

تیسرا دور موٹاراجا اوڑے سنگھ سے اس وقت تک جہیں کچھ منسل بادشاہوں کی مہربانی اور کسی قدر اپنی طاقت سے انھوں نے بڑے بڑے مقامات پر اپنا راج پھیلایا۔ دوسرے دور میں راجپوتوں کے بزرگ (سردار) راجا کہلاتے تھے جب اوڑے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت میں حاضر ہو کر فرماں بردار بنا۔ تو شہنشاہ نے اسکو راجہ کا خطاب عنایت کیا حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راجپوتوں) کا سردار بنے اسکو راجہ خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راجا کہا جائے اس راجپوت فرزند کا حال دوسرا راجپوتوں کے برخلاف ہے کیونکہ دوسروں میں بڑا بیٹا ولیعہد کیا جاتا ہے اور راجپوتوں پر جسکی ماں سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جائنٹین کر دیا جاتا ہے موٹاراجا سے دلچسپ

کے بعد یہاں دالیان ملک کا خطاب مہاراجہ مقرر ہوا۔

۱۔ شیوجی راکھٹوڑ

راجہ جے چندر کے بعد برودی سین اور سیت رام نے کچھ نام حاصل نہیں کیا لیکن جو چندر کے پوتے تسیب رام کا بیٹا شیوجی دوسرے آدمی ساتھ لیکر راجپوتانے کے مغربی ریگستان میں پہنچا۔ بیکانیر کے موقع سے جو اس وقت آباد نہ ہوا تھا دس کوس کو نو مہر کے مقام کے سونٹکھی رئیس نے اسکو خاندانی سمجھ کر اپنے پاس رکھا اور اپنے دشمن جاڑیچہ رئیس کے مقابلے پر اچھی کارگزاری دکھلانے کے سبب جس میں شیوجی کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے سونٹکھی نے اپنی بہن کے ساتھ اسکی شادی کر دی اسس کے بعد شیوجی نے گجرات پہنچ کر لاکھا جاڑیچہ کو قتل کیا اور واپس آکر مارواڑ میں نوئی مذی کے کنارے پر مہاراجہ مقام کے راجپوتوں کو ایک دعوت میں قتل کیا۔ پھوڑے دلوں سمجھے اس نے گوئل راجپوتوں کو بھی جواب گجرات میں آباد ہیں خارج کر کے انکے کھیر مقام پر قبضہ کر لیا شیوجی کے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا آستھان قائم مقام ہوا۔

۲۔ آستھان

پالی مقام کے پالی دال بہمنوں نے میر اور مینہ وغیرہ لٹیروں کے ظلم سے بچنے کیلئے شیوجی کو بہادر سمجھ کر اپنے علاقے میں لالسا یا تھا۔ اور آستھان اسی مقام پر سونٹکھنی سے پیدا ہوا تھا تاؤ کہتا ہے آستھان سے ایک کام الیسا ظہور میں آیا جس سے پایا گیا۔ کہ راجپوتان سابق چنداں پابند قول و قرار کے نہ تھے یعنی آستھان نے جو ہمیشہ ملک گیری کی فکر میں رہتا تھا ہولی کے تو بار بار پر بہمنوں کے سردار وغیرہ کو نشہ و غفلت کی حالت میں قتل کر کے پالی کا مقام علاقہ دے دیا۔ اس کے بعد آستھان نے اپنی دوسرے بھائی سونٹک کو ایڈر کے رئیس بھیل وغیرہ سے ایسے موقع پر راج وغیرہ دلایا۔ جبکہ وہ ایک شاہی میں نشہ پیکر غافل تھا

تیسرے بھائی اجل نے کاٹھیاواڑ میں ادک منہ مقام دے دیا جس کی نسل بھدیل مشہور ہے۔

۳۔ دھوٹہ

آستان کے آٹھ بیٹوں میں سے بڑا دھوٹہ باب کا جانشین ہوا اس نے قنوج پر حملہ آور می کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن اس بات سے ناامید ہو کر منڈور لینے کی کوشش میں جان کھولی۔

۴۔ رائے پال

دھوٹہ کے سات بیٹوں میں سے بڑا رائے پال باب کا قائم مقام ہوا اس نے منڈور کے پرہار رئیس کو مار کر اپنے باب کا عوض لیا۔ اگرچہ منڈور توجہ رائے قبضے سے نکل گیا لیکن اور علاقے میں ہر طرف اس کے تیرہ بیٹوں نے جھاڑ کر لیا۔

رائے پال کے بن چھ شخص (۵) کاہنل (۶) جاجنجن یا جان سی دی (۷) جھاڑا (۸) ٹیڈا (۹) سنگھیا (۱۰) بیرم دیو۔ ایک دوسرے کے بعد جانشین ہوئے جنہوں نے بھائی راجپوتوں وغیرہ کو دبا کر علاقہ بڑھایا۔ ان میں پھلا بیرم دیو جس کی اولاد نکاس میں بہت ہے جو شیر راجپوتوں کے ہاتھ سے مقابلے میں مارا گیا۔
 شہنشاہی سے بیرم دیو تاک دو سو برس کے زمانے میں جو راکھوٹہ سردار گذرے ان کے احوال میں صحیح سال و سمت نہیں ملے اس لئے قیاسی اور غلط سنہ چھوڑ دینی گئی
 ۱۱۔ راجوچوٹہ راکھوٹہ

راجوچوٹہ راکھوٹہ میں بڑا نامی شخص گذرا ہے جس سے تاریخ مارواڑ میں بنیاد و سرور شروع ہو کر راجا دیو تاک پورے دو سو برس کے عرصے میں وہ ترقی کے ساتھ خود مختار رئیس بنے۔ چونکہ ہر ایک شہت آزما نے والی قوم کو کبھی تکلیف اور کبھی آرام کی صورت پیش آتی ہے اس لئے راجوچوٹہ نے بھی اپنے سرورج زمانے میں ایسی مصیبت اٹھائی کہ ایک بار اسکو کالو مقام کے کسی چارن سے پناہ مانگنی پڑی۔ ٹھوڑے دنوں کے بعد اسکی بہت بڑی شہرت کا سبب ہوئی اس نے اپنی قوم کے تمام آدمیوں کو جو علاقے میں پھیلے ہوئے تھے جمع کر کے سمدھ ۱۳ مطابق ۱۳۵۳ء میں قنوج کی تباہی سے پورے دو سو برس کے بعد

منڈور پر حملہ کیا اور وہاں کے پربارسیس کو جو راؤ خطاب سے مشہور تھا قتل کر کے مارداڑ
کی راجدھانی پر اپنا جھنڈا کھڑا کیا جس سے وہ منڈور کا راؤ بن گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مارداڑ
کی تاریخ میں صحیح سال لکھا گیا۔

چونڈا لے حکومت پا کر بھی اکثر دشمنوں سے لڑائی جاری رکھی اس نے ایک دفعہ
ناگور والے حاکم کی فوج پر جو بھارتی بادشاہوں کے ماتحت تھا فتح پائی۔ لیکن قلعہ پر قبضہ حاصل
نہ ہو سکا۔ اسی طرح بھائیوں سے بھی وہ اکثر لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ سن ۱۴۵۵ء مطابق ۱۴۹۶ء
میں ناگور کے پاس دشمنوں سے مقابلہ کر کے ایک ہزار راجپوتوں سمیت مارا گیا۔ اور اس
کے چودہ بیٹوں میں سے بڑا رمل کئی برس کے بعد اپنے بھائی کاٹھ کے لڑائی میں
مارے جانے پر دواڑ بنا۔

۱۲۔ راؤ رمل

راؤ رمل سن ۱۴۵۴ء مطابق سن ۱۴۹۵ء میں گدی پر بیٹھا۔ اسکی بہن ہنس بائی نام میواڑ
کے بوڑھے رانا لاکھا کو بیابھی لکھی تھی جس سے موکل جی کے پیدا ہونے پر بڑے بھائی چونڈا
نے راج کا دعویٰ چھوڑ کر مالوے میں رہنا اختیار کیا تھا۔ موکل جی سے ماہے جانے کے
بعد کو بھائی کم عمری کے سبب راؤ رمل مع اپنے بیٹے جو دھاکے ملکی کام سنبھالنے کی خاطر
چھوڑ میں رہتا تھا لیکن میواڑ کے سرداروں کو راکھوڑوں کا تمام ریاست میں حاوی
ہونا نا پسند ہوا۔ اس لئے اس خوف سے کہ راکھوڑ میواڑ میں اپنی حکومت نہ جمالیں وہاں
کے سب لوگوں نے رانا کو بھٹا کے چچا چونڈا کو جو ناراض ہو کر بادشاہ مالوہ کے پاس جا رہا تھا
مدد کے واسطے بلایا۔ سن ۱۴۵۵ء مطابق سن ۱۴۹۶ء میں چونڈا لے آئے یہی ایک بار رات کے
وقت قلعہ پر داخل کر لیا۔ راؤ رمل جب کونٹے کی حالت میں ایک عورت نے چار یا پائی
سے باندھ دیا تھا بہت کے ساتھ کئی مخالفوں کو مار کر کام آیا اور اس کا بیٹا جو دھاکا بن
بجاکر اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ کر وطن پہنچا لیکن چونڈا لے راکھوڑوں کا پیچھا چھوڑا
اور انکا خاص دارالحکومت منڈور واپس لیا جو تات برس تک سیسویوں کے قبضے میں
رہنے کے بعد راؤ جو دھاکے واپس لیا۔ رمل کے قتل ہونے کے بعد اس کے چھ بیٹوں میں سے

جو دھاویہ بننا اور دوسروں نے تلخ دھاگیریں پائیں

۱۳۔ راؤ جو دھا

راؤ جو دھا اپنی باپ کے بعد سات برس تک اپنی راجدھانی سے بے دخل رہا اس نے
سمت ۱۵۰۰ مطابق ۱۸۸۴ء میں سوچت لیکر دوسرے برس بڑی جمعیت کے ساتھ منڈور
پر چل گیا۔ چوڑا سنیو دیہ کے دو بیٹے کو قتل اور مانجا اس لڑائی میں کام آئے اور منڈور مقام
راٹھوروں نے واپس لیا۔ سمت ۱۵۱۱ مطابق ۱۸۹۵ء میں راؤ جو دھا نے منڈور کے عوض
ایک بیہاری کے پاس اپنی نام پر شہر جو دھ پور کی بنیاد ڈالکر بیہاری کے ایک بلند چھوٹے مضبوط
قلعہ طیار کرایا جس سے دور تک ملک کی لگرائی ہو کر دشمنوں سے بچا دیا جائے۔ یہ شہر
منڈور سے جنوب میں پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہوا اور پرانے شہر کی تفصیل کا مسالانی
شہر کی تعمیر میں بہت کچھ خرچ ہوا ہے۔

نئی راجدھانی آباد کرنے کے بیس برس کے بعد سمت ۱۵۴۵ مطابق ۱۹۲۸ء میں اس
سال کی عمر مار راؤ جو دھا انتقال کر گیا۔ جو دھ پور کو بسے ہوئے اس وقت ساڑھے چار سو
سے کچھ زیادہ عرصہ گزرتا ہے۔

۱۴۔ راؤ سائل

راؤ جو دھا کے بیٹوں میں سے اکثر نامور ہوئے بڑا سائل جس نے پوکر ن مقام
پانچ کوں پر سائل کی سیسا یا تھا بن برس راج کر کے ایک لڑائی میں بھانوں کے ہاتھ سے مارا
گیا اس کے بعد دوسرا سو جا یعنی سورجمل جو دھ پور کی گدھی پر بیٹھا تیسرے کا حال معلوم
نہیں۔ چوتھے دروازے نسا پنجر پر قبضہ حاصل کیا تھا جسکی اولاد میرتے میں رہتی ہے میرتے
راٹھوروں کہلاتی ہے۔ چیل میرتے جو دھ پور پر مارا گیا اور جسکی اولاد میوڑ میں اب بدھنور کی جاگیر
ہے اسی دردا کا پوتا تھا۔ جو دھا کے چھٹے بیٹے بیکانے مار وڑ میں شمالی طرف جاٹوں کے
کالک دیا کر شہر بیکانیر کا دیا۔ جہاں پر اب تاک اسکی اولاد راج کرتی ہے۔
بیکانیر والوں کا بیان ہے کہ بیکاسو جا سے بڑا تھا۔ اسی لئے اس نے سائل
کے لقب جو دھ پور کا دعوے کیا۔

۱۵۔ راؤ سورجمل عرف سوچا

یہ اپنی بڑے بھائی سانگل کے بعد جو دھپور کی گدی پر بیٹھا۔ بیکانیر کی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس وقت بیکانیر کے راؤ بیکانے جو راؤ جو دھاکے بیٹوں میں سانگل سے چھوٹا اور سوچا سے بڑا تھا کل مارواڑ کا دعویٰ دار بن کر جو دھپور پر چڑھائی کی اور سورجمل نے راؤ جو دھاکے کی ڈھال تلوار اور خنجر وغیرہ چیزیں جو قابل عزت تھیں جانی مقصود بیکانے کو دے کر صلح کر لی۔
 سنہ ۱۹۵۲ء مطابق ۱۵۱۶ء میں پیاٹھ مقام پر سے بعض غارتگر بھان ایک سوچا لیسع ریت پکڑ کر لے چلے اور راؤ سوچا نے ان کا پیچھا کیا سخت مقابلہ ہونے کے بعد عورتیں تو ان کو پیچھے سے چھڑائی گئیں لیکن اس منگائے میں راؤ سوچا کی جان گئی۔ راؤ کے پانچ بیٹوں میں سے بڑا باگھا۔ جوانی میں مرجھا تھا اس لئے اسکا بیٹا اور راؤ کا پوتا گنگا لدیہ مانا گیا راؤ کے دوسرے بیٹے اودا کی اولاد میں بنیاج۔ جیتارن اور رائے پور وغیرہ کے ٹھاکر ہیں۔ جو اوداد ت کہلاتے ہیں۔

۱۶۔ راؤ گانگا

اس نے سنہ ۱۵۴۲ء مطابق ۱۵۱۶ء میں اپنی دادا کے بعد راج پایا اسکے ایک چچا ساگیا نے گدی کا دعویٰ کیا تھا لیکن وہ مقابلے میں قتل ہوا اور اسکے مددگار پٹھانوں سے جو ناگور پر قابض تھے شکست پائی۔ سنہ ۱۵۸۴ء مطابق ۱۵۲۵ء میں جب میواڑ کا رانا ساگیا مقام بیانہ کی طرف بابر بادشاہ سے مقابلے کو گیا تو اس موقع پر مارواڑ کے رائے مل اور رتن سنگھ میرتھ وغیرہ بھی اس کے ہمراہ تھے جو وہاں لڑائی میں کام آئے۔ اس لڑائی کے چار برس کے بعد اودر سند نشینی کے سولھویں برس راؤ گانگا کو اسکے بے رحم بیٹے مالدیو نے حکومت کی حرص میں جھوٹے سے گرا کر مار دیا جبکہ وہ اخیوں کی میناک میں غافل بیٹھا تھا۔

۱۷۔ راؤ مالدیو

سنہ ۱۵۸۸ء مطابق ۱۵۲۲ء میں اپنی بے گناہ باپ کی جان کھو کر راج کا مالک ہوا۔ یہ راٹھوروں میں بڑا زبردست و نامی رئیس گنا جاتا ہے جسکی وقت کا ساروج قنوج چھوٹو کے بعد بھی حال نہیں ہوا سیو دے ساگیا ہے۔ راٹھو مالدیو سے اور کچھو اہی سواہی جاسینہ

کے نام سے ہمیشہ فخر کرتے ہیں یہ راؤ سمند ۱۵۶۱ء میں پیدا ہوا تھا۔ ان دنوں میں بہالیوں
 تو اپنے بھائیوں کی بنادست کے سبب راجپوتانے کی طرف توجہ نہ کر سکا اور میواڑ میں رانا
 سانگا کے بھائی ایسے اچھل کر سس قائم ہوئے جنہوں نے فضول خان کی جھگڑوں سے
 اپنی طاقت کو نقصان پہنچایا اس لئے راؤ مال دیو کی ہمت کے آگے انکو ترقی کر کے نہیں کوئی
 رد کرنے والا نظر نہ آیا۔ اس نے ہر طرف بغیر خیال دوست و دشمن کے قدم بڑھانا شروع
 کیا۔ بہت جلد ناگورداجیر جو گجراتی حاکموں کے قبضے میں تھے وہاں ۱۵۶۲ء مطابق ۱۵۶۱ء
 میں جنوبی طرف جالور سوانہ اور بھادراجوں فتح کر کے کوئی ندی کے کنارے پر مہیوہ غڑ
 مقاموں کے خود سر جاگیر داروں کو تاج کیا۔ اسکے دو برس کے بعد راؤ بیگا کی اولاد میں سے
 راؤ کلیان بیگانیر سے بے دخل کیا۔ یعنی طرف حبیلیہ کے بھائیوں سے بیگم پور وغیرہ
 چھین کر اپنے آدمیوں کو بسا دیا جہاں اب تک وہ مال دوت کثیر سے مشہور ہیں اس طرح
 چاروں طرف علاقہ بڑھا کر حفاظت کے خیال سے راؤ نے جو دھپور کی پختہ شہر بنایا ہوتا
 میرتہ۔ پیپڑ پھلو دی اور پوہرن وغیرہ مقامات پر مضبوط قلعے اور مکان تیار کرائے۔ سخت
 سرداروں کے زور نہ پکڑے اور خالصہ کم نہ ہونے کی غرض سے زیادہ جاگیریں جو ہرشت
 میں راٹھوروں کو مل جایا کرتی تھیں دینا موقوف کیا اور راؤ نمل اور راؤ جھالی
 اولاد میں خاص جاگیریں قائم رکھ کر ایسا انتظام کیا جس سے وہ زیادہ نہ بڑھ
 سکیں۔

سمند ۱۵۶۹ء مطابق ۱۵۶۸ء میں بہالیوں بادشاہ اپنے بھائیوں کی بنادست اور
 شیرخان بھٹان کے ملک دیا لینے سے سندھ وغیرہ کی طرف پریشان پھرتا ہوا امداد
 کی امید پر پھلو دی مقام تک راؤ مال دیو کے ملک میں آیا۔ جس نے بادشاہ کو بہت دفعہ
 بلایا تھا اثنائے راہ میں جو بادشاہ کے ساتھ دو درہن تھے وہ مال دیو کے گرد و زر سے
 اندیشہ مند تھی اور خرم و احتیاط کی باتوں سے بادشاہ کو آگاہ کرتے تھے بادشاہ کے حکم سے
 میر سمند جو بہانیت ہوشمند تھا مال دیو کے پاس گیا اور اسکے دل کی تمام باتوں کو دریافت
 کر کے بادشاہ کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا کہ راؤ نے جو خلاص کی تہذیب کی تھی وہ سچی

نہ تھیں اس وقت رائے کچھ سیوہ بادشاہ کے پاس بھیج دیا اب مال دیو کی بے وفائی اور باتوں
 میں بھی ظاہر ہوئے تھیں۔ جب بادشاہ کا لشکر مال دیو کی راجدھانی کے پاس آیا تو سنگا نگا گوری
 کہ مال دیو کے معتمدوں میں سے تھا بادشاہ کے لشکر میں بطور سوداگروں کے آیا اور اس جستجو میں ہوا
 کہ کوئی الماس گراں بہا ہو تو اسکو خریدوں اسکی ادنیٰ سے خیر نہیں معلوم ہوئی تھی بادشاہ نے
 فرمایا کہ اس مشتری کے خاطر نشان یہ بات کر دو کہ ایسے جو اس گراں بہا خریدنے سے متیسر نہیں
 ہوتے جو ہر شہر شیر آباد کے ہاتھ آتے ہیں جبکہ اسکے ساتھ کسی بادشاہ کی رائے بھی ہو یا بادشاہ
 کی عنایت سے متیسر ہوتے ہیں اس ضرور کے آنے سے اندیشہ زیادہ تر ہو گیا اور سمنہ رکی وریا
 پر بادشاہ نے تحسین کی۔ پیچھے معلوم ہوا کہ بادشاہ کے ملک حرام دو نوکر راجہ کے پاس گئے
 اور انھوں نے راجہ کو سمجھایا کہ بادشاہ کے پاس نعل و گوہر بڑے بیش قیمت ہیں وہ بادشاہ سے
 طلب کرے شاہ اسکی تصدیق کے لئے اس نے سنگا کو بھیجا ہو۔ سنگا سستی کے وقت بادشاہوں
 میں خرم و احتیاط زیادہ ہو جاتے ہیں اس لئے بہایوں نے شمس الدین انکو کوراجہ کی پاس
 بھیجا اور رائے ل سونی کو بھی بھیجا کہ بہت جلد وہاں جائے اور اپنی فراست سے وہاں
 کا حال دریافت کر کے اطلاع دے اگر وہاں سے کچھ اطلاع دے تو اشارت معہود میں
 آگاہ کرے مال دیو کی وفاد وفات کی علامت یہ بٹھہری کہ وہ اپنے قاصد کو کہدے کہ بادشاہ
 کے پاس جا کر اپنی پانچوں انگلیوں کو ملا کر کھڑے اور خلاف و نفاق کی اشارت یہ کہ فقط
 چھوٹی انگلی کو ہاتھ میں پکڑے اب بادشاہ کا لشکر قصبہ بھلو دی سے کہ راجہ کے موطن جو بھوپور
 سے ساٹھ کوس پر عقادو تین منزلیں ملے کہ کے جوگی ندی کے کنارے پر فروکش ہوا۔ شہل
 سونی کا قاصد آیا۔ اور اس نے چھوٹی انگلی کو کھڑا۔ اس اشارے کی حقیقت معلوم ہو گئی کہ راجہ
 کا ارادہ کردوغا کا ہے اس نے ایک جماعت کثیر کو بادشاہ کے استقبال کے لئے بھیجا جس کا
 ارادہ کچھ اور ہی تھا اسے مال دیو پر دغا بازی کا شبہ اس سے اور بھی زیادہ ہو گیا کہ بادشاہ کا
 ایک کتابدار سمنہ رستمان میں کسی شکست میں بھاگ گیا تھا اور وہ مال دیو کے پاس جا کر اس
 کا نوکر ہو گیا تھا اس نے بادشاہ کو لکھا کہ خدا کے واسطے آپ یہاں سے جس قدر جلد ممکن ہو تشریف
 لے جائے مال دیو کا یہ فاسد ارادہ ہے کہ حضور کو گرفتار کر کے شیر شاہ کے حوالے کرے شمس الدین

اٹک مال دیو کے پاس بھال دیو نے اس کے لئے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ وہ بادشاہ سے کسی طرح
 خط و کتابت نہ کر سکے گویا اسکو آزاد و قیدی بنا رکھا تھا مگر یہ اٹک اس کے اٹکنے سے نا اٹکا جب مال دیو
 کی نیت میں اس نے فساد دیکھا تو وہ چھپ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا اور اس نے وہاں
 کا سارا حال عرض کیا جس سے بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ میں خطرناک حالت میں ہوں اس
 نے بے تامل چلو دی کی طرف کوچ کر دیا۔ حبس کشمیر کی راہ سے امر کوٹ جانیکا ارادہ کیا۔
 ابو الفضل نے لکھا ہے کہ ایک گروہ تو آدھیوں کا یہ کہتا ہے کہ مال دیو ابتدا میں بادشاہ
 کا خیر اندیش تھا مگر آخر کو جب اس نے بادشاہ کی بے سامانی اور قلت جمعیت دیکھی تو اسکی
 نیت میں فساد اگلیا شیر شاہ نے نواح عید فریب آمیز اس سے کئی اور اس نے شیر شاہ کا
 غلبہ دیکھا یا شیر شاہ نے اسکو ہالیوں کی خدمت و اعانت کرنے سے ڈرایا۔ بہر تقدیر وہ راہ
 ہدایت و سعادت سے بچھرا اور درق اخلاص کو الٹ دیا ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ابتدا تو
 انتہا تک اظہار بندگی کرنا اور غرائض عبودیت بھیجنا بالکل تقاضا پر مبنی تھا۔
 نظام الدین احمد نے تاریخ طبقات اکبری میں مال دیو کی نسبت لکھا ہے کہ جب وہ
 سے ہالیوں خارج ہوا اور شیر شاہ کی فتح نے چاروں طرف اپنی پاؤں پھیلائے تو افغانوں
 اور راجپوتوں کے درمیان بڑھتی ہوئی لگی۔ مال دیو نے ہالیوں کو اس کی بلایا تھا کہ اس کے
 سہارے سے وہ اپنی قومی دشمن شیر شاہ کا مقابلہ کر سکے مگر جب اس کے ملک میں بادشاہ آگیا
 اور اسکو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ کے پاس سپاہ ہنایت لیل ہے اور وہ بھی خستہ حال اور
 پریشان ہے اور انہیں کوئی قابلیت مال دیو کی امداد کی نہیں ہے اور شیر شاہ کی سپاہ تلخ ناگور
 میں جو اس کے ملک کی سرحد پر دو ٹھکیاں دے رہی ہے اور شیر شاہ نے اچھی بھیج کر بہت سے
 دھرمے دے دیے۔ تو اس نے کمال بے مروتی سے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح تھوڑے بادشاہ کو
 گرفتار کر کے شیر شاہ کے حوالے کرے خلاصہ یہ ہے کہ راجہ سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے ساتھ ہونا شیر شاہ
 سے جھگڑا مول لینا یا شیر شاہ کو وہ ایسا زبردست جانتا تھا کہ اپنی رستی اس کے سامنے نہ
 گنتا تھا۔ بادشاہ کے آنے سے اسکو یہ اندیشہ بھی تھا کہ کہیں اس کے پھرنے کو شیر شاہ سارا لشکر
 لیکر اس کے ملک پر نہ چڑھ آئے غرض ایسے ایسے اندیشوں سے اس نے شیر شاہ سے وعدہ کیا

کہ ہمایوں کو پکڑ کر اس کے حوالے کر دیا۔
 بادشاہ نے مراجعت کی یہاں تک کہ وہ پھلو دی سے چکر سائیمیر میں پہنچا جو سیلمیر کے ملک
 میں تھا بادشاہ چلا گیا تھا کہ صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ لشکر کے پیچھے سے تین فوجیں سواروں کی
 چلی آتی ہیں۔ مورخ قیاساً ہر فوج کی تعداد پانچ سو آدمیوں کی بتاتے ہیں تحقیق کے بعد معلوم ہوا
 کہ یہ سپاہ مال دیو کی تھی بادشاہ کے ساتھیوں میں سے شیخ علی بیگ اور وردیش کو کارور ویشی
 اور ایک اور جماعت کل بائیس آدمی دشمنوں کی طرف روانہ ہوئے جسٹن اتفاق ہے کہ جس وقت
 وہ پہنچے تو سوار ایک تنگ راہ میں آگے تھے اور شیخ علی نے اقل ہی تیر میں مخالفوں کے سپردار
 کو ہلاک کیا اور ہر سے چوتیر شہت سے نکلا مخالفوں میں سے ایک معتبر کواؤس نے خاک پر گر آیا
 دشمنوں میں طاقت مقاومت نہ رہی اور بھڑے لشکر نے بڑے لشکر کو بھگا دیا اور بہت سی
 آدمیوں کو قتل کیا۔

یہاں سے بادشاہ فتحیاب ہو کر سیلمیر میں رادل لون کرن کے آدمیوں سے لڑتا ہوا
 بڑی تکلیف کے ساتھ عمر کوٹ پہنچا یہاں اسکے آگے ہزار ہا سپاہی اور پچھوہ ہندوستان و
 ایران کو شاہ طہاسپ اقل کے پاس چلا گیا۔

سمت ۱۶ مطابق ۱۵۲۲ء میں بھٹان بادشاہ شیر شاہ سور نے مال دیو پر چڑھائی کی۔
 جسکی تفصیل یہ کہ شیر شاہ کو جب یہ حال معلوم ہو کہ مال دیو راجہ مارواڑ نے مسلمانوں پر بڑا
 ظلم ڈھکا رکھا ہے اور ملک ناگور راجہ کو قیدی اور ظلم سے لے لیا ہے تو بادشاہ نے اس پر چڑھائی
 کا ارادہ کیا اور سنہ ۹۵۰ ہجری میں حکم دیا کہ اس کا لشکر ناگور۔ اجمیر اور جو دھو کی طرف کوچ
 کرے کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اس کا لشکر اسی ہزار تھا کوئی اسکو ہشتا ہزار بتاتا ہے جب یہ لشکر آگرے
 سے سفر کر کے فتح پور سیکری میں پہنچا۔ تو شیر شاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر تیار ہو کر ایسا مرتب و
 مسلح چلے جسے جنگ کے واسطے چلتا ہے ہر منزل میں قلعہ و خندق بنائی جائے اسی رائے میں
 ایک منزل رنگستان میں ہوئی وہاں ہر چند سی کی رنگ سے قلعہ بن سکاتو بادشاہ کے پوتے
 محمد مرخان سپہ سالار نے یہ تجویز ایا کی کہ ٹاٹ کے پتھیلوں میں بریت بھر کر قلعہ بنایا جائے
 شیر شاہ نے اس حسن تدبیر پر پوتے کو شاباش دی جب مال دیو کو شیر شاہ کی چڑھائی کا حال

معلوم ہوا تو وہ بھی سچا سہارا رکھوڑوں کے ساتھ انجیر کے قریب مقابلے کو پہنچا شیر شاہ جب
 غنیم کے نزدیک آیا تو یہ حکمت چلا کہ بہت بی خطا میں خطوط مال دیو کے امر کی طرف سے اس مضمون
 کے لکھوائے کہ تم اس راہ کے غم و غم کے خوف سے سرتابی کر کے برسوں کے بغض نکالیں گے
 اور جنگ میں اسکو گرفتار کر کے ہنور کے پاس لائیں گے حضرت بادشاہ کچھ فکر و اندیشہ نہ کریں ان
 خطوط کو ایک خریطے میں بند کر کے ایک انجی آدمی کو دیا کہ مال دیو کے خیمے کے نزدیک جا کھڑا ہو اور
 جب وہ سوار ہو تو اس خریطے کو اسکی راہ میں ڈال کر چھپ جائے اس آدمی نے ہدایت کے موافق
 کام کیا جب مال دیو کے وکیل نے راہ میں پڑا ہوا خریطہ دیکھا تو اسے اٹھایا اور ان خطوط کو مال دیو
 کے پاس لے گیا۔ مال دیو نے چونکہ بہت سے راجوں اور زمینداروں کو تہ و بالا د مغلوب کر کے
 ملک بڑھا یا تھا اور باپ کو مار کر راج پایا تھا وہ پہلے ہی سے زمینداروں اور سرداروں سے
 اندیشہ مند تھا۔ ان خطوط نے اس اندیشے کو بڑھایا اور والیس جانے کا ارادہ کیا ہر چند راجپوتوں
 نے سمجھا یا کہ آپ کیا کرتے ہیں مگر اس نے کچھ نہ سنا۔ جب ان راجپوتوں کو ان خطوط کے
 معنائیں پر علم ہوا تو انکو اس بے وفائی و تہمت بے جا کا بڑا قلق ہوا انھوں نے راجہ سے کہا کہ اب
 ہم اس تہمت کے مٹانے کے واسطے اپنی تہمت دکھانے میں حیف ہو کہ ہم راجپوتوں پر بوفائی
 کا نام آئے غرض یہ کہ چند سردار جنہیں جے چند مل اور گواہڑے سے سورتھے دس ہزار سوار
 لیکر شیر شاہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور راؤ اس شکاک کے سبب جو اسکے دل میں جما ہوا تھا
 جو دھوڑ کو بھاگ آیا۔ راجپوتوں نے وہ ہنگامہ کار زار گرم کیا کہ قریب تھا کہ مسلمانوں کو شکست
 ہو جائے شیر شاہ اس وقت درو و ظائف میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سپاہی اسکو بڑھلا کہتا
 ہوا آیا کہ تو یہاں پڑھ رہا ہے وہاں لشکر کو شکست ہوئی ہے مگر اس نے سپاہی کو جواب کچھ
 نہ دیا اشارے سے گھوڑا منگایا اور جب گھوڑا آیا تو سوار ہوا کہ فتح کی خبر آئی خواص خاں نے
 جے چند مل اور گواہ کو مع انکی سپاہ کے مار ڈالا جب شیر شاہ کو ان راجپوت سرداروں
 کی جو ازمدی کا حال معلوم ہوا تو اس نے لطیفہ کہا کہ ایک مٹھی باجرے پر سلطنت دہلی ہاتھ سے
 چھلکی تھی اس لطیفے میں لطف یہ تھا کہ مار ڈال کا ملک رگستانی ہی اسٹیس سوائے باجرے کے اور
 پیداوار اچھا نہیں ہوتا۔ مال دیو کی یہ بھی حسرت تھی کہ وہ صرف اپنی طاقت سے کسی دوسری

مدد کے بغیر ایک زبردست بادشاہ کے مقابل پہنچا اور اس کے بعد کسی راجہ کو بادشاہ کی سامنے میدان میں جا کر لڑائی کر سکی بہت نہ رہی۔

شیر شاہ نے خواص خاں اور عیسے خاں بنیازی اور بعض اور افراد کو ملک ناگور میں متعین کیا اور خود مراجعت کی۔ خواص خاں نے قلعہ جو دھپور کے قریب ایک شہر آباد کیا اور اسے نام پر خواص پورہ اس کا نام رکھا۔ اور کل ملک ناگور اجمیر اور قلعہ جو دھپور اور مار واڑ کے اضلاع کو اپنی قبضہ و تصرف میں لایا۔ مال دیو کو جب ان خطوط کا اصل حال معلوم ہوا کہ وہ جلی تھے تو اس کے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور کجرات کی سرحد پر قلعہ سوانہ میں وہ بھاگ گیا۔

شیر شاہ کے مرنے کے بعد ستمبر ۱۶۰۵ء مطابق ۱۵۴۶ء میں راؤ مال دیو نے دوبارہ اپنی ملک کے ساتھ اجمیر و ناگور کو دبا لیا لیکن ستمبر ۱۶۱۳ء مطابق ۱۵۵۴ء میں پٹھانوں کے سردار حاجی خاں نے اجمیر واپس لیا۔ یہاں کے مرجانے کے بعد جس نے کہ افغانستان سے اگر پنجاب وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اس کے ہونہار بیٹے نے باپ کے ارادوں سے زیادہ کام کیا بہت جلد دہلی و آگرہ وغیرہ تکرانہ کے راجہ بھارا مل کو فرماں بردار بنانے کے بعد راجپوتانہ کی طرف توجہ کی۔

ستمبر ۱۶۱۴ء مطابق ۱۵۵۵ء میں اس کے ماتحت سردار شاہ قلی خاں محرم نے حاجی خاں کو نکال کر اول اجمیر و جلیان اور پھر ناگور و ساہیوالہ کو آسانی سے دبا لیا۔ اکبر کی زبردست سلطنت میں راؤ مال دیو کو بہت نقصان پہنچا اور پھر وہ کسی طرح سر اٹھانے کے قابل نہ رہا اور اس کو بے حد بیمار اور مغلوب ہونا پڑا۔ مشرقی علاقے اکثر مار واڑ سے نکل کر بادشاہی خالصہ میں شامل ہونے لگے چنانچہ ستمبر ۱۶۱۹ء مطابق ۱۵۶۰ء میں ناگور کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن تک سخت لڑائی کے بعد راؤ کے ماتحت سردار دیوید اس اور جلیان راہٹھوڑ سے میرتہ بھی لے لیا۔ اسی سال میں اس لڑائی کے کھوڑے دن کے بعد بیش برس راج کر کے راؤ مال دیو نے وفات پائی وہ زبردست اور طاقتور اسی وقت تک ثابت ہوا کہ ہندوستان کی سلطنت الوالعزم اور زبردست بادشاہوں سے خالی تھی جب سلطنت ہند کی مالک طاقتور بادشاہوں کے آہنی پنجے میں آئی تو مال دیو تنہا کو پہنچ کر معمولی زمیندار رہ گیا اگر وہ کچھ اور زندہ رہتا تو اکبر اعظم کے سامنے دست بستہ تخت کے تلے اسے کھڑا ہونا پڑا یا اگر نہ

ہو کر مارا جاتا۔

۲۱۹ء مطابق ۱۵۶۲ء راج کالنگ ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے نامور باپ کی طرح آزادی سے راج کرے لیکن اسی سال میں اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خاں نے خود پور کو آگھیر جس سے راج چندر سین جان بچا کر سوانہ کی طرف چل دیا اور شہر و قلعہ بادشاہی قبضے میں جا کر گئی۔ برس کے بعد رائے کے بڑے بھائی اورے سنگ کو بلا۔ آٹھ برس کے بعد ۱۵۶۳ء مطابق ۱۵۶۴ء میں جب اکبر بادشاہ اجمیر نوکر ناگور آیا تو وہاں خود پور ملنی کی امید چندر سین کو حاضر ہونا پڑا کیونکہ اس کا ہم قوم دشمن راؤ کلیان مل بیکانیری اپنے بیٹے رائے سنگ کو لیکر بادشاہ کے پاس خود پور ملنی کی فکر میں آ موجود ہوا تھا لیکن بادشاہ نے خود پور کسی کو نہ دیا راج چندر سین اس کے بعد سوانہ میں رہ کر لوٹ مار کرتا رہا جس میں بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ سے اس کے مددگار رادل منیکھراج کا بھائی ہان سنگ۔ سو جا اور دیوید اس راٹھور وغیرہ مارے گئے۔ شاہ قلی خاں صوبہ دار اور راؤ رائے سنگ بیکانیری نے سوانہ کو آگھیرا تو چندر سین گرفتاری کے خیال سے بتا راٹھور کو قلعہ میں رکھ کر سپاڑوں کی طرف چل دیا بادشاہی سرداروں کو سوانہ کی ہم پر زیادہ مصروف دیکھ کر چندر سین نے بھتیجے گلار راٹھور نے ناگور و بالیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ پانچ برس سے سوانہ فتح نہ ہوا اور ناگور بھی ہاتھ نہ ہو گیا تو بخشی شاہ باز خاں کو ٹیڑھی فوج کے ساتھ مارواڑ بھیجا جس نے اس ملک کا دورہ کر کے ۱۶۱۳ء مطابق ۱۵۷۳ء میں ناگور و سوانہ بہت جلد فتح کیا اور دوسرے کو بھی چھوٹے بڑے قلعے بھی راٹھوروں سے چھین لئے۔

۱۸۔ راج چندر سین

۱۹۱۹ء مطابق ۱۵۶۲ء راج کالنگ ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے نامور باپ کی طرح آزادی سے راج کرے لیکن اسی سال میں اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خاں نے خود پور کو آگھیر جس سے راج چندر سین جان بچا کر سوانہ کی طرف چل دیا اور شہر و قلعہ بادشاہی قبضے میں جا کر گئی۔ برس کے بعد رائے کے بڑے بھائی اورے سنگ کو بلا۔ آٹھ برس کے بعد ۱۵۶۳ء مطابق ۱۵۶۴ء میں جب اکبر بادشاہ اجمیر نوکر ناگور آیا تو وہاں خود پور ملنی کی امید چندر سین کو حاضر ہونا پڑا کیونکہ اس کا ہم قوم دشمن راؤ کلیان مل بیکانیری اپنے بیٹے رائے سنگ کو لیکر بادشاہ کے پاس خود پور ملنی کی فکر میں آ موجود ہوا تھا لیکن بادشاہ نے خود پور کسی کو نہ دیا راج چندر سین اس کے بعد سوانہ میں رہ کر لوٹ مار کرتا رہا جس میں بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ سے اس کے مددگار رادل منیکھراج کا بھائی ہان سنگ۔ سو جا اور دیوید اس راٹھور وغیرہ مارے گئے۔ شاہ قلی خاں صوبہ دار اور راؤ رائے سنگ بیکانیری نے سوانہ کو آگھیرا تو چندر سین گرفتاری کے خیال سے بتا راٹھور کو قلعہ میں رکھ کر سپاڑوں کی طرف چل دیا بادشاہی سرداروں کو سوانہ کی ہم پر زیادہ مصروف دیکھ کر چندر سین نے بھتیجے گلار راٹھور نے ناگور و بالیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ پانچ برس سے سوانہ فتح نہ ہوا اور ناگور بھی ہاتھ نہ ہو گیا تو بخشی شاہ باز خاں کو ٹیڑھی فوج کے ساتھ مارواڑ بھیجا جس نے اس ملک کا دورہ کر کے ۱۶۱۳ء مطابق ۱۵۷۳ء میں ناگور و سوانہ بہت جلد فتح کیا اور دوسرے کو بھی چھوٹے بڑے قلعے بھی راٹھوروں سے چھین لئے۔

شہباز خان مضبوط مقامات پر محفلے بٹھا گیا تو چار برس تک چند برسین نے پہاڑوں میں پریشانی اٹھائی۔ اگرچہ ایک بار پھر سمیت کر کے اس نے ضلع اجمیر سے کئی گاؤں لوٹ لئے لیکن واپسی کے وقت جبکہ پانزدہ خان منسل اور قلم بارہ وغیرہ نے پیچھا کیا۔ تو چند برسین پر بڑی مصیبت اور تکلیف گذری جس سے وہ پہاڑوں کے پاس پہنچ کر تک ستمبر ۱۶۳۷ء مطابق ۱۵۸۱ء میں اپنے باپ سے انیس برس بعد انتقال کر گیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد ریشمی اولاد کو بادشاہی اطاعت کرنے سے ضلع اجمیر میں مہبائے کی جاگیر ملی۔

۱۹۔ موٹاراجہ اودے سنگھ

یہ جب اکبر کی خدمت میں حاضر ہو کر فرماں بردار بنا تو شہنشاہ نے اس کو ستمبر ۱۶۳۷ء میں موروثی مقام جو دھ پور وغیرہ سونپ دیا۔ اس راجہ نے اپنی بہن کو اکبر کی زوجیت میں دیدیا اس منسل سے ٹاڈ صاحب بہت ناراض ہیں اور اسکو بھی اودے پور کے رانا اودے سنگھ کی طرح سختوں حیاں کرتے ہیں اور اس لڑکی کا نام جو دھابائی تھا اور رانا اودے سنگھ کی بیٹی تھی یہ سنگھ جب تک سلیم پیدا نہ ہوا تھا اپنی آبائی مذہب پر رہی لیکن بعد ازاں یہ دین اسلام میں شریک ہو گئی تھی اس کے جن و جمال کی شہرت تو تھی ہی لیکن اسکی شاعری اور شیریں کلامی نے اکبر کو اور بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا یہ بھاشا زبان کی شاعرہ بہت اچھی تھی یہ سلیم کی ماں تھی۔ کھانا ہمیشہ مسلمان ہونے کے بعد بھی چوکا لگا کر کھاتی رہی ہاں پوشاک کا طرہ بالکل سمانی تھا۔ مروت و سخاوت میں بے مثل تھی سلیم کے پیدا ہونے سے یہ سنگھ کو بامتناز بیگیوں میں سب سے شمار ہوتی تھی بادشاہ نے اسکو راحت جان خطاب دیا تھا اکبر کو زیادہ محبت اس سے یوں بھی تھی کہ بعض بعض راجپوتوں کے معاملے میں اسے مشورہ دیا کرتی تھی جو دھابائی نے اپنی ماں کے مرنے پر ایک دردناک نظم موزوں کی تھی باپ نے اسکو محل کے اندر ہی گھوڑے پر چڑھنا نیزہ بازی کرنا لہو کاٹنا منیج اٹھانا سکھا دیا تھا فطری طور پر اسے شاعری سے بھی حصہ ملا تھا مسٹرل میں لکھتی ہیں کہ جو دھابائی اکبر کے کل رانیوں میں حسین جمیل تھی۔

وقد نے راجپوتانہ میں ذکر کیا ہے کہ جب اکبر کی جو دھابائی کے ساتھ شادی ہو کر جو دھ پور کی خاندان شاہی سے رشتہ داری ہو گئی تب بادشاہ نے بجز اجمیر کے صرف ممالک منضبطہ

ہی کو داگداشت نہ کیا بلکہ مالوے کے اکثر الامال افضل عطا کئے۔ ان سے مارواڑ کی آمدنی
 دو چن ہو گئی اپنے بہنوئی بادشاہ کی دستگیری سے اودے سنگھ نے اپنے بھائی بیٹوں کی حالت
 کو کم کیا دوسرے بڑے سرداروں کے بازو جھاڑے اور اکثر قدیم جاگیرداروں کی جاگیریں
 ضبط کیں کہ اس طرح ضبطی و بندوبست جدید سے جو وہ سو گاؤں خالصتہ میں شامل ہوئے
 اکبر نے اپنے بیٹے سلیم کی شادی خود اودے سنگھ کی لڑکی کے ساتھ کی اس رانی کا نام جگت گستا
 تھا اس سے شاہ زادہ خرم پیدا ہوا جو شاہجہاں کے نسب سے مشہور ہے تذکرہ عالم میں
 لکھا ہے کہ موٹا راجہ کی بیٹی کا نام روپی تھا اور حیات النسا سلیم کے نام سے نکی طیب ہوئی۔ یہ
 بگم فارسی زبان خوب جانتی تھی اور شعر کہنے میں بھی طبیعت نہایت رسالتی خوبصورتی میں
 بھی مکیٹھا تھا اور جہاں اور اسمیں خوب مجلس گرم رہتی تھی۔ ٹاڈ صاحب نے لکھا ہے کہ خرم کا نام
 اصل میں کوم معلوم ہوتا ہے جو لفظ کچھواہا کا مراد ہے جو اسکی چوتنی ماں کی قوم کا نام تھا
 لیکن فحش غلطی سے خرم کی چوتنی ماں کی قوم راٹھور ہے نہ کچھواہا۔

راٹھور قوم کی ایک اور لڑکی بھی جہانگیر کی زوجیت میں تھی جس کو کر سنی بگم کہتے تھے
 جیسا کہ جہانگیر خود اپنے ترک میں لکھتا ہے۔ راجوں کی ملکی ضرورتیں ایسی تھیں کہ وہ اس کے
 سامنے بادشاہوں کو خوش رکھنا چاہتے تھے اور بادشاہ ان سے یگانگت اس طرح
 پیدا کرنے کے خواہش مند تھے۔ جیسے راجپوتوں کی قوموں میں باہم تھی اسی غرض سے دوسری
 خاندانوں میں بھی سلیم کی شادیاں ہوئیں جن میں حص چنانچہ ۴۰۔ بیع الاول ۳۰۰ جہری کو جہانگیر کے
 محل میں جگت سنگھ کی بیٹی داخل ہوئی اور دادی کے محل میں اسکی شادی کی مجلس آراستہ
 ہوئی۔ پہنچا اس جہیز کے کہ راجہ مان سنگھ نے ہمراہ کیا تھا ساٹھ ہاتھی تھے اور ایک بیٹی
 راجہ جگنند اس کے راجہ بھارا ل کی بھی سلیم کی زوجیت میں تھی۔ انھیں شادیوں و مسکاتوں
 کی سلطنت کی قوت کو تکمیل تک نہ پہنچنے دیا۔ اگر مغل ایسا نہ کرتے تو انکی سلطنت چلیں ہندو
 نہ ہلاکتے اور ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ نہ رہتی۔ اس جملہ معترضہ کے بعد معلوم
 ہو کہ یہ راجہ دست بریں پہلے صادق خاں کے ہمراہ اور چھ کے راجہ بدھکر پھیر گیا تھا
 جسکی بنادت دودر کے قلعہ زور چھین لیا گیا تھا۔

سم ۱۶۴۱ مطابق ۱۵۵۵ء میں وہ مرزا عبدالرحیم خاں خانان کے ساتھ ہجرت کو آخری بادشاہ مظفر پر روانہ کیا گیا تھا جہاں فتحپانی ہوئی۔ آخر عمر میں راجہ ادھو سنگھ اس قدر بھلا ہوا گیا تھا کہ گھوڑے وغیرہ کی سواری نہیں کر سکتا تھا اس سبب سے اس کو بادشاہ نے ایک ہزاری منصب کے ساتھ موٹا راجہ خطاب دیا تھا جس کے بعد مارواڑ کے رئیس لوگ راؤ کے عوض راجہ کہلانے لگے۔ یہ راجہ بارہ برس راج کر کے سم ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۶۶ء میں دے کی بیماری سے انتقال کر گیا اور چار رائیاں اسکے ساتھ سستی ہوئیں۔ موٹا راجہ کی اولاد میں سستو پٹیل اور سستو بیٹیاں تھیں جن میں سے تیسرا بیٹا سورج سنگھ باب کی وصیت سے راج کا مالک ہوا ساویک ولایت نے بادشاہی خدمت سے بہت عزت حاصل کی تھی جس کے پوتے رتن سنگھ دتتا جیال کے حکم سے صوبہ مالوہ میں جاگیر پا کر اپنے نام پر قبضہ رتلام آباد کیا اور وہ اب تک اس کی اولاد کی راجدھانی ہے۔ نوں کرشن سنگھ نے اپنی کارگزاری کے عوض شاہجیہاں بادشاہ سے ضلع اجمیر میں جاگیر پا کر اپنے نام پر کرشن گڑھ بسایا جو اب تک اس کی نسل دانوں کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔

۲۰۔ راجہ سورج سنگھ یا سور سنگھ

یہ سم ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۶۶ء میں راجہ ہو کر ہجرات کا قائم مقام صوبہ دار کیا گیا۔ جہاں سے چار برس کے بعد دکن کو گیا اور وہاں شاہزادہ دانیال والوالفضل وزیر اکبر کے ماتحت رہ کر ناسک وغیرہ مقام کے لینے میں جنگ میں شریک رہا۔ اسکو دکن برس وطن سے علیحدہ رہنے کے بعد سم ۱۶۶۰ مطابق ۱۵۷۴ء میں بادشاہی طرف سے لوہت و لغتارہ عطا ہو کر مارواڑ آئے کی رخصت ملی اور اس کا مصاحب گوہر داس بھائی جمعیت کے ساتھ دکن میں مشین رہا۔

راجہ سورج سنگھ سم ۱۶۶۵ مطابق ۱۵۷۹ء میں اکبر کے انتقال کر جانے کے بعد جیالگیر بادشاہ کے حکم سے دوبارہ دکن جا کر گئی برس کے بعد واپس آیا اور سم ۱۶۶۱ مطابق ۱۵۷۵ء میں بادشاہ زادہ خرم یعنی شاہجیہاں کے ماتحت میواڑ پر بھیجا گیا تھا جہاں سے واپس آنے پر بادشاہ نے اسکا منصب پانچہزاری ذات اور مین نہار سوا مقر کیا۔ دوسرے برس اجمیر میں حکم بادشاہ نیشکر تالاب کی سیر کو گیا ہوا تھا راجہ کے چھوٹے بھائی کرشن گڑھ کے رئیس کرشن سنگھ نے

مار و اڑ کے دیوان گوہنر داس بھائی کے مکان پر دشمنی کے سبب حملہ کیا راجہ سورج سنگھ لڑائی کا حال سنتے ہی جمعیت سمیت بھائی کی مدد کو تیار ہوا اس کے مکان سے نکلتی ہی کرشن سنگھ کے ساتھ مقابلہ ہو گیا جو گوہنر داس کو مار کر فارغ ہو چکا تھا اس موقع پر کرشن سنگھ اپنے ایک بھتیجے کرن سنگھ اور چھتیس راجپوتوں کے ساتھ مارا گیا اور راجہ کے تیس آدمی قتل ہوئے بادشاہ نے یہ خبر سن کر انسوس کے سوا کسی کو سزا دینے کے قابل نہ سمجھا۔ اسی برس راجہ سورج سنگھ دو جہیز کی رخصت شدہ دھن آیا تھا جہاں سے اپنے کنوڑ گج سنگھ کو ساتھ لے کر دہلی پہنچا اور پھر یار و گن جا کر چار برس کے بعد سنہ ۱۶۶۶ء مطابق سنہ ۱۱۱۷ء میں راج پانے سے پچیسویں سال وہیں آکا انتقال ہو گیا اس سے بہت سادہ و سادہ شاہی نوکری میں صرف ہوئے پھر بھی اپنی ملک کو ترقی پر پہنچا کر راجہ دھانی کو زیادہ دولت و ایندیا۔ اس کا تیار کرایا ہوا سوار گراناب شہر جو دھ پور سے باہر شمالی مغربی طرف اسیتک موجود ہے جس کے کنارے پر مکانات اور ایک باغ لگا ہوا ہے۔ راجہ کے بیٹے گج سنگھ کو جہاںگیر بادشاہ نے راج تلک (نقشہ ریاست) دیا جس کا ذکر وہ اپنی توڑک میں اس طرح تحریر کرتا ہے۔

سنہ ۱۶۶۶ء (مطابق سنہ ۱۱۱۷ء) میں راجہ سورج سنگھ کے مرنے کی خبر مجھ کو ملی جو دکن میں اپنی موت سے گزر گیا وہ راؤ مالہ یو کا پوتا جو ادھر پر ایسا شخص تھا جو رانا کے ساتھ پرابری کا دعوے کرتا تھا۔ راجہ سورج سنگھ میرے بزرگ باپ (اکبر) اور مہاراجپوتوں کی فری عزت اور منصب پر پہنچا۔ اس کا ملک اسکے باپ اور دادا کے وقت سے بھی بڑھ گیا ہوا اس کے بیٹے کا نام گج سنگھ ہے جس کو اس نے اپنی زندگی میں ملکی کام سونپ دیئے تھے گج سنگھ کو میں نے ہوشیار دیکھ کر بن ہزاری ذات دوہڑا سوار کا منصب دیا۔ راجہ کا خطاب۔ اور نیزہ عنایت کیا اور اس کے چھوٹے بھائی (سبل سنگھ) کو پانچ سو ذات اور دھانی سوار کا منصب اور دھن میں جاگیر دی۔

۲۱۔ راج گج سنگھ

سنہ ۱۶۶۶ء مطابق سنہ ۱۱۱۷ء میں جو دھ پور کا مالک ہو کر وہ کن بھی گیا جہاں عہدہ کارگزار دی دیکھانے کے سبب دو برس کے بعد اس کو بادشاہی طرف سے نوبت و نقارہ ملکر چار ہزاری نقارہ

دو تین ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔

سمت ۱۶۸۰ مطابق ۱۱۲۴ھ میں شاہزادہ شاہجہاں کے بغاوت کرنے پر بادشاہ زادہ
 پر دیز اور مہابت خاں کے ہمراہ گج سنگھ کو بھی لڑائی پر جانا پڑا۔ جہانگیر نے اس جہان سے کہ
 شاہجہاں جو دھپور کے راجہ ادوے سنگھ کی بیٹی سے پیدا ہوا ہے اور رکھوڑا جس کے طہدار نہ
 بنیں راجہ گج سنگھ کی بہن کے ساتھ بادشاہ زادہ پر دیز کا بیاہ کرادیا (یہ لڑکی سورج سنگھ والی
 جو دھپور کی بیٹی ہے) اور راجہ کا منصب پانچہرازی ٹاک بڑھادیا مقابلہ پہلے پر شاہجہاں شکست
 کھا کر سنگالہ دوکن کی طرف بھاگتا پھرا اور سمت ۱۶۸۸ مطابق ۱۱۲۵ھ میں جہانگیر پر دیز کے محل
 سے آگرے میں آکر بادشاہ بن گیا۔ اس موقع پر راجہ گج سنگھ جو شاہجہاں لودی صوبہ دار ماہوہ
 کا ساتھ چھوڑ کر دو مہینے سے اپنے وطن آ رہا تھا جلدوسی دربار میں گیا جہاں اسکو نیزہ، نقارہ، ہاتھی
 گھوڑا، تلوار، خلعت ملا۔ دوسرے برس شاہجہاں لودی صوبہ دار خاندیس کے باغی ہونے پر
 ارادت خاں کے ساتھ راجہ گج سنگھ اور سیکانیر دہندی وغیرہ کے رئیس مقابلہ کو بھیجے گئے لڑائی
 میں راجہ چندرسین کا بیٹا کرسی، جیل میرتھ کا پوتا راجہ گردھرا دیچدر وغیرہ مارے گئے اور
 دوسرے کے بعد ارادت خاں مع تمام ساتھیوں کے قتل ہوا۔ اسکے بعد راجہ گج سنگھ کسی مہم
 پر بھیجا گیا۔ اس کا بڑا بیٹا امر سنگھ فوجی کام انجام دیتا رہا۔ سمت ۱۶۹۴ میں راجہ گج سنگھ اپنی
 دوسرے بیٹے جسونت سنگھ کے ساتھ اسکی ولیعہدی منظور کرانے کے لئے شاہجہاں کے
 دربار میں گیا جہاں چند روز کے بعد آگرے کے مقام پر تاریخ جلیہ سدی ۴ سمت ۱۶۹۵ مطابق
 ۱۱۳۹ھ میں انیس برس راج کر کے گذر گیا۔ اسکے مرنے پر بڑے بیٹے کا محرم رہ کر دوسرے کو
 راج ملنے کا سبب پڑائے نیانات کے ساتھ شاہنامہ شاہجہانی میں مولوی عبدالحمید لاہوری
 نے اس طرح لکھا ہے۔

محرم ۱۱۳۹ھ بمطابق ۱۶۹۵ء (۱۱۳۵ھ) کو راجہ گج سنگھ نے
 جو بادشاہی رشتہ داری، بڑی کارگزاری، بہت طاقتوری اور زیادہ حصہ
 لشکری سے ہندوستان بھر کے راجاؤں میں بڑا تھا زمانگی کا سامان ملے
 کیا (مر گیا) قدر واد شاہنشاہ نے راجہ کے بیٹے جسونت سنگھ کو خلعت جہدہر

چار ہزاری ذات دتین ہزار سوار کا منصب اور راجہ کا خطاب اس کے پاس
 کئی وصیت کے موافق دیا۔ اس راجہ نے ایک ہزار اشرفی۔ بارہ ہاتھی اور
 کسی قدر چڑاؤ و ہتیار نذر کے طور پیش کئے۔ راجہ حسونت کے بڑے بھائی اسنگ
 کو جو بادشاہی حکم سے بادشاہ زادہ تنجائے کی خدمت میں کابل گیا ہوا تھا ہزار
 سوار کی ترقی سے تین ہزاری ذات دسوار کا منصب اور راجہ کا خطاب بخشا
 گیا۔ پہلے زمانے میں راجھوڑوں کے بزرگ (سردار) راجہ کہلاتے تھے جب
 سورج سنگ کا پاپ راجہ اودے سنگ شہنشاہ اکبر کی خدمت میں حاضر ہو کر
 فرماں بردار بنا تو شہنشاہ نے اسکو راجہ کا خطاب عنایت کر کے حکم دیا کہ اب
 جو کوئی اس گروہ (راجھوڑ) کا سردار بنے اسکو راجہ خطاب سے پکارا جائے اور
 اگر چھوٹا بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راجہ کہاجائے۔ اس راجھوڑ گروہ کا
 حال دوسرے راجپوتوں کے برخلاف ہے کیونکہ دوسروں میں بڑا بیٹا ولیعہد
 کیا جاتا ہے اور راجھوڑوں میں جسکی ماں سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ
 جانشین کر دیا جاتا ہے جیسے راجہ اودے سنگ کا بیٹا سورج سنگ جو تین بھائیوں
 سے چھوٹا تھا۔ باپ کے اسکی ماں پر زیادہ مہربان ہونے کے سبب راجہ
 بن گیا اور بڑا سنگ راجہ کہلایا۔

۲۔ مہاراجہ حسونت سنگہ اول

سم ۱۶۹۵ مطابق ۱۱۰۶ھ میں راجہ کالاک ہوا اس پر شاہجہاں کی بڑی مہربانی
 تھی کہ راجہ ملنے کے تھوڑے دنوں بعد وہ اسکو پنجہزاری منصب دیکر اپنے ساتھ کابل
 گیا۔ اور اسکی کم عمری کے سبب راجہ کے انتظام پر بادشاہی منصب دار راجہ سنگہ راجھوڑ
 کو مارواڑ میں دارالہمام مقرر کر کے بھیج دیا۔ دو برس کے بعد راجہ سنگہ کے محلے پر ہمیشہ اس
 راجھوڑ کو جو راجہ اودے سنگ کا پوتا اور رتھام کے آباؤ کے والے رتن سنگہ کا باپ تھا دو ہزاری
 ذات دسوار کا منصب اور چار ہزار گائیں دیکر مارواڑ کا دیوان بنا یا سم ۱۶۹۵ مطابق ۱۱۰۶ھ
 میں راجہ حسونت سنگہ کے بڑے بھائی راجہ اسنگ نے جس کو بادشاہی طرف سے ناگور جاگیر

میں ملا تھا۔ شاہجہاں کے سامنے صلابت خاں دربار میں بخشی کے سینے میں دوڑ کر کھڑا
 مارا جس سے وہ مر گیا اسٹی وقت خلیل الدخان اور اجن گولے امر سنگ کو تلواریں سے
 قتل کیا۔ امر سنگ کی لاش باہر لائی جائے پر اس کے راجپوتوں نے کئی بہرہ دار گزیر واروں
 کو جان سے مارا اور خود بھی سب لڑ کر ہلاک ہوئے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راؤ امر سنگ کو آدمیوں
 نے جو ناگور میں رہتے تھے بیگانہ کی سرحد پر کچھ زمین دیالی تھی جس کا حال بیکانیر کے راجہ کے
 کے لکھنے کے موافق صلابت خاں نے بادشاہ سے عرض کر کے امین بھٹیچے کی تختہ بھرائی تھی
 اس بات کو امر سنگ نے بیکانیر والوں کی طرف راجہ کی لابی کر کے ناحق صلابت خاں کی اور اپنی
 جان کھوئی۔ ناگور کی چالگیر بادشاہ نے امر سنگ کے بیٹے رائے سنگ کے نام پر بجالا رکھی تھی جو
 چار پشت بعد خود دھپور کے بہار راجہ بھوسنگ نے ضبط کر لی۔

سمت ۱۶۰۳ مطابق ۱۶۲۷ء میں شاہجہاں نے راجہ جیونت سنگ کو چھ ہزاری ذات
 و سوار کا منصب اور آٹھ ہزار کے بعد مہاراجہ کا خطاب دیا جو اس وقت تک
 رہا پونائے میں کسی کو نہ ملا تھا۔

سمت ۱۶۱۱ مطابق ۱۶۵۵ء میں شاہجہاں کے سخت بیمار ہو جانے سے بادشاہ زادہ
 میں تخت کے لئے جو لڑائیاں ہوئیں ان میں مہاراجہ جیونت سنگ داراشکوہ کا طرفدار تھا
 اس لئے قائم خاں وغیرہ کے ساتھ دکن کے صوبہ دار بادشاہ زادہ اورنگ زیب اور گجرات
 کے ناظم بادشاہ زادہ مراد بخش کے روکنے کو مالوے کی طرف بھیجا گیا۔ دانی کے وقت پچیس ہزار
 فوج کے ساتھ مہاراجہ کو ساٹھ ہزاری ذات و سوار کا منصب جو شاہ زادوں کے بعد وزیر و غیر
 کو ملتا تھا مالوے کی صوبہ داری۔ شوگھڑے۔ اور ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ مہاراجہ کو شاہجہاں
 کی مصاحبت میں آرام سے رہنے کے سوا اب تک کہیں لڑائی پر جانے کا کام نہ پڑا تھا اور اس
 وقت اسکو بڑا افسر ہونے کے ساتھ ہی پہلی بار ایسی لڑائی پیش آئی جس میں ایک بہادر اور
 فیر دست اور ہوشیار دشمن یعنی اورنگ زیب سے مقابلہ تھا۔ مہاراجہ آجین میں آیا جب
 اس نے سنا کہ اس سے مالوے کی طرف مراد بخش آتا ہے تو وہ قائم خاں اور سارے لشکر
 کو سیکر بائیں برہمگی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد کی سر راہ پر آگیا اور کاچر و دہ جیوتین

کوس پر آنکھ بٹھرا جس سے مراد بخش افکارہ کوس پر تھا اور جاسوسوں کو بھیجا کہ مراد بخش کی عزت
 کی خبر سے محقق طور پر اطلاع دیں اور ننگ زیب نے نور پائے زبدا کے گزروں اور راستوں کا
 بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ معویہ دکن اور خاندیس کی کوئی خبر راجہ کے پاس نہیں پہنچ سکتی
 تھی اسکو خبر ہی نہیں ہوئی کہ اور ننگ زیب پر بان پور سے مالوے کی طرف چلا ہو وہ صرف مراد بخش
 سے ملنے کے لئے آمادہ دیتا تھا چہرہ مراد بخش کو راجہ کی اور اس کے ساتھ لشکر شاہی کے آنے
 کی خبر ہوئی اور اس نے دیکھا کہ مجھ میں اس لشکر کے مقابلے کی تاب دقتاں نہیں ہے تو وہ اور ننگ زیب
 کی ہدایت وارشاد سے جو اس نے اپنے مراسلات میں کی تھی کا چرودہ سے اٹھا کر کوس
 کے فلسفہ پر اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیال پور کے نواحی میں اور ننگ زیب
 سے آن ملا راجہ جوت سنگ نے کاچرودہ میں چار مقاموں کے بندر سنا کہ مراد بخش جس راہ
 پر آتا تھا اسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تعینش میں ہوا اور اب ننگ زیب
 خبر نہ ہوئی کہ اور ننگ زیب کا لشکر دریائے زبدا سے پار گیا ہو اس عرصے میں راجہ شیورام گور
 نے جو ماڈ میں تھا راجہ کے پاس نوشتہ بھیجا جس میں اور ننگ زیب کے تہہ سے پار ہونے کا حال
 مجل لکھا تھا اور یہی ہوا کہ قلعہ دھار میں جو داراشکوہ کے نوکر تھے وہ اور ننگ زیب کے لشکر کے
 قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سن کر کاچرودہ میں جس
 راہ سے آتا تھا اسی راہ سے بازگشت کی اور جنگ کے ارادے سے دھرمات پور سے ایک کوس
 پر آیا کہ اور ننگ زیب کے لشکر کا سد راہ ہو۔ اور ننگ زیب یہیں چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور سلطان
 کا فوج ہو دھرمات پور میں آنے سے پانچ چھ روز پہلے کہ رائے کو کہ ایک برہمن فہیدہ تھا
 چہا راجہ جوت سنگ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا راہ وہ جنگ کا نہیں ہے۔ صرف
 باپ کی ملازمت کی نیت ہے ہمارے ساتھ ہم بادشاہ کی خدمت میں چلو ہمارے سر راہ سہی
 ہر گز جو چھوڑ اپنے وطن چلے جاؤ نہیں تو لڑائی میں ہمارا بڑا نقصان ہوگا مہاراجہ نے اس
 پیغام کو کچھ نہ سنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کہ اب رائے کو لانا بھیج دیا جب اور ننگ زیب
 کو یقین ہو گیا کہ لڑنا ضرور پڑے گا تو وہ دیر جنگ اور توڑک سپاہ میں مصروف ہوا۔ روز جمعہ
 ۲۲ رجب ۱۰۶۵ ہجری ۱۶۵۵ء کو سپاہ کے ساتھ اسکی سرکونی کا ارادہ کیا یہاں سے ہاتھی

اور توپخانہ آراستہ کر کے اس سے لڑنے کا منصوبہ ارادہ کر لیا اپنی لشکر کے ہر آدمی پر شاہزادہ محمد سلطان
 اور بخت خان کو مقرر کیا اور ان کے ساتھ شجاعت خان خلف بخت خان و سید مظفر خان
 بارہ و احمد خان خوشکلی و لودی خان و پرول خان و کمال خان و لودی و سید نصیر الدین کھنئی
 و جمال بی پوری و الہام اللہ و عبد الباری انصاری و میر ابو الفضل ماموری و قادر و لود و غیرہ
 انصاری کو امداد کو رکھا اور ذوالفقار خان و بہادر خان و ہادی و داد خان و سید دلاور خان
 و زبردست خان و سادات خان و حمید کاگر و وغیرہ کو کھنڈے سے توپخانے کے ساتھ شاہ
 زادے کے ہر آدمی میں مقرر کیا اور توپخانے کا انتظام مرشد قلی خان کے سپرد کر دیا اور مراد بخش
 کو فتح سینہ میں متعین کیا۔ اور تیسرے کی طرف شاہ زادہ محمد اعظم کو ایک سپاہ کے ساتھ مقرر کیا
 ملقات خان اور بہت خان اور کار طلب خان و سپہدار خان و راجہ اندر من و چند ہر
 و ہوشدار خان و بختیار خان و میر سیاد و دل و نعم خان و شیخ عبد العزیز و سید یوسف اسماعیل
 نیاز می و یعقوب دلا و راز بابک خان و نعمت اللہ و دل حسام الدین خان و سید حسن و کھن
 کھنچی راجہ سارنگہ و غیرت بیگ و میر تہمت اور ایک اور جماعت کو اس طرف مقرر کر دیا اور شیخ
 مرزا و اس کا بھائی سید میر و عبد القیوم و غازی بی پوری و فتح خان و وہیلہ و اسماعیل و
 و کسیری سنگھ بھورپہ و رگناتھ ناٹھوڑ و مسعود سنگی و سید منصور و بادل بختیار و سید الدین
 بی پوری و غیرہ کو سپہ سالار و پر مقرر کیا صفت شکن خان و خواص خان و سکندر و وہیلہ اور
 و دوسرے امراء کھنئی مثل جادو و راؤ و رستم راؤ و دولت مند خان و فدا می و ہاما جی نمونجی
 و لبونت راؤ کو الٹی باتھ کی طرف بھیجا۔ فرادلی میں عبد اللہ خان و قزلباش خان و دوست بیگ
 برادر زادہ محمد شریف توپچی و رعد انداز بیگ و غیرہ کو رکھا اور خود عالمگیر قلب لشکر میں رہا اور
 اپنے ساتھ اصالت خان و مخلص خان و بہادر خان و قلع خان و جوہر خان و عنبر بی خان و
 ذوالقدر خان و غیرت خان و میر ابوبہیم و بیگ و بھگونت سنگھ و لد راؤ و ستر سال ہاڑا و سو بھگونت
 بندیلہ و الہ یار بیگ میر توڑک و بیگ محمد خوشکلی کو رکھا۔

جب مہاراجہ جہونٹ سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا کہ عالمگیر اس بیماری کے ساتھ میدان میں
 آیا ہے تو براہ مکاری مدد الوقتی کی غرض سے عالمگیر کی خدمت میں سفیر بھیج کر عرض کیا کہ خانہ زاد

کو مقابلے کا داعیہ نہیں ہے۔ حضور سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا اگر تصورات فرمادیاں
 تو سلام کو حاضر ہو جائوں۔ عالمگیر نے سمجھ لیا کہ فرصت ڈھونڈھتا ہے اس لئے جواب دیا کہ
 اب ہم سوار ہو چکے تو وقت کے کیا معنی اگر حسبِ وقت سنگ اپنی قوت میں سچا ہو تو اپنے لشکر سے ٹھکر تہا
 نجابت خاں کے پاس چلا آئے وہ شاہزادہ محمد سلطان کے پاس اسے لے جائیگا اور شاہ
 زادہ اسکو اپنے ہمراہ ہمارے حضور میں لے آئیگا اور اس کے تصورات کی سمانی کر اے گا چونکہ حسبِ وقت
 کی عرض فریب سے خالی تھی پھر جواب نہ بھیجا اور لڑائی کے لئے سوار ہوا اور قائم خاں کو اپنی لشکر
 کے ہرادل کا سردار بنایا اور بڑے بڑے سردار راہچوتوں کو جیسے مکہ سنگ ہارڈ اور شاہ پوری
 کے سجان سنگ سیوویہ اور سجان سنگ بوندلیہ اور امر سنگ چند رات ورتلام والے رتن سنگ
 راٹھوڑ وارجن گوڑو دیال داس بھالادموہن سنگ ہارڈو خوشحال بیگ کا شغری و سلطان جین
 دلہا مصالت خاں اور دوسرے شاہی مستبر آدمیوں کو اس سپاہ میں مقرر کیا اور اس
 لشکر کے بخشی بہادر بیگ کو جو توپخانے کا انسر بھی تھا تمام توپخانے کے ساتھ لشکر کے
 سامنے رکھا اور جانی بیگ واما دقائم خاں اور دوسرے امر اکو بھی لشکر کے سامنے متین
 کیا اور مخلص خاں و محمد بیگ و یادگار بیگ کو جو تورانی سپاہیوں میں نامی تھے قزاقی
 کو مقرر کیا مہین واس گوردھن راٹھوڑ راہچوتوں کی نہایت چیدہ سپاہ کے ساتھ فوج
 کے اگلے حصے میں بھیجے گئے اور چیدہ چیدہ راہچوتوں کا ایک گروہ جو قریب دھڑار کے تھا اور
 بھیم داس ولد راجہ بیل داس گوڑ و عزیز بادشاہی راہچوتوں کو بھی اپنے ہمراہ لیکر قلب لشکر میں
 بٹھرا اور راجہ رائے سنگ سیوویہ کو عہدہ راہچوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلب لشکر کی
 معاونت پر رکھا۔ افتخار خاں دستگیر خاں بارہ اور سید سالار اور یادگار مسعود و محمد
 ولد شاہ بیگ خاں منصب واروں کو الٹی طرف دبا لوجی و بر سوچی و راجہ پسی سنگ بوندلیہ کو
 اس لشکر کی حفاظت کے لئے چھوڑا جو تنگاہ کے پاس تھا حسبِ وقت سنگ ایسی زبردست تاجا
 اور بھاری لشکر کے ساتھ عالمگیر کی لڑائی کو مصروف ہوا پانچ چھ گھنٹہ دن چڑھے لڑائی شروع
 ہوئی۔ یان اور گولے اور گولیاں طرفین کی طرف سے برسے گئے۔ عالمگیر کا لشکر تھوڑا تھوڑا
 پڑھنے لگا اور تیردبان دبن وق سے دشمن کو تنگ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ حسبِ وقت سنگ

کی سپاہ میں سے کند سنگہ ہار اور تن سنگہ راٹھور تلام دالا و دیال اس جھالا داجن گور
 اور شاہپور سے کاسبجان سنگہ سیسودیہ اور دوسرے سردار پیش دستی کر کے دھاوا کرتے
 ہوئے عالمگیر کے توپخانے پر پہنچ کر اپنے لگے مرشد قلی خاں و ذوالفقار خاں کے پاس باوجودیکہ
 دشمن کی سپاہ کی برابر سپاہ نہ تھی مگر ایک مقابلہ کر کے اس جنگ کے میں مرشد قلی خاں مارا گیا
 اور ذوالفقار خاں جان وینے پر آمادہ ہو کر کھوڑے سے اتر پڑا اور لڑائی میں مصروف ہوا جو
 کھوڑے سے آدمی ساتھ تھے ان ہی کی استعانت سے مرادہ جنگ کرتے لگا۔ یہاں تک
 کہ راجپوت توپخانہ عالمگیر می کے پاس سے ہٹ گئی۔ اگرچہ ذوالفقار خاں کے ساتھ خستہ و
 شکستہ ہو گئے تھے مگر اپنے قدامتوں پر جے رہی۔ اب جہونٹ سنگہ کے راجپوتوں نے عالمگیر کے
 ہزاروں کو جادایا اور ان کی مدد کو جہونٹ سنگہ کی اور سپاہ بھی آگئی اور خوب غرور کیا
 زادے اور سخت خاں وغیرہ نے بھی جم کر اچھے طرح مقابلہ کیا۔ اگرچہ راجپوت جان توڑ
 کر کوشش کر رہے تھے مگر عالمگیر کے بیسوں کے پاؤں بدستور چکھوں پر جے ہوئے تھے۔ یہ
 حال دیکھ کر بقیہ خاں سپاہ ہرادی کے ساتھ مدد کو پہنچ گیا اور صف شکن خاں الٹی باز
 کی فوج کو بڑھالایا اب جم کر لڑائی ہوئی عالمگیر باہمی پر داریہ حال دیکھ رہا تھا تو راجپوت
 رنکاب کی سپاہ کو لیکر مدد کو پہنچ گیا اور اس طرح اپنی انکی سپاہ کو قوت پہنچائی اس جگہ سے
 راجپوت بہت خستہ اور مقتول ہوئے کند سنگہ ہار اور شاہپور سے دلا سبجان سنگہ سیسودیہ
 و تلام دالا و تن سنگہ راٹھور و اجن گور و دیال اس جھالا داجن سنگہ ہار وغیرہ مہاراجہ
 کے حملہ آور ہوئے بڑے سردار کام آئے اور بے تورا و راجپوت سپاہی و سوار مقتول ہوئے
 اس سخت وقت میں ٹوڈہ کاراجہ رائے سنگہ سیسودیہ و راجہ سبجان سنگہ بوندلیہ دامر سنگہ
 چند رات جہونٹ سنگہ کی فوج میں سے بھاگ نکلے۔ مراد بخش کہ سیدھے باز دہر بھا
 اُس نے دشمن کی سپاہ پر جہر سے بھاگ پڑ گئی تھی ایسی ضرب لگائی کہ وہ تان لاسکی
 اس جگہ سے بالوجی دہر سوئی بھی ڈر کر میدان سے بھاگ گئے۔ اور ویسی سنگہ مراد بخش
 کے پاس آکر ادھر مل گیا اور اُس سے کہا کہ عالمگیر سے عفو تصور کرادے جب مراد بخش
 کی سپاہ مہاراجہ جہونٹ سنگہ کی الٹی طرف کی سپاہ کی طرف سے گذری تو افقار خاں

اعزہ نے اس پر حملہ کیا لیکن مارا گیا یہ حال دیکھ کر حسونت سنگہ میدان جنگ سے بھاگ
 نکلا قاسم خان اور بقیہ سپاہ نے بھی راہ فرار اختیار کی اور عالمگیر کو عظیم الشان فتح
 حاصل ہو گئی تمام توپخانہ اور ہاتھی قبضے میں آ گئے۔ عالمگیر نے مسزوروں کا تعاقب کرایا
 اور حکم دیا کہ دشمن کے لشکر کے مسلمانوں سے تعرض نہ کیا جائے اور انکا مال و اسباب نہ
 لوٹا جائے۔ عالمگیر کے ساتھیوں میں سے سوائے مرشد قلی خاں و ذوالفقار خاں و
 سکندر و ہیلہ و شیخ عبدالعزیز و درگنا تھ سنگہ راٹھور کے اور کوئی سردار کام نہ آیا یہ لڑائی
 آجین کے قریب بوجھور گاؤں پر جس کا نام بعد کو فتح آباد ہوا واقع ہوئی۔
 حسونت سنگہ کے ذاتی آٹھ ہزار راجپوتوں میں سے لڑ کر پانسو کے قریب باقی رہ گئے
 جو اسکے ساتھ بھاگ آئے اس واقعہ کے بعد حسونت سنگہ نے اگرے جانا مناسب نہ جانا اور
 ان بچے کچھ سپاہیوں کے ساتھ سیدھا اپنی راجدھانی کو چلا گیا حسونت سنگہ کی رانی نے
 جو رانا کے او دیو کی بیٹی تھی جب سنا کہ اسکا شوہر پانسو سپاہیوں کے ساتھ معرکے سے
 جان بچا کر نکل آیا ہے تو اس نے بجائے اسکے کہ اس آؤت سے بچنے کی مبارکباد دیتی اور تسلی
 کرتی فوراً حکم دیا کہ طلحے کے دروازے بند کر دو۔ ایسے بے عزت نامردے کو من قلعہ میں ہرگز
 نہ آنے دینی ایسا شخص میرا شوہر میرے باپ کا داماد اور ایسا بے عزت میں ہرگز ناس کاٹنے
 دیکھنا نہیں چاہتی جو شخص ایسے نامور بہانا کا رشتہ دار ہو۔ چاہئے کہ اسکی شجاعت اور نیک
 نامی کی تقلید کرے۔ اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دیدے اور اس سے تھوڑی
 دیر بعد اسکے دل میں کچھ اور خیالات گذرے اور کہا میرے لڑی بھی چلتا تار کر دمجھے دھوکا
 ہوا میرا شوہر حقیقت میں مارا گیا اور یہی سچ ہے پس اب میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔ اور
 مقبورے عرصے بعد پھر غصے میں آکر لعن طعن کرنے لگی اور اسی حالت میں اسکو آٹھ دن گذر
 گئے اور شوہر کا منہ نہ دیکھا لیکن آخر اسکی ماں اسکے پاس آئی تب کچھ تسلی و تسفی کر کے سمجھا کہ
 گھبراؤ نہیں مہاراجہ ذرا دم لیکر اور از سر نو فوج جمع کر کے اور ننگ زیب پر پھر حملہ کر دگا۔
 ڈاکٹر برنیر کی یہ بات وہی معلوم ہوتی ہے اس تاریک زمانے میں اسکو رانی
 کی باتیں معلوم ہونے لگی کیا سبیل تھی اور اس قصے کے غلط ہونے پر دلیل یہ ہے کہ رانی کو شک

کا تجربہ پہلے سے تھا اسکا باپ اکبر کی سپاہ سے ہزیمت پا کر کوہستان میں چھپتا پھرتا تھا اب اس
ایک شریف رانی پر بہتان معلوم ہوتا ہے۔

دوسری بھاری لڑائی میں اگرے کے قریب داراشکوہ کی طرف سے رستم خاں
بہادر بوندی کا رادشتر سال ہارا۔ اور کرشن گڑھ کا روپ سنگھ راکھوڑ وغیرہ مقابلے میں کام
آئے داراشکوہ بھاگ کر سندھ کی طرف چلا گیا اور رنگ زیب نے فتح کے بعد چھوٹی بھٹی
مراؤ بخش کو قید کر کے آنبر کے مرزا راجہ جے سنگھ کی معرفت جو بنگالے کی طرف سے اس کے پاس گیا
تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کو قصوروں کی سہانی کے ساتھ دلی بلالیا۔ جہاں سے بادشاہ زادہ
شجاع کے مقابلے کو الہ آباد کی طرف کوچ ہوا۔ کچھوہ گاؤں پر پہنچ کر جو قصبہ کوڑا اور جہاں آباد
سے پانچ کوس کے فاصلے پر اب ضلع فتح پور قسمت الہ آباد میں ہے مہاراجہ جسونت سنگھ نے
جو ہرگز غافلگیر کا فائدہ نہ چاہتا تھا شجاع کو چھاپہ مارنے کا پیغام بھیج کر غافلگیر کی کھچلی فوج پر
یکایک السیاحہ کر دیا کہ وہ سب شکست کھا کر بھاگ گئی اور اس نے تمام خزانہ اور اسباب
کو لوٹنا شروع کر دیا لیکن شجاع کی شکست سے جسونت سنگھ لوٹ کا مال سمیٹ کر فی الفور
اگرے ہوتا ہوا اپنے ملک کو بھاگ گیا۔ جسونت سنگھ نے گھر پہنچے ہی اس مال و دولت سے
جو کچھوہ سے لوٹ کر لایا تھا جدید فوج بھرتی کرنی شروع کر دی اور داراشکوہ کو لکھ بھیا کر آپ
بلا توقف اگرے کو چلے آئے۔ میں اپنی تمام فوج کے ساتھ راستے میں آن ملو نگاراجہ بیگم
نے یہ خیال کر کے کہ لڑائی کے تمام رنگ ڈھنگ سے اور رنگ زیب ہی کے غلبے کی امید تھی
ہے اسکی خوشنودی حاصل کر سکی عرض سے داراشکوہ کی طرف داری چھوڑ دینے کی صلاح
مصلحت جانی اور جسونت سنگھ کو لکھا کہ تم نے اس میں کیا فائدہ سوچا ہے کہ دوسرے کے
ساتھ جیتے ہو۔ اگر تم اسی بات پر قائم رہو گے تو اس کا کچھ فائدہ ہونا تو معلوم مگر ہاں مہاراجہ
خانہ دان اور تم بیشک برباد ہو جاؤ گے بیچارے راجپوتوں کا خون کرانے سے باز آئے اگر
تم داراشکوہ کو پیائے خود چھوڑ دو گے تو اور رنگ زیب بہتاری کھچلی خطائیں سنہ سوان
کر دینگا اور اس شاہی خزانے کا بھی مطالبہ کر دینگا جو تم نے کچھوہ کی لڑائی میں لوٹ لیا تھا بلکہ
نور انجرات کی صوبہ داری پر فائز کئے جاؤ گے اور ایسے صوبے کی حکومت میں جو مہاراجہ

علات سے متصل ہے جو فائدہ میں وہ تم بخوبی سمجھ سکتی ہو جسوقت سنگہ اسس امر پائل ہو گیا کہ گھر سے قدم باہر نہ نکالے۔ دارا بیچارہ ایک بار اور قسمت آزمائی کر کے اجمیر کی لڑائی میں بھی شکست پانے کے بعد ہجرات ہوتا ہوا دکن کی طرف بھاگا جہاں سے گرفتار ہو کر عالمگیر کے حکم کے موافق قتل کیا گیا۔

سمت ۱۶۱۷ء مطابق سن ۱۰۲۷ھ میں عالمگیر نے نہار اچھ کا سات ہزاری منصب بجال رکھ کر ہجرات کا صوبہ دار مقرر کیا جہاں سے دو برس کے بعد اسکو ذاب شالیستہ خاں کی نیابت میں دکن جانے کا حکم ہوا وہاں جانے کے بعد مہاراجہ نے سیول سے ساز و باز کر لیا ڈاکٹر بریجر جس کا دل مسلمانوں کے جاہ و شہر سے سخت زخمی تھا اس نے اس موقع پر سیوا کی قسم لی میں بہت کچھ لکھا ہوا کہتا ہے کہ سیوا کی حیرات و حیرت کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیو کہ بادجو ویکہ شہر اور نکاپاؤ کے گرد اگر دشالیستہ خاں کی سپاہ اتنی ہی ہوتی تھی اور شہر فیصل سے بھی محصور تھا مگر اس پر بھی سیوا ایک رات صرف چند سپاہیوں کے ساتھ شالیستہ خاں کے مکان کے اندر اس ارادے سے جا ہی گھس گیا کہ شالیستہ خاں کو پکڑ کر اس کے تمام مال و دولت پر قابض ہو جائے اور اگر محفوری دیر اور خبر نہ ہوتی تو کچھ شک نہیں ہے کہ یہ اپنی منصوبہ میں ضرور کامیاب ہو جاتا۔ چنانچہ شالیستہ خاں اس موقع پر سخت زخمی ہوا اور اس کا بیٹا سین سے تلوار نکالتے ہوئے مارا گیا۔

اس سے محفور نے ہی دونوں کے بعد اس نے بندرگاہ سورت کو لوٹ لیا چونکہ اس موقع پر سیوا سے کسی نے اتنا بھی نہ پوچھا کہ تیرے منہ میں کئے دانت ہیں اس وجہ سے بادشاہ کو یہ شبہ پیدا ہو گیا کہ اس کے اور مہاراجہ جسونت سنگہ کے باہم خفیہ سازش ہے اور شالیستہ خاں پر حملہ کرنا اور سورت کو لوٹنا سب اس کے علم اور اشارے سے ہے اس لئے جسونت سنگہ دکن سے واپس بلا لیا گیا مگر وہ دہلی آنے کی جگہ اپنی ریاست کو چلا گیا اور دکن کی صوبہ داری پر بادشاہ زادہ معظم اور نیابت میں راجہ جے سنگہ بھیجے گئے۔ پھر وہ راجہ و خیر خواہی سے سیوا کو لڑائیوں میں لاجا کر کے بادشاہی محفور میں بھیجا جہاں سے وہ پانچہزاری منصب والوں کے شامل کھڑا کئے جاتے پر رنجیدہ ہو کر چالاکی سے بھاگ کر پھر دکن چلا گیا

سمت ۶۲۳ مطابق ۱۶۶۶ء میں بادشاہ زادہ معظم کے ہمراہ مہاراجہ جسونت سنگھ و جہا
دکن بھیجا گیا جہاں چار برس رہ کر اس نے بادشاہ زادے کو بغاوت پر تیار کیا عالمگیر
نے کوئی واقعہ پیش آنے سے پہلے سمت ۶۲۴ مطابق ۱۶۶۷ء میں بادشاہ زادے کے عوص
مہابت خاں کو دکن کا صوبہ دار بنایا اور مہاراجہ کو وطن کی نصحت ملی جہاں سے تھوڑی
دنوں کے بعد وہ کنور پھتوی سنگھ سمیت بادشاہی دربار میں حاضر ہوا۔

جب عالمگیر کے ساتھ بارہ برس تک مہاراجہ نقصان رسانی کے ساتھ پیش آتا
رہا اور بادشاہ غاضب بادشاہ کے درپردہ وق کرنے کے منصوبے باندھتا رہا تو بادشاہ نے
اس کو دکن کے عوص افغانستان کی طرف بھیج دیا جہاں کوئی ہم قوم اور ہم مذہب اس کو
موافقت کے لئے نہیں مل سکتا تھا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ سمت ۶۲۸ مطابق ۱۶۶۷ء میں
صوبہ دار کابل کا مددگار ہو کر حمرد کی بھانہ داری پر چوشتادہ برس پہنچ کر اس طرف ہی
گیا اور آٹھ برس وہاں رہ کر پوس سدی ۶۲۹ مطابق ۱۶۶۸ء میں مر گیا پانچ برس
کی عمر پائی اس کے بھائی بن راجپوت اشکی رانی اور تین تینے دو بیٹوں کو ساتھ لے کر بے
اذن شاہی اور صوبہ دار کابل کے بے دستکار راہ داری وطن جانے کے لئے چل کھڑے
ہوئے جس پر ملک پریمہ سحران کے پاس دستک نہ ہونے کے سبب مزاحم ہوا راجپوتوں نے
جنگ کی اور غالب ہو کر کسی پایاب راہ سے پار اترے شاہجہاں آباد پر سر راہ بھتا۔ ناچار
یہاں وارد ہوئے عالمگیر نے ان کی خیر سگارا درانیہ کینیہ دیرینہ کو جو جسونت سنگھ کے ساتھ
تھا کار فرما کر کوئٹہ کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فردگاہ پر پہرے بٹھا دے چند روز کے
بعد راجپوتوں نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہاں قند و قریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ
سے درگداس اور چن بے سرداروں نے جانے کی نصحت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے
کہ آدمیوں کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکوں کو بس میں رکھنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔
انکی درخواست منظور کر لی۔ انھوں نے راجہ کے لڑکوں کو غلاموں کے لڑکوں کی صورت
اور غلاموں کے لڑکوں کو راجہ کے لڑکوں کے ہم شکل بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور
ننڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔ یہاں عورتوں کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کا

ہونا مشکل تھا سو رمارا چوتوں کو خیمہ کے اندر بٹھا کر ان سے کہا کہ ہم رانی اور کنوروں کو لیکر
 چلتے ہیں اگر یہ راز کھلی جائے تو تم ان جلی لڑکوں اور رانیوں کی حراست میں اس قدر کوشش
 کرنا کہ یہ سچ چھپھٹا نہیں لگ جائیں اُنکے جانے کے بعد دو دین پہر گزرتی تو بادشاہ کو اسکی
 خبر ہوئی اُس نے تحقیق کی تو کووال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیاں خیمے میں ہیں بادشاہ
 نے جانے والوں کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمے کی رانی اور لڑکوں کو قلعہ کے اندر لایا
 اس پر راجپوتوں نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکوں کو نہیں دے سگے۔ اُن کی عرض جان دیکھ
 اس پر بادشاہ نے فوج بھیجی راجپوت اُن سے بمقابلہ میں آئے بہت سے اُن میں سے
 خانیقوں کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جلی رانیاں اور لڑکے بادشاہ کے پاس آئے اُس
 نے جرم سرا میں بھیجا سیکھوں نے اُنکو اپنا شہینے بتایا رانی کو سیکھوں کا پرستار بنایا اپنی
 عفت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور
 رانی یہی ہیں جو بادشاہ کے محل میں ہیں درگداس اور راجپوت تو اس محل کے سے زندہ
 بچ کر گئے ہوئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے خیمے پر لڑائی ہونے کے سبب سوری رانی
 کو اتنی فرصت ملی کہ وہ خود چھپو ریں مع دونوں بیٹیوں کے صحیح و سلامت داخل ہوئی
 بادشاہ مدت تک اس شبہ میں رہا کہ اجیت سنگہ جس کو یہاں سے لیکر بھاگے ہیں۔ وہ
 حسبِ وقت سنگہ کا اصلی بیٹا نہیں ہے راجپوتوں نے مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اُس کو بیٹا
 بنایا ہے اور اصلی اولاد اسکی میرے پاس ہے۔

ماتر عالمگیری میں واقعات سنگہ جلوس مطابق سن ۱۹۰۰ ہجری میں لکھا ہے کہ حسبِ وقت
 کابل میں مر گیا اُس کا کوئی بیٹا نہ تھا اس کے معتبر نوکر سونگ اور رگنا تھے داس بھائی اور
 رنجھو را اور درگداس (درگداس) وغیرہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو
 رانیاں جاہلہ ہیں جب اُنکے متعلقین لاہور میں آئے تو دونوں رانیوں سے بیٹے پیدا
 ہوئے تو کراچ میں مستور نے دونوں بیٹیوں کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصب
 راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں بیٹیوں کو بہانے
 پاس لائیں جس وقت لڑکے سن تمیز کو پہنچیں گے۔ اُن کو منصب و راج عطا کیا

ہوگا راجپوتوں کا گردہ دلی میں آیا اور التماس مرقوم میں مبالغہ والی کہ اس آئین میں ایک بیٹا
 باپ سے جا ملا (مر گیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرستے کا ارادہ یہ ہے کہ سپرد دم اور دونوں
 رائیوں کو جو دھپور بھی کر بغاوت کیجئے تو ۱۴ جمادی الاخریٰ سن ۹۱۰ ہجری کو حکم ہوا کہ روپ سنگھ
 راجپوت کی حویلی میں جو مہاراجہ کی دورانیوں بٹھری ہوئی ہیں انکو جمع کسب کے نور کر کے لے
 آئیں فولاد خاں کو ڈال دستید خاں وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرستے کو ارادہ
 فاسد سے باز رکھیں اگر وہ لڑیں تو انکی گوشمالی کی جائے حسب الحکم امر اکابرین ہوئے۔ لازم
 نصیحت ترغیب و تحذیف کے ساتھ بجالائے مگر راجپوتوں نے نہ مانا اور وہ لڑے۔ اور
 بہت مرے اور بادشاہی آدمی مارے گئے جب راجپوتوں نے اپنا حال بتا کر دیکھا تو انھوں
 نے دونوں رائیوں کو جو مردانہ لباس پہنے ہوئے تھے مار ڈالا اور سپرد دم کو کسی شیر فروش
 کے گھر میں چھپا دیا تھا اسکو سراپگی میں چھوڑ کر فرار ہوئے فولاد خاں کو سپرد دم کی حقیقت
 معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کے حضور میں لایا۔ بادشاہ
 نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیاں جو اسیر ہو کر آئی ہیں ان کے ہمراہ وہ زیب النساء بیگم کے سپرد
 ہوا اور لڑکے کا نام محمدی رکھا جائے خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اسٹیا لایا اس
 آشوب میں راجہ کا اور دونوں رائیوں اور راجپوتوں کا اسباب کو پیڑے لوٹ کر لے گئے
 جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھے میں داخل ہوا۔ دونوں رائیوں کی اور کچھور رئیس راجپوتوں
 اور رئیس اور سپرد دم کی لاشیں شمار نہیں آئیں باقی ہمارم جمادی الاخریٰ سن ۹۱۰
 کو بھاگ جو دھپور پہنچے اور درگا (درگ) اس کے بہکانے سے راجپوتوں نے دو جلی بیٹے
 رن بھٹن (جو مر گیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ حسونت سنگھ سے منسوب کئے اور قتلہ انگیزی
 شروع کی۔ لیکن عالمگیر نے اسکو جلی قرار دیکر راجپوتوں کی سرکشی کے سبب جو دھپور
 کو خالصے میں داخل کیا لیکن راجپوتوں سے طاہر خاں فوجدار جو دھپور پر عہدہ برآئے ہو سکا
 اور ناگور کاراؤ اندر سنگھ بھی نظم نسق نہ کر سکا اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلالیا۔ بادشاہ نے
 جو دھپور کی تسخیر کے لئے سر ملند خاں کو تازہ لشکر دیکر روانہ کیا ۲۶ رجب کو بادشاہ سے
 معروض ہوا کہ امیر کے فوجدار منور خاں کی راجپوتوں سے تین روز تک خوب لڑائی ہی

اور منور خاں کو فتح ہوئی اور راجھوڑوں کا سرغنہ راج سنگہ راجھوڑ بہت سے آدمیوں کے ساتھ مارا گیا تو اس نے تعلقہ جودھ پور کے سموروں کے سرکش راجپوتوں کے پرگنات کے ماتحت قلعہ راج کرنے کے لئے افواج مقرر کیں۔ سر ملند خاں کی ماتحتی میں سپاہ کے اگوانے سے راجھوڑ مارواڑ سے نکل کر میواڑ پہنچے جہاں ان کی اعانت میں راج سنگہ رانا کے او دی پور فی کمزرت حیت کی نواد اہل ذی آنجہ سلسلہ ہمیری کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا اور رانا کی او دی پور کو فرمان بہتیدار میر لکھا کہ وہ جزیرہ دینا قبول کرے اور راجہ جسونت کے فرزند نام شخص کو جو جودھ پور کے علاقے سے نکالے جب بادشاہ اجمیر میں آیا اس نے ۶ محرم سن ۹۰۹ ہجری کو مہاراجہ جسونت سنگہ کے ملک کی ضابطی کے لئے خان جہاں بہادر کو بھیجا وہ ۲۴ ربیع الثانی کو جودھ پور سے واپس آیا اس نے وہاں تیجاؤں کو ڈھکایا اور کئی چھکڑے بتوں سے بھرے ہوئے بادشاہ کے پاس لایا۔ پور تحسین وافر ہو۔ بادشاہ نے حکم دیا بتوں کو کہ اکثر مرصع و طلائی و نقرئی ہو بہر بھی دسی و سنگی تھے دربار کے جلو خانے اور جہام جہاں مناکے زینوں کے نیچے ڈال دیں کہ وہ ہمال ہوں۔ مددوں پڑے ہو اور پھر ان کا نام دلشان باقی نہ رہا رانا راج سنگہ اول نے راجھوڑوں کی حمایت میں ایک سال تک لڑائی کی۔ جب ملکا اسکا بالکل برباد ہو گیا اور تاب مقاومت نہ رہی تو سرداروں نے اسکو زہر دیکر مار دیا اور جے سنگہ نے اسکی جگہ مسند نشین ہو کر بادشاہ سے معافی چاہی۔

اب راجھوڑ پھر اپنے وطن کی طرف پھیلے جہاں سنہ ۱۷۳۸ء مطابق سنہ ۱۱۵۲ھ میں حکم بادشاہ دکن کو چلا گیا تھا میر تقی میر ایک دوسری لڑائی وزیر اسد خاں کے بیٹی عتما و خاں سے جو بعد کو ذوالفقار خاں کہلا یا پیش آئی اس جنگ میں سوناگ۔ عجوب سنگہ۔ سالول اس۔ بہارمی داس اور گوکل داس وغیرہ راجھوڑ کام آئے۔ باقی لوگوں نے میواڑ میں پڑ اور مانڈل کا علاقہ جالوٹا۔ جہاں بادشاہی طرف سے کرشن گڑھ کار میں مان سنگہ فوجدار بنا ہوا تھا اس کے بعد راجھوڑ لوگ سرحدی کے پہاڑوں میں چلے گئے۔ جہاں ان کا کم عمر راجہ اجیت سنگہ پوشیدہ رکھا گیا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ اجیت سنگہ کی سوتیلی ماں ات سنگہ دیوڑمی سرحدی والے اکھے راج کی بیٹی تھی۔ راجھوڑ

دگداس اور مکنداس اجیت سنگہ کو سر دہی اس نے گئے اور ات سکھ دیوڑی کی گود میں جو
 اس وقت اپنے بھائی راؤ اودے سنگہ کے پاس تھی ڈال کر یہ کہہ گئے کہ اس سے تمہارے خاوند
 کا نام چلے گا یہ خبر راؤ اودے سنگہ کو ہو گئی اور اس نے محل میں آکر اپنی بہن سے پوچھا کیا جو دھپور
 کے دھنی کا لڑکا یہاں ہے بہن نے جواب دیا کہ جو دھپور کے دھنی کے ہی بیٹا ہوتا تو میں کیوں تیری
 گھر تھی اور کیوں تو طعنہ دینے کو آتا تو ایک روز کے بعد راؤ اودے کو چلا گیا اور آئندہ کنور بانی یعنی
 اجیت سنگہ کی ماں نے بنظر احتیاط اجیت سنگہ کو پرورش کے واسطے پر دہت جے دیو کے
 حوالے کیا۔ راؤ اودے نے پر دہت کو بلا کر بھی وہی سوال کیا اس نے جواب دیا کہ میں تو وہ کاٹھاری
 کر کے اپنی روٹی پکرتا ہوں مجھے ایسی باتوں سے کیا واسطہ ہو اور پھر وہ سر دہی چھوڑ کر گجرات
 کی طرف روانہ ہوا مگر کاندری کے ٹھکانے اسکو اپنے گاؤں میں رکھ لیا۔ بعد اچھی کمنداس
 سر دہی میں آئندہ کنور بانی کے پاس آیا اس نے پر دہت جے دیو کو رقمہ لکھ دیا کہ یہ ہمارا معزز
 سردار ہے اور یہی مہاراجہ کو لایا تھا اسکو مہاراجہ کے درشن کرادینا اور اسکے سوا اور کسی کو
 بھی نہ دینا چھٹی مذکور اس رقمہ کے ذریعہ سے مہاراجہ کے درشن کر کے نو برس تک پر دہت
 جے دیو کے دروازے پر دھنوی رہائے ہوئے بیٹھا رہا اجیت سنگہ کے چچک دہن تکلی خبر بھیجی نے
 راکھوڑوں کو دی دگداس وغیرہ سردار بڑی دھوم دھام سے نقارہ۔ نشان۔ ہاتھی اور بانکی
 لیکر آئے اور مہاراجہ کے باہر آکر موضع پالڑی میں سب نے درشن کئے اور سر دہی میں آکر بڑے
 جلوس سے سستی لگی پوجا کی۔

اعتقاد خاں مارواڑ میں دورہ کرتا ہوا اس کو صوبہ گجرات کا ایک ماتحت فیصلہ متر کے
 وکن کو چلا گیا راکھوڑ جب موقع پاتے پہاڑوں سے نکل کر بادشاہی محلاتوں پر حملہ کرتے سمیت ۱۶۴۲ء
 مطابق ۱۶۸۲ء میں انھوں نے سوانہ قلعہ جاگھیر انہاں کا نشانہ دار پر دل خاں میوانی مقابلہ
 کر کے مارا گیا اور راجپوتوں نے کچھ روز بعد خوشی سے پہاڑوں میں اپنی راجہ کے درشن کئے
 سمیت ۱۶۴۴ء مطابق ۱۶۸۴ء میں درجن سنگہ ہاراجو فویدی سے نکال گیا تھا پرنماٹل کی لڑائی
 میں راکھوڑوں کا شریک بن کر دشمنوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سمیت ۱۶۴۶ء مطابق ۱۶۸۶ء ۱۱۰۲ ہجری میں ذاب شجاعت خاں صوبہ دار گجرات مارواڑ

نے جب یہ خبر سنی کہ اجیت سنگہ کے نائب درگ اس اور دوسرے حامی راجپوتوں نے تمام
اضلاع مارواڑ میں لوٹ مار مچا رکھی ہے تو وہ عجلت کے ساتھ ملنا کرتا ہوا احمد آباد سے جو دھبور
پہنچا اور اس فتنہ و فساد کے فرو کرنے میں مصروف ہو گیا لیکن چونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جب
تک ملک مارواڑ کے تمام سرحدی اضلاع کا قرار واقعی بند و بست نہ کیا جائیگا یہ ایک
سختی نہیں ہو سکتی اس لئے براہ دوراندیشی اس نے کمال خاں عرف کرن کمال
پنس پالن پور و جالور کو لکھ بھیجا کہ تم کوہ ارادلی کے دروں اور گھاٹیوں کی ناکہ بندی کرو تاکہ
راجپوت علامتہ مارواڑ کو اپنی لوٹ مار سے تباہ و برباد نہ کر سکیں یہ حکم پاسے ہی کمال خاں فی پالپور
کا انتظام انپو دیعہ فیروز خاں کے سپرد کیا اور خود جو دھبور پہنچ کر راجپوتوں کی آمد و رفت
کے عام راستے روک لئے۔ اور سونہا ہاٹ کی گھاٹیوں کا محاصرہ کر کے ایسا بند و بست کیا کہ
ایک تنفس بھی باہر نکلنے کا موقع نہ ملایا کمال خاں مجاہد خاں کا بیٹا تھا اور سنہ ۱۶۶۲ء مطابق
سنہ ۱۱۱۱ھ ہجری میں فوت ہوا

سنہ ۱۶۵۱ء مطابق ۱۰۹۵ھ میں اجیت سنگہ کی شادی اودھ پور کے رانا کی بھتیجی کے ساتھ
ہوئی اور اس وقت بادشاہ کے دل سے وہ شبہ دور ہوا کہ جو اس نے سمجھ رکھا تھا کہ راجپوتوں
نے ملک لینے کی فکر میں اجیت سنگہ نامی کو مہاراجہ جیسونت سنگہ کا جعلی بیٹا بنا لیا ہے۔
مرآت احمدی میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۹۵ھ مطابق ۱۶۵۱ء میں درگداس نے ہمیشہ
کی آوارگی سے تنگ آکر محرات کے صوبہ دار شجاعت خاں کے کامدار ایشور داس کے ذریعہ
سے بادشاہ کے حضور میں عرض کیا اگر پیشگاہ سلطانی سے میرا تصور معاف ہو کر براہ پرورش
جاگیرات منضبطہ داگداشت فرمائی جاویں تو قندی شاہزادہ اکبر کے فرزندوں کو حضور میں
بھیج دے۔ اور ننگ زیب نے درگداس کی درخواست منظور کر لی اور فوراً نواب
شجاعت خاں کے نام اس منضمون کا فرمان جاری کیا کہ جو فوج شاہی راجپوتوں کی تواب
میں مقیم ہو واپس بلالی جائے اور اجیت سنگہ اور اسکے نائب درگداس کو ہر طرح مطمئن
کر کے شاہزادہ اور شاہزادی کو حضور شاہی میں بھیج دیا جائے۔ درگداس نے تصور
کی معافی پر باغی شاہزادہ محمد اکبر کے بیٹے بلند اختر اور بیٹی صفیہ النساء کو جو زمانہ بچاوت میں

راٹھور رانی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے شجاعت خاں کی معرفت بادشاہی حضور میں بھیجا
اور یہ معلوم ہونے پر کہ درگداس نے محمد اکبر کی اولاد کو جو بنات کے وقت شاہزادہ اس کے
پاس چھوڑ گیا تھا۔ عزت و آرام سے رکھنے کے علاوہ اجیر سے ایک استاد بلا کر تعلیم دلانے میں بہت
کوشش کی ہے تو عالمگیر نے نہایت مہربانی سے درگداس کو صوبہ دار احمد آباد کے پاس
حاضر ہو جانے پر ایک لاکھ روپیہ انعام اور میرٹھ کی جاگیر اور تین ہزاری ذات اور ڈھائی ہزار
سوار کا منصب عنایت کیا

دوسرے سال درگداس کی عرض پر اجیت سنگھ کو بادشاہ نے جالور کا علاقہ جو کسی
زمانے میں راٹھوروں کے قبضے میں تھا بہاری پٹھان نواب مجاہد خاں کے بیٹے کمال خاں سے
لیکر جاگیر میں دیا اور نواب کمال خاں کو پالن پور عرض میں حوالے کیا جہاں اسکی اولاد اب تک
زمین سنبھال رہی ہے۔ راجپوتانے والوں کا قول ہے کہ اجیت سنگھ نے جالور خود دیا تھا جسکو
بادشاہ نے درگداس کی عرض پر بجال رکھا۔ اور پالن پور والوں کا بیان ہے کہ پالن پور
پہلے سے نواب کے قبضے میں تھا جالور کا معاوضہ کچھ نہ ہوا۔

تاریخ ناٹراجستان میں مرقومہ بالا واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ ستمبر ۱۷۵۳ء مطابق ۱۷۹۵ء
۱۷۹۵ء میں جب درگداس کی وساطت سے اجیت سنگھ کو دوبارہ پیام صلح دیا گیا تو
ضمنی بادشاہ نے اسکو منصب پنہزار سی پر سرفراز فرمائے کا وعدہ بھی کیا مگر اس نے بھجوپور
سلطانی کا شکریہ ادا کر کے عرض کیا کہ اگر بجائے اس منصب کے جالور سے سو روپے اور سیانچور
میں سے ملک میں مثال فرمائے جائیں تو میں عزت افزائی ہے چونکہ اورنگ زیب کی
شاہزادے کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا وہ درحقیقت قابل قدر تھا اس لئے
اسکی یہ درخواست منظور فرمائی گئی۔

سمت ۱۷۵۸ء مطابق ۱۸۰۲ء میں شیخ عت خاں کے مرہٹے نے گجرات کی صوبہ داری
جسکے متعلق مارواڑ بھی تھا بادشاہ شاہزادہ محمد اعظم کے نام ہوئی اور جو دھنور میں ناظم قلی نوجہار
مقرر ہو کر آیا۔ اسکے دوسرے برس چوہان رانی سے اجیت سنگھ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس
کا نام ابھی سنگھ رکھا گیا۔ اسی برس درگداس جو چار برس سے بادشاہ شاہزادہ اعظم کے

پاس حاضر تھا جان کے خوف سے مارواڑ میں بھاگ آیا لیکن دوسرے برس بادشاہی حکم سے پھر احمد آباد چلا گیا اور پرگنہ میرٹھ جو بھاگل پور کے سبب ضبط ہو گیا تھا۔ اجیت سنگھ کو جیل میں دلوایا۔ ستمبر ۱۷۶۲ء مطابق سنگھ نے میرٹھ کی صوبہ داری ابراہیم خاں سے نام مقرر ہوئی اور دوسرے سال درگداس بادشاہی فوج میں سے مارواڑ چلا آیا۔ ستمبر ۱۷۶۳ء مطابق بدی چودس مطابق سنگھ نے احمد نگر مقام پر عالمگیر بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ بڑا بادشاہ زادہ بہادر شاہ کابل سے اور دوسرا عظیم شاہ دکن سے تخت لینے کے واسطے آگرے کو چلا ایسی حالت میں جبکہ ہریاک بادشاہی آدمی اپنی فکریں پڑا رکھوڑوں کو اپنی کامیابی کا اچھا موقع ملا فوراً خبر پائی ہی جاوڑ سے بڑی تیاری ہوئی اور اجیت سنگھ نے درگداس وغیرہ رکھوڑوں کی مدد سے بادشاہی فوجدار ناظم قلی کو نکال کر جو دھپور پر قبضہ کر لیا۔

۲۳۔ مہاراجہ اجیت سنگھ

مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنے باپ کے انتقال سے اٹھائیس برس کے بعد اٹھائیس برس کی عمر میں عالمگیر کے مرحلے پر ستمبر ۱۷۶۳ء مطابق سنگھ میں جو دھپور دبا کر مارواڑ کی مہاراجگی حاصل کی۔ اس وقت سوجت اور سوانہ اور پالی وغیرہ بھی جنگجو بادشاہی نوکر چھوڑ کر چلے گئے تھے رکھوڑوں کے قبضے میں آئے بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھ کر دوسرے برس راجپوتانے پر چڑھائی کی۔ کیونکہ وہ اجیت سنگھ کے جو دھپور دیا لینے اور سوانی جے سنگھ کو عظیم کی ہمرہی کرنے کے سبب دلوں سے ناراض تھا۔ علاوہ اسکے اجبار نویس کی تحریک سے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اجیت سنگھ نے مسلمانوں پر نہایت سختی کی ہے گاؤں کشی کو منع کیا ہے اذان دینے کی ممانعت کر دی۔ ان مساجد کو ڈھالیا ہے جو اورنگ زیب کے عہد میں تیار کی گئیں اور اپنے تئیں مندر بنانے شروع کئے ہیں رانائے اودی پور کی فوج اور جینکے راجہ کی رفاقت سے ایسا معزز رہا ہے اس لئے بادشاہ شعبان ۱۱۹۹ھ تحریک کو راجپوتوں کی گوشمالی پر متوجہ ہوا۔ اور آہنیر وطن جے سنگھ کی راہ سے منزل پہنچا ہوا اجیت اور پوتوں کو دیکھ کر خیمہ زن ہوا کہ رمضان آگیا مقامات کا حکم دیا راجپوتانہ پانال وغارت کر کے لئے فوج کو بسرازمہ شاہزادہ عظیم الشان روانہ کی اور ہراول میں جلسۃ الملک خاں خانان بہادر و

صمصام الدولہ کو مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک مال وجان و عیال کی خزانہ بہت کی
 راجپوتوں اور رعایا کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبہات و دیہات کو جلا لیا تو ماکھسوٹا
 تو راجپوتوں کے صاحب فوج سردار مال و عیال و اطفال کے ساتھ دشوار گزار پہاڑوں میں
 داخل ہوئے جو اشجار خار دار سے پر تھے اجیت سنگہ اور اسکے معاونوں نے جانا کہ جان کی
 سلامتی اور مال و عیال کا امان انقباد اور اطاعت میں ہے تو انھوں نے خانیخان اور اسکے
 بیٹے خان زماں کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کر کے ماں چاہی اور عہدیت قبول کی اور
 پیغام دیا کہ خان زماں و قاضی القضاات قاضی خاں جو دھپور میں آنکر مساجد کی تعمیر اور تیخانوں
 کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کریں نمازیں پڑھیں اذانیں دیں گائیں فرج کریں ارباب
 عدالت کو مقرر کریں۔ جزیے کے احکام نافذ کریں اور ہمارے اعمال کو معاف کریں اور جو دھپور
 اور اسکے اطراف کے مہموروں میں ارباب عدالت قاضی و مفتی اور مساجد میں امام و مؤذن
 مقرر کریں اجیت سنگہ و جیسنگہ باتفاق و رگد اس اجیر مقام پر حضوروں کی معافی کے لیے بادشاہ
 کے پاس حاضر ہو گئے لیکن بہادر شاہ نے آنسیر جو دھپور کو ضبط کر کے وہاں اپنی فوج
 رکھ دی۔ مہاراجہ اجیت سنگہ سوامی جیسنگہ اور وگد اس وغیرہ بادشاہ کے ہمراہ دلی گئے جہاں
 سے جلد انکو بادشاہ کی اردلی میں دکن کی طرف کوچ کرنا پڑا لیکن دونوں راجہ اپنی علاقوں کی
 ضبطی کے سبب سے زبردستی پر اپنے ڈیرے کھڑے چھوڑ کر میواڑ کو چلے آئے مہارانا امر سنگہ نے انکو
 خاطر داری سے رکھ کر بادشاہ زادہ جہاندار شاہ کی معرفت آنسیر جو دھپور واپس بلجائے گیواسطے
 بہت سفارش کی لیکن بادشاہ نے دونوں راجاؤں کے حاضر ہونے بغیر انکا ملک دینا منظور
 نہ کیا تب ۱۶۵۵ء مطابق ۱۶۰۵ء میں مہاراجہ اجیت سنگہ اور سوامی جیسنگہ مہارانی مدو سے
 فوج جمع کرتے ہوئے مارواڑ پہنچے جہاں بادشاہی فوج دارنجراب خاں نے جو دسن گیارہ مہینے
 سے ساکم بنایا ہوا تھا شہر جو دھپور بغیر مقابلہ حوالے کر دیا اور راکھوٹروں نے دوبارہ اپنی راہدہانی
 میں داخل ہو کر خوشی کی تھوڑے دن آرام لے کر راکھوٹروں کو مہاراجہ جے سنگہ کے ساتھ سمجھ
 کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں بادشاہی نوکر سید حسین خاں وغیرہ کے مقابلے میں مارے
 جانے کے بعد راکھوٹرا دیکھو اہوں نے سانجھ کو آپس میں پابند کیا۔

سمت ۱۶۹۷ء مطابق ۱۱۸۵ھ میں بہادر شاہ دکن سے لوٹ کر دوبارہ اجیر کیا جہاں
 مہاراجہ اجیت سنگھ۔ مہاراجہ جے سنگھ اور درگداس کے پھر حاضر ہوئے پر پنجاب میں کچھوں
 کے پلوے کی خبر سے بغیر کسی سختی کے جو دھپور اور آئیر پر راجاؤں کا قبضہ بحال رہنے کی سزا
 ویکروالینس چلا گیا اور حکم ہوا کہ درگداس بار داڑیں نہ رہنے پائے۔ مہاراجہ اجیت سنگھ نے
 بادشاہ کے خوش رکھنے کو یا اپنی مرضی سے قدیم بدگوار و فساد کی علیحدگی قبول کی جو آخر کمرس
 مہارانا کے پاس اور پور جہاں ہا اور بے مروتی کا الزام مہاراجہ اجیت سنگھ کے نام باقی رہ گیا
 سمت ۱۶۹۸ء مطابق ۱۱۸۶ھ میں مہاراجہ نے بادشاہی حکم سے ہمالیہ کی پہاڑی ریاست
 ناہن وغیرہ کا فساد دور کرنے کے بعد وطن کی رخصت لی۔

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد اُس کا بڑا شاہزادہ جہاندار شاہ تخت نشین ہو کر گیارہ مہینوں
 کے اندر اپنے بھتیجے فرخ سیر اور سیدوں کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ذوالفقار خاں وغیرہ نامی
 سردار بھی جو عالمگیر کا زمانہ دیکھ ہوئے تھے مرادے گئے اس سے بھی سہی منلوں کی طاقت اور
 رعب میں فرق آگیا۔ فرخ سیر کے جلوس پر مہاراجہ جے سنگھ نے دلی میں حاضری دی اور مہاراجہ
 اجیت سنگھ چپ بھٹا رہا۔ اس نے ۱۱۸۷ء مطابق ۱۱۸۵ھ میں سید حسین علی خاں امیر الامرا
 سپہدار اور پٹے لشکر کے ساتھ اشکی تادیب کے لئے روانہ ہوا مہاراجہ کو جب اسکی اطلاع
 ہوئی تو وہ انولج بادشاہی کے صدرے سے خائف ہوا اور امراء کی خدمت میں دکلایے معتبر
 کو مع تحفوں کے بھیجا اور غفور ام کی التماس کی اس ضمن میں فرخ سیر اور حسین علی خاں کے بھائی
 قطب الملک کے درمیان برہم کاروں کی وسایت سے ایسا عناد و فساد بڑھ گیا کہ فرخ سیر
 نے عبداللہ خاں کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ خاں نے امیر الامرا کے بلانے کیلئے
 خط لکھے۔ امیر الامرا نے قطب الملک کے ایسا سے اجیت سنگھ سے ان شرائط پر صلح کر لی کہ
 مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور سپین کش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے
 کو ملازمت کے لئے بھیجے امیر الامرا شاہیہ خاں کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑ کر بادشاہ
 کے پاس آیا۔ جسکے ساتھ مہاراجہ کو دلی جا کر اپنی بیٹی فرخ سیر کے ساتھ بیاہ دینی پڑی
 ۱۱۸۷ء مطابق ۱۱۸۵ھ میں فرخ سیر نے شادی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیا۔ تھوڑے

دونوں میں سامان تیار ہو گیا امیر الامرا نے دختر کی طرف سے اسباب شادی تیار کیا جس دھوم دھام
 سے یہ بیاہ رچا نہ پہلے کسی نے دیکھا نہ کسی نے کسی سے سنا دوم ذی الحجہ ۱۲۲۰ ہجری کو مخمل نکاح
 منعقد ہوئی امیر الامرا کے گھر میں بادشاہ آیا اور رانی کو بیاہ کر اپنے گھر لے گیا منشی ذکاء اللہ صاحب
 کہتے ہیں کیا زمانے کا انقلاب ہے کہ وہی راجہ اجیت سنگہ جو غلام کے لباس میں چان بجا کر اپنی
 دارالسلطنت کو بھاگا تھا اب اس نے بادشاہ کو بیٹھنے کے کردار السلطنت میں گھر بیٹھے بیٹھے
 اپنا تسلط و اختیار پس لگایا۔ اسکا ہندوانہ نام شنتلی کماری اور اسلامی نام گیتی آرا سکیم تھا یہ حسن
 جمال اور بہادر سی میں بے مثل تھی حسن لکھتا ہو کہ تقریباً کل مہا بھارت کے اشعار حفظ تھے اور
 جس وقت پڑھتی تھی اسے چونش آجاتا تھا وہ دونوں شوہر روز و شب شراب خواری میں مبتلا نہ ہوتے تھے
 مہاراجہ اجیت سنگہ کو اس امر کے جلد میں چھ مہرادی ذات و سوار کا منصب اور گجرات کی صوبہ
 داری ملی جو چھ برس تک بجا رہی۔ مہاراجہ فرخ سیر کے وزیر سید عبداللہ خاں کا حکم ہزار
 ہو گیا اور جبکہ امیر الامرا دکن کی مہم میں مصروف تھا تو مہاراجہ بادشاہ اور سید عبداللہ خاں
 میں صلح کا واسطہ ہوا اور آخر ماہ شوال ۱۲۲۰ ہجری میں صلح ہو گئی دکن میں بادشاہ کی صلح کی
 خبر امیر الامرا حسین علیخان کو پہنچی تو اس نے دلی کی طرف چلنے میں توقف کیا پھر خبر آئی
 کہ صلح باقی نہیں رہی اور قطب الملک کا نقشہ بھائی کے بلانے کے لئے کیا تو پھر وہ وہاں سے بہت
 سے امراد پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دھن گیا رہا ہزار بندوق از ہراہ لے کر دلی کی طرف روانہ
 ہوا۔ ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک کی ملاقات
 کو جائے گا مہاراجہ اجیت سنگہ کا داماد بادشاہ تھا۔ مگر وہ سید عبداللہ خاں کا ہم دم و ہراز
 تھا اور قابو کا انتظار کر رہا تھا اسکا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کو مکر کو زخا یہ تھا کہ جب اسکی
 سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہنچے گی تو وہ نذر لے کر چھپے کے واسطے آئے گا تو وہ اہتمام
 کر کے اسکو قید کر لے خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا نہ معلوم ہوئی ہو۔ مگر
 انجائیں خائف فقط گمان وطن سے دھراس پیدا ہو کر بادشاہ کی مراجعت سے پہلے سید
 عبداللہ خاں کے مکان میں پناہ کے لئے مہاراجہ چلا گیا۔
 الغرض امیر الامرا نے دلی کے قریب پہنچ کر راجہ حبیب سنگہ کو جو بادشاہ کا دلی رفیق تھا دلی

سے رخصت کر دیا اور تمام بادشاہی قلعہ وغیرہ اپنے انتظام میں لے لیا اور پنجم ربیع الاول ۱۱۳۱ھ کو قطب الملک و راجہ اجیت سنگھ معتہ آدمیوں کے ساتھ قلعے میں آئے بادشاہی آدمیوں کو دروازوں سے اٹھایا اور اپنے آدمیوں کو بٹھایا چن خواص و خواجہ سررائے ناکارہ بادشاہ کے پاس رہے اور کوئی قلعہ میں بادشاہ کے زبردست رفقا میں سے نہ رہا دیارہ آٹھویں تاریخ کو سادات نے قلعے کا بند و بست قرار واقعی کیا قطب الملک و مہاراجہ اپنی معتہ دہ اور انتخابی فوج کے ساتھ قلعے میں داخل ہوئے اور اقل کی طرح بادشاہی آدمی احاطے سے باہر کر دیئے گئے۔ رات کے وقت شہر میں شور مچا۔ و دونوں بھائیوں کی فوجیں کوچہ و بازار میں مستعد مہیا کھڑیوں پر سوار کھڑی تھیں کوئی نہیں جانتا تھا کہ قلعے میں کیا گذر اسید عبداللہ خاں اور اجیت سنگھ اپنے اعیان کے ساتھ شہرے اور اندیشے کر رہے تھے کہ صبح ہوتے کیا ہو۔ بادشاہ محل میں چلا گیا تھا۔ سید عبداللہ خاں و اجیت سنگھ نے انسانہ دانشوں سے پیغام بھیجا کہ وہ محل سے نکلے مگر فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ سید اور دوسرے آدمی زناتے میں گھس گئے اور بادشاہ کو حجام محل کے گوشے کے گوشے میں چھپا ہوا تھا اسکو بڑی بے حرمتی سے کھینچ کر باہر لائے اور بادشاہی عورتوں کا زیور چھین لیا اور بادشاہ کو نایاب کر دیا اور خمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات سپہر خرد رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اور نگ زیب کے نواسے کو تخت سلطنت پر بیٹھیں برس کی عمر میں بٹھایا۔ اول روزہ دیوان میں راجہ اجیت سنگھ اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیرے کی معافی کا حکم دیا گیا۔ مہاراجہ اجیت سنگھ نقد و جواہر سے مالامال ہو کر احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے و دونوں طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازار کے پچھلے اُسے سناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہائے گرا اور اپنا منہ کالا کر کے اس شہر سے باہر جانا چاہتا ہے راجہ ان یالوں سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیوں کو جان سے مارا اور ایک دن چند کشمیریوں کو اس تقصیر میں گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے ان کو گدھے پر سوار کر کے شہر کی غرضکشیہ صبر کے بعد دوشاہزادے رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات تین مہینے نام کے لئے سلطنت کر کے مر گئے۔ اور سیدہ دس سٹار و سشن ختم کو محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ بنایا۔ جس نے ان کا دواؤا پسند کر کے سادات خاں برہان الملک اور نظام الملک وغیرہ کی مدد سے تباہ و

برباد کر دیا۔ اجیت سنگھ کو محمد شاہ کی مسند نشینی سے پیشتر سی گجرات کی حکومت اس رفاقت کے صلے میں عنایت ہوئی تھی جو اس نے کسی زمانے میں سادات بارہ رفقاء فرخ سیر کے ساتھ کی تھی اور اجیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر بادشاہ اور سیدوں کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو ان میں کسی کی طرف داری نہ کرے اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی عرض اجیر و احمد آباد کے دونوں صوبے مہاراجہ کو محمد شاہ کے ہتھکے دولت ملک حسب ضابطہ بادشاہی ملے تھے مہاراجہ سادات کا شریک و رفیق تھا اسکو اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی ماں نے یہ تدبیر کی تھی کہ دونوں صوبوں کا فرمان مع نیچے کے نشان کے اس کے پاس بھیج دیا تھا لیکن یہ مہاراجہ سلطنت مغلیہ بلکہ کل مسلمانوں کا آخر دم تک دشمن رہا اس نے ان دونوں صوبوں کے آدمیوں پر وہ ستم ڈھایا کہ خدا کی پناہ۔ بہت سے باشندے وہاں سے بادشاہ کے حضور میں استغاثے گئے لئے اسے یہاں ال دربار کو مہاراجہ سے کہینہ اس لئے چلا آتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرے دے دے گا مہاراجہ بھی مسلمانوں کے ساتھ ناحق کا دشمن کرتا تھا بادشاہ نے دونوں سے مہاراجہ کو خارج کیا گجرات کی صوبہ داری حیدر قلی خاں کو اور اجیر کی مظفر علی خاں کو جو مصمام الدولہ دراجہ جے سنگھ کے متوسلین میں سے تھا عنایت کی جب مہاراجہ اجیت سنگھ کی معزولی کی خبر اس صوبہ گجرات میں منتشر ہوئی تو مہاراجہ کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خاں کے آئے تک شہر کو غارت اور تباہ کر دے تاکہ اس کے باہر چلا جائے مہر علی خاں بخشی معزول جو مہاراجہ کی نیابت چند روز کر چکا تھا اور مہاراجہ کے محاسب سے سو آزدہ تھا اور حیدر قلی خاں بھی بخشی مذکور اور صفدر خاں ثانی سے بلول و مکہ دیتا ان دونوں نے اتفاق کر کے اس نظر سے کہ راجپوتوں کا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلی خاں کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حسن خدمت کے حقوق اس پر مستحق ہوں گے ایک جماعت افغانہ اور رعایا کی جمع کر کے مہاراجہ کے نائب کے سر پر چاڑھے۔ ایک جنگ ہوئی اور راجپوتوں کی جماعت کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی جوتلی میں ہوا اور صفدر علی خاں بانی (یا ثانی) کے خواہر زادے کی اعانت سے تخت و تاج کی راہ میں گئے ساتھ شہر بدر کیا گیا۔ وہ اپنے وطن جو دھپور کی راہ میں دست اندازی کرتا ہوا چلا گیا اور مظفر علی خاں جو اجیر کا صوبہ دار مقرر ہوا بسبب عسرت و

بے سراغی کے قصیدہ روائی سے جو دلی سے تین گونس ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ غیر آئی۔ کہ
 اجیت سنگ مہاراجہ جو دھپورہ جہیر میں آگیا اسکے پاس تین ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار
 اور راجپوت ہمراہ ہیں اس سبب سے بھی مظفر علی خاں نے روائی میں چند روز توقف کیا
 مہاراجہ اجیت سنگ نے جہیر میں داخل ہو کر اقل منادی پھر وائی کہ تمام قصاب اور سب
 دوکاندار و اہل حرفہ اپنی اپنے پیشے میں بے اندیشہ و خرفشہ مصروف ہوں۔ یہودیوں اور خداؤں
 کو بلا کر اپنی بدنامی و درگم کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ
 وہ اپنی مساجد کی تعمیر کریں اور تمام ارکان بادشاہی کو بلا کر اس نے محمد شاہ کا وہ فرمان
 دکھایا کہ جس میں قول و شتم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کے بقائے عمر و دولت تک جہیر و احمد آباد
 کی صوبہ داری مہاراجہ کے پاس بحال رہے گی اب اس نے اپنے عرائض اور اس فرمان
 کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھ مصمصام الدولہ و روشن الدولہ کے پاس بھیجوائی اور
 عرضداشت میں یہ درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرنا
 ہوں۔ مگر جہیر کی صوبہ داری کا امیدوار و خواستگار ہوں اگر وہ بحال نہ رہے گی تو ہم چشموں
 میں میری آبرو نہ رہے گی اور جب آبرو نہ رہی تو جان لے کر کیا کر دنگا۔ اس لئے امیدوار
 ہوں کہ دونوں صوبوں میں سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو۔ ان دونوں صوبوں کے ساتھ میرا
 سرا و میری جان و البتہ ہے جب مہاراجہ اجیت سنگ کے یہ نوشتے آئے تو مصمصام الدولہ
 قلت زرا و دشواری جنگ پر نظر کر کے مصالحت اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا
 کہ صوبہ جہیر میں اکثر نزدیکوں کے مزار ہیں اور دار الخلافہ کے نزدیک ہے۔ اس لئے صوبہ جہیر
 اجیت سنگ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبہ جہیر بادشاہ کے کسی تخلص کو دینا چاہئے
 مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر علی خاں کا ارادہ یہ تھا کہ مہاراجہ کی تثنیہ و
 تادیب کرنی چاہئے حیدر علی خاں کے ساتھ اور امر اشرفیہ نہ ہوے تو اس نے برہان الملکتاب
 سنادت خاں بہادر جنگ کو بلایا۔ جو اس وقت آگرے کی صوبہ داری پر سر فرائض تھا۔ وہ فوراً
 آیا۔ سلمان کارزار درست ہوا مگر امر اس کے ساتھ متفق نہ ہوئے پھر بادشاہ نے بھی اعانت
 میں پہلو تہی کی اس نے میں خیر آئی کہ مظفر علی خاں کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ میں

لے لیا اور اس نے صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت میں واپس کر دیا اور خود
جیو چلا گیا اُس کے قاتل میں بعض زمینداروں اور معتمدوں نے بادشاہی ملک کو تاخت و
تاراج کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے نارنول کو خوب ٹٹایا ہاں کے فوجدار بازیہ خاں سے مہاراجہ
کا مقابلہ نہ ہو سکا پھر مہاراجہ و صمصام الدولہ نے ٹٹنے کا ارادہ کیا افواج منلیہ نے اُس کے ساتھ
اتفاق نہ کیا حیدر علی اس کے ساتھ متفق ہوا اور خیمے سے باہر نکلا خلوت میں صمصام الدولہ نے
بادشاہ سے کہا کہ اڑنا مصلحت نہیں ہے اگر مہاراجہ کی فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا ہے اور اگر
مہاراجہ کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑوں میں جا چھپے گا پس روپیہ اور لشکر کہاں ہے جو اس کا
علیٰ کرے گا۔ پھر قمر الدین خاں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ اور سید عبد اللہ خاں اور نجم الدین علی
کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی مہاراجہ اجیت سنگھ نارنول پر قبضہ کر کے روڑی
میں آجا جو دلی سے پچاس میل ہے اُسکی روک تھام میں سپہ سالار کے اتفاق و عدم اتفاق سے
اور کام کرنے میں نارضا مندی ہونے سے سارے غم اور آزادی بیکار رہی اور آخر الامر
صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور مہاراجہ کی دلجوئی بار بار کی مہاراجہ اپنے ارادے سے باز
نہ رہا مہاراجہ جو یہ خیانت تھا کہ اگر جمیر اسکو مل جائیگا تو وہ گجرات کو چھوڑ دینگا اس کا متوقع وہ
کیا گیا نظام الملک اورنگ آباد سے بادشاہ کے پاس آگیا اُسکے آنے پر تمام تدابیر و انتظام
ملکی موقوف رہا۔

تلخ ہندی رستم علی میں سالانہ مجلس محمد شاہ کے سوانح میں لکھا ہے کہ مہاراجہ اجیت سنگھ
کی تہنیت کے لئے شرف الدین خاں امر کی جماعت کے ساتھ بھیجا گیا مہاراجہ نے علانیہ بناوٹ
اختیار کی تھی اور اجمیر و ساہیوالہ پر قبضہ کر کے وہ نارنول میں آیا۔ شرف الدین خاں کے ساتھ
مہاراجہ جیسک سوامی والی جے پور اور محمد خاں نیکش والی فرنخ آباد اور گوپال سنگھ راجہ بھدور
سے ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ سے زیادہ پیادے ساتھ تھے مہاراجہ اجیت سنگھ اس خبر کو
سن کر جو اس ہاتھ ہوا اور نارنول سے بھاگا اور گدھ بنی کے قلعہ میں پناہ لی یہاں وہ چند
روز ٹھہرا پھر ایک اونٹ پر سوار ہو کر جو جیو چلا گیا۔ امرائے شاہی کی معرفت درخواست
کی اور اپنی بیٹہ دھولکل سنگھ کو امرائے شاہی کے حوالے کیا۔ کہ وہ بادشاہ کے پاس اسکو بھیجیں

خانی خاں لکھتا ہے کہ مہاراجہ اجیت سنگھ کو نظام الملک کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے
بیدار کیا اور اس نے پیغام دیا کہ میں صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اٹھاتا ہوں اور صوبہ اجمیر کے بحال
رہنہ کی درخواست کرتا ہوں۔

اجیت سنگھ کو اس کے چھوٹے بیٹے سجت سنگھ نے سنہ ۱۷۸۷ء مطابق ۱۲۳۲ھ میں مار ڈالا۔ بعض
کتب میں کہ اس کے بیٹے ابھی سنگھ نے قتل کیا تھا اس قتل کا سبب مورخوں نے جدا جدا
بیان کیا ہے راجہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی اس لئے قمر الدین خاں
وزیر نے اس سے وعدہ کیا کہ باپ کو مار ڈالے تو اسکو جو دھپور کی ریاست مل جائیگی اس لئے اس
نے باپ کے خون سے ہاتھ لال کئے۔ کوئی لکھتا ہے کہ کسی رجسٹری کی لڑکی سے ابھو سنگھ کی نسبت
ٹھہری تھی مگر اس کے باپ اجیت سنگھ نے اس سے جو شادی کرنی چاہی۔ اس لئے بیٹی کی غیرت
میں آکر باپ کو مار ڈالا۔ یہ عورت مہاراجہ کے ساتھ تھی ہو گئی۔

۴۳۔ راج راجیش مہاراجہ ابھو سنگھ

مہاراجہ ابھو سنگھ کو سنہ ۱۷۸۱ء مطابق ۱۲۳۷ھ میں محمد شاہ نے راج ملک دیکر راج راجیش
خطاب عنایت کیا بادشاہی فوج جو علائقہ لوٹی ہوئی جو دھپور تک پہنچی تھی دہلی میں واپس مللی
گئی اور ناگور کی سند بھی راؤ امر سنگھ کی اولاد کے عوض مہاراجہ کو ملی۔ مہاراجہ نے دہلی سے
آکر ناگور کو جا گھیرا جہاں کا آخری راؤ اندر سنگھ اس کے پاس پناہ مانگنے کو حاضر ہو گیا لیکن مہاراجہ
نے ناگور ضبط کر کے وہاں اپنے چھوٹے بھائی سجت سنگھ کو قتل کیا اور راؤ کو گزر کے لائق مختصر جاگیر
حوالے کی۔ پھوڑے دلوں کے بعد مہاراجہ نے سر دہی پر چڑھائی کر کے وہاں کے راؤ اور
دوسرے سرکشوں کو کچھ عرصے کے لئے فرماں بردار بنایا۔ سنہ ۱۷۸۲ء مطابق ۱۲۳۸ھ مہاراجہ کو دوبارہ
دہلی جانے کے بعد چاندپور کے صوبہ دار مبارز الملک سر ملند خاں بہادر دلاور جنگ مرہٹوں
کے مقابلے کو روانہ ہوا تو اس کے ہمراہ مہاراجہ ابھو سنگھ۔ بزرگ راجہ حیر سنگھ کچھو اسہا اور سپواڑ
کے مہارانا سنگرام سنگھ ودم کی فوج بھیجی گئی۔ سورت کے قریب مقابلہ ہونے پر مرہٹے دکن کو ہٹا
گئے اور بادشاہی فوج واپس آئی۔

سنہ ۱۷۸۶ء مطابق ۱۲۳۲ھ میں حلیہ اودھ اور دکن کے صوبہ دار خود مختار بن بیٹھے تھے۔

گجرات کے صوبہ دار سر ملند خاں بہادر دلا د جنگ کی طرف سے بھی شہر پیدا ہوا اس لئے مہاراجہ ابھی سنگھ کے نام گجرات کی صوبہ داری مقرر ہو کر روانگی کے وقت اس کو خاص خلعت۔ ہاتھی گھوڑا۔ اٹھارہ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس توپیں دی گئیں۔ مہاراجہ دلی سے جو دھ پور ہوتا ہوا بس ۲ ہزار سے لہا دہ بادشاہی اور ویسی فوج لیکر احمد آباد کے پاس پہنچا اور سر ملند خاں بہادر بھی ریختر یا کر شہر سے باہر آکھٹھرا۔ مہاراجہ نے شہر کے باہر ایک گاؤں میں مورچے جھائے۔ شہر کے باہر دونوں طرف سے دو دن تک توپیں چلتی رہیں۔ پیشے اور چوٹے درزندہ۔ تیرا در تلوار وغیرہ سے خوب لڑائی ہو کر دونوں فریق کے سیکڑوں آدمی مارے گئے۔ پانچویں روز آپس میں صلح ہو کر ملاقات کے وقت مہاراجہ اور نواب پٹنمی بدل بھائی بنے۔ اس لڑائی میں سخت سنگ زخمی ہوا اور نواب کو خدشت کے وقت دوستانہ طور پر ایک لاکھ روپیہ اور بارہ داری کے لئے اونٹ وغیرہ دے گئے۔ نواب دلی پہنچ کر اس عذر سے کہ میرے بغیر لڑائی روانہ ہونے پر فوج کے آدمی جو کئی برس سے تنخواہ نہ ملنے کے فریادی تھے مجھے مار ڈالنے کے شہر کے صوبہ پر بھی لگیا مہاراجہ کا عمل جم جانے کے بعد دوسرے سال باجی راؤ پیشوا مرستہ نے چوتھے کے جیسے قبضہ بڑا دودہ دیا لیا اور مہاراجہ کی فوج شہر کو واپس نہ لے سکی لیکن نواب نظام الملک جسکی اولاد میں اب حیدر آباد والے نواب ہیں۔ دکن سے بادشاہی لوگوں کی مدد کو سورت تک آیا تو مرستہ بڑا دودہ چھوڑ کر بھاگے اور مہاراجہ نے قاصد خط بھیج کر نواب کا شکریہ ادا کیا اسکے بعد کئی برس تک گجرات کی صوبہ داری مہاراجہ کے نام رہی جس کے متعلق ہونے کے سبب رئیس ایڈر۔ کچھ۔ ڈونگر پور۔ پالن پور اور سر دی وغیرہ مہاراجہ کو حاضری دیا کرتے تھے۔

بیلا جی گائیگوار اگرچہ سن ۱۷۳۷ء میں بڑا دے سے خارج ہو گیا تھا مگر اب تک اس میں اس قدر دم بانی تھا کہ مہاراجہ ابھی سنگھ نے اپنی حکومت کا استحکام اس میں سمجھا کہ کسی طرح اسکو ٹھکانے لگائے۔ چنانچہ ابھی سنگھ نے نظام بیلا جی راؤ کے ساتھ محبت اور دوستی کا سلسلہ پیدا کر کے سفارت کے بہانے سے اپنے ایک ملازم راجپوت کو اس کے پاس ڈاکو میں جو احمد آباد سے گوشہ جنوب مغرب میں مہی ندی کے کنارے پر آباد ہے بھیجا۔ اس

راچپوت نے کان میں کچھ بات کہنے کے حیلے سے پیلاچی رائے کے پیٹ میں نہر سے بھی ہوئی لٹائی
ایسی ماری کہ جس کے زخم سے پیلاچی تڑپ تڑپ کر نہایت تکلیف کے ساتھ ہلاک ہو گیا
اس پر اس کے بھائی بندوں کے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے اور اس کو
برباد کر دیا اور اس پاس کی قنراق قوموں بھیل اور موگیوں کو برا بھلا کہتے کر دیا کہ وہ بھی ہلاک
کے مطیع نہ ہوں غرض ان جنگلی قوموں اور گائیکوڑ کے خاندان نے ملکر ملک گجرات کو
اپس میں تقسیم کر لیا بلکہ انھوں نے جو دھپور پر جا کر ہاتھ مارا جس کے سبب سے مہاراجہ
ابھے سنگھ اپنی ریاست کے واسطے گجرات کو چھوڑ کر بھیران بھٹاری کو اپنی نیابت پر مقرر
کر کے چلا آیا اور اس نائب سے کچھ نہ ہو سکا۔

مہاراجہ ابھے سنگھ ایک لڑاکو اور آوارہ مزاج رئیس تھا آرام سے بیٹھنا پسند نہیں
کرتا تھا اس نے گجرات سے بے فکر ہو کر بریکانیر لینے کا ارادہ کیا جس پر اسکا چھوٹا بھائی
ناگور کا بخت سنگھ حسد کے سبب برخلاف ہو کر حبیبپور اور بریکانیر والوں کا شریک بن گیا اور
ان سب نے مہاراجہ ابھے سنگھ کو تنگ کر کے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ کے نام سے وصول
کیا۔ لیکن یہ بھی سمجھتے تھے کہ بخت سنگھ نے کچھ ہا ہوں کو داپسی کے وقت لوٹ لیا۔ اس
جھگڑے کے بعد مہارانا اودھ پور کی معرفت راچپوتوں میں میل ملاپ ہو گیا۔

ابھے سنگھ کی زندگی میں نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اور محمد شاہ
جو آخری شہنشاہ کہلائے کامستحق تھا سمیت ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۲۰ھ میں ملک آخرت کو انتقال
کر گیا جس کے بعد اس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا اس نے دوسرے برس گجرات
کی صوبہ داری بخت سنگھ کو دی تھی جو مرہٹوں کے زور سے زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہی۔
مہاراجہ ابھے سنگھ سمیت ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۳ھ میں سینا لیس برس کی عمر پر ستولہ برس
راج کر نیکے بعد دینا سے سفر کر گیا اور اسکے بیٹے رام سنگھ کے وقت میں بخت سنگھ کو کامیابی کا قلع
۲۵۔ مہاراجہ رام سنگھ

سمیت ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۳ھ میں اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا لیکن وہ ایسا سخت
مزاج تھا کہ مارواڑ کے اکثر سردار علیحدہ ہو کر اس کے چچا بخت سنگھ سے جا ملے۔ جو بہت دن

سے راج لینے کی فکر میں تھا ایک برس کے اندر بخت سنگ نے مہاراجہ رام سنگ کو میرتے کے قریب بھاری شکست دیکر اس کا زور توڑ دیا۔ اور سرداروں کی مدد سے جو دھپور دہلیا۔

۲۶۔ مہاراجہ بخت سنگ

سم ۱۸۰۷ء مطابق ۱۲۵۳ء میں اپنے بھتیجے کو خارج کر کے مارواڑ کا مالک بنا۔ اس نے اپنی چالاک طبیعت سے سرداروں وغیرہ کو انیسارا ضعی کر لیا کہ دوبارہ ملک نکل جائے گا انڈیشہ نہ رہا لیکن رام سنگ کا وفادار پڑوسرت جھگوکن سے مادھوراؤ سینہ دھیا کو مدد پر بلا لیا یہ پہلا موقع تھا کہ خانہ جنگی کے سبب مارواڑ میں مرہٹوں کا قدم داخل ہوا۔ اس وقت مرہٹے جو لڑائی کم اور لوٹ زیادہ پسند کرتے ہیں تمام ملک اور رعیت کو لڑا کر دیکھ کر واپس چلے گئے۔

سم ۱۸۰۹ء مطابق ۱۲۵۳ء میں جبکہ مہاراجہ بخت سنگ اجیر کے قریب چٹھراپوٹھا اسکی بہن اور جیپور کے مہاراجہ مادھو سنگ کی رانی نے کھلنے میں زہر دوا کر رام سنگ کے دشمن کا کام تمام کیا۔ اور مہاراجہ کے بیٹے بچے سنگ کو اسکی گدی پر قائم رہنے کے واسطے تمام جھگڑوں کا بار اٹھانا پڑا۔ مہاراجہ بخت سنگ ایک بہادر۔ چالاک اور خود مطلب شخص تھا۔ اس نے بختی سے باپ کو قتل کیا اور بھائی کے ساتھ آخر میں بے وفائی برت کر بھتیجے سے زبردستی راج چھین لیا جس کے عوض میں وہ زیادہ آرام نہ پا کر تین برس کے اندر زہر سے ہلاک ہوا۔ اسکی اولاد میں سے تین شخص بچے سنگ بھیم سنگ اور مان سنگ گدی پر بیٹھ کر پھر نسل قطع ہو گئی اور ستوبرس کے اندر مہاراجہ اجیت سنگ کے بیٹے آند سنگ کی اولاد میں سے جو جان بچا کر ایدھ چلا گیا تھا۔ گود لینے کی حاجت پڑی۔

۲۷۔ مہاراجہ کے سنگ

سم ۱۸۰۹ء مطابق ۱۲۵۳ء میں مارواڑ کی حکومت بدتر قائم ہوا۔ اسکی مسند نشینی احمد شا نے منظور کی اور راجاؤں میں سے بیکانیر اور کرشن گڑھ والے جو راجپوت خاندان میں سے ہیں ماتم پرسی اور میار کباد کے لئے جو دھپور آئے دوسرے برس مہاراجہ ابھے سنگ کے بیٹے رام سنگ نے مہاراجہ جیپور اور مرہٹوں کی مدد سے مارواڑ پر چڑھائی کر کے میرتے کی

لڑائی میں مہاراجہ بچے سنگھ کو شکست دی اور بچھا کر کے اسکو ناگور میں جا گھیرا۔ سرٹوں کا
 انسر آجی سیندھیا ایک مارواڑی راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور انھوں نے مہاراجہ بچے سنگھ
 سے فوج خرچ میں کئی لاکھ روپے نقد اور رام سنگھ سے اجیر مقام جو دلی کی سلطنت کی ضعف
 سے بخت سنگھ کے وقت میں مارواڑ کے شامل ہو گیا تھا لیکر رام سنگھ کو اسکی قسمت پر چھوڑ
 دیا۔ جو مدت کے بعد پریشانی کے ساتھ ستمبر ۱۸۲۹ء مطابق ۱۲ شوال ۱۲۴۷ء میں جے پور میں مر گیا۔ سرٹوں
 سے شکست پانے کے بعد سرداروں نے ملک کو تباہ اور مہاراجہ کو بہت دق کیا۔ جس
 سے مہاراجہ کے خیر خواہ دھائے بھائی نے باہر کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی جو اپنے مالک انسر
 کے سوا دوسروں کی پر دانہ رکھو۔ لیکن پریشانی میں روپے کی کمی سے اس قدر آدمی جمع نہ
 ہو سکے۔ جس سے فسادیں سرداروں کی طاقت توڑی جاتی۔ لاجپار مہاراجہ سرداروں کو ملکا
 کے لئے بریلیور مقام پر گیا اور واپس آکر انکے ساتھ شہر میں رہنا قبول کیا۔ اتفاق سے
 مہاراجہ کا گڑھ تمام رام گیا۔ اور اسکی میت کی رسمیں ادا کر کے لئے مہاراجہ کو رانیوں سمیت
 قلعہ پر جانے کا موقع ملا۔ جس کی سیر دی سے تمام سرداروں کو بھی وہاں جانا لازم آیا مہاراجہ
 نے اپنی بھلیفوں کا فوراً بدل لیا۔ اہودہ بیناج اور اس وغیرہ کے زبردست سردار مہاراجہ
 کی تنخواہ دار فوج کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور کٹھا کر دیسی سنگھ جو مہاراجہ اجیت سنگھ کا اور
 بچے سنگھ کا چچا مشہور ہو کر لوہرن میں گود جانے کے بعد فسادوں کا سرغنہ بنا تھا قید میں سر پھوڑ
 کر مر گیا اس کے بیٹے سبل سنگھ نے باپ کا غرض لینے کو سراٹھایا لیکن وہ پال اور ایک
 دوسرے مقام پر چڑھائی کرنے میں مارا گیا۔

مہاراجہ بچے سنگھ نے سرداروں کے تباہ کرنے ہی زور پکڑا۔ مارواڑ کی غارتگریوں کو
 سزا دیکر کوٹ مقام سندھ کے حاکم سے چھین لیا جواب مارواڑ کی محزنی جنوبی سرحد سے
 بہت دور ہے۔ کچھ عرصے کے بعد جیل کے کسی قدر علاقہ دیا لیا اور ستمبر ۱۸۲۷ء مطابق ۱۲ شوال
 میں ایک زرخیز گنہ گوڑا فوجی بدو کے غرض میواڑ سے حاصل کیا جبکہ وہاں خانگی فسادات
 اس بات کی ضرورت تھی۔ ستمبر ۱۸۲۷ء مطابق ۱۲ شوال ۱۲۴۷ء میں سرٹوں کا فساد دور کرنے کے
 لئے جے پور کے مہاراجہ پرتاپ سنگھ کی شرکت مہاراجہ بچے سنگھ نے بھی قبول کر کے اپنی راجپوت

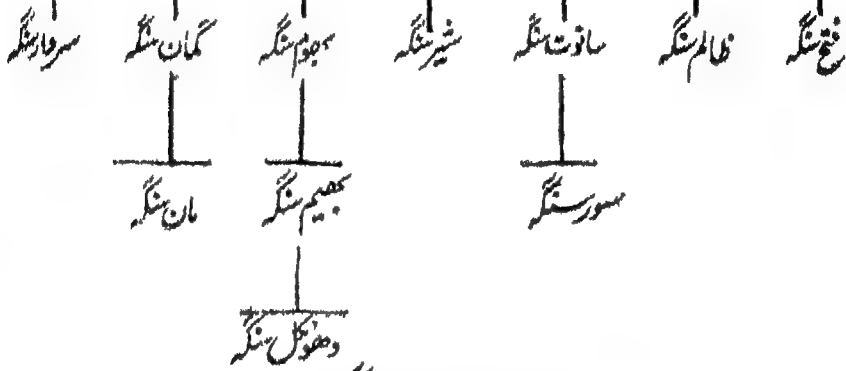
مدد کو بھیج دئے جن کی بہادری سے ٹوٹکے مقام پر لال سوٹ کے قریب سینہ دھیا کو ٹیسی شکست ملی اور راجپوتانے کے تمام مقامات سے اسکو ہاتھ اٹھانا پڑا۔ چنانچہ مقام جمیر بھی ایک بار پھر مارواڑ میں شامل ہوا۔ اس لڑائی سے چار برس کے بعد مرہٹوں نے بڑی فوج کے ساتھ قوہ سن لیا اور اس وقت میں جمپور والوں نے مارواڑ والوں کی امداد میں ایک فضول بابت پر نا اتفاقی کر کے کوتاہی کی۔ راکھٹوروں کو شکست عظیم ہوئی یہ لڑائی پاٹن کے مقام پر ہوئی تھی۔ دوسری لڑائی میرتے کے مقام پر ہوئی۔ اس میں بھی راکھٹوروں کو مرہٹوں نے کچل ڈالا اور راجپوتانے کا حدود مقام جمیر اور کچھ عرصے کے لئے ایک دفعہ مرہٹوں کے قبضے میں چلا کر مارواڑ میں ہمیشہ کو علیحدہ ہوا مہاراجہ بچے سنگ نے مرہٹوں کو ساٹھ لاکھ روپے فوج خرچ میں سے کچھ نقد اور باقی سامان وغیرہ دیکر چھپا چھوڑا۔

آخر عمر میں مہاراجہ بچے سنگ ایک پاسبان عورت کا بہت مطیع ہو گیا تھا جس کے بٹو کو اس نے وارث قرار دیکر ولیعہد ظالم سنگ کو مردم رکھنا چاہا تھا جب خواص وال لڑکا مر گیا تو مہاراجہ نے اپنی ایک پوتے مان سنگ کو جو چھوٹے کوزر گمان سنگ کا بیٹا تھا خواص کے گود رکھ دیا۔ سرداروں نے ایسی کارروائیوں سے رنجیدہ ہو کر مالکوسنی گانوں میں جما دیا۔ جہاں ان کے منانے کے واسطے مہاراجہ کو جانا پڑا۔ لیکن سرداروں نے کچھ حیلہ کر کے پاسبان عورت کو مہاراجہ کے پاس آتے ہوئے مار ڈالا اور ان کے پوتے بھیم سنگ کو جو پانچویں کوزر بھیم سنگ کا بیٹا تھا۔ گدی پر بٹھانے کے واسطے قلعہ سے بلالیا۔ مہاراجہ نے فوراً بھیم سنگ کو سوچت کا پرگنہ اور سوانہ کا قلعہ جاگیر میں دیکر راضی کر لیا جہاں وہ خوشی کے ساتھ چلا گیا۔

مہاراجہ بچے سنگ نے بھیم سنگ کی خزانہ کے لئے اپنے بیٹے ظالم سنگ کو عمدہ علاقہ کوٹواڑ جاگیر میں دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو مار کر اپنا ولیعہدی کا حق حاصل کرے۔ ظالم سنگ کے مقابل بھیم سنگ شکست پا کر پوٹھرن ہوتا ہوا جیسلمیر جا رہا اور مہاراجہ بچے سنگ شاعری جھگڑوں اور اپنی پسندیدہ خواص کے مارے جانے کے رنج سے اس لئے سمٹ ۱۸۵۵ء مطابق ۱۸ جولائی میں انجیاؤن سال کی عمر کے اندر اکتالیس برس راج کر کے مر گیا۔ اس کے بیٹے ظالم سنگ اور پوتے بھیم سنگ دو دعویدار دیں میں سے چھپلا کا نیاب

ہو کر راج کا مالک بن گیا۔ مہاراجہ بچ سنگہ کی اولاد اس طرح پر بنتی۔

مہاراجہ بچ سنگہ



۲۸۔ مہاراجہ بھیم سنگہ

سنہ ۱۸۵۳ء مطابق ۱۸۹۳ء میں اپنے دادا کے مرنے کی خبر پاتے ہی جیسلمیر سے چارہریں جو دھپور پہنچ کر گتھی پر بیٹھ گیا اور حقدار ظالم سنگہ جو سیسودیہ رانی سے پیدا ہوا تھا، گتھی کے منہ پر کو بھاگ گیا جہاں کچھ عرصے کے بعد مہارانا کی وظیفہ خواری میں رہ کر فصد لینے میں ایک بڑے موقع رگ کے ٹوٹ جانے کے سبب سے مر گیا۔ مہاراجہ بھیم سنگہ نے راج پا کر چاہا کہ گتھی کا کوئی دعوے دار زندہ چھوڑا جائے۔ اس لئے اس نے اپنے دستوں پر حکومت کا زمانہ رشتہ داروں کی تباہی میں صرف کیا۔ مہاراجہ کا باپ بھوم سنگہ اور اس کے چار چچا ننگ سنگہ، عالم سنگہ، ساؤت سنگہ اور گمان سنگہ تو پہلے سے مر چکے تھے۔ صرف دو چچا شیر سنگہ اور سردار سنگہ اور دو رشتہ دار بھائی یعنی ساؤت سنگہ کا بیٹا سور سنگہ اور گمان سنگہ کا بیٹا مان سنگہ باقی تھے جنہیں سردار سنگہ قتل کیا گیا۔ شیر سنگہ آنکھیں نکالے جانے کے بعد سر بھوڑ کر مر گیا اور سور سنگہ بھی گرفتاری کے بعد مار ڈالا گیا۔ مہاراجہ بچ سنگہ کی اولاد میں سے صرف ایک مان سنگہ ایسا قسمت ورنہ ملا۔ جو بھیم سنگہ کے بعد راجہ بنے کو اس کے ظلم سے بچ رہا۔

مہاراجہ بھیم سنگہ نے نسب و عویداروں کو ٹھکانے لگا کر مان سنگہ کی گرفتاری کا ارادہ کیا جو قلعہ بہاولپور میں رہ کر غلا سے کو تباہ کیا کرتا تھا۔ ایک بار پالی کے دھواڑے میں مان سنگہ کا بھیا

کیا گیا اور وہ گھوڑے سے گر کر دشمنوں کے پنجے میں آئے ہی کو تھا کہ ابوہ کے ٹھا کر نے اپنی
گھوڑے پر بٹھا کر چالو پہنچا یا مہاراجہ کی فوج چھالو کے محاصرے کو گئی لیکن اسکی ہرزاجی
سے اکثر سردار مان سنگھ کے طرفدار بن گئے۔ اور جب بٹھا کر دس پر طعنے کے ساتھ تاکید و سختی کی گئی
تو وہ رنجیدگی سے غیر ریاستوں میں چلے گئے۔ اُن میں سے اکثر کی جاگیریں تو آسانی سے ضبط
ہو گئیں تب تک بنیاج مقام ایک برس مقابلے کے بعد فتح ہوا اور وہاں کا قلعہ خاک میں ملا دیا گیا
اس کارروائی سے فرصت پا کر مہاراجہ کی خواہ دار فوج چالو پہنچی جہاں اس نے مان سنگھ
کو ایسا تباہ کیا کہ وہ رسد وغیرہ کے نہ رہے۔ سے حاضر ہو جانے کے لئے طیار ہی تھا کہ سمت ۱۸
مطابق ۱۸۰۳ء میں مہاراجہ بھیجے سنگھ کے مرجائے سے فوج والوں نے مان سنگھ کو قید ہی بنانے کے
عوض اپنا مالکمان کو قلعہ سے باہر آنے کی درخواست کی اور وہ اپنے گرد کی معرفت جس نے
پہلے سے کسی طرح مہاراجہ کے مرنے کی خبر پانے کے بعد پیشین گوئی کا حیلہ کر کے مان سنگھ
کو کامیاب ہونے کی امید دلائی تھی۔ قلعہ سے نکل کر مارواڑ کا مالک بنا۔

۲۹۔ مہاراجہ مان سنگھ

اس نے سن ۱۸۰۳ء مطابق ۱۸۰۳ء میں ریاست پاکر سرداروں کی برخلافی کے سبب
اپنی تمام عمر فکر اور اندیشے میں کاٹی۔ بٹھا کر وہی سنگھ کا پوتا اور شیل سنگھ کا بیٹا سوامی سنگھ
جس کے باپ اور دادا سرکشی میں مارے گئے تھے اور خوشی سے مارواڑ کی حکومت اپنی گٹار
کے میان میں بتلایا کرتے تھے۔ بٹھوڑے ہی دونوں میں مہاراجہ مان سنگھ کی مخالفت پر اٹھا اس
نے اپنے ساتھی سرداروں کی سیانہ میں مشہور کیا کہ مہاراجہ بھیجے سنگھ کی ایک رانی حاملہ ہو
اور لڑکا پیدا ہونے پر ملک کا دارلشہجہ جائیگا اس بات پر سب کے اتفاق کہ لینے سے مہاراجہ
نے دب کر پیدائش کے بعد کنور کو ناگور و سوانہ جاگیر میں دینے کا وعدہ کر لیا۔ رانی سے جس
لڑکے کا پیدائش ہوا ناگالیا۔ اسکو حفاظت کی غرض سے پوکر ن بھیجے جانے کے بعد دھونکل سنگھ نام
سے شہرت و بیکر ناگور و سوانہ نے کا قلعہ صانہ شروع ہوا لیکن مہاراجہ نے اسکو جلی قرار
دیکر جاگیر دینے سے صاف انکار کر دیا اور مہاراجہ کے خوف سے رانی نے بھی دھونکل سنگھ کو
اپنا بیٹا قبول نہ کیا جس سے سوامی سنگھ اور اسکے ساتھی کچھ عرصے کے کوچ پ ہو رہے۔

جب سوائی سنگہ کا زور دھونکل سنگہ کے سامنے میں نہ چلا تو اس نے جیسور کے راجہ سے
جگت سنگہ سے مہاراجہ مان سنگہ کو ادویہ پور کے مہارانا بھیم سنگہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے
کی بابت لڑا دیا۔ برکے گھائے پر بوبیا ور سے کئی کوس فاصلے پر پہنچوا سپہ اور راجھوڑا دیکھو تیار
ہوئے مقابلے کے موقع پر مارواڑ کے میر تہ اور چانپاوت وغیرہ سردار دشمنوں سے جاملے اور
مہاراجہ نے کچا من۔ اہوہ۔ جالور اور نیلج کے چار جاگیرداروں کے سوا کسی کو اپنے پاس نہ
پایا۔ ہو لکر جس نے لارڈ لیک کے مقابلے پر شکست پا کر انجیار مارواڑ میں پناہ لی تھی اور مہاراجہ
نے وقت روانگی لاہور انگریزوں سے اندیشہ نہ کر کے اس کے اہل و عیال کو اپنے پاس رکھا تھا
اس نے اس وقت مہاراجہ مان سنگہ کی امداد سے پہلو ہتی کی۔ جس کی وجہ نواب امیر خاں تو
بہت ناگہم کہ وہ مہاراجہ۔ جے پور کے ایک معتدلمکار رائے رتن لال سے لشکر ترک معاہدت
مان سنگہ نذرانہ مقدر کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہتے ہیں کہ لکر مہاراجہ مان سنگہ کی مدد کو اٹھا
کوس پر آگیا تھا کوسوائی سنگہ جاگیردار لوہرن نے دستل لاکھ روپے کی سہڑی کوٹے کے
مقام پر وصول ہانے کے یہاں سے لوٹا دیا۔ مہاراجہ مان سنگہ اس حالت میں بھی حملہ
کر کے جان بھونچا ہوتا تھا۔ لیکن چاروں خیر خواہ سردار اسکو میر تہ اور پیاٹھوٹے ہوئے جو پو
لے آئے اور پیچھا کر نوالے انیارہ کے سردار کو مہاراجہ کے نوکر بہت ال خاں نے راستے میں
روک لیا اٹھا رہ تو میں اور ڈیر سے دہا بھتی دہا ہی مرا تب نقرئی۔ ہودج و پالکی خاصہ
مخالموں نے لے لئے سوائی سنگہ نے مہاراجہ جگت سنگہ اور نواب امیر خاں کو (جو مہاراجہ
جگت سنگہ کی مدد کو آئے تھا) لاکر جو دھو پور کا محاصرہ کرایا۔ شہر آسانی سے دشمنوں کے قبضے
میں آکر لوٹا گیا اور دھونکل سنگہ کی دہائی پھیری گئی لیکن قلعہ جو شہر کے اندر ایک بلند گھائے
پر ہے پانچ مہینے تک دھارا ہونے پر بھی فتح نہ ہو سکا قلعہ کے بعض نازک محلات کو توپوں
کے فیر سے کچھ نقصان پہنچا فوج کے خندق کو روپیہ اور سامان نہ رہا تو اکثر سواروں نے تنخواہ
نہ ملنے کے یہاں سے امیر خاں کی ماتحتی میں پالی۔ پیاٹھ اور اکثر سرداروں کی جاگیریں لوٹ
لیں۔ سوائی سنگہ دھونکل سنگہ جو خود دوسروں کے محتاج تھے اس کا کچھ بندوبست نہ کر کے
اتفاق سے جگت سنگہ اور اسکے دیوان سے نواب امیر خاں کی مخالفت ہو گئی۔ کیونکہ دولت راؤ

سینہ دھبہ کی فوج جگت سنگھ کی بلائی ہوئی پہنچ گئی تھی ان میں سے ابنا جی نے تو پھوڑ کو امیر خاں سے نفاق کرادیا اور جے پور والوں نے امیر خاں کو فوج خروج دینا بند کر دیا اس لئے مان سنگھ نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر نواب امیر خاں کو ملایا اور چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار حق امداد اور کچھ جاگیر وغیرہ اس کے لئے مقرر کر کے اپنی عزت قائم رکھنی اور کچھواہوں کو سنبھال دیکھانے کی تدبیر کی۔ چنانچہ نواب نے اپنی تمام سپاہ کو جگت سنگھ کی رفاقت و امداد سے علیحدہ کر کے جو دھپور سے کوچ کر دیا تاکہ جے پور والوں کے خلاف کارروائی شروع کرے مہاراجہ جے پور نے اپنی زبردست فوج امیر خاں پر بھیجی جو علاقہ جے پور سے اٹھوڑا کر خود جے پور کی سرحد پر آئندہ کے واقعات کے تدارک کے لئے ٹھہر گئی۔ امیر خاں نے تازہ فوج جمع کر کے جیسوڑ کی فوج کا قلعہ فتح کر دیا اور ساتھ توپیں اور تمام سامان چھین لیا۔ اور اٹھوڑا سرداروں کی خواہش سے جو اسکے ساتھ تھے جے پور کو جا گھیرا۔ جگت سنگھ کی بہن نے جو شہر میں موجود تھی باظہار کمال عجز اپنی اور بھتی امیر خاں کے پاس پہنچی اور اسکو بھجائی بنا کر درخواست کی کہ شہر کو تونہ لوٹے نذرانہ لے لے۔ لیکن عالی قہت نواب نے نذرانہ بھی سنا کر کے شہر کو لوٹنے سے چھوڑ دیا اور بعض کہتے ہیں کہ مہاراجہ جگت سنگھ کچھواہوں کی اپنی وارالہ ریاست کی خرابی کا حال سننے ہی بارہ لاکھ مرہٹوں کو مدد کے واسطے اور لا لاکھ روپیہ امیر خاں کو پر بادہ کرنے کی غرض سے دیکر جو دھپور کا محاصرہ چھوڑا۔ غرض کہ امیر خاں کی کارروائیوں سے مہاراجہ مان سنگھ کی گدی قائم رہ گئی اور اسکے بھاری دشمن سوامی سنگھ اور جیسوڑ والوں کی تمام چالاکیاں ناکارہ گئی۔

حبیب راجہ جگت سنگھ میرے سے دسلس کوں مشرقی طرف پہنچا تو مہاراجہ مان سنگھ کے چاروں خیر خواہ سرداروں نے کچھواہوں پر حملہ کر کے جو دھپور سے لی ہوئی چابیس توپیں اور دوسرا سامان چھین لیا۔ پھر ان سرداروں نے کرشن گڑھ کے راجہ سے جوان جھگڑوں میں کسی کا طرفدار نہ تھا دو لاکھ روپیہ مانگ کر امیر خاں کے نذر کیا تاکہ وہ آخر تاک مہاراجہ مان سنگھ کا شریک بنارہے۔ خیر خواہ سردار۔ امیر خاں اور اندر راج سنگھوی کے ساتھ جو دھپور پہنچ کر اپنی موردنی جاگیروں پر بحال ہوئے۔ مہاراجہ مان سنگھ نے بڑی غلطی

تواضع سے نواب کو گپڑھی بدل بھائی بنا کر خاص قلعہ پر رہنے کے لئے ایک محل دیدیا۔

سوامی سنگھ جاگیر پوکھرن کا امیر خاں کی تدبیر سے مقتول ہونا

نواب امیر خاں سے مہاراجہ مان سنگھ نے کہا کہ سرجنرل آپ کے بے مہارت احسانات مدۃ العمر فراموش نہ کروں گا لیکن سوامی سنگھ نے دھوکا مل سنگھ کو صاحب نشین اپنا کر کے جو دھپور کی ریاست میں خلل ڈالنے کا ارادہ کیا سو جب تک اس کا تذکرہ نہ کیا جائیگا اطمینان کلی حاصل نہ ہوگا امیر خاں نے کہا کہ پروردگار مسبب الاسباب ہے جب اس نے اتنی درستی کر دی۔ وہ بہر نوع مطمئن کر سکتا ہے اس بات سے راجہ کے دل میں قرار آیا اور ساڑھے چار لاکھ روپے ماہواری فوج خاص امیر خاں کے اور چند پرگنہ جن کی آمدنی چار لاکھ روپے سال تھی جاگیر مصداق امیر خاں کے فرزند وزیر الدولہ کے لئے اور اٹھارہ لاکھ روپے سالانہ نوکری کمپوے مختار الدولہ کے لئے اور ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر اور سرداروں اور کارگزاروں کے لئے مقرر کر کے سند تحریر کر دی اس وقت امیر خاں نے پانچ سو سواروں کے ساتھ جو دھپور سے ایک منزل کوچ کر کے ناگور کی طرف ڈیرہ کیا باقی سپاہ کہ وصولی خواہ کے لئے جو دھپور میں رہ گئی تھی۔ اکثر ان میں سے دوسرے کوچ میں آئے اسی طرح باقی لشکر مقام کرپال تک نہاگور سے ایک منزل ہے آٹلا اور سواران حیدر آبادی وغیرہ جو ہمراہی ہلکے سے جدا ہو کر راجہ جگت سنگھ کے شامل ہو گئے تھے اس منزل میں آکر امیر خاں سے مل گئے چنانچہ جمعیت میں ہزار سے زیادہ ہو گئی غرض کہ امیر خاں کمپوے لال سنگھ اور کمپوے مہتاب خاں کو جو زبیرا پالت مختار الدولہ نواب محمد شاہ خاں تھے اور بعد فتح شیوالی بخشی جے پور کے ضلع میرتہ میں اقامت گز میں تھے واسطے تنبیہ و گوشمالی زمیندار ان سرکش علاقہ جو دھپور کے کہ اپنے آقا سے بغاوت اختیار کر کے دہرہ سوامی سنگھ سے سازش رکھتے تھے ہانڈ کیا اور کرنل موہن سنگھ کو مع پلیٹن ڈیویڑھی خاص وغیرہ سپاہ متفرق کے باتفاق محمد غفور خاں کے واسطے تحصیل علاقہ کوڈواڑہ متعلقہ جو دھپور کے روانہ کیا اور مزاحاجی بیگ کو حکمت عملی واسطے دام گسترہ سی جاگیر دار پوکھرن کے کہ ناگور میں بھارت دانہ کر کے محرم سلسلہ اتحاد ہوا اور کہلا بھیجا کہ یاد جو داس قدر ہمارے سہلوک کرمان سنگھ

نے دھرنے کے تنگ وقت میں شرط دوستی ادا نہ کی اور امداد خرچ سے باز رہا اگر مہاری
 صلاح ہو تو میں بعض اشکی اس بے پروائی کے دھونکل سنگہ کو مست نشین جو دھ پور کر کے
 مان سنگہ کے اخراج پر کمر بستہ باندھوں۔ اور باپوسیندھیا اور جہان بنس خرنگی کو جو سوائی سنگہ
 کے شامل تھے ملا کر اور انکی تحواہوں کی اپنے پاس سے سبیل کر کے سوائی سنگہ سے توڑ کر اجیر
 کی طرف روانہ کر دیا جب امیر خاں نے اس طرح میدان خرنیوں سے خالی کر لیا تو با نواج
 خاص و سواران سیندھیا کہ بامید و معلیٰ تحواہ کے لشکر امیر خاں میں رہ گئے تھے کوچ کر کے
 موضع سونڈوہ میں ناگور سے پانچ کوس پر آئے اور مقام فوج کو جو جابجا ضلع جو دھ پور میں مستعین
 بھٹی بلا کر اپنے شامل کیا اور اس عرصے میں مرزا حاجی بیگ وکیل امیر خاں بھی سوائی سنگہ
 کے پاس سے لوٹ کر امیر خاں کے پاس آیا اور عرض کیا کہ چالسنی لاکھ روپے سوائی سنگہ نے
 دینا منظور کئے ہیں امیر خاں نے دام تذویر بچھانے کے لئے دوبارہ وکیل مذکور کو بھیج کر کہلایا
 کہ مجھ کو تمہارا قول و قرار منظور ہے لیکن تفصیل اقتضا و تقرری مسما و معین کر دینا کہ دینا چاہئے
 سوائی سنگہ نے جواب دیا کہ جس روز امیر خاں سے میری ملاقات ہو اس سے عرصہ تیرہ نوم
 میں تیرہ لاکھ روپیہ دوں گا اور ستائیس لاکھ روپیہ اس وقت دوں گا کہ مان سنگہ کو جو دھ پور سے
 نکال کر دھونکل سنگہ کو اشکی جگہ مست نشین کر دیا جائے گا اور کہا کہ اگر نواب محمد شاہ خاں میری بھی
 کر دیں تو امیر خاں سے ملنے کو چلوں۔ عرض امیر خاں نے یہ بات منظور کر کے مختار الدولہ محمد شاہ خاں
 کو سوائی سنگہ کے پاس جانے کا حکم دیا۔ مختار الدولہ سوائی سنگہ سے ملکر امیر خاں کے پاس
 لوٹ آیا اور عرض کیا کہ سوائی سنگہ اپنی تسلی اور جمع خاطر کو مجھ سے قسم چاہتا ہے اس میں آپ
 کی کیا مرضی ہے امیر خاں نے فرمایا اس باب میں مجھ سے ہتھسار کی کیا حاجت تھی۔ جو
 امر موجب مذک جلالی اور درستی لشکر اسلام کا ہو بلاتا۔ خیر عمل میں لانا سبب تھا۔ سچہ بیاد
 اشکی دغا بازی کے کہ ترقیات نواب کا بدخواہ تھا اشکی بربادی منظور تھی۔ لیکن چونکہ مختار الدولہ
 نے یہ امر بطور مسئلہ دریافت کیا تھا۔ اشکی تسلی کو ثقات لشکر نے کہا کہ واسطے خیر خواہی سردار
 اسلام اور درستی لشکر مسلمین کے خون ایک کا فرزند خواہ معنیہ کا فریب دغا سے
 ردا درست ہے۔

غرض کہ مختارالدولہ نے اشکو مطمئن کر کے واسطے ملاقات نواب امیر خاں کے مقام حضرت سلطان التارکین پر کیا تاہن ناگور و سونڈ وہ ہے راضی کیا چنانچہ سوائی سنگھ و لچھی کر کے تھریا دوہزار سوار کے ساتھ وہاں آیا اور اس طرف سے مختارالدولہ نے جا کر امیر خاں کی جانب سے گفتگو کے اصلاح امر کی اور سوگند سے اپنی کلام کو موکد کیا لیکن باوجود اس امر کے سوائی سنگھ کو وعدہ خطہ خاطر تھا اور بالکل اطمینان نہ تھا اس لئے مختارالدولہ نے نہایت اصرار کے ساتھ وہاں امیر خاں کو بلوایا نواب نے سوائی سنگھ سے کہا کہ اگر تم اپنی وفائے عہد اور ایصال زر قرار دلوں ہم سے سچے رہو گے اور خلاف اتحاد عمل میں نہ لاؤ گے تو خلیہ عہد دیاں میرا تم سے درست دیا ہے ورنہ در صورت خلاف و اختلاف برعکس اسکا ظہور میں آئے گا۔ سوائی سنگھ نے یہ بات سنکر باظہار مصداحت اپنی جماعت سے متصل لشکر امیر خاں کے ڈیرہ کیا۔ لیکن چونکہ دل اسکا بغیر فریب سے صاف نہ ہوا تھا۔ نواب کو مطمئن کر کے فریب دینا چاہا اس وقت ہاں سنگھ کے دکیل نے کہ امیر خاں کے ہمراہ حاضر تھا احوال ملاقات امیر خاں سے سوائی سنگھ کے ساتھ اور ڈیرہ کرنا اس کا قریب قیام گاہ نواب کے دیکھ کر اپنے مہاراجہ کو خفیہ تحریر بھیجی کہ یہاں امیر خاں نے سوائی سنگھ سے رابطہ اتحاد محکم کر لیا ہے اور دھونکل سنگھ کی مستثنیٰ کا ارادہ ریاست جو دھپور پر کیا ہے اسکو مطلع کرتا ہوں مہاراجہ جو دھپور سے کہ دانشمند اور امیر خاں کی جانب سے مطمئن تھا جواب میں دکیل کو لکھ بھیجا کہ نواب کی جو مرعنی ہو عمل میں لائے تم نفظ اس کے ہر حال سے ہکو اطلاع دیجو رہو۔

چونکہ سوائی سنگھ کے دل میں فریب و دغا ہمتی باوجود شتم اور اقرار محبت کے اس نے خفیہ چار آدمی مقرر کئے اور ہر ایک کو سو سو اشرفیاں دیکر ایک ایک گاؤں و بنو کا وعدہ کر کے کہا کہ تم امیر خاں کے لشکر میں جا کر بائیں نوکری شامل ہو۔ اور میں تمہارے اشکو قتل کرو دو چار دن اس کام کا بیڑہ اٹھا کر آئے اور اپنی آپ کو مسلمان ظاہر کر کے خود زادہ محمد ایاز کے ایک ڈیرے میں جو نواب کے ڈیرے کے متصل واسطے ان مسافروں کے کہ نوکری کی طلب میں آیا کرتے تھے کھڑا ہوا کرتا تھا بٹھہرے۔ اتفاقاً ایک رفیق صادق مان سنگھ کا کہ بھاسر سوائی سنگھ کے شامل ہو گیا تھا اس راز سے مطلع ہو کر مہاراجہ مان سنگھ

کو اطلاع پر دوا دیو۔ مہاراجہ نے اس تمام حال سے تفصیل قوم و وطن ان چاروں کے نواب
امیر خاں کو اطلاع دی اور کہہ بھیجا کہ اخوند زادے کے خیمے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ امیر خاں پیش
قبض قتل میں لیکر دو تین خدمت گاروں اور ایک مشعلچی کے ساتھ اس ڈیرے کی طرف آیا
اور سب کو باہر چھوڑ کر منہ رومال سے لپیٹ کر خیمے میں گھسا اور ان چاروں کو آہستہ چکا کر ان
میں بیٹھ گیا اور آہستہ ان سے کہا کہ جس کام کو آئے ہو۔ اسکی کیا تدبیر ہے انھوں نے ایک جہنمی
آہوی دیکھ کر کہا کہ ہم نوکری کو آئے ہیں اور کچھ یہاں ہمارا کام نہیں امیر خاں نے کہا کہ تم نوکری
کو نہیں آئے ہو۔ بلکہ بغیر سب واسطے قتل امیر خاں کے آئے ہو وہ بولے صاحب یہ کیا بات ہے
ہم کو کیا تم برباد کیا چاہتے ہو کہ اس بات کا الزام کہہ کر نوکری سے باز رکھو۔ امیر خاں نے کہا
کہ تمہارا اختلا بے جا ہے مجھے بھی سواری سنگھ نے اسی کام کو بھیجا ہوا رہتا رہا حال مجھ سے کہہ دیا
ہے کہ سو سو اشرفیاں نقد ہر ایک کو دیکر ایک ایک گاؤں جاگیری لے کر آمد کار شکو دینا کیا ہو
پھر تمہارا نام و نشان مجھ کو بتا کر مجھ کو بھی سو اشرفیاں دی ہیں چنانچہ یہ نام ہیں اور سواری سنگھ
نے کہہ دیا ہو کہ تمہارے اتفاق سے اس کام کو پورا کروں لہذا مشورے کو تمہارے پاس
اس وقت میں آیا ہوں وہ یہ سن کر چپے رہے۔ امیر خاں نے نفراست جان لیا کہ خاموشی
دلیل رضا ہوا ان سے آہستہ کہا کہ یہاں سے الگ چل کر اپنی تدبیر مجھ سے کہو اور میں بھی اپنی
قرار داد سے شکو مطلع کروں وہ چاروں امیر خاں کے ساتھ خیمے سے نکل کر روانہ ہوئے خدمت گار
و مشعلچی بھی کہ باہر پوشیدہ کھڑے تھے امیر خاں کے اشارے پر پیچھے چلے ان لوگوں نے ان
کو دیکھ کر امیر خاں سے پوچھا یہ کون ہیں امیر خاں نے کہا میرے رفقاء ہیں اس کام کے پورا
کرنے کو ساتھ لایا ہوں۔ غرض لشکر سے باہر ایک طرف بیٹھے امیر خاں نے کہا کہ تیر قتل تم
نے کیا سوچی ہے ہر ایک نے خدا کا نامنا منسوب بیان کیا امیر خاں نے جب انکایاں سنی
زبان سے سُنیں لیا تو تشعلچی کو کہا کہ مشعل روشن کرے پھر منہ سے رومال کھو لکر غم بھرا
کہ قریب بلکہ ان چاروں سے کہا کہ اسے اہل فریب تم جس سے دعا کر لے آئے ہو وہ میں ہوں
اب کہو مجھ سے کسی طرح دعا کرو گے امیر خاں کی اس تقریر سے وہ کانپنے لگے اور نام و پشیاں
ہو کر ان کے قدموں پر گر پڑے امیر خاں نے ان میں سے ایک کو خدمت دی کہ جا کر سواری سنگھ

سے یہ حال کہہ رہے اور تین کو اخذ راوے کے پاس قید کیا اور کہا کہ اس قدر غفلت کرنا اور میرے خون کے تشنہ دشمنوں کو اپنے پاس رکھنا تمہاری دانائی و مروت سے بعید ہے اس نے عذر لا علی پیش کیا۔

امیر خاں وہاں سے اپنے خیمے میں آیا اور سوچا کہ سوائی سنگھ باجوہ و قسطنطنیہ اور اقرار کے نزدیک وفادار و خون ریزی میں ہے اسکا کام تمام کرنا اب لازم پڑا چنانچہ ایک دن چند سواران نامی ساتھ لے کر اسکے پاس گیا اور کہا کہ تم نے جو تیرہ لاکھ روپے دینے کا اقرار سترہ دن گزرے پر کیا تھا اب دو چند اسکے گزرے ایک جتہ وصول نہ ہوا لہذا معاہدہ اور مصالحت ہم سے ٹوٹ گیا اب فقط اس واسطے آیا ہوں کہ تم کو مطلع کروں اور جہاں تم کہہ نا گوریا اور مقام پر تنگ ہو جاؤ۔ اس نے کلمات مطلق اور زمانہ سازی کے بہت سے کلمے پھر امیر خاں کوٹ کر اپنی قیام گاہ میں آیا اور اب سوائی سنگھ کے ساتھ دغا کرنے کے لئے مختار الہ دہ محمد شاہ خاں اور رائے بہت رائے کو اسکے پاس بھیجا کہ صلاح کرنے اور رخصت نامہ ملاقات کرنے کے بہانے سے لے آئیں غرض کہ انھوں نے جا کر ایسی تقریر چرب و شیریں اس سے کی کہ وہ امیر خاں سے ملنے کے لئے اسے پر آمادہ ہو گیا اس طرف لشکر میں امیر خاں نے یہ تجویز کی تھی کہ چند روز بیشتر سے سپاہ کی قواعد لیا کرنا تھا اور جب اسکے آنے کا دن معین ہوا تو ایک بڑا خیمہ لشکر میں باہم ملاقات کے لئے نصب کر لیا۔ اور دو طرف التواب چھوڑ کر قناؤں کی آڑ میں کھڑی کیں اور لشکر کے مشہدوں سے کہا کہ جب سوائی سنگھ مع رفقا اس میں آکر بیٹھے اور تم بالنسری کی آواز سنو تو خیمے کی طنائیں یک لخت کاٹ دینا تاکہ خیمہ ان لوگوں پر گر پڑے اور گولہ اندازوں سے فرمایا کہ جب تم بالنسری سنو اور خیمہ گرنا دیکھو چھروں کی توپوں کو متواتر فیر کرنا اور مردمان فوج جنگو سوائی سنگھ کی سلامی کے لئے خیمہ ملاقات کو قریب کھڑا کیا تھا انکو حکم دیا کہ جب توپ سروسو چومہر ہی سوائی سنگھ کے دیکھو یا خیمے سے جنگو ملاقات تلخ کر دو کوئی ان میں سے جان بربت ہو غرض جب سوائی سنگھ مختار الہ دہ محمد شاہ خاں اور رائے بہت رائے کے ہمراہ لشکر میں آئے امیر خاں کے سرداروں نے اسکو مع اسکے مصاحبوں کے خیمے میں لا کر بٹھایا اور باقی اسکے ساتھ تھی خیمے کے سامنے کھڑے رہے۔ اس نے جب آ کر امیر خاں کو خیمے میں نہ پایا دریافت کیا مختار الہ دہ نے کہا کہ نہا کر پوشاک پہنتے ہیں۔ اب

آئے۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا میں جلد انکو لاتا ہوں ہانہر کلگر امیر خاں کے پاس آیا بہت راہ
 دیہ ان امیر خاں کہ جسے میں تھا اس کے جانے کے بعد وہ بھی تینے سے باہر آیا کہ غلط دیاں کی درستی
 کر لاؤں۔ بجز آجائے دونوں سرداروں کے لئے نواز نے بالنسری بجانی مشہدوں سے
 طنائیں کاٹ دیں خیمہ اُن پر گرا۔ خیمو کے گرتے ہی چہرہ توپوں کا قناقون کی آڑ سے اُن اہل سیدوں
 کی مزاج پر سی کا پہنچا باہر دونوں کا کام نواب کی سپاہ نے تمام کیا امیر خاں کا دخل ناگور میں ہو گیا
 وہاں سکا تمام سامان میں سو توپوں کے ساتھ لوٹ لیا یہ سب چیزیں سانہر مقام کو بھیج دی
 گئیں جہاں پہلے سے امیر خاں کا قصبہ تھا۔ دھونگل سنگہ۔ راجہ بیکانیر اور سوامی سنگہ کے آدمی
 جو ناگور میں تھے ڈر کر پوکرن کی طرف چلے گئے امیر خاں نے وہاں عمل و دخل کر لیا اور کچھ فوج
 وہاں رکھ کر خود جو دھپور کو چلا گیا وہاں مہاراجہ مان سنگہ سے مل کر قلعہ اور شہر ناگور کو اس کے
 کارپہ دازوں کے سپرد کیا۔ مہاراجہ مان سنگہ نے نواب کا ممنون احسان ہو کر اسکو قلعے میں
 محلوں کے اندر اتارا اور اس ۳۵ لاکھ روپے میں سے جو بے فوج ناگور و قتل سوامی سنگہ داخل
 دھونگل سنگہ کے امیر خاں کو دینا قرار پایا تھا۔ نصف نقد داسطے خرچ سپاہ کے دیا اور باقی
 کے لئے تھوڑی سی مہلت چاہی۔

اس عرصے میں مان سنگہ کے ایک رفیق نے اسے چٹھی اس مضمون کی لکھی کہ اب
 جو دھپور اور تمام علاقہ مارواڑ میں امیر خاں کا دخل ہو گیا ہے خاصہ امتہاری ریاست زوال
 کے قریب ہے اور تمام اس ملک میں دور اسلام ہو جائیگا۔ اتفاقاً وہ بھڑی نواب کے ہاتھ آگئی
 اس کے مضمون سے مطلع ہو کر سنگی اندر راج بخشی سے باوجود ناسازی طبع رخصت ہو کر شہر
 سے باہر رائے کے بارغ میں مقام کیا مان سنگہ یہ سن کر پریشان ہوا سمجھا کہ امیر خاں آزرہ خاطر
 ہو گیا کہ بلا ملاقات شہر سے باہر اٹھ گیا۔ اپنہمراہ بخشی اندر راج و غیرہ مصاحبوں کو لیکر امیر خاں
 کے پاس آیا اور معذرت چاہی اور کہا اگر کوئی امر خلاف مرضی مجھ سے سرزد ہوا ہو۔ بلا تکلف
 بیان فرمادیں کہ جس میں آپ کی رضا مندی ہو عمل میں لاؤں۔ بہر چند اول امیر خاں نے عذر
 کیا کہ میں آزرہ خاطر تم سے کسی وجہ سے نہیں ہوں۔ لیکن جبکہ راجہ نے اذہد امر کیا۔ تو
 امیر خاں نے وہ چٹھی ہندی کی پیش کی۔ راجہ نے اسکو دیکھ کر کہا کہ لعنات الہی میرا اور اچھا

مقدورہ واحد ہے یہ ممکن نہیں کہ اہل عرض کی تقریر و تقریر سے دلوں میں کدورت آئے۔ لیکن امیر خاں نے نہ مانا اور کچھ پر آمادہ ہو گیا ناچار راجہ شہر میں چلا آیا۔ جب اندرونی منادی سوائی سنگھ کی ہلاکت سے جس نے مار ڈال کر ایک تباہی میں ڈال دیا تھا وہ نکل سنگھ کا طرفدار گر وہ نیست و نابود ہو گیا تو امیر خاں نے مہاراجہ کے دوسرے بڑے دشمنوں پر یعنی جیسو را اور بیکانیر والوں پر چڑھائی کر کے انکا علاقہ لوٹ مار سے بھاگ کر دیا آخر میں بیکانیر سے دو لاکھ روپیہ فوج خرچ اور پرگنہ پھلو دی جو منادی میں ان کو مل گیا تھا لینے پر صلح ہو گئی۔

امیر خاں نے ہر طرح کامیابی کے بعد اپنی ایک رشتہ دار غور خاں کو جس کی اولاد میں جاوڑے کے نواب ہیں ناگور کا قلعہ دار بنا کر میرتہ کی جاگیر دوسرے ہمراہیوں کو بانٹ دی اور مقام سانجھ پر ایک زبردست محاذ قائم کیا جس سے ٹکسین جھیلوں پر نگرانی رہی ان مقامات سے انگریزی عہد ناموں کے بعد امیر خاں کا قبضہ اٹھ گیا۔

سال ۱۸۵۷ء میں مہاراجہ جو دھپور نے بنا گیا امیر خاں کو اجیر سے بلایا۔ جب امیر خاں قریب جو دھپور پہنچا تو راجہ نے استقبال کر کے شہر کے قریب باغ میں اتارا۔ پھر بعد دو تین دن کے خلوت میں کہا کہ بخشی سنگی اندر راج مجھ سے مخرب ہوا ہے اور زبردست خور و برد کیا ہے چاہتا ہوں کہ تم سے اسکو قید کر اؤں اور اس سے جرمانہ قرار واقعی لیکر اسکی جگہ شیو چرن بھنڈاری کو کام دوں امیر خاں نے کہا مشہور ہے کہ برصغیر کا کام بند کیا جانے وہ اگرچہ درحقیقت تمہارا مخالف ہے مگر پھر دانا ہے جو اس سے کام نکلیں گے اور سے محال ہیں مہاراجہ نے عندیہ نواب کا سمجھ کر اسکو بحال رکھا۔

ایک بار بعض راجپوت سرداروں نے اندر راج بخشی اور مہاراجہ کے گرد دیوانہ ہو کر ناراض ہو کر ساٹھ لاکھ روپے کے عوض انکو مار ڈالنے کے لئے امیر خاں سے درخواست کی۔ جسکے حکم سے بخشی اور دیوانہ کو اس کے سپاہیوں نے قلعہ پر جا کر مار ڈالا۔ مگر دے مارے جانے کے بعد امیر خاں نے جو دھپور کا تعلق چھوڑا اور مہاراجہ نے ریج و دیوانگی کے سبب ریاستی کاروبار اپنے بیٹے حیر سنگھ کو سونپ دے لیکن اس کم عمر کو عیاشی میں پڑنے کے سبب دشمنوں نے

جلد نہر سے مار دیا۔ بیٹے کے بے موقع مرنے سے مہاراجہ پر زیادہ دیوانگی چھائی اس نے ایک خدمت گار کے سوا جو کھانا کھا کر لانا تھا سب کو بے اعتبار جان کر کسی کو پاس نہ آنے دیا یہاں تک کہ ایک انگریزی اہلکار منشی برکت علی تھا اس کا حال پوچھنے کو گیا اور سرکاری عہدہ ہونے کے بعد اس نے تکلیف سے رہائی پائی۔

سمت ۱۸۶۳ء مطابق ۱۸۸۱ء میں سرکار انگریزی نے ہندوستان کے اندر اسن قائم ہونے کے واسطے راجپوتانے کے اکثر رئیسوں کو غارت گردوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت کی۔ جو دھپور سے بھی اس موقع پر ایک وکیل دہلی گیا اور جو عہد نامہ کو رجسٹرنگ کے مرحلے میں ملتوی رہ گیا تھا دسمبر ۱۸۸۱ء میں طے پایا۔ اسکے دوسرے برس مسٹر ویلڈ راڈر تیسرے سال کرنل لٹل جو دھپور گئے جنھوں نے مہاراجہ کو تسلی اور رنگ صلا حین دیکر ملکی انتظام پر مائل کیا۔ سرکاری بوتھ کے خیال سے سرکش سردار مہاراجہ سے کسی قدر ڈرنے لگے لیکن اہلکاروں نے رعیت پر کم کر کے اکثر جاگیریں بے سبب ضبط کر لیں۔ مہاراجہ نے اپنے مطلب کے واسطے ایک دم سنبھالا لیا۔ دیوان اکھ راج وغیرہ کو قید کر کے بہت سارے دہیہ وصول کرنے کے بعد ان سب جاگیروں کو بڑی بے رحمی سے مروا کر قلعہ کے نیچے بھٹکوا دیا۔ پھر نئی نوب کے ذریعہ سے جاگیرداروں پر سختی شروع کی چونکہ ہر کاردار سے نکل گئی۔

سمت ۱۸۶۹ء مطابق ۱۸۸۳ء میں جلاوطن سرداروں نے پولیٹیکل انسر سے اپنی جاگیریں بیجا ضبط ہونے کے سبب فزاد کی جس پر پولیٹیکل اجنٹ نے بڑی مشکل سے صلح کرانی۔ لیکن اسکا پورا اثر کئی برس کے بعد ہوا۔ سمت ۱۸۸۸ء مطابق ۱۸۲۴ء میں علاقہ میوٹڑہ کے کہیں گاؤں میں نے اور میر لوگوں کا فساد دور کر دیا اور کئی برس کے واسطے انگریزی انتظام میں دیکھ گئے دوبارہ نو برس کی میعاد میں بھری پھر یہ گاؤں ہمیشہ کے واسطے سرکاری ضلع اجمر کے متعلق رکھتے گئے۔ اسی طرح زیادہ بکھار رہنے کے سبب ملانی کا علاقہ بھی پولیٹیکل انسر آردار کی نگرانی میں لیا گیا جہاں سے سرکاری معرفت چار ہزار روپیہ سالانہ خراج لینے اور کل انتظامی خرچہ دینے کے سوا ریاست کو کچھ تعلق نہیں ہے۔

پوس بدی سمت ۱۸۹۲ء مطابق دسمبر ۱۸۳۵ء میں ایک دوسرا عہد نامہ سرکار

انگریزی اور مہاراجہ جو دھپور کے درمیان طے پایا جسکی رو سے پہلے عہد نامے کی آٹھویں ذمہ
جسمیں ڈیڑھ ہزار سوار مدد کے طور پر سرکار کو دئے جانے کا ریاست نے ذمہ لیا تھا تب بدل ہو کر
اسکے عوض ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ نقد فوج خرچ کے نام سے سرکار انگریزی کو دیا
جانا قرار پایا۔ اسکے چند روز بعد ریاست نے مقام عمر کوٹ پر قبضہ دلانے کا دعوے پیش کیا۔ جو
سمست ۱۸۶۳ء مطابق ۱۸۷۱ء سے مارواڑ کے شامل ہو گیا تھا اور پھر جس کو سمست ۱۸۶۹ء مطابق ۱۸۷۷ء
میں تانکپور سندھ کے امیروں نے دیا لیا تھا۔ سرکار انگریزی نے سندھ کے فتح ہونے کے بعد
اس سرحدی مقام کو اپنی قبضہ میں رکھنا مناسب سمجھ کر عمر کوٹ کی دس ہزار سالانہ آمدنی کے عوض
ریاستی اخراج ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ میں کمی کر کے سمست ۱۸۸۱ء مطابق ۱۸۸۲ء سے اٹھانے
ہزار اخراج قائم رکھا جسکی نقد اد فوج خرچ کے ملانے سے دو لاکھ تیرہ ہزار ہوتی ہے۔

آخر وقت میں مہاراجہ کے مزاج پر ناتھ لوگ یعنی جوگی جنھوں نے جالور میں اسکا
ساتھ دیا تھا بڑے حادثی ہو گئے تھے انکی بیجا حرکتوں (شہر کی عورتیں کپڑے لٹینے اور ملکی کار و بار میں
داخل دینی) سے عام رعیت اور جاگیرداروں کو نہایت شکایت تھی اس لئے سمست ۱۸۹۵ء مطابق
۱۸۹۳ء میں کرنل سر جان سدرلینڈ اچینٹ گورنر جنرل راجپوتانہ فوج کے ساتھ انتظام کی دہشتی
کے واسطے جو دھپور آکر ٹھہرا رہا۔ اس غصے میں جاگیرداروں اور رعایا کو رخصتا منکر کے
انگریزی فوج بند و بست کے لئے خاص جو دھپور میں کھنی پڑی جو امن ہو جائے پر پانچ مہینے
کے بعد اٹھا لیکن اس وقت سے ایک پولیٹیکل انسٹرکٹیاں ہمیشہ کے واسطے جو دھپور
میں قرار پالیا۔ پولیٹیکل انسٹرکٹیاں کئی جوگیوں کو جنھوں نے ایک برہمن کی لڑکی کی لڑائی
کھتی مارواڑ سے نکلوا دیا۔ اس غم میں مہاراجہ مان سنگھ نے کھانا پینا کم کرنے اور ضعف بڑھ
جانے سے سمست ۱۸۹۹ء مطابق ۱۹۰۷ء ۵ دسمبر کو چالیس برس کے قریب راج کر کے بغیر اولاد
انتقال کیا جس پر مہاراجہ بخت سنگھ کی نسل کا خاتمہ ہو گیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کی دوسری
اولاد میں سے گو دینے کی ضرورت پڑی۔ اس موقع دھونگل سنگھ نے گدھی کا دعوے کیا۔
لیکن سرکار سے نامعلوم ہوا۔ اور ایڈروا احمد نگر کے رئیسوں میں سے جو خاندان مارواڑ
کے قریب رشتہ دار ہیں گو دینے کی اجازت ہوئی۔

۳۔ مہاراجہ تخت سنگہ

تخت سنگہ رئیس احمد نگر جو مہاراجہ اجیت سنگہ سے تیسری پشت میں ہو سہم ۸۹۹ مطابق شروع ۱۸۴۴ء میں رانیوں۔ سرداروں اور اہلکاروں کی مرضی سے جو دھپور طلب کیا گیا اس نے اپنے کنوڑ جسونت سنگہ کو احمد نگر کی ریاست پر رکھنا چاہا تھا لیکن جو دھپور چلے آنے سے وہاں کا حق جانا رہا تھا اس لئے سہم ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۶ء میں احمد نگر کا علاقہ انگریزی حکم سے ایڈر کے شامل کیا گیا جس سے ساٹھ برس پہلے علیحدہ ہوا تھا۔

سہم ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۷ء کے عذر میں کنٹھنٹ فورج جو دھپور لیجن نام نے فساد کے مہر میشن پولیٹیکل اجنٹ کو مار ڈالا اور اس کا سر ہوائے قلمہ پر لٹکا دیا۔ لیکن مہاراجہ سہرچ سکرری غیر خواہ رہا۔ جسکے صلے میں اسکو متعائے ستارہ ہند درجہ اول ملا۔ دوبارہ پیچھا لکھ جانے پر فساد مچھا کر دس نے بیگانہ میں پناہ لیکر ملک کو لوٹ مار سے تباہ کیا۔ آخر کار دس برس کے بعد سرکار انگریزی کی مداخلت سے مچھا کر دس کو قیدی جاگیریں ملکر خالصے پر امن کے ساتھ راج کا منصبہ ہوا۔ مہاراجہ نے ملکی انتظام کے واسطے کرنل ٹیلر کو جو سرکاری نوکری سے علیحدہ ہو گیا تھا نوکر رکھا۔ لیکن چند روز بعد وہ یہاں بھی نہ رہ سکا۔ پھر حاجی محمد خاں جو راجپوتانہ رزیدنسنی کا زبردست میزبانی رہ چکا تھا ریاست میں دیوان کیا گیا اور سہم ۱۹۲۳ مطابق ۱۸۶۱ء میں اسکے لشکر کے مقام پر مارے جانے کے بعد مہاراجہ نے منشی مردان علی کو جس کا تعلق شہر دس میں رعنا ہے انتظام سپرد کیا جس نے کئی برس تک اچھی کارروائی کی لیکن علاقے میں اسکو پردیسی ماتحتوں نے ظلم سے خرابی اور بدنامی پیدا کر دی۔

سہم ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط میں بدانتظامی کے علاوہ مارواڑ کی رعایا پریشان ہو کر غیر علاقوں میں نکل گئی راستوں میں وہ اور انکے مویشی کثرت سے تباہ ہوئے مہاراجہ انکے پاس تو اپنے ہی خرچ کو روپے کی فریاد رہنے سے کچھ نہ تھا وہ رعیت کی مطلق دستگیری نہ کر سکا۔ لیکن رانیوں اور بعض مچھا کر دس نے مدت تک محتاجوں کو کھانا دیا۔ کنوڑ جسونت سنگہ کو گوڈ واڑ کا پرگنہ ایک لاکھ جج کے حساب سے دیا جا کر کئی دہائی بھٹی رہی تھی اس میں قحط کے سبب اسی ہزار سالانہ کی کمی ہونے سے کنوڑ صاحب نے جو دھپور اگر روپے کا

مطالعہ کیا ریاست میں خود دست لاکھ روپیہ معمول سے کم وصول ہوا تھا اس لئے مردانِ عالی
دیوان بھی مجرا دینا نہیں چاہتا تھا لیکن مناسبتی صورت قائم ہو جانے پر بڑی مشکل کے ساتھ
روپیہ ادا کرنا پڑا باقی کنوڑوں کو سوائے زور اور سنگہ کے جو پچاس ہزار تیار ہائیں ہیں ہزار
روپیہ سالانہ اور کنیرک زاد بیٹوں کو سوائے موتی سنگہ کے جس کو بڑا ہونے کے لحاظ سے بارہ ہزار
دیا گیا چھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیریں ملیں اور اسکو سب نے منظور کر لیا۔

سم ۱۹۲۶ء مطابق ۱۲۸۷ھ میں سرکارِ انگریزی اور راج جو دھپور کے درمیان منک
کی بابت عہد نامہ ہو کر سامنے آئے جسے حق کے واسطے سرکار نے سوا لاکھ روپیہ دینا قبول
کیا۔ اور ساڑھے آٹھ لاکھ من سے زیادہ منک فروخت ہونے کی صورت میں سین روپے کیلئے
اور دینا منظور فرمایا۔ تین مہینے کے بعد نافذ اور گودہ کے منک کی بابت دوسرا عہد نامہ
لکھا گیا جس کے موافق ۳۶ ہزار روپیہ سالانہ معمولی اور نو لاکھ من سے زیادہ منک کیلئے
چالیس روپے کیلئے سرکارِ انگریزی کی طرف سے جو دھپور کو ملنا قرار پایا۔ سامنے پھر جس میں آدھا حصہ
کا تھا جلد سرکاری قبضہ ہو گیا۔ لیکن نافذ اور گودہ پر بدلت کے بعد اس انتظام کی نوبت نہ تھی۔

سم ۱۹۲۸ء مطابق ۱۲۸۹ھ میں مہاراجہ نے جسمانی ضعف کے سبب اپنی بڑے کنوڑ
جسوت سنگہ کو ملکی حکومت سپرد کر دی۔ لیکن دوسرے کنوڑ زور اور سنگہ نے اس دعوے پر کہ
جسوت سنگہ احمد نگر کی پیدائش ہے اور وہ خود مارواڑ میں پیدا ہونے کے سبب ولیعہدی کا
حقدار ہے قلعہ اور شہر ناگور پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ میرا سی۔ سی۔ امپی پولیٹیکل اجنٹ نے فوراً موقع
پر پہنچ کر اپنی خوش تدبیری سے قلعہ خالی کرنا دودھ دیا۔ کنوڑ جسوت سنگہ کا احمد نگر میں وارث
رہنا بہت بڑے سچے سرکاری حکم سے ملوئی رہ چکا تھا اور وہ ہر طرح ولیعہد مارواڑ مانا گیا تھا اس
لئے زور اور سنگہ کی درخواستیں جو وہ احمد میں رکھ کر راج ملنے کے واسطے دوسرے تاک بھیجتا رہا۔
سرکار سے ہمیشہ نامعلوم رہیں۔ آخر وہ سرکاری ہدایت سے اپنے بڑے بھائی کو بزرگ دالک
مان کر جو دھپور گیا جہاں اسکو پچیس ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ملی۔

شرح ۱۹۲۹ء میں متحدہ الٹریٹیکل اجنٹ کو جو دورے میں گیا ہوا تھا ڈاکٹر نے
نے مہاراجہ کی سخت بیماری کا حوالہ لکھا اور وہ جلد واپس مہاراجہ کے دیکھنے کو گیا۔ جس

مہاراجہ کو خوشی اور اطمینان ہوا لیکن دستِ روزِ بندہ ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء کی رات میں تیس برس کے قریب راج کر کے مہاراجہ تختِ سنگہ نے وفات پائی۔ پولٹیکل اجنٹ کی موجودگی سے کوئی رانی یا پردایت وغیرہ سستی نہ ہو سکی۔ یہ مہاراجہ اگرچہ رات دن عیش و آرام میں مشغول رہنے کے سبب کلی کاروباری بہت کم خبر رکھتا تھا اور غلطی میں بھاگ کر دس کی سرکشی سے اکثر اہتری پھیل رہی تھی لیکن خاص اس کی طرف سے کسی پر ظلم نہ تھا اس لئے اس کے انتقال پر عام رعیت کو بڑا رنج گذرا۔ سرکار انگریزی نے بھی ہمیشہ اس کو خیر خواہ چناں کیا۔ جو سرکاری انسر سے اس سے ملا بہت خوش ہوا۔

مہاراجہ کو پولٹیکل انسر سے اپنے اہلکاروں کا ملنا سہ گز لپسند نہ تھا اور جس شخص کی تحشی کی طرف سے سفارش کی جاتی اس کو وہ ضرور غیر معتبر جانتا کیونکہ اس کا چناں تھا کہ خوشامدی اہلکار راج کے اندر دینی حالات اور بھاگ کر دس کے پیچیدہ معاملات ظاہر کر کے رضامندی حاصل کرتے ہیں جس کے سبب غیر دس کو مداخلت کا موقع ملتا ہے ان باتوں سے اس کی دانستندی ثابت ہوتی ہے۔ اس مہاراجہ کے ستائیں دایاں۔ سترہ پردایت اور سترہ کنیز کل ستادین عورتیں تھیں جن سے دس کنوز کنیز زاد لڑکے پانچ بیٹیاں اور نو کنیز زاد لڑکیاں نکلیں۔

اولاد پیدا ہوئی ان سب میں بڑا کنوز حبونت سنگہ راج کا مالک ہوا۔

۳۱۔ مہاراجہ حبونت سنگہ دوم

سم ۱۹۲۹ء مطابق ۱۹۲۳ء تکیم مارچ کو میجر چارلس والٹر پولٹیکل اجنٹ کے سامنے حسب دستور بھاگ کر بڑی کے راج تک کر کے پرست نشین ہوا۔ دوسرے برس مہاراجہ نے خاص جو دھپور میں دیوانی۔ فوجداری اور اپیل وغیرہ کی عدالتیں مقرر کر کے ان کے ماتحت پریکٹس میں حاکم اور بھاگ دار متین کنو اور سب عدالتوں کی اپیل غیرہ کے لئے چند سردار اور عزت دار اہلکاروں کی ایک کونسل محکمہ خاص یا مصاحب نام قرار دی گئی اس کا نگران اور انسر اعلیٰ بھیا فیض اللہ تھا کو کیا۔ جو تمام کاروبار میں مہاراجہ کا قائم مقام اور مختار عام سمجھا گیا۔

مہاراجہ نے دیکھتی اور جبرائیل کا سختی سے سد باب کیا اور دیوے اور انہار کی تعمیر میں بڑا حصہ دیا اور جنگی کی اصلاح کی۔ اور باقاعدہ ہندو مت محل اراضی جاری کیا اس نے دو جہٹیں امپیریل سر دس سواروں کی قائم کیں ان کو ۱۹۲۳ء میں جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا

اور ملکی اسلامی ۱۰۰ توپوں سے ترقی پا کر ۲۱ ضرب توپ تک پہنچ گئی۔

اگلے مہاراجہ نے میوکلج کے چننے میں ایک لاکھ روپیہ دیا تھا اس مہاراجہ نے بارواڑ کی بورڈنگ ہوس (قیام گاہ طلباء) کے لئے چھتیس سزار روپیہ عنایت کر کے اہانت دی کہ مقام کلج بننے کو کمرائے گا جس قدر پتھر درکار ہو بغیر کسی قیمت و محصول کے اسکے علاقے سے لیا جائے اسی طرح کانپور میں غدر کے بعض بہادر مقتولوں کی یادگار کے طور پر ایک گر جاتی دیوگی کے لئے پولیسکل اجنٹ کی معرفت سین پتھر مانگا گیا جس کو مہاراجہ نے منظور کر کے بغیر قیمت کر دیا یہ اپنے خرچ سے کانپور تک پتھر پہنچایا دیا اور ستمبر ۱۹۲۱ء مطابق ۱۸؎ میں مہاراجہ اپنے والد کی خاک گنگا میں پہنچانے کو بنگالہ وغیرہ کی طرف گیا۔ مذہبی رسوم سے فارغ ہو کر کلکتہ میں جناب و سیرائے سے ملاقات اور اکثر مقامات کی سیر کرتا ہوا حیدپور اور اجپیر کے رستے سے جو دھپور داخل ہو گیا۔ اسی سال میں فوج کی تنخواہ چڑھ جانے اور بہت سی ضرورتوں کے سبب مہاراجہ نے علاوہ اس میں لاکھ روپے کے جو مختلف سا ہوکاروں سے لیکر خرچ کر دیا تھا چوبیس لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے قرض لیا جس کے ادا ہونے کے لئے کئی برس کے بعد تسطین مقرر کی گئیں۔ اس سال کے آخر میں لارڈ نارنگ برک و سیرائے راجپوتانے کا دورہ کر کے ہوئے مہاراجہ کی درخواست پر جو دھپور آئے و سیرائے کا مارواڑ میں آئے کا یہ اول ہی موقع تھا اس لئے راج کی طرف سے کئی لاکھ روپیہ خرچ ہو کر روشنی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی گئی۔ اس سے تھوڑے دنوں کے بعد مہاراجہ نے شاہزادہ صاحب و ملیر سے ملاقات کی جنھوں نے اشکو اول درجے کا تمغائے ستارہ ہند عنایت کیا۔ ستمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۱۸؎ میں زیادہ قرضہ ارمی کو سبب فوج خرچ وغیرہ میں تخفیف ہو کر بھیجا منیف اللہ خاں جو روپیہ زیادہ خرچ کرتا تھا۔ صاحب اعلیٰ کے منصب سے علیحدہ کیا گیا مدت کے بعد اسکے عوض مہاراجہ کا تیسرا بھائی مہاراج پرتاب سنگھ مقرر ہوا جس نے باجوہ و احتیاط سے کام کرنے کے مسلمانوں سے نفرت رکھتی مہاراجہ کا چھوٹا بھائی مہاراج ظالم سنگھ مددگار صاحب اعلیٰ قرار دیا گیا۔

ستمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۱۸؎ میں مہاراجہ نے راجپوتانہ لائن سے جو اجپیر سے احمد آباد کو جاتی ہے ساتھ میل کی ایک ریلوے سٹیشن اپنے خرچ سے جو دھپور تک تیار کرائی جس کو بڑھا کر ناگڑ

بیکانیر کے راستے سے پنجاب تک ملا دیا ہے اسی سال انگریزی سرکار سے مہاراجہ بہتاپ سنگھ کو متوائے ستارہ ہند درجہ دوم ملا دوسرے برس ۱۸۸۶ء میں مہینے میں مہاراجہ سر بہتاپ سنگھ حضور قنبرہ ہند کے جشن جولائی یعنی پچاسویں سال جلوس کی خوشی میں شریک ہوئے گوالاٹ گیا جہاں اشکو شاہزادے صاحب دلیکزی فوجی مصاحبت اور لفٹنٹ کرنل کا دلچسپ عطا ہوا۔

مہاراجہ کا انتقال ۱۸۹۵ء میں ہوا۔ اور اس کا اکلوتا آخر و سال بیٹا سردار سنگھ سنہ نشین ہوا۔

۳۲۔ مہاراجہ سردار سنگھ

مہاراجہ سردار سنگھ ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوا۔ اسکی صغر سنی کے زمانے میں اسکے چچا مہاراجہ سر بہتاپ سنگھ نے بامداد کو نسل انتظام کیا۔ مہاراجہ کو ۱۸۹۸ء میں پورے اختیارات ملے جو دھپور کے امپریل سردس سواروں نے ۱۸۹۵ء میں سرحد پر اور ۱۸۹۸ء میں جہین میں ہات جنگ انجام دیں۔ ۱۸۹۵ء میں سکریاست بند کر کے انگریزی سکریاست جاری کیا مہاراجہ ۱۸۹۵ء میں انگلستان گیا اور اسکی ایک شادی مہارانا فتح سنگھ جی والی ادیپور کی بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۵ء کے سال نوپر مہاراجہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی بنایا گیا۔

۲۱۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کا بیٹا سمیر سنگھ اسکا جانشین ہوا

۳۳۔ مہاراجہ سمیر سنگھ

کم سن مہاراجہ جو دھپور کی نابالغیت کے زمانے میں اسکی ریاست کے کاروبار چلانے کا جو معاملہ گورنمنٹ ہند کے زیر غور تھا اسکے متعلق فیصلہ صادر کیا گیا کہ میجر جنرل مہاراجہ بہتاپ سنگھ جو اسکا دادا ہوتا ہے اور راج ایڈر کا سنہ نشین تھا۔ اپنی ریاست ایڈر کا انتظام اپنی فرزند متینے کے سپرد کر کے خود ریاست جو دھپور میں کونسل آف ریکشنی کے فرائض انجام دے گا مہاراجہ سردار سنگھ کے زمانہ نابالغیت میں بھی بہتاپ سنگھ ریجنٹ رہ چکا تھا اور کونسل کا واسطہ پسینڈٹ مہاراجہ ظالم سنگھ مقرر ہوا۔ خرد سال مہاراجہ کپتان اسٹرونگ کی ماتحتی میں رہا اپنے چھوٹے بھائی کے انگلستان میں تعلیم پاتا رہا۔ اور آخر ۱۹۱۳ء میں وہ جو دھپور واپس آیا

لارڈ ہارڈنگ ولسیرٹ ہندوستان کے جوڈھ پور شریف لیجا کر ۴ مارچ ۱۹۱۶ء کو وہاں دوبار
منعقد کر کے نوجوان مہاراجہ کو اختیارات ریاست عطا کئے اور مہاراجہ پر تپ سنگھ ریجنٹ
جو میدان جنگ میں برٹش افواج کے پہلو پہ پہلو ہندوستان کی فوج سے سرکہ آرا تھا اپنی عمر سے سو
مستحق ہو گیا اور ۱۹۱۸ء میں مہاراجہ تپ سنگھ گزر گیا۔

۳۴۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو متوفی نوجوان مہاراجہ تپ سنگھ کا سوگ اٹھایا گیا۔ اور دسمبر
مہینے کے بیسٹام کو آنجنہانی مہاراجہ کے منجیلے بھائی مہاراجہ رنجیت سنگھ منشی ہوئے
جنکی عمر اس وقت ۱۵ سال کی تھی اور ان کے والد کے چچا مہاراجہ پر تپ سنگھ یورپ سے واپس
آکر واپسی ریاست کی کمسنی کے باعث ریجنٹ کے فرائض انجام دیتے گئے۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۲ء کو مہاراجہ
پر تپ سنگھ نے انتقال کیا۔

۱۹۲۳ء میں ملک منظم نے مہاراجہ کو فوج کا آئری کپتان بنایا جانا منظور فرمایا
۱۹۲۳ء کو مہاراجہ کے مشکوے میں دلچسپ رہا ہوا۔

جو دھپور کے تمام جاگیرداروں کے قبضے میں پختہ پچاس لاکھ روپے سالانہ آمدنی
کی زمین ہے۔ سندھی صاحبزادہ عباس علیاں کی عزت تمام سرداروں سے خاص طور
پر زیادہ ہے۔

اول اور دوسرے درجے کے سرداروں کا نقشہ یہاں درج کیا جاتا ہے یہ
دونوں درجے کے سردار پانچ سو روپیہ سالانہ آمدنی پر ایک سو سوار کے حساب سے نوکری
اور حاضری دیتے ہیں۔

ب۔	نام ٹھکانا	قوم	تعداد	سالانہ آمدنی	کیسیت
۱	لوہرن	چانپاد راکھوٹ	۱۰۰	۱۰۰۰۰۰	یہ ٹھکانا بہت زبردست ہے

۲	آسوپ	کونپادت	۵	۴۰۰۰۰	راکھوڑ
۳	کھیرودہ	جودھا	۱۰	۳۰۰۰۰	الینا
۴	راس	اددات	۱۴	۴۰۰۰۰	الینا
۵	نینج	"	۱۵	۴۰۰۰۰	الینا
۶	اہوہ	چانپادت	۱۶	۱۶۰۰۰	یہ جاگیر پہلے زیادہ تھی
۷	ریان	میرتہ	۸	۳۶۱۰۰	راکھوڑ
۸	بھادراجون	جودھا	۲۷	۳۲۰۰۰	راکھوڑ
۹	رائے پور	اددات	۳۸	۵۰۰۰۰	الینا
۱۰	نچامن	میرتہ	۱۶	۴۸۰۰۰	الینا
۱۱	گھالے نراؤ	میرتہ	۴۲	۴۵۰۰۰	یہ تقریباً سو سو برس پہلے میواڑ کا تخت تھا
۱۲	آہور	چانپادت	۱۰	۲۳۰۰۰	راکھوڑ
۱۳	داسپہ	الینا	۱۳	۲۶۰۰۰	الینا

۱۴	زویت	ایضا	۱۱	۱۶۰۰۰	ایضا
۱۵	کنشالیه	کونپادت	۱۲	۱۳۰۰۰	ایضا
۱۶	لابینیا	اودادت	۷	۱۹۰۰۰	ایضا
۱۷	گلر	میرتیه	۵	۲۳۵۰۰	ایضا
۱۸	میکمیری	ایضا	۵	۱۹۵۰۰	ایضا
۱۹	بوترسو	ایضا	۲۴	۳۸۰۰۰	ایضا
۲۰	میتیا	ایضا	۲۹	۳۷۰۰۰	ایضا
۲۱	پوندا	ایضا	۶	۲۰۵۰۰	ایضا
۲۲	کشمیر	کرسوت	۳۲	۱۲۰۰۰	ایضا
۲۳	راکھی	چیران	۲۲	۲۲۰۰۰	غیر نوم جاگیردار
۲۴	کمانه	کروت	۳	۱۲۰۰۰	راکھوڑ
۲۵	مندان	میرتیه	۷	۱۷۰۰۰	راکھوڑ

۲۶	پالاسنی	اودادت	۲	۱۴۰۰۰	الصفا
۲۷	کھینواڑا	چاپناوت	۱۷	۱۶۵۰۰	الصفا
۲۸	باکرہ	الصفا	۷	۱۷۵۰۰	الصفا
۲۹	چنڈا دل	کوپناوت	۸	۲۲۰۰۰	الصفا
۳۰	اگپوہ	اودادت	۳	۲۱۰۰۰	الصفا
۳۱	آکینا داس	میرتہ	۴	۱۴۰۰۰	الصفا
۳۲	چانڈو	الصفا	۲۴	۳۴۰۰۰	الصفا
۳۳	جاولا	الصفا	۸	۳۸۰۰۰	الصفا
۳۴	پرو	الصفا	۱۲	۳۳۰۰۰	الصفا
۳۵	شیخڑی	الصفا	۱۵	۲۸۰۰۰	الصفا
۳۶	لاڈو	جودھا	۷	۲۰۰۰۰	الصفا
۳۷	کلیان پور	چوان	۷	۱۰۰۰	غیر نوم

۳۹	اکھچر ٹلہ	بھائی	۸	۱۵۰۰۰	چند رستی غیر قوم
۴۰	حصلا منڈ	رانا دت	۸	۱۵۰۰۰	غیر قوم
۴۱	دوڈیانہ	میر سید	۹	۳۳۰۰۰	راٹھور

فصل

تاریخ بیکانیر جغرافیہ

راج بیکانیر جو راجپوتانے کے شمال میں پھیلا ہوا ہے وہ زمین کے حساب سے جو دھپور کے سوا دوسری تمام ریاستوں سے وسعت میں زیادہ ہے لیکن باوجود اسکے رگیستانی ملک ہونے کی وجہ سے آمدنی خالصہ آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ تھی۔ جس کو آبپاشی کے ذریعہ ہم پہنچا کر جو پراسی لاکھ روپیہ تک موجودہ والی ملک کی بیداری نے پہنچا دیا۔ اس کے شمال میں ہریانہ علاقہ ہانسی حصار۔ مغرب میں بہاولپور اور جملگیر کا علاقہ ہے۔ جنوب میں جو دھپور کارج اور مشرق میں شیخا دانی ملک جیسور ہے۔ طول مشرق سے مغرب کو دو سو میل۔ عرض شمال سے جنوب کو ایک سو تین میل۔ رقبہ سترہ ہزار چھ سو چھتر میل مربع اور قوت سے ۲۳۳۱۱ میل مربع آبادی قریباً چھ لاکھ آدمی ریاست بیکانیر خطوط عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۴۰ دقیقہ کے مابین واقع ہے۔

اس رگیستانی ملک میں تین حصہ جاؤں کے سوا صرف ایک چوتھائی میں راٹھور سار سوت بہمن اور جوئیہ۔ داسیہ۔ سنگو یاراجپوت جو مسلمان ہو گئے ہیں چارن۔ بھٹا مالی اور نائی قوم کے لوگ آباد ہیں اور کسی قدر غارتگر چاڈڑہ اور پتھوری وغیرہ بھی بستے ہیں۔ یہ سب گوشت کھاتے ہیں اور راجپوتانے وغیرہ کے دوسرے لوگوں کی طرح پرہیز کر رکھتے ہیں۔

سار سوت برہمن بھی مثل اور ملک کے برہمنوں کے پرہیز نہیں رکھتے گوشت کھاتے اور دھنیا کو پیتے ہیں۔ کھانا کھانے کے وقت اس بات کی پروا نہیں کی جاتی کہ وہ کس کے ہاتھ کا پکایا ہوا ہے یہاں پر جانوروں میں اونٹ بہت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے جسکو کارآمد ہونے کی سبب ریتھ کی ناؤ کھنا چاہئے جنگل میں رہنے والے آدمی بھیڑ بکریاں بہت پالتے ہیں جنگلی اون سے مکمل اور دوسرے باریک کپڑے پسند کے لاف پیئے جاتے ہیں ان سب جانوروں کو دو دو چار چار روز کے بعد پینے کے واسطے پانی نصیب ہوتا ہے اور وہ عادت کے موافق اُسپر صبر رکھتے ہیں۔

درمیان ملک کے سوا جسمیں کہیں گہیوں۔ چنا اور جو بوجیا جاتا ہے عام پیداوار کی چیزیں باجرہ۔ موٹھ۔ اور تل سمجھ جاتے ہیں۔ شمال و مغربی علاقے میں اسقدر کثرت کے ساتھ پتھر کا میدان پھیلا ہوا ہے کہ جسمیں کہیں کنیر اور سریر وغیرہ کی جھاڑی کے سوا جو اکثر جانوروں کی کھالے میں آتی ہے بالکل کوئی چیز گھانسن تک پیدا نہیں ہوتی۔ سرطرت ریت کے ٹکڑے ہاروں کی طرح نظر آتے ہیں جن کے گرمی میں تیز ہوا کے سبب اڑنے اور جگہ بدلتی سے اکثر خوف رہتا ہے علی العموم کل ملک میں پانی نایاب ہے اکثر سطح زمین سے دو سو چار سو فٹ عمق پر ہوتا ہے جہاں قریب ہے زیادہ تر شور ہوتا ہے پانی جمع کرنے واسطے بچتہ حوض جن کو ٹانگہ کہتے ہیں بنا لیتے ہیں۔ ان میں برسات کا پانی فراہم کیا جاتا ہے جب وہ خرچ و خشک ہو جاتا ہے تو پھر اخصیں عمیق کنوؤں کے پانی سے کام چلتا ہے بیکانیر میں ایک کنواں تین سو چار سو فٹ عمیق کھودا تھا اسیں ایسے زور سے پانی نکلا کہ ساٹھ فٹ کے عمق تک بھر گیا اور دس فٹ سے زیادہ پانی کم نہ ہوا اور یہ بھی دریا دت ہو کہ نو دس میل کے فاصلے پر کنوؤں میں جو چیز گر گئی تھی اُس کنوئیں میں سے نکلی۔ اس تمام خرابی پر بعض قدرتی چیزیں لکڑی اور تر بوڑ جسے یہاں متیرہ کہتے ہیں بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہیں۔ تر بوڑ کی قاشیں کاٹ کر سکھا لیتے ہیں جو پیداوار کی کمی اور فحط کے موقع پر جس کا ہمیشہ اندیشہ بنا رہا ہے کام میں لائی جاتی ہیں یہاں کے جنگل کا تر بوڑ ہندوستان کے تر بوڑ سے بہت بڑا ہوتا ہے اسس سبب ہی اسکی مقدار کی نسبت مبالغہ بھی بہت کرتے ہیں مگر اسیں شک نہیں کہ بعض تر بوڑ تین یا چار

فٹ محیط کا ہوتا ہے اور جس شلخ میں لگتے ہیں وہ مثل عام ترپوز کے باریک ہوتی ہے بعض جگہ ناک اور سچی بھی بتا کر لگاتی ہے جو تیکنے کے واسطے دوسرے ملکوں ناک پہنچتی ہے اس ملک میں چند کتوں ایسے ہیں کہ ان کے پانی سے رو دا خوب جمتا ہے۔ رو ہلکینڈ اور تھماک سحرہ اگر وہ ادوہ سے شکر لاکے مصری بناتے ہیں کسر دا جمتا ہے یہاں کی مصری کل ہندوستان میں جاتی ہے سفیدی اور صفائی میں اس سے بہتر اور کہیں کی نہیں ہوتی اس رنگستانی ملک میں وقت پر باراں رحمت کے نزول سے کچھ موٹا غلہ پیدا ہو جاتا ہے اگر بدقسمتی سے بارش نہ ہوتو بس قیامت ہی آجاتی ہے ریاست کے گورنمنٹ کی مرسیا نہ توجہ سے احداث اہنار کر کے ریاست کا معقول رتبہ سرسبز و شاداب کر کے بیکانیروں کو سیر و سیاحت میں جا کر گردا گردی و محنت و مزدوری سے دن کاٹنے کی وقت اور مصیبت سے بچا لیا۔

شہر بیکانیہ جس میں سچاس ہزار کے قریب آدمی بستے ہیں کنکر ٹلی اور غیر موزوں زمین پر آباد ہے اسکے گرد و شہر ہنپاہ اور برج وغیرہ بنے ہوئے ہیں یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ طول بلد مشرقی ۷۲، ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے۔

تاریخی احوال

بیکانیہ والے جنگی ریاست اس وقت سے کچھ اوپر چار سو برس پہلے قائم ہوئی ہے جو چھوٹے کے راجپوت خاندان کی شلخ میں ہیں جبکہ مارواڑ کے راجپوت دھانی سم ۱۵۱۱ء میں پرائی راجہ جتا مندور کے عوض شہر جو دھپور آباد کیا تو اسکا ایک بیٹا بیکانام اپنے چچا کا دھل کی مدد سے تن سو راجپوت لیکر شمالی ویران علاقے میں فتح پوری کے ساتھ بڑھتا چلا گیا جنہ نے نجا نگو مقام کو سنا گھلہ راجپوتوں کو بہادار اور پول کے بھائیوں کو زیر کر کے وہاں کے رئیس کی لڑکی سے شادی کی اور کوئم دسیر مقام پر مضبوطی سے جماؤ کرنے کے بعد تمام جاٹوں کو جو مدت سے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے اور آپس کے بھیگڑوں سے ضعیف ہو رہے تھے اپنا تاج بنالیا۔ جاٹوں کے اطاعت قبول کرنے پر جنکے سردار شیخ سردار رانیہ مقام میں رہتے تھے بیکانے بھی انکے ساتھ رعایت کا برتاؤ قائم رکھا اس اتفاق سے جاٹوں نے بیکانہ کو ہر موقع پر مدد دی۔ شمالی طرف جوئیہ راجپوتوں کو زیر کر کے مغربی سمت بھائی لوگوں سے بھگاؤ مقام چھین لینے کے بعد اس علاقے میں مہیا گھ

یہی ۱۵ ستمبر ۱۵۴۵ء مطابق ۱۶ ستمبر کو منڈو چھوٹنے سے تیس برس کے بعد بیکانے اپنے نام پر شہر بیکانیر کی بنیاد ڈالی۔ یہ شہر عربی منہ شمالی ۲۸ درجہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے جب بیکانے علاقے پر چڑھ گیا تو اسکے چچا کا ندھل نے زیادہ شمالی طرف قدم بڑھا کر جالوں کی اور بجائیں منبٹ لیں جہاں انکی اولاد جو کا ندھلوت کہلاتی ہے اور فتح پور کی کھنڈ سے بہت کم رئیس کی اطاعت کرتی ہے آباد ہو آخر کا ندھل مقام حصار کے بادشاہی صوبہ دار کے مقابلے پر مارا گیا جس سے انکی ترقی کا سلسلہ رک گیا اور کا ندھل کا نامو بھتیجا بیکانہ بھی اپنی اجدادی کے قبائلیں سے چھ برس کے بعد چھپتن برس کی عمر یا گزر گیا۔

۱۔ راؤ بیکانہ

(سال پیدائش) ۱۴۹۵ء مطابق ۱۶ ستمبر ۱۴۳۹ء

(سال منہ نشینی) ۱۵۴۵ء مطابق ۱۶ ستمبر ۱۴۸۹ء

(سال وفات) ۱۵۵۱ء مطابق ۱۶ ستمبر ۱۴۹۵ء

یہ پہلا نامور شخص ہے جس نے اپنی بہت سے علوہ ریاست پیدا کر کے اپنے نام پر شہر بیکانیر بسایا مرنے کے بعد اس نے تیرہ بیٹے چھوٹے تھے جن میں سے بڑا ناراجی منہ نشین ہوا۔ دو بیٹے بیکانہ بھائی رئیس پوگل کی دختر سے تھے ان میں سے ایک کا نام گرسی تھا جسکی اولاد اس کثرت سے ہوئی کہ وہ گرسوت بیکانہ کے مشہور ہیں۔

۲۔ راؤ ناراجی

(سال پیدائش) ۱۵۶۶ء مطابق ۱۶ ستمبر ۱۵۱۰ء

(سال منہ نشینی) ۱۵۵۱ء مطابق ۱۶ ستمبر ۱۴۹۵ء

(سال وفات) الھنا

یہ چند روز راج کر کے لادو مر گیا جس سے اسکا دوسرا بھائی لون کرن ریاست کا مالک بنا۔ یہ لڑکا دختر بھائی رئیس پوگل کے بطن سے تھا۔

۳۔ راؤ لون کرن

(سال پیدائش) ۱۵۶۶ء مطابق ۱۶ ستمبر ۱۵۱۰ء

(سال منہ نشینی) سہ ماہ ۱۵۵۱ مطابق ۱۲۹۵ھ

(سال وفات) سہ ماہ ۱۵۸۳ مطابق ۱۵۲۴ھ

اس نے مغربی سرحد پر کچھ علاقہ بھائیوں کا دیا یا اسکے بڑے کنورتن سنگھ فیروزیہ کا دوسے چھوڑ کر مہاجن مقام کی جاگیر جس کے متعلق (۴۰) گاؤں تھے یعنی قبول کی جس سے لون کرن کے مرنے کے بعد اس کا دوسرا بیٹا جیہ تہا سی لچ کی گدی پر بیٹھا۔

۴۔ راؤ جیت سی

(سال پیدائش) سہ ماہ ۱۵۴۶ مطابق ۱۲۹۰ھ

(سال منہ نشینی) سہ ماہ ۱۵۸۳ مطابق ۱۵۲۴ھ

(سال وفات) سہ ماہ ۱۵۹۸ مطابق ۱۵۴۶ھ

جیت سی نے سرکش سرداروں کو دبا کر سیدرا رٹھور کی اولاد پر جودت سے یہاں آکر آزادی کے ساتھ رہتی تھی خراج اور کئی قسم کا محصول قائم کیا۔ اس کے وقت میں چھوٹے تاجی راؤ مال دیو نے بیکانیر چھین لیا تھا جو کرنل ٹاڈ کے قول کے موافق اسکے بیٹے کلیان مل کو اکبر بادشاہ کی مدد سے واپس ملا۔

۵۔ راؤ کلیان مل

(سال پیدائش) سہ ماہ ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۱۹ھ

(سال منہ نشینی) سہ ماہ ۱۶۰۱ مطابق ۱۵۴۵ھ

(سال وفات) سہ ماہ ۱۶۱۲ مطابق ۱۵۶۲ھ

کلیان مل اپنے باپ کے بعد دو برس تک بیکانیر سے علیحدہ علاقے میں گذر کر آیا سہ ماہ ۱۶۰۰ مطابق ۱۵۴۴ھ میں جب شیر شاہ بادشاہ نے نارداڑ پر ٹھہرائی کی اور مال دیو کو اس کے مقابلے کی فکر پڑی تو راؤ کلیان مل نے اپنے باپ دادا کی راجدھانی بیکانیر پر قبضہ کر لیا کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اسکو کچھ عرصے کے بعد بیکانیر اکبر بادشاہ کی مدد سے ملا۔ ہمارے خیال سے پہلا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ سہ ماہ ۱۶۱۲ مطابق ۱۵۶۲ھ میں حیکم مال دیو چکا تھا۔

کلیان مل نے اکبر بادشاہ کے ناگورائے پر اپنے بیٹے رائے سنگھ کے ساتھ پہلی بار حاضر ہو کر
بادشاہی اطاعت قبول کی اور کسی سبب سے اپنے بھائی کان سنگھ کی بیٹی اکبر کو بیاہ دی
کچھ دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

۶۔ راورائے سنگھ

(سال پیدائش) سم ۱۵۹۰ مطابق ۱۵۴۲ء

(سال مندر نشینی) سم ۱۶۲۸ مطابق ۱۵۷۲ء

(سال وفات) سم ۱۶۶۸ مطابق ۱۶۱۲ء

کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ راورائے نے بیابان خود اختیار کی کہ وہ اپنے باپ کے پھول گنگا کو بیچے
اس وقت دہلی کے تخت پر اکبر اعظم شہنشاہ تھا اور وہ اور رائے سنگھ دونوں ہم زلف تھے اس لئے
کہ دونوں سے راول حبیب میر کی دو بیٹیاں کہ باہم بہنیں تھیں سیاسی ہوئی تھیں جب راورائے سنگھ
آمیر والے مان سنگھ کے ذریعہ سے حاضر دربار ہوا تو شہنشاہ نے اسکو چار ہزاری منسوب اور راجہ
کا خطاب اور صوبہ جھارکھنایت کیا اس وقت جو دھ پور والا مال دیو معروض عتاب بادشاہی
میں تھا اسکا زخیز ضلع ناگور بھی اس سے چھین لیا تھا جو رائے سنگھ کو مرحمت ہوا اس بیان
میں بہت خلط و خبط ہے راور مال دیو اس وقت زندہ نہ تھا اور نہ ناگور کسی کو دیا گیا ہے صورت
راورائے سنگھ پر اکبر بادشاہ کی بڑی مہربانی تھی وہ مسند نشینی سے دو برس کے بعد بادشاہ
کے ساتھ اسکی شہر چڑھائی میں موجود تھا جو کجرات پر بڑی دیر می اور تیزی کے ساتھ کی گئی تھی
اور وہ مارواڑ کی ان لڑائیوں میں بھی جو راجہ چندر سین کے ساتھ پیش آئیں بادشاہی
فوج کا سرکامیاب تھا سم ۱۶۳۴ مطابق ۱۵۷۸ء میں اس نے ترسوں خاں کے ہمراہ دہلی
جاوڑ کے رئیس تلج خاں کو حبس کی اولاد میں اب پالن پور کے نواب ہیں اور سردہی کے راور
کرتان دیوڑہ کو جس نے بنادت کی تھی بادشاہی حضور میں حاضر کر دیا اور کچھ عرصہ تک آپو
پراسکے راجپوتوں کا قبضہ رہا۔ بعض تواریخ میں اسی طرح لکھا ہے سردہی کی تاریخ میں راور
سرتاں کے بیان میں اسکی تفصیل دیکھو۔

سم ۱۶۴۲ مطابق ۱۵۸۶ء میں رائے سنگھ نے ابوالقاسم کے ساتھ بلوچوں پر جا کر لکھا

فساد و درگیا۔ اسی سال راڈکی بیٹی بادشاہ زادہ سلیم یعنی جہانگیر کو بیاہی گئی۔ سہ ماہ ۱۶۴۷ مطابق ۱۵۹۱ء میں اشکوہیکا نیر کی رخصت ملی جہاں آکر اس نے فسادی جوئیہ اور جالوں کی اکثر جاگیریں ضبط کیں۔ سہ ماہ ۱۶۵۶ مطابق سنہ ۱۶۰۰ء راڈکا بڑا بیٹا دلپت سنگھ دکن سے واپس آیا اور فوجی دباؤ سے واپس حاضر ہوا۔ لیکن بادشاہ کو باپ بیٹوں کی ملاوٹ معلوم ہو جانے سے کچھ دنوں تک راڈکا کا سلام بند رکھ کر حاضری کی پھر اجازت ملی۔

سہ ماہ ۱۶۶۲ مطابق سنہ ۱۶۰۶ء میں اکبر کے مرجانے کے بعد جہانگیر نے اپنے اول جلوس پر رائے سنگھ کو ہزاری ذات کی ترقی سے پانچہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا منصب عنایت کیا جو اس وقت تک بے پورا اور جو دھپور والوں کے سوا دوسروں کو نہ ملا تھا۔ اسی برس بادشاہ زادہ خسرو نے بغاوت کی تو یہ نتیجہ دیکھ کر کو اپنے وطن بھاگ آیا۔ لیکن خسرو کے گرفتار ہو جانے کے بعد جہانگیر کے پاس حاضر ہونا پڑا۔ جہاں امیر الامرا شریف خاں کے ذریعہ سے حضور کی معافی عمل میں آئی اس کے مرجانے کے بعد بڑا کنور دلپت سنگھ جو دکن کی مہم پر گیا ہوا تھا راج کا مالک ہوا۔

۷۔ راڈولپت سنگھ

(سال پیدائش) سہ ماہ ۱۶۲۱ مطابق سنہ ۱۵۶۵ء

(سال مندر نشینی) سہ ماہ ۱۶۶۸ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

(سال وفات) سہ ماہ ۱۶۷۴ مطابق سنہ ۱۶۱۸ء

راڈولپت سنگھ کو راج ملنے کا احوال جہانگیر نے اپنے ترک میں اس طرح لکھا ہے۔ سنہ ۱۶۲۱ ہجری (مطابق سہ ماہ ۱۶۶۸ء) دلپت نے دکن سے آکر حاضری دی اسکا باپ رائے سنگھ مر گیا تھا جس سے اشکو راڈکا خطاب اور خلعت دیا گیا رائے سنگھ کے ایک دوسرا بیٹا سورج سنگھ بھی تھا جسکو وہ ولیعہد کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسکی ماں سے وہ زیادہ محبت رکھتا تھا جس وقت رائے سنگھ کے گزرنے کا ذکر میرے سامنے کیا جاتا تھا سورج سنگھ کم عمری اور کم عقلی سے عرس کرنے لگا کہ باپ نے مجھے ولیعہد بنا کر ٹیکہ دیا ہے۔ یہ بات مجھکو بری معلوم ہوئی اور میں نے کہا کہ اگر تیرے باپ نے مجھے ٹیکہ دیا ہے تو ہم دلپت کو دینی میں

میں نے اپنے ہاتھ سے ولایت کے ٹکڑے کا لگا کر اسکی موروثی جہاگیر بحال رکھی اور پٹنے کے ماعظم مرزا ستم کے مددگاروں میں مقرر کر کے اسکو دہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب عینیت کیا۔

راج پٹنے سے دو برس کے بعد ولایت بادشاہی نوکری پر سے بھاگ آیا جس سے جہاگیر نے ناراض ہو کر اس کے چھوٹے بھائی سورج سنگ کو فوج کے ساتھ راؤ کوٹ پانے کے لئے بھیجا۔ بیکانیر کے پاس مقابلہ ہونے پر ولایت سنگ شکست پا کر حصہ دار کی طرف بھاگا جہاں کے بادشاہی فوجدار ہاشم خوستی نے اسے گرفتار کر کے بادشاہی حضور میں بھیج دیا اور وہ بناوت کے جرم میں قتل کیا گیا۔

بیکانیر کی دہسی تاریخ کا بیان ہے کہ وہ اپنے ایک سردار وغیرہ کی مدد پا کر بادشاہی قید سے نکل جانے کے ارادے پر مقابلے میں مارا گیا۔

۸۔ راؤ سور سنگ یا سورج سنگ

(سال پیدائش) سمست ۱۶۵۱ مطابق ۹۵ھ

(سال مندر نشینی) سمست ۱۶۶۰ مطابق ۱۰۱۲ھ

(سال وفات) سمست ۱۶۸۸ مطابق ۱۰۳۲ھ

اس نے اپنے بڑے بھائی کے قید و قتل ہونے کے بعد راج پا کر سمست ۱۶۶۶ مطابق ۱۰۱۲ھ میں دہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب حاصل کیا اس کے وقت میں بھپاوت متاجراؤ سواروں کی ایک شاخ ہے اور جنھوں نے ملکی کاروبار میں بہت اختیار پیدا کر کے راؤ رائے سنگ کے عرصہ میں اس کے بیٹے ولایت سنگ کو راج دلانا چاہا تھا قتل کئے گئے تباہی کے بعد انکی نسل ادویور پہنچ کر پھیلی جہاں اب ملکی کاروبار میں دخل پائی جاتی ہے سمست ۱۶۸۸ مطابق ۱۰۳۲ھ میں راؤ سور سنگ دہسین کی مہم پر جہاں دیا بادشاہی فیوج کے ساتھ بھیجا گیا تھا انتقال کر گیا اور اس کے بیٹے کرن سنگ نے راج پایا۔

۹۔ راؤ کرن سنگ

(سال پیدائش) سمست ۱۶۶۳ مطابق ۱۰۱۴ھ

(سال مسند نشینی) ۱۶۸۸ء مطابق ۱۱۲۲ھ

(سال وفات) ۱۶۹۱ء مطابق ۱۱۲۵ھ

راؤ کرن سنگھ اپنی مسند نشینی سے دو برس بعد مقرب خاں کے ساتھ اور ۱۱۲۵ھ مطابق ۱۶۸۸ء میں بادشاہ زادہ اور ناک زیب کے ماتحت دکن بھیجا گیا۔ جہاں جہاں کے بہار ہو جانے سے شاہ زادہ اپنے بڑے بھائی کے مقابلے کو آگے سے کی طرف چلا تو راؤ پیر خدات کے وطن چلا آیا۔ اور اسکا بیٹا کیسری سنگھ لڑائی میں ساتھ رہا۔ اور ناک زیب یعنی عالمگیر بادشاہ بنکر راؤ کو فوج کے ذریعہ سے پکڑ لیا اور ۱۶۲۴ء مطابق ۱۱۶۸ھ میں زیادہ ناراغلی کے سبب اس کے بڑے بیٹے انوپ سنگھ کو بیگانہ کا لاک بنا دیا۔ جس کے دو برس کے بعد وہ پنج سے مر گیا۔ اس نے اپنی راج میں سنا دی سرداروں کا زور توڑ کر ریاستی انتظام عمدہ طور پر قائم کیا تھا۔

۱۰۔ راؤ انوپ سنگھ

(سال پیدائش) ۱۶۹۵ء مطابق ۱۱۳۹ھ

(سال مسند نشینی) ۱۶۹۸ء مطابق ۱۱۴۲ھ

(سال وفات) ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۴۹ھ

راؤ انوپ سنگھ نے جو اپنے باپ کی زندگی میں راج پاچکا تھا ۱۱۳۵ء مطابق ۱۶۷۹ء میں انوپ گڑھ قلعہ بنوایا اور سرکش سرداروں سے ناراغلی کے سبب غیر ملان کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی عالمگیر بادشاہ اس سے بہت خوش تھا۔

۱۶۹۲ء مطابق ۱۱۴۸ھ میں اسکو مقام سکھ علاقہ سندھ کی فوج داری اور قلعہ داری ملی اس کے بعد کئی برس تک وہ بادشاہی فوج کے شامل دکن کے مسلمان رئیسوں اور مرہٹوں سے لڑائیاں کر کے ۱۶۵۵ء میں مر گیا اور اس کا بیٹا راجہ ہوا۔

۱۰۔ راؤ سروپ سنگھ

(سال پیدائش) ۱۶۹۶ء مطابق ۱۱۴۹ھ

(سال مسند نشینی) ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ

(سال وفات) ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۱ھ
 یہ راج پاور دکن میں بادشاہ عالمگیر کے پاس حاضر رہا اور تین برس کے اندر کم عمری میں
 وہیں مر گیا جس سے اس کے چھوٹے بھائی سجان سنگ کو گدی ملی۔
 ۱۱۔ راجہ سجان سنگ

(سال پیدائش) ۱۷۴۷ء مطابق ۱۱۶۹ھ
 (سال مسند نشینی) ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۱ھ
 (سال وفات) ۱۷۹۲ء مطابق ۱۲۰۸ھ
 اس نے ۳۵ سال راج کیا اور اسکے نام پر سجان گرٹھ آباد ہوا جو اس زمانے میں مدت
 تک پولٹیکل افسر کا قیام گاہ رہا۔ اسکے وقت میں عالمگیر اور بہادر شاہ وغیرہ کے مرجائے سے دلی
 والوں کا دباؤ نہ رہا تو جو دھپور کے مہاراجہ بھیو سنگ اور اس کے چھوٹے بھائی بخت سنگ نے کئی بار بیکانیر
 لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ محمد شاہ کے عہد ۱۷۹۲ء میں اس کا انتقال ہوا اور
 اس کا بیٹا زور اور سنگ جو بیکانیر کے سبب باپ کے سامنے ہی ریاستی اختیار پانچا تھا راج کا
 مالک ہوا۔

۱۳۔ راجہ زور اور سنگ

(سال پیدائش) ۱۷۶۹ء مطابق ۱۱۹۱ھ
 (سال مسند نشینی) ۱۷۹۲ء مطابق ۱۲۰۸ھ
 (سال وفات) ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۸ھ
 یہ دسٹن برس راج کر کے لاولد فوت ہو گیا اسکے وقت میں بھی جو دھپور کے مہاراجہ
 ابھی سنگ نے کئی دفعہ بیکانیر پر چڑھائی کی۔ ۱۷۹۶ء مطابق ۱۲۱۴ھ میں جے پور کے راجہ
 سوائی جے سنگ اور ناگور کے حاکم مہاراج بخت سنگ نے بیکانیر کی مدد پر آکر انھیں سنگ کو بیچ
 کیا جس سے وہ بیکانیر کا محاصرہ چھوڑ بھاگا۔
 بیکانیر کی دسویں تاریخ میں لکھا ہے کہ مہاراجہ ابھی سنگ سو اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ
 لیا جا کر جو دھپور کا محاصرہ اٹھایا گیا۔

۱۴۔ راجہ گج سنگھ

(سال پیدائش) ۱۷۸۰ء مطابق ۱۷۹۳ء

(سال منہ نشینی) ۱۸۰۲ء مطابق ۱۷۹۶ء

(سال وفات) ۱۸۳۴ء مطابق ۱۷۸۸ء

گج سنگھ جو راؤ الوپ سنگھ کا پوتا اور آئندہ سنگھ کا بیٹا تھا اپنے رشتہ دار بھائی راجہ زور اور سنگھ کے لاؤد مرچائے پر گود لئے جا کر راجہ بنایا گیا۔ اس نے حبیلیم کے بھائیوں سے کئی سرحدی مقام چھین لئے اور بہاولپور والوں سے الوپ گڑھ قلعہ جو پہلے جاتار ہا تھا واپس حاصل کر کے ان لوگوں کی حملہ آوری روکنے کے لئے مغربی علاقہ بالکل اجاڑ دیا۔ ۱۸۱۱ء مطابق ۱۷۵۴ء میں راجہ کو دلی کے بادشاہ احمد شاہ نے فوجی مدد کے عوض سات ہزاری منصب اور حصار کا ضلع جاگیر میں دیا۔ اس راجہ نے ناگور کے مہاراج سنجت سنگھ کو جو دھپور کا راجہ بننے کے واسطے مہاراجہ رام سنگھ کے مقابلے پر اچھی مدد دی اور سنجت سنگھ کے بعد اس کے بیٹے مہاراجہ سنج سنگھ کا ساتھ دینے میں بھی کوتاہی نہیں کی جس سے کچھ عرصے تک جو دھپور اور بیکانیر میں اتفاق رہا۔ بیکانیر میں راجہ کرنے کے بعد اس کا انتقال ہونے پر گورنر راج سنگھ وارث رہا۔

۱۵۔ راجہ راج سنگھ

(سال پیدائش) ۱۸۰۱ء مطابق ۱۷۴۵ء

(سال منہ نشینی) ۱۸۳۴ء مطابق ۱۷۸۸ء

(سال وفات) ایضاً

اس راجہ کو اس کے چھوٹے بھائی صورت سنگھ کی ماں نے دو ہتھو کے اندر زہر دیکر مار ڈالا اور اس کے دو بیٹوں پر تاپ سنگھ وجے سنگھ کا بھی صورت سنگھ نے اسی طرح کام تمام کیا

۱۶۔ راجہ پرتاپ سنگھ

(سال پیدائش) معلوم نہیں

(سال منہ نشینی) ۱۸۳۴ء مطابق ۱۷۸۸ء

(سال وفات) ۱۸۳۵ء مطابق ۱۷۸۹ء

کم عمر پر پاپ سنگہ کو اسکے چچا صورت سنگہ نے اٹھارہ مہینے تک نام کے لئے راجہ بنا رکھا پھر مقام مہاجن اور بجاد راجوں وغیرہ کے سرداروں کی موافقت سے راجہ کے مارنے کا ارادہ کیا لیکن صورت سنگہ کی رحمدل بہن ملنے ہوئی تب اس نے مقام نرور کے تنگ دست راجہ کو تین لاکھ روپے کے جہیز کے لالچ سے بلا کر زبردستی بہن کی شادی اسکے ساتھ کر دی۔ بہن کے اطمینان کے لئے اگرچہ صورت سنگہ نے بچے راجہ کی حفاظت پر قسم کھائی مگر اسکے چلے جانے کے بعد راجہ مرا ہوا پایا گیا۔ جس کو یقین کے ساتھ صورت سنگہ کے ہاتھ سے ہلاک ہونا سمجھتے ہیں۔

۱۶۔ راجہ صورت سنگہ

(سال پیدائش) ۱۸۲۲ء مطابق ۱۲۶۶ھ

(سال مندر نشینی) ۱۸۳۵ء مطابق ۱۲۸۹ھ

(سال وفات) ۱۸۸۵ء مطابق ۱۳۲۹ھ

راجہ صورت سنگہ جو راجہ گج سنگہ کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بھتیجے کو مار کر گدی پر بیٹھا اور اس نے اپنی ظالم طبیعت سے بھائی بھتیجوں کو قتل یا اپنے ملک سے خارج کر کے کوئی دعویدار باقی نہ رکھا۔ ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۹۹ھ میں راجہ نے کئی ہزار فوج بہادر پور کی طرف بھیجی جو وہاں کا علاقہ لوٹنے کے بعد شکست کھا کر واپس آئی۔ ۱۸۶۱ء مطابق ۱۳۰۸ھ میں مسلمان بھائی راجہ پوتوں کے قبضے سے قلعہ بھٹنیر چھین لیا گیا جواب تک بیکانیر کے متعلق چلا آتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد جو دھپور کے مہاراجہ مان سنگہ کے برخلاف وہاں کے دعویدار دھونگل سنگہ کا ساتھ دیکر صورت سنگہ نے پوہس ۲ لاکھ روپیہ جو اس وقت اس دیران جنگی ریاست کی پانچ برس کی آمدنی تھی خرچ کر ڈالا لیکن نواب اسمیر خاں کے دباؤ سے جو مان سنگہ کی مدد پر تھا شکست کھا کر چھوڑ دی مقام ہمیشہ کے واسطے جو دھپور کے قبضے میں دیا اور دو لاکھ روپیہ فوج خرچ کے بابت نواب کو دینا پڑا۔

۱۸۶۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ میں سرکار انگریزی نے دوسری ریاستوں کی طرح راجہ

صورت سنگہ کے ساتھ بھی عہد نامہ طے کر کے بیکانیر کو اپنی حفاظت میں لیا اور اس سبب سے کہ پہلے کسی بادشاہ یا مرہٹوں نے اس ویران ملک پر خراج قائم نہ کیا تھا۔ اس لئے سرکار

انگریزی کو بھی اس وقت کوئی رقم دی جانی قرار نہ پائی۔ آخر عمر میں راجہ نے عام رعیت سے ظلم کے ساتھ بہت روپیہ وصول کیا جو باپ و درہوئے کے خیال خام سے لالچی اور حکمتار بہمنوں کو دیا جاتا تھا۔ کاشتکار لوگ تنگ اگر غیر علاقوں میں جا بسے اور ملکی خرابی کی حالت میں راجہ نے چالیس برس راج کر کے اس جہاں سے کوچ کیا۔

۱۸۔ راجہ رتن سنگھ

(سال پیدائش) ۱۸۳۷ء مطابق ۱۲۹۱ھ

(سال منہ نشینی) ۱۸۸۵ء مطابق ۱۲۹۲ھ

(سال وفات) ۱۹۰۸ء مطابق ۱۲۵۲ھ

یہ راجہ جبکہ ریاست کی تباہ حالت اور سرداروں کی بغاوت سے ہر طرف ٹوٹا ہوا رہا تھی گدی پر بیٹھا اس نے راج پاتے ہی حبسلیہ پر چڑھائی کر دی جہاں کے لوگوں نے اسکی رعایا کو ستایا تھا حبسلیہ کے قریب بڑی لڑائی ہوئے کوکھی کہ سرکار انگریزی نے عہد نامے کے برخلاف راجہ کو تانے میں فساد کی صورت دیکھ کر مہارائے او دیپور کے ذریعہ سے دونوں ریاستوں کو دو ٹکے نقصان کا عوض دلا دیا۔

۱۸۸۶ء مطابق ۱۲۳۰ھ میں راجہ نے سرداروں کے دباؤ کو انگریزی فوج مانگی لیکن

وہاں سے اعتراض ہو کر انکار کر دیا گیا۔ ۱۸۹۱ء مطابق ۱۲۳۵ھ میں بیکانیر و حبسلیہ کا سرحدی فساد جو مدت سے چلا آتا تھا اسکو سرکار نے ایک انگریزی انسر کے ذریعہ سے دور کر دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد راجہ نے پڑائے زمانے کے طور پر علاقہ بڑھانے کے خیال سے سرکاری ضلع جھار کی طرف بے جا ارادہ کیا جو فوجی دھمکی سے زبردستی روک دیا گیا۔ اس راجہ نے بالیس پورس راج کرنے کے بعد وفات پا کر اپنے کنویر سردار سنگھ کو چھوڑا جس کے آئندہ صحیح المنہب اولاد نہ ہونے سے راجہ صورت سنگھ کی اولاد کے قبضہ سے راج جاتا رہا۔

۱۹۔ مہاراجہ سردار سنگھ

(سال پیدائش) ۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۹۹ھ

(سال منہ نشینی) ۱۹۰۸ء مطابق ۱۲۵۲ھ

(سال وفات) ستمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۲۸۶ھ

اس مہاراجہ نے ستمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۲۸۵ھ کے عذر میں کئی انگریزوں کو پناہ دیکر باستی
حصار کی طرف باغیوں کے مقابلے کو اپنی فوج بھیج دی جس کے عوض اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ
کی سفارش اور دلسیرائے ہند کی منظوری سے مہاراجہ کو گود لینے کی سند کے علاوہ اکتالیس
گالوں جنگی سالانہ آمدنی چودہ ہزار میں سو مقرر ہو گئے۔ اس کے واسطے عنایت ہو کر ستمبر ۱۹۱۷ء مطابق
۱۲۸۶ھ میں ان پر دخل دلایا۔ ان گالوں پر کئی برس کے بعد معمول سے زیادہ محصول
لگانے کے سبب فریاد ہوئی۔ اس لئے دلسیرائے کی طرف سے ہدایت ہو کر ستمبر ۱۹۲۴ء
مطابق ۱۲۸۶ھ جبکہ محکمہ پولیٹیکل سسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل بیکانیر کے لئے بیکان گڑھ میں
قائم ہونے کا حکم کپتان پاؤلٹ پولیٹیکل ہنر کی معرفت اس شکایت کا مناسب فیصلہ ہو گیا۔
مہاراجہ کے بین سال عہد میں مبن سے زیادہ کا دانا بکے لالچ اور اپنی ناقص نظام
کے سبب سے بدلے گئے آخر مہاراجہ نے دیکھی لوگوں کو زیادہ بے وفا اور خود مطلب پاکر
اول منشی ولایت حسین کو جو ڈپٹی مجسٹریٹ تھا اور پھر پنڈت من بھول کو جو اسٹریٹس
کمشنر تھا انگریزی علاقے سے دیوان کے عہدے پر طلب کیا۔ نیز مزاج منشی سے تو رعایا اور
سردار بر خلاف ہو گئے اور مسکین پنڈت کو مہاراجہ نے ناپسند کر کے ہمیشہ اپنے پاس نہ آئے
دیا اس لئے انتہا درجے کی بدانتظامی کے سبب کپتان ایڈورڈ بریڈ فورڈ پولیٹیکل اجنٹ
جیو رسرکاری حکم سے بیکانیر گیا۔ اور فنانس لکچر کم کر اگر مہاراجہ کو نیک صلاحیں دیں جس
سے پنڈت من بھول سی۔ ایس۔ آئی۔ اے۔ کی مدد کے واسطے ایک پنچائت مقرر ہوئی
لیکن خود سر رئیس کے آگے وہ محض بیکار رہی۔

ریاست کی استبری کے وقت ستمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۲۸۶ھ ۱۶ مئی کو صبح کی وقت
مہاراجہ سردار سنگھ نے انتقال کیا۔ اس نے ایک کینرک زاد بیٹے کے سوا
جو راج کا مالک نہیں ہو سکتا تھا کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ یہ مہاراجہ ملن جو صلہ اور فیاض
شخص تھا۔ آخر عمر میں چوتھی وغیرہ لوگوں کے بہکانے سے پرانی رسموں کا زیادہ پابند
اور ملکی انتظام سے غافل رہ کر آرام طلب ہو گیا تھا۔ جس کے سبب اکثر شکایتیں ہوئیں

۲۰۔ مہاراجہ ڈونگر سنگہ

(سال پیدائش ۱۹۱۱ء مطابق ۱۸۵۵ء)

(سال مسند نشینی) ۱۹۲۹ء مطابق ۱۸۷۳ء

(سال وفات) ۱۹۳۲ء مطابق ۱۸۸۸ء

ڈونگر سنگہ جو مہاراجہ گج سنگہ کی اولاد میں سے چھٹی پشت میں مھاٹری رانی اور اہلکاروں وغیرہ کی صلاح سے کپتان بریڈ فورڈ اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل کے بیکانیر پہنچے پر گولے جا کر راج کا مالک بنایا گیا اور ۲۲ جنوری ۱۸۷۳ء کو کرنل سویلوس ہیلی اجنٹ گورنر جنرل نے اسکو سرکاری خلعت۔ ریاستی اختیار۔ اور خزانہ وغیرہ حوالے کیا۔ دوسری برس نہڑت من بھول دیوان جس نے اپنی آخر عمر کا حصہ راج بیکانیر کی بہتری میں صرف کیا مھاٹری سے استفادہ کر کے علیحدہ ہوا۔ مہاراجہ نے اسکو خلعت اور جائیدادیں دیں تاکہ ایک اپنے باپ لال سنگہ کو پیسہ کا افسر مقرر کیا۔

۱۹۳۲ء مطابق ۱۸۷۶ء میں مہاراجہ مذہبی یاترا کے لئے بنگالہ والہ آباد وغیرہ کی طرف گیا جہاں کی سرسبزی و آبادی سے جس کا نقشہ بیکانیر والوں کی نظر سے اپنے رنگستانی اور دیران علاقے کے سوانہ گزرا تھا انکو زیادہ تعجب ہوا۔ دوسرے سال مہاراجہ اپنی شادی کر کے کو مقام بھونج راجدھانی کچھ علاقہ کاٹھیاواڑ کو گیا جہاں سے ہندو مقام میں پہنچ کر کشتی کی سواری پر وادار کا کے درشن کو روانہ ہوا۔ اس مختصر دریائی سفر میں بیکانیر والوں کے ہوش و حواس جاتے رہے اور انھوں نے اپنی دیوی ماما سے منتیں مانیں کہ اگر ہم صحیح و سلامت اپنے رنگستانی ٹیبوں میں پہنچ جائیں تو پھر ہرگز دریا دسمندر کی طرف نہ کریں گے۔ کچھ دنوں کے بعد سیفر جلد طے کر لیا گیا۔ بیکانیر واپس آنے پر مہاراجہ کو ریاستی مشکلوں نے گھیر لیا۔ ساہوکاروں وغیرہ نے شکایتیں کیں کہ مہاراجہ روپیہ جمع کرنے کی فکر میں رعایا پر سختی کرتا ہے روپیہ دورہ کرنے کے عوض دفن ہوتا ہے۔ علاقے میں واردات کی کثرت کے سوا سرداروں نے ہمیشہ ریاست سے ناراضی ظاہر کی لیکن وہ خود بھی اپنی رعیت پر ظلم اور غیر علاقوں میں جرم کرتے تھے جس سے سارا ملک آفت و مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔

سمت ۱۹۴۷ء مطابق ۱۸۸۴ء میں جبکہ جاگیرداروں کا فساد انتہا درجے کو پہنچ گیا اور کئی بار سرکاری ہدایت اور ریاستی فوج کشی سے بھی رعایا کے آرام و ملکی انتظام کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ نوکریل سر اوڈور ڈبیرڈ فورڈ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اجنٹ گورنر جنرل سرکاری فوج لے کر ریاست میں گیا فساد کی سر داریاں کے طلب کرنے پر حاضر ہو گئے جو قید کر کے اجمیر بھیجے گئے مہاراجہ ڈونگر سنگھ سے کیا راہ بر سر حکومت کے بعد ریاستی اختیارات منبط ہو کر کپتان ٹالہٹا پولیسکل سپرنٹنڈنٹ کو سپرد وکلی گئے اور اسکے ماتحت منشی امین محمد دیوان اور کئی شخصوں کی پنچایت تمام علاقے اور صدر کی کچھ لوں کا اپیل سننے کو قائم ہوئی۔

باہمی سرخ و فساد نے وہ نتیجہ پیدا کیا جو ہر طرح امن و امان کا باعث ہے اب انگریزی رعب سے کسی کو سرکشی کی مجال نہیں رہی۔ معزولی سے تین برس کے بعد ۱۹۰۱ء۔ اگست ۱۸۸۴ء کو مہاراجہ ڈونگر انتقال کر گیا اور اس کا چھوٹا بھائی وارث مانا گیا۔

۲۱۔ مہاراجہ گنگا سنگھ جی

(سال پیدائش) سمت ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸۶۹ء

(سال مندر نشینی) سمت ۱۹۴۴ء مطابق ۱۸۸۶ء

یہ مہاراجہ ۳۱۔ اگست ۱۸۸۶ء میں اپنے بڑے بھائی کی جگہ گدی پر بٹھائے گئے انھوں نے میو کالج اجمیر میں تعلیم پائی۔ ان کے جوان اور ہوشیار ہونے تک بدستور سرکاری انتظام رہا کئی فساد کی بھڑک چھوڑا چار سال پہلے بلوے کے سبب گرفتار ہونے کے بعد اجمیر بھیجے گئے تھے۔ سمت ۱۹۴۵ء مطابق ۱۸۸۷ء کو اگست کے مہینے میں ان کو انگریزی سرکار سے واپس بکائیر آئی کی اجازت ملی۔ اسی سال ۱۱۔ اکتوبر کو خان بہادر منشی امین محمد دیوان نے انتقال کیا ریاست سے پرورش کے طور پر اس کے بیٹے کے نام پر ڈیرہ سور و پیا ماہوا مقرر فرمایا۔

۱۸۸۹ء اور ۱۸۹۳ء کے درمیان میں پاک امپیریل سروس میں کورپالسٹو سپاہیوں کی قائم کی گئی اور اسے گنگا رسالہ کا نام دیا گیا اس رسالے نے پیدل رجٹ کے طور پر ۱۹۰۷ء میں چین میں خدمات انجام دیں اور ۱۹۰۷ء دستہ مسیحی میں اسکے دو سو پچاس سپاہیوں کے دستے نے شمالی سینڈ میں جنگ میں حصہ لیا۔ اور گذشتہ جنگ جرمنی میں مصر میں خدمات

انجام دیں۔ مہاراجہ کی چین کی عملی خدمات کے صلے میں گورنمنٹ نے قیصر شاہ کا متعا درجہ اول اور جی۔ سی۔ آئی۔ اسی کا اعزاز عطا کیا۔

۱۸۹۶ء میں ۴ لاکھ شستر ہزار صرف سے دریائے گھاگرہ سے ریاست لے نہریں کھدوائیں اور اسی سسہ میں کولے کی کان بیکانیر کے جنوب میں چوڈھا میل کے فاصلے پر پالانامیں دریافت ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ اس میں مین لاکھ ٹن کوئلہ ہے۔

۱۶۔ دسمبر ۱۸۹۹ء کو جمہور کے روزنوجوان مہاراجہ کو مسٹر مارٹنڈیل احنٹ گورنر جنرل نے باضابطہ مسند نشین کیا ہذا کسٹنسٹی ڈاب گورنر جنرل اور دسیرائے سن نے ایک تہنیت آمیز خط مہاراجہ کو بھیجا اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مہاراجہ کو ایک قیمتی مرصع ہار اور ایک شمشیر بطور نشان اعزاز بھیجی گئی صاحبزادہ حمید النظم خاں جو ڈاب بخیب الدولہ کے مشین سے ہیں انکی نیابت میں مدارالمہامی کا کام انجام دیتے تھے۔ جو پہلے سے اس کام پر مامور تھے۔

۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۲ء کے درمیان میں ریاست نے ۲۵۰ میل لمبی ریلوے لائن جنوب میں مارواڑ سے بیکانیر ہوتی ہوئی شمال مشرق میں پنجاب کی سرحد تک ۱۵ لاکھ روپے کے صرف سے تیار کرائی۔

۱۸۹۹ء میں جو قحط پڑا تو بیکانیر اور جوڈھپور کی رعایا گھر بار اور شہر چھوڑ چھوڑ کر چاروں طرف گئی۔ مارواڑ اور بیکانیر میں پانی اور چارے کے قحط سے مویشی اور انسان دونوں کا برا حال تھا ہزار ہا مویشی مارے پیاس کے مر گئے اور انکے مالک جو سبھال اور آسودہ تھے بھیکیں مانگنے لگے مارواڑ میں دوپیسے کو بکری بھی۔ چار چار روپے میں گھوڑے بکے۔ چار آنے سے دو روپے تک گائے بیل بچے ترہو بیکانیر اور جوڈھپور کی رعایا کا برا حصہ ترک وطن کر کے دیگر علاقہ تجارت اجیر والاہ و ممالک شمال و مغرب اور دھار و پنجاب وغیرہ میں چلا گیا۔ اور وہاں ہر ایک شہر و قصبے کی گلی کوچوں میں گردہ در گردہ بھیک مانگتا پھرتا تھا حکام ضلع اجیر نے ایک خاص تدبیر کی کہ ہر ریاست کی رعایا کے لئے علیحدہ علیحدہ احاطے قائم کئے اور وہاں ان کی رہائش کے لئے جھونپڑیاں وغیرہ بنوا کر رکھا اور ہر ایک ریاست کی رعایا کو

علی علیہ السلام امدادی کاموں پر لگایا اور ریاستوں کو اطاعت دی کہ اس قدر قحط زدہ آدمی ریاست کے یہاں کام پر لگائے ہوئے ہیں اور یہ کام محض ریاستوں کی رعایا کی جان بچانے کے لئے کھولنے گئے ہیں یا تو اپنی رعایا کو لیجا کر ریاست میں انکے لئے کام کھولو۔ ورنہ تمام ایسے کاموں کا خرچ ریاستوں سے لیا جائیگا اس کا رد وائی کا فوری اثر یہ ہوا کہ ہر ایک ریاست نے اپنے اپنے متہداجہ میں بھیج کر اپنی رعایا کو دالیں بلالیا مہاراجہ نے اس قحط میں دریادلی اور سیدامغری سے کام لیا اور دلی دربار کے موقع پر ۱۹۱۱ء میں گورنر نے ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا ۱۹۰۵ء و ۱۹۰۶ء میں جب ملک معظم حاج نجم اپنے زمانہ ولیعہدی میں ہندوستان آئے تو مہاراجہ انکے ایڈیکٹنگ تھے۔ ۱۹۱۱ء میں یونیورسٹی کمبرج نے انکو ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری عطا کی

۱۹۱۱ء میں تقریب دربار تاج پوشتی جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا انکو خطاب ملا۔ ابتدائے جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں مہاراجہ نے بذات خود شریک جنگ ہونگی سرکار میں درخواست دی جو منظور ہو گئی۔ ۱۹۱۵ء کے سال نو پر مہاراجہ کی ذاتی سلامی ۱۹ نوپ مقرر ہوئی اور کے۔ سی۔ بی بتائے گئے۔

جنگ عظیم کی صلح کانفرنس جب پیرس میں منعقد ہوئی تو ہندوستان کی طرف سے جو صلح کے ٹولیکسٹ شرکت کے لئے بھیجے گئے ان میں مہاراجہ بھی تھے اور اختتام کانفرنس ہندو کے بعد ۱۶ جولائی ۱۹۱۹ء کو ہندوستان دالیں مزاجت فرمائے مہیسی ہوئے باوجودیکہ انکی درخواست پر پبلک استقبال کی تجویز منسوخ کر دی گئی مگر اس پر بھی گھاٹ پر انکا پر تپاک استقبال ہوا۔

متحدہ دالیان ریاست مہیسی کے نامور رؤسا اور سیکانیر کے اہلکار اور سربراہ اور مارواڑی تجار مساودت وطن پر دیکھ کہ جو جو تھے مہاراجہ کو کثرت بھولوں کے ہار پہنائے گئے وہ چند منٹ تک حاضرین سے گفتگو کر کے تاج محل ہوٹل میں گئے جہاں سے شب کو اسپیشل ٹرین سواری کر سیکانیر پہنچے۔

آجکل مہاراجہ صاحب الودان رؤسا کے چنسلر ہیں اور دلی ریاستوں کے

مشتق جملہ ابواب میں ان سے مشورہ ہوتا ہوا دران کا قول تفصیل مانا جاتا ہے۔

فصل

تاریخ حبسلیہ جغرافیہ

حبسلیہ انتہائی مغربی راہبوتانہ میں ایک چھوٹی ریاست ہے جس کے شمال میں بیکانیر و بہار و لپورہ مغرب میں ملک سندھ جنوب میں چوہدر کا علاقہ مشرق میں چوہدر اور بیکانیر کا راج ہے۔ پانچ سو برس پہلے یہ ریاست بڑی خیال کجانی تھی لیکن رفتہ رفتہ دوسرے لوگوں یعنی چوہدر بیکانیر بہار و لپورہ اور سندھ والوں نے ترقی پا کر چاروں طرف سے یہاں کا علاقہ دبا لیا تو بھی ان کیستانی ریاست کا رقبہ اب سولہ ہزار بائیس میل مربع رہ گیا ہے اور سرسبزی نہ ہونے کے سبب اتنے بڑے علاقے میں ۸۸۲۷ آدمیوں کی آبادی لگنی جاتی ہے راج کی فوج ایک ہزار سی خالصہ کی آمدنی اگلے زمانے میں سوا لاکھ سالانہ تھی جس میں سے آدھار و سپہ زمین کی لاگت سے اور نصف بیکانیر کی طرح سارے علاقہ و صواہر محصول اور انکس محصول یعنی خالصہ شماری مردم شماری اور مولشی کے حساب سے وصول ہوتا تھا لیکن اس وقت میں یہ آمدنی بڑھ کر دو لاکھ چالیس ہزار روپے سالانہ کو پہنچ گئی ہے اور پہلے زمانے میں سوا لاکھ روپے سالانہ کے قریب ہوا تھا کی جاگیر سمجھی جاتی تھی جس نے خالصہ کی ترقی کے ساتھ ترقی کی ہوگی۔

حبسلیہ کے کل گاؤں چار سو اسیٹھ ہیں جن میں سے دو سو چوبیس خالصہ کے ہیں اور دو سو ستائیس راہبوتوں چاروں اور اہلکاروں وغیرہ کے قبضہ میں ہیں بھائیوں میں جاگیر زمین اکثر برابر تقسیم ہو جاتی ہے جس کو ریاست پسند نہیں کرتی کیونکہ ایک دوسرے کی ماتحتی کا سلسلہ ٹوٹنے سے عام طور پر خود سری کے سبب جلد بے انتظامی پھیل جاتی ہے۔

یہ ریاست اسی قطعہ ملک کا ایک خیزہ ہے جسے ہندوستان کے قدیم جغرافیہ میں

ماستھل لکھا ہے یہ ریاست خطوط عرض بلحاظ ۲۶ درجہ ۸ دقیقہ و ۲۸ درجہ ۲۸ دقیقہ اور
خطوط طول بلحاظ ۷۰ درجہ ۳۴ دقیقہ و ۷۲ درجہ ۵۱ دقیقہ کے درمیان واقع ہے علاقے میں ہر
طرف ریت کا میدان ہے صرف جنوبی طرف کچھ پہاڑی اور جھاڑی پائی جاتی ہے جس میں
چالوروں کے چرنے کے لائق چارہ پیدا ہوتا ہے۔ رگستانی ٹہیوں کے پاس بھی اکثر خاردار
جھاڑی اور بھوڑٹ وغیرہ گھاس ہوتی ہے جو یہاں کے روڑ اور اونٹوں کے واسطے بہت
کارآمد ہے پانی کی سخت ضرورت کے سبب ہر مقام پر تالاب کھودے گئے ہیں جو بارش
کے دنوں میں بھر جانے سے کچھ عرصے تک آدمی اور چالوروں کی زندگی قائم رکھتا ہے کاشتکار
سمجھے جاتے ہیں۔ غلہ حبسیں اکثر جنگہ باجرا اور گہن موٹا اور موٹھ بولی جاتی ہے بارش
کے بغیر کنوؤں کے ذریعہ سے چوئقد میں کم اور گہرائی میں زیادہ ہیں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا
ملک میں اکثر بھاڑی راجوت۔ پکلی وال رہن کسی قدر جاٹ اور گڈریے وغیرہ قوموں کے
لوگ بستے ہیں کھانے پینے کے برتاؤ میں نہایت سادگی برتی جاتی ہے یہاں تک کہ غیر
ذات کے لوگوں سے پرہیز اور بچاؤ کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔

اس رگستانی ملک کی راجدھانی یعنی شہر جسیلمیر جس کو راول جسیل نے درمیانی بارھویں
صدی عیسوی میں عرض بلحاظ ۲۶ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلحاظ ۷۰ درجہ ۵۸ دقیقہ پر آباد کیا انیسویں
لمبی چوڑی پہاڑی کے جنوبی کنارے پر بسا ہوا ہے شہر سینہ اور اسکے بنیج تھروں سے چنے
گئے تھے جو اب اکثر جنگہ سے گر گئے ہیں۔ اس میں میل لمبے شہر میں صرف چار دازے ہیں اور
آبادی کے جنوبی حصے میں پون میل مربع اور دوسو ڈٹ سے زیادہ بلند پہاڑی پر ریاست
کا قلعہ بنا ہوا ہے جس میں مہاراول صاحب کا خیر دار محل خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔
شہر میں اکثر مکان نچتہ بنے ہوئے ہیں اور مہاراول بھی وہیں رہنا پسند کرتے
ہیں۔ لیکن قلعہ کے سامنے والی کسی قدر درست دکانوں کے سوا اور کسی طرف رونق
دار بازار وغیرہ نہیں ہے۔

قوم

جسیلمیر کے مہاراول جو چند رہنسی سری کرشن کی اولاد میں سمجھے جاتے ہیں۔ قومی

لحاظ سے راجہ راجندر کی سوریج منشی نسل سیدوید وغیرہ کے سوا تمام راجپوتوں سے بہتر
اور قابلِ تعظیم خیال کئے گئے ہیں۔

اول چندر منشی راجہ جو تاناہ سے ہندوستان میں آیا جو ہندوؤں کا قدیمی وطن
ہے اس کا نام پدھ یا پدھ دیو تھا اور وہ کسی شخص انڈو یعنی چاند نامی کی اولاد میں تھا اسکو
مرکری بھی کہتے ہیں یہ شخص ستھیا نسل سے تھا جو اس میدان میں بود و باش رکھتی تھی
جو اہل سنگری کہلاتا ہے اور وہاں سے ترکستان تاک اور اس قوم کی صفت قدیم آفتاب
پرستی بھی بعض نے تمام راجپوتوں اور جاٹوں کو ستھیا نسل سے منسوب کیا ہے ان اقوام
میں اب بھی بعض وہی عادات و توہمات پائے جاتے ہیں جو قوم ستھیا میں دیکھنے میں آتے
ہیں بعض زمانہ حال کے مورخ ستھیا نسل کے لوگوں کو منل نسل سے تسلیم کرتے ہیں لیکن
اب ان لوگوں کی آریہ نسل موثری شہادت روز بروز مضبوط ہو رہی ہے الفسٹن صاحب
کہتے ہیں کہ جاٹ ستھیا والوں کی نسل میں ہوں تو ہوں مگر راجپوت سب کے سب خالص
ہندو ہیں اگر یہ کہا جائے کہ ہندو اور ستھیا والے ایک ہی نسل سے پیدا ہوئے اور پیچھے
اپنے اپنے مخصوصات کے سبب جدا جدا دو قومیں ہوئیں تو اس حوالے پر شک کو کرنے کی
کوئی حاجت نہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ایسے زمانے میں جسکی تاریخ موجود ہے ان دولاں
قوموں میں اجتماع واقع ہوا تو اس بات پر شکوہ ہے کہ غیر ملک کے لوگوں کا زنا دار
قوموں میں مخلوط ہو جانا ایسی بات ہے کہ جس کا منو نے کبھی خیال تک نہیں کیا۔ منو کا زمانہ
زبریں قبل حضرت مسیح سے سمجھا جاتا ہے اور ستھیا کے ملک کے لوگ سنہ عیسوی کے شروع
میں ہندوستان میں نقل مکان کر کے آئے تھے پس یہ خیال کرنا گہایت فخر و شجاعت رکھتی
والی قوم میں غیر ملک کے لوگوں کا ایسے زمانے میں داخل اور مخلوط ہو جانا جلیلہ منو کے مجموعے
میں ہندوؤں کی قوموں کے آپس میں نہایت کامل امتیاز قائم ہو چکا تھا نہایت دشوار
ہے اس میں کلام نہیں کہ ہندوستان میں اول آریہ چار ہزار برس پیشتر آئے تھے جن کی
اولاد برہمن اور راجپوت ہیں بعد اس کے تاک شک چھٹی صدی قبل از مسیح میں آئے
اور پھر ستھین سنہ عیسوی کے شروع میں آئے اور سب سے بعد جیٹ جو ستھین سے

نکلنے کے دعوے میں شریک ہیں آئے۔ تیمورتا تار میں جن جریٹ سے لڑا کرتا تھا اس سے وہ جاٹ مراد نہیں جو آگرے کے قریب وجود میں رہتے ہیں جن لوگوں کو چینی یو کی اور تاتاری جیٹ اور ادبھن انگریز موسخ جیٹ کہتے ہیں۔ وہ ایک قوم تاتاری علیحدہ ہے لیکن استابل سے کام لینے والے انھیں جاٹوں کو انھیں جیٹ کی اولاد مانتے ہیں اس حیلہ معترضہ کے بعد کہتا ہوں کہ بھاگوت میں لکھا ہے کہ بدھ جو دانا اور داتا تھا بھرت کہنڈ میں ریاضت کرنے کے لئے آیا تھا اس نے ایلا سے شادی کی اس سے پردربانی متھر پیدا ہوا اسکے چھ فرزند ہوئے ایک ان میں کا آکوتھا جس سے چند رسن ہندوستان میں جاری ہوا۔

مگر بران میں تحریر کیا ہے کہ کشواک کی بیٹی ایلا جنگل میں پھرتی تھی ناگاہ بدھ یعنی مرکزی فرزند اُنڈ نے اس کو پکڑ کر اس سے صحبت کی اور حمل رہا اور اسکی اولاد سے چند رہنسی نسل پیدا ہوئی اور یہی شخص ہادی مذہب بھی بنا اور خاص ہندوستان میں یہ مذہب اسکے ساتھ آیا اسکی اولاد بھی بدھ عقائد کی گرم خوش معادن بھی جو بتاک کہ کرشن اور اشور کے پوجنے والوں نے اُنکے مذہب میں رخنہ نہ ڈالا۔ بلکہ خود کرشن قتل از بنا کرنے ایک نئی مذہب کے بدھ کی پرستش کیا کرتا تھا مردوں کو چتا پر جلانے اور انکی خاکستر پر گنبد بنانے اور عورت کے خاوند کے ساتھ سستی پونہنی رسمیات بدھ نے قوم میں داخل کی۔

اس بدھ نامی کے پڑپوتے تیانی کے تین بیٹوں میں سے ایک کا نام بدھ تھا جس کی اولاد دیا و دیا جا و کہلاتی ہے خاندان جیسلمیر درج یعنی اقوام بھائی و بھائیہا درجن میں جاڑیچ بھی کہتے ہیں جو تمام ریشتان ہند میں سٹیج سے سمندر تک پھیلی ہوئی ہیں بیان کرتی ہیں کہ ہم خاندان چند رہن بدھ و کرشن میں ہیں اور خاندان چند رہنسی کے بانی بدھ سے کرشن وجہ ہشتہر تک عرصہ بارہ سو سال کا عادی ہے خاندان چند رہنسی کو چند راوت بھی بولتے ہیں بوفے انسانوں میں لکھا ہو کہ کرشن کے بیٹے دریائے گنگا کے پار جانے پر مجبور ہوئے اور وہ راجپوت جو اس خطے یعنی دریائے گنگا کے اُس طرف سے سندھ اور گجھ میں اس زمانے میں آئے ہیں قوم یادو یا جاو میں سے ہیں۔ جاٹ قوم کی بعض باتوں سے انکا کاس یادو میں سے دریافت ہوتا ہوا درانکا اصلی سکن مغرب دریائے سندھ

یاما جاتا ہے اس سے واقعات یاد دہی کہ وہ زابلستان سے آئے تھے تائب ہوتی ہے اور اس قوم کے کرشن سے پیدا ہونے کا گمان رفع ہوتا ہے

تنبیہ بدھ یعنی مرکری اور مشہور بانی مذہب بدھ میں فرق ہے اس لئے کہ مرکری چند ریشی ہے اور مذہب بدھ کا بانی سکیا منی یا گوتم جھپتری اور سورج منشی نسل کا تھا اور کیلا واقع شمالی گو کی پور کا باشندہ تھا گوتم جبکہ پیدا ہوا تب ہندوستان کے تمام شمالی حصوں میں بدھ کا مذہب رائج تھا اور ہمنوں کا مذہب صرف چھوٹے سے ملک قنوج میں رواج رکھتا تھا۔ اس دینا میں اور اس سے پہلی دیناؤں میں بہت سے بدھ ہوئے ہیں لیکن جن سات اخیر بدھوں کا حال بیان کیا گیا ہو ان میں گوتم کو ساتواں بدھ خیال کرتے ہیں اور لقب بدھ جو کہ چند ریشی کے مورث کا نام تھا اسکو امتیاز دیا گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے چند ریشی بدھ کو مقبول کو قبول نہ کیا اور وہ سنہ عیسوی سے ۵۴۰ سال اور پورے ۴۲۰ برس اور بعض کے نزدیک ۵۷۶ سال قبل پیدا ہوا تھا اور گوتم کے وقت میں چند ریشی بدھ کا مذہب بدھ لکھنؤ کے طریقے کا ہو گیا۔ فی الحال اقوام چین میں دیکھنے میں آتا ہے لیکن اب جو کہتے بدھ کے ملے ہیں ان سے اسکی ذات یا سوچا پس برس قبل مسیح کے ثبوت کو پہنچی ہے۔

کرئل ٹاڈ کا خیال ہے کہ بھائی ٹوگ ترکستانی نسلوں وغیرہ کے رشتہ دار ہیں اور یوسف زئی پھان بھی اسی نسل میں سے ہیں۔ بھائیوں میں سے اکثر لوگ مصیبت کے وقت مسلمان ہو گئے ہیں اور پیشہ در پڑھنی جاٹ اور کھار وغیرہ بھی بن گئے ہیں۔

گر ٹاڈ کا یوسف زئی نرے کو اس نسل میں شمار کرنا حقیقت کے خلاف ہے وہ دراصل اسرائیلی ہیں اور یہ بات انیس مسلم ہے اور ایسے امر کی بحث کے وقت جسکو ایک قوم پشت بہ پشت اپنے خاندان اور نسب کی نسبت تسلیم کرتی چلی آتی ہو یہ بالکل نامناسب ہے کہ ناوا صاحب چند بے ہودہ قیاسوں کو ہاتھ میں لیکر انکے مسلمات کو رو کر دیں اگر ایسا کیا جائے تو من سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوئی قوم بھی اپنی صحبت قومیت کو ثابت نہیں کر سکتی اگر یوسف زئی یا دوسرے افغان راجپوتوں میں سے نکلے ہوئے تو انکے نام یوسف زئی اور داؤد زئی اور سلیمان زئی ہو کر ان کی طرز پر نہ ہوتے اور کوہ سلیمان اور دخیب نام مقاموں کے اسماعیلی یا دیگر کے لئے نہ رکھ جاتے۔

اگر وہ اصل میں ہندو ہوتے تو ان کے قدیمی برتاؤ کی ایک جھلک ضرور دکھائی دیتی حالانکہ جو قومیں پہلے ہندو تھیں ان میں ضرور کچھ نہ کچھ ایسا پایا جاتا ہے۔ جب بنادر شاہ مارا وہ لستخیز ہندوستان بشار میں داخل ہوا تو اس وقت یوسف زئی سرداروں نے اس کے حضور میں کتاب مقدس بائبل کا ایک نسخہ جو عبرانی زبان میں تھا پیش کیا جسکو انھوں نے بحفاظت رکھا تھا۔

تاریخ

اس وقت سے تین ہزار برس پیشتر کے قریب چند ریشمی لوگ ہندوستان میں ٹہرے زبردست اور نامور تھے مہابھارت کی لڑائی جو مشہور ہے یہ لڑائی چند ریشمی خاندان کی دو شاخوں یعنی کوروں اور پانڈوؤں کے آپس میں ہوئی تھی ان دونوں کو بہت سے رشیوں سے جنہیں بعض بہت دور دور سے آئے، مدد پہنچی پانڈوؤں نے فتح پائی لیکن ایسے بڑے نقصان کے بعد فتح انکو نصیب ہوئی کہ ان میں سے جو زندہ بچے تھے اپنے عزیزوں اور فوج کی تباہی اور ضائع ہونے کی رنج سے دینا کو ترک کر کے ہمالیہ کے برف میں جا کر مر گئے ان کے بڑے رشی سہر کرشن تھے کرشن کی پرستش رام کی پرستش سے بہت زیادہ ہوتی ہے کرشن بھی اس جنگ عظیم کے بعد اپنی راجدھانی کو گجرات میں واپس آئے انکا انجام بھی اچھا نہ ہوا۔ کیونکہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ اپنی ملکی جھگڑوں میں پھنس گئے اور اتفاق سے ایک بھیل کے تیر سے جو ایک جھاڑی پر نشاۃ لگانا تھا مارے گئے جب صحرا میں بھیل نے کرشن کو زخمی شدید کیا تھا اپنی عذرا ہی بابت اس حرکت بے ارادہ کے کی اور وہ مقصور اس کلمات ہوا تھا تو اس وقت کرشن نے یہ کہا کہ یہ حرکت معاذ اللہ فضائی ہے کیونکہ پہلے جنم میں جب کرشن رام تھے تو انھوں نے اسکو قتل کیا تھا کرشن کے قتل کے بعد قوم کاب نے جواب معذوم ہے اور بھیلوں کی طرح تھی خاندان کرشن کو لوٹا۔

جب رات دن جھگڑوں کے سبب چند ریشمیوں پر مصیبت پڑی تو یہ لوگ ریشمی ہندوستان سے پنجابی سرحد کی طرف ہٹائے گئے ان کے ساتھ کرشن کی اولاد بھی تھی انھوں نے اول دو آبہ پنجاب کے یادو کے ڈاگ پر قیام کیا پھر سندھ کا عبور کر کے

زابلستان میں پہنچے اور انہیں سے ایک شخص نے جس کا نام گج پسر چھو پسر سواہو
پسر یاہو پل پسر پھٹی یاہو پسر تاہو پسر سحر پسر دیوین پسر سری کرشن پھا
افغانستان کے پہاڑوں میں حکومت جا کر اپنا نام پر قلندہ مجننی (عزنی) بتا کر ایسا جس کا
وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے ترکستانی فوجوں کے
حکمہ کر کے پھر راجہ گج مارا گیا۔

بناؤ نے لکھا ہے یہ سپاہ خراساں کی طرف سے آئی تھی اور شاہ خراساں دوبار
ہندوؤں سے شکست یاب ہو چکا تھا آخری مرتبہ اس نے شاہ روم سے مدد اس غرض سے
حاصل کی کہ ملک کھار میں قرآن اور طریق امامیہ داخل اور قائم کرے لیکن اس عقل کے دھنی کو یہ
بات سمجھ میں نہ آئی کہ راجہ گج کے زمانے میں مذہب اسلام جاری کیب ہوا تھا
بہر صورت چند مہینوں کو دشمنوں کے زور سے جو مستحقین بیان کئے جاتے ہیں وہ ملک
چھوڑ کر ہندوستان کی طرف لوٹا پڑا۔ اور گج کا بیٹا شالباہن نام پنجاب میں آکر رہنے
لگا جہاں اس نے ۲۰ بکر یا بھیتی میں شالباہن پور آباد کیا اور گرد و نواح کو بھومیوں
نے اس کی اطاعت منظور کی شالباہن نے کل ملک پنجاب کو فتح کیا اس کے ۵۰ فرزند تھے
اڑیا بیٹا بلند نام ہے پال تنور والی دہلی کی لڑکی سے بیاہا گیا تھا۔ شالباہن نے پھر زور لگا کر
غزنی کی فتح کا ارادہ کیا اور دریائے اٹک کو عبور کر کے غزنی پر حملہ کیا۔ جلال اس کے مقابلے
کے لئے بیس ہزار سپاہ لیکر آیا مگر شالباہن فتحیاب ہوا اور غزنی پر قبضہ کیا اور بلند کوٹاں
چھوڑ کر اپنی دار البریاست پنجاب میں آگیا اور تھوڑے عرصے میں راہی ملک عدم ہوا۔

۳۳ سالوں کا زمانہ حکومت کی۔ بلند گتھی نشیں ہوا۔ اب پھر ترکستانی قوموں نے ترقی کی اور
تمام ملک کو اپنے زیر حکم کرنا شروع کیا یہاں تک کہ علاقہ تاجات گرد و نواح غزنی بھی ان کے
قبضہ و اختیار و اقتدار میں آگئے۔ بلند کے سات فرزند تھے اور وہ خود شالباہن پور میں
رہتا تھا اور غزنی میں اپنے پوتے چلیکتو پسر بھویتی کو حکم بنا دیا یہ بھویتی بلند کا دوسرا
بیٹا تھا اس طرف مخالف کی قوت جو اہل اسلام تھے بڑھی ہوئی تھی اس لئے چلیکتو نے
مسلمانوں کو بڑے بڑے عہدے دے دیے اور تمام فوج میں انھیں کو بھرتی کیا اور مسلمانوں کی

کی ترغیب سے خود بھی مسلمان ہو گیا اور بادشاہ ملج و بخارا کی دختر سے شادی کر کے وہاں کا بادشاہ بن گیا اور اس سے قوم چغتہ منسل پیدا ہوئی لیکن یہ ٹاڈ کی غلطی ہے چغتائی خاں کا والد چنگیز خاں تھا چغتہ کا مورث چغتائی خاں ہے نہ چلکیتو۔ بلند کے بیٹے کے آٹھ بیٹے تھے جنکی اولاد بھی کوکر کہلائی اور قریب قریب سب انہیں سے مسلمان ہو گئے تھے یہ اقوام کشمیر میں اور دریائی مغربی جانب سکونت پذیر ہیں۔ بلند کے چوتھے بیٹے چنگ کے سات فرزند تھے اور اسکی اولاد بنام جنج مشہور ہے شاہباہن کے بیٹے بلند اور پوتے بھائی نے پنجاب میں دن گزارے۔

نوٹ۔ محقق دور میں سمجھتے ہیں کہ سپران کرشن کا ہندوستان سے باہر جانا اور پھر دشمنوں کے زور سے ان لوگوں کی اولاد کا افغانستان کو چھوڑ کر ہندوستان کی طرف لوٹنا ایک قسم کا افسانہ ہے حقیقت میں جاو دیاد کی قوم زابلستان سے آئی ہوئی ہے سری کرشن کی اولاد نہیں اور بعض محقق انہیں سقین نسل سے مانتے ہیں۔

۱۔ بھائی

یہ بلند کا بڑا بیٹا تھا اور اپنے والد کے بعد گدی نشین ہوا اس نے پنجاب میں خوب فتحیں حاصل کیں جس سے حسب دستور راجپوتوں کے اسکے نام پر اسکی اولاد بھائی راجپوت کہلانے لگی اور قدیم یاد کا لقب موقوف ہو گیا اسکے پاس بہت سا خزانہ اور ساٹھ ہزار سوار اور شہنشاہ پیادے تھے اس نے لاہور میں فوج کا اجتماع کر کے بیر بھان راجہ کنک پور کے ساتھ جناب کی بیر بھان اس جناب میں مقبول ہوا جسکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ بھی بھائی کے دو فرزند تھے منگل راؤ اور مسور راؤ۔

۲۔ منگل راؤ

بھائی کے بعد گدی نشین ہوا۔ اس پر غزنی کی طرف سے حملہ ہوا اور وہ بھاگ کر سندھ میں چلا گیا۔ دشمن نے شاہباہن پور کا محاصرہ کیا مسور راؤ راجہ کے خاندان کو نیکر پہلے ہی ہاں سے نکل گیا تھا اور لاکھی منگل میں جو کسی زمانے میں جنگلی گھوڑوں کی نسل کے واسطے مشہور تھا اور وہ نسل اب معدوم ہے بود و باش اختیار کی۔ مسور راؤ کے دو فرزند تھے ابھے راؤ اور سارن۔ ابھے راؤ نے کل لاکھی منگل کو اپنے زیر حکومت کیا اور اسکی اولاد کثرت سے ہوئی

اور وہ سب بھجور یا بھجائی کہلاتی ہے سارن نے اپنے بھجائی سے تکرار کر کے علیحدگی اختیار کی
اسکی اولاد کا شکار ہو گئی اور یہ سارن جٹ کے نام سے مشہور ہیں اسی سبب سے ہندوستان
کے جٹ کا شکاروں میں یہ قول چلا آتا ہے کہ وہ خاندان جادو کی اولاد ہیں اور ان کا اصل
وطن تندرہ ہے جب منگل راؤ شاہ غزنی سے بھاگا تھا تو اسکی اولاد خانہائے رعایا میں چھپی
تھی ایک بھومیہ سستی داس قوم تاک نے جس کے بزرگوں کو بزرگان راجہ بھجائی نے خراب و
تباہ کیا تھا ارادہ بدلہ لینے کا کر کے بادشاہ کو اطلاع دی کہ بھجائی کی اولاد ایک ساہوکار کے گھر
میں مخفی ہے بادشاہ نے ساہوکار مذکور کو طلب کر کے قسم کھا کر کہا کہ اگر وہ سپہ سالار ہیں تو
حاضر نہیں کریگا تو اس کے زن و بچہ سب قتل کیے جائیں گے۔ ساہوکار نے عذر کیا کہ اس کے پاس
راجہ کے لڑکے نہیں ہیں بلکہ وہ لڑکے ایک بھومیہ کے ہیں جو بد وقت حملہ آور می فوج کے فرار
ہو گیا ہے اور وہ میرا مقصد من تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو حاضر کرے اور ان کے گائوں
کا نام دریافت کیا جو نام اس نے بتایا اس گائوں کے بھومیہ کو طلب کر کے بادشاہ نے اولاد
شالباہن کو ان کے ساتھ حکم صرف کھانے کا نہیں دیا بلکہ انکی شادی ان بھومیہ لوگوں کی
دھتروں کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ساہوکار کو کوئی موقع بجز تسلیم کرنے اس امر کے باقی نہ رہا تھا
لہذا وہ زمیندار کی پوشاک میں حاضر کئے گئے انھوں نے ان جاٹوں کے ساتھ کھانا کھایا اور
ان کی بیٹیوں کے ساتھ شادی بھی کی اس واسطے اس طرح کو رائے کی اولاد کو راجا جٹ
ہو گئی اور ہندو راج اور شیو راج کی اولاد ہندو راجا جٹ اور شیو راجا جٹ ہو گئے اور سپہ سالار
بچھول اور کپولاجو نانی اور کہا مشہور ہو گئے تھے وہ اس فرقے کے ہو گئے۔

منگل راؤ جس نے پناہ صحرائے کنارہ دریائے گا میں پائی تھی دریائے مذکور کے پار
چلا گیا جہاں کے رگستان میں اس نے کچھ حکومت پیدا کر لی اس وقت میں قوم براہمنانہ
دریائے مذکور پر آباد تھی جو اب مسلمان ہے۔

منگل راؤ نے باستر ضلع راجہ سودا اپنا مقام قیام آئندہ علاقہ نودرہ اور ربالا اور
سودا کے وسط میں اختیار کیا۔ ادھر تو بارہ چوت بھی رہتے تھے جو اب مردم ہو گئے ہیں اور
پوئل میں پر قوم رہتی تھی اور مقام نودرہ و امیر قوم سودر راجپوت مسکن گزین تھی۔ اور

دھات میں سودا راہچوٹ سکونت پذیر تھے۔

۴۔ مختصر راؤ

یہ اپنے باپ بنگل راؤ کے ساتھ مقام شالباہن پور سے فراری ہو گیا تھا باپ کے مرنے پر اُسکا بھانسنہن ہوا۔ اور قریب دجوار کے سب راجوں نے اُسکی راجگی منظور کی اور امر کوٹ والے راجہ سودا نے اپنی دختر کی شادی اُسکے ساتھ کی اُسکے تین فرزند پیدا ہوئے کبیر، کبیر اور مولراج اور گولی اس نے ایک قلعہ کی بنادالی اور اُسکا نام تنو دیہی کے نام سے تنوت رکھا قبل ختم ہونے اس تعمیر کے اُس نے وفات پائی۔

۵۔ کبیر سنگہ اول

اپنے باپ کے بعد گدی نشین ہوا یہ اپنے باپ کے دوت میں تاخت و تاراج کرنے میں مشہور تھا اس کے وقت میں تنوت پر حیرت رئیس برابا نے فوج کشی کی کیونکہ مقام مذکور اُسکی سرحد پر تعمیر ہوا تھا مگر مولراج نے اُسکی حفاظت کی اور حیرت کو مجبور می واپس جانا پڑا۔ سمئے مطابق اسے میں قلعہ تنوت کی تعمیر ہوئی جو راجپوتانہ کی مغربی شمالی سرحد پر ہے اور مندر تنو تانا اُنہیں تعمیر ہوا عرصہ قلیل کے بعد ایک عہد نامہ قوم برابا کے ساتھ عمل میں آیا اور اس قوم کے رئیس کی بیٹی کی شادی مولراج کے ساتھ ہوئی اس طرح ریاست بھٹی کی قائم ہوئی اس طرح اس دوت سے پونے بارہ سو برس پہلے بھٹی لوگ راجپوتانہ کے ریگستانی خطے میں آنے کے بعد ہر قسم کی تکلیفیں اٹھا کر یہاں آباد چلے آئے ہیں بھٹیوں نے چنار اچپوتوں کا جواب مدد میں علاقہ فتح کیا مگر ان راجپوتوں نے کبیر سے عوض لے لیا یعنی وہ شکار میں تھا کہ اُنھوں نے اُس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اُسکے پانچ فرزند بھی سب سے بڑے کا نام تنو تھا۔

۵۔ تنو

اس نے گدی نشین ہو کر علاقہ برابا اور علاقہ لنگا ملتان والوں کا تباہ کیا۔ مگر حسین شاہ مع لاٹھی یا لنگا راجپوتوں کے حملہ آدر ہوا اُسکے ساتھ گھلڑا اور جوہیا راجپوت (جواب معدوم ہیں) اور دوسری قومیں بھی تھیں اور یہ سب سوار تھے اور شمار میں دس ہزار

تھیں یہ سب علاقہ براہا میں پہنچے اور وہاں قیام کیا سب براہا شریک اُنکے ہو گئے تو نے اپنے ہم قوم
 جمع کئے چار روز تک اُس نے قلعہ میں محصور رہ کر لڑائی کی پانچویں دن حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے
 کھول دیجائیں اور اپنے فخر و مذہب کے رائے کو ہمراہ لے کر شمشیر بدست باسرایا اور تجا صرین پر حملہ آور
 ہوا۔ اول براہا کی قوم بھاگی پھر سب سواروں نے اُسکی سپردی کی فوجیاب راؤ نے مال لینا
 جو اسکو میدان جنگ میں ملا اپنے قبضے میں کیا اس رنج کے بعد شاہی کاناریل جیوریش
 بوتان کی طرف سے اسکے بیٹے کے واسطے آیا اور ایک عہد نامہ مشارکت بمقابلہ راجہ ملتان
 آپس میں منعقد ہوا۔ تو نے ایک قلعہ بھیجیاسی دیہی کے نام پر بنایا اور اسکا نام جیوت رکھا
 اس قلعہ میں اُس نے دیہی کی صورت سمیت ۸۷ مطابق ۱۸۷۷ء میں قائم کی اور اسی سال
 اپنی موت سے مر گیا۔

۶۔ بچے رائے

تو کے بعد اسکا بیٹا بچے رائے قائم مقام ہوا اُس نے فوج کشی کر کے اپنی قدیم دشمن
 قوم براہا کو شکست دیکر تاجت و تاراج کیا۔ ۹۲ء میں رانی بوتان سے پیدا ہوا۔ اسکا
 نام دیوراج رکھا گیا مرتبہ پھر اقوام براہا اور لنگا نے بچے رائے پر فوج کشی کے لئے اتفاق کیا
 مگر انکو شکست نصیب ہوئی اور بھاگ گئے جب ان قوموں کو یقین ہو گیا کہ وہ مقابلے میں
 سر نہیں ہوتے تو دغا بازی کی فکر کی اور پیغام بھیجا کہ اس عداوت دینی کے رفع کرنے کیلئے
 رئیس براہا اپنی بیٹی بچے رائے کو دیتا ہے اس پر بھائی وہاں گئے بچے رائے اور اسکا گھ
 سو رشتہ دار ہم قوم قتل کئے گئے دیوراج بھاگ کر ایک پرہت کے گھر میں پہنچا۔ وہاں
 بھی اسکا تعاقب ہوا جب کوئی امن نہ تھا بانی نہ رہی تو برہمن مذکور نے ذاتا رخصت
 راجہ کے گلے میں ڈال دی اور اس عرض سے کہ تعاقب کرنیوالوں کو انکی غلطی کا اطمینان
 کرے کہ جسکی وہ تلاش کرتے ہیں وہ نہیں ہے برہمن انکے رد بردار کے ساتھ ایک برتن
 میں کھانا کھانے بیٹھا شہرتوت کا محاصرہ کر کے فتح کیا۔ اور جو شخص اُس میں ملا
 اسکو قتل کیا۔

پس عرصہ اقلیل کے واسطے نام بھائی کا معدوم ہو گیا۔

۷۔ دیوراج

یہ مدت تک ملک برابا میں مخفی رہا مگر آخر کار جرات کر کے وہاں سے بھاگ نکلا اور مقام بوتاجو اسکے نانا کا شہر تھا پہنچا اسکو نہایت خوشی ہوئی جب اس نے دیکھا کہ اسکی ماں قتل تتوت سے محفوظ رہ کر وہاں موجود ہے دیوراج نے محتاجی کی رسی سے تتوت آکر ایک گاؤں کی درخواست کی رئیس نے دینے کا وعدہ کیا مگر رئیس بوتاکے رشتہ داروں نے اسکو اس فعل سے ڈرایا اس لئے رئیس اپنے وعدے سے پھر گیا۔ اور یہ کہا کہ اسکو صحرائیں بھڑی سی زمین دیجانیکی۔ دیوراج نے چپکے چپکے اس زمین پر ایک قلعہ کی تیس شہر بنائی اور سمندر مطابق صفحہ میں اپنے نام سے اس ویران موضع پر قلعہ دیوراول بنیہ دئے راول کہتے ہیں بویا جب رئیس بوتاکے سنا کہ اس کا نواسا بھائے مکان کے ایک قلعہ میں کمر آئے تو اس نے ایک جمیت قلعہ کو منہدم کرنے کے لئے بھیجی دیوراج نے اپنی ماں کے ہاتھ قلعہ کی کچی حملہ آوروں کے پاس بھیجی اور پیام دیا کہ حملہ آور ان فوج آکر قلعہ کو اپنے قبضے میں لے آئیں اور وہ انکی عزت اور آبرو دہ کرے گا جب سردار جو ایک سو بیس بھڑائے انکو پہلا بھیجا کہ دس دس آدمی ان سے کچھ مشورہ کرنا ہے جب وہ دس سردار آئے ان کو قتل کر کے انکی لاشوں کو دیوار کے باہر بھکوا دیا اسی طرح دس دس سردار آتے تھے اور قتل ہوتے تھے جب سب سردار آچکے اور قتل ہوئے تو یہ خبر منتشر ہوئی اور بے سرداروں کی فوج بھاگ گئی۔ بھڑائے وائوں کے بعد راؤ کے پاس وہ پربت جس نے اسکو براہ میں بچایا تھا آیا اور اب وہ جوگی ہو گیا تھا دیوراج اسکا پیلیہ ہو گیا اور اس جوگی کی صلاح سے اس نے اپنے دشمن براہا کو غفلت کی حالت میں قتل کر کے اپنی حکومت کو دوبارہ جمایا اس وقت سے بھاٹیوں کا خطاب راؤ کے عوض راول قرار پایا جواب تک ان کے رئیسوں کے نام پر جاری ہے یہ راول اسی جوگی کا خطاب تھا حسب کا دیوراج چلیہ بنا تھا اس مہم کے بعد اس نے لنگاراج پوتوں پر فوج کشی کا ارادہ کیا لنگاراج علی پور میں شاہی کرنے کے لئے جارہا تھا مقام مذکور میں دیوراج نے ان پر حملہ کیا اور ایک ہزار آدمی اسے قتل کئے باقی ماندہ نے اسکی اطاعت قبول کی۔

دیوالوں سے جنوبی سمت کو لا درراجپوت رہتے تھے انکی دارالریاست مقام بودردا تھی اس خاندان کا پر دست نارض ہو کر دیوراج کے پاس پناہ لایا اور اس نے دیوراج کو تحریک کی کہ ان پر فوج کشی کرے دیوراج بارہ ہزار سوار لے کر روانہ ہوا اور شہر میں محسوس کر تہل شروع کیا اور مہمان رئیس بودر کی بیٹی سے بیاہ کر کے اور فوج کا ایک دستہ قلعہ داری پر بودردا میں چھوڑ کر آپ دیوال میں واپس آیا۔ اس عرصے میں اسکے شہر کا آخر حسب کا نام جس کرن تھا آیا اور اہل سے فریاد کی کہ دھاراگری کو گیا تھا وہاں کے راجہ برج بھان پوار نے اسکو گرفتار کیا اور ڈنڈ میں روپیہ لیکر رہادی راہل نے بہت سی سپاہ کے ساتھ دھار پڑ بھائی کی راہ میں لے کر راستے میں اسکا مقابلہ کیا اسکو منسوب کیا۔ برج بھان نے پانچ روز تک دھار کا تحفظ کیا آخر کار اٹھ سو آدمیوں کے ساتھ مقتول ہوا اور راج اس فتح کے بے بوٹ آیا۔

ایک روز بھٹورے سے آدمی ساتھ لیکر شکار کو گیا چنار راجپوتوں کے ایک باغی گروہ نے اس پر حملہ کر کے مع ۲۶ ہمارہیوں کے قتل کر ڈالا دیوراج نے ۵۵ سال عمرانی کی۔

۸۔ مونڈ

یہ راہل اپنے باپ دیوراج کے مارے جانے سے حاشین ہوا اور اس نے اپنی باپ کے قاتلوں پر انتقام کی غرض سے حملہ کیا اگرچہ انھوں نے جمع ہو کر تحفظ کیا تاہم انکے اٹھ سو آدمی کام آئے اس کے نزدیک بھراج کی بھر چو کا سال سونکھی راجہ انہلوارہ (پٹن) کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔ مونڈ کچھ عرصے کے بعد موت سے مر گیا۔

۹۔ بھراج

سم ۱۰۳۵ مطابق سنہ ۹۷۹ء میں باپ کے بعد رئیس ہوا۔ اسکے پانچ بیٹے تھے دسلج اور سنگ اور پانی راڈ اور انکھو اور مال سیاویہ سب صاحب اولاد اور مورث ایک ایک فرے کے ہوئے۔ سنگ کی اولاد سنگ راجپوت کہلاتی ہے پانی کے بیٹے پاہو نے جوہیہ راجپوتوں کا علاقہ تائبقام دیبی پھال فتح کیا اور پوگل میں اپنا دارالریاست بنایا اس رگستان میں اکثر کنوئیں تیار کرائے۔

جواب تک پاہو کا کنواں کہلاتے ہیں۔

۱۰۔ دوسراج

سمت ۱۱ مطابق ۲۴۴ھ میں باپ کے بعد رئیس ہوا۔
متصل کھا تو واقع ناگور ضلع مارواڑ کے ایک شخص جنگ جو قوم کھنچی جس کا نام جد جورت تھا
اُس نے غارتگری تا بدروازہ پوگل کی تھی اور اکثر بے تنگ بھائیوں کو قتل کیا تھا۔ دوسراج
نے ایک قافلہ اس حیلے سے تیار کیا کہ وہ لنگا کے تہان کو جائیگا اور بے خبری میں علاقہ کھنچی پر
حکمہ کیا اور شخص مذکور مع اپنے دو سو ہمراہیوں کے قتل ہوا۔ دوسراج اور اسکے تین بھائی کھنچی
گئے اور وہاں پر تباہ سنگہ رئیس گہلوت کی بیٹیوں سے شادی کی۔

دوسراج کے وقت میں ہمسراہہ سودا نے اسکے علاقے میں لوٹ مار کی دوسراج
نے بہت کچھ صلح اور آشتی کے پیام دئے مگر بے سود ثابت ہوئے اس نے مقام دھات میں
کو چنگیا اور فتح حاصل کی۔ دوسراج کے تین بیٹے تھے۔ جسیل۔ بچے راج۔ اور لنگا بچے رائے
یہ پچھلا لڑکا اسکی صغر سنی میں رانی راناد خاندان میواڑ سے پیدا ہوا تھا جسکی شادی سدرج
بچے سنگہ سونکھی کی دختر سے ہوئی تھی۔ یہی پچھلا بیٹا باپ کے بجائے نشین ہوا۔

۱۱۔ لنگا بچے رائے

یہ سیدو دیہ قوم کی رانی سے پیدا ہوا تھا اور اپنے باپ کے بعد گدی کا مالک سمجھا گیا لیکن
جل رگز گیا۔

۱۲۔ بھوج دلو

یہ اپنے باپ کے گزر جانے سے ۲۵ سال کی عمر میں جانشین بنا بھی اسکی سند نشینی کو
زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اسکے چچا جسیل نے مخالفت کی لیکن اسکے ساتھ ہمیشہ پانٹو
سونکھی راجپوت موجود رہتے تھے اس لئے جسیل اسکو نقصان پہنچا نہیں سکتا تھا اس
زمانے میں سلطان شہاب الدین غوری نے ملتان اور سندھ کو تاخت و تاراج کیا جسیل
اپنے دو سو عزیز اور رشتہ دار سواروں کو ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا مافی الضمیر
عرض کیا اور بادشاہ کے ساتھ رفاقت کی قسم کھائی بادشاہ کے حکم سے مسلمانوں کی کمک اسکو
حاصل ہوئی۔ مقام لودر کا محاصرہ کر کے اپنے بیٹے کو قتل کیا دو روز تک اہل شہر کو

اجازت رہی کہ اپنا مال واسباب جس قدر اٹھا سکیں لیکر باہر چلے جائیں تیسرے روز بلالوں کو لوٹنے کی اجازت دی گئی انھوں نے پرانی راجہ دھانی لودر کو غارت کیا اور کریم خاں مال معزوثہ لیکر بیکھر کوروانہ ہوا۔

۱۳۔ راول جھیل

اس نے اپنے بھتیجے سے راج لیکر لودر داراجہ دھانی کے عوض جو صاف میدان میں تھی دس میل فاصلے سے ایک پہاڑی پر سہمہ ۱۲۱۲ کے سالوں میں نے مطابق ۱۱۵۶ء شہر جھیل پر آباد کیا اسکے بارہ برس کے بعد وہ مر گیا اور اسکے دو بیٹوں تھیلین اور شالباہن میں سے کچھ لڑکچھوٹا تھا سرداروں کی سازش سے راج کا مالک ہو گیا۔

۱۴۔ شالباہن دوسرا

سہمہ ۱۲۲۴ مطابق ۱۱۶۸ء میں مسند نشین ہوا اسکی اول بہن شالباہن قوم کاٹھی کے تھی جو زرخیز تھیں اپنے حاکم شاہ بہان کے در بیان سے بہن شالباہن اور راولی کے رہتی تھی راولی کاٹھی کا مقتول ہوا اور اسکے گھوڑے بیکھر پیاے گئے۔

کوہستان پر رہی تھیں ایک ریاست تھی بہان کا راجہ نیاد و قوم سے شالباہن اول کی اولاد میں محتاج وہ غزنی سے غارت ہوا تھا اس وقت میں اس ریاست کا راجہ لاولد فوت ہوا تو ایک پیام بیکھر میں آیا کہ کوئی راجہ وہاں کے واسطے بھیج دیا جائے تاکہ خالی گدی پر وہ وہاں بیٹے شالباہن نے اپنے تیسرے بیٹے ہسوکو وہاں بھیجا مگر وہ اٹھائے راہ میں فوت ہو گیا اسکی زانی حاملہ تھی اسکو رستے میں دروزہ پیدا ہوا اور زبردست پلاس کے اسکے فرزند پیدا ہوا۔ اس لئے اسکا نام پلاسور کوٹھا اور یہی لڑکا گدی نشین ہوا۔ اور اسکے نام سے اس ریاست کا نام پلاسوہ مقرر ہوا۔

شالباہن سردہ کی کو شادی کرتے گئے تو اسکے بیٹے جیل نے راج دبا لیا شالباہن نے بہت عاجزی کی۔ مگر بیٹے نے نہ مانا۔

اس لئے وہ مقام کھدال میں حبکی دارالریاست کا نام دیر اول تھا چلا گیا اور وہاں بوجوں سے مقابلہ کرنے میں قتل ہوا۔

۱۵۔ بحیل

جب اسکا باپ سر دی میں اپنی شادی کو گیا تھا تو بڑا بیٹا ہونیکلی وجہ سے ریاست کا انتظام اسکے سپرد کر گیا تھا۔ شالباہن کی روائتی کے بعد بحیل کے دھابھائی نے یہ خبر مشہور کی کہ راول ایک شیر کے شکار میں مارا گیا اور بحیل کو ترغیب دی کہ راول کا خطاب لے لے لیکن یہ بھی زیادہ عرصے تک حکومت نہ کر سکا ایک روز غصے میں اس نے اپنے دھابھائی کو مارا۔ اس نے بھی پھر کرا سکو مارا اس پر بحیل کو غصہ اور شرم آئی اور خود کشی سے جان کھوئی۔

۱۶۔ کیلین

برادر کلاں شالباہن دوم جسکو وہ دی سے مجرم کر کے حبیل کے نائب بننے نکال دیا تھا اب سم ۱۲۵۵ مطابق سن ۱۲۷۱ء میں پھر طلب ہو کر پچاس سال کی عمر میں راول ہوا خضر خاں بلوچ نے پانچہزار سپاہ کے ساتھ دریائے مہران یعنی سندھ کا عبور کر کے علاقہ کھدال پر حملہ کیا یہ حملہ اسکا بعد قتل شالباہن دوم کے دوسری مرتبہ تھا کیلین نے سات ہزار راجپوتوں کے ساتھ مقابلہ کیا سخت خونریزی کے بعد خضر خاں اور اسکے پندرہ سو ساتھی مارے گئے ۱۹ سال حکومت کر کے مر گیا۔

۱۷۔ چاک دیو اول

سم ۱۲۷۵ مطابق سن ۱۲۹۱ء میں راج باگر خناراجپوتوں پر جواب مقدم ہیں فوج کشی کی۔ اونکے دو ہزار آدمی قتل کر کے چودہ ہزار مویشی پکڑ لایا ان میں سے باقی ماندہ کو بھجوری قوم جو ہبہ کے پاس پناہ یعنی پڑی لے کر اسکے رانا روم سی راجہ سودا پر فوج کشی کی اور اسکے چار ہزار سواروں کو شکست دی اور وہ اپنی دارالریاست امرکوٹ میں پناہ گیر ہوا اور اپنی لڑکی زوجیت میں دیکھ دشمن کو رخصت کیا۔ قوم راکھوڑ جو عرصہ قلیل سے علاقہ کیہر میں آباد ہوئی تھی ہم ساتھ تکلیف دہ تھی چاک نے فوج سودا سے مدد لے کر ادسپر حملہ کیا۔ راکھوڑوں نے بھی ایک بیٹی دیکھ صلح کر لی۔

بھائیوں کے بڑے دشمن لنگا قوم کے راجپوت تھے جو سونلکھیوں کی ایک شاخ ہے

ہمیشہ اُنکے اور بھائیوں کے درمیان جنگ و جدل رہتی تھی سلسلہ سے جب قلمہ تہذیب
سردار بھائی نے تعمیر کیا تھا چاک دیو کے عہد تک ان دونوں گروہوں میں آتش جنگ شعل
رہی آخر کار اس وقت جنگ سرد ہوئی جو چاک دیو کی افسری میں بھائیوں اور لنگاؤں میں
داخلت تیسری قوم کے وقوع میں آئی۔ فرشتہ اس قوم کے کل خاندان کو راجگان ملتان
سے قبیہ کرتا ہے اور قوم لنگاؤں کو افغان قرار دیتا ہے اور ابو الفضل کی تحریر سے ان کا قوم لومڑی
سے ہونا پایا جاتا ہے یہ قوم فی الحقیقت بہت کثرت سے اقوام جٹ میں ہے تو اس طرح بھائی
میں لنگاؤں کا صفحہ میں مسلمان اور دوسرے میں راجپوت لکھا ہے۔

نوٹ۔ اندر دھوکا لوگ حیوانات کے نام سے مشہور ہوتے ہیں مثلاً لومڑی اور بابا یعنی
خوک اور تکا، شکا یعنی سانپ اور اشویا ایسی معنی گھوڑا۔ بہر صورت رات دن کی تکرار و
فساد سے یہ لوگ تنگ آکر سندھ وغیرہ کی طرف جا پھیلے اور وہاں مسلمان ہو کر بلوچ
کہلاتے ہیں۔

چاک دیو ۲۲ برس راج کر کے مر گیا اس کا بیٹا تیج راؤ جوانی میں عمر بالیس سال
چچکا کے عارضی سے مر گیا اس لئے دو پوتوں جیت سی اور کرن سی میں سے چھوٹا لڑکا
دادا کو زیادہ عزیز ہوئیے سبب راجہ بنایا گیا۔

۱۸۔ کرن سی

اس سے اسکے دادا کو بہت محبت تھی جب وہ قریب المرگ ہوا تو اس نے اپنے
رؤسیوں کو جمع کیا اور اس نے درخواست کی کہ وہ اسکی یہ خواہش منظور کریں کہ اسکا چھوٹا پوتا
اسکا جانشین ہو جب یہ جانشین ہوا تو اسکا بڑا بھائی جیت سی ترک وطن کر کے گجرات میں
چلا گیا۔ اور وہاں کے مسلمان بادشاہوں کی ملازمت اختیار کی کرن سی اٹھائیس سال
حکمرانی کر کے گذر گیا۔

۱۹۔ لاکھن سی

کرن کے مرنے پر سہ ماہی ۱۳۲۷ مطابق ۱۲۷۷ء میں یہ رؤس مہاجورات کے درت گیدڑوں
کا بولنا ٹھنڈ کی تکلیف سے خیال کر کے اُنکے واسطے کپڑے بچھوانے کی تاکید کیا کرتا تھا اس پر

بھی وہ بولتے تو اُنکے واسطے مکانات رمنہ راج میں بنوائے اکثر وہ مکانات اب بھی موجود ہیں
لاکھن پراسکی رانی جو قوم سودا سے تھی حاوی تھی اُس نے اپنے بھائیوں کو امر کوٹ سے
طلب کیا مگر اُسکے دیوانے خاندان نے اُنکو قتل کر کے اُنکی لاشیں دیوار سے باہر بھکوا دیں چار
برس کے بعد اہلکاروں نے اس دیوانے راول کو خراج کر کے اُسکے بیٹے کو گدی پر بٹھایا

۲۰۔ یون پال

اپنے باپ کی معزولی کے بعد مسند نشین ہوا۔ لیکن پھر اسکو بھی بد مزاجی کے سبب نکال کر
اُسکے دادا کرن کے بڑے بھائی جیت سی کو گجرات سے بلا کر راج کا مالک بنادیا۔

۲۱۔ جیت سی اول

اسکو سنہ ۱۳۳۲ مطابق ۱۲۷۴ء میں گدی نصیب ہوئی۔ اسکے عہد میں رانا روپ سی
والی مسند در کے غلام پر محمد شاہ (خونی) نے فوج کشی کی راجہ شکست کھا کر مع اپنے بارہ بیٹوں
کے فرار ہوا اور راول کے پاس آکر پناہ لی راول نے اسکو مار دواسطے رہنے کے دیاعلاء الدین
محمد غوری آنا ساگر کے پاس اجمیر میں مقیم تھا اُسکے پاس ملتان اور دھڑ سے خراج جاگتا تھا جب
یزنا نہ مقام سیکھ میں پہنچا تو جیت سی نے واؤں لگا کر اسکو لوٹ لیا بادشاہ کو اس امر کی
اطلاع ہوئی تو اُس نے راول کی سزا دی ہی کا حکم دیا۔ راول نے بغیر تحفظ تمام پورے اور
ضعیف عورت و مرد جنگل میں بھجوا دیے اور بیلمیر میں مورچہ بنی کر انی اور دارالریاست
کے گرد لکٹی کوس تک ملک دیران کر دیا اور پانچ ہزار سپاہ آزمودہ کا قلعہ کے اندر رکھی مسلمانوں
نے حبیل کو آگھیرا۔ راول کے پوتے دیور راج سپر مولراج اور پڑپوتے ہمیر سپر دیور راج کی
شجاعت سے قلعہ محصورین کے ہاتھ سے ابھی نہ نکلا۔ جیت سی کے مرجائے پر لاش قلعہ
میں جلانی لگئی اور اُس کا بڑا بیٹا مولراج راول ہوا۔ جیت سی نے اٹھارہ سال
حکمرانی کی۔

نوٹ محمد بادشاہ خونی سے مراد محمد غوری ہے اور یہ ٹاڈ کی غلطی ہے کہ اُس نے رانا روپ سی
پراسکا حکم لکھا ہے محمد غوری سنہ ۱۲۷۴ء ہجری میں اس جہان سے رحلت
کر چکا تھا اور وہ امک کے پاس رات میں گھکروں کے ہاتھ سے شہید ہوا تھا نہ کہ پڑھتی راج

چوہان کے تیرے مارا گیا تھا جیسا کہ ٹانڈے ایک لغو قصہ لکھ دیا ہے کہ چن کیشیر کی سفارش سے سلطان اسکی تیر اندازی کا کمال دیکھ کر لگا اور راجہ نے کیشیر کے اشارے سے سلطان کے تیر مارا جو مر گیا حالانکہ پتھی راج میدان جنگ ہی میں مروا دیا گیا تھا اور چند حصے لائی بھاٹوں کو وہ منہ کب لگاتا۔

۲۲۔ مولراج اول

سمت ۱۳۵۴ مطابق ۱۲۹۴ء میں حالات محاصرہ میں راول ہوا دوسرے سال راجپوتوں نے رسد نہ رہنے سے غوروں کو قتل کر کے دشمنوں پر حملہ کیا راول صاحبیوں سمیت مارا گیا۔ اور مسلمانوں نے دوبارے تاک قلعہ پر قبضہ رکھنے کے بعد اسکو توڑ کر چھوڑ دیا اس تباہی سے بھاٹی لوگ کئی برس تک پریشان رہے۔ جیت سی کے وقت سے اس وقت تک جو مسلمان لڑے اور قلعہ کو برباد کیا وہ شاید گجراتی ہونگے نہ علاء الدین محمد غوری کے آدمی وہ اس وقت سے بہت پہلے مر چکا تھا۔ جیت سی کے بیٹے رتن سی کی محبوب خاں سردار بادشاہی کے ساتھ دوستی تھی اس نے بروقت بربادی جیسلیر کے اپنے دونوں بیٹوں گرسی اور کنیر کو محبوب خاں کے حوالے کر دیا تھا۔ محبوب خاں کی وفات کے بعد گرسی اجازت لیکر مغرب کی جانب علاقہ مہو میں آ گیا جہاں اس نے بملادی بی جگمال کی ہم شیرہ سے شادی کی اور اس کا بھائی بھی مخفی طور پر وہاں سے چلا آیا۔

۲۳۔ دودو

جیسلیر کی بربادی سے کئی سال کے بعد جگمال وغیرہ اٹھڑوں نے بھاٹیوں کا دیران قلعہ آباد کیا۔ جیسلیر کی اولاد میں سے دودو اور تلک سی نامی دو شخصوں نے بے خبر حملہ کر کے دشمنوں کو نکال دیا اس کامیابی سے دودو نے راول خطاب پاکر قلعہ کی مرمت کرائی اور تلک سی نے اجیر کے بادشاہی علاقے میں لوٹ مار شروع کی اور سپان فرور شاہ کو جو تاسا لگ پر پانی پینے کو آتے تھے لنگیا جس سے دوبارہ مسلمانوں کی فوج نے جیسلیر کو اٹھکھیرا۔ اور راول دودو وغیرہ اپنی غوروں کو قتل کرنے کے بعد سمت ۱۳۶۲ مطابق ۱۳۰۲ء میں لڑ کر مارے گئے دودو کے سترہ سو ہم قوم کام آئے اور وہ دس برس گدی نشین رہا۔

۲۴۔ گرسبی

گرسبی جو رتن سی بن جیت سی کا بیٹا تھا جب تیمور نے دہلی پر حملہ کیا تو اس نے ایسی خدمات کیں کہ اس کا مالک موروثی عطا ہوا چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر جسیلیہ کی دیرانی کی درستی کی اور آیا دی بڑھائی سپاہ فرام کی۔ مہلا دیہی سے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس نے اپنی رانی کے مشورے سے کپہر کو جو دیوراج کا بیٹا دختر درپ سنگہ رانا کے منہ دور کے بطن سے بھٹا متنبہ کیا قوم جسیہ اس امر سے ناراض ہوئی کیونکہ وہ جسیلیہ کی گرسبی کو اپنا حق جانتی تھی اور اس نے نگہات سے گرسبی کو مار ڈالا یہ سنگہ مہلا دیہی نے ان کے ارادوں کے ٹوڑنے کے لئے فوراً کپہر کو گدسی پر بٹھا دیا اور اس نظر سے کہ جو دو خواہشیں اس کے شہر کی تھیں یعنی ایک تو پورا کرنا گرسبی ساگر کا اور دوسرے تحفظ قرار واقعی اس کے متنبہ فرزند کپہر کا جب تک یہ اچھی طرح مکمل نہ ہو جائیں اس نے انہا سستی ہونا ملتوی کیا چھ ماہ کے بعد جب یہ دونوں کام پورے ہو گئے۔ تو وہ جتا پر جا کر سستی ہوئی مہلا دیہی نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر کپہر لا دلدر ہے تو فرزند ان ہمیر اس کے جانشین کے جائیں۔

۲۵۔ کپہر دوسرا

اس کے اٹھ بیٹے ہوئے ان میں سے سومائی اولاد سومابھائی کہلاتی ہے اس کی جاگیر میں سبکگم پور تھا جو زبردستی اس کے تیسرے بھائی گیلن نے چھین لیا سومامع تمام آدمیوں کے ترک وطن کر کے گردپ میں جا کر آباد ہو گیا اور پانچویں بیٹے ساتل نے ایک قدیم شہر کو بنام ساتل میر مشہور کیا کپہر کے اولاد ہونے کی وجہ سے فرزند ان ہمیر کے منہ نشین ہونے کی نوبت نہ پہنچی۔ ہمیر کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جتیا تھا اور دوسرے کالون کرن۔ جتیا کے واسطے رانا کبھیا دالی میواڑ نے اپنی دختر کے ساتھ شادی کے لئے نارل بھیجا تھا جو منظور ہوا و ولہ بیاہ کے لئے روانہ ہوا ارادہ پہاڑ میں پہنچا تو وہاں دلہن کے مشق ایک راز کی بات سنا کہ خنسیہ تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا کہ وہ غیب دلہن میں ضرور ہے اس لئے جتیا نے شادی تنکی رانا اس فعل سے بہانہ عتقے ہوا اگر شرم کی وجہ سے اس نے معاملے کا ہاتھ دراز نہیں کیا اور بیجا اظہار کرنے اس بے آبروئی کے اپنی دختر کی نسبت راجہ کبھی اچل اس نامی لگروں والے

کے ساتھ کر دی۔

یہ دونوں بھائی مع ایک سو بیس سہراہیوں کے مقام پوگل پر ایک ارادے کے انجام میں کام لے

۲۶۔ کیلن دوسرا

کیلن کے بعد اسکا تیسرا بیٹا کیلن قوم بھائی کا سردار بنا اور تمام علاقے پر قبضہ کر لیا اور مقام دیوراول کو جو بھائیوں کے قدیم دشمن داسپارا جو پوتوں سے دبا یا تھا ان سے چھین لیا کیلن کی مخالفت پر اقوام جوہیا اور لانگائے مکرماندھی بعض بھائی بھی انکی مدد کو آمادہ ہوئے لیکن کیلن کے ہاتھ سے ہزیمت پائی۔ کیلن نے اپنی شادی خاندان سلجام والا میں کی اور ان میں جو نکاح علاقے کی بابت باہم رستی تھی اسے رفع کیا شجاعت جام جسکی اس نے مدد کی تھی کیلن کے سہراہ مدت میں آگیا بعد دو سال کے اس نے وفات پائی اب کیلن نے نسما کا سارا علاقہ اپنی قبضے میں کر لیا اور بہتر سال کی عمر پائی اسکی حکومت پنجاب تک پہنچی تھی۔

۲۷۔ چاچاک دیو دوسرا

کیلن کے بعد دوسرا چاچاک دیو سندھ نشین ہوا بعض کہتے ہیں کہ نمل سند نشین ہوا لیکن یہ صرف علاقہ سمالی میں جو اسکی جاگیر تھی حکمرانی کرتا تھا اور اس کے بعد صرف دو تین سال تک زندہ رہا۔

چاچاک دیو نے اپنا قیام ہاروت میں اس غرض سے قرار دیا کہ اپنے علاقے کو اہل ملتان کی تاخت و تاراج سے بچائے رکھے رئیس ملتان نے بھائیوں کے پرانے مخالفوں مثل لانگائے جوہیا اور کھچی کو شریک کر کے چاچاک دیو پر حملہ کیا اس نے بھی سترہ ہزار سوار اور چودہ ہزار پیادہ مقابلے کو تیار کر کے دریائے بیاس عبور کیا لڑائی میں فتحیاب ہوئے دوسری سال بھر لڑائی ہوئی اس میں سات سو چالیس بھائی کام آئے اور تین ہزار ملتان کی کھیت رہے ان فتوحات کے بعد چاچاک کا ملک وسعت پذیر ہوا اور وہ ایک بھٹانہ زیر حکم اپنے فرزند کے مقام اسنی کوٹ آہڑوئے دریائے بیاس چھوڑ کر پوگل میں واپس آگیا بعد ازاں اس نے فوج کشی مہیال میں دندہ پری کی اور اسے شکست دی۔

برجنگ راٹھوڑ نے مشہور قلعہ سالمیز میں صاحب دولت مہاجن رہتے تھے ایک بھائی

رئیس سے چھین لیا تھا اور تاخت و تاراج کا ہاتھ صحرائیں پھیلا دیا تھا چاک نے اٹکی رعیت میں سے بہت سے سیٹھ اور دوسرے اہل دولت گرفتار کر کے حبس کے متفرق شہروں جیسے دیرادل اور ماروت وغیرہ میں آباد کر دیئے اور اس راکھوڑ کے بیٹے کو گرفتار کر کے اڈل میں اپنی پاس رکھا تاکہ اسکا دال خوش روئی رکھے۔ آخر میں چاک نے اپنے بڑے بیٹے (۲۸) برسل کو اپنا جانشین بنایا اور علاقہ کھرال حبکا دارالہیاست دیرادل بھٹا دوسری بڑی (۲۹) رندھر کو دیا جو ایک جوان رانی سے بھٹا اور خود ملتان و سندھ کی طرف چلا گیا جہاں دشمنوں کو مقابلہ کر کے کام آیا۔ برسل کے قریب دشمن لادنگانے بسر کر دی ہنسبت خاں اس پر حملہ کیا مگر شکست کھا کر واپس گیا۔ اسی عرصے میں حسین خاں بلوچ نے بیگم پور پر حملہ کیا اور شکست یاب ہوا۔ ریاست بٹ جہان سے کچھ عرصے تک بھائیوں کا ایک راجہ نہ رہا۔ لیکن آخر کار (۳۰) برسی نے راول بکر سمن ۱۵۳۷ مطابق ۱۵۳۸ء میں بیگم پور وغیرہ کی عمارت تیار کرائی برسی کے مرے پر (۳۱) جمیت سی دوسرا راج کا مالک ہوا۔

جمیت سی دوسرے تک حبس کے تاریخی احوال نہایت تاریکی میں ہے اور اس کے بعد بھی کئی ٹاڈ کے بیان میں بہت فرق نظر آتا ہے اس لئے یہاں پر جمیت سی کے بعد کی پشت کا سلسلہ دار احوال تذکرۃ الافاق ہمایونی۔ اکبر نامہ۔ توذک جہانگیری اور بادشاہ نامے سے صحیح کر کے لکھا جاتا ہے۔

۳۲۔ راول لون کرن

اس کے وقت سمن ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۹۷ء میں ہمایوں بادشاہ حبس کی سلطنت شیر شاہ نے دہلی تھی جو دھپور کے راول دیو سے کچھ مدد نہ پانے کے سبب تکلیفیں اٹھاتا ہوا سندھ کو جانے وقت حبس کے علاقے میں سے گزرا اور وہاں گائیں بکڑا کر ذبح کرائیں تو راول حبس کے دیاچی بادشاہ کے پاس آئے اور انھوں نے یہ شکایت کی کہ بادشاہ مسلح سپاہ کے ساتھ اس ملک میں بغیر بلائے چلا آیا اس ملک میں گائے ذبح نہیں ہوتی۔ بادشاہ کے آدمیوں نے اس مقدس جانور کو بکڑ کر حلال کیا اب بادشاہ کا لشکر راجہ کی رعایا کے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا۔ بادشاہ نے امر اسے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے انھوں نے کہا کہ ملائمت سے

تو کام چلنے کا نہیں رہا شمشیر سے حکم فرمائے کہ ان ایلچیوں کو مقید کیجئے بادشاہ نے انکو قید کر دیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ راؤلون کرن اور اسکے بیٹے مال دیو نے اکثر کنودوں میں ریت بھروا دیا تاکہ ہمالیوں اور اسکے آدمیوں کو پانی نصیب نہ ہو اور جب ہمالیوں کیلئے پہنچا تو راول جیلر بادشاہ کے آنے سے ناراض ہوا اور شہر کے باہر جو تالاب تھا اسکی محافظت کی تاکہ لشکر شاہی کہ محنت اٹھا کر سرایتے اس محلہ بے آبی میں آیا ہے بے آب ہوئیے آزار پائی مگر بادشاہ کے شیروں نے دست بردی کی اور گردہ کو تالاب کے کنارے پر شکست دی وہ بھاگ کر قلعہ میں چلے گئے اب پھر یہاں سے صحرائے بے آب میں سفر کیا چوتھے روز چار چاہ پر پہنچا تاہم پانی ان سے نکلنا شروع ہوا اور بہت سے آدمی پیاس کے مارے مر گئے پانی کی ایک بوند بھی مرنے وقت تک انکے حلق میں نہ پہنچی اس وقت راجہ کا بیٹا سفید علم باہق میں لئے نمودار ہوا اس نے بادشاہ کے پاس آدمی بھیج کر عرض کیا کہ حضور اس ملک میں دشمنوں کی طرح آئے اور گائے کشی کی۔ جو ہندوؤں کے دھرم میں بہت ممتنع ہے اگر حضرت یہاں اطلاع کر کے آتے تو یہاں داری آپ کی راجہ کی طرف سے موافق اس قاعدے کے ہوتی جو راجاؤں اور زمینداروں میں مروج ہے اگر چند روز قیام کا ارادہ یہاں ہو تو میں بل اور ڈول بھیج کر حوض کو پر کر دوں۔ کہ بادشاہ کے لشکر کے آدمی اور مویشی اچھی طرح پانی پیں۔ میرے ایلچیوں کو جو حضور نے بے قصور قید کر رکھا ہے خلاص فرمائے بادشاہ نے تردی بیگ کی سفارش سے ان ایلچیوں کو چھوڑ دیا غرنکہ ہمالیوں کچھالوں میں پانی بھر داکر کوٹ کھٹ روانہ ہوا جہاں کارانا پرست ہمالیوں کے ساتھ اس بے سامانی کے عالم میں ایسی تنظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ کوئی بڑے بادشاہ کے ساتھ پیش آتا ہے اس وقت صرف سات سو اربادشاہ کے ساتھ باقی تھے اور دوسرے ایک ایک دو دو تین تین کر کے فنا ہوئے سات مہینے کے قریب امر کوٹ میں ہمالیوں رہا امر کوٹ ایک چھوٹا سا ضلع کم حاصل تھا بادشاہ کی اقامت دراز کے لئے مناسب نہ تھا یہاں ۵۔ جب ۹۴۹ھ ہجری مطابق ۱۵۔ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو جسیدہ سلیم بانو سے شاہزادہ اکبر متولد ہوا۔

نون کرن کے مرنے کا خاص وقت معلوم نہیں۔ اس کے بیٹوں میں سے ہران

جسلیئر کی گدی پر بیٹھا۔

۳۳۔ راول ہراج

اس وقت ستمبر ۱۶۲۷ء مطابق ۱۷۷۷ھ میں جب اکبر بادشاہ احمدیہ بنو ہونا گور پھنچا تو اس جگہ آئیں گے راجہ بھگواند اس کی معرفت راول کی بیٹی بادشاہی محل میں داخل ہوئی اور اس وقت سے جسلیئر والوں نے بھی بادشاہی اطاعت قبول کی۔

۳۴۔ راول بھیم سنگھ

اس نے اپنے باپ ہراج کے بعد راج پا کر سنہ ۱۶۴۷ء مطابق ۱۷۹۹ھ میں مرزا خان باب کے ماتحت اڑیسہ و بنگالہ وغیرہ کی بنادت و درگئے میں کارگزاری دکھلائی یہ چھپیس برس کے قریب راج کرتے مرگیا اور اس کے چھوٹے بھائی کلیان نے گدی پائی۔

۳۵۔ راول کلیان سنگھ

کرنل ٹاؤن کلیان بھیم سنگھ کا چچا لکھ کر اس کے عو من منوہر داس کا راول ہونا بیان کیا ہے جس کو غلط ثابت کرنے کے لئے توڑنگ جہانگیری کی عبارت یہاں درج کی جاتی ہے۔

سنہ ۱۶۴۳ء (مطابق ستمبر ۱۶۷۳ء) کلیان جسلیئر می جسکے

بلانے کو راجہ کشن داس (کچھواہہ) گیا تھا حاضر ہوا۔ اس نے منوہر داس کو ہزار روپیہ نذر میں پیش کیا۔ اس کا بڑا بھائی راول بھیم جاگیر مالاک متعجب وہ مرا۔ تو اس نے ایک دو مہینے کا بچہ وارث چھوڑا۔ لیکن وہ بھی زیادہ نہ جیا اس بھیم کی بیٹی کو میں نے نشانہ زادی میں بیاہ کر ملک جہاں خطاب دیا تھا۔ چونکہ اس قوم کے لوگ پہلے سے سلطنت کے خیر خواہ چلے آئے ہیں اور ایک رشتہ بھی ہو گیا تھا۔ اس لئے راول بھیم کے بھائی کلیان کو طلب کر کے میں نے سروراری کا ٹیکہ اور راول خطاب عنایت کیا۔ دوبارہ راول کلیان کی طرف سے کچھ نذر کا سامان پیش ہوا اور اسکو دو ہزاری ذات ایک ہزار سوار کا منصب دیا گیا۔

سنہ ۱۶۸۵ء مطابق ستمبر ۱۷۲۹ء میں شاہجہاں نے تخت پر بیٹھ کر کلیان سنگھ کا

منصب بحال رکھا لیکن راول کے مرنے پر اس کے بیٹے منوہر داس سے راج چھپیس

کر سبل سنگہ کو دیدیا جو ہادل لون کرن کے بیٹے مال دیو سے تیسری پشت میں تھا۔

۳۶۔ راول سبل کرن

سم ۱۶۹۵ مطابق ۱۶۳۹ء کے بھاشا جہاں کے حکم سے مہاراجہ جسونت سنگہ دلی جو پٹو
نے مدد کر کے سبل سنگہ کو راج دلایا جس کے عوض جیسلمیر کا پرگنہ پوکرن ہمیشہ کے واسطے راکھوڑوں
کے قبضہ میں آیا۔ بادشاہ کی طرف سے سم ۱۶۱۲ مطابق ۱۶۵۶ء میں سبل سنگہ کو ایک ہزاری
منصب ملا۔

کرنل ٹاڈانوس کرتا ہے کہ بیکانیر کے راکھوڑوں نے شمالی علاقہ۔ اور جو دھورو والوں کی جنوبی
پرگنہ بارمیر وغیرہ جیسلمیر میں سے بے سبب دبا لئے لیکن زمانے کی یہی حال ہے کہ زبردست لوگ جا
بے جا ملک دباتے ہیں شروع میں یہ بات ناگوار گذرتی ہے اور عرصے تک قیام پالینے سے حداری
سمجھ لی جاتی ہے۔

۳۷۔ راول امر سنگہ

اس نے سم ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء کے بعد عالمگیر کے عہد میں گدی پر بیٹھ کر لوہوں اور
بیکانیر کے راکھوڑوں سے لڑائی میں بعض سرحدی مقام واپس لئے۔

۳۸۔ راول جسونت سنگہ

یہ سم ۱۷۵۸ مطابق ۱۷۰۲ء میں راج کا مالک ہوا۔ اس کے وقت میں راکھوڑوں نے
بارمیر۔ پوگل اور پھلوادی وغیرہ پرگنہ دبا لئے اور اسکے پانچ بیٹوں میں سے بڑا جگت سنگہ گزیا
تو اسکا بیٹا اکھے سنگہ وارث رہا۔ لیکن اکھے سنگہ کے گدی پر بیٹھتے ہی اسکے چچا تیج سنگہ نے
راج چھین لیا۔

۳۹۔ راول تیج سنگہ

اسکے راج لینے پر اکھے سنگہ دلی جا کر اپنے باپ کے چچا ہری سنگہ کو مدد پر لایا تیج سنگہ لڑائی
میں زخمی ہونے سے مر گیا اور اسکا کم عمر بچہ وارث رہا۔

۴۰۔ راول سوانی سنگہ

اسکے تین برس کی عمر میں گدی پر بیٹھنے کے بعد دعویٰ اراکھے سنگہ نے بڑی جہیت سے

قلعہ پر حملہ کر کے اس بے گناہ کو قتل کرنے کے بعد راج حاصل کیا۔

۴۱۔ راول اکھے سنگہ

یہ سہ ماہی مطابق ۱۷۷۲ء میں راول ہوا۔ اسکے وقت میں بہاول خاں نے خود اودھ کا پوتا اور مبارک خاں کا بیٹا تھا مقام دیو راول اور کھدال کا علاقہ دبا کر اپنی نئی ریاست بہاولپور میں داخل کیا۔

۴۲۔ مہاراول مولراج

سہ ماہی مطابق ۱۸۱۷ء میں راج کالامک ہوا اسکے اٹھاون سال عہد میں دیوان سرورپ سنگہ اور اُسکے بیٹے سالم سنگہ نے بھائیوں کے ملک اور خاندان کو نہایت تباہ کیا۔ جب راول کے ولیعہد رائے سنگہ نے سرورپ سنگہ کو قتل کرنا چاہا۔ تو دیوان نے اول کنوڑ کو ملک سے خارج اور واپس آنے پر ایک قلعہ میں قید رکھ کر زہر سے مروا ڈالا۔ اور اسکے دو بیٹوں اکھے سنگہ اور دھنوک سنگہ کا بھی اسی طرح کام تمام کیا۔ راول کا دوسرا بیٹا جسیت سی اندھا پنوں کی سبب جان سے بچا رہا تیسرے مان سنگہ نے گھوڑے سے گر کر وفات پائی اور اسکے بیٹوں کو بیکانیر میں پناہ دینی پڑی۔

سہ ماہی مطابق ۱۸۱۸ء ماہ دسمبر میں بڑی مشکل کے بعد سالم سنگہ نے سرکاری عہد نامہ ہونے دیا اس سے دو برس کے بعد مہاراول مولراج کے مرجائے تے اُسکا پوتا گج سنگہ جو مان سنگہ کا بیٹا تھا اور اپنے دوسرے بھائیوں کے دھن سے نکل جانے پر کم عمری کے سبب ریاست میں رہ گیا تھا گدی بٹھایا گیا۔

۴۳۔ مہاراول گج سنگہ

یہ سہ ماہی مطابق ۱۸۲۱ء میں راج کالامک ہوا۔ اُسکی ستادی میواڑ کے مہارانا بھیکم سنگہ کی بیٹی کے ساتھ اُس موقع پر ہونی جبکہ بیکانیر اور کرشن گڑھ کے مہاراجہ بھی مہالان کی دوسری بیٹیوں کے ساتھ اپنے بیاہ کے لئے اودیپور گئے ہوئے تھے اس رشتہ داری سے بیکانیر و جیسلمیر کے سرحدی جھگڑوں میں کچھ کمی ہو گئی۔ سہ ماہی مطابق ۱۸۲۲ء میں سالم سنگہ دیوان مر گیا۔ مہاراول کو اُسکے بیادباؤ اور رعیت کو ناروا سختی سے نجات ملی۔ سالم کے پیچھے اسکے

دو بیٹوں سے بڑے نے چھوٹے کی ماں کو کسی نوکر کے ساتھ آشتانی رکھنے کے خیال سے مار ڈالا جس سے مہاراول نے جواب ہوشیار ہو گیا تھا اسے قید کر کے فساد یوں کا بالکل زور توڑ ڈالا۔

سندھ کی لڑائی پر مہاراول نے سرکار انگریزی کو بار بار داری کے لئے ادنیٰ جمع کرنے میں بہت مدد دی۔ جس کے عوض ستمبر ۱۹۰۰ء مطابق ۱۸۴۴ء میں سندھ کے فتح ہونے پر وہاں کے نواب میر علی مراد خاں سے شاہ گریہ۔ گریہ اور کوئٹہ کے قلعے جو کسی وقت دبا لئے گئے تھے واپس دلائے گئے اسکے دو برس کے بعد مہاراول کے علاوہ انتقال کرنے سے رانی رانا دتے اس کے چھوٹے بھائی کسیری سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کو گود لیا۔

۴۴۔ مہاراول رنجیت سنگھ

سپتمبر ۱۹۰۲ء مطابق ۱۸۴۶ء میں گدی پر بیٹھا جس کو دوسرے بیٹوں کی طرح ۱۸۶۲ء میں سرکار انگریزی سے گود لینے کی سند حاصل ہوئی اور ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۸۶۴ء میں جون کو اس کو علاوہ انتقال کرنے پر اس کے چھوٹے بھائی بیری سال کو راج ملا۔

۴۵۔ مہاراول بیری سال

ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۸۶۴ء میں جون کے مہینے میں جبکہ اس کی پندرہ سال کی عمر ہی پر بیٹھا اس نے فضول جھگڑوں کے سبب مدت تک گدی نشینی سے انکار رکھا لیکن دو برس کے بعد کرنل ایڈن اجنٹ گورنر جنرل کے نیاک صلاح دینی اور ضابطے کے ساتھ مسئلہ نشین کر کے اس کا رنج و اندیشہ دور ہوا۔ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۸۶۴ء میں مہاراول نے ڈونگر پور جا کر وہاں کو مہاراول اودے سنگھ کی بیٹی سے شادی کی جس میں ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب خرچ پڑا اور پونے دو لاکھ کے قریب جہیز وغیرہ کی آمدنی ہوئی۔ ستمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۱۸۶۸ء میں مہاراول سخت بیمار ہو گیا۔ جس سے ریڈیٹ مار واڑو ہاں گیا اور اطہمان کے بعد واپس جو دھ پور چلا آیا۔

بیری سال نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۱ء تک حکومت کی۔ اس کی بیوہ نے ٹھاکر کوئل سنگھ جاگیر دار لاسٹی کے بیٹے شیا م سنگھ کو متینہ بنالیا۔

۴۶- مہاراول سالیواہن

گورنمنٹ کی منظوری سے شیم سنگھ مسنر نشین ہوئے اور انھوں نے سالیواہن کا لقب اختیار کیا انھوں نے میو کالج اہمیر میں تعلیم پائی اُن کی شادی سردہی کے مہاراول کسیری سنگھ کی دوسری بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۶ء میں انکو پورے اختیارات ملے۔

فصل

تاریخ سردہی جغرافیہ

ریاست سردہی مغربی راجپوتانہ میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو درمیان خطوط عرض بل شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ و طول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۰ دقیقہ و ۷۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے واقع ہے اسکے شمال و مغرب میں ماروار جنوب میں پالن پور ماہی کانٹہ اور بڑودہ مشرق میں میواڑ و ماروار کا علاقہ ہے۔ رقبہ ریاست ۱۹۶۴ میل مربع آبادی ایک لاکھ نوآسی ہزار ایک سو تہتر آدمی خالصہ کی آمدنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور اس سے کچھ زیادہ کی زمین ماتحت جاگیرداروں کے قبضے میں تھی لیکن اس وقت خالصہ کی آمدنی ۹۶۳۹ روپیہ سالانہ کی ہے۔ یہ علاقہ اکثر غیر آباد ہے اور پہاڑیاں زیادہ ہیں جو اووالی (دارلی) پہاڑ کی شاخیں سمجھی جاتی ہیں اسکے پورب میں جو ملک کا حصہ ہے وہ بالکل پہاڑیوں اور جنگل جھاڑیوں سے بھرا پڑا ہے آلو کا پہاڑ اور اسکے قریب کا پہاڑی ضلع جو بھاگر کہلاتا ہے اسی حصے میں ہے مگر بھیم کی طرف کالماک الہتہ کشادہ اور کسی قدر زیادہ آباد بھی ہے کہ جہاں جا بجا زراعت ہوتی ہے۔ آلو کا پہاڑ بہت سرسبز و سیر حاصل ہے۔ اسکی آب و ہوا بہت خنک و خوشگوار ہے اسجیٹ گورنر راجپوتانہ موسم گرما و برسات میں یہاں رہتے ہیں ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ کوہ آلو بوجہ بود و باش حلیمیش کے مثل سمیر و کیدلاش کے پہاڑوں کا گرو بھجا جاتا ہے آلو پر ایک روڈ بن کر لے کر انسان کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک سال وہاں رہنے سے نوع البشر کا گرو ہو جاتا ہے اسکی اونچی سے اونچی چوٹی گرو شکھ کہلاتی ہے جو سمندر سے ۵۰۰۰ یا ۵۸۰۰ فٹ اونچی ہے وہ

قدیم سے بہت متبرک اور عبادت گاہ عظیم ہندو اور جین دھرم کے ماننے والوں کا خیال کیا جاتا ہے۔
 اسکے اوپر شیش ٹ مٹی کا آشرم اور اچلی شہر مہا دیو کا مندر بہت مشہور ہے اور وہاں سو دو
 تین کوس پر مقام دیوارہ میں جین دھرم کے کئی نہایت عمدہ اور قیمتی مندر ہیں جنکی تعمیر صناعی
 اور سنگتراشی میں کرداروں روپیہ صرف ہوا ہے۔ ان میں سب سے بڑا مغرب کی طرف رکھتا
 دیو کا مندر کہلاتا ہے۔ بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندروں سے بڑا ہی اور
 اگرے کے تاج گنجے سو کوئی عمارت اسکی برابر نہیں ہو سکتی کہتے ہیں کہ اس مقام پر پیشتر شیوا اور
 اور وشنو کے مندر تھے۔ سیردنی عمارت کے بڑے کمرے میں ایک مٹھ کے مختلف دھاتوں سے مرکب
 جینیوں کے دیوتا کی صورت ہے اور مندر کے محاذی تل ساہ یعنی ساہوکارا اہل واڑہ اس مندر
 کے بنائے والے کی پرتمان ہے کل مندر چودہ برس کے عرصے میں تیار ہوا تھا دوسرا مینا تھ کا
 مندر ہے اسکے کہتے سے ۱۲۳۶ء کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور باقی ماندر دو مندر صرف چار
 سو برس سے کچھ زیادہ کے پتے ہوئے اور اس سے کمتر درجے کے ہیں مگر اب سب خراب
 ہونے جاتے ہیں کوہ آلو کا اصلی نام اریڈھ ہے اس پر پرست گان شمس اور دھروہ
 کی بڑائی ہوئی تھی۔ پیردان مذہب بودھ تو اسکو اپنے اول بودھ مسمے آدھ نامتھ سے منسوب
 کرتے ہیں اور برہمن الشیور یا اچیش مخصوص الموقع دیوتا سے جس اگنی گنڈ سے برہمنوں نے
 چار لسنلوں کو اچیش اور معتقدان کثیر المعبود کی طرف سے بمقابلے دیت یعنی دھروہ
 گئے (کہ عبارت بدھ مت والوں سے ہے) بڑائی کرنے کے واسطے پیدا کیا تھا اسکو
 آلو شکھریا بھی دکھلایا کرتے ہیں۔

ان پہاڑوں میں اکثر مینہ بھیل کوئی اور گراسیہ بہت عرصے سے اور کثرت
 سے آباد ہیں۔ بھیل بچیم کے پہاڑوں میں رہتے ہیں یا ان کے دامن میں۔ ان کی آبادی
 متفرق ہوتی ہے وہ اپنے جھونپڑے گول اور دور دور بناتے ہیں اور وقت پر ایک بھیل
 کی چیخ سُن کر اور دھڑ دھڑ سے صد ہا جمع ہو جاتے ہیں انکا خاص متیاریتر اور کمان ہے اور
 لیٹ کر خوب تیر مارنے میں پہلے تو اکثر انکا گزادہ نوٹ مار سے چلتا تھا مگر اب بھیتی بھی
 کرنے لگے ہیں وہ کسی دھرم کے پابند نہیں اور نہ ان کا کوئی مذہب ہے یہاں تاکہ کمرے

ہوئے چوپاؤں کو کھاجاتے ہیں اور اسی سبب سے کوئی اُنکے ہاتھ کا پانی نہیں پیتا ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ میوڑ سے اس طرف آئے ہیں اور انکا زیادہ تر گردہ میوڑ میں ہے اور کہنے کو ہندوؤں میں داخل ہیں اور انھیں کی طرف جذب ہوتے جاتے ہیں اور قوم منہ اتر کی طرف زیادہ ہے چھ سو برس کے قریب ہوئے کہ یہ ڈیوڑھ چوپاؤں کے ساتھ ٹوڈ وار سے آئے تھے اور اس علاقے میں بس گئے یہ بھی چوری اور غارتگری میں تھیلوں سے کم نہیں بلکہ بہادری اور مضبوطی میں اُن سے دو قدم بڑھے ہوئے ہیں اور بہت جلد بدی اور خونخواری پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ ہنساکرتے رہتے ہیں انکو پہاڑوں میں دوڑنے اور گھائیوں پر چڑھنے اُترنے کی خوب مہارت ہوتی ہے اور گراسیہ ایک قوم بگڑی ہوئی راجپوتوں کی ہے وہ ایڈر کی طرف سے آئی ہے اور اُنکی زیادہ تر آبادی بھی اُسی طرف کو سر دی کے مشرقی پہاڑوں اور گھائیوں کے نیچے اور اوپر چھوٹیوں میں ہے اور جس علاقے کا نام بھاکر ہے وہ ان لوگوں کا مسکن ہے عجیب و غریب ہیں اور کبھی اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ کوئی آدمی بلا مرضی اُنکی اُنکے علاقے میں آجائے اُنکی زبان بہت ہی کم سمجھ میں آتی ہے انھوں نے پہاڑوں پر دھول رکھ چھوڑے ہیں کہ جسکی آواز پر فوراً صد ہا آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور راستہ بند کر دیتی ہیں یہ بھاکر کا علاقہ آہ سے ۱۵۔ کو بس لمبا اور بارہ کوس چوڑا ہے مگر گراسیہ ایک جگہ پر نہیں رہتے ہیں دوسرے تیسرے برس اپنے چھوٹیوں کو دوسری جگہ لیجاتے ہیں اور وہاں ایسے ہی جنگل کاٹ کر زمین کو قابل زراعت کر لیتے ہیں۔ ان گراسیوں نے اکثر کے پاس بڑی جاگیریں ہیں جو اپنی وحشت اور جنگلی مددگاروں کی اعانت سے ریاست کی بہت کم اطاعت کرتے ہیں۔

زمین کے مالک جو راجپوت ہیں وہ بھی عادات اور طریقہ اپنی رعیت کا سارا کہتے ہیں وحشت یہاں کے باشندوں میں یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ ذرا سی بات پر راج سے بغاوت کر کے بار وٹھیہ ہو جاتے ہیں اور لوٹ مار کرنے لگتے ہیں اور آپس میں مدت دراز سے نا اتفاقی چلی آتی ہے یہ ریاست قوم چارن کے واسطے اچھی وجہ منشت ہے یہاں کے بھاکر اور راجپوت جو ہشتا منشت سے بغاوت کرنے اور بار وٹھیہ ہو جانے کے عادی ہیں۔ اُن لوگوں پر بہت کچھ اعتبار رکھتی ہیں اور بڑی اُنکی عنایت کے کسی شرط کے قبول کرنے پر راضی

منہیں ہوتے اُنکا کوئی راضی نامہ بغیر وہیاں گئی چاروں کے نہیں ہوتا جو بار دھڑیہ اپنے ٹھکے پر بیٹھتا ہے وہ جب تک کسی چارن کا بچن نہیں لیتا ہے تب تک ایسا نہیں کرتا ہے اور چاروں نے بھی اپنی استغوی سے دیوڑوں کو خوب خوب بڑھایا ہے چارن کے معنے چاروں طرف شہرت دیوالے کے بیان کئے گئے ہیں شروع میں انکا تعلق رشتہ داری کا راجپوتوں کے ساتھ رہا لیکن اگلے زمانے میں دان لینے کی وجہ سے انکی راجپوتوں سے علیحدگی ہوئی اور دان دیوا اور لینے والوں میں فرق سمجھا گیا۔

سہہ دی کے راج میں ریاست میں پہاڑوں سے کئی ندیاں اُترتی ہیں اور مار داڑ کی ندی ٹونی سے ملکر کچھ کے خلیج میں گرتی ہیں مگر ریاس ندی جو آج کے پہاڑ سے نکلی ہے ریاست ہائے میواڑ۔ ڈھونڈھار ٹونک اور ہاڑوٹی میں ہو کر حنیل ندی میں جاملتی ہے۔

سر وہی کے پہاڑ مار داڑ کے پہاڑوں کی بہ نسبت سرسبز اور سیراب ہیں اور میدانوں میں جا بجا نشیب ہے اور پانی سطح زمین سے بہت قریب ہے مگر اسپر بھی بند تالاب اور چاہات بہت ہی کم ہیں کوہ آبو پر اجبٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کا قیام کرتا ہے یہاں کچھی تالاب اور درختوں کی خود تازگی سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے۔

پہلے اس علاقے میں پواروں کا راج تھا اور اس وقت چند رادنی گنمری اُن کی واحد حاکمانی تھی اسکے کھنڈرات ابھی تک آج کے نیچے اپنی کچھلی یادگار کا اظہار کرتے ہیں اُن میں اکثر عمارتوں کے ستون اور پتھر اس کے اُپر افضل سنگتراشی کی یادگار ہیں جس سے اس ملک کی دولت مند ثابت ہوتی ہے اب ان کھنڈروں میں گراسیوں کے جھونپڑے نظر آتے ہیں ریاست سر وہی میں گیارہ پرگنہ اور ۵۳ گاؤں ہیں اُن میں سے دسو گاؤں بھائی بیٹوں کی جاگیرات میں دے ہوئے ہیں ان میں بارہ جاگیر دار بڑے ہیں۔

خاص شہر سر وہی پانچہزار آدمی کی آبادی جمیر سے دسوسل جنوب و مغرب میں احمد آباد جاتے ہوئے ریلوی لائن سے قریب ہے چھوٹا سا شہر اربلی پہاڑ کے نیچے آباد ہے یہ قصبہ بڑانی بستی سے علیحدہ ہے جو اب اجڑ گئی ہے شروع چند رھویں صدی عیسوی میں سر نوآپہاڑ کے نام پر سر نوئی نام سے آباد کیا گیا تھا جو بدلت کر سر وہی ہو گیا ہے مکان اکثر پتھر اور اینٹوں سے بنے ہیں

ہوئے ہیں اور مہاراد کا محل ایک بلنہ جگہ پر مضبوط ہونے کے سوا کچھ بڑا خوبصورت نہیں ہے
سر وہی کی تلوار جو اکثر سیدھی ہوتی ہے اور سر وہی یا کتھی کہلاتی ہے تمام ہندوستان
میں مشہور ہے وہ بہت کارآمد ہوتی ہے اور کاٹ بھی خوب کرتی ہے مگر اس میں ایک بڑا عیب
یہ ہے کہ بعض اوقات لگاتے ہی لوٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتی ہے۔

قوم

سر وہی والے دیوڑھ راجپوت ہیں جو چوہانوں میں سے نکلے ہیں وہ یہ دعوے کرتے ہیں
کہ ہم مہاراجہ پر بھتی راج چوہان کے چچا کن کی اولاد میں ہیں مگر تحقیقات سے اُنکا لاکھن سی
راجہ ناڈول علاقہ مارواڑ کی اولاد میں ہونا ثابت ہوا ہے ناڈول کے چوہان راجہ بھی بڑے
نامی ہوئے ہیں۔ سمت ۱۱ سے سمت ۱۲ تک اُنکا بڑا عروج رہا ہے اولیٰ راجہ ناڈول کل لاکھن
تھا جو سمت ۱۳ میں گجرات کے دارالحکومت اہمپور میں تاک راہداری کا حصول لیتا تھا اور
میواڑ کا راج اسکو خراج دیتا تھا اس نام کو کھمن بھی کہتے ہیں اور یہ ناڈول کا راجہ لاکھن
مانک راج چوہان کی نسل سے تھا نہ کن کی۔ کن کی اولاد میں مین پوری علاقہ آگرہ کے راجہ
ہیں مانک راج چوہان کے دستس بیٹوں سے ایک کا نام زبان تھا اسکی اولاد میں زبان
چوہان ہوئے وہ مارواڑ کے اُتر میں رہا کرتے تھے اُن میں دیوڑھ نام ایک بڑا بہادر شخص ہوا
اُس نے آج کے پاس راج کیا اور سر وہی نام شہر سیایا اسکی نسل والے دیوڑھ چوہان
کہلائے۔ لیکن زبانوں کی تواریخ میں اس روایت کے برعکس یہ بات لکھی ہے کہ قوم زبان
دیوڑوں سے پیدا ہوتی ہے اسکا مورث اعلیٰ حسب کا نام راجہ مین تھا سر وہی سے آیا تھا۔
دیوڑوں کا نام پر بھتی راج راسا میں بھی آیا ہے مگر اس سے اُن کی پیدائش معلوم نہیں ہوتی۔
دیوڑ راج دیوڑھ پر بھتی راج کے ساداتوں میں داخل اور تنوج کی ریائی میں اسکے ساتھ تھا
بعض کہتے ہیں کہ اس راڈ چوہان کی عورت دیوی تھی جس سے اسکی اولاد دیوڑھ کہلائی۔ بعض
کہتے ہیں کہ لاکھن چوہان والی ناڈول کی سترھویں پشت میں راڈ کیتو تھا اور اس کیتو کا پوتا
مانی جی تھا اسکی رانی چند کا بھوانی تھی اُس سے دیوڑ راج اور مانا دیوڑھ پیدا ہوئے دیوڑ راج
کی اولاد دیوڑھ کہلائی۔ ان روایتوں سے ثابت ہے کہ قوم دیوڑھ ناڈول کے چوہانوں سے

نکلی۔ اور ناٹو دل کے چوہانوں کو پرستی راج چوہان کی اولاد سے کچھ تعاقب نہیں کیونکہ ان کا مورثا اعلیٰ راڈ لاکھن مانگا راج چوہان کی نسل سے تھا کر نل ناٹو نے ایک لاکھن ہی پرستی راج کی اولاد میں لکھا ہے اور وہ اکثر فرقیات قوم مہاجن کا بانی ہوا ہے مگر وہ ناٹو دل کا راجہ نہیں تھا۔ اور برنسبت اس کے باپ کے نام پر انکا نام دیوڑہ ہونا زیادہ موزوں اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ اور راجپوتوں میں قوم باپ کے نام پر ہی مقرر ہوتی ہے اسی لائق تحقیق کا یہ قول ہے کہ دیوڑہ راج کے نام سے اسکی قوم دیوڑہ کہلاتی ہے جس طرح دیوڑوں سے اپنی طاقت سے سرور ہی کی ریاست حاصل کی تھی ویسے ہی بخیروں کی اطاعت بھی مقابلہ اور جوڑی بننے آسانی سے اختیار نہیں کی۔ پھنوں سے میواؤں کے رسیوں کو آپس کی تکرار سے فصلے کے لئے اکثر بزرگ و سر بیچ قرار دیا تھا اور بھگوات کے ہر بہار جو دلی کے تعلق بنادان کی نامی سے ٹکڑے خود مختار بادشاہ کہلائے گئے۔ گئے جو کہ اپنی تہذیب اور لوٹا دار کر کے سوا سرور ہی پر زیادہ دیا نہیں رکھ سکے لیکن نسل شاہنشاہ اکبر نے تیس کی تیسریں ان معاملات میں کامل تھیں۔ دیوڑوں کو آزاد نہیں چھوڑا اور انکو میواؤں کے تعلق سے علمی رہا کر کے اپنا تاج بنایا۔

تواریخ

سم ۱۲۵ مطابق ۱۱۹۴ء میں جبکہ شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج چوہان کے قتل ہونے کے بعد دلی اور اجمیر وغیرہ پر قبضہ کر لیا تو چوہان لوگوں نے شمالی ہندوستان پر پرتھوی راج کو کرار چھوڑا تاکہ وہ دیران غلاتوں میں جہاں جنگ اور پھار کے سبب سجاد ہو سکتا تھا سہارا دھونڈھائیں میں سے دیوڑہ راج نامی شخص کی اولاد میں سے (۱) راؤ لکھنہا نے ۱۳۶۸ء مطابق ۱۳۱۷ء میں پرمار راجپوتوں سے آو کا قلعہ لے لیا اور یہ وہ عہد تھا کہ ترکوں کی سلطنت بسبب انتقال سلطان علاء الدین خلجی کے کمزور ہو گئی تھی اور راجپوتوں کو بھاری خروج کا موقع مل گیا تھا۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ لکھنہا نے آو کے پور راجہ کو مار کر اسے ہاتھ سے خود بھی جان دی لیکن اس کا بھائی تیج سی آلو کی گدسی پر بیٹھ گیا اور پور راجہ کو بھیجی کے نوکر ہو گئے۔ اور پھر چلے گئے۔

میر انوار کی بہن جو راجہ کی بیٹی تھی تیج سی کو بیاہی گئی اور تیج سی نے صرف چار بیٹے

گائون میرا کوہا گیر میں دئے۔ لونجھا کا دوسرا نام ٹونگ ہے۔ راس بالاس لکھا ہے کہ (۲) تیج سنگہ
 لونجھا کا بیٹا تھا اور تیج سنگہ کا بیٹا (۳) گائون دیو اور گائون دیو کا بیٹا (۴) سامنت دیو
 تھا بعض کتابوں میں جو کسی نامہ ویسا ہے اس میں تیج سنگہ گائون دیو اور سامنت سنگہ کا نام ہی نہیں
 آیا ہے وہ راؤ لونجھا کے بعد (۲) راؤ ملکھا اور سنگھا کے بعد (۳) راؤ نمل اور راؤ نمل
 کے بعد (۴) راؤ سو بھان اور راؤ سو بھان کے بعد (۵) راؤ سہس مل کہتے ہیں۔
 بعض کتابوں میں یوں لکھا ہے (۱) لونجھا (۲) ملکھا (۳) نمل (۴) سو بھان (۵) سہس مل
 (۶) لکھا (۷) جگمال (۸) اکھے راج (۹) رام سنگہ (۱۰) دودا (۱۱) ادوے سنگہ (۱۲) ہنسنگہ
 اول (۱۳) سرتاب (۱۴) راج سنگہ (۱۵) اکھے راج (۱۶) اڈے بھان اول (۱۷) سیری شال
 (۱۸) سرتاب دوسرا (۱۹) شتر سال (۲۰) مان سنگہ دوسرا (۲۱) پرتھوی راج (۲۲) جگت سنگہ
 (۲۳) ہر سال (۲۴) اڈے بھان دوسرا (۲۵) شیر سنگہ (۲۶) اُمید سنگہ (۲۷) مہارادک سنگہ
 بہر صورت ان میں سے نمل تک آؤ پر راج کرتے رہے اور راؤ سو بھان نے سنہ ۱۴۶۲ مطابق
 ۱۴۰۶ء میں سرزادہ پائیں جہاں اس کے بزرگوں نے پناہ لی تھی ایک شہر بسایا اور وہاں سنا
 اختیار کیا اور اسے بیس بیس کے بعد سنہ ۱۴۸۲ مطابق ۱۴۲۶ء میں راؤ سہس مل نے جو لونجھا
 کی پانچویں پشت میں تھا نئی سردی کو جواب تک موجود ہے بسا اور قلعہ بنایا کہتے ہیں کہ اس نے
 اپنی راجدھانی کا نام سارنیشور مہادیو کے نام پر شیو پوری رکھا تھا مگر کثرت استعمال سے سردی شہر
 ہو گیا سہس مل نے اپنا علاقہ بڑھایا اور ایک پہاڑ کے سونگھیدوں سے جو راج سردی اور
 مارواڑی سردی پر واقع ہے جناب کی اور کچھ زمین ان کی چھین لی۔ راؤ سہس مل جو بڑا جی راٹھور
 والی منڈور اور راٹھور کا بھٹیاں چوڑا کا بھٹیاں اور ایک ایک بیٹے کی ان دونوں بچوں
 اور ایک بڈر کے راؤ پونا کو بیٹا ہی تھی اور اسکا باپ سنگھا چوڑا کے رانا لکھا کا بھٹیاں تھا اور اسکی
 بیٹی سیران دیوی رانا نیکو کی رانی تھی۔

اس کے وقت میں گجرات کا بادشاہ قطب الدین تھا وہ بار بار سردی کی طرف سے میواڑ
 پر حملہ کیا کرتا تھا۔ جس میں ریاست سردی بھی لٹ جاتی تھی۔ ایک بار رانا کو بھان نے سردی
 کو فتح کر لیا۔ اور راؤ کاہاڑ دیوڑوں سے فتح کر لیا اور بعض کہتے ہیں کہ سہس مل کے دوسرے

بیٹے لاکھا کے کہنے سے بطور پناہ پذیر ی کے رانا کو نبھا جو ن افواج شاہی چن۔ ماہ آہو کے اوپر چل کر
 میں بٹھرا تھا اور جب اس نے ایسے مضبوط مقام کو پا کر اس کے چھوڑنے سے انکار کیا تو ہنس
 کے بڑے بیٹے دھیراجی نے فوج جمع کر کے اور بزور حمایت بادشاہ گجرات کے پہاڑ کے اوپر جا کر
 رانا اور اس کے آدمیوں کو نکال دیا۔

۶۔ راؤ لاکھا

تاریخ فرشتہ میں راؤ لاکھا کو گنٹھا دیو لکھا ہے۔ گنٹھا دیو سوئے لاکھا اور کوئی راجہ سردہی کا
 نہیں ہو سکتا ہے۔

۵۹۲ء ہجری مطابق ۱۵۴۴ء میں کئی سوداگر عربی اور عراقی گھوڑے اور کچھ اسباب
 لیکر گجرات کو جاتے تھے جب علاقہ سردہی میں پہنچے تو لاکھا نے انکو لوٹ لیا انھوں نے جا کر
 سلطان محمود بے گڑھ سے فریاد کی سلطان نے ان کو مال مغرورہ کی قیمت اپنے خزانے سے دلا کر
 راؤ کو لکھا کہ یا تو سوداگروں کا مال بھیج دے یا لڑائی کی تیاری کر کہ میں آتا ہوں راؤ نے ڈر کر سب
 مال واپس کر دیا سلطان محمود بیکرہ کے وقت میں ملک خضر نے سردہی پر یورش کر کے خراج
 لیا تھا۔ اس لاکھا نے آہو پہاڑ پر اپنی نام سے لکھی تالاب کھدوایا۔ جس کو اب عام لوگ بگاڑ
 کر لکھی تالاب بولتے ہیں۔

۷۔ راؤ جگمال

راؤ لاکھا کے چار بیٹے جگمال، ہمیر، شنگر اور اودا تھے جگمال جب راؤ ہوا تو ہمیر نے اس
 سے آدھوں آدھ راج بٹوا لیا۔ جگمال آہو میں اور ہمیر سردہی میں رہا یہ بات جگمال کو برائی لگی
 اور اس نے فوج کشی کر کے ہمیر کو مار ڈالا راؤ جگمال کی بیٹی جو دھپور کے راؤ گانگا جی کو بیاہی تھی
 جس کے بطن سے راؤ مال دیو پیدا ہوا تھا۔

۸۔ راؤ اسکھ راج

جگمال کے بعد اس کا بیٹا اسکھ راج مسند نشن ہوا۔ پالن پویدی کی تاریخ میں معلوم
 ہوتا ہے کہ ایک بار جاوڑ کے رئیس جیاد خاں عن موکھا کو شکار گاہ میں راؤ لاکھا جی عرف اکھ راج
 نے پکڑ لیا جس کے بدلے میں جاوڑ کے لشکر نے سردہی کا ملک لوٹ کر آجاڑ دیا اور سردہی

کے کنوڑ مانڈن سنگہ کو جو دولہ بنا ہوا براتیوں کے ساتھ جاتے ہوئے اُن بہاڑوں کے سلسلے میں فر دکش ہوا۔ جو سرحد جاوڑ کے قریب واقع ہے گرفتار کر لیا اور مسلمان کرشنکی دھمکی دی تب راؤ نے خانِ جالوڑ کو چھوڑ دیا۔ راؤ اُنکھے راج کے بعد اسکا بیٹا رائے سنگہ گدی پر بیٹھا۔

۹۔ راؤ رائے سنگہ

بھین مال کا پرگنہ اس وقت جاوڑ کے پھٹانوں کے پاس تھا راؤ نے اس پر چڑھائی کر کے شہر بھین مال کو کھیر اسکے اندر سے ایک تیر آگیا اور راؤ کا کٹر توڑ کر نبل میں لگا اس سے راؤ کا کام تمام ہو گیا۔ اس کو جو دھپور کے راؤ گانگا جی راٹھوڑ کی بیٹی چانپا بانی سیاہی تھی۔

۱۰۔ راؤ دودا

رائے سنگہ نے مرتے وقت کہا تھا کہ میرا بیٹا اودے سنگہ بہت چھوٹا ہے پانچ راجپوت ملکر ملک میرے بھائی دودا کو دیدیں وہ اودے سنگہ کو بھی مال کر بڑا کر لے گا اس سبب سے سب راجپوتوں نے دودا کو راؤ بنایا وہ گادی پر تو بیٹھا لیکن مالک اودے سنگہ کو سمجھتا تھا اس لئے باٹھیلوں سے جنگ کی اور مرتے وقت کہا کہ ٹیکا اودے سنگہ کو دینا میرے بیٹے مان سنگہ کو نہ دینا اور اودے سنگہ کو کہا جو تیری خوشی ہو تو موضع لویا نہ میرے بیٹے کو دینا۔

۱۱۔ راؤ اودے سنگہ

راؤ دودا کے انتقال کے بعد راجپوتوں نے اودے سنگہ کو تیسری کا مالک کیا اور موضع لویا نہ مان سنگہ کو دیا ایک برس کے بعد اودے سنگہ نے مان سنگہ سے زبردستی لویا نہ چھین لیا اور اسکے باپ کے احسانات کا پاس دکھا دہ چنڈ میں رانا کے پاس چلا گیا جس نے اس کو اٹھارہ گانوں دئے۔

۱۲۔ راؤ مان سنگہ

سند نشینی سے ایک برس کے بعد اودے سنگہ چچا سے مر گیا۔ تو اسکو چوڑ سے بلا کر دیوڑوں نے گدی پر بیٹھا دیا۔ اس نے راج پا کر اپنے چچا زاد بھائی اودے سنگہ کی بیوہ اور حاملہ رانی کو جس سے شاید کوئی دلچسپ پیدا ہوتا میر تھی سے مار ڈالا۔ کیونکہ راؤ رائے سنگہ کی بیوہ چانپا بانی نے کہا تھا کہ اودے سنگہ کی بیوہ کو حمل ہے جب میرے پوتا ہوگا تو میں مان سنگہ کو نکال دوں گی۔

سر دہی کے پاس ہی بہت سے گاؤں کو لیوں کے تھے وہ اب تک کسی راؤ کے مطیع نہ ہوئے تھے مان سنگ نے ایک دن میں ۲۲ جگہ علیحدہ علیحدہ فوجیں بھیجیں جنہوں نے ایک سال ۲۲ جگہ حکم کرنے کو لیوں کو نکال دیا اور ان کے گاؤں میں چھ مہینے تک قحطانہ رکھا اب کوڑہ کو لی عازر خواہ ہوئے اور جو حکم راؤ نے دیا وہ انہوں نے منظور کر دیا تب راؤ نے خوش ہو کر ان کی زمین انکو دیدی۔

اس راؤ کی ایک بیٹی رانا پر تاپ سنگ کو بیاہی تھی اور دوسری بیٹی اچندر سیرن والی جو دھپور کو۔

اس کے ایک خدمت گار کلائے آلو کے اوپر برا بھلا کہنے سے غصے ہو کر کٹاری سے زخم کیا اور خود صاف نکل گیا راؤ پھر بھر کے بے مر گیا اور اس کے کوئی اولاد نہ ہوئے۔ کے سبب سے اس کی زمین کے موافق بھان سنگ دیوڑہ کا بیٹا سرتان سنگ جو موضع پاسیرہ میں رہتا تھا راج کا مالک بنایا گیا جو راؤ لکھا کی پانچویں پشت میں تھا۔

۱۳۔ راؤ سرتان

راؤ سرتان دیوڑہ ۱۶۲۲ء مطابق ۱۵۶۶ء میں سر دہی کی گدی پر بیٹھا لیکن دجاچی دیوڑہ نے جو ریاست کا منتظم پہلے سے تھا سرتان کی خود بینی و غوث سے آزر وہ چکر دیوڑہ کو جو سرتان کی جان و مال کا محافظ تھا قتل کر کے سرتان کو مسند ریاست سے اتار دیا اور رانا پر تاپ والی میواڑ کی حمایت سے اپنی مسند نشینی کی کوشش کرنے لگا رانا ایک سال سے ایک شخص کلا تھا اس نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ ہر ایک مسند نشینی کے سوا وہ میں نہیں بیٹھتا تو اس نے سر دہی کی مسند نشینی کی بدستہ شاہ اکبر سے اپنے نام پر لکھوائی دجاچی دیوڑہ خبر سن کر سر دہی کے خزانے اور مہادیو کے حوالے سے جس قدر مال لے جا کر اس کے پاس چل گیا۔ کلابادشاہی سند کے ذریعہ سے سر دہی میں آکر مسند نشین ریاست ہوا اور چھیا قوم کو راجپوتوں کو اپنی مدارالمہامی کا عہدہ دیا مگر چونکہ قوم چھیا اور ان ڈونگراؤت راجپوتوں پر جو سر دہی کے رہنے والے تھے۔ قدم سے دشمنی چلی آتی تھی۔ اس لئے یہ ڈونگراؤت راجپوت راؤ کلا سے بھی ناراض ہو گئے اور اودادت وغیرہ راجپوتان سر دہی سے متفق ہو کر دہاتی کو ایڈر سے

ہلا کر انکی وساطت سے راؤ سرتان مسند نشین سابق کو از سر نو مسند نشین کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور سبب سے اتفاق کر کے انکو مقام رام سن میں ہلا کر ملک خاں والی جالور سے جس کی اولاد اب پائن پور میں حکومت کرتی ہے مدد دجاسی لڑائی میں کلاشکست فاش کھا کر میواڑ کی طرف ہجرت کیا اور ملک خاں کی فوج نے سردھی آکر راؤ سرتان کو بار دیگر مسند نشین کیا اور اس امداد کے معاوضہ میں راؤ اور اسکے دیوان و حاجی نے علاقہ سردھی میں سی پرگنات ڈوڈیالی، سوانہ، بوسیانہ اور بڑگانوں ملک خاں کو دئے۔

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مسند نشینی سے بارہ برس کے بعد سرتان نے تاج خاں رئیس جالور کے ساتھ اکبر سے سرکشی کی بادشاہ نے اپنے ایک ماتحت سردار تمسوں خاں اور بیکانیر کے راؤ رائے سنگھ کو فوج کے ساتھ سردھی پر بھیجا مقابلے میں لاچار ہو کر تاج خاں اور راؤ سرتان نے بادشاہی دربار میں حاضری دی کہی مہینے کے بعد راؤ نے بادشاہی حضور سے بھگا کر پھر سرکشی پر کمر باندھی اور سید ہاشم خاں یارہ اور راؤ رائے سنگھ نے دوبارہ آکر گڑھ کا محاصرہ کرنے کے بعد راؤ سرتان کو بادشاہی اطاعت پر مجبور کیا۔ لیکن اکبر نے دیوڑونکا زور توڑنے کی غرض سے میواڑ کے مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے ججال کو جو باپ کے بعد گدی نہ ملنے کے سبب اپنے بڑے بھائی رانا پرتاپ سنگھ سے رنجیدہ ہو کر بادشاہی دربار میں پہلا گیا تھا سردھی کا ادھار راج بانٹ دیا۔ اس پر دیوڑون نے تھوڑے دنوں میں ججال کو دعا سے مار کر اپنا تمام علاقہ واپس لے لیا۔

نوٹ۔ پائن پور یا جالور کے کسی رئیس کا نام تاج خاں نہیں البتہ تاج خاں متیانی جالور والوں کا ایک انسر تھا۔ ملک خاں والی جالور نے ۱۶۳۲ء مطابق ۱۵۶۶ء ۹۸۳ھ ہجری میں انتقال کیا اور عزنی خاں اسکی جگہ مسند نشین ہوا تو عبد الرحیم خاں خاناں مریم خاں کے بیٹے نے اسکو بوجہ اسکے تروکے گرفتار کر کے قید کر دیا تو اس کی ماں امران بانی نے جو راول پٹھیم دیوار پھوڑ جائے دار ضلع باڑمیر کی لڑکی تھی رہائی کے لئے ایک قاصد کو خط دیکر رائے سنگھ والی بیکانیر کے پاس جو اس وقت اکبر کے پاس تھا حاضر تھا اور اسکا ہم قوم تھا اور کلیان سنگھ راٹھوڑ کا بھائی تھا بھیجا اور اس نے راؤ مال دیو کی بیٹی جو دھابانی کے ذریعہ سے کوشش

کی جو اکبر کی بہنایت چہیتی سکیم تھی چنانچہ غزنی خاں نے پانچ سال کے بعد رہائی پائی۔
 ۱۶۴۱ء مطابق ۱۰۵۰ھ میں رادوستان کی طرف سے مجاہد پورہ نے باوشاہی
 فوج کے مشاغل رہ کر گجرات کا فساد دور کرنے میں بہت کارگزار می دکھلائی سرستان میں
 برس راج کر کے گزر گیا۔ راج سنگھ اسکا بیٹا وارث ہوا۔

۱۴۔ رادو راج سنگھ
 ۱۶۶۶ء مطابق ۱۰۷۵ھ میں رادو سلطان کے بعد گدھی پر بیٹھا اسکے وقت میں
 بھی باب کے وقت کی طرح خانگی فساد ہوتا رہا۔ اسکے کئی بھائی تھے۔ ان میں سے
 سور سنگھ نے چن سر داروں کی مدد سے حملہ کیا اور راج سنگھ سے سرہی کا راج
 لے لیا۔

۱۵۔ رادو سور سنگھ

چونکہ جو دھپور کے راجوں اور نیز جہانگیر کو بوجہ مار ڈالتے رادو رائے سنگھ اور جہاں سید
 کے سرہی کی طرف سے بڑی ناراضی تھی اور اسی وجہ سے کئی دفعہ رادوستان پر فوج
 کشی ہو چکی تھی اور اب پھر اسکا احتمال تھا اس لئے رادو سور سنگھ نے راجہ سور سنگھ والی جو دھپور
 سے اس شرط پر کہ راجہ سورج سنگھ اور کمزور گج سنگھ کی شادی سرہی کے خاندان میں بھیجی
 اور جو ۲۹۔ راجوت رائے سنگھ کے ساتھ موضع دتانی میں مارے گئے تھے انکے بھائی بیٹوں
 اور بھینچوں کے بیاہ بھی اسی وقت کرے جائینگے۔ اور جو باقی کھوٹے وغیرہ رادوستان نے
 دینا کئے تھے بچا دیں گے۔

بعد اسکے پھر خانگی فساد شروع ہوا اس لئے کہ پختی راج سو باوت بورادوستان
 کے چچا زاد بھائی سو جا کا بیٹا تھا اور راج سنگھ سے ایک پشت رشتے میں بڑا ہونے کی
 وجہ سے بزرگی اور سرپرستی کا دعویٰ رکھتا تھا وہ رادو سور سنگھ سے ناراض ہو کر رادو راج سنگھ
 سے جاملے جس سے اسکو دوبارہ سرہی کی منہ حاصل ہونیکا حوصلہ ہوا۔ پس اب باب
 لڑائی پھر درمیان و دونوں دعویداروں کے ہوئی جس میں رادو سور سنگھ ہارا اور راج سنگھ بار
 دیگر ریاست کا مالک ہوا مگر بدتمستی سے اسکے اور پختی راج کے درمیان میں بھی ناچاقی ہو گئی

اور پرتھی راج سے اپنی خاندان کے اس سے باغی ہو گیا جسکی وجہ سے جتنے ملک میں بہت بڑا فساد رہا۔ رانا کرن سنگھ کی فمائش سے بھی نا اتفاقی دور نہ ہوئی۔ راج راج سنگھ نے پرتھی راج کو جو چھپور والوں کی مدد سے ملک سے نکل دیا مگر اس نے سال بھر کے بعد دفعہ راج راج سنگھ پر حملہ کیا اور اسکو آسانی سے مار لیا مگر اسکا دوبرس کا بچہ اکھے راج دانی کے چھپا دینے سے بچ گیا۔ اتنے میں راج کے آدمی جمع ہو گئے اور پرتھی راج بمشکل تمام اپنے آدمیوں کی مدد سے جان بچا کر موہن پالوی کی طرف نکل گیا۔

۱۶۔ راج اکھے راج

راج راج سنگھ کے مارے جانے کے بعد سن ۱۶۷۵ء میں اس کے بیٹے اکھے راج کو جو صرف دو برس کا تھا جانشین کیا گیا اور چوڑ کے رانا امر سنگھ اور ایڈر کے راجکلیان مل نے راج سنگھ کے مارے جانے کا سال سنکر امنوس اور اس کے نو دس سال بچے کی سرایک موقع پر مدد کی۔ جس سے سیو دیہ پر بت سنگھ وغیرہ سرداران سر دیہ نے زور پکڑ کر پرتھی راج کو سر دیہ کی سرحد سے باہر نکال دیا۔ خود پرتھی راج تو دیول راجپوتوں کی امداد سے چنگان کے ملک نہایت دشوار گزار پہاڑ میں رہنے لگا۔ اور اسکا بیٹا چاند سر دیہ کے علاقے میں لوٹا کر کیا کرتا تھا۔ راج اکھے راج نے بہت جلد ہی ہوش سنبھالا اور بارہ برس کی عمر میں اپنے ملک اور مال کی خرابی شروع کر کے باغیوں پر حملہ کرنا جاری کر دیا اس وقت رانا کرن سنگھ مر چکا تھا اور راجا جگت سنگھ اسکی جگہ بیٹھ گیا تھا چونکہ اکھے راج کبھی کبھی سرحد میں بھی حملہ کرتا۔ اس لئے راجا جگت سنگھ نے دو سے برس اپنی منہ نشینی کے راج کے اوپر نوج بھیجی اس نے سر دیہ کے راج کو شکست دی اور اسکی نامی عمارتوں کو ڈھوا دیا۔

سن ۱۷۱۱ء میں جو دھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ گجرات جاتا ہوا سر دیہ پہنچا ملک دن مقام ہو کر دوسرے دن راج کی بیٹی انند کنور بانی سے مہاراجہ کی شادی ہوئی جس کو دیو پری ات سکھ دی کا خطاب ملا۔ راج کا بڑا بیٹا او دے بھان اڈل تھا جو راج سے مخالفت رکھتا اور میوڑ کارا راجا جگت سنگھ مر گیا تھا اور رانا راج سنگھ اسکا جانشین ہوا تھا راجا اڈل بھی راج اور رانا راج سنگھ سے موافقت نہیں تھی کنور او دے بھان او دیو پری رانا کے پاس

گیا اور اُسکی فوج کو سر دی پر چڑھا لایا۔ راؤ میواڑ کی فوج کے ہاتھ میں گرفتار ہوا سپہ سالار۔
 فوج میواڑ اودے بھان کو گنتی پر بٹھا کر راؤ کو اُسکے حوالے کر کے چلا گیا اودے بھان باپ
 کو قید کر کے مالک ریاست ہوا لیکن کچھ عرصہ کے بعد رام دیوڑہ اور صاحب خاں سیسودیہ
 نے راؤ کو قید سے چھڑا کر پھر مسند پر بٹھایا راؤ نے اودے بھان کو مع اُسکے بیٹے کے مڑا دیا۔ پڑھتی
 راج دد دیوڑوں کے ہاتھ سے پہلے مارا جا چکا تھا۔ بعد کو اُسکا بیٹا چاندرا اپنی موت سے مرا۔
 اکھ راج نے چاندکے بیٹے دیوڑہ امر کو پاڑی۔ دیوڑہ اور جیت واڑہ وغیرہ مواضعات مع حاصل
 راہداری کے ذخیرہ کیا اس تدبیر سے ریاست میں امن ہو گیا۔ ۵۵ سال راج کر کے سمست ۱۴۳
 میں راؤ اکھ راج کا انتقال ہو گیا۔ اس نے شاہجہاں کی بہت خیر خواہی کی تھی اُسکو اُڑنا
 اُسکے راج بھی کہتے تھے کیونکہ اس نے بڑے بڑے دھادے کئے تھے اور ایک دن میں دو در
 تیاک پہنکر دشمنوں سے لڑا تھا۔

۱۷۔ راؤ اودے سنگھ

یہ اکھ راج کا دوسرا بیٹا تھا جو باپ کے بعد سمست ۱۴۳ میں مسند نشین ہوا اُسکے دوت میں
 میں مہاراجہ جیونت سنگھ دالی جو دھ پور کا خرد سال بچہ اجیت سنگھ پوشیدہ طور پر سر دی میں
 رکھا گیا تھا اور جب مہاراجہ کے پوشیدہ ہونے پر راؤ اُٹھوڑوں نے اُسکو اگر دیکھا اور اکھی
 اودے سنگھ کو اُسکی خبر نہ تھی جب اُسکو خبر ہوئی تو ملنے کو گیا اور اجیت سنگھ کو نذر دی اور راؤ اُٹھوڑو
 درگداس اور کھچی مکنداس سے مہاراجہ کو محل میں لے چلے گئے اسطے بہت مسرت کی۔ جب
 مہاراجہ محلوں میں گیا تو راؤ نے پانچ ہزار روپے کا چوترا بن کر نظر سے گزرا نا اور بہت خوشی کی
 سمست ۱۴۵ میں اودے سنگھ کا انتقال ہو گیا۔

۱۸۔ راؤ جھتر سال

راؤ اودے سنگھ کے بعد یہ مسند پر بٹھا اس نے نوے برس راج کیا

۱۹۔ راؤ امب سنگھ

یہ راؤ جھتر سال کا چچا تھا اور سمست ۱۴۴ میں اُسکی جانشینی اختیار کی سمست ۱۴۶ میں
 مہاراجہ اجیت سنگھ گجرات کو جانا ہوا سر دی میں آیا اور راؤ کی بیٹی سے اجیت سنگھ کی شادی

ہوئی۔ اور اجیت سنگھ کی زندگی تک جو دھپور اور سردہی کے درمیان صلح و صفائی رہی۔
 سمست ۱۸۶۸ میں جو دھپور کے مہاراجہ ایچے سنگھ نے گجرات جاتے ہوئے رلوڑہ کے
 دیوڑوں پر جو علاقہ جالور میں لوٹ مار کیا کرتے تھے جالور سے فوج کشی کی اور جنگل گٹوا کر دیوڑہ
 کو ویران کر دیا پھر موضع پوسالہ علاقہ سردہی کو لوٹا جلا دیا امید سنگھ نے اپنے دکنیوں کو بھیج کر
 پیش کش اور اکاٹ ڈولہ بھی اور صفائی کرنی اور ملاقات کر کے دیوڑہ مزین اس مٹھا کر پاڈیو
 کو مع اپنی فوج کے ایچے سنگھ کے ہمراہ کیا۔

۲۰۔ راؤ مان سنگھ

امید سنگھ کے بعد چھتر سال کا بیٹا مان سنگھ مسند نشین ہوا۔ سمست ۱۸۶۶ میں دینا
 سے گذر گیا۔

۲۱۔ راؤ پرتھی راج

مان سنگھ کے بعد پرتھی راج جانشین ہوا۔ اور سمست ۱۸۶۹ میں دینا سے اٹھ گیا

۲۲۔ راؤ تخت سنگھ

اپنا باپ پرتھی راج کے بن جانشین ہوا آخر یہ بھی دینا سے جاتا رہا لا دل تھا۔

۲۳۔ راؤ جگت سنگھ

یہ اپنے بھتیجے تخت سنگھ کے بعد گدی پر بیٹھا۔

۲۴۔ راؤ سری شال

اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا۔ چونکہ ریاست سردہی سے اور جو دھپور والوں سے
 اچھا برتاؤ تھا۔ اور مہاراجہ بیہم سنگھ والی جو دھپور اور سری شال سے بھی بخوبی دوستی
 اور صفائی تھی۔ اس لئے اس نے مان سنگھ کو جو قلعہ جالور میں مہاراجہ بیہم سنگھ کی فوج
 سے لڑا ہوا تھا وہیں دی۔ مان سنگھ نے سمست ۱۸۷۵ میں سری شال سے چاہا تھا کہ مثل مہاراجہ
 اجیت سنگھ کے اسکو بھی کوہستان سردہی میں کوئی جگہ پناہ کیلے کہ جہاں وہ اپنے قبائل کو رکھ کر
 بدلتی تمام مہاراجہ بیہم سنگھ والی جو دھپور سے لڑائی جاری رکھے بلکہ اس نے اپنے خرد سال
 کنوز چھتر سنگھ کو بھی مع کسی قدر آدمیوں کے بغرض پناہ جو فی جنگلات سردہی میں بھیج دیا تھا

لیکن راؤ نے اس خیال سے کہ مہاراجہ بہیم سنگھ کے ساتھ بگاڑ ہو جائیگا انکار کر دیا اور چھتر سنگھ کو پناہ نہ دی ناچار لوگ اسکو میواڑ کی طرف لے گئے اور اس حقیقت میں ایک آنکھ کنور مذکور کی کنسی جھاڑی میں کانٹا لگ جانے سے جاتی رہی جسکا غصہ عمر بھر بان سنگھ کو رہا۔ ۱۸۶۶ میں راؤ سیری شال کا انتقال ہو گیا۔

۲۵۔ راؤ ادوے بھان

یہ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ جو چھپور کے مہاراجہ بہیم سنگھ کی مرضی کا خیال رکھتا رہا اور مان سنگھ کو کچھ مدد نہ دی جب مہاراجہ بہیم سنگھ کی وفات کے بعد مان سنگھ جو دھپور میں مہاراجہ بن گیا تو اس نے راؤ ادوے بھان کی ضد پر جاگیر دار بیچ کو جو ریاست سردہی سے خلاف رکھنے کو اپنی سہلان کی سرٹ سمجھتا تھا راؤ کی براہ کرم دیدی اور اس کے سنا نہ ان کی ایک لڑکی بیابہ لی جس سے بھٹا کر مذکور کو اد بھی جو صلہ سرکشی کا ہو گیا ایسے ہی بھٹا کر مڈار کے خاندان کی دو لڑکیاں لیکر اسکو بھی مدد دی اور خود سردہی کے اوپر دس ہزار فوج بھیجی سردہی شہر پر راؤ نے تین دن مقابلہ کیا جو تھکے روز مارواڑیوں نے فتح کر دیا شہر ان کے قبضہ میں آ گیا۔ راؤ بھاگ کر سیٹھوں میں چلا گیا جہاں سے چلے کیا کرتا اور لوٹ مار کر کے پھر اپنی مقام پر پہنچ جاتا رہا آباد ہونے نہیں پائی مارواڑیوں کا خرچ آمدنی سے زیادہ لگتا انھوں نے تجھ (بھٹا) کے مینوں کو سزا دی اور راؤ کے ہمراہوں سے بھی جنگ کر کے انکی لوٹ کھسوٹ کو بند کیا۔

سم ۱۸۶۲ میں مہاراجہ بہیم سنگھ کی بیٹی کی شادی کی بابت لڑنے کے احوال پر والوں کی جو چھپور پر فوج کشی کر سکی خبر مشہور ہوئی تو مہاراجہ مان سنگھ نے بلوچیش بندہ میرے میں جا کر اپنی امیران مقیم سردہی کو حکم لکھا کہ سردہی میں راؤ ادوے بھان کو بھٹا کر فوج کے یہاں چلے آؤ اس وقت سردہی والوں نے مارواڑیوں کا تعاقب کیا اور کچھ سماں لوٹ لیا راؤ ادوے بھان سردہی میں آ بیٹھا مگر اسکا رویہ اپنی رعیت کی نسبت بہت خراب تھا وہ لوگوں کی تنگ و ناموس پر دست دازی کرتا تھا اور سرداروں کو زیادہ ستملاتا تھا تھا اور بات بات میں ان کے اوپر فوج بھیجتا تھا جس سے رعیت اور سردار وغیرہ سب لوگ اس سے نا اہل ہوتے تھے سرداروں کی بغاوت سے ملک میں سنا دھپلا

ہوا مختار نے اس میں کوڑی نہ تھی سپاہیوں کی تنخواہ ادا نہ ہوتی تھی بیوی بچوں کے اس میں خلل تھا۔ اسپرٹریہ یہ ہوا کہ سمست ۱۸۷۱ء میں راؤ اپنے باپ کے پھول لیکر گڈگا تو گیا واپس آئے تہہ مخہ مہاراجہ مان سنگ دالی جو دھپور سے فوج بھیج کر پانی سے اسکو جو دھپور پکڑا داسنگوایا۔ اور چالیس سو پچاس ہزار روپیہ نذرانہ داخل کر دیا اقتدار نامہ لکھوا کر چھوڑا۔ راؤ نے اس رقم کے واسطے رعایا پر ڈنڈ ڈالا اور دولت مندوں کو بہت ستایا آخر ان تمام خرابیوں کا نتیجہ ہوا کہ تمام سردار و متصدی راؤ سے بدل گئے اور انھوں نے راؤ کے بھائی شیو سنگ کو جس کی خلق اچھی تھی اپنے اور اپنی ملک کی حفاظت پرست کر کیا وہ بھی اپنی جاگیر سے سر دہی میں آیا۔ اور بھائی کو قید کر کے سب کی صلح سے آپ اسکی جگہ بیٹھ گیا۔ یہ واقعہ سمست ۱۸۷۲ء میں ہوا۔ راؤ ادوے بھان نے اپنے معتمد جو دھپور میں پہنچے اور مہاراجہ مان سنگ سے فریاد کی مہاراجہ نے سمست ۱۸۷۲ء میں کچھ فوج اسے بھیجے اسے کو بھیجی مٹا کر پنج بھی اسکی شامل ہوا مگر سر دہی کے تمام آدمیوں نے متفق ہو کر مقابلہ کیا اور شکست دیکر اس فوج کو اپنی علاقے سے ہٹا دیا راؤ معز دل اٹھائیں برس قید رہ کر سمست ۱۹۰۳ء مطابق ۱۸۷۴ء میں لا دل مر گیا۔

۲۶۔ راؤ شیو سنگ

سمست ۱۸۷۴ء مطابق ۱۸۷۱ء میں سر دہی کے انتظام پر قائم ہوا اور اس نے اس پہنچ کی امید پر سب رئیسوں کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ سمست ۱۸۸۸ء مطابق ۱۸۷۳ء ۱۱۔ دسمبر کو ماتحتی کا عہد نامہ تحریر کیا۔ اسکے بارہ برس کے بعد سرکار انگریزی نے ریاست کی درستی کے لئے پچاس ہزار روپیہ راؤ کو بغیر سو قرض دیکر باغی عطا کروں کو ریاست کا ماتحت بنا دیا۔ لیکن کئی سردار جو عام عہد ناموں سے پہلے پالن پور کے متعلق ہو گئے تھے۔ سر دہی کے تحت میں نہ آ سکے۔

سمست ۱۹۰۱ء مطابق ۱۸۷۵ء میں راؤ نے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کا قیام اپنی علاقہ آج پھار پر منظور کیا اسکے متعلق گائے۔ کبوتر اور مور وغیرہ جانور نہ مارنے کی شرطیں کی گئیں جن پر اب تک عمل چلا آتا ہے اقتدار نامے کے اندر یہ بھی درج ہے کہ انگریزی فوج ریاستی رعایا پر ظلم کر کے کوئی چیز بغیر قیمت نہ لے اور اپنی حفاظت کا ہر ایک انگریز اور ہندوستانی مسافر

خود انتظام کرے یہ بہار سطح سمندر سے سارے پانچ ہزار فٹ تک میلندہ وہاں پر کچھ تالاب و درختوں کی تر و تازگی اور پرانے عین مندرروں کی باقیات سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے اور گرم موسم میں معتدل آب و ہوا رہتی ہے۔

سمست ۱۹۱۰ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں ریاست پر دلاکھ روپیہ قرض ہو جانے سے راؤ نے اپنی معتمد سید نعمت علی کی معرفت سرسہری لارنس صاحب کے۔ سی۔ بی۔ اجنٹ گورنر جنرل کے نام خط لکھ کر اپنی راج کا انتظام انگریزی پولیٹیکل سہنٹنڈنٹ کے حوالے کیا جس کی نگرانی میں ریاست کی آمدنی ایک لاکھ روپے سالانہ سے بھی کم ثابت ہو کر سرکاری خرچ میں ہزار سے چند رہ ہزار روپے سالانہ رکھا گیا۔ ۱۲۸۵ھ کے عام عہد میں سرسہری کی طرف سے بڑی خرچ خواہی ظاہر ہوئی جس کے عوض خرچ اور بھی کم ہو کر ساڑھے سات ہزار روپے سالانہ رہ گیا۔ سات برس میں ریاست کی حالت درست ہو جانے پر سب کاروبار واپس راؤ کو سونپ دئے گئے اس راؤ کی بیٹی کے بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک بیٹی بڑی خوشامد کے ساتھ مہاراجہ بہت سنگہ والی جوہر پور کے اس طرح بیاباں گئے اس کا ڈولر اہلکاران راجہ مار ڈال کے ساتھ جو ڈولر لے گئے تھے اور مہاراجہ خود پالڑی پر گئے گود والے میں مقیم تھا بھتیجہ یا اسس ایڈم کی سے مہاراجہ نے موقع سو پرانی میں شادی کی اور سارا خرچ دربار مار ڈالنے اپنی طرف سے ادا کیا۔

راؤ نے سمست ۱۹۱۶ء مطابق ۱۲۹۱ھ میں بڑھاپے اور ضعف کے سبب راج کا اختیار اپنے کنورگمان سنگہ کو دیدیا یہ بہت ہوشیار اور منظم تھا اور اپنے باپ کی نیابت میں راج کے تمام کاموں کو انجام دیتا تھا مگر کچھ عرصے کے بعد اس نے خود کشی کر کے اپنی جان دیدی بعد اسکے راؤ شیو سنگہ نے جا کر اپنی دوسرے بیٹی جیت سنگہ کو نائب کر کے کام سونپ دیں لیکن اجنٹ گورنر جنرل نے منظور نہ کیا اور اس کے حکم سے ہر کنور امید سنگہ کو حکومت کا اختیار دیدیا۔ اور راؤ سمست ۱۹۱۶ء مطابق ۱۲۹۱ھ میں مر گیا۔

کنور امید سنگہ کو اختیار رات کی حالت میں ایک بار گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک بار زہر دیا گیا ایک بار جس مکان میں وہ سوتا تھا اسکی بھیت کی پٹی اس پر گرانی گئی مگر سرسہری کا راج اسکی قسمت میں لکھا تھا ہر بار بچ گیا۔

۲۷۔ راؤ امید سنگھ

یہ ستمبر ۱۹۱۷ء مطابق ۱۸۶۱ء میں راج کمانڈر ہوا تو اسکے چھوٹے بھائیوں نے حقواری جاگیر لئیے سے انکار کر کے بہت دنوں تک فساد اٹھایا لیکن آخر لاچار ہو کر معمولی جاگیر قبول کر لی اس راؤ کو تین برس تک پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی صلاح دے دے ورنہ کے بعد کاروبار کی اختیارات حاصل ہوئے۔

سمست ۱۹۲۱ء مطابق ۱۸۶۵ء میں راؤ کی چھوٹی بہن شادی کر چکی تھی چھوڑ کا مہاراجہ تخت سنگھ سردہی میں آیا حالانکہ اب تک کوئی رئیس دیاں کا شہر میں نہیں آتا تھا سردہی سے آکوس پر موضع پوسالہ میں ڈولہ جاتا تھا۔ راؤ نے خاطر داری میں نہیں سزا روپیہ خرچ کیا اور تین کوس تک پیادہ پائیشوائی کی۔ لیکن علاقے سے لاگت بولہ کے طور کچھ زیادہ وصول ہو گیا اسکے دوسرے برس راؤ نے منشی نعمت علی خاں کو جولا رنس صاحب کی سفارش سے بھرت پور چلا گیا تھا واپس طلب کر کے دیوان بنایا اور پھر تھوڑے دنوں میں ناخوش ہو کر اسے ایک گاؤں کی جاگیر پر بھیج دیئے گئے بعد ریاست کچھ کے اہلکار منشی امین محمد کو کامدار مقرر کیا۔ انہیں دنوں میں راؤ سرکاری تاکید سے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اور بعض اہلکاروں کے ساتھ بہار میں علاقے کا دورہ کر کے گراسیمہ وغیرہ ٹیپوں سے اس نقصان کے عوض جو انھوں نے مہی کا نٹہ پر کیا تھا اور جس کا ہر جانہ راج کو دینا پڑا تھا چار ہزار روپے کی قیمت کے جانور لینے کے بعد واپس آیا۔ ادراپاک دو مقاموں پر زبردست حقانہ قائم کر دیا۔

سمست ۱۹۲۲ء مطابق ۱۸۶۶ء میں منشی امین محمد نے کئی کچھ مایاں مقرر کر کے ان کیلئے قاعدہ پانڈھ اور سائڈ کا محصول جو سرحد علیحدہ شرح سے لیا جاتا تھا ایک قرار دیا۔ دوسرے برس راؤ نے قحط کے سبب غلے کا محصول معاف کیا اور تیسرے سال اس کی بیٹی کی شادی کرشن گڑھ کنور کے ساتھ ہوئی ۱۸۶۸ء و ۱۸۶۹ء کی قحط سالی اور بھٹا کر بھٹانا کے فسادات اور بھیلیوں کی لوٹ مار کی وجہ سے ریاست میں بڑی مصیبت تھی۔ ۱۸۷۰ء میں ریاست کا پولیٹیکل پیار ج اہرن پور کے ارد گرد فورس کے کمانڈنگ کو

دیا گیا جس کو خاص اختیارات عطا ہوئے۔

سمست ۱۹۳۲ء مطابق ۱۸۷۵ء ۱۰ ستمبر کو راؤ اُمید سنگھ نے ۳۳ سال کی عمر میں سجاد کی بیماری سے انتقال کیا۔ اس نے اپنے سندرہ برس در حکومت میں کسی پر ظلم نہیں کیا اور ذاتی لحاظ و مروت سے کسی ماتحت کو نقصان نہیں پہنچایا نہ صرف بلکہ گریہ و رونا کو جو اپنا درجہ سب سے اول سمجھتے ہیں۔ برہمن۔ چارن اور جوگیوں وغیرہ کے زیادہ عزت پا جانے سے شکایت دیتی تھی۔

۲۸۔ مہاراجہ کسیری سنگھ

۲۰۔ جون ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے اور انیس برس کی عمر میں سمست ۱۹۳۲ء مطابق ۱۸۷۵ء ۲۳۔ نومبر کو مہورت کے دن مسند نشین ہو کر جلیلہ انتظام پر توجہ کی اور قریبی ملازم منشی نعمت علی خاں کو جو میواڑ میں جا کر نوکر ہو گیا تھا دیوانی پر واپس بلایا دوسرے برس مہاراجہ نے رئیس دانہ کی بیٹی سے شادی کی اور قرضی نام رکھ کر ننگالے دیمبئی وغیرہ کی طرف سفر کو لکھو جس سے خرچ کم اور تجربہ زیادہ حاصل ہوا۔

سمست ۱۹۳۷ء مطابق ۱۸۸۱ء میں منشی نعمت علی خاں دیوان کو بوجہ نیاک نامی کے گورنر جنرل کے حضور سے خاں بہادر خطاب ملا۔ بھٹاکر پوارہ نے باغی ہو کر سرحد ہی اور مارواڑ کی سرحد پر افساد برپا کیا جس سے دونوں ریاستوں کو فوج کشی کرنی پڑی۔ اس وقت وہ بہار میں چلا گیا اور عرصے تک سرحدی کے علاقے میں ٹوٹ مار کرتا رہا آخر کار علاقہ مارواڑ میں ٹکڑا گیا اور ۱۸۸۷ء کو گولی مار دیا گیا یہ اول درجے کا بھٹاکر ریاست سرحدی میں تھا اسکے مارے جانے سے غزنی راجپوتانے میں اتن ہو گیا اسی سال میں راؤ لے اپنی چچا جہت سنگھ رئیس کھارڑی کی جاگیر جو بساڑھے بارہ سزار روپے سالانہ کی تھی۔ بوجہ حکم عدول وغیرہ کے اجبٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی صلح سے ضبط کرنی اور غرض میں اسکے پاس نور پور باہواری تنخواہ مقرر کر دی۔ ۱۷۔ فروری ۱۸۸۷ء کو راؤ لے ملکہ منظمہ کی سپاس سالہ جلوس کی بڑی خوشی کی اور کئی میدی رہا لکھو۔

سمست ۱۹۳۷ء مطابق ۱۸۸۷ء کو راؤ کے کنور نے انتقال کیا مگر اسی سال کے اندر دوسرا کنور

مید ہو گیا اور شروع ۹۹۹ میں راؤ کو سرکار سے موردنی طور پر مہاراج کا خطاب ملا۔ اور
۹۹۹ میں کے سی۔ ایس۔ سی۔ کی کا خطاب ملا اور ۱۹۰۱ میں جی۔ سی۔ آئی۔ اے۔ کا خطاب ملا۔
۹۹۹ کے دیار دہلی میں انھیں مہاراج دھراج کا موردنی خطاب ملا۔

فصل

تاریخ کیشن گڑھ یا کیشن گڑھ خیرافہ

کیشن گڑھ وسط اہوتانہ میں ایک چھوٹی ریاست ہے جس کے شمال و مغرب میں
ماردار جنوب میں انگریزی ضلع اجیر مشرق میں حصویر کا ملک ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی
۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد شرقی ۷۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵
درجہ ۵۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہوا سرکار تہ ۴۵ میل مربع آبادی ۸۰۹۳ آدمی خالصے
کی سالانہ آمدنی ساڑھو تین لاکھ روپیہ اور اس سے کچھ کم آمدنی کی زمین جاگیرداروں کے تحت
میں بھی لیکن اب خالصہ کی آمدنی ۸۳۸۳۹ روپیہ تک پہنچ گئی ہے اور اسی طرح جاگیرداروں
کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہوگی۔ نوج سوار اور پیدل چھ سو آدمی بیان کی جاتی ہیں۔

اس ریاست کی زمین کم پیداوار کی ہے جس سے کھیتی وغیرہ کی مدد کے واسطے اکثر
تالاب بنوائے گئے ہیں۔ علاقے میں مشرقی حصے کے سوا ہر طرف بہاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں جن میں
خاردار سندھ کے درخت جو کھیتوں کی باڑا اور سوکھ جانے پر چلانے کے سوا کسی کام میں
نہیں آتے بکثرت سے پیدا ہوتے ہیں اس راج میں خالصے کے تین کیشن گڑھ۔
روپ نگر۔ سردار اور جاگیر کا قصبہ فتح گڑھ مشہور گن جاتے ہیں۔ جن میں حفاظت کے لئے
قلعے اور مضبوط کمائنات بنی ہوئے ہیں۔ خاص راجدھانی کیشن گڑھ ریلوے سڑک سے
جو آگرہ دہلی سے اجیر کو جاتی ہے کچھ دور ایک بلند بہاڑی مقام پر آٹھ سزار آدمی کی آبادی
ہے اسکے اندر راجہ کا قتل مضبوط اور عمدہ بنا ہوا ہے شہر بنیہ چوڑی اور مکانات اکثر نیچے
ہیں ایک تالاب اور بلخ بھی رونڈا اور معلوم ہوتا ہے۔

تاریخ

یہ راٹھوروں کی ریاست اس وقت سے بن سو برس پہلے جہانگیر بادشاہ کے شروع عہد میں اسکی عنایت سے قائم ہوئی۔ جہانگیر نے جو دھ پور کے موٹے راجہ اودے سنگھ کے ایک بیٹے کرشن سنگھ نام کو اسکی خدمت گزاری کے عوض خلیع اجیر میں سٹیٹھولا وغیرہ گائوں شہر جاگیر سمیت ۱۶۶۶ مطابق سن ۱۱۷۶ میں دی تھی جس کے دو برس کے بعد اس نے اپنی نام پر کرشن گڑھ بسا کر راجدھانی کے طور پر وہاں رہنا اختیار کیا اس شہر کا عرصہ بلد شمالی ۲۶۔۲۳ طول بلد مشرقی ۷۴۔۵۷ ہے۔ کرشن گڑھ والے اگر یہ بارڈر دائوں کی قطبوی شاخ میں ہیں لیکن بزرگوں کی جاگیر میں سے کچھ نہ ملتا اور اپنی کارگزاری تریاست پالنے کے سبب وہ جو دھ پور والوں کا احسان نہیں مانتے۔ بادشاہی عہد میں انکا درجہ جت پور۔ جو دھ پور بیکانیر بونڈی اور کوٹے کے بند سمجھا جاتا ہے اور انکو عالمگیر کے مرے تک کوئی خطاب راجہ یا راجہ وغیرہ تین چابھڑاری منصب کے سوا نہیں ملتا تھا۔ شاید محمد شاہ وغیرہ نے بہادر سنگھ کو راجہ خطاب سے عزت دی ہو۔ یہاں تین سو برس کے اندر سولہ رئیس گتہ می پتھیے جن کے نام نیچے لکھے جاتے ہیں۔ (۱) کرشن سنگھ ولد راجہ اودے سنگھ معروف پمونا۔ (۲) راجہ دانی جو دھ پور (۳) سہیل (۴) جہمال (۵) ہری سنگھ (۶) روپ سنگھ (۷) مان سنگھ (۸) راجہ راج سنگھ (۹) راجہ سائونٹ سنگھ (۱۰) راجہ بہادر سنگھ (۱۱) راجہ پرتاپ سنگھ (۱۲) مہاراجہ کلیان سنگھ (۱۳) مہاراجہ حکیم سنگھ (۱۴) مہاراجہ پرتھوی سنگھ (۱۵) مہاراجہ شار د دل سنگھ (۱۶) مہاراجہ بدن سنگھ۔

یہ ریاست بہت چھوٹی تھی بلکہ قلت ملک و نقص زمین ریاست کے واسطے بہت مفید ہوئی کیونکہ اس میں شاک نہیں کہ اس ریاست سے سلطنت مغلیہ اور مرہٹوں نے جو مدت تک خراج نہیں لیا اسکا سبب صرف قلت ریاست تھی۔

۱) کرشن سنگھ یا کرشن سنگھ

اسکو سن ۱۶۶۶ میں اسکے پہنچنے جہانگیر بادشاہ نے غنائۃ القیام میں سے جاگیر دے کر ایکہزاری ذات اور پانسو سوار کا منصب عنایت کیا مگر وہ دوسرے برس مہابھت خاں کے

ماتحت سپوار پر بھیجا گیا جہاں سے زخمی ہونے کے بعد بیس آدمی قتل اور تین ہزار قید کر لیا۔ اور
 اپنی اس شجاعت و کارگزاری سے منصب داروں کے درجے سے ترقی کر کے امارت کے درجے
 پر پہنچا یعنی منصب دومزاری ذات اور ہزار سوار سے سرملین ہوا۔ ۹۰ جلوس میں منصب
 دومزاری ذات و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ پھر شاہزادہ شاہجہاں وغیرہ کے ہمراہ رہ کر
 کئی بار بہادری دکھلائی۔ ۱۶۶۲ء مطابق ۱۱۱۶ھ میں اسکا منصب تین ہزاری ذات
 اور ڈیڑھ ہزار سوار تک پہنچا تھا کہ وہ اسی سال ایک خانہ جنگی میں مارا گیا جس کا ذکر ترک جہانگیر
 میں بھی آیا ہے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ۱۱۱۶ھ (مطابق ۱۶۸۰ء) میں بادشاہ
 جہانگیر امیر گیارہ کشن سنگہ اور اسکا بھائی راجہ سوہجن سنگہ والی جو دھور ساتھ تھے ایک دن بادشاہ
 لشکر کے تالاب کی سیر کر گیا اور رات کو وہیں رہ گیا و دونوں بھائیوں میں عرصے سے رنج چلا آتا
 تھا وہ یہ بھی کہ گوہنہ داس بھائی نے جو سورج سنگہ کی سرکار میں مختار نکل تھا کسی خانگی معاملہ
 میں گویاں داس نے اسے بھتیجے کو قتل کر ڈالا کشن سنگہ کو اُمید تھی کہ راجہ اس تصور کی ضرور
 سزا دے گا لیکن جب اس نے یہ پردائی پائی تو کشن سنگہ نے بھتیجے کا بدلہ لینے پر زور دیا بھائی
 نے نہ مانا۔ آخر کار دونوں بھائیوں کے دلوں میں محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو گئی اور
 بول چال کھانا پینا آنا جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگہ موقع اور وقت کا منتظر تھا اس موقع
 کو غنیمت سمجھا اور کچھ رات رہا اپنے سپاہیوں کو مسلح کر کے سورج سنگہ کے پڑاؤ پر چاہنیا۔ اور
 گوہنہ داس کے خیمے پر پہنچ کر سپاہیوں کو چوپہرہ دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا۔ گوہنہ داس
 اس شور و غل کو سن کر خواب سے بیدار ہوا اور دریافت کیا وسط خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کشن سنگہ
 کے آدمیوں نے خواہ اسکی تلاش میں تھے پھر کہ اس کا کام تمام کر دیا اسی عرصے میں راجہ سورج سنگہ
 بھی شور و غل سے بیدار ہوا اور شمشیر برسنہ لیکر خیمے سے باہر نکلا کچھ سپاہی بھی مدد کو آ گئے
 کشن سنگہ کو گوہنہ داس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ تھا وہ اسکی تلاش میں سرگرداں
 پھرتے پھرتے اس کے خیمے میں گھسا اُسی وقت سورج سنگہ بھی آ پہنچا و دونوں بھائیوں اور ان
 کے سپاہیوں میں زور و شور سے تلوار چلنے لگی۔ کشن سنگہ نے اپنے بھتیجے کو قتل کرنا
 کے مارا گیا۔

صنچ کو سورج نکلنے پر دکھا گیا کہ کشتن سنگہ چھتیس سہراہوں سمیت مقتول پڑا تھا اور راجہ کے تیس آدمی مارے گئے تھے۔ بادشاہ کو اس معاملے کی خبر لشکر کے مقام پر ملی لیکن کوئی ایسا قصور دار نظر نہ آیا جس کو سزا دی جائے اس لئے ان سب کی لاشیں جلاتے حکم دیا گیا۔

۲۔ سہس مل

کرشن سنگہ کے چار بیٹوں سہس مل، جگمال، بھار مل اور ہری سنگہ میں سے بڑا کنور پانچ سو ذات دو سو سوار کا منصب پا کر گڑھی پر بیٹھا۔ باقی بھائیوں کو جہانگیر کے ملازمت شاہی میں منسلک کر کے منصب پر سرفراز کیا۔

سہس مل بارہ برس کے بعد ستمبر ۱۶۸۵ء میں کرٹ بھجیاں کا شروع عہدہ عطا گزر گیا۔

۳۔ جگمال

کرشن سنگہ کے دوسرے بیٹا جگمال ڈیڑھ ہزاری ذات سات سو سوار کا منصب اور راجہ پا کر چھ سات مہینے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی بھار مل سمیت جہانگیر کا منصب ایک ہزاری ذات پانچ سو سوار تھا کسی راجپوت کی حمایت پر بہایت خاں کے بیٹے امان الدخاں کے ماتحت لوگوں سے لڑ کر مارا گیا۔

۴۔ ہری سنگہ

یہ کرشن سنگہ کا چوتھا بیٹا اپنے تین بڑے بھائیوں کے مر کھنے کے بعد ستمبر ۱۶۸۵ء مطابق ۱۶۲۹ء میں گڑھی پر بیٹھا۔ ۱۶۷۹ء جلوس شاہجہانی میں منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا ۱۶۸۹ء جلوس میں تباہ جہاں بارہ کے ساتھ بہم بیا لور میں مستین ہوا۔ ۱۶۹۰ء جلوس میں منصب ہزاری پانصدی ذات ہشت صد سوار سے متفق ہو کر شاہ زادہ محمد شجاع کے ساتھ کابل میں قنات ہوا اسکے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات نہ صد سوار سے ممتاز ہوا۔ ۱۶۹۳ء جلوس میں شاہ زادہ محمد مراد بخش کے ساتھ کابل میں مامور ہوا ۱۶۹۵ء جلوس میں ۱۳ صفر ۱۱۰۷ھ ہجری کو پندرہ برس راج کر کے اولاد نہ گیا جس کے بعد شاہجہان بادشاہ اسکے بیٹے اور بھائی کے بیٹے روپ سنگہ کی حکومت واسطے دے کر کرشن سنگہ

کی جاگیر پر قائم کیا۔

۵۔ روپ سنگہ

یہ سمسٹ ۱۶۴۴ء مطابق ۱۶۴۳ء میں اپنے چچا ہرتی سنگہ کے بعد کشن گروہ کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ اول شاہ جہاں نے سمسٹ ۱۶۴۵ء جلوس میں اسکو منصب ہزاری ذات اور ہفت صد سوار پر مقرر کیا۔ ۱۶۴۷ء جلوس میں شاہ جہاں نے منصب دو ہزار دو پانصدی ہزار دو صد سوار پر سر ملنے کے ساتھ ہزارہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قند بار پر مامور کیا۔ ۱۶۴۸ء جلوس میں منصب سہ ہزاری دو ہزار ذات دو پانصد سوار پر برتتی پائی۔ ۱۶۴۹ء جلوس میں نقارہ عطا ہوا۔ منصب چار ہزاری ذات دو پانصد سوار سے ممتاز ہو کر دوسری مرتبہ ہم قند بار میں متعین ہوا۔ ۱۶۵۰ء جلوس میں منصب چار ہزاری ذات دو ہزار دو پانصد سوار پر مقرر ہو کر تیسری مرتبہ شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ ہم قند بار میں شریک ہوا۔

سمسٹ ۱۶۵۱ء مطابق ۱۶۵۰ء میں یہ چار ہزاری ذات دین ہزار سوار کا منصب حاصل کرنے کے بعد دوسرے سال قلعہ خٹور کے گرائے میں جسکی درستی عہد نامے کے خلاف رانا نے کر لی تھی سید اللہ خاں وزیر کے ہمراہ تھا جس سے شاہ جہاں نے اسکو پرگنہ مانڈل گڑھ دولاکھ روپے سالانہ جمع پر میوار سے نکال کر دیا۔ جو چار برس کے بعد رانا راج سنگہ اول نے شاہ جہاں کی بیماری کے وقت چھین کر کشن گروہ والوں کو دیا۔ سنہ ۱۶۵۱ء مطابق ۱۶۵۰ء میں شاہ جہاں کے سخت بیمار ہو جانے پر اسکو بیٹوں داراشکوہ اور اورنگ زیب نے آگرے کے قریب ساونو گڑھ میں لڑائی کی تو اس جنگ میں داراشکوہ ذروپ سنگہ کو اپنی زوجہ ہر اول کا سردار مقرر کیا اس لڑائی میں اسکی حرات و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاور زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر قدم بارتا تھا آخر کار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے ہاتھ کے پاس جا پہنچا اور کمال دلیری کے ساتھ اپنی تلوار سے اس ہاتھ کی عماری کو رسیوں کو کاٹا سر شہر دے گیا اورنگ زیب اس جوانمرد اور پرورش انسر کی اس جہارت اور بہادری کو دیکھ کر الیا خوش ہوا کہ بے اختیار چلایا خبردار اس بہادر کو نہ مارنا اور زندہ گرفتار کر لینا۔ مگر لڑائی کے سر لوٹنے تک یہ فقرہ بادشاہ کے منہ سے نکلا آنا نا میں سیکڑوں تلواریں

امپیر لکھنؤ میں جنھوں نے اس کا نقشہ صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

اس نے اپنے نام پر قصبہ روپ نگر آباد کیا جو اجمیر سے ۲۶ میل شمال مشرق میں ہے اور جیسور سے ۲۱ میل جنوب مغرب میں واقع ہے اس کی بیٹی بادشاہ زادہ محمد معظم کو بیاتی گئی تھی جس کی تفصیل یہ ہے کہ عالمگیر نے روپ سنگھ کو حکم دیا کہ اس رومی کو اپنے وطن سے محلات شاہی میں سہاڑے جب بادشاہی محل میں داخل ہو گئی تو اول اس کو مسلمان کیا اور چند روز تک سیکیات اور شاہی مستورات کے پاس ضروریات دینی کے سیکنے کو رکھا وہ لڑکی تھوڑے عرصے میں احکام دین سے مطلع ہو گئی اب بادشاہ نے نبیاء کا جشن ترتیب دیا اور مسلمان ہمسایوں اور لاکھ روپے سے زیادہ کا جو اہر اور سامان و اسباب اور مکانات اس رومی کو عطا کئے اور علاوہ اسکے بہت سا اہارت کا اور بھی سامان بخشا۔ سنگیات نے بھی بہت قیمتی جہیز اس کے لئے بنایا۔ ۱۳۔ ربیع الثانی کو شب کے وقت عقد نکاح کی رسم قرار پائی اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا گیا۔ تاج و تاج ہوا اول شاہ زادہ اپنے مکان سے دریا کے رستے کشتی میں سوار ہو کر قلعہ کے پائے برج میں کشتی سے اتر اس وقت دریا کے دونوں طرف ٹھاٹھ باندھ کر دشنی ہو رہی تھی اور دریا کے اس پار آتش بازی کا طومر گئی بھی۔ کشتی سے اتر کر شاہ زادہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ بادشاہ کے حکم سے اسد خاں بخشی ددم و سیف خاں و انوار خاں اختر بھی د ملققت خاں میر توڑک ہر کا ب چلے۔ طوائف اور گویے گھوڑے کے آگے آگے ناچتے گاتے جاتے تھے۔

دربار خاص میں بادشاہ بڑے عجل سے مسند نشین تھے اور مجمل راگ و رنگ منعقد تھی شاہ زادہ یہاں پہنچا۔ بادشاہ نے پچاس ہزار کی قیمت کے موتیوں کا سہرا سر سے باندھا اور دو دالے نمونوں کے ۵۵ ہزار کی قیمت کے خشنے اور بازوین برقع اور خنجر خاص موتیوں کی حامل کے ساتھ اور چرکسی خاصہ دارید جڑی ہوئی اور صبیغہ مرصع اور ایک خاص ہاتھی سنہری جوشنے کے ساتھ اور پانچ گھوڑے عربی و عراقی جنس سے ایک پر سیاہ مرصع تھا اور ایک پر زین اور ساڈھائی تھا مرحمت کئے اور آتش بازی کے جھوٹے کا حکم دیا بعد اسکے جب نکاح کا وقت آیا تو قاضی القضاات عبد الوہاب نے بادشاہ کے سامنے

نکاح پڑھا اور مبارکباد کے شادیانے ارباب نشاط نے گانا شروع کئے تو بہت خانے سے توت
بجھنے لگی۔ اس جشن میں سلطنت بخارا کا سفیر بھی شریک تھا اسکو دودھ روپے اور دو
اشرفیاں عنایت ہوئیں جنہیں سے ایک روپے اور ایک اشرفی اکا دزن تین تین سو
تولہ کا تھا اور ایک روپے اور ایک اشرفی اکا دزن دودھ و سو تولہ کا۔

خوشحال خاں کلاؤت اور اسکے بھائی پیرام خاں کو چار ہزار روپے کے زیور
مرصع اور نقد تین ہزار روپے مرحمت ہوئے اور جوہر خاں کلاؤت کو دو ہزار روپے کچھنجر
جام جہاں نما میں مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ محمد عظیم اسی لڑکی کے بطن سے تھا۔

۶۔ مان سنگہ

یہ اپنے باب کے بعد کم عمری میں مسند نشین ہوا اور ہوش سنبھالنے پر اس نے
عالمگیر کو بہت خوش رکھا۔

سم ۱۶۴۰ مطابق ۱۶۳۸ء میں اسکو پرگنہ مانڈل اور پور جوہا عالمگیر نے خیرے کے
عوض ضبط کئے تھے فوجدار یعنی حاکم ضلع مقرر کیا گیا جہاں کئی برس تک اس نے اچھا بندوبست
رکھا پھر ۱۶۴۵ء جلوس عالمگیری میں ذوالفقار خاں کے ساتھ قلعہ چنچی کی تسخیر پر متعین ہوا اور
نہایت بہادری سے قلعہ مذکور فتح کیا۔

۱۶۴۶ء میں جلوس میں منصب سمہزاری سے متخیر ہوا۔ دکن کے اندر سم ۱۶۴۳ مطابق
۱۶۴۰ء میں مرگیا اور اسکا بیٹا راج سنگہ وارث رہا جو اپنے باپ کی زندگی میں شاہ عالم بہادر شاہ
کے حکم سے راج کشن گڑھ کا کام کرتا تھا۔

۷۔ راج سنگہ

اسکو گدھی پر بیٹھنے کے بعد شاہ عالم بن عالمگیر نے تین ہزار سی منصب دیا
فرخ سیر کے عہد میں وہ سید و زیدوں کا طرفدار گناہا تھا۔ سم ۱۸۰۵ء مطابق ۱۷۹۲ء میں
مرگیا۔

تو اس کے بیٹوں ساؤنت سنگہ اور بہادر سنگہ میں راج کے لئے
جھگڑا اچھلا۔

۸۔ ساؤنت سنگہ

۹۔ راجہ بہادر سنگہ

ساؤنت سنگہ کی مسند نشینی جو دہلی میں حاضر تھا محمد شاہ نے منظور کر لی تھی لیکن بہادر سنگہ نے کرشن گڑھ دیا لیا۔ جس کی سید غلی کی فکر میں ساؤنت سنگہ بادشاہی مکتور ہوئے کے سبب مرہٹوں اور جو دھ پور والوں سے مدد مانگنا پڑا۔ آخر اس کے بڑے سردار سنگہ نے روپ نگر علیحدہ حاصل کیا۔

ساؤنت سنگہ اپنے وطن سے باہر مسلسل ۱۸۲۱ء مطابق ۱۲۶۲ء میں مرگیا اور دوسرے سال اس کا بیٹا سردار سنگہ بھی روپ نگر کی گدسی پر لاد لہ گزر گیا تو اس موقع پر کرشن گڑھ والے بہادر سنگہ نے ہوشیاری سے اپنے بڑے بیٹے بڑے سنگہ کو روپ نگر میں گود کے طور پر بھج کر ریاست ایک کر لی لیکن اس خیال سے کہ بڑے سنگہ کے روپ نگر میں گود مانے جانے کے سبب دوسرا بیٹا لکھ سنگہ کرشن گڑھ کا دعوت نہ کرے اس کو راج میں سے دسویں حصے کے طور پر فتح گڑھ کا پرگنہ بغیر خراج جاگیر میں دیا۔

ایک تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے کہ ۱۲۶۲ء میں جو دھ پور کے راجھوڑ اور جیسور کے کچھواہوں نے مرہٹوں کے مقابلے کے واسطے اتفاق کیا اور تو نگا کی لڑائی میں انکو شکست دی اس شکست کا غصہ سنہ ترہ سو نوے واکا نوے عیسوی میں پان اور میرتہ کی لڑائی ہونے سے ہوا۔ ان لڑائیوں کے واسطے کرشن گڑھ کا رئیس بہادر سنگہ مرہٹوں کو اپنے ملک پر چڑھا کر لایا تھا ان کو لانے میں اسکو کچھ اپنی ہیودی دہتری کی خواہش تھی بلکہ اپنے مالک جہا راجہ جو دھ پور سے انتقام لینا مقصود تھا کہ اس شخص نے بہادر سنگہ کو اپنے بھائی کے حقوق واجب غصب کرنے سے باز رکھا تھا۔

میرتہ کی لڑائی نے مرہٹوں کو راجپوتانے پر مسارہ کر دیا۔ اور صرف کرشن گڑھ کا دغا باز رئیس اس غام منظومی سے غمناک رہا لیکن یہ بات اور جوہ سے غلط ہونے کے علاوہ یوں بھی غلط ہے کہ بہادر سنگہ ۱۲۶۲ء میں مرچکا تھا اور اس کے مرنے پر بڑے سنگہ نے راج پایا نہ کلیان سنگہ نے۔

۱۰۔ راجہ بڑو سنگھ

یہ سہ ماہی سلطان شہنشاہ میں گدھی پر بیٹھا سات برس کے بعد انتقال کر گیا اور کنور پرتاپ سنگھ راجہ ہوا۔

۱۱۔ راجہ پرتاپ سنگھ

اس نے سہ ماہی سلطان شہنشاہ میں گدھی پر بیٹھا کہ جو دھ پور کے برضلاف کارڈائی کرنی چاہی جس جو دھ پور کے مہاراجہ بچے سنگھ نے بھاگ کر امر سنگھ کو جو راجہ راج سنگھ کا پوتا اور بڑو سنگھ کا بیٹا تھا فوج سے ذریعہ سے روپ نگر کا علاقہ دلا دیا راجہ پرتاپ سنگھ کے بہت دلوں تک جو دھ پور میں حاضر رہی اور لاچار رہی کرنے سے کرشن گرٹھ واپس ملا اور جب مہاراجہ بچے سنگھ اپنے ماتحت سرداروں کے جھگڑے میں بھینسا تو پرتاپ سنگھ نے امر سنگھ سے روپ نگر چھین کر تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔ یہ راجہ سہ ماہی سلطان شہنشاہ میں فوت ہو گیا۔

۱۲۔ مہاراجہ کلیان سنگھ

اس نے سہ ماہی سلطان شہنشاہ میں اپنے باپ کے بعد سندنشین ہو کر سہ ماہی میں عہد نامے کے ساتھ بغیر خراج انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی۔ یہ ہوشیار مہاراجہ غیر ریاستوں جیسور اور جو دھ پور کے جھگڑوں میں صلاح کار بنارہا اور اس کے بیٹے بڑو سنگھ کی ایک شادی سہ ماہی سلطان شہنشاہ میں مہارانا دوسور کے یہاں ہوئی۔ زمانے کا بڑا انقلاب دیکھتے سے اسکی طبیعت میں کچھ جنون پیدا ہو گیا تھا کہ اس کے ذہن میں سما کہ سرکار انگریزی راج کے اندر دنی کاروبار میں مداخلت کرنا چاہتی ہے اور اس خیال سے سہ ماہی میں فوج کے پیشنوار بادشاہ اکبر ثانی کی خدمت میں استغاثہ کرنے کو چلا لیکن انگریزی استروں کی ہدایت سے واپس چلا آیا پھر اس نے سمجھا کہ سرداران ریاست کی نوکری براہ واجب نقد مطالبہ سے تبدیل ہو سکتی ہے مگر کوئی کفالت نہ بھی کر نہ لگتا داکر لے کر بھی وہ نوکری کرتے سے معذرتیں گے اس واسطے انھوں نے انکار کیا بلکہ بھاگ کر فوج گڑھ نے خود سری اختیار کی مگر سرکار انگریزی نے ریاست کا جائیداد قرار دیکر مہاراجہ کا حکم ماننے کی ہدایت کی مہاراجہ نے انکی سرزادی کے ارادے سے فوج متعین کی مگر جوشن دیوانگی میں کیا تاب

خاندان بتوریہ کے بقی بادشاہ کے روپر دستغاثہ کرنے کے واسطے پھر دہلی کو چلا گیا اور وہاں
 خیالی منصب مثلاً دربار شاہی میں موزہ میں کر جائے کا قیمتاً حاصل کرنے میں مصروف
 ہوا۔ ایسی حالت میں بھی کیشن گڑھ میں اس کے ہمراہی غافل رہے انھوں نے فوج بھرتی
 کی اور بوندی کی ریاست سے بھی مدد لی۔ مٹھا کروں نے بھی کوٹے سے مدد لیکر مقابلے میں
 کوتاہی نہ کی ان میں لڑائی ہوئی لڑائی اور اس سبب سے قرب دجوار کے علاقہ انگریزی
 میں بھی شریک ہوا اس واسطے مہاراجہ کو ہدایت ہوئی کہ خود اسکی اور اس کے ملازمین اور
 مٹھا کروں کی ضرورت سے جو نقصان پیدا ہوگا اسکی جواب دہی مہاراجہ کے ذمے ہے اور اگر
 فی الفور بندوبست نہ کر لگا تو اس کا عہد نامہ منسوخ ہو کر مٹھا کروں سے عہد دیاں کیا جائیگا
 اس ہدایت نے اسکو شیشہ کر دیا اور وہ یکایک دہلی سے واپس آتا اور اپنے سرداروں کو
 جمع کر کے بذات خود مفسر دں پر تملہ آور ہوا۔ مگر سرداروں سے روئے سے ثابت
 ہوا کہ انکو اپنے ہم قوم باغیوں پر حاکم کرنا منظور نہ تھا ایک ایک کر کے سب علیحدہ ہو گئے اور پھر
 سب نے اس کے صغیر سن لڑکے کو مسند نشین کرنا چاہا کلیان سنگھ اجمرہ کو بھاگ گیا اور سرکار
 انگریزی سے درخواست اعانت کر کے اپنی ملکات کا ٹھنڈہ دینا چاہا مفسد مٹھا کروں نے یہ بھی سرکار
 میں استغاثہ کیا سرکار نے کلیان سنگھ کی درخواست نام منظور کر کے ہدایت کی کہ اگر وہ دہلی
 کو چلا جائے اور اسکی غیر حاضری میں انتظام ملک بہ ہتمام نجات ہوتا رہے تو کچھ مضائقہ نہیں
 اس پر مہاراجہ اور سرداروں کے درمیان عہد دیاں ہوا مگر بشرط مقررہ کی کفالت دتو
 میں سرکار نے انکار کیا وہ دہلی کو چلا گیا اور رزڈنٹ نے نہایتش کر کے اسکو واپس بھیجا
 بدرجہ لاچارہ سرداروں نے حسب خواہش مہاراجہ یہ بھی منظور کیا کہ جو دھور کا مہاراجہ تفصیل
 کر دے۔ مگر اسٹیں سرکار انگریزی کی کفالت ہو یہ امر سرکار نے منظور نہ کیا سرداروں نے
 دلچسپ کو مسند نشین کر دیا اور کیشن گڑھ کا محاصرہ کر کے اس میں داخل ہونے والے
 تھے کہ مہاراجہ نے پوٹنکل ایجنٹ کی درمیانگی منظور کی اسکی وساطت سے شرطیں قرار
 پائیں اور کلیان سنگھ کیشن گڑھ میں آ گیا مگر حقوڑے عرصے کے بعد ثابت ہوا کہ مہاراجہ
 اور سرداروں کو درمیان صلح و اتفاق رہنا غیر ممکن ہے کیونکہ مہاراجہ اپنی قول پر ثابت قدم

نہیں ہے سردار پھر جمع ہوئے اور مہاراجہ کلیان سنگھ سمیت ۱۸۸۸ء مطابق ۱۸۳۲ء میں انچو کنور محکم سنگھ کو راج سونپ کر ۳۶ ہزار روپے سالانہ منیشن پر انگریزی علاقے میں جا رہا۔ جہاں چھ برس کے بعد انتقال کر گیا۔

۱۳۔ مہاراجہ محکم سنگھ

یہ نوجوان اور نیک مزاج مہاراجہ اپنے والد کے ساتھ سرداروں کے اتفاق سے راج پاکر نو برس کے بعد سمیت ۱۸۹۷ء مطابق ۱۸۸۷ء میں لاہور گیا جس سے پرتھوی سنگھ فتح گڑھ کی جاگیر سے گوداگریہ راستہ کا مالک ہوا۔

۱۴۔ مہاراجہ پرتھوی سنگھ

یہ سمیت ۱۸۹۸ء مطابق ۱۸۸۷ء ۲۵ اپریل کو گودے جا کر چار برس کی عمر میں گدی پر بٹھایا گیا جو ہوش سنبھالنے پر لائق اور کار گزار نکلا اسکے وقت میں آگرے سے انجمن شوریہ جاری ہونے کے سبب ملک وغیرہ کی راہداری چھوٹنے سے کرشن گڑھ کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ محصول کا نقصان پہنچا سرکار نے بیس ہزار روپیہ سالانہ ہرجانہ دینا منظور کیا اور باقی کمی دو کرٹھو مہاراجہ نے تین لاکھ روپیہ لگا کر سمیت ۱۹۲۷ء مطابق ۱۸۷۷ء تک ۲۳ تالیف تیار کر اے جن سے چوبیس ہزار پانچ سو سیلہ زمین کھیتی اور آمدنی کے لائق ہو گئی۔

سمیت ۱۹۳۲ء مطابق ۱۸۷۷ء میں مہاراجہ کی بیٹی بیٹی اودے پور کے مہارانا سجن سنگھ کو اور کچھ عرصے کے بعد دوسری بیٹی اودے کے مہاراجہ منگل سنگھ کو بیاہی گئی سمیت ۱۹۳۶ء مطابق ۱۸۸۸ء میں اس مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔

۱۵۔ مہاراجہ شاروول سنگھ

اپنے والد کے بعد سمیت ۱۹۳۶ء مطابق ۱۸۸۸ء جنوری کو گدی پر بٹھا اور چار برس کے بعد سیر اور ملاقات کے لئے اودے پور جا کر خاطر داری سے دو ہفتے مہمان رہنے کے بعد واپس آیا۔ سمیت ۱۹۴۳ء مطابق ۱۸۸۷ء میں مہاراجہ کی چھوٹی بہن جھاراپاٹن کے مہاراجہ رانا ظالم سنگھ کو بیاہی گئی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جھاراپاٹن والوں کو کراچی تھانہ ریاست سے بیٹی ملی۔ یہ کار نے اسکو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب دیا تھا۔ اس میں

نے ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا۔ اس کے بعد ان کے اکلوتے بیٹے دن سنگھ کو من ریاست حاصل ہوئی۔

۱۶۔ مہاراجہ دن سنگھ جی

یہ ۱۸۸۴ء میں پراچین اور ان کو ۱۹۰۵ء پورے اختیارات ملے۔ ۱۹۰۸ء میں انھیں کے۔ سی۔ آئی۔ آئی کا خطاب ملا اور ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی میں کے۔ سی۔ اس آئی کا وہ برٹش فوج میں آنریری میجر بھی ہیں۔ ابتدائے ۱۹۱۲ء میں جنگ عظیم میں شریک ہوئی درخواست دی تھی جو گورنمنٹ نے منظور کی انکی سلامی ۵۵ ضرب نوپا ہے۔

چوتھا باب ہاروتی کو بیان

اس میں ہندی۔ کوٹ اور جھالا دار کا بیان ہے۔

فصل

تاریخ ہندی جغرافیہ

ہندی جنوبی مشرقی راجپوتانہ میں دوسرے درجے کی پرانی ریاست ہے یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۸ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۵ دقیقہ اور خط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ کے واقع ہے۔ اس کے شمال میں جے پور مغرب میں جہاز پور وغیرہ علاقہ آدیو۔ جنوب میں علاقہ گوالیار۔ مشرق میں راج کوٹ ہے طول پچاس میل عرض پچاس میل رقبہ ۲۲۲۰ میل مربع آبادی ۱۹ لاکھ ۳۰ ہزار آدمی تھی۔ خالصہ کی آمدنی پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کے علاوہ اسی قدر ماتحت جاگیر داروں کی ہے اور فوج سوار و پیادہ ڈھائی ہزار سمجھی جاتی ہے لیکن اب خالصہ کی آمدنی ۸۴۵۴۰ روپیہ ہو گئی ہے۔

راج ہندی میں پہاڑی سلسلہ شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کی طرف چلا گیا

ہے جس سے علاقے کے دو حصے ہو جاتے ہیں دو دنوں طرف کی زمین ہموار اور قابل پیداوار
ہے مشرقی جنوبی علاقہ چینل ندی پر ختم ہوتا ہے جو ریاست کوٹے کی سرحد اور شمالی مغربی
حصہ اجیر کے پہاڑوں سے جا ملتا ہے۔ بوندی کی میج ندی جو میواڑ کے علاقے سے آتی ہے
چینل دریا میں شامل ہوتی ہے دوسرے برساتی ندی نالے سرطرت کچھ عرصے تک جاری
رہتے ہیں معمولی پیداوار کے علاوہ لمبی جگہ کو ماہریت نکلتا ہے ملک کی آب و ہوا تندرستی
کے لئے بہتر نہیں ہے۔ سحار۔ گھٹیا۔ نظر ٹی گزوری اور بدستھی وغیرہ ہاریاں ہر موسم
میں ہوتی رہتی ہیں۔

شہر بوندی جس میں چالیس ہزار آدمی رہتے ہیں ایک پہاڑ کے گھاٹے میں سہارا
موجود ہے آباد ہے شہر پہاڑ کے اندر متن دروازے آمد و رفت کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ دو بازار
چوڑے ہیں لیکن پانی کے بہاؤ کا کچھ بندوبست نہیں کیا گیا جس سے صفائی نہیں رہتی
پہاڑ اور راجہ کا محل اور پچی جگہ پہاڑ کے ڈھال پر تعمیر ہوا ہے جسکی عمارت راجہ پوتائے میں عمارت
کی بھی جاتی ہے۔ محل کے سوا شہر بھر میں کوئی بڑا یا خوبصورت مکان نہیں ہے یہ شہر
کوٹے سے بائیس میل شمال مغرب میں اور آگرے سے ایک سو پچانوے میل جنوب مغرب
میں ہے شہر کے دروازے پرانے زمانے کے خوف کی پابندی میں شام سے صبح تک بند
رکھے جاتے ہیں شہر بوندی کوٹے سے ۴۲ میل شمال مغرب میں بمبئی سے ۹۰ میل شمال
مشرق میں آگرے سے ۱۹۵ میل جنوب مغرب میں عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۶ دقیقہ طول
بلد شرقی ۷۵ درجہ ۱۳ دقیقہ پر واقع ہے۔

قوم

بوندی والے چوہان قوم کی ہاڑا شاخ میں اجیر کے راجہ مانک چند کے پوتے است پال
کی اولاد میں سے مانے جاتے ہیں جس کی پیدائش نقشے کے طور پر ایشیائی ہڈیوں سے قرار پاکر
اسکی نسل ہاڑا راجپوت مشہور ہوئی۔ راجہ پوتائے کے جس جنوبی مشرقی علاقے میں رہ کر انھوں
نے ناموری پیدا کی اسکا نام بھی ہاڑوٹی ہو گیا۔ بوندی۔ کوٹہ اور بھاراپٹن کا اکثر حصہ اس
علاقے میں داخل ہے۔ بوندی اس علاقے میں سب سے پرانی اور نامور ریاست ہے۔

تاریخ

ہاڑے شہر دے میں کئی جگہ کلمیاب ہو کر پریشانی میں پڑے وہ سہ ۱۳۹۸ مطابق
 ۱۳۴۲ء میں میواڑ کی مدد سے بوندی کا راج پا کر سنوادی سو برس تک چوڑے کے ماتحت رہو
 اور سہ ۱۶۲۶ء مطابق ۱۵۷۰ء میں وہ اکبر بادشاہ کو قلعہ پتھنور خواہ کر کے خود مختار راجہ اور
 بادشاہی منصب دار بنے غرض وہ اس وقت سے تینیا کچھ کم پانسو برس پہلے راجپوتانے
 میں سرداری کے درجے کو پہنچے اور ساڑھے تین سو برس پہلے خود مختار راجاؤں کے طور پر
 رہیں شمار ہوئے راجپوتانے میں آنے کے بعد اس وقت تک ان کی سجدہ پیش گزری ہیں۔
 بوندی کے رئیس اگرچہ میواڑ کی ماتحتی میں رہنے سے انکار کرتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے
 کیونکہ انکو دکن سے نکالے جائیکے بن میواڑ میں پناہ ملی اور وہیں کی مدد سے اڈل بھٹیسر دار
 اور پھر بوندی کا علاقہ حاصل ہوا جس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ راجپوتانے میں انکے جہاد کا باعث
 میواڑ والے ہی ہوئے۔ راؤ مسرخن کو بادشاہی منصب دار بننے سے پہلے ابوالفضل میواڑ
 دالوں کا ماتحت بتلاتا ہے جسکی تصدیق اقبال نامہ جہانگیری میں معتمد خاں اور بادشاہ نامہ
 شاہجہانی میں مولوی عبد الحمید لاہوری بھی کرتے ہیں۔

است پال کے بزرگوں میں سے اسے پال نے اسمیر آباد کیا تھا اسکے
 بعد مانک رائے نے سہ ۱۵۸۸ء مطابق ۱۵۳۱ء میں شاہ جہانگیری دیوی کے نام سے شاہ کبھڑ
 گاؤں لیا۔ جب کو اب سا بھڑ کہتے ہیں۔ یہ قصبہ سا بھڑ تحصیل کے کنارے پر آباد ہے۔ اور
 اسکے سبب سے اس نسل کے راجوں کو سا بھڑی کا لقب ملا ہے اسی مانک رائے کی اولاد
 میں جس سے ایک شلخ کی نوں پشت میں راجہ پرتھوی راج ہوا تھا کچھی۔ ہاڑہ۔ موہل
 نر بھان۔ دیوڑہ۔ بھدرور۔ بھوریچ۔ دھنیر۔ اور باگیرچہ وغیرہ چوہان قوم کی کئی شاخیں
 ہیں۔

مانک رائے کا بیٹا انور راج مقام اسی یعنی ہانسی پر قابض تھا جس کے بیٹے است پال
 کو سہ ۱۰۹۱ء مطابق ۱۰۳۴ء میں وہاں سے دشمنوں نے نکال دیا وہ دکن کی طرف جا کر
 آسیر وغیرہ کا مالک ہو گیا اور اسی سے ہاڑا شاخ چلی۔ است پال کے بعد لوک پال

ہوا جس کا بیٹا ہمیر سمس ۱۲۵۹ مطابق سن ۱۱۹۳ء میں راجہ پتھی راج کے ہمراہ شہا بال بن کے مقابلے پر مارا گیا۔ ہمیر کے بعد کاکرن - ماہ گدر - پانچہ اور جین راجا شخص اسیر کے راجہ ہوئے ان میں سے چھلے کو سمس ۱۳۵۱ مطابق سن ۱۲۹۵ء میں علاؤ الدین خلجی بادشاہ نے حملہ کر کے قتل کیا جس کا بیٹا رین سی ڈھائی برس کی عمر میں حفاظت کے لئے چتوڑ پہنچا گیا اور وہ میواڑ والوں کی سپاہ میں رہ کر راجپوتانے کے اندر ترقی کے ساتھ دم جمانا لگا ہوا (۱) رین سی نے جو اسیر علاقہ برار سے سجاؤ کے لئے میواڑ میں لایا گیا تھا جو ان ہو کر چتوڑ والوں کی بدو سے بھنسیہ ڈگر ڈھ کی جاگیر ڈوگٹا شہیل سے چھین لی۔ رین سی کے بعد (۲) کولن سی ہوار اسکے بیٹے (۳) مانگو نے علاقے کو خوب بڑھایا۔ مانگو کے چچے (۴) دلو نے زور پا کر سمس ۱۳۹۸ مطابق سن ۱۳۴۲ء میں منہ لوگوں کو زیر کرنے کے بعد باند ڈھٹا کے درمیان شہر ٹونڈی بسایا جس کے ارد گرد ہارڈوں کے زیادہ پھیل جانے سے علاقے کا نام ہارڈوئی ہو گیا۔ دلو کے بعد (۵) سمر سی اور اسکے بعد (۶) تاپو جی ہوا جو ایک سونگھی کے ہاتھ سے مارا گیا اور ہارڈوں نے سونگھی کو مار کر عوض لیا (۷) ہاموں سمس ۱۴۴۲ مطابق سن ۱۳۸۶ء میں رہیں ہوا۔ جس پر میواڑ والوں نے فوج کشی کر کے نقصان اٹھایا۔ ہاموں سول برس راج کر کے مر گیا۔ اور سمس ۱۴۴۲ مطابق سن ۱۳۸۶ء میں اسکا بیٹا (۸) سیر سنگ راج پا کر سمس ۱۵۲۶ مطابق سن ۱۴۷۰ء میں انتقال کر گیا اسکے بعد (۹) باندو نے گدڑی پر بیٹھ کر سمیت ۱۵۴۲ مطابق سن ۱۴۸۶ء کے قحط میں رعایا کی خوب پرورش کی اسکے دچھو نے بھائیوں کے مسلمان ہو کر بادشاہی بدو سے بوندی چھین لی اور سمر قندی و عمر قندی نام سے حکومت کرنے لگے باندو اکیس برس پہاڑوں میں پریشان رہ کر مر گیا۔

۱۰۔ نرائن واس

یہ باندو کا بیٹا تھا۔ اس نے اپنے دونوں چچاؤں کو قتل کر کے بوندی واپس لی۔ وہ بیٹیس برس راج کر کے گزر گیا۔ اور اسکا چھوٹا بھائی تڑو بدھ ہارڈو ایانے کے قریب رانا سانگا کی فوج کے شامل رہ کر بابر بادشاہ کے مقابلے میں مارا گیا۔

۱۱۔ سورج مل

سم ۱۵۹۰ مطابق ۱۵۳۴ء میں بوندی کا مالک ہوا۔ جس کو رانا سا نگا کی طرف سے
 رتھنبور کی قلعہ داری کنویر بھادرت اور ادو سے سنگھ کی حفاظت کے لئے ملی تھی۔ رانا سا نگا کو
 بڑے بیٹے رتن سی نے اپنے دونوں بھائیوں کو چوڑا بلا کر رتن رتھنبور ضبط کر لیا اور جب
 دونوں کنویر چوڑا نہ گئے تو رانا نے یہ بات سورج مل کے بھکائے سے خیال کر کے اس کو
 اپنے پاس بلایا ایک روز شکار کے موقع پر رتن سی اور سورج مل ایک دوسرے
 پر حملہ کر کے مارے گئے۔

۱۲۔ سلطان

سم ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۵ء میں مسند نشین ہوا جس کو پندرہ روز کے بعد مذہبی مانوں
 سے دیوانہ ہو جانے پر لوگوں نے خارج کر دیا اور وہ ایک گاؤں میں رہ کر مر گیا اس کے
 اولاد نہ ہونے کے سبب سرداروں نے میواڑ کے رانا کی منظوری سے باڈو کے پوتے اور
 نرپودھ کے بیٹے ارجن کو گدی پر بٹھایا۔

۱۳۔ ارجن

جس وقت بہادر شاہ گجراتی نے چوڑا کا محاصرہ کیا سم ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء
 میں رانا بھادرت کی نوکری پر پانچ سو باروں سمیت ایک برج میں سرنگ لٹکائے جا کر
 سے جہاں وہ متعین تھا اڑ گیا اور اسکے بعد سرجن نے وارث بن کر میواڑ کے خوش بادشاہی
 اطاعت اختیار کی۔

۱۴۔ رادو سرجن ہاڑا

اس نے سم ۱۵۹۸ مطابق ۱۵۴۲ء میں بوندی کا راج پایا۔ شیر شاہی خاندان کے
 اخراج پر سائنونت سنگھ نامی بوندی کے برادر اصغر نے رتھنبور کے افغان حاکم جھار خاں
 سے ۱۵۵۳ء میں موافقت پیدا کی کہ اس ذریعہ سے اس نے یہ مشہور قلعہ اس کے بزرگ
 رادو سرجن کو دیدیا۔ اس کا رہنا یاں کے جلدو میں کہ ایک عمدہ قلعہ ملک بوندی میں شریا
 ہوا۔ سائنونت جی کو شہر کے قریب جاگیر ملی اور سکھانام مشہور ہو گیا اور سائنونت

بادون کا خاندان اس سے نامزد ہوا اور بیدل کے چوبان سردار نے جو اس قلعہ کے دلوں
 میں شریک تھا یہ شرط مقرر کی کہ رادسرن بطور ماتحت میواڑ کے اس پر قابض رہے۔
 جب اس قلعہ چٹوڑ کی فتح سے فارغ ہوا تو رن بھنبور کے قلعہ پر فوج کشی کی یہ قلعہ
 کوہ رن کی چوٹی پر بنا تھا۔ رن پہاڑ کو کہتے ہیں بھنبور جو شرن پوٹ یعنی جو شرن پوٹ پہاڑ
 اس قلعہ کے محاصرے میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ بے دمدیوں کے کامیابی
 ممکن نہ تھی۔ بادشاہ نے اسکا اہتمام راجہ ٹوڈرمل اور قائم خاں میر بھکر کے سپرد کیا انھوں
 نے کمال عرفی ریزی اور بڑے انتظام سے اسکا بندوبست کیا بہادروں نے دمدیوں میں
 گھس کر اور پہاڑوں پر چڑھ کر اپنے اپنے مقام پر لگے جن کی بلندی قلعہ کی عمارتوں
 کو تہ کی نظر سے ٹھہرتی تھی۔ ان پر ساٹھ ساٹھ سنی ٹوٹیں چڑھائی ایک ایک ٹوٹ کو دو
 دو سو بیل اور سات سات آٹھ آٹھ سو کھاروں نے کھینچا اور ان پہاڑوں کی چوٹیوں
 اور دھاروں پر مورچوں میں جامد یا کہ جہاں چینیوٹی کے پانچ بھیلے تھے جب ان توپوں کو
 فیروزا شروع ہوئے تمام قلعہ کے مکانات فریش زمین ہو گئے راجہ چٹوڑ کا حال دیکھ چکا تھا۔
 گھبرا گیا اسی عرصے میں ایک دن جبکہ رمضان کی آخری تاریخ تھی۔ بادشاہ نے ارشاد
 فرمایا کہ اگر آج رات تاگ راجہ یا اسکی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہ ہوا تو ہم کل صبح
 عید کا جشن قلعہ کے اندر منائیں گے یہ حال سنکر رادسرن کے اور بھی جھٹکے چھوٹ گئے
 بعض بھاگروں اور سرداروں کو بیچ میں ڈالا اور دودا اور بھوج اپنی دونیوں کو دربار
 میں بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر اگر مجھے بھی لے جائے تو میں بھی حاضر ہوا جب دودا
 اور بھوج بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ نے بہت خاطر داری کی دونوں
 کو خلعت مرحمت ہوئے جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے دربار سے باہر لائے۔ ان
 کے ایک ہمراہی نے اپنی جہالت سے یہ سمجھا کہ بادشاہ نے ان کو قید کرنے کا حکم دیا ہو
 اور لوگ انھیں قید خانے میں لے جاتے ہیں فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا
 ہر چند راجہ بھگوان داس کے ایک نوکر نے جو وہاں کھڑا ہوا تھا سمجھا۔ مگر اسکو
 یقین نہ آیا اور محبوبانہ حالت میں تنگی تلوار ہاتھ میں لے ہوئے بارگاہ شاہی کی طرف

طرف دوڑا راستے میں راجہ پور نل اور دو تین اور آدمیوں کو زخمی کیا اور شیخ بہادر الدین مجذوب
 بدایونی کو قتل کر ڈالا یہ حال دیکھ کر مظفر خاں کے ایک نوکر نے آتش بڑھو اور کالیاوا کیا کہ ایک ہی
 ہاتھ میں کام تمام ہو گیا اس ناگوار واقعہ کو دیکھ کر راجہ سرحن کے بیٹوں کو بہت خجالت ہوئی
 اور خوف بھی پیدا ہوا مگر چونکہ انکا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے انکو خلعت پہنوا کر بنایت اعزاز
 اکرام سے رخصت کیا اور حسین قلی خاں کو راجہ سرحن کے پاس بھیجا اس نے قلعہ سے باہر
 نکلتا ہوا استقبال کیا اور بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ قلعہ میں لے کر آتا رہا خاں مذکور نے بھی
 راجہ کی بہت تشغی کی اور اپنے ساتھ دربار میں لا کر حضور میں پیش کیا اس نے سولے کی
 کنجیاں اور گراں بہا پیش کش نذر کیا اور تین دن کی مہلت کے کر تیسرے دن قلعہ سپرد
 کر دیا اور بجائے میواؤں کے دہلی والوں کی ہتھی قبول کی یہ واقعہ ستمبر ۱۶۲۶ء مطابق سنہ ۱۰۳۵
 کا ہے۔ اکبر نے اسکا درجہ صبیور و جودہ پور کے بعد بیکانیر وغیرہ کی برابر رکھا۔ سرحن کو بادشاہ
 طرف سے راجہ خطاب کے سوا دس ہزاری منھب ملا۔ اول گڑھ کی جاگیر عطا ہوئی جس
 جلوس میں گڑھ کے بجائے چھاڈہ کی جاگیر مرحمت ہوئی اور اس کے وطن بوندی
 کی حکومت پر بھی اسکو سرنر اذ کیا گیا

سرحن نے بادشاہی اطاعت قبول کر لے اور جاگیر دوسری جگہ پائے کے بعد
 بوندی کا راج اپنے بڑے بیٹے وودا کو سونپ دیا تھا وہ ستمبر جلوس مطابق ستمبر ۱۶۲۶ء
 موافق سنہ ۱۰۳۵ء میں بلا حصول رخصت دربار سے چلا گیا اور بوندی پہنچ کر لوٹا مگر شروع
 کر دی۔ اکبر نے راجہ سرحن کو مع زین خاں کو کلتاش کے اسکی تنبیہ کے واسطے
 روانہ کیا ستمبر جلوس میں شاہباز خاں کنبوہ کی سفارش سے وودا کا تصور معاف
 ہو گیا اکبر نے صوبہ پنجاب میں اسکو تعینات کر دیا۔ وودا دوبارہ بادشاہی حضور سے
 بھاگ رانا پرتاب سنگھ کے پاس پہنچا۔ جہاں سے واپس آتا ہوا دوبارہ
 مالوے کی طرف جاتا ہوا کسی آدمی کے زہر دینے سے ستمبر جلوس اکبری مطابق
 سنہ ۱۶۲۶ء میں مر گیا۔ اسی سال راجہ سرحن نے بھی بادشاہی فوجوں کے
 ساتھ کارگزار سی دکھلانے کے بعد انتقال کیا۔

۱۵۔ راؤ بھوج

باپ کے ساتھ ملازمت اکبری میں داخل ہوا۔ ۱۶۳۵ء مطابق ۱۵۶۹ء میں باپ کے سامنے راج کا اختیار چکا تھا اور ۱۶۳۱ء مطابق ۱۵۶۵ء میں بوندی کی حکومت پر بجائے اپنے بھائی اور باپ کے سر فرما ہوا۔ مدتوں تک کنوران سنگھ کے ساتھ متعین رہا اور سرگودھیہ میں خاص نام پدیا گیا اسکے بعد شیخ ابوالفضل کے ساتھ مہم دکن میں مامور ہوا۔ ۱۶۳۵ء جلوس اکبری تک منصب ہزاری پر سر ملتا تھا۔ شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر جگت سنگھ سپہ راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو راؤ بھوج کی نواسی تھی شادی کرنی چاہی راؤ بھوج نے اس قرابت کی مخالفت کی بادشاہ کو اسکی جانب سے ملال پڑا اور اوہ کیا کہ کابل سے واپس ہوئے پر تدارک کیا جائے گا لیکن قبل واپسی بادشاہ کے ۱۶۳۵ء ہجری مطابق ۱۶۳۵ء موافق ۱۵۶۸ء میں انتقال کیا۔

۱۶۔ راؤ رتن

راؤ بھوج کا بیٹا تھا جب راؤ بھوج پر جہانگیر کا عتاب نازل ہوا تو باپ کے ساتھ یہ بھی چند روز تک مامور عتاب رہا ۱۶۳۵ء جلوس میں حاضر دربار ہو کر رتن ہاتھی پیش کو جن میں سے بادشاہ کو ایک بہت پسند آیا اور اسکا نام رتن رکھ رکھا۔ جہانگیر نے راؤ رتن کا قصور معاف کر کے خطاب سر ملتا راؤ سے مفتخر کیا ۱۶۳۵ء جلوس میں شاہزادہ خرم کے ساتھ مہم رانا پرتھوین ہوا۔ ۱۶۳۵ء جلوس میں مہم دکن پر مامور ہوا۔ ۱۶۳۵ء مطابق ۱۶۲۶ء (۱۰۸۲ھ) میں جب شاہ جہاں باپ سے باغی ہو گیا مہابت خاں اور اور امر کو حکم ملا کہ شاہزادے کو گرفتار کر لاؤ۔ رتن بھی اس مہم میں تعینات ہوا۔ جہاں شاہ جہاں کی فوج نے قلعہ برہان پور کو لینا چاہا تو سر ملتا راؤ نے قلعہ نہ چھوڑا۔ اس پر جہانگیر نے خوش ہو کر راؤ رتن کو منصب پنجن ہزاری ذات پانچمہ از سوار سے ممتاز کر کے خطاب راقم راج سے جو دکن میں بکر باجیت کے خطاب کی برابر مغز سمجھا جاتا تھا موصوف کیا۔ جب زمانے نے کروٹ بدلی اور شاہ جہان فی اقبال آفتاب عالم تاب کی طرح چمکا۔ راؤ رتن خوف کے مارے اپنے وطن بوندی کو چلے یا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر ۸ رجب ۱۶۳۵ء ہجری (مطابق ۱۶۲۸ء

۱۶۸۴ء) کو دربار میں حاضر ہو گیا شاہجہاں نے نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتوں کو دل سے بھلا دیا اور خلعت و جہیز و صرع علم و نقارہ اس پر وفیل مرحمت کر کے منصب پنجہزاری ذات پتھن ساز سوار پر سرفراز کر دیا پہلے سال جلوس میں خان خانان بہاوت خاں کو ساتھ ہم کالیا پرستین ہوا اس سال جلوس میں بہت سے امرا اور منصب داروں کے ساتھ مہتم ملنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوا۔ ۴ صفر سنہ ۱۰۹۲ ہجری کو حسب الحکم حضور میں حاضر ہوا۔ اور عین الدولہ آصف خاں کے ساتھ پھر وکن میں مامور کیا گیا بالاکھاٹ میں پہنچ کر اتحادی الادارے مستسلم ہجری کو وفات پائی۔

دلعبید گوبی ناتھ اسکے سامنے ہی مرجھا تھا اس لئے بادشاہ نے اسکے پوتے شترتیل کو بوندی پر قائم رکھ کر دوسرے بیٹے کو کوٹہ کا علاقہ اور ایک دوسرا رگنہ جاگیر میں دیداجس سے کوٹہ کا راج اس وقت سے کچھ کم تین سو برس پہلے علیحدہ ہوا۔ اسکی تفصیل بادشاہنامہ میں اس طرح لکھی ہے۔

۱۶۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۲ ہجری (مطابق ۱۶۳۲ء) کو بالاکھاٹ کی عرضیوں سے حضور میں معلوم ہوا کہ رادو رتن کی زندگی کے دن پورے ہوئے قدردان بادشاہ نے اسکے دلعبید پوتے کو رادو خطاب اور تین ہزاری ذات و سوار سوار کامنہ صوب غنائیت کر کے بوندی اور کھٹک کا علاقہ جو رادو رتن کا وطن تھا جاگیر میں دینے کے بعد فرمان کے ذریعہ سے حضور میں طلب کیا۔ رادو رتن کے چچہ کے بیٹے پادو رتن کو دھانی ہزاری ذات دیکھ سوار کامنہ صوب اور کوٹہ اور بھلائیہ کا رگنہ علیحدہ جاگیر میں دیا۔ رادو شتر سال کا باب گوبی ناتھ (رادو رتن کا بیٹا بیٹا) دُبے بدن پر بھی اساطقتو تھا کہ درخت کی دو شاخیں چوٹا میا نے کے ستنوں کی برابر ہوں۔ ان میں سے ایک پر پاؤں رکھ کر اور دوسرے کے تیلے کھا کر زور کر کے چیرے والی تیرا۔ آخر وہ ایسے ہی بیگانہ زور کرنے سے بیمار پڑا جلد مر گیا۔

نوٹ۔ راؤرتھ کا پوتا اندر سنگھ جلسہ شاہجہانی میں چھجا رنگہ بننے کی سرکوبی پر
 متعین ہوا۔ جلسہ جلوس میں سید خاں ہمارہ کے ساتھ عادل شاہ والی بجا پور کی
 تہنیتی پر مامور ہوا۔ جلسہ جلوس تک منصب پیش صدی ذات سے صد سوار پر سفر فرما کر اسلئے
 جلوس میں شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل میں متعین ہوا۔ جلسہ جلوس میں مہم بلج و
 بدخشاں میں شریک ہو کر اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے اور جلسہ جلوس میں منصب بہشت
 صدی چار صد سوار پر سفر ملند ہوا۔

۱۷۔ راؤ شتر سال

سلسلہ ہجری مطابق ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۸ء) میں شاہجہاں نے اسکو جو گپنی ناتھ کاٹرا
 بیٹا تھا اسکا بھانسن مقرر کر کے منصب سہ ہزاری ذات و دہزار سوار سے سفر فرما دیا۔ اور
 خطاب راؤ سے سختی کر کے بوندی اور کھٹک اور قریب و جوار کے پرگنات جاگیر میں رجعت فرما
 جب راؤ شتر سال بالالگھاٹ سے دربار میں حاضر ہوا چالیس ہاتھی پیش کر کے بادشاہ
 نے اعطارہ ہاتھی قیمتی مبالغہ دو لاکھ پچاس ہزار روپے کے قبول کر کے بقیہ ہاتھی واپس کر دیے
 اور خلعت فاخرہ اور علم و نقارہ اور اسب مع زین نفرتی کے عطا کیا۔ جلسہ جلوس
 میں محاصرہ قلعہ و دلت آباد اور جلسہ جلوس میں شہر قلعہ پر بندہ میں شریک ہو کر شجاعت و
 بہادری کے خوب جوہر دکھائے اور اسکے صلے میں جلسہ جلوس میں خان زماں صوبہ دار
 بالالگھاٹ کا نائب مقرر ہو کر بالالگھاٹ میں متعین ہوا۔

جلسہ جلوس میں قندہار میں شریک ہوا۔ جلسہ جلوس میں مہم بلج و بدخشاں
 میں مامور ہوا۔ جلسہ جلوس میں واپس آکر رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ
 ہوا۔ جلسہ جلوس میں واپس آکر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار و پانصد سوار پر
 سفر فرما دیا اور شاہزادہ اور نائے زبیر کے ساتھ مہم قندہار پر تعینات ہوا۔ اور رستم خاں
 اور قلیچ خاں کے ساتھ محاصرہ قلعہ سبست میں بہایت بہادری اور بے جگر می سوزد میں
 انجام دیں۔ جلسہ جلوس میں شاہزادہ اور نائے زبیر کے ساتھ اور جلسہ جلوس
 میں شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ مہم قندہار میں شریک ہوا۔ جلسہ جلوس میں

شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن میں متعین ہوا اور قلعہ بیدرا و قلعہ کلیانی کے معرکوں میں خدشات
 نمایاں انجام دیں۔ ستمبر ۱۶۵۹ء مطابق ۱۶۵۹ء (سم ۱۶۱۵) میں جب شاہ جہاں کی بیماری
 کی خبر سنکر شجاع اور اورنگ زیب اور مراد بخش اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ دارالسلطنت
 کی طرف روانہ ہوئے تو خاندان کے خیر خواہوں نے ہر چند عرض کیا کہ جو آگ بھڑک گئی ہے آب
 تاب کے بغیر بھجی مشکل ہے۔ اس میں بادشاہ کو یکا یک فریق بنانا مناسب نہیں ہے اورنگ زیب
 اور مراد بخش وغیرہ کو آئے دینا چاہئے جب بادشاہ کے حکم سے شاہی امرا ان سے علیحدہ ہو چکے
 تو ان میں خود ہی لڑنے کی طاقت نہ رہی بادشاہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا داراشکوہ
 نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے راؤ شتر سال اور رام سنگھ کے اغواء سے اس بات کو منظور
 نہ کیا۔ بلکہ اس رائے کو نفاق پر محمول کر کے علانیہ کہہ اٹھایا کہ میں عنقریب این کو تپا کچھ ہارا
 (یعنی شرعی پانچوں والے مسلمان امیروں کو) درجلیب (اردلی) شتر سال خواہم دو اینداس
 فقرے کے سنتے ہی سب امر کیا تو رانی کیا ایرانی بیدل ہو کر درپردہ فریق ثانی کے طرفدار
 ہو گئے جیسا کہ غافل خاں رازی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے غرض کہ اورنگ زیب نے معرکہ
 اجمین میں جسوت سنگھ سے میدان مار کر آگرے کے قریب موضع ساموگرھ میں ٹراؤ ڈالکر
 سو رپے جہائے اور داراشکوہ سے یہاں جنگ ہوئی اس لڑائی میں راؤ شتر سال نہایت
 شجاعت و بہادری سے لڑ کر داراشکوہ کی طرف سے کام آبا عالمگیر نے ساموگرھ کا نام
 داراشکوہ پر فتح کے بعد فتح آباد رکھا تھا جیسا کہ تاریخ بہادر شاہی میں ہے۔

۱۸۔ راؤ بھجاؤ سنگھ

سم ۱۶۱۵ء مطابق ۱۶۵۹ء میں اپنے باپ کی جگہ سند نشین ہو کر پہلے سال جلوس عالمگیری
 میں دربار میں حاضر ہوا بادشاہ نے علم و تقارہ اور خطاب راؤ و محبت فرمایا اور منصب
 شاہزادی ذات و دہن اسوار پر سر فرما دیا۔ شاہزادہ شجاع کی لڑائی میں تو سچا نہ شاہی کا
 بہنام اسکے سپرد کیا گیا اور اسکی شکست کے بعد شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھ قنات
 پرمہور ہوا اور اس مہم سے فارغ ہو کر صوبہ دکن میں متعین ہوا۔

ستمبر ۱۶۵۹ء میں امیر الامرا شاہیہ خاں کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد

عرفت چاکنہ میں جاں فشانی کا حق ادا کیا اسکے بعد مہاراجہ جیونت سنگھ کے ساتھ سیوا کی
تنبیہ پر مامور ہوا۔ اور جب مہاراجہ جیونت سنگھ کی جگہ مرزا راجہ جے سنگھ اس مہم پر مقرر ہوا اسکی
ہاتھی میں خد متین بجالایا۔ اسے جلوس میں دلیر خاں کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور
ہوا۔ اسکے بعد اورنگ آباد میں مقیم ہوا۔ اسکی بہن کی شادی مہاراجہ جیونت سنگھ والی
جو دھپور سے ہوئی تھی جب جیونت سنگھ نے اورنگ آباد سے بنادت کرنی چاہی۔ اپنی
اس رانی کو بلا کر اس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوا یا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بنادت کرنے
میں اسکا ساتھ دے لیکن بھائی سنگھ نے کہہ دیا کہ میں بادشاہ کا مناک حلال جاں نثار ہوں
مناک حرامی کا داغ لیکر دنیا سے جانا نہیں چاہتا۔

اورنگ آباد میں ستمبر ۱۷۳۴ء مطابق سنہ ۱۱۶۷ء میں اسکا لاولد مر جانے سے اسکا
بھائی بھیم سنگھ اور بقولے تھک گونت سنگھ کے پوتے اترودہ سنگھ کو راج ملا۔

۱۹۔ راؤ اترودہ سنگھ

یہ ستمبر ۱۷۳۳ء مطابق سنہ ۱۱۶۷ء میں راج کا مالک قرار پایا۔ لیکن اسکا دکن میں ہونے
سے ایک مانت سرتار و جن سنگھ ہار اسے بوندی پر قبضہ کر لیا بادشاہ نے یہ خبر سنکر
خلعت رخصت اور اسب و فیل اور نقارہ اسکو مرحمت فرمایا اور غل خاں کو مع فوج
کے امداد کے واسطے ساتھ کیا۔ ورجن سنگھ نے اس فوج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر
ہاروں میں بھاگ گیا۔ اترودہ سنگھ بوندی پر قبضہ پائے اور ورجن سنگھ کی جاگیر ضبط کرنے
کے بعد عالمگیر کے بڑے بادشاہ زادہ محمد معظم کے ساتھ کابل جا کر ستمبر ۱۷۶۲ء مطابق سنہ ۱۱۶۷ء
میں وہیں مر گیا۔

اور اسکا دو بیٹوں بودھ سنگھ اور جودھ سنگھ میں سے بڑا کنور جو کابل کی فوج
میں موجود تھا راج کا مالک ہوا۔

۲۰۔ راؤ راجہ بودھ سنگھ

یہ راج پا کر کابل میں بادشاہ زادہ محمد معظم بن عالمگیر کے پاس رہا جس سے دوسری
بادشاہ زادہ اعظم نے جو دکن میں بادشاہ کے پاس تھا مومینہ انہ کا پرگنہ بوندی سے نکلوا کر

کوٹے کے راؤ رام سنگھ کو لوادیا اس سے ہارون میں دشمنی کا بیج بویا گیا۔
 سہم ۱۶۶۳ء مطابق سنہ ۱۱۷۱ھ میں عالمگیر کے مرنے پر شاہزادوں میں تخت کے لئے
 لڑائی ہوئی تو بدھ سنگھ بادشاہ زادہ محمد منظم کے ساتھ اور کوٹے والا رام سنگھ بادشاہ زادہ اعظم شاہ
 کے ہمراہ تھا۔ محمد منظم یعنی بہادر شاہ نے اعظم اور رام سنگھ وغیرہ کے لڑائی میں مارے جانے
 کے بعد سلطنت پا کر بدھ سنگھ کو منصب سہ ہزار دینار صدی ذات و سوار پر متاثر کر کے
 کوٹے اور مومیدان کی زمیندار سی جو رام سنگھ سپرما دھو سنگھ کے متعلق تھی اور جو شاہزادہ
 اعظم شاہ کی رفاقت میں مارا گیا تھا مرحمت کی اور راؤ راجہ خطاب دیا جو اسکے حق میں
 نیک نہ ہوا۔ سہم ۱۶۶۷ء مطابق سنہ ۱۱۷۵ھ میں بہادر شاہ کے مرنے سے کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ
 نے جو سید ذریوں کا دوست تھا بدھ سنگھ پر تخت ڈھائی۔ بدھ سنگھ دلی سے نکلا اپنی سسرال
 جیسپور میں آیا لیکن سوامی جے سنگھ نے اس رنج کے سبب جو شکی بہن کے ساتھ ملاقات
 کے باعث تھا راؤ راجہ کو تباہ کرنے کے سوا کوئی بد نہ دی۔ بدھ سنگھ جان بچا کر اول بوندی
 اور پھر موڑ کے علاقہ بیگنوں میں جا رہا جہاں شکی دوسری ستمبر ال تھی۔ مہاراجہ
 سوامی جے سنگھ نے کرور کے جاگیر دار وکیل سنگھ کو بوندی کا راؤ راجہ بنا کر اپنے ماتحت کر لیا اور
 بدھ سنگھ بارہ برس کے بعد ناامیدی کے ساتھ سہم ۱۶۹۶ء مطابق سنہ ۱۱۸۴ھ میں بیگنوں مقام
 پر مر گیا اسکے دو بیٹوں امید سنگھ اور دیپ سنگھ میں سے بڑے نے ہوش سنبھال کر اپنا
 ملک واپس لیا اور دیپ سنگھ کو کاپرن کی جاگیر ملی۔

۲۱۔ راؤ راجہ امید سنگھ

یہ سہم ۱۶۷۵ء مطابق سنہ ۱۱۸۳ھ میں سوامی جے سنگھ کے انتقال کرنے پر موقع پا کر بیگنوں
 سے ہاروتی کو گیا اور کوٹے کے راؤ درجن سنگھ کی مدد سے بوندی پر قبضہ حاصل کیا۔ لیکن
 مہاراجہ شیر سنگھ نے بوندی کو دوبارہ دیا لیا۔ شیر سنگھ کے مرنے اور راؤ راجہ
 کے جیسپور میں راجہ ہونے سے امید سنگھ نے خودہ برس تک جلاوطن رہنے کے بعد بولنگر کی
 قوجی مدد لیکر دوبارہ بوندی پر داخل پایا جس کے سبب راج میں سے پرگنہ پائٹن ہلکے
 حوالے کیا گیا۔

سم ۱۸۱۲ مطابق ۱۷۵۶ء میں بادشاہی قلعہ دارے مرہٹوں کے خوف سے قلعہ
رہنچنپور حبسپور والوں کو سونپ دیا اور اس سبب سے کہ ہاروتی کا علاقہ بادشاہی انتظام
میں رہن چھینور کے ماتحت رہتا تھا مہاراجہ مادھو سنگھ نے کوٹہ اور بوندی پر فوج بھیج کر وہاں
خراج قائم کر دیا۔ ان سب باتوں میں مرہٹوں سے مدد لینے پڑی جن کو راجپوتوں نے
ٹھیکھی دل کی طرح کچھ غصے کا مہیاں سمجھ کر بلایا تھا لیکن جب وہ دہلی کی مثل ملک کو
چھوٹ گئے تو انہوں نے ان سے تمام رسیوں کو اس وقت تک جبکہ انگریزی حکومت کے
آفتاب کی تیزی نے سب کو ماند کر دیا بہت کچھ متاثر ہوا۔

۲۲۔ کنوراجیت سنگھ اور نشن سنگھ

سم ۱۸۱۳ مطابق ۱۷۵۷ء میں راجہ امید سنگھ نے اندر گڑھ کے جاگیر دار
دیو سنگھ کو جو آہنر والوں سے مل گیا تھا دھوکے سے بلوا کر مرداؤالا اس لئے اس نے اسے
قابل نفرت کام سے بچھڑا کر سم ۱۸۱۶ مطابق ۱۷۶۰ء میں اپنی کنوراجیت سنگھ کو ریاستی
کام سونپ دیو اور آپ فقیری اختیار کر لی۔ سم ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء میں اجیت سنگھ
نے اودیپور کے مہارانا اسی کو جو شکا کھیلنے کے لئے سرحد پر آیا تھا دغا کے ساتھ مار ڈالا
میواڑ کے کھوڑے آدمیوں کے سوا جو مقابلے پر مارے گئے اکثر سرداروں نے مہارانا سے
خلافیت کے سبب غرض لینے کی کوشش نہ کی۔ یہ حرکت اودیپور اور بوندی والوں کو
درمیان آخری سرخ کا سبب ہوئی ہے۔ اجیت سنگھ اس ذلیل کارروائی کے دو مہینے
کے بعد کوٹھ کی بیماری سے سخت تکلیف اٹھا کر مر گیا۔ اور اس کے کم عمر بیٹے نشن سنگھ کی نظرت
کیلئے بڑھے امید سنگھ کو یا تراسے واپس بوندی آنا پڑا۔

نشن سنگھ نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنے دادا امید سنگھ کا راج میں رہنا
پسند نہ کیا جس سے وہ حبسپور چلا گیا۔ اور جب کوٹے کے دیوان ظالم سنگھ جھالانی نشن سنگھ
کو اس باب میں نصیحت کی تو امید سنگھ دوبارہ بوندی آکر سم ۱۸۳۱ مطابق ۱۸۰۴ء
۲۵۔ اگست کو زمانے کی سرخ بھری ہوئی امیدوں کے ساتھ مر گیا۔ امید سنگھ کے
مرنے سے ڈیڑھ مہینے پہلے بوندی کی ریاست نے انگریزی فوج کو جو ہلکے سے شکست

یا کہ یہاں گزری رسید وغیرہ سامان کی عمدہ مدد دی جس کے سبب کچھ عرصے تک ترسٹون نے بوندی کو بہت تباہ کیا۔

۲۳۔ مہاراجہ راجہ

یہ بہت مدت سے راج کا مختار تھا لیکن ۱۸۶۱ء مطابق ۱۸۰۳ء میں اپنی واداء کے مرجائے سے تیس برس کی عمر میں راجہ کہلایا۔ اس نے اپنے ہم قوم کو کھڑے کجاگر دار بلونت سنگھ کو سرکشی کے سبب فوج بھیج کر مردا ڈالا۔

۱۸۶۵ء مطابق ۱۸۱۸ء انزوری کو عہد نامے کے ذریعہ سے مہاراجہ راجہ فرنگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی جس سے انگریزی سرکار نے وہ پر گئے جو کچھ مدت پہلے ملکر نے دبا لئے تھے لڑائی میں فتح کر کے بغیر خراج بوندی کو والے لکھ اور کچھ علاقہ جو سینہ دھیا کے تحت میں باقی رہ گیا تھا وہ بھی واپس دلا کر خراج پر اسحاق قائم کیا۔ لیکن اس میں موقع پر کوٹے کے نامی چالاک دیوان نے اندر گڑھ۔ بیون۔ انترودہ اور کھنولی کی جاگزیں اپنی طرف لے لیں۔ ۱۸۶۸ء مطابق ۱۸۲۱ء ۱۴ جولائی کو مہاراجہ راجہ شن سنگھ اڑتالیس سال کی عمر میں سیفے کی بیماری سے مر گیا۔ اسکے دوت میں کم آمدنی کے سبب اگر کاہد اسور دیہ روز جیب خرچ کے لئے حاضر نہ کرتا۔ تو ایک اندر حیت نام جوتے سے پٹوایا جاتا تھا۔

۲۴۔ مہاراجہ رام سنگھ

یہ ۱۸۶۸ء مطابق ۱۸۲۱ء ۲۸ جولائی کو اپنے والد کے بعد دس برس کی عمر میں نامی کرنل ٹاڈ کے سامنے مسند نشین ہوا اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو پال سنگھ کو خراب عادات کے سبب قید کر دیا جو اسی حالت میں مر گیا۔ اسکے دھائے بھائی کشن رام نے محنت کے ساتھ خالصی کی آمدنی تین لاکھ روپے سے پانچ لاکھ سالانہ تک پہنچائی۔ ۱۸۸۱ء مطابق ۱۸۲۵ء میں مہاراجہ راجہ کی شادی جو دھ پور کے مہاراجہ مان سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جس نے بوندی کا دوا لاکھ روپیہ قرضہ اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ لیکن مہارانی را کھوڑ کی تقسیم و تکریم کشن رام

دھائے بھائی کے بہکائے سے کم سمجھی جا کر اسکو مارواڑ کے ایک راجپوت نے قتل کر ڈالا اس پر
 سنہ ۱۸۸۶ء مطابق ۱۲۸۳ھ میں بونڈی والوں نے دو تین مارواڑی سرداروں کو جو دہاں
 موجود تھے مروا ڈالا جو دھپور کے ماتحت سردار پوکرن والا جھبوت سنگ پانچ سو آدمیوں
 کے ساتھ عوض لینے کو جو دھپور سے چلا اور دوسری مدد بھی آنے کا خیال تھا اس واسطے
 پولیسکل انسٹر نے درمیان میں بڑا کر اسس فساد کو روک دیا۔

سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں مہاراجہ نے غارتگریوں کو فوج کے ذریعہ
 سے کامل سزا دیکر گوٹھڑہ کی جاگیر سرکشی کے سبب ضبط کر لی۔ سنہ ۱۹۲۳ء مطابق ۱۲۸۸ھ
 میں دو تہائی پرگنہ پائٹن جو مہاراجہ سیندھیا کے قبضے سے کئی برس پہلے انگریزی تخت میں
 آچکا تھا مہاراجہ کی درخواست پر کئی تحریری شرطوں کے ساتھ بونڈی میں شامل کیا
 گیا جسکی بابت اتنی ہزار روپیہ سالانہ خرچ علاوہ چالیس ہزار پہلے خراج کے جو عہد نامی
 میں درج ہے مہاراجہ سیندھیا کے عوض انگریزی سرکار کو دیا جانا قرار پایا۔ دوسرے
 برس مہاراجہ کا دل عہد کنوریم سنگ تیس برس کی عمر میں گزر گیا۔ اور دس مہینے کے
 بعد ۱۸۶۹ء ۲۷ ستمبر کو کنوریم سنگ پیدا ہوا۔ مہاراجہ کے خاندان میں گوٹھڑہ اور
 دگاڑی کے قریب رشتہ دار جاگیر دار اولاد نہ ہونکی صورت میں رئیس کے جانشین گئے
 جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۳۲ء مطابق ۱۲۸۷ھ کے مشاہدہ نشانی وہ یاد دہلی میں مہاراجہ کو
 اول درجے کا معنائے ستارہ ہند اور خطاب مشیر قیصر ہند ملا۔ دلی سے واپسی کے وقت
 جے پور کے مقام پر مہاراجہ اور اجہ کے ہم نام مہاراجہ رام سنگ نے اسکو خاطر داری کے ساتھ
 بہان کیا جس سے دونوں ریاستوں کا قدم رنج و روبرو۔ سنہ ۱۹۴۰ء مطابق ۱۲۸۳ھ
 میں مہاراجہ نے جو دھپور جا کر اپنے کنوریم سنگ کا بیٹا مہاراجہ جیونت سنگ
 دوم کی بہن کے ساتھ کیا۔ رئیس نے سنہ ۱۹۴۵ء مطابق ۱۲۸۸ھ میں اپنے ہم قوم کا پرن
 کے زمیندار پر سنگ کی جاگیر اسکی سرکشی کے سبب سے ضبط کی۔ یہ مہاراجہ انگریزی
 انسروں کی ملاقات اور سرکاری حکموں کی تعمیل سے پرہیز رکھنا چاہتا تھا لیکن کئی بار
 سخت تاکید ہونے سے انہیں کسی قدر درستی پیدا ہو گئی وہ پرانی رسموں کا نہایت پابند

نیوج اور کئی برساتی ندیاں بہتی ہیں۔ ایک متوسط بلند پہاڑوں کا سلسلہ جنوب و مشرق سے شمال و مغرب کو چلا گیا ہے جو پہلے راج کوٹہ کے دو براہِ جھٹو کرتا تھا اور اب جھالادڑ کی علیحدہ ریاست قائم ہونے سے سرحد جھپا گیا ہے۔ یہی پہاڑ راجپوتانے کو مالوے سے جدا کرتے ہیں جنہیں مکندہ گھاٹ بڑی گزرگاہ ہے۔ راج کوٹہ کا اکثر علاقہ سرسبز آباد ہے جس میں ہر قسم کی پیدائش ہوتی ہے لیکن سخت گرمی کے بعد زیادہ بارشیں ہونے پر آب ہوا کی خرابی سے ہمیشہ بیماریوں کا دور رہتا ہے۔

شہر کوٹہ دریا کے چنیل کے کنارے پر آباد ہے جس کے مشرقی طرف ایک بڑے تالاب اور درختوں کی کثرت سے رونق نظر آتی ہے۔ آبادی کی شہرینہ جہیں جا بجا برج بنے ہوئے ہیں اور جس کے گرد خشک خندق کھدی ہوئی ہے پختہ اور مضبوط ہے شہر سے علیحدہ ایک گڑھنی کے اندر چل چھتریاں اور مینار بنے ہوئے ہیں۔ جن کے شمال میں ایک برج سے دریا کے ہر طرف علاقے کی نگرانی ہو سکتی ہے شہر کے مقابل چنیل کے اندر ایک ٹاپو میں گرم موسم کیلئے رئیس کے رہنے کا محل بنا ہوا ہے۔ خاص شہر ٹاپو جس میں بہت سے مسند زور کئی مسجدیں اچھی بنی ہوئی ہیں یہاں کے اکثر ساہوکار دولت مند اور عام پیشہ لوگ خوشحال ہیں لیکن آب و ہوا کی خرابی سے شہر کے باشندوں کو بیماریوں کی شکایت ضرور رہتی ہے۔

شہر کوٹہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۵۷ درجہ ۵۲ دقیقہ پر واقع ہے۔ بعض باشندوں میں ہجو کہ راج کوٹہ میں چالیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کے کل ایکڑ چار سو تیراؤ (۱۴۹۳) گانوں میں جنہیں سے ایک چہارم ماتحت جاگیرداروں اور مذہبی خیرات وغیرہ میں بٹے ہوئے ہیں اور باقی تمام خالصہ ہے۔

تاریخ

کوٹہ کے رئیس باڑہ نسل سے بوندی والوں کی چھوٹی شاخ میں آئے ہم قوم ہیں۔ شاہجہاں بادشاہ کے شہزاد عہد میں یہ ریاست قائم ہوئی اور کشتن گڑھ اور تلام وغیرہ کی طرح نخل بادشاہوں کی بخشش کا نشان ہے۔ سنہ ۱۶۸۸ مطابق ۱۱۶۳ھ میں حکیم بوندی

کاراؤرتن بادشاہی نوکری پر دکن میں مر گیا تو اس کا ولیعہد پونا شتر سال جس کا باپ کوئی ناتھ مر چکا تھا کم عمری کے سبب نوکری پر نہ جاسکا اس لئے راؤرتن کے دوسرے بیٹے اور شتر سال کے چچا مادھو سنگھ کو جو پہلے سے بادشاہی منصب دار سنگر دکن کی لڑائیوں میں عمدہ کارگزاریاں دکھلا چکا تھا شاہ جہاں کے حکم سے پرگنہ کوڑا اور پھلانہ علیحدہ جاگیر میں ملا جسکی پوری تفصیل بونڈی کی تاریخ میں راؤرتن کے مرنے پر لکھی گئی ہے اس وقت سے تقریباً پونے تین سو برس پہلے یہ ریاست علیحدہ قائم ہو کر اقل درجے کی ریاست بن چھپورا اور جو دھپور وغیرہ اور دوسرے درجے کی بیکانیر و بونڈی کے بعد کشن گڑھ اور جیسلمیر وغیرہ کی طرح تیسرے درجے میں شمار کی گئی تھی۔ لیکن سو برس کے بعد محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں راؤ جھیم سنگھ نے جس کے پہلے تین بیٹے بادشاہی نوکری میں کام آئے تھے اور اسکی جان بھی اسی قسم کی خیر خواہی میں گئی۔

بونڈی وغیرہ کے برخلاف سید ذریر دکن کی موافقت سے علاقہ بڑھا کر کوڑے کو دوسرے درجے پر پہنچایا اگر جھیم سنگھ ذریر دکن کی طرف سے نظام الملک کے مقابلے پر مارا نہ جاتا تو تمام ہارڈنی کا ملک کوڑے میں داخل ہو کر اس کے جیسور اور جو دھپور کے برابر ہوتا۔ کوئی شبہ نہ رہتا۔ ولی کی سلطنت تباہ ہوئے پر بھی چالاک و ہوشیار دیوان ظالم سنگھ جھالائے جسکی اولاد کے واسطے جھالایاٹن کی ریاست علیحدہ نکل گئی۔ کوڑے کو اس طرح ترقی و ترقی سمجھا لاکہ اس وقت تک اوڈھپور۔ بے پور اور جو دھپور اور بیکانیر کے بعد باقی راجپوتانے کی سب ریاستوں سے اسکی مالی حالت بہتر سمجھ۔

۱۔ راؤ مادھو سنگھ

راؤرتن کا چھوٹا بیٹا تھا اسے جلوس شاہجہانی میں منصب ہزاری می اذات شش عدد سوار پر سوار ہوا۔ اسے جلوس میں خان جہاں لودھی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اسے جلوس میں شاہیہ خاں کی ماتحتی میں مہم دکن میں متعین ہوا اسکے بعد سید مظفر خاں کے ساتھ خان جہاں لودھی کی سرکوبی پر تعینات ہوا۔ اثنائے تعاقب میں ایک مرتبہ خان جہاں کے برابر جا پہنچا۔ اور کھوڑے سے اتر کر اس پر پرچھے کا دار کیا دلوں

میں ایسا معرکہ ہوا کہ رستم داسقندیار کے معرکے یاد آگئے شاہجہاں نے اس حسن خدمت کے صلے میں علم مرحمت کر کے منصب دو ہزاری و ہزار سو اور پسر نواز کیا اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو ہزار دپانصدی ذات و ہزار سو اور پسر نواز ہوا اور بادشاہ نے پرنس کوٹہ اور پھلاستہ جاگیر میں مرحمت کیا اس نے راج پاکر چھوٹے جاگیر داروں اور پھیلوں کو تابع کرنے سے اپنا علاقہ بڑھایا۔ ۳۱ جلوس میں شاہزادہ شجاع کے ساتھ ہم دکن پر مامور ہوا اور مہابت خان کی وفات کے بعد خان و دران بہادر و بوبہ دار دکن کی بنیاد میں برہان پور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۳۲ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سو اور پرتقی پانی۔ ۳۳ جلوس میں شاہزادہ شجاع کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا ۳۴ جلوس میں منصب سہ ہزار دپانصدی اور ۳۵ جلوس میں منصب چہار ہزاری سے منتقل ہوا۔ ۳۶ جلوس میں امیر الامرا صوبہ دار کابل کی کمکاس پر مامور ہوا اس کے بعد ملخ کی قلعداری پر مقرر ہوا۔ ۳۷ جلوس میں بہادر کرخصیت پر وطن گیا اور اسی سال کہ سمت ۱۷ مطابق ۱۶۴۴ء (۵۷۰ شمسی) تھے گذر گیا اسکو پانچ بیٹیوں میں سے بڑا مکند سنگہ گدی پر بیٹھا۔ موہن سنگہ کو پھلاستہ۔ جھجیارسنگہ کو کوٹہ۔ کنہی رام کو کوٹہ اور کشور سنگہ کو ساٹھو جاگیر میں ملا ان کی اولاد کوٹہ کے عزت دار سردار اور مادھانی پور کہلاتی ہے۔

۲۔ راؤ مکند سنگہ

مادھو سنگہ کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۳۱ جلوس میں دوبار شاہجہاںی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات و پانصد سو اور پسر نواز کر کے کوٹہ وغیرہ بدستور جاگیر میں عطا کیا۔ اسی سال منصب ہزار دپانصدی پر ترقی ہوئی ۳۲ جلوس میں شاہ زادہ اورنگ زیب کے ساتھ ہم قند ہار پر متعین ہوا ۳۳ جلوس میں رستم و تقارہ مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا۔ اور شاہ زادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ ہم قند ہار پر روانہ ہوا۔ ۳۴ جلوس میں شاہ زادہ داراشکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ ہم قند ہار میں شریک ہوا وہاں سے واپس آ کر منصب ہزاری

ذات دوسرا دسوار پر مقرر ہوا۔ ۳۸ سالہ جاوہر علی سدا اللہ خاں کے ساتھ قلعہ چٹوڑ کی
منہدمی پر مامور ہوا۔ ۳۹ سالہ سحری میں شاہجہاں کے بیمار پڑھانے پر اس کے بیٹوں نے تخت
کے لئے لڑائیاں کیں تو راوا اپنے تین بھائیوں اور حبیبیت سمیت دارا شکوہ کی طرف سے
مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ متعین ہو کر اجین کی لڑائی میں شریک ہوا۔ اس معرکے میں
اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہیں سمجھا اور سب سے پہلے موت کر کے مع اپنی چھوٹے
بھائی موہن سنگھ کے اور رنگ زیب کے تو پھانے پر جا کر آؤ حملہ ہائے مردانہ سے ہرادل
کی صفوں کو تروبالا کرتا ہوا خاص اور رنگ زیب کے ہاتھ کے پاس پہنچا اور نہایت بے
نظر شجاعت کے ساتھ لڑا اپنی جان بڑے قربان کر گیا اور شور و شکر کو تخت زخمی ہونے
کے سبب ہمراہی لوگ بچا لائے۔ مگر سنگھ نے اسے دغیرہ مقام کے محل منوائے تھے۔ اور
گھٹا مکندر دھواڑ دتی اور مالوے کی سرحد ہے اسی کے نام سے مشہور ہوا۔

۳۰۔ راجست سنگھ

عالمگیر کے عہد میں مکندر سنگھ کا بڑا جگت سنگھ جتنے دربار ہوا باب کا جانشین مقرر
کیا گیا۔ دوسرا سی منہدم پاکر بادشاہ کے منکم سے وکن میں لڑائی دینا رہا اور ۱۶۷۱ء
مطابق ۱۰۸۱ھ (۹۲ سالہ سحری) میں اولاد انتقال کر گیا۔

جگت سنگھ کے نواس کے چچا کنہی رام کا بیٹا جیم سنگھ نے بھی پڑھایا گیا لیکن
چند روز میں سرداروں نے اسے بے وقوف جان کر کوئلہ کی جاگیر پر واپس بھیج دیا جہاں
اب تک اس کی اولاد موجود ہے اور کنہی کے بھائی کستور سنگھ ساکھو والا کوراج طاعا عالمگیر بادشاہ
نے بھی اس کی سند نشینی منظور کر لی۔

۳۱۔ راجست سنگھ

یہ اپنے بھتیجے کے بعد راج پاکر شاہزادہ ۱۰۸۱ء عظیم الشان کے ساتھ مہم بجا پور میں
متعین ہوا اور اس قلعہ میں شجاعت کا کارنامہ لڑائی کے جو سر دیکھا کر زخمی ہوا ۱۰۸۱ء جلوس
عالمگیری میں شاہزادہ ۱۰۸۱ء منظم کے ساتھ مہم حیدر آباد میں مامور ہوا اور ۱۰۸۱ء جلوس
میں نقارہ نجات ہوا۔ اور وکن میں ۱۰۸۱ء مطابق ۱۰۸۱ء میں بادشاہی دشمنوں

سے مقابلہ کر کے مارا گیا۔ اسکے تین بیٹوں لشبن سنگہ۔ رام سنگہ اور سہنا تھیں سے بڑا دکن کی لڑائی پر نہ جانے کے سبب راج سے محروم رہ کر انتہ کا جاگیر دار بنا اور دوسرے رام سنگہ کو گدھی حاصل ہوئی۔

۵۔ راؤ رام سنگہ

اپنے باپ کے مارے جانے کے وقت دکن میں متعین تھا ذوالفقار خاں کی سفارش سے سنگہ جلوس میں کوٹے کی جاگیر پر عالمگیر نے اسکو سر فراز کیا اور اسکا منصب جو اس وقت تک شش صدی تھا ہزاری کر دیا رام سنگہ نے سہڑوں کی لڑائیوں میں ذوالفقار خاں کے ساتھ نہایت جان نشانی اور اخلاص سے خدمتیں انجام دیں اور انکے ضلع میں سنگہ جلوس میں نقارہ مرحمت ہو کر سنگہ جلوس میں منصب دوسرا روپا الضدی ذات و سوار سے مفتخر ہوا اور مومیدانہ پر گنہ بوندی کی جاگیر جس کی اسکو بہت تناسق مرحمت ہوئی۔ عالمگیر کے انتقال پر بہادر شاہ کابل سے اور اعظم شاہ دکن سے مقابلے کو چلے۔ پہلے کے ساتھ بوندی کا راؤ بدھ سنگہ اور دوسرے کے ہمراہ رام سنگہ تھا جس کو اس نے منصب چار ہزاری سے سر فراز کیا تھا۔ لڑائی میں بہادر شاہ نے فتح پا کر راؤ بدھ سنگہ کو راؤ راجہ خطاب دیا اور راؤ رام سنگہ وغیرہ اعظم شاہ کے ساتھ مارے گئے اسی وقت سے کوٹہ اور بوندی والوں کے آپس میں بیخ سید ہوا۔

۱۶۔ راؤ جھیم سنگہ

اس نے سن ۱۶۴۴ مطابق ۱۰۷۱ھ میں اپنے والد کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھ کر کوٹے کو بڑے درجے پر پہنچایا۔ بہادر شاہ اور جہاندار شاہ کے بعد راؤ راجہ بدھ سنگہ کو مصیبتوں کا سنا سنا ہوا اور مہاراجہ جھیم سنگہ نے سید عبد اللہ خاں اور حسین علی خاں وزیروں کی معرفت بادشاہی سند سے قلعہ گگردن۔ انہر و اڑہ شیر گڑھ۔ سنگر دل۔ بڑو داد و منوہر تھانہ وغیرہ مقامات حاصل کرنے کے بن بوندی پر حملہ کر کے ریاستی سامان رن سنگہ یعنی لڑائی کا نقارہ اور جھنڈا جو شاہجیاب کی طرف سے راؤ رتن کو عطا ہوا تھا چھین لیا۔ ان کو واپس لینے میں بڑی والوں کو کئی بار فریب

کرے پر بھی ناکامی ہوئی۔

محمد شاہ کے عہد میں سید و زبیروں کا بڑا مخالف نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ تھا جسکی اولاد میں اب حیدر آباد والے ہیں اس لئے وزیروں نے اس کو مالوہ کی صوبہ داری سے معزول کر کے دلی بلایا اور اس نے یہ آبروئی کے خیال سے اس حکم کی تعمیل نہ کی سیدوں نے خود دلی سے دور چانا مناسبت نہ جان کر اپنے رشتہ دار عالم علی خاں - دلاور علی خاں - کوٹے کے راؤ بھیم سنگہ اور زور کے کچھوا سپہ راجہ گج سنگہ کو بیس ہزار عہدہ فوج دیکر نظام کی بید غلی کے لئے روانہ کیا جو بڑھتی کہ کامیابی کے بعد دلاور علی خاں مالوے کا صوبہ دار ہوا اور راؤ بھیم سنگہ کو جو اس وقت سات ہزار سی منصف پر پہنچا گیا تھا۔ مہاراجہ خطاب اور تمام ہارڈنی جاگیر میں بلکر جو بھپور والے اجیت سنگہ کے سوا دوسرے راجاؤں سے بادشاہی دربار میں ادبھی نشست دلائی جائیو غرضکہ یہ لوگ سمست ۱۷۷۷ء مطابق ۱۷۶۱ء میں بونڈی کو تباہ کرتے ہوئے مالوے میں پہنچے ہاں ان کو برہانپور کے قریب سات ہزار فوج سے نظام الملک نے تباہ کر دیا اور ان کی سب امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اس موقع پر اگرچہ راؤ بھیم سنگہ کامیاب نہ ہو سکا لیکن جو کچھ وہ چھوڑ گیا اس کے بزرگوں کی جاگیر سے زیادہ تھا اسی امید پر ساٹھ برس کے عرصے میں کوٹے کے چار رئیس کمز سنگہ - کشور سنگہ - رام سنگہ اور بھیم سنگہ کے بعد اس کے تین بیٹوں ارجن سنگہ - شیام سنگہ اور درجن سال میں سے بڑے نے گدھی پائی۔

۷۔ راؤ ارجن سنگہ

سمست ۱۷۷۷ء مطابق ۱۷۶۱ء جون میں اپنے والد کے مارے جانے کے بعد کوٹے کا مالک ہوا۔ اس نے مادھو سنگہ جھالا کی بہن کے ساتھ شادی کی جس کے رشتہ داروں میں سے کچھ عرصے کے بعد ظالم سنگہ نامور شخص پیدا ہوا۔ راؤ کے چار سال راج کر کے لاولد فوت ہو جانے پر اس کے چھوٹے بھائیوں میں سے شیام سنگہ کو مارے جانے کے بعد درجن سال نے راج پایا۔

۸۔ راؤ درجن سال

اسکو سمسٹہ ۱۷۸۱ء مطابق سنہ ۱۷۲۵ء میں محمد شاہ کی طرف سے راج ملک اور خلعت ملا۔ سمسٹہ ۱۷۹۵ء مطابق سنہ ۱۷۳۹ء میں مرہٹوں کو رسد وغیرہ کی مدد دینے کے عوض اسے قلعہ ناسرگرٹھ حاصل ہوا اور اسکے دوسرے سال بہت سنگہ جھالا قلعہ دار کا بھتیجا ظالم سنگہ پیا ہوا جس کے نامہ اعمال سے ہاروں کی پھیلی تاریخ بھری ہوئی ہے اس راؤ کو میواڑ کے مہارانا جگت سنگہ دوم نے اپنی بیٹی بیاہ کر بائیس طرف گدی پر بیٹھنے کی عزت دی۔ اور اسکے نام دوسرے رسیوں کی طرح خرٹیلے لکھا جانا جاری کیا۔ سمسٹہ ۱۸۰۱ء مطابق سنہ ۱۷۴۴ء میں جے پور کے راجہ الشوری سنگہ نے بوندی دبا کر کوٹے پر اپنی فوج بھیجی جسکو نقصان اٹھا کر واپس جانا پڑا۔

سبسٹہ ۱۸۰۵ء مطابق سنہ ۱۷۴۹ء میں راؤ نے بلکر کے ہمراہ مدد دیکر امید سنگہ کو بوندی واپس دلائی جس کے سبب کوٹے کو مرہٹوں کا خراج گزار بننا پڑا۔ دوسرے سال راؤ نے قلعہ گوگور کے کھیتی جو پانوں کو تاریخ کرنا چاہا لیکن اس میں ناکامی ہوئی سمسٹہ ۱۸۱۳ء مطابق سنہ ۱۷۵۷ء میں راؤ درجن سال لاؤلہ انتقال کر گیا اور راؤ کشور سنگہ کا پوتا اور بسن سنگہ جاگتیلہ ناتہ کا بیٹا اجیت سنگہ اُسنی برس کی عمر میں راج کا مالک کیا گیا۔

۹۔ راؤ اجیت سنگہ

یہ گدی پر بیٹھ کر ڈھائی برس کے بعد فوت ہو گیا اور اسکے تین بیٹوں جیسر سال (شتر سال) گمان سنگہ۔ اور راج سنگہ میں سے بڑے کو ریاست ملی۔ اس وقت بہت سنگہ جھالا کے مرنے سے اسکا بھتیجا ظالم سنگہ قلعہ دار تھا۔

۱۰۔ راؤ شتر سال اول

سمسٹہ ۱۸۱۶ء مطابق سنہ ۱۷۶۰ء میں سند نشین ہوا جس کے دوسرے سال جیسور کے راجہ مادھو سنگہ نے کوٹے پر فوج بھیجی۔ لیکن وہ بھوارہ مقام سے ظالم سنگہ کی دلیرانی کے سبب جس نے کہ ملکر کو بھی مدد کے لئے بلا لیا تھا واپس گئی۔ سمسٹہ ۱۸۲۲ء مطابق

۱۶۶۶ء میں راؤ شتر سال کے لاولد فوت ہو جانے سے اسکا چھوٹا بھائی
گمان سنگھ راج کا وارث ہوا۔

۱۱۔ راؤ گمان سنگھ

اس نے راج پا کر ظالم سنگھ کی جاگیر ضبط کر لی تھی جس سے وہ میواڑ میں جا رہا
لیکن جب اسکی چالاکیاں وہاں کامیاب نہ ہوئیں تو وہ واپس کوٹے لگا آگیا۔ راؤ نے کچھ
عرصے تک اس پر توجہ نہ کی مگر یوب برہٹوں نے لڑائی کر کے کوٹے کو بہت نقصان پہنچایا
تو ظالم سنگھ کی معرفت چھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دیکر جانے پر صلح ہوئی۔ اسکی رگہ داری
کے عوض راؤ نے ظالم سنگھ کو نانہ تہ کی قدیم جاگیر بحال کر دی۔

سم ۱۸۲۴ء مطابق ۱۲۸۴ء میں راؤ گمان سنگھ نے اپنی سوت بہاری کے سبب
زندگی سے نا امید ہو کر اپنے دس برس کے بیٹے اسید سنگھ کو حفاظت کی غرض سے ظالم سنگھ
کی گود میں بٹھایا جس سے راؤ کے مرنے کے بعد اسکو کم عمر رئیس اور کم طاقت ریاست پر
نہر طرح کا دخل حاصل ہو گیا۔

۱۲۔ راؤ امید سنگھ

اسکے پاس دس عہد میں دیوان ظالم سنگھ کو سیاہ و سفید کرتے کا بالکل اختیار
تھا جس کسی نے اسکو روکنا چاہا وہ جلا وطن یا تہ و قتل کیا گیا۔ اکثر سرداروں کی جاگیریں
بالکل ضبط یا بہت کم باقی رہ گئیں۔ سم ۱۸۶۶ء مطابق ۱۳۲۶ء میں ظالم سنگھ نے علاقے کا
دورہ کر کے پچیس لاکھ روپیہ سیلانہ کی عوض ۵۳ لاکھ جے قائم کی جس سے کسان غیر
علاقوں میں بھاگ گئے۔ اور انکی جگہ جاگیرداروں کو زمینیں ضبط ہونے سے کھیتی
کرتی پڑی۔ پانچ برس کے بعد دیوان نے مالگ داری اور راہ داری کے سوا کسی قسم کے
دہیات محصول جاری کئے۔ یہ عورتوں سے دوسری شادی کرنے کا محصول فقیر اور
جوگیوں سے تو بیہ برابر اور بھنگیوں سے بھڑا ویرا لیا جانا قرار پایا۔ جو دس برس
کے بعد چار دن اور بھاٹوں کی چو سے تنگ آگرا اسکے بیٹے مادیو سنگھ نے رعایا
کو رایا۔ لیکن جو کھوٹا لون سے رنج کے سبب دیوان نے ناگیدی حکم جاری کیا کہ بھاٹ

اور برہمن وغیرہ کسی محصول سے بری نہ سمجھی جائیں۔
 سنہ ۱۸۸۱ء میں کرنل مونس سن کو جبکہ وہ ہلکر سے شکست پاکر کوٹے میں آیا رسد
 وغیرہ پہنچانے کے سوا دیوان نے کوئی مدد نہ دی جس سے سرکار کو ناراضی ہوئی دوسری
 طرف ہلکر نے چڑھائی کر کے دس لاکھ روپیہ طلب کیا لیکن امیر خاں وغیرہ ظالم سنگہ
 کے دوستوں نے ملاقات پر منصیلہ بٹھرایا۔ ظالم سنگہ خود فریبی بٹھا اور فریبیوں کو خوب
 پہنچاتا تھا اسلئے اس نے جنرل دریا کے اندر کشتیوں کے ذریعہ سے ملاقات منظور
 کی دونوں فوجیں مقابل کناروں پر بٹھری رہیں ایک طرف سے ظالم سنگہ جو بالکل اندھا
 ہو گیا تھا اور دوسری طرف سے ہلکر جو بکا نا تھا دو کشتیوں میں بیٹھ کر بیٹھے۔ ہلکر اپنی ضرورت
 اور ظالم سنگہ کی مرآت سے تین لاکھ روپے لیکر چلا گیا۔ ظالم سنگہ کے تحت میں ہیں ہزار بار فوج
 تھی۔ انہیں فوجی عہدوں پر سلمان بھٹان اور ملکی کاموں پر مرہٹہ نڈت نوکر رکھے تھے
 دلیل خاں اور تحراب خاں اس کے بڑے اعتباری مصاحب تھے جن کی تجویزوں سے
 کوٹے کا مضبوط قلعہ اور نیا شہر جہاں راپاٹن نام بنکر تیار ہوا۔

سم ۱۸۸۴ء مطابق سنہ ۱۸۸۱ء میں دیوان ظالم سنگہ نے انگریزی پولیسکل انسٹر کو
 جو باڈوٹی میں مقرر ہوا اور جنرل سر جان مالکم کو جو پریشانی میں دکن سے آ رہا تھا عہدہ مدد
 دی اس نے سرکاری طرف سے چار پرکھ دیگ۔ پنج پہاڑ۔ اہودہ۔ اور گنگار جو
 ہلکر کی طرف سے اس کے ٹھیکے میں تھے انعام کے طور پر اسکو دے گئے لیکن اس نے ایک
 ٹری ریاست کا مختار بننے کے عوض مختصر علاقے کا جائیداد بننا پسند نہ کر کے چاروں
 پرکھوں کو سند راؤ امید سنگہ کے نام جو نام کے لئے راج کا مالک تھا لاڈ ہسٹنگ گورنر
 جنرل سے حاصل کی۔ اسی سال سرکاری عہد نامہ کوٹے کے ساتھ ہوا جس میں متنبہ کے
 طور پر سر چارلس ٹنگان ریڈنٹ نے کسی سبب سے راج رانا ظالم سنگہ اور اسکی
 اولاد کا ہمیشہ کو عہدہ دیوانی پر مختار رہنا درج کر دیا۔ یہی کچھ مدت کے بعد ریاست
 جہاں راپاٹن کے علیحدہ ہو چکی بنا ہوئی۔

سم ۱۸۸۶ء مطابق سنہ ۱۸۸۹ء ماہ نومبر میں راؤ امید سنگہ کے انتقال پر ان کے

تین بیٹوں کشور سنگہ، بھشن سنگہ اور پرچھوی سنگہ میں سے بڑا کنور ۲۵ سال کی عمر میں گدی پر بیٹھا۔

۱۳۔ راؤ کشور سنگھ

سم ۱۸۶۶ء مطابق ۱۹۱۹ء میں نام کے لئے راج کا مالک ہوا۔ اس نے ظالم سنگہ کے
بھی اختیارات ضبط کرنے چاہے جس میں اشکونا کامی ہوئی۔ کیونکہ پٹنیکل انفسرو دیان کاہر دگا
تھا کسی بار صفائی اور درخش ہوئے پر ۱۸۶۸ء مطابق ۱۹۱۹ء میں تنگ ہو کر ادنیٰ
اور پھر سید راہن کو چلا گیا۔ لیکن کسی مہینے کے بعد خرچ نہ رہے۔ اس کوٹے میں آیا
اس وقت دیوان یعنی نوکر کی سختی اور راج کی تنگ دستی پر راجہ چارٹے کے سراپا کو
انسوسر تھا۔ انہیں سی سلطنت کا قیام اور عہد نامہ لے جایا تا ظالم سنگہ بیشک
راجہ کوٹے کا راجہ بنانا۔ مجبوراً اس نے عہد نامے کے موافق اپنا عہدہ قائم نہ کر کے
واسطے سرکار سے مدد مانگی۔

ظالم سنگھ اپنی سفید داڑھی کو مالک کے ساتھ مقابلہ کر کے بدنامی کا درس لگانا
سے بچنے کی فکر میں تھا لیکن شوق حکومت نے سب باتیں بھلا دیں کچھ اکتوبر ۱۸۴۱ء کو
لڑائی کا سامان ہو گیا۔ دیوان اکٹھ پلٹیں چڑھ رسالے اور بتیں توپیں لے کر تیار ہوا۔ اور
انگریزی فوج جس میں دو پلٹیں چھ رسالے اور ایک توپخانہ تھا اس کی مدد کو دہلی طرف
جھانپ گئی۔ اشارہ ہوتے ہی دیوان کی فوج نے حملہ کیا جس کو راجہ صاحب کے بہادر اہلپوتوں
نے رد کیا۔ رئیس ساتھیوں سمیت دیکر مذی پاراڑ گیا جہاں دوبارہ دھوا دھکے کئے جانے لپڑ
اس کے ہمراہیوں نے دو انگریزی رسالوں کو نسا دیا جس میں کرنل بریج سخت زخمی ہوا۔ اور
لفٹنٹ کلارک اور ریڈ جہاں سے مارے گئے آخر تمام فوج اور انگریزی توپخانے کی مار سے
راڈ جوار کے گنجان کھیتوں میں ہو کر نکل گیا اور اس کا چھوٹا بھائی پتھو سی سنگھ لڑ کر مارا گیا
ماڑوئی کی سرحد سے پونہ نکل افسر نے فوج کو روک دیا یہ کہ دیوان کا عہدہ بجا حال کھنڈ
کے سواغیر علاقوں میں نسا دھچھیل سنگی ابارت نہ تھی۔

راؤ ہاروتی سے کلگری میں ان کے نام سے ایک روڈ بنایا گیا ہے جہاں سے اس کے

اکثر سبھی علیحدہ ہو گئے اور اس نے مذہبی اعتقاد سے کوٹے کو تشری کرکشن کے نام پر بند کر دیا۔ جس کے سبب قلعہ کوٹہ کا پانچ ہزار روپیہ سالانہ پہلی دی ہوئی جاگیر کے سوا کرائے کے طور پر ایک ادا کیا جاتا ہے کچھ دنوں کے بعد مہارانا ہتیم سنگھ کی صلاح سے میجر ٹاڈ کی معرفت صفائی ہو کر راؤ کے کوٹہ جانے پر دیوان نے انکو خاطر داری سے رکھا۔

حیدر سیدی ۸ ستمبر ۱۸۸۲ء مطابق ۵ جون ۱۸۲۲ء کو چوراسی برس کی عمر میں ظالم سنگھ کے مرنے پر اسکا بیٹا مادھو سنگھ دیوان مقرر ہوا جس نے رئیس کو خوش رکھا ۸ ستمبر ۱۸۸۲ء مطابق ۸۲۸ء میں راجکشیور سنگھ اور حقوڑے دنوں بعد مادھو سنگھ مر گیا۔ رئیس کا کتور رام سنگھ اور دیوان کا بیٹا دن سنگھ اپنے حق اور عہدے پر قائم ہوئے جن کے آپس میں کبھی اتفاق نہ ہونے سے کوٹے کا تہائی حصہ کل کر دیوان کے لئے ایک علیحدہ ریاست جھاراپاٹن پیدا ہوئی۔

۴۱۔ مہاراجہ رام سنگھ دوم

اس نے گدسی پریٹھ کر دیوان دن سنگھ سے کبھی رضامندی اور اطمینان ظاہر نہ کیا اور ۸ ستمبر ۱۸۹۲ء مطابق ۱۸۳۲ء میں بڑے فساد کا اندیشہ پیدا ہوا۔ اس لئے ۸ ستمبر ۱۸۹۲ء مطابق ۱۸۳۲ء میں مہاراجہ کی منظوری سے جو کسی دباؤ یا فریب سے حال کی گئی۔ دیوانی اور مختاری کے عہدے سے دن سنگھ کا استعفا منظور ہو کر سرکاری حکم کے موافق راج کوٹہ کی چھپتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی میں سے ایک تہائی یعنی بارہ لاکھ آمدنی کے سترہ پر گئے دیوان کو علیحدہ جاگیر کے طور پر دیئے گئے اور نئی ریاست جھاراپاٹن نام قائم ہو کر وہاں کے رئیس کو میواڑ کے جھالاسرداروں کی طرح راج رانا کے عوض مہاراج رانا خطاب انگریزی سرکار سے ملا۔ اسکی بابت ایک نیا عہد نامہ ایک طرف مہاراجہ رام سنگھ دوم اور دوسری طرف کپتان لڈلووڈ لیفٹننٹ اجیٹ اور کرنل آگوس ریڈنٹ راجپوتانہ کے دستخط سے تحریر ہو کر کوٹہ کا ایک تہائی خراج یعنی اسی ہزار روپیہ سالانہ جھاراپاٹن کے تحت قرار پایا اور ایک کنٹینٹ فورج بھرتی ہو کر اس کے خراج کو تین لاکھ روپے سالانہ کوٹے سے لیا جانا مقرر ہوا جو مہاراجہ صاحب کی ہمیشہ تکرار رہنے کے سبب ۱۹ ستمبر ۱۸۹۲ء مطابق ۱۸۳۲ء

سے دو لاکھ رہ گیا۔ اس موقع پر خلافت دستور ایک ہتائی راج دیوان کے لئے تقسیم ہو جانے پر بھی تمام فوج خرچ تنہا کوٹے کے ذمے قائم کر کے جھارکھ پائن کو اس سے بالکل بری رکھنا غیر مناسب ہوا۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں گنٹنجنٹ فوج نے باغی ہو کر میجر برٹن پولٹیکل اجنٹ اور اس کے دیوٹیوں کو قتل کر ڈالا۔ مہارادے اپنے رنج و غم یا کم طافتی کے سبب ہنسادیوں کو ہنسادیوں کی کوشش نہ کی جس پر انگریزی سرکار سے اس کی سلامی سترہ توپ کے عوض تیرہ توپ کر دی گئی لیکن کچھ عرصے کے بعد دوسرے رئیسوں کی طرح کوٹے کو بھی گود لینے کی سبک دیکر گنٹنجنٹ کے عوض دیوٹی کی بے قواعد ملین بھرتی کی گئی جس کی بابت کوٹے کو دو لاکھ روپیہ سالانہ دینا پڑا ہو۔ ۲۷ مارچ ۱۸۶۶ء کو مہارادے کو رام سنگھ دوم کے چوتھے برس کی عمر میں انتقال کرے پر اس کے بیٹے شیشیر سال دوسرے کو راج ملکر کچھ آرام نہ ملا۔

۱۵۔ مہارادے شیشیر سال دوم

سم ۱۹۲۲ء مطابق ۱۸۶۶ء میں اس کے مندر نشین ہونے کے بعد جناب اسیرائے بہادر نے کوٹے کی معمولی سلامی سترہ توپ بجالا کر دی۔ مہارادے نے ششیر سال کی قدر قرضہ وغیرہ کا بند دہست کیا لیکن پھر وہ نا تجربہ کاری کے سبب زیادہ شراب پینے کا عادی ہو کر غفلت میں پڑا جس کا انجام بے دخلی تھا۔

سم ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸۷۰ء میں پولٹیکل اجنٹ نے بد انتظامی کی رپورٹ کی کہ رشوت اور سفارش سے مقدمات طے پاتے ہیں۔ زبردست لوگ احکام کی تعمیل نہیں کرتے علاقے میں معمول سے زیادہ ہر جگہ محصول لے لیا جاتا ہے ہر ایک عہدے پر جس نے زیادہ نذرانہ دیا مقرر ہو گیا اور رعایا پر ظلم کر کے گیسر نکالنی چاہی۔ سالانہ جمعہ کا اکثر حصہ ٹھیکے دار کھا جاتے ہیں اور طلبی پر رشوت دیکر بچھا چھڑاتے ہیں۔ سرکاری خراج وقت پر بھی ادا نہیں ہوتا۔ قرضہ روز بروز بڑھتا جاتا ہو۔ لوٹ مار کی واردات کثرت سے ہوتی ہیں۔ منیہ وغیرہ بدبھاشوں سے راج کے اہلکار ملے رہتے ہیں۔ کوٹری کے خاص سرداروں سے۔ بچ رہتا ہو۔ یہ کوٹری کی جاگیریں شروع میں بوہدی سولی

تھیں۔ جب اکبر کے وقت میں قلعہ رن پھنور دلی کی سلطنت میں شامل ہوا تو یہ لوگ بھی خالصی کے جاگیردار بن گئے۔ محمد شاہ کے مرگنے کے بعد قلعہ دار نے رن پھنور حفاظت کے لئے جمپور والوں کو سونپ دیا تو انھوں نے کوٹری والوں پر اپنا خراج قائم کیا لیکن آپس میں کبھی اتفاق نہ ہوتا تھا اس لئے راج رانا ظالم سنگھ نے کوٹری والوں کو کوٹے کے متعلق کر کے سالانہ خراج ادا کرنے کا ذمہ لیا۔ اس وقت سے برابر یہی عمل چلا آیا۔ علاقہ کوٹری کے سات سردار مہاراجہ کہلاتے ہیں جن میں (۱) اندر گڑھ کی جاگیر تین لاکھ اور (۲) کھٹولی کی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے باقی (۳) گیتا (۴) پیلہ (۵) کرور (۶) بلون اور (۷) انترودہ کی کم تعداد میں جوان جاگیرداروں سے جمپور کی دست اندازی دور کر اگر خراج کا تعلق کوٹے کے ساتھ کر لیا گیا لیکن پھر بھلائی اور عام شکایت پیدا ہوئی جس کے باعث سرکاری طرف سے دوسرے انتظام کی ضرورت لازم آئی۔

سرکاری انتظام

کئی پشت سے کوٹے والوں کی قسمت میں یہی لکھا تھا کہ وہ نام کے لئے مالک کہلا کر راج سے بے اختیار رہیں۔ راؤ امید سنگھ اور کشور سنگھ دوم کے سامنے ظالم سنگھ کا دور دورہ رہا۔ مہاراجہ رام سنگھ نے تہائی راج بانٹ دیا اور اب مہاراجہ شتر سال دوم کو سات برس حکومت کرنے کے بعد بد انتظامی کے سبب بے اختیار ہی میں دن کاٹنے پڑے۔ مہاراجہ نے ریاستی مشکلوں سے تنگ آ کر پولیسکل اجنٹ کی صلاح کے موافق سرکاری انتظام ہونے کی درخواست کر دی جس پر ستمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳۵۷ء ماہ اکتوبر میں ممتاز والد ولہ نواب حاجی سر فیض علیاں بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی جوانگریزی علاقے کے عزت دار جاگیردار ہونے کے علاوہ جے پور میں بخشی اور وزیرہ چکے تھے کوٹے کی سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے گئے اور ریاست کے اندرائی نو ذوق کی سلامی قرار پائی۔

نواب مختار نے اگلے سو پرگنوں کے غرض تمام علاقہ آٹھ نظامتوں میں تقسیم کر کے صدر میں دیوانی۔ نوبھاری۔ مال اور کونسل اپیل اپنے ماتحت قائم کی۔ قرض خواہوں

تے مسودہ پر مسودہ لگائے اور وصول رقم کا سود مجرانہ دینی سے نوٹے لاکھ کا دعویٰ پیش کیا جو سرکاری حکم کے موافق تحقیقات ہو کر فی روپیہ نو دس آنے کے حساب سے بالعموم لاکھ انتیس سزار تسلیم کیا گیا۔ رئیس کے ذاتی۔ ملکی اور فوجی مصارف میں نو لاکھ سالانہ کے قریب کمی ہو کر ساڑھے اٹھارہ لاکھ کل سالانہ خرچ قائم رکھا گیا۔ تھوڑے عرصہ میں نواب مختار نے بہت سے نقص دور کیے تھے کہ بعض خوشامدنی لوگوں نے رئیس کو نواب سے رنجیدہ کر دیا اور خوف دلایا کہ جھالادولن کی طرح نواب مختار کیلئے بھی کوئی ملکی حصہ تقسیم ہو جائیگا۔

سم ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۸۶ء ماہ ستمبر میں نواب سر نذیر علی خاں نے تین سال انتظام کے بعد سرکاری اسٹفادیکہ علیحدگی اختیار کی۔ جنکے بعد کپتان ایڈیٹ اور پھر سر بادشاہ منتظم ہوئے۔ سم ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۹۰ء سے پھر پہلی سفر ہوئے یہ انتظام مہاراشٹر سال ثانی کی وفات تک ۱۹۸۹ء تک رہا۔

۱۶۔ مہاراشٹر سال دوم

مہاراشٹر سال دوم کی وفات کے بعد موجودہ والی ریاست مہاراشٹر سال دوم کے مہاراج جنکے سنگھ جاگیر دار کوڑا کے جو کوڑے کے نزدیک ایک جاگیر ہے بیٹے اور شتر سال دوم کے متنبے تھے مسند نشین ہوئے اور انھوں نے میو کا لچ اجمبر میں تعلیم پائی اور انکو کچھ اختیارات ۱۸۹۲ء میں اور کامل اختیارات ۱۸۹۶ء میں ملے۔

جب ظالم سنگھ ثانی والی جھالادولہ معزول ہوا تو ریاست کوڑے کو پندرہ اضلاع اُن اضلاع میں سے ملے جو ۱۸۳۳ء میں کوڑے سے ریاست جھالادولہ قائم کرنے کو علیحدہ کئے گئے تھے اور آمدنی ریاست کی ۱۴۰۳۰۶ روپیہ سالانہ کی ہو گئی۔

مہاراشٹر سال دوم کے ۱۹۰۳ء میں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ اور ۱۹۰۳ء میں آنریری مجریہ ۴۲ دیوبلی رجٹ کے بنائے گئے اور ۱۹۰۹ء میں جی۔ سی۔ آئی۔ اسی کا خطاب عطا ہوا۔ اور دیوبلی دربار کے موقع پر ملک مظلم جارح خیمہ نے اُن کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب دیا۔ بعد دربار دیوبلی ملکہ معظمہ نے پچیس ۲ دسمبر سے اٹھائیس ۲ دسمبر تک کوڑے کو شرف قدم بخشا۔

فصل

تاریخ جھالا اور جھانیہ

جھالا اور جھانیہ کا نام جھالا پٹن ہے مشرقی جنوبی راہ چوتھانے میں سے ہے پھیلی اور آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے جس کے شمال میں کوٹہ اور درہ گندہ مغرب میں علاقہ ہلکے جنوب میں پرگنہ ٹراوہ علاقہ ٹونک و ملک ہلکے وسیندھیا وغیرہ مشرق میں پرگنہ چھپیر علاقہ ٹونک اور ملک ٹوالیا رہیہ و قتبہ و مزار پائیسوسل مربع کے قریب آبادی تین لاکھ چالیس سہزار پانچ سو آدمی فوج سوار و پیادہ چار سہزار آدمی خالصہ انیس لاکھ و پینہ سالانہ اور صرف ایک لاکھ سالانہ کی زمین چھوٹے جاگیرداروں وغیرہ کے قبضے میں ہے یہ ریاست عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۵۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اور خاص دارالریاست کے شہر کا موقع عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۳ دقیقہ پر ہے چونکہ اس ریاست کے راہگان قبیلہ جھالا سے تعلق رکھتے ہیں اس سبب سے یہ ریاست جھالا و ٹونک کہلاتی ہے لیکن علاقہ میں بہاراج رانا ظالم سنگھ دوم کی معزولی کے وقت پھر بہت سا علاقہ اس ریاست کاٹ کر کوٹہ کی ریاست میں شامل ہو کر یہ ریاست چھوٹی رہ گئی جسکی تفصیل آگے آتی ہے اور کوٹہ کے بیان میں گزر چکی۔

علاقہ میں اکثر حکمران بہار اور جھانیہ پھیلی ہوئی ہیں لیکن بہار ریاست کے وقت کوٹہ میں سے سب سے مقامات جھانیہ لہنے کے باعث علاقہ ہارڈوٹی میں جھالا پٹن کی زمین سب سے زیادہ عمدہ اور آباد گئی جاتی ہے اسی لئے بارہ لاکھ جمع کے جوہر گئے ہیں گئے تھے ان سے بس لاکھ و پینہ سالانہ کے قریب آمدنی ہونے لگی شہر جھالا پٹن بقول کرنل ایڈن رورن اور خوبصورتی میں جیپور سے دوسرے درجے پر اسی کے نقشے کے موافق راج رانا ظالم سنگھ دیوان کوٹہ کا بسایا ہوا ہے۔ وہاں ساہوکاروں کی زیادہ آبادی سے سوداگری

وغیرہ کو بہت ترقی ہے۔ جھاراپاٹن کی چھاؤنی سے تین میل کوٹے والوں کا قلعہ گاگردن ہے جسکو رئیس جھاراپاٹن اپنے قلعہ شاہ آباد سے جو زیادہ فیصلہ پر ہے بدلتی کی ہمیشہ آرزو رکھتی ہیں لیکن کوٹے والے جو بہتانی ملکات ٹکلی نے کے رنج کو کبھی نہیں بھول سکتے یہ بات ہرگز نہیں منظور کرتے اگرچہ انتظام میں کسی ہی مشکلیں پیش آتی ہیں۔

قوم اور تاریخ

جھاراپاٹن کے رئیس جھالانوم کے راجپوت ہیں جس کی زیادہ تفصیل قومی بیان میں کی گئی ہے انکا قدیم وطن ہندوستان میں علاقہ کاٹھیاواڑ ہے۔ اور راجپوتانہ میں ہر نوگ میواڑ والوں کی بدولت عمدہ کارگذازی کے سبب قیام پذیر ہوئے جنہیں کے گئی سردار اب تاک ادویپور کے ماتحت جاگیردار ہیں ظالم سنگھ مقام بود علاقہ کاٹھیاواڑ کے سردار کی اولاد میں سے تھا۔ کاٹھیاواڑ کا نام کاٹھلی راجپوتوں کے زیادہ قیام کے سبب پیدا ہوا تھا جہاں اب چند رہنسی جاڑیچہ قوم کی حکومت ہے اور جھالان کے ماتحتوں میں سے تلوود والوں کی چھوٹی شاخ میں سے ایک شخص جھالان سنگھ نام نے عالمگیر بادشاہ کے مرنے کے بعد اس وقت سے ایک سواستی برس ٹھنڈا ہلے نوکری کی تلاش میں اپنا وطن چھوڑا تھا۔ جھالان سنگھ کا بیٹا مادھو سنگھ جھالان کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ کے پاس آکر نوکر ہوا اور اسکی بہن کیسیا بھے راؤ کے بیٹے درجن مشال کی شادی ہوئی اس رشتہ داری کے سبب نانڈتہ گائوں کی جاگیر اور فوجداری کا عہدہ جس میں فوج کی انسر می اور قلعہ کی حفاظت شامل تھی اسکو ملا۔ کوٹے میں اسکا خطاب ماماں تھنی ناموں مشہور ہوا۔ مادھو سنگھ کے بعد مدن سنگھ فوجدار ہوا۔ اور اسکے مرنے کے بعد بھمت سنگھ نے باب کی جگہ سنبھالی۔ بھمت سنگھ جھالان کے مرنے کے بعد اسکے بھتیجے ظالم سنگھ نے جو سہ ماہ ۱۶۹۶ مطابق سنہ ۱۱۱۷ میں پیدا ہوا تھا ۱۸ سال کی عمر میں سنہ ۱۱۱۷ میں فوجداری کا عہدہ پا کر اپنے بزرگوں کے نام کو زیادہ مشہور کیا جس کا مفصل احوال کوٹے کی تاریخ میں درج کئے جاتے کے سبب یہاں پر مختصر لکھا جاتا ہے۔

ظالم سنگھ جھالان کوٹے کے آٹھویں راؤ درجن مشال کے عہد میں پیدا ہوا۔ ذیل او

اجیت سنگہ کے وقت میں وہ کوٹے کا فوجدار مقرر ہوا۔ دسویں راؤ شہر شال کے سامنے
 بمقام چھوڑا جیسو رکی فوج پر فتح پانے کے سبب اسکی زیادہ ناموری ہوئی لیکن گیارہویں
 راؤ کمان سنگہ کے وقت میں کشش کے سبب جھالائے کوٹہ چھوڑ کر میواڑ میں وہاں کے ماتحت
 جاگیردار دیوارہ کی معرفت نوکری کر لی اور یہاں راج رانا کا خطاب مہارانا سے حاصل کیا
 اور جب وہاں اسکی تدبیریں پیش نہ گئیں تو اس نے واپس کوٹے میں آکر موقع کا انتظار کیا
 آخر راؤ کمان سنگہ اور مرہٹوں کی بریخلائی اس نے قلعہ کے ذریعہ سے دور کرادی جس
 سے رئیس کوٹہ اس پر پھر مہربان ہوا اور مرنے سے پہلے اپنے کم عمر بیٹے اور راج کی حفاظت اسکو
 سپرد کی۔ بارہویں راؤ امید سنگہ کے پچاس برس عہد میں جھالادیوان نے بڑی قوت یا کر
 خود مختاری سے کام کیا اور تیرھویں راؤ کشور سنگہ کے شروع عہد میں اس نے سرکار انگریزی
 کی مدد سے اپنے بے قید اختیار حکومت کو جسکی ضابطی کا واجبی ارادہ رئیس نے کیا تھا لڑائی
 کر کے قائم رکھا۔ پھر تہم صلح ہوئے بعد سم ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۳ء جون کو پورا اسی سال
 کی عمر کا راج رانا ظالم سنگہ کا انتقال ہو گیا۔ راج رانا ظالم سنگہ کے بعد اسکا بیٹا مادھو سنگہ
 دیوانی کے عہد پر تختار ہوا جس نے اپنی ہوشیاری سے رئیس کو خوش رکھ کر چار برس کے
 اندر سم ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء میں وفات پائی۔ مادھو سنگہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے
 مدن سنگہ نے دیوانی پر قائم ہو کر کوٹے کے چودھویں مہارادو رام سنگہ سے کبھی اتفاق حاصل
 نہ کیا جس کے سبب کسی طرح رئیس کی رضامندی لینے سرکار انگریزی نے رعایت کے
 ساتھ کوٹے کا تہائی حصہ دیوان کے لئے نکال کر سم ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء میں ریاست
 جھالراٹن نام علیحدہ قائم کی یہاں کا راجہ مہاراج رانا کہلاتا ہے اور ۵۵ ضرب توپ سلامی
 اس کے لئے مقرر ہیں۔ غرض کہ اس وقت سے کل چوراسی برس پہلے سرکاری عنایت سے
 سب سے اس آخری ریاست کی بنیاد چوتھائے میں پڑی۔ جہاں کے رئیسوں کی
 تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مہاراج رانا مدن سنگہ

اسکو سم ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء میں کوٹے کی دیوانی سے استفادہ کیے بعد مہارادو

درام سنگہ کی منظوری سے ایک عہد نامہ کرنے کے سرکار انگریزی نے جھارکھنڈ کا اول رئیس بنایا۔ گوئے کے بہائی علاقے کے حساب سے بہائی قرضہ اور بہائی خراج اسی ہزار روپیہ سالانہ جھارکھنڈ کے ذمے قرار پا کر راج رانا کے عرصہ جو سوار کے ماتحت جھالا سرदारوں کا خطاب ہے۔

مدن سنگہ اور اسکی قائم مقام اولاد کے لئے مہاراج انا خطاب تجزیو اور دوسرے خود مختار میسوں کی طرح گرد لینے کی سند بھی اس شرط سے کہ ریاست راج رانا سنگہ کے خاندان سے نکلنے نہ پادے عطا ہوئی۔ ستمبر ۱۹۰۱ء مطابق ۱۸۴۵ء میں سات برس کے قریب راج کرنے کے بعد مہاراج مدن سنگہ نے انتقال کر کے اپنے بیٹے پرکھوی سنگہ کو دارت چھوڑا۔

۲۔ مہاراج رانا پرکھوی سنگہ

اس نے اپنے والد کے بعد ستمبر ۱۹۰۱ء مطابق ۱۸۴۵ء میں راج پا کر ۱۸۵۷ء کے عہد میں کئی یورپین افسروں کی حفاظت سے عہدہ طور پر سرکاری فیر خواہی ثابت کی کپتان برہن نے اسکی تعریف میں لکھا کہ ہار دتی کے علاقے میں جس قدر رئیس بونڈی کو تہذیب ہوا اسکے خلاف جھارکھنڈ سے سرکاری حکموں کی تعمیل بہت جلد ہوئی ہے لیکن یہ نسبتی مقابلہ صحیح نہ تھا کیونکہ ہار دتی میں ریاست بونڈی سب سے زیادہ پرائی اور عزت دار ہے اور جھارکھنڈ صرف کسٹے طفیل بالکل نئی انگریزی مہارانی سے قائم ہوئی ہے۔ ستمبر ۱۹۲۲ء مطابق ۱۸۶۶ء میں مہاراج رانا اگرے کے مقام پر گورنر جنرل بہادر کے دربار میں شریک ہونے کے بعد بہار میں دہلی کے مقامات کی باتر اور سرکر کے ایک برس میں راجدھانی کو واپس آیا جب سے یہ ریاست قائم ہوئی۔ اسوقت سے راجدھانی کے دوسرے میسوں کو اسکے خود مختار اور اپنی برابر ماننے میں عذر تھا اسکے پولیٹیکل افسروں نے راجدھانی قوم کے بزرگوں معتمد رئیس مہارانا شندھو سنگہ والی سوار سے اس معاملے میں مدد چاہی جنہوں کو باوجود اپنے ماتحت سرदारوں کی برخلافی کے پولیٹیکل ایجنٹ کے کہنے کے موافق اپنی ملکہ و صلی اور خوش اخلاقی سے مہاراج رانا کو اپنے بائیں طرف برابر بیٹھنے کی عزت دی عذر کے وقت

میں مہاراج رانا نے خیر خواہانہ خدمات انجام دیں۔ سیم ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء میں مہاراج رانا کو۔ ناٹھ دواہ اوراد دیو رجا کر خوشی کے ساتھ واپس آیا۔ اس کے انتظام میں راج کی سالانہ آمدنی میں لاکھ روپے تک پہنچی تھی لیکن نفیو لخرچی سے چودہ لاکھ روپیہ قرض ہو گیا تھا تاہم اس نے قفل درست کرانے کے بعد چھادنی میں رد نقد اور بازار وغیرہ بنوایا۔ مہاراج رانا پر حقوی سیم ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء - ۲۸ - اگست کو سنی رادرا حترق مٹانہ کی بیماری سے چالیس برس کی عمر کے اندر تیس سال راج کر کے فوت ہو گیا۔ اس کے بعد کنور بخت سنگ جس کا نام بعد کو ظالم سنگ ہوا اور جو بڑی کوشش کے ساتھ سرکاری منظوری پر بیرون علاقہ کا کھٹاوا طر سے گودیا گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔ لیکن ایک رانی کے حمل بیان کئے جانے سے کچھ عرصے تک مسئلہ نشینی کی رسم ملتوی رہی۔ حمل کی بابت شک ہوئے پر پولٹیکل ایفسر کی مشن سے سخت بین رویت کیا گیا کہ جالنگی سے کوئی فریب نہ ہوئے پائے آخر معمولی معاد گزرنے پر یہ بات غلط ثابت ہو کر متینہ خدادار رہا۔

۳۔ مہاراج رانا ظالم سنگ

سیم ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء میں گودلیو جانے سے مدت کے بعد مسئلہ نشین ہوا جبکہ اس کی عمر بارہ سال کی بیان کی جاتی تھی وہ میوکارلج جمبر میں تعلیم پاتا رہا اور دس برس تک راج کے انتظام پر کپتان ایسٹ پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ رکھا گیا جس نے محل۔ بلغ اور سرکس وغیرہ درست کر اگر قرضے کے لئے قسط بندی کر دی۔

سیم ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۶ء میں مہاراج رانا کو سرکاری طرف سے پورے اختیارات ملکر احتیاط کے لئے سپرنٹنڈنٹی کے عرصہ چھالراپٹن میں ایک غیر معمولی احتیسی قائم کی گئی جس کا خرچ بھی راج کے ذمے رہا یہ جوان رئیس بائیس برس کی عمر میں ایک سال کے قریب خود مختاری سے حکومت کرنے پایا تھا کہ ماتحتوں کی فریاد اور انگریزی ایفسروں کی ناراضگی کے سبب سیم ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء ستمبر کو میوکارلج پولٹیکل ایسٹ نے سرکاری حکم سے اس کے اختیارات سلب کر کے خزانہ اور تمام ملکی تحرائی اپنے ہاتھ میں لی۔

چونکہ مہاراج رانا ظالم سنگھ کی قسمت میں ریاست کی حکومت لکھی ہی نہ تھی اس لیے
اسکی حرکات نے بد نظمی پیدا کی اور اس امر نے اسے ۱۸۹۶ء میں معزول ہی کر دیا۔ مہاراج رانا
ظالم سنگھ ثانی کی معزولی کے ساتھ راج کے پندرہ اضلاع بھی (ان اضلاع میں سے جو کوٹے
سے کٹ کر جھالاوار کی ریاست قائم کی گئی تھی) کو لے کر دے گئے۔ اس وجہ سے اب
راج جھالاوار کا رقبہ ۸۱۰ میل مربع اور آبادی ۹۲۱۵۹ نفوس رہ گئی جس میں ۴۱۰۰ قبیلے اور
گاون ہیں اور آمدنی ۹۰۶۸۱۵ روپیہ سالانہ ہے۔ چونکہ لاول رہے اس لیے مسند بھوانی سنگھ ولد بھاکر
جی سال تنچور والا کو جو مادھو سنگھ فوجدار کوٹہ و مورث خاندان جھالاوار سے ہے
دئی گئی۔

۴۔ مہاراج رانا بھوانی سنگھ

یہ مہاراج رانا ۲۴ ستمبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے انکی تعلیم سوکا لج اجیر میں ہوئی۔ انکو فروری
۱۸۹۹ء کو سر آرتھر ہارڈن ٹیل اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پورے اختیارات دئے
اپریل ۱۹۰۴ء میں وہ یورپ گئے اور نومبر میں واپس آئے مئی ۱۹۰۵ء میں ان کو کے سی
ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۲ء میں وہ دوبارہ انگلستان جا کر ملک شہزادہ کے شرف بار بجا
سے کئی بار متعین ہوئے۔ مہاراج رانا ایک علم دوست شخص میں انکا سفر نامہ یورپ ۱۹۰۴ء
میں میسرز لونگمیس گریٹر انڈیا کو لے جھاپا ہے انھوں نے ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے فحش میں رعایا
کی بڑی پردوش کی کیونکہ وہ غلبہ بڑی مقدار میں خرید کر بازاری نرخ سے کہیں کم
نرخ پر فروخت کرتے تھے اور انھوں نے چار لاکھ روپیہ تقابلیے محاصل معاف کر دیا یورپ
کے پہلے سفر سے واپسی کے بعد انھوں نے مذکورہ ذیل اصلاحات کیں۔
انگریزی ٹوکن سجات کو اپنی ریاست میں مکمل طور پر ترویج دی انگریزی سکھ
اور ان اپنی ریاست میں اختیار کئے۔ کئی چھوٹے چھوٹے محاصل بند کر دیے ریاست
کی کچھ یوں اور دستروں میں ناگری رسم الخط کو راج دیا۔
دوسرے سفر انگلستان سے واپسی کے بعد انھوں نے ۶ لاکھ روپیہ
رعایا کو معاف کیا۔

خاتمہ

اجمیر متعلقہ راجپوت جاگیرداروں اور استعمارداروں کے بیان میں

اجمیر

پہلوانوں کے نامور راجہ ارج پال نے اجمیر آباد کیا تھا یہ قدیم و مشہور شہر بہار کے گھٹائے بلکہ حلقے کے اندر عرض بلد شمالی ۲۶-۲۹۔ طول بلد مشرقی ۷۴-۷۳ پر واقع ہے ہر طرف بہاڑیں۔ انہیں سے ایک کے دامن پر شہر آباد ہے اسکی تختہ شہر بنیاد ہے شمال اور مغرب کی سمتوں میں پانچ بڑے بڑے دروازے ہیں اس شہر کو آباد ہونے کوئی سترہ سو پندرہ برس کا عرصہ ہوا ہے قدیم سے یہ شہر راجپوتانے کا صدر سمجھا جاتا ہے ہندوستان کی بادشاہ راجپوتانے کو اپنا تخت حکومت کرنے واسطے اجمیر کا لینا مقدم سمجھتے رہے ہیں اور اسی طرح راجپوتانے کے رئیسوں نے بھی علم العموم اپنا حاکم و سرپرست اسی کو سمجھا ہے جو اجمیر پر قابض ہوا کیونکہ یہ شہر وسط راجپوتانہ میں واقع ہے۔

اجمیر کی چیف کمشنری کے متعلق زمین کا کل رقبہ دو ہزار سات سو گیارہ میل مربع ہے اسلامی سلطنت کی بریادی کے بعد سے سینہ چیلے اس پر قبضہ کر لیا تھا جو صوبہ دار باپورا دل سے اقرار نامہ ہو جانے پر ۱۸۱۸ء میں گورنمنٹ انگریزی کو ملا ہے۔ یہاں کے قابلہ مقامات ہیں اقل درجہ حضرت خواجہ صاحب کی درگاہ۔ اندر کوٹ میوکارا۔ تارگرھ۔ دولت باغ۔ میگزین اور سولے کا بنایا ہوا جن مندر ہیں۔ اجمیر میں آریہ سماج کے بانی مہاتمی سوامی دیانند کا بھی سما دھ ہوا اور اسی کے نام سے ایک ہائی اسکول اور میٹم خانہ قائم ہے۔

شہر کی تفصیل سے باہر رازا گڑھ کے پشت حصے میں جن مندروں کو گھنڈرات
 ہیں جس احاطے کے اندر یہ مکانات ہیں وہ اندر کوٹ اندر سین راجہ کا آباد کیا ہوا تھا اور اسی
 کے زمانے میں یہ مکان تیار ہوا تھا یہ عمارت زمین سے بہت بلند کرسی کی ہے محل کام نہایت
 عمدہ سنگین بنایا گیا ہے اور عجیب نقاشی ہوئی ہے شمس الدین التمش کے عہد میں کچھ
 مکانات مسمار اور ایک محراب تیار کر کے مسجد بنائی۔ چونکہ شمس الدین یہاں زیادہ نہ رہا اور
 یہ سب کام دو ڈھائی دن کے غرھے میں تیار ہوا تھا اس واسطے ڈھائی دن کا بھونٹا
 مشہور ہے زراں بعد انہیں اور اسلامی تعمیرات ہوئی رہی ہیں اب کل خسہ و خراب ہو تاہم
 قابل دید ہے تعمیر دو ہزار سال سے کم مدت کی نہیں ہے اس شہر میں دوسرا مشہور مکان
 حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ ہے خواجہ صاحب خراساں میں شیش کے
 رہنے والے تھے سنہ ۷۱۱ھ میں ہندوستان میں آئے اور اول انہما سرگرمی گھائی میں دولت
 باغ کے قریب قیام رکھا زراں بعد اندر کوٹ کے قریب جہاں انکا مزار ہے اخیر عمر سرگرمی
 پر بھٹی راج اسی وقت میں تھا اور ان کے روبرو ہی پوٹالوں کے خاندان کی سلطنت
 جاتی رہی اور مسلمانی بادشاہت شروع ہوئی ان کی اولاد میں ایک دیوان جی کا خاندان
 کہلاتا ہے لیکن اکبر بادشاہ کے عہد میں اس خیال سے کہ خواجہ صاحب ستر برس سے زیادہ
 عمر میں تنہا ہندوستان کو آئے اور بچے کوئی اولاد دریا دت نہ ہوئی اس خاندان پر
 کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اسی بنا پر درگاہ کے خادم لوگ زور شور کے ساتھ دیوان جی کی
 مخالفت کرتے ہیں خواجہ صاحب نے ماہِ رجب میں وفات پائی لیکن روزِ وفات معلوم
 نہیں۔ اسی واسطے سات روز تک حضرت کا عرس ہو کر رہا ہے۔ بعد وفات کے قبر
 کی زیارت ہونے لگی شمس الدین التمش کے عہد میں درگاہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور پھر
 اسکے بعد والوں نے زیادہ وسعت دی۔ اکبر کے وقت میں اکبر جی مسجد اور چند مکانات
 تعمیر ہوئے اور شاہجہاں نے سنگ سفید کی جامع مسجد بنوائی۔ اکبر کو ابتداء میں نہایت
 اعتقاد تھا اول تو جب جہانگیر پیدا ہوا اگر سے سے زیادہ زیارت کو آیا اور رجب
 ۹۶۷ھ میں چوڑ فتح کیا اٹھارہ گالوں کی جاگیر نگر خیرات کے واسطے اور ہر شہم کا خراج

درگاہ کے لئے مقرر کئے اور سامان شاہی فرانشس خانہ نوبت خانہ چوہدری و غیرہ
 درگاہ میں نیا رکھیا کہ انکی اولاد میں سے اب تاک اپنی اپنی خدمات پر متعین ہیں۔ تقارہ
 کلاں جو صبح و شام بلند آواز سے بجاتا ہے اکبر نے چھوٹے سے فتح کر کے درگاہ میں بٹھایا تھا۔
 جہانگیر کے وقت میں دو آہنی دیگیں تیار ہوئی تھیں اور مرہٹوں کے وقت میں ملازمی ساکن
 کو الیاز نے انکی مرست کرائی ایک میں استی من اور دوسری میں اٹھائیس من چاول علاوہ
 روغن زردشکر کے پکاتا ہے۔ برسی دیگ جب کوئی پکا چاہے تو اسکی بابت پچیس روپے
 اور چھوٹی دیگ پر ساڑھے بارہ روپے درگاہ میں جرٹھ کر دیوان سجادہ نشین۔ متولی و
 خادموں کو تقسیم ہوتے ہیں اس درگاہ کے متعلق ایک تالاب معروف ہے جہاں رہے
 انہیں ہمیشہ بارش کا پانی جمع رہتا ہے تمام شہر کے لوگ انہیں سے پانی لیجاتے ہیں۔
 تاراگرٹھ کے نیچے پہاڑ کے دامن پر ایک مقام جلیلہ پیر دستگیر مشہور ہے
 اصل میں قلعہ کے برج کا ٹورچہ تھا۔ روایت ہے کہ فقیر سوڈا نامی کوئی شخص اکبر کے
 عہد سے پیشتر خواجہ صاحب کی زیارت کو اجیر میں آیا تھا اور اپنی سادھ بچہ اور کو پیران
 پیر کی قبر سے ایک اینٹ لایا تھا اپنی حیات میں لوگوں کو اسکی زیارت کرا کر تاکھا اور
 آخری وقت وصیت کر گیا کہ اس اینٹ کو بھی میری قبر میں دفن کر دینا چونکہ فقیر سوڈا
 برج میں رہا کرتا تھا لوگوں نے اسکو اور اینٹ کو اسی برج میں دفن کر دیا جب سے قبر
 کی زیارت ہونے لگی۔ سلطنت میں دولت رائے نے بالارا کو صوبہ دار کی سفارش سے
 اسکے اخراجات کے واسطے جاگیر مقرر کر دی تب سے رونق اور شہرت زیادہ ہوئی اور
 کئی مکانات جدید تعمیر ہوئے اور مکان جو اصل میں فقیر سوڈا کی مع اینٹ کے قبر پر
 دستگیر کا جلیلہ مشہور ہوا۔

تاراگرٹھ میں میران صاحب کی درگاہ ہے یہ میران یعنی امیر الامرا حسین
 نام ایک شخص شہاب الدین غوری کے رسالہ دار تھی اجیر فتح ہوا تب ان کو قطب الدین
 ایک نے حبس کو شہاب الدین غوری نے ہندوستان کی حکومت بخش دی تھی۔
 ۹۱۷ھ ہجری میں اجیر کا صوبہ دار اور تاراگرٹھ کا قلعہ دار کیا ۹۱۷ھ ہجری میں راجپوتوں نے

لشب خون مارا اور انکو قتل کیا وہ سب سے روز دیگر ملازمان شاہی لے آئے انکو وہیں دفن کیا انکو
 سواروں کی افیسری یعنی رسالہ داری کے سبب ختنک سوار بھی کہتے ہیں۔ قطب الدین
 ایبک نے ۶۹۷ھ ہجری میں پھر دیریش کر کے اجمر لے لیا۔ جبار خاں نے اکبری عہد
 میں میران صداجب کی درگاہ بنوائی اور دیگر مکانات سینہ ہیا کی عمارت میں تیار ہوئے خصوصاً
 مکان جی راؤ نے کئی مکان تعمیر کرائے اس درگاہ کی جاگیر میں تین گالوں میں دو منسلک سلطنت
 کے زمانے سے اور ایک سینہ ہیا کا عطیہ یہاں بھی رجب کے مہینے میں عرس سوار کرتا ہے۔
 جو آبادی اب اجمر کے نام سے مشہور ہے وہ شہر نہیں ہے جو اسٹار میں آباد ہوا تھا
 کہتے ہیں کہ جب راجہ ارج نے اپنی راجدھانی یعنی دارالحکومت بنانیکا ارادہ کیا۔ تو
 اول ناگ پہاڑ اسکو پسند آیا اور عمارت کی تیاری شروع کی تھوڑا کام تیار ہوا تھا کہ راجہ
 کا دل اُدھر سے ہٹ گیا اور اسے چھوڑ کر کوہ پٹلی پر جسے اب تاراکڑھ کہتے ہیں قلعہ کی بنیاد
 ڈالی اسکے نیچے شہر آباد کیا چونکہ راجہ کے خاندان کی آسپا پورا دیسی معروف تہ تاراکھٹی اس
 لے قلعہ کا نام تاراکڑھ رکھا اور آبادی کا نام اپنا نام سے اجمر رکھا۔ میرپہاڑ کو کہتے ہیں اور
 ارج راجہ کا نام تھا اسی راجہ نے اخیر میں ترک دنیا کر کے فقیری میں پال خطاب پایا۔ اور
 اچے پال مشہور ہوا اسی پہاڑ میں رہتا تھا جسے اچو پال کہتے ہیں اسکے خاندان میں بسیل پڑامی
 اجمر کا بڑا راجہ ہوا ہے جس نے دلی پر فتح پائی اور بسیلہ تالاب کھدوایا۔ یہ تالاب شہر
 سے شمال مشرق میں نصف میل پر واقع ہے شکل بیضوی ڈھائی میل کا احاطہ ہے اور
 سرطرف سے سنگس دیوار سے محیط تھا اب اکثر مقامات سے شکست ہو گیا ہے اسکے بعد
 غالباً گیارھویں صدی عیسوی میں آگیا اور راجہ ہوا۔ اسی نے شہر سے شمال مغرب میں ایک
 نالہ پرچھ سوگز طول اور سوگز عرض میں لشہ ڈالکر تالاب بنوایا۔ اسکا نام آنا سا کر رکھا۔ ششہ
 میں جب محمود غزنوی نے چوتھی مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا تو اجمر کے راجہ نے لاہور۔
 آجین۔ گوالیار۔ کالجہ۔ قنوج اور دلی کے راجگان سے اتفاق کر کے اسکا مقابلہ کیا
 تھا مگر ان سب کی فوج نے اس سے شکست فاش کھائی۔

۱۱۹۱ء میں جب شہاب الدین غوری حملہ آور ہوا اس وقت اجمر دہلی کا راجہ

پر بھی راج تھا وہ فوج کشیر لکھنچھانیس میں برسر مقابلہ ہوا اور بہت کشت و خون کے ساتھ لشکر شکست دی بلکہ خود شہاب الدین مجروح ہو کر مشکل جانیں ہو کر اس نے زیادہ تجربہ کاری سے اور شائستہ تر فوج لیکر پھر حملہ کیا اور بھی راج نے پھر قیام کر دیا قریباً بیس مقابلہ کیا بہت کشت و خون ہوا آخر کار ہندوؤں کی شکست ہوئی اور راجہ قید ہو کر مارا گیا۔ یہی آخری راجہ تھا جسکو بدینہ و سستان سے ہندو کی حکومت خود اختیاری جاتی رہی مسلمانوں نے بڑھ کر انجیر پر قبضہ کیا۔ اور بہ تفرغ راج گراں ملک راجہ متونی کے ایک رشتہ دار کو سپرد کیا۔

اکبر کے عہد سے اکبر مستقل صورت داراجہ میں رہنے لگا اور جو خاندانی راجپوت میواڑ اور مارواڑ سے علیحدہ ہو کر بادشاہی نوکری میں آئے انکو اجیر کے خالصہ میں سے جاگیر ملنی شروع ہوئی کیونکہ غیر علاقے میں انکا قائم رہنا مشکل تھا اکبر کے عہد سے پہلے کانوٹی جاگیر دار یا استمرار دار اجیر کے علاقے میں نہیں ضلع اجیر میں مل لاکھ روپیہ سالانہ سرکاری خالصہ کے سوا پونے سات لاکھ سالانہ آمدنی کے گاؤں جاگیر داروں کے قبضے میں ہیں جن میں سے ایک لاکھ سالانہ کے قریب خاص شہر کے معافی داروں کی آمدنی ہے اور پانچ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی زمین علاقے کے استمرار داروں کے تحت میں ہے۔ استمرار دار وہ لوگ ہیں جنکی مالگزاری میں بعض خاص ضرورتوں کو سوا کی ویشی نہیں کی جاتی۔ پانچ لاکھ سالانہ سے زیادہ کی جاگیر راجپوتوں کے قبضے میں ہے اور سچاں سہزار سالانہ کے قریب سیسویوں کے تحت میں ہے اور دس ہزار آمدنی کی زمین مختلف راجپوت و چوہان مہینہ وغیرہ کے پاس ہے۔

چوہان مہینہ کی حقیقت یہ ہے کہ پر بھی راج چوہان ولی اجیر نے مہینہ قوم کی ایک عورت خانہ انداز کی تھی اسکے لطن سے جو وہ اور لاکھن و بیٹے پیدا ہوئے لاکھن کی اولاد تو سردہ کی جانب پھیل گئی اور جو وہ کی اولاد نے مکرہ سردہ کو اپنا قیام گاہ بنایا مشہور ہے کہ جو وہ چاناک میں رہا کرتا تھا اسکے دو بیٹے ہوئے انہل جسکو چیتا کہتے تھے اور اسے نب جس کو پربو لہتو تھے چیتا کی اولاد نے چاناک کے علاقے میں شیام گڑھ۔ جھاک۔ ستون

لوروا کو گڑا پلے کوٹ۔ کرانہ دیہات آیا و گئی۔ بابر کے عہد میں چیتا کی اولاد میں گوڑا اور ہیر راج دا
 بھائی تھے ان کو مارواڑ کے راجہ سے ملک چھین لینے کا خوف تھا اس واسطے دربار شاہی
 کے کسی امیر کے ذریعہ سے مذہب اسلام قبول کر کے فرمان شاہی مشعر عطا سے مکرہ دسیر داڑھہ حال
 کیا اور دربار شاہی سے قانون گو وقاضی متعین کرائے اور بذریعہ صوبہ دار اجمیر اس ملک پر
 قبضہ پایا۔ مگر گوڑا نے اپنا مذہب بدستور رکھا اور مذہب اسلام جو اختیار کیا تھا ترک کر دیا چنانچہ
 اسکی اولاد اب تک اپنے ہی مذہب میں ہے اور ہیر راج مسلمان ہو گیا اس نے اپنی اولاد میں ختنہ
 وغیرہ کا رواج جاری کیا ہیر راج کا نام کاٹھا مشہور ہوا اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب دہلی
 میں حصول ملک کے واسطے گیا تھا تو بادشاہ کی خدمت میں اسکی پاسبانی کی نوکری تھی۔
 اتفاقاً بارش بکثرت ہوئی جہاں اسکا پہرہ کھپائی پر نالے کا زور سے گرنا تھا اور ہیر راج
 بدستور نوکری پر عین بارش میں حاضر رہا بادشاہ نے ایسی سخت حالت میں اسکو نوکری پر مستعد
 دیکھ کر کہنے لگا (کی زبان میں فرمانا کہ ہمت کاٹھا یعنی سخت آدمی ہے۔ گوڑا اور ہیر راج
 مسلمان ہو کر اپنے ملک میں آئے تو گوڑا کی اولاد تو بدستور راجہری میں شامل رہی کیونکہ اسکے
 بھائی بند مدت وراثت کا کوہستان میں وحشیانہ بود باش رکھ کر اپنا مذہب بھول گئے تھے اس
 لئے اسکی اولاد سے ان لوگوں نے پیہر نہ کیا اور ہیر راج کی اولاد نے صرف اجرائے رسم ختنہ
 سے نشان مسلمانانہ قائم کیا مگر کھانا پینا سیاہ مشادی وغیرہ بدستور جاری رہا اس زمانے میں
 المتبہ اہل اسلام کی آمد و شد و صحبت سے مسلمانانہ طریقہ ان لوگوں میں جاری ہوتا جاتا ہے۔ چونکہ
 ہیر راج کاٹھا اور گوڑا دونوں کا دادا امیر تھا اسکے نام پر دونوں کی اولاد میرات مشہور ہوئی مگر
 اس خصوصیت سے کہ ہیر راج کاٹھا کی اولاد میرات کاٹھات اور گوڑا کی اولاد میرات
 گوڑات کہلاتی ہے۔

چوہان مینوں کی یہ چار قومیں ہیں۔ چیتا اور بڑا راج اور میرات اور میرات کاٹھات اور
 میرات گوڑات اور چاروں فی الجملہ مسلمان ہیں۔ صوبہ اجمیر کی حد و دارلبہ یہ ہیں شمال
 میں گشتن گڑھ۔ مارواڑ۔ جنوب میں میواڑ۔ مشرق میں صمیور۔ گشتن گڑھ۔ مغرب میں
 مارواڑ۔ بناس۔ کھاری۔ ڈائی۔ سرتی اور ساگر مٹی کے سوا پری ندی اس صوبے

میں کوئی نہیں ہے۔ لشکر۔ آنا ساگر اور ڈائی ساگر ٹرمی پھیلے اور تالاب ہیں بہاڑ اس صوبے میں سب راہوں پہاڑ کے سلسلے میں جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں ان میں نئے مشہور مارا گڑھ مارا بہاڑ اور ناگ پہاڑ ہیں عمارتی پتھر کے سوا اس صوبے میں ٹانبا۔ ستیمہ اور ابرک کی کانیں میں گڑھ ہودی کم جاتی ہیں اس کی خاص پیداوار جو ہیں کہیں گہوں۔ چٹانیں۔ باجرا۔ مونگ اور تیل بھی پیدا ہوتے ہیں اس ضلع کا کل رقبہ ۲۷۱۱ مربع میل ہے اور آبادی ۳۸۰۴۰۰ کے قریب ہے اور ۲۸۴ گاؤں و قصبے گیارہ برکنوں میں منقسم ہیں لشکر سنیہ دون کا تیرتھ ہے متبرک تیرتھ کے نام سے گاؤں کا نام بھی لشکر شہر ہو گیا ہے لشکر تالاب کے کنارے بہت سے نہاںے کے لئے گھاٹ اور مندرزارین کے لئے بنوائے ہوئے عجیب بہار دکھلاتے ہیں۔ کاکا سدی پور مناسی کو اشنان کا میلہ ہوتا ہے سندھ روڑناک رہتا ہے میلے میں گھوڑے ادنٹ اور ٹیل بہت آتے ہیں۔ صوبہ اجمیر کے اول درجہ کے تعظیمی سرداروں کی تفصیل یہ ہے جن کی جاگیریں اکبر کے عہد سے عالمگیر کے عہد تک ملی ہوئی ہیں۔

بھنائے

اس خاندان کا مورث اعلیٰ چندر سین ہے جو مالویہ والی مارواڑ کا چھوٹا بیٹا تھا چندر سین دعویدار ریاست ہوا تھا اور دسے سنگہ پر اکبر کی مہربانی تھی اس واسطے چندر سین جو دھپور سے کال گیا اور تانمرگ سیوا کا مقام میں رہا اسکی اولاد چندر سینوت راٹھوڑ کہلاتی ہے۔ بھنائے کے علاقے میں مادلیہ بھیل راہ زن قابض تھا اکبر بادشاہ نے کرم سین بنبرہ چندر سین کو اسکی گرفتاری کیواسطے معین کیا چنانچہ کرم سین نے اسکو لڑکر قتل کیا تب یہ علاقہ اسکو جاگیر میں ملا۔

بھنائے کو چوراسیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں ۸۴ گاؤں ہیں۔ ان ایام میں بھنائی بیٹوں کو گراس یعنی وجہ معیشت ملنے کا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا اسی وجہ کرم سین کے تین چھوٹے بیٹوں گردھر سنگہ۔ ہلدھر سنگہ اور موہن سنگہ کو واجبی وجہ معاش نہ ملی گردھر سنگہ کی اولاد دوسرا لائی کی استمرار ہے اور ہلدھر سنگہ و موہن سنگہ کی اولاد

دبیر بلید۔ ڈھگاریہ۔ سانپڑوہ۔ ورنیکوت میں بھوم سے گزارہ کرتی ہے پھر ۱۶۵۹ء میں
 شام سنگ کے کسیر اودے بھان اور اکتھو راج میں تقسیم ہوئی پور اسی ذات میں سے
 ایشی راج کے راج کوٹے اور چھیا لیس اور دھیر بھان کو جو پاٹوسی یعنی مسند نشین ہوا تھا
 اکتھو راج کی نسل میں دیولپہ کا استمرار دار اور اسکے بھائی بیٹے ہیں۔ اودے بھان کے
 تین لڑکوں کسیری سنگ۔ سورجمل اور نرسنگ اس کو ٹاٹولی معاش میں ملی نرسنگ اس اقل
 اودے بھان کا مشیت ہوا تھا اور وہی راجہ بھنائے کا پوتا مگر جب آٹھ کے دو جلیبی لڑکے پیدا
 ہو گئے۔ ورنرسنگ اس کو معاش ملی اور راجہ کے دو بیٹوں کسیری سنگ اور سورج مل میں تو
 کسیری سنگ جانشین ہوا اور کسیری سنگ کے دو بیٹوں جگت سنگ اور سٹی سنگ میں سے جگت سنگ
 قائم مقام ہوا اور سٹی سنگ کو شولیان معاش میں ملا بد ازاں بجت سنگ رئیس ہوا اور اسکے
 بھائی کسرت سنگ کو سور کھنڈ ملا مگر اب سور کھنڈ پر راجہ صاحب بھنائے نے نصیب کر رکھا
 ہے بجت سنگ کے بعد دلیل سنگ مسند نشین ہوا اور اس کے بھائی ارجن سنگ کو سرانہ
 معاش میں ملا۔

بھنائے کی کل آمدنی ۱۱۰۵۰ اکی چھہ سہس سے خاص جاگیر کی آمدنی ۵۳۰۰
 روپیہ ہے اور باقی ۵۷۳۵۰ روپیہ رشتہ داروں کی آمدنی ہے بھنائے والوں کا
 خطاب راجہ ہے۔

باندن واڑہ

اس ٹھکانے کا اول استمرار دار ٹھاکر سورج مل تھا کسیری سنگ بڑا بھائی جو
 مسند نشین بھنائے تھا سورج مل ورنرسنگ اس چھوٹے بھائیوں کو کم معاش دیتا تھا۔
 نرسنگ اس نے قوجہ متیتے ہوئے منظور کر لی مگر سورج مل ناراض ہو کر دلی چلا گیا وہاں ان کے
 بادشاہ محالیاک ہم میں سورجمل سے کار نمایاں ظہور میں آیا اسکے جلد میں ساڑھی تین ہزار
 منسوب سات بارچہ کا خلعت اور ہاتھی مرجمت ہوا۔ اور بھنائے کا نصف علاقہ تقسیم
 کرادیا۔ اور اسکے سوائے رام سردسری نگر کا علاقہ بھی جاگیر میں عنایت ہوا۔
 ۱۶۶۷ء میں سورجمل نے باندن واڑہ میں اپنے حکومت کا مقام بنایا تھوڑی

عرصے کے بعد مہاراجہ اجیت سنگھ والی بودھ پور اجمر میں آیا تو باندن واڑے سے بھاگ کر پیشوائی کو نہیں گیا مہاراجہ سخت ناراض ہوا اس جنگی میں رام سری دوسری نگر کا علاقہ ضبط کر لیا باندن واڑہ اگرچہ سجال رکھا مگر لوٹ لیا اور قلعہ توڑ ڈالا یہ جاگیر پچیس ہزار کی ہے۔

ساوڑ

بھاگ کر ان علاقہ ساوڑ سکناوت سیدو دیہ میں اور یہ مہارانا اودھ پور کی نسل میں سے ہیں۔ رانا اودے سنگھ کے پرتاپ سنگھ اور سکنت سنگھ دو بیٹے تھے پرتاپ سنگھ کی اولاد تو فرماں روا اے ملک میواڑ میں اور سکنت سنگھ کی اولاد میں ساوڑ وغیرہ کے بھاگ کر میں رس ساوڑ کا مورث علی گوگلہ اس شہزادہ شاہجہاں کا ملازم تھا شاہجہاں نے باپ سے جب بناوت کی تو بادشاہی فوج کے مقابلے میں شہزادے کی طرف سے سوارس کے معرکے میں گوگلہ اس کے ۸۴ زخم آئے اور اس نے بہادری اور ملک حلالی ثابت کی شہزادے نے صلح کے بعد اس جہاں نثاری کے حیدر میں ۱۶۵۵ء میں ساوڑ مع پرگنات کیکر کاسی وغیرہ عطا کئے کہ دیگر پرگنات قبضے سے جاتے رہے فقط ساوڑ اب تک ہے سالقا نوکری کرتے تھے مرثوں کے عہدے جمع مقرر ہو گئی ہے جلسہ قیسری دہلی میں بھاگ کر مادھو سنگھ کوراجکی کا خطاب ملا خاص جاگیر کی آمدنی ۳۲۰۰۰ روپیہ ہے اس کے سوار شہتہ داروں کی ۳۰ روپیہ ہے سب ملاکر ۵۰ روپیہ کی آمدنی ہو۔ ساوڑ ایک نچتہ چار دیواری سے محروم پہاڑی پر پرانا گڑھ بنا ہوا ہو۔

مسعودہ

بادشاہی زمانے میں مسعودہ کا علاقہ سرکاری خالصے میں تھا اور وہاں اجمر کے صوبہ دار کی طرف سے بھانہ رہتا تھا ۱۵۵۲ء میں حکمال مع اپنے بیٹوں کے اکبر بادشاہ کی خدمت میں نوکری کے واسطے گیا تھا اسی اثنا میں پنوار راجپوتوں نے مسعودہ کے بھانہ دار کو نکال کر اپنا قبضہ کر لیا بادشاہ نے ان کے نکالنے کے واسطے جاگل کو مع فوج متین کیا اور پنواروں نے چیتوڑ کی دانا کی مدد ہم پہنچا کر مقام ہراڑھ مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی انجام میں جگ مال فتحیاب ہوا اور مسعودہ پر دخل کیا بادشاہ نے مسعودہ کا

برگنہ ہنوت سنگہ سپر علیا کو دیا حضور شاہ سے جسہ ت ہو کر آیت ایک مقام پر
 جنگل میں شیر اور سور کی لڑائی ہوئی اور سور نے شیر کو مغلوب کر کے مٹا دیا اس واسطے وہ
 سرزمین مردانگی کی متصور ہو کر موضع باگ سور می آباد کیا گیا اور قائمہ تعمیر ہو یہاں کا ٹھہرا
 امیر تیرا ٹھہور ہے اور اسکی خاص ذاتی آمدنی ستر ہزار کی ہے اور اسکے رشتہ داروں کی
 چھتیس ہزار ایک سو بارہ روپیہ کی اس حساب سے کل خاندان کی آمدنی ایک لاکھ چھ ہزار
 ایک سو بارہ روپیہ ہوئی مسعود سے میں اٹھائیس گاؤں ہیں جلسہ قہصری دہلی میں بٹھا کر
 مسعودہ کو راز کا خطاب ملا تھا۔

جونیان

یہاں کے بٹھا کر جو دہ پور کے راجہ اودے سنگہ کے پوتے سبجان سنگہ کی اولاد سے ہیں
 انکا مورث اعلیٰ مادھو سنگہ مہاراجہ اودے سنگہ والی بار دار کا پنجواں بیٹا تھا اس کا بیٹا
 بیسائگن میں آیا تھا وہاں راجپوت پنواروں سے اسکا مقہلیہ ہوا کہ وہاں قابض اور
 ذخیل تھے یہ زمانہ شاہجہاں بادشاہ کے عہد کا تھا کسیری سنگہ نے پنواروں پر فتح
 پائی اور بیسائگن پر ذخیل ہوا کسیری سنگہ کے بعد اسکا بیٹا سبجان سنگہ ہوا یہ شخص صاحب
 داعیہ تھا تو درخاندان راجا جگر بند کے قہضے سے جونیان اور مسعودیہ خاندان کے قہضے سے
 مہروں ہزار و شمشیر لیکر اپنی تخت میں گر لیا اور رشتہ ۱۶۷۱ء میں اپنے تین بیٹوں کو اس طرح تقسیم کر دیو
 نشن سنگہ کو جونیان کرن سنگہ کو مہروں بھجوجھا سنگہ کو پیپائگن۔

پس یہ راجہ پنوار ہیں انکی ذاتی آمدنی ۳۳ ہزار چھپن روپے کی ہے اور رشتہ داروں
 کی آمدنی گیارہ ہزار چھ سو ستر روپے کی جسکی میزان چھپانہ میں ہزار چھ سو تہتر روپے ہوئے
 جلسہ قہصری دہلی میں بٹھا کر کلیان سنگہ جونیان والہ کو راز کا خطاب ملا تھا۔

مہرون

یہ سبجان سنگہ بنبرہ اودے سنگہ راجہ پور والی جو دہ پور کی اولاد اور ہم قوم ہو کر ن سنگہ
 سپر سبجان سنگہ ابن کسیری سنگہ خلعت مادھو سنگہ ول اودے سنگہ والی بار دار کو اس کے
 باپ سبجان سنگہ نے یہاں کا ٹھکانا دیا تھا کرن سنگہ کے بیٹے ناہر سنگہ نے اپنے ایک بیٹے

اچھے سنگ کو مہرون دیا اور ظالم سنگ کو کاوڑہ دیا یہ تقسیم ۱۷۵۵ء میں ہوئی تھی۔ ۱۸۱۱ء میں
 لال سنگ ولد ظالم سنگ نے ایک شب جمعیت سواران و سپادگان لے کر مہرون پر حملہ
 کر دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ جگت سنگ مہرون والا قلعہ کے دروازے پر نکل آیا۔ مت
 لال سنگ نے اس پر مارنے کا وعدہ کیا جگت سنگ دھوکا کھاکر دشمن کے پاس آگیا
 لال سنگ نے گرفتار کر کے فوراً اسکا سر کاٹ لیا اور محلوں میں گھس کر اس کے بیٹے بھاکر سنگ
 کو کپڑ کر قلعہ سے گرا دیا وہ اس طرح مر گیا ٹھکرانیوں کو علیحدہ علیحدہ قید کر دیا اور خود مہرون کا
 ٹھاکر ہو گیا۔ اس نظامیہ کارروائی پر کسی راٹھوڑ نے دست اندازی نہ کی مگر شاہ پورے
 کے راجہ نے کہ سیدو دیہ ہے یہ وحشیانہ حرکت ناپ کر کے مہرون پر فوج کشی کی لال سنگ
 کے پاس فوج نہ تھی خائف ہوا۔ راجہ نے اسکی جان بخشی کی مگر ڈولہ لیا اور آئندہ کو ڈولہ
 دیکھ کر غم کر آیا اور مہرون سے نکال کر کاوڑہ بھیجا اور مہرون میں راجہ بھاکر سنگ کی ٹھکرانی
 کا قبضہ کر دیا۔ ۱۸۲۶ء تک وہ قابض رہی ۱۸۲۸ء میں ٹھکرانی نے خواہر سنگ سپہر شیر سنگ
 کو متنبہ لیا مگر ۱۸۶۶ء میں خواہر سنگ لالہ فوت ہوا۔ اسکا حقیقی بھائی کالا سنگ مسند نشین
 ہوا۔ یہ علاقہ کسی زمانے میں مہرنی گوجروں کے قبضے میں تھا اس سبب سے مہرون
 کہلاتا ہے یہاں کے ٹھاکر کی آمدنی ۱۵۸۰ روپیہ ہے اور رشتہ داروں کی آمدنی ۱۵۳۵۵
 ہے اس طرح کل ۳۱۱۶۲ روپیہ ہے۔

لسیان گن

یہ ٹھکانا بھی سجان سنگ بنبرہ اڈے سنگ راٹھوڑ والی جو بھپور کی اولاد کے پاس ہے اس
 نے اپنے بیٹے جھو جھار سنگ کو دیا تھا اسکی اولاد میں سے ناتھو سنگ ٹھاکر لسیان گن ریاست
 جادل میں رہا تھا اور سیواچی صوبہ دار جمیر وہاں کا باشندہ تھا اور ناتھو کی ٹھکرانی سیوا
 کی ہمیشہ راٹھوڑ تھی ناتھو سنگ کا بھائی کلیان سنگ تھا یہ خواص۔ سرسری۔ اور پران
 سپرہ کا ٹھاکر ہوا تھا۔ مادھو راؤ سینھیا صوبہ دار جمیر نے استمرار داروں کو تنگ کیا۔
 انھوں نے صلاح کر کے صوبہ دار مذکور کو گلاب سنگ ولد کلیان سنگ کے قلعہ میں قید کر دیا
 تین مہینے تک قید رہا۔ پھر مرہٹوں کی فوج نے آکر چھوڑا یا اور اٹھا ہزار روپیہ حیرمانہ

کر کے اس کے عوض گلاب سنگ کو قید کر دیا۔ سمر سنگ سپر گلاب سنگ زر جہان کی سبیل کر کے
 باب کو راکر دیا اس خاندان میں قدم سے ٹھکرای کا خطاب بھامان سنگ نے اتہا سے
 غمخداری انگریزی میں راج ماراڑ میں زر کشیند کر کے خطاب راجگی کا حاصل کیا اور سرکار انگریزی
 سے بھی راجہ کھوٹا چاہا مگر سرکار نے مدت تک خطاب عطیہ راج جو دھپور کو قبول نہ کیا آخر کار
 ۱۸۷۷ء میں دربار کو راکر استمرار داروں کو سندیں عطا ہوئیں تب بھاکر ان پسانگن کو خطاب
 راجگی سرکار انگریزی سے عطا ہوا اور جلسہ قیسری دہلی میں از سر نو تصدیق ہوا خاص جاگیر
 کی آمدنی بارہ ہزار روپیہ سالانہ ہے اور انتیس ہزار چار سو روپے کی رشتہ داروں کی آمدنی
 ہے جس کی میزان اکتالیس ہزار چار سو ہوئی۔ پسانگن میں شاکی جی کا استھان ہو۔

دیولپہ

سب خاندان کا مورث اعلیٰ آٹھ راج تھا جس کو بڑے تقسیم بھنائے سے
 منجملہ ہم ۸ گاؤں کے ۳۸ ملے تھے یہ تقسیم ۱۷۵۹ء میں ہوئی تھی آٹھ راج کے پانچ بیٹے ہوئے
 ان میں سے الشیر داسس پاٹھی ہوا۔ دیو داسس کو بڑی کا علاقہ ملا اسی طرح اوروں
 کو حصہ ملے جلسہ قیسری دہلی میں دیولپہ کے بھاکر سری سنگ کو راؤ صاحب کا خطاب ملا اور
 اٹھارہ ہزار روپے سالانہ کی خاص آمدنی ذاتی آمدنی ہے اور رشتہ داروں کی آمدنی ۷۸
 ہزار اور گیارہ روپے کی جسکی میزان ۹۷۰۱۱ روپیہ ہوئی۔ دیولپہ میں رام دوارہ اور
 ایک کنڈنامی ہے۔

کھروہ

یہ ٹھکانا راجپوت اور دے سنگ داکو جو دھپور کے بڑے بیٹے سکت سنگ کی
 اولاد میں ہے کھروہ والوں کا بیان ہے کہ بھاکر سکت سنگ ہمارے مورث اعلیٰ نے
 اکبر بادشاہ کو دریا سے نکالا تھا کہ سیر کرتے ہوئے کشتی سے اتفاقاً گر پڑے تھے۔ اور
 نواب جنگلہ کی گرفتاری کی بھی خدمت کی تھی اس کے جلد میں یہ پرگنہ عطا کیا تھا کہ راجگی
 سب خانہ زمان اکبری مورخہ ۱۵۵۷ء میں صرف اسی قدر لکھا ہو کہ پرگنہ کھروہ راؤ سکت سنگ
 کو بھجہ مدد سانش سنلا بے نسل عطا ہوا۔

جلسہ تھیری دلی میں بھاگرمادھو سنگھ گور او صاحب کا خطاب ملا ہے اور اسکی ذاتی آمدنی ۲۹۰۰۰ روپے سالانہ کی ہے اور رشتہ داروں کی آمدنی ۴۵۰۰ روپے کی۔ اور کل میزان ۳۳۵۰۰ ہوتی ہے۔ اس پرگنہ میں ایک اور تانبے کی کانیں برآمد ہوتی ہیں گو بن گڑھ

اکبر کے عہد میں اوڑے سنگھ المتی طرب پوٹا راجہ والی مارداڑ کا بیٹا گو بند اس چھپن سواروں سے نوکری کرتا تھا اسکے عوض یہ گاؤں بیگم میں ملا تھا اس ٹھکانے میں چار گاؤں ہیں۔ آپس سے کسی بھائی بیٹے کو کوئی گاؤں نہیں ملا اور ذاتی آمدنی آٹھ ہزار روپے سالانہ کی اور رشتہ داروں کی پندرہ سو روپے سالانہ کی جس کی میزان ۹۵۰۰ روپیہ ہوتی۔ گو بن گڑھ میں کالسی اور پتیل کے برتن اچھے بنتے ہیں۔

بگسوری
جگمال میر پتہ راٹھو جس نے مسعودہ کے مقام پر اکبر کے حکم سے نوادوں سے جنگ کر کے انکو شکست دی اور انکے مسعودے کا پرگنہ اسکے بیٹے ہونٹ سنگھ یا لوسی کو دیا۔ جگمال کے تیسرے بیٹے کی اولاد بگسوری میں استمرار داری۔ ذاتی آمدنی نو ہزار روپیہ ہو اور رشتہ داروں کی آمدنی ساڑھے تین ہزار روپیہ سالانہ جسکی میزان ۱۲۵۰۰ ہوتی۔

ضلع میروارہ

میر بیج اول ایک بہاری قوم کا نام ہے انھیں کی آبادی زیادہ ہونے سے اس ضلع کا نام میروارہ مشہور ہو گیا پہلے یہ قوم لوٹ مار کر کے اپنی شکم پر درسی کرتی تھی گوڑنٹ انگریزی کے تسلط کے بعد کاشت کاری اور نوکری کرتی ہے اور سرکار نے راجپوتانے میں ایک پیدل جڑبٹ میں اس قوم کے لوگوں کو لوکر رکھ کر اس کا نام میروارہ پلٹن ہی رکھ دیا ہے۔

رقبہ و آبادی میروارہ کا رقبہ ۶۴۱ مربع میل اور آبادی ۱۲۱۰۰۰ کے قریب ہو ۳۱۶
مواقعہ دو تحصیل ٹانڈا گڑھ۔ بیڑا ٹھہر گنات میں تقسیم ہیں۔ بیاور۔ چانگ۔ سارو
جھاناک۔ دوبر۔ کوٹ کرانا۔ ٹانڈا گڑھ۔ بھانڈا۔

حدود اربعہ شمال میں مارواڑ جنوب میں میواڑ مشرق میں ضلع اجمیر مغرب میں مارواڑ

ضلع میرواڑہ کے مشہور مقامات

نیا نگر۔ راجپوتانہ اسٹیٹ ریلوے کے قریب ایک تختہ فصیل سے محدود و آباد ہے یہاں غلہ اور روسی وغیرہ کی منڈی ہے سوٹ اور کپڑا بنانے کے علاوہ روئی کے بندل بنانے کی کلبیں بھی ہیں۔

بیاور۔ نیا نگر کے قریب بڑا گاؤں ہے اسی کی قریب کی وجہ سے نیا نگر کو کھلی بے بنیاد شہر کہتے ہیں۔

ٹاڈا گڑھ۔ کرنل قیصر ٹاڈا نے آباد کر کے اپنے نام سے مشہور کیا ہے۔

ٹھیکر داس کے قبل اچھے ہوئے ہیں۔ دیر سے چار کوس پر روپ چتر پھج کامنہ ری۔
مکملہ۔ ان استمدادوں کے سوا میواڑ میں ریچھ بالیان۔ سہیل۔ کڑیاں۔ منہ پورہ
راجوسی اور کوٹھی سات چھوٹے استمداد ہیں۔ ان میں سے کڑیاں کے سوا جیلی آمدنی
آٹھ ہزار روپیہ اور کسی کی جاگیر ہزار دو ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ کی نہیں ہے اور کوٹھی
کے سوا جو چتر پھج چارن کے قبضے میں آٹھ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے۔ باقی سب
استمداد روپ کے راکھوڑ ہیں۔ استمدادوں کے علاوہ گنگوانہ۔ بے۔ سہ پور اور
چاند لائے کے بھومیہ زمین دار جو کرسن گڑھ سے نکلے ہیں ہزار روپیہ سالانہ سے بھی
کم آمدنی کی زمین رکھتے ہیں۔

تتمہ خاتمہ

راجپوتانہ کے قابلہ مشہور مقامات

راج سر دہی کے مقام آج میں موقع دیواہ کے جین مندر قابلہ میں حیدر
اور اسکے متعلق مقامات میں عمدہ عمارات ہیں۔ جو دیوہ پور کی عمدہ عمارات چلو دی
اور رانپور کے جین مندر سیرتہ میں مسی رانرا گوریں سلطان الناکرین جناب شانی

حمید الدین صاحب کی درگاہ اور پور میں سنگ مرمر کے محلات اور بنائے ہوئے مآلات اور
ان کے اندر کے محلات اور ناقصہ دوارہ دکا نکڑولی اور اکلنگا درکھب دیو کے مندر۔ بیکانیر
کا مآلات اور لال گرٹھ اور کشن گرٹھ میں ریاست کے محلات اور منہ جیسلمیر کا گرٹھ اور خٹین
مندر اور اجمیر میں خواجہ صاحب کی درگاہ اور ڈھائی دن کا جھونپیر اور سونے کا مندر کوٹہ اور
بوندی میں حکمران رئیسوں کے محلات عمدہ ہیں۔

صنائع

جیسلمیر میں سنگ مرمر و سنگ موسے کے ست۔ لاکھ کا چوڑہ۔ اور پتل کے برتن اچھے
ہوتے ہیں۔ ساگانس میں چھینٹ اچھی چھیتی ہے کشن گرٹھ کا گھار و عمدہ اور ختہ رنگ
کا ہوتا ہے بودھ پور کے قلعہ پالی میں ہاتھی دانت کے چوڑے اور اسی مقام میں کھانے کا
مبا کو عمدہ ہوتا ہے ناگور میں لوہے اور پتل کا کام اچھا ہوتا ہے۔ میرتے میں بندہ گھگی (برساتی)
ہنتی ہے۔ نس جو ایک خوشبودار جڑی ہوتی ہے اس کے برتن بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ بیکانیر
لوی اور مہری کے لئے مشہور ہے۔ سر دی کی تلوار اور پیش قیض ریاست بوندی کی گٹار
مشہور ہے۔ مکرانہ میں سنگ مرمر جیسلمیر میں مختلف رنگ کے پتھروں۔ ڈونگر پور میں
سنگ موسے کے برتن۔ میز۔ کرسیاں اور سنگ مزار اور لوح بالین قبر اور چوکھٹا کوڑ
بہت اچھے ہوتے ہیں۔ پرتاب گرٹھ میں کانچ پر سونے اور مینا کا کام عمدہ ہوتا ہے قریلی میں سنگ
سرخ کے پیالے اور کوڑیاں بتا ہوتی ہیں۔ اور پور میں سنہری ڈربیلی چھپائی جھیلواری
میں تانبہ اور پتل کے برتنوں پر قلعی عمدہ ہوتی ہے شیخا دانی میں جہڑے کی چھا گلیں اور
دیگر اشیاء اچھی ہنتی ہیں۔ کوٹے میں سوئی دوپٹے۔ محمودی اور ڈو ریا باریک اور عمدہ
مشہور ہیں۔ اجمیر میں جتیلی اور سلی کا خوشبودار پتل اچھا تیار ہوتا ہے۔

کان یا معدن

راجپوتانہ میں کانیں بہت ہیں۔ ریاست بیکانیر میں پتھر کا کوئلہ اور ملتان میٹھی
نکلتی ہے۔ ریاست جودھپور کے مقام مکرانہ میں سنگ مرمر نکلتا ہے۔ ریاست جیسلمیر
میں مختلف رنگ کے پتھر نکلتے ہیں۔ ریاست کشن گرٹھ اور راج محل علاقہ جیسلمیر میں

تانبڑے کی کانیں ہیں۔ ڈونگر پور میں سنگ موسی (کالا پتھر) کی عمدہ کان ہے۔ کھنڈری اور شیخاواٹی کا علاقہ ریاست جیپور کے کئی مقامات میں نیلا پتھر، کھنڈری اور کھنڈری کثرت سے نکلتی ہے۔ اجمیر میں سیسے کی کان ہے۔ فرولی۔ الوری۔ جیپور۔ جودھ پور اور کشن گڑھ وغیرہ مقامات میں پتھر، مسغیہ اور سیاہ رنگ کا عمارتی پتھر بہت نکلتا ہے اور لوہا تانبہ جست اور رنگ کی بھی کانیں ہیں اور جیپور میں سرخ ابرنگ کی کان ہے اور پھلوادی میں تانبڑے کی کان ہے۔

آب و ہوا

اس قطعہ ملک کی آب و ہوا گرم اور معتدل ہے لیکن مشرقی راجپوتانہ اور گوشہ جنوب و مشرق کی آب و ہوا مضر صحت ہے بخار اور مہضی کی بیماری ذرا سے مادے سے پھیل جاتی ہے میواؤں کے علاقے میں رشتہ (نارو) کی بیماری شدت و کثرت سے ہوتی ہے مغرب اور شمال و مغربی حصوں میں بعض بعض جگہ پانی خراب و زہریلا ہے اور ہوا وہاں کی گرم اور آسمان پر گرد و غبار ہر وقت طاری رہتا ہے بارش کا تخمینہ سال بھر میں ۲۵ انچ ہے لیکن مغربی راجپوتانہ میں بارش بہت تھوڑی ہوتی ہے علاقہ جیسلمیر میں بارش کبھی سات انچ سے زیادہ نہیں ہوتی برخلاف اسکے اطراف مالوہ کی سرزمین میں چالیس اور پچاس انچ تک بارش سال بھر میں ہو جاتی ہے۔ آج پر سال میں ۶۰ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

ریلوی لائن

سب سے لمبی ریلوی سڑک اس صوبہ میں راجپوتانہ مالوہ ریلوی سے لائن ملی سے احمد آباد علاقہ گجرات تک جاری ہے۔ الوری۔ باندی کوئی۔ جیپور پھلیہ۔ کشن گڑھ اجمیر۔ بیاور۔ سویت۔ کھارجی۔ آجور و ڈیڑے اسٹیشن ہیں۔

بانتی کوئی اگرہ۔ ایچ۔ لائن باندی کوئی سے بھرت پور۔ اچھنیرہ ہوتی ہوئی اگرہ تک جاری ہے اور اچھنیرہ اسٹیشن سے اسی کی ایک شاخ پھرتی ہوئی باھرس (پیشو) پریسیڈنسی ریلوے لائن کوکراس کر کے فرخ آباد اور قنوج ہو کر کانپور

کو چلی گئی ہے۔
 اجنیر کھنڈ و ایرانچ اجنیر سے جاری ہو کر نصیر آباد و چتوڑ گڑھ ہوتی ہوئی مالوہ کو گئی
 ہے اور اسی کی ایک شاخ چتوڑ گڑھ اسٹیشن سے اودھ پور کو گئی ہے یہ ٹکڑا ریاست
 اودھ پور کا ہے۔

بیکانیر سے تہ روڈ پھلیہ ایرانچ سے سانجھر۔ ناٹواں۔ مسرتہ روڈ۔ ناگور۔ بیکانیر اور
 سورت گڑھ ہوتی ہوئی پھنڈ ٹاک چلی گئی ہے۔ اس شاخ کا آخری حصہ ۲۵ میل
 کے قریب بہاراجہ بیکانیر کی حد کے اندر انھیں کا ہے اور تمام بند و بست ریاست ہی
 کی طرف سے ہے۔

مارواڑ ریلوے لائن۔ راجپوتانہ اسٹیٹ ریلوے کے جنکشن کھارچی سے پالی۔ لونی
 جنکشن جو دھ پور ہوتی ہوئی مسرتہ روڈ پھلیہ ایرانچ میں جا ملی ہے۔

مارواڑ سندھ ریلوے لونی جنکشن سے بالوترا اور بائیسر ہوتی ہوئی سندھ کو جاتی
 ہے اسی کی دشل میل لمبی ایک شاخ بالوترا سے پچ بھدرہ کو گئی ہے۔ یہ لائن اور مارواڑ
 ریلوے لائن دونوں جو دھ پور ریاست کی ملکیت ہیں۔

پھلیہ ریلوے کا رڈ لائن یہ لائن پھلیہ سے بدھالا۔ گشن گڑھ۔ ریوال۔ سری مادھو پور
 ہو کر ریلوے میں راجپوتانہ مالوہ ریلوے سے ملتی ہے۔

متھرا ناگدہ ریلوے متھرا سے بھرت پور۔ ہنڈون۔ سوئی مادھو پور۔ کوٹہ۔ اور جھالپاٹن کے
 پاس ہو کر ناگدہ تک گئی ہے۔

سوئی مادھو پور ایرانچ یہ لائن جیپور سے شروع ہو کر سوئی مادھو پور کے پاس متھرا ناگدہ
 ریلوے تک جا ملتی ہے۔

دگانہ حصار ریلوے یہ لائن دگانہ سے سبجان گڑھ۔ تن گڑھ اور چور و دنیہ میں ہوتی ہوئی
 حصار تک گئی ہے۔

سلسلہ تعلیم

بنگال وغیرہ اطراف کی طرح راجپوتانے میں کوئی یونیورسٹی نہیں ہو۔ لیکن جیپور جو دھ پور

اور بھرت پور۔ اودیپور۔ بیکانیر اور کوٹے کی ریاستوں میں انگریزی سنسکرت اردو اور فارسی کی تعلیم کے لئے انتظام کا لچ اور اسکول حکمرانوں کی طرف سے قائم ہیں بعض ریاستوں میں روس کے لڑکوں کی تعلیم کے لئے نوبل اسکول اور لڑکیوں کی تعلیم کے واسطے گرل اسکول بھی ہیں اجمیر۔ جیسور۔ جودھپور اور اودیپور میں کالج ہیں ان میں سے اودیپور کالج ابھی چھوٹا اور بنا ہے۔ اور۔ کوٹہ۔ بیکانیر اور فردلی وغیرہ میں صرف بانی اسکول ہیں۔ تحصیل اور تحصیلوں کی علاوہ (جہاں انگریزی اور دیسی تعلیم کے واسطے اسکول ہیں) دیہات میں سڈت اور جتنی لوگ خانگی طور پر دیسی بول چال کے مفرد و مرکب عربی و الفاظ لکھ کر لڑکوں کو پڑھائی سکھاتے ہیں اور زبانی حساب بھی سکھاتے ہیں۔ معزز رئیسوں کے لڑکوں کی تعلیم کے واسطے اجمیر میں میو کالج اور یورپ میں سوچروں کے بچوں کی تعلیم کے واسطے کوہ آبور لائسن اسکول قائم ہیں۔

حکومت انگریزی کی فرائض

(۱) سلطنت انگریزی نے جہاں کو عبور کیا تو انھیں خیالات کی سر دی سے کراچیوں کے تحت حکومت کر سیکے واسطے اجمیر پر تسلط کرنا ضروری تھا جسے بھی اجمیر پر یقینہ کرنا لازم آیا۔ اور اس وجہ سے بھی کہ اجمیر سلطنت مغلیہ کا صوبہ تھا اور سرکار انگریزی کو اس سلطنت کی جانشینی حاصل ہوئی واجب ہوا کہ اجمیر ممالک برٹش انڈیا میں شامل کیا جائے۔ (الف) برٹش حکومت نے تحمل اور اعتدال اختیار کیا اور رجواروں کے سلامت رکھنے کا قصد کیا اور راجپوتانے میں سیاسی طریقہ اختیار کیا کہ آخر کار راجپوتوں کی حکومتیں مستحکم طور پر قائم ہو جائیں کہ وہ اپنی رعایا کو فرمان برہنا سکیں اور وہ آپس میں صلح و آشتی کے ساتھ رہ سکیں۔ انگریزوں کی اول ہی سے پالیسی ایسی تھی جو بالکل زیادتی و دراز دستی سے خالی تھی۔ اس میں کوئی شائبہ حرص و آزار کا یا جاہ طلبی دیا۔ اولوالعزمی کا ہتھا۔

(ب) راجپوتوں کی حکومتیں سیدھی سادھی ابتدائی صفت کی بغیر کسی اسٹین قوانین و ضابطے کے بے اصول تھیں یہ سب حکومتیں علیحدہ علیحدہ شخصی تھیں جنہیں انگریزی خیالات کے موافق خطرناک نا انصافی کے دھویں اٹھتی تھیں مگر کسی نہ کسی طرح سے اس سے کاربر آری چلی جاتی تھی جو نا انصافی ہوتی تھی وہ صریح الفہم و مستقول ہوتی تھی اس میں سادگی یہ تھی کہ ایک زبردست نے کسی کمزور کو اپنی مرضی اور ہاتھ سے کچلا تو اس سے زیادہ زبردست نے اسکا کچلا نکالا۔ سیر کو سوا سیر موجود تھا انگریزوں نے جب اپنی سرپرستی میں رجواڑوں کو لے لیا تو انھوں نے اپنے اصول پر عمل کرنا شروع کیا۔

(ج) سٹرکیں جنکو سٹرکیں کہا جائے بالکل نہیں تھیں کوئی تحریری قانون نہ تھا اور نہ خالص منصف تھے جو عدالت کرتے دار الشفائیں نداد تھیں۔ زراعتی اضلاع میں بیگاریں اور رعایا کے گرفتار ہونیکے دستور مٹا دئے۔ دیوانی و مالی قوانین و آئین کو رعایا کی بہبودی و آسودگی کے لئے کامیابی کے ساتھ از سر نو تبدیل و ترمیم کرایا۔ پرمٹ و کسٹم کے محصول کے لئے قواعد بنوائے جن سے رعایا کو بہت فائدے حاصل ہوئے۔ مالکذاری اراضی بڑھانے کے جائز قاعدے بنوائے۔ اہل زراعت کی مدد کرائے جس سے ملکن ہو کر انھوں نے کنوئیں بنائے اپنی اراضی میں آبپاشی کی اور اپنی زراعت کی پیداوار کو بڑھایا جس سے ان کو خود بھی فائدہ پہنچا اور ملک کے مالکوں کو بھی نفع حاصل ہوا۔ رعایا کی آسودگی کے لئے مالاب اور نہریں بنوائیں۔ پہلے صرف بیٹیاں تھیں جن پر راستہ چلتے تھے۔ اندرونی اور بیرونی تجارت کے لئے سڑکوں کی تکمیل کرائی۔

(د) رجواڑوں میں سیاہ ملازم کی تنخواہ ملنے کا کوئی معقول اسلوب نہ تھا انگریزوں نے انکو وقت پر تنخواہیں دلوانے کا انتظام کرایا اور سیاہ کو جو بے ترتیب غارتگریوں کا گروہ ہوتا تھا یقین دلایا کہ غارتگری اور رعایا سے دھینکا مٹتی ہے جو فائدے ببقاعدہ حاصل ہوتے تھے اب ان سے زیادہ فائدے وقت پر تنخواہ ملنے سے حاصل ہوں گے۔ باضابطہ سیاہ ہوا کہ ملک کی حفاظت کرائی۔ چوری سے بدتر و گیتی تھی جس کے دور کرنے میں انگریزوں کو بڑا اہتمام کرنا کرنا پڑا۔ ملینہ۔ باورمی۔ موگیہ وغیرہ ایسی قومیں تھیں جو اپنی پیشہ پختل

نہیں ہوتے تھے انہی رگوں میں نہایت نیلا خون بہتا تھا انگریزوں نے ڈکیتی کو انسا
 میں بڑی پیش بندیاں کیں اور مناسبت سزا میں دس ڈاکوؤں کو پھانسیوں پر
 لٹکایا۔ اس طرح ڈکیتی راجپوتانے سے مسدود ہو گئی۔ وحشی اور سرکش جاگیردار جو اپنی
 جیلی عادت سے اس کے بادشاہوں کے شالیہ طریقہ حکمرانی کو نقصان پہنچاتے تھے۔ وہ
 اس قابل ہی نہیں تصور ہو گئے۔

ایک اور جرم تھلی کا تھا جو ڈکیتی سے بڑھ کر تھا اسمیں سحر دھادو کا بھی لگا ہوا
 تھا اور مذہب بھی دخل رکھتا تھا صبر و تحمل کے ساتھ سازش بھی کی جاتی تھیں
 اسمیں سخت ظلم و ستم کئے جاتے تھے ٹھکانے کو ستر چمک بڑی گرم کوئٹی سے سکتے تھے
 اور اسمیں کمال پیدا کرتے تھے انگریزوں نے ٹھکانوں کی گرفتاری کے لیے بڑے بڑے انعام
 مقرر کئے۔ اور ایک خاص انسرٹکی کی تحقیقات کے لیے مقرر کیا گیا۔ اور ان کا خوب علاج
 کیا اور ہزاروں ٹھکانوں کو سزائیں دیکر انکا بیج بکودیا۔

(ص) اولے اور اعلیٰ ہر راجپوت زمین کا مالک راہ داری کے محصول لیتا تھا اگر کوئی
 تجارتی اسباب ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتا تو سیکڑوں
 جگہ محصول لیا جاتا۔ دل کے اجراء سے یہ وقت جاتی رہی اور تجارت کے سارے مواقع
 دور ہو گئے اور انکو اپنی قدرتی آزادی حاصل ہو گئی۔ ان محصولوں کے موقوف کرانے سے
 آمدنی میں جو کمی ہوئی وہ دوسرے ضروری مدات کے بڑھانے سے پوری کرائی گئی۔
 (دس) راجپوتانے میں وزن اور سکون کا حال بڑا اچھا ہر ریاست میں ایک ہی قسم
 کا سکہ چلتا تھا جسکی وجہ سے تجارت میں بڑی مشکلیں بڑھتی تھیں اور لین دین میں غریبوں
 کا نقصان ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے بتدریج الیسا انتظام کیا کہ صرف ایک آدھ ریاست
 کے سوا سب سکوں کی جگہ انگریزی سکہ چلنے لگا۔

(ص) ملک میں مدرسے جاری کرائے جب انگریزی مدارس جاری ہوئے تو ان
 سب میں طلباء بڑے شوق سے داخل ہوئے اور انگریزی زبان اور علوم بہت بڑے
 شوق سے سیکھنے شروع کئے۔

(ط) راجپوتانے کے اچھے شہروں میں بھی صحت کے لئے احتیاطیں اور دوراندیشیاں بھٹیں
 بڑے شاہدار شہروں کے گلی کوچوں میں فرش نہیں تھکا علیحدہ ہوتے تھے پانی کا نکاس نہیں
 تھا جانور جہاں مرنے دہیں ان کی لاشیں بڑی ہوتی لیسڑ کرتیں اس لئے ہوا میں عفونت و سمیت
 پھیلی۔ پانی میں کدورت۔ اکثر دباؤں آتی رہتیں۔ انگریزوں کی کوشش سے صنعتی حفظان
 صحت قائم ہوا اور انسانی تہذیب سے اچھا انتظام ہو گیا اور حضرت عزرائیل کا کام کم ٹر گیا۔

(ع) راجپوتوں کی دختر کشی و رسم سستی کا جو زمانہ سلف سے رواج تھا وہ حکم گورنمنٹ ہند
 کیا گیا۔ بردہ فروشی کی جان نکال ڈالی۔ بلکہ صنعتی کی شادی اور ایسی تقاریب پر سخت
 سے زیادہ روپیہ خرچ کرنے کا برباد کن دستور بھی داخل کرکے راجپوتانہ ہتکار می سمجھائے ذریعہ
 سے جس میں راجپوتانے کی چودہ ریاستوں کے قائم مقام شریک ہیں بن گیا گیا۔

(ف) راجپوت انگریزوں کی علی الاصلہ محنتوں کا جو وہ ان کے تغرز کے لئے کرتے تھے
 مسادہ شکر گزار ہی جہاں تک وہ تھے براہِ حجب انگریزوں کا قدم ان کے ملک میں نہیں
 انکی نصفت اور انسانیت کو دیکھ کر تمام ریاستیں ان سے محبت اور ان پر تکیہ و تھوڑے
 کرنے لگیں انکی دانشمندانہ و مجاہدانہ اعانت سے ریاستیں تقویت پانے لگیں انکی خوبی
 رعایا اور والیان ملک سمجھنے لگے اور انکی فرزانگی و دانائی کے قائل ہو گئے انھوں نے زیادہ
 پر زور ڈال کر رفاہ عام کے کام جاری کرائے رعایا کی ناواقفی کی حالت بہتر بنانے کے لئے انکو
 آمادہ کیا اور ان سے دوسروں کے لئے بھی آسائش و آرام کے سامان تیار کرائے۔

(۲) گورنمنٹ مدلت شعار نے جو کچھ آریاؤں کے ساتھ سلوک کیا وہ مشتے نمونہ
 ازخردارے بیان ہوا لیکن آریاؤں کا سیلاب جب وسط ایشیاء کے پہاڑوں سے بھائی
 بے دردمان کی طرح ہندوستان کے میدانوں کی طرف اُمٹ پڑا تو انھوں نے یہاں
 کے اصلی باشندوں کے ساتھ کیا سلوک کیا انکی حکومتوں کے تختہ الٹ دئے ان کی
 تہذیب و تمدن کو ملیا میٹ کر دیا ان کے مردوں۔ عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کو
 بے دروغ قتل کر دیا جو زندہ بچے وہ غلام بنائے گئے۔ بعض بچے کچھ جنگلوں اور پہاڑوں
 میں بھاگ گئے۔

ہندوستان کی اچھوت اور بیچ قومیں ہندوستان کے شودر ہندوستان کے
بھیل۔ گوند۔ مینہ اور سنھال اب تانقہ آریاؤں کی وحشت اور سفاکی اور
جبر و استبداد کا زبان حال سے دونا درہو ہیں۔ آریاؤں کے ایک محکوم قوم کے ساتھ
جاہلانہ اور سیرجانہ سلوک کی یہ لوگ زندہ مثال ہیں اگر آریاؤں کی مذہبی رواداری
اور ظر حکومت کی اور مثال کی ضرورت ہو تو بد مذہب کے زوال کی تاریخ اٹھا کر دیکھ
لیجئے ایک زمانہ تھا کہ کوہ ہمالیہ سے لیکر اس کمار کی تک بد مذہب کے پیرو پاؤں جاتی
تھے ہر شہر اور گاؤں میں بدھوں کے سزاروں بہنیں تو سیکڑوں معتد اور راہب خانے
موجود تھے لیکن آج شتکار آجاریہ کی بد مذہب کش تلوار اور پرس رام اور اسکے راجپوت سوراؤں
کی شمشیر کی بدولت جنہیں برہمنوں کی تجارت گنتی گنت سے اس غرض کے لئے
پیدا کیا تھا ہندوستان میں ایک بد مذہب اور بدھوں کا ایک معبد بھی نظر آتا ان مثالوں
کے ہوتے ہوئے آریہ لوگ کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہندو مذہب تلوار کے زور سے نہیں بھیل
اور مسلمانوں کی ہندوؤں کے ساتھ نصف ستاری اور معدولت گسٹری کی پٹن قتل
ہے کہ مسلمانوں کی ایک ہزار سال کی حکومت کے بعد بھی ہندو بائیس کروڑ کی تعداد
میں اس ملک میں موجود ہیں اپنی حکومت کی اس مدت و راز میں کبھی بھی کسی مسلمان
بادشاہ نے اشاعت اسلام کے لئے بظلم کوشش نہیں کی اگر وہ اپنی زبردہ شکان شمشیر
کو اسلام کیلئے استعمال کرتے یا اپنے اثر و قوت کو اسلام کے لئے کام میں لاتے تو ابتدائے
عہد افریزی میں مسلمانوں کی تعداد ہندوستان میں صرف ڈھائی کروڑ نہ ہوتی اگر شریعت
اسلامی کی رو سے مفتوح قوم کی قسمت کا فیصلہ قبول اسلام یا قتل کا فریاد تو خلفائے
عباسیہ و سلاطین بنی امیہ اور اگلے سلاطین عثمانیہ و شہنشاہان ہندوستان کی
عظمت و شوکت کو زیر نظر کہتے ہوئے ہم بلا خوف تردد یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جیل طارق
کی چوٹیوں سے لیکر دریائے سندھ کی وادیوں تک کوئی مشرک متفنن نظر نہ آتا اسلام
نے قبول اسلام یا قتل کے درمیان اقرار جزہ کا واسطہ رکھ کر دینا پر دشمن کر دیا
ہے کہ ہم سایہ اقوام کے ساتھ رواداری کی جو تعلیم اسلام نے پیش کی ہے تمام عالم میں

کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اداسے جزیرہ کے بعد ایک مشرک بالحد کی جان و مال کی حفاظت وہی ہوگی جو کسی مسلمان کی ہوتی چاہئے۔

(۳) ہندوستان میں مختلف اقوام بستی ہیں اور وہ کئی مختلف مذاہب کہتی ہیں ان کا باہم لڑنا جھگڑنا اور بدامنی پیدا کرنا لازمی ہے لہذا برٹش گورنمنٹ کے اقتدار کو صدر مہینچا خطرے سے خالی نہ ہوگا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی بڑی خوش نصیبی اس میں تھی کہ ان کی سلطنت مٹنے کے بعد بجائے سرٹوں کے انگریز سرپرست مقرر ہوئے اس پاکیزہ خیال قوم کی ذات اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کی جات تھی اس قوم میں بڑا کمال یہ ہے کہ اسے مشرقی خصائل کو جو مغربی خصائل سے غیر ہیں اس طور سے مطابق کیا کہ وہ ان کے کاموں کی نیت و علت کو فوراً سمجھ جاتی ہے۔

برٹش حکومت نے ہمیشہ اس امر پر زور دیا ہے کہ جو اقوام کہ ترقی کے اعتبار سے درمیانہ ہیں انکی امداد کی جائے اور زور ان کو یہ بات تلخ معلوم ہوتی ہے انکو سوراخ مطلوب نہیں بلکہ ہندو راج مطلوب ہے اگر انگریز قلیل التعداد اقوام کی ترقی کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان کے حقوق پائمال کرنے کی دھن میں زمین و آسمان کے قلابے ملنے کے درپے ہوتے ہیں اور وہ شور برپا کرتے ہیں کہ معاذ اللہ اتنے کو مظلوم دکھا کر ناجائز اور غلط استدلال انسان حکام بالا کے سامنے پیش کرنا اور پبلک کو غلط اخبار سے مشتعل کرنا بائس ہاتھ کا کرتب جو مسلمان سوچ نہیں کر اُنکے ساتھ سوراخ کے زمانے میں کیا سلوک کیا جائیگا۔ کیونکہ برادران وطن کی ہندو ذاتی سرشت کا بدل جانانا ممکن ہے پس سوراخ کے زمانے میں مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کے ہاتھوں کسی بہتر سلوک کی امید کرنا ناممکن کو ممکن سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کو ایسا سوراخ مطلوب نہیں جس سے انکی حالت پہلے سے بدتر ہو جائے اگر ہر حالت میں مسلمانوں کو غلامی ملتی ہے تو غلام قوم کا غلام ہونے کی نسبت حاکم قوم کا غلام ہونا بہتر ہے۔

ہندوستان بھر میں کوئی مقام ایسا نہیں ہے جسکی آبیاری برٹش حکومت کے چشمہ فیض سے نہ ہوتی ہو۔ برٹش حکومت صرف ہندوستان ہی میں ہندوستانوں کی پشت دینا نہیں بلکہ ہمالاک غیر میں بھی انکی لمبا و ما داسے کوہ ہمالیہ سے راس کرنا ہے۔

تاک کوئی مقام ایسا نہیں ہے جس میں انگریزی برکات کی روشنی نہ ہو اس سے بڑھکر کوئی
 بد بخت ہو گا جو اس مہذبت شہر حکومت کو مطعون کرے اور اس پر سترے اڑائے۔ برٹش
 حکومت انسانی مجموعہ پر فرشتوں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ صدیق الانسان فرب میں الجہاد والنسب
 اس سے غلطیاں ہوتی ہیں مگر کیا وہ ایسی ہیں کہ ان سے اسکی صفات پر پردہ پڑ جائے
 اور وہ مور و نسب و شتم ہو دوسرے ممالک ہی کو دیکھو۔ دوسرے بادشاہوں پر نظر
 ڈالو کہ ان میں برائیاں نہیں کیا۔ ان میں عیوب نہیں کیا دیاں حیرت و دمی نہیں مگر خود
 یاران وطن انکی قصیدہ خوانی کیا کرتے ہیں اور ان کے نظم و نسق کو سراہا کرتے ہیں
 مگر صدات شہر گورنمنٹ کی نکتہ چینیوں کیا کرتے ہیں اور بے وجہ بدگمانیوں کا طوفان
 کھڑا کرتے ہیں۔ انگریزوں سے ہندوستان میں تجارت زندہ ہو گئی ہے عام توں گرمی و
 لقمہ می پھیلنے لگی ہندوستان میں ہن ہن گنگا نگر نگر انگریز افسر ایسا ذہن سلیم اور طبع
 مستقیم رکھتا ہے کہ کسی کام کے کرنے اور انتظام مکمل کرنے میں بہت کم غلطی کرتے ہیں اپنی
 رخصت میں بڑے مستقل اور قائم مزاج ہیں ان کی عقل اور فہم میں کبھی تذبذب کو دخل
 میں نہ آتا۔ ان کے مزاج میں اعتدال ہے اور اپنی طبیعت و نفس پر غلبہ رہتی ہیں کارہائے
 عظیم انھوں نے سر انجام دئے اور کبھی ان کے سر انجام میں لغزش نہیں کھائی انھوں
 نے اپنی قابلیت۔ لیاقت۔ بہادری اور شجاعت سے ملک سے فساد کا مادہ نکال ڈالا
 وہ انتظام ملکی کے تمام کل برزوں سے واقف ہیں اور انکو سب ماتحتوں کے کام
 اپنی مٹھی میں رکھتے ہیں جو ہر کسی ماتحت نے غلطی کی فوراً اسکی درستی اور اصلاح کی میدان
 جنگ اور معاملات سیاسیہ دونوں میں وہ قابل ہوتے ہیں وہ صرف بادشاہی کو خدمت
 گزار نہیں ہوتے بلکہ ملک کے بھی خدمت گزار ہوتے ہیں۔

انگریزی قوم جس قدر بہادر اور دلدار اور تکالیف شاکہ کی متحمل ہے اسی قدر رحم
 دل بھی ہے اور انکی ملک میں قحط و وبا کی آفت پڑی اور انکی جان خراشی و دل نگاری
 کوئی پھر وہ نہایت خوش اسلوبی سے بند و بست کرتے ہیں وہ مخلوق کے لئے سب طرح
 سامان اور ملک کی ضرورتوں اور حوائج کو دیکھتے ہیں اور بے تابانہ چاہتے ہیں کہ مخلوق

کیا آسا آرام ملے جتنا مقتضائے حالات مل سکتا ہے۔
(۴) اہل ہند کے اختلافات دیکھتے ہوئے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ تنہا اپنی آزادی کو قائم نہیں کر سکتے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایسا نہ ہو اور قومی ایک تفریق عمیق حاصل ہو کہ انکا آپس میں ہمیشہ کے لئے حقیقی اتحاد ہونا ناممکن ہے خود ہندوؤں کے درمیان ذات کی پابندی وہ ہے کہ ان کے درمیان باطنی اتحاد کا ہونا ناممکن ہے کچھ کم نہیں ہے۔

انگریزوں کا تسلط اور فرمان روا ہونا اس حالت پر موقوف ہے کہ وہ مختلف قوموں اور آبادیوں کی محافظت کرتے ہیں اور انکو آپس کی بدسلوکیوں کے سبب سے لڑنے نہیں دیتے۔ سب اعلیٰ وادنے وزیر دست وزیر دست کے لئے انصاف ایک ہی قوانین کے موافق کرتے ہیں۔ دونوں کو حرم کی سزا لکھیاں دیتی ہیں ملک کے سر حصے میں اپنی عدالت کا یقین دلاتے ہیں کہ کبھی اس پر الزام عائد نہیں ہو سکتا ہر حالہ اور سی آسٹانی سے ہو سکتی ہے اس لئے کہ وہ مختلف قوموں کے امور خاتگی میں اور ان کی روحانی زندگی میں دخل نہیں دیتی ظلم و ستم زیادہ ستانی مطلق نہیں کرتے۔

اگر زمانہ سلف کے اہل ہند پھر عالم وجود میں آسے تو انکو معلوم ہو جائے کہ پہلے فرمان رواؤں کے ماتھے سے جو بڑے بڑے ظلم و ستم سہتے تھے وہ اب کہاں ہیں۔ رات میں ایک سوا لٹیر اغرب رعیت کے گھر میں گھس گیا اور سوتے ہوئے کے تلے سے چار پائی کو ایک طرف سے اس طرح اٹھایا کہ وہ تلے گر گیا۔ زبان سے بھی جگا کر نہ کہا کہ چار پائی خالی کر دے مجھے مطلوب ہے۔

انگریزوں نے ہندوستان کے عروج و جاہ کو سب طرح سنبھالا انگریزوں کو تسلط سے پہلے ہندوستان میں تجارت کی کساد بازاری اور اہل حرفہ کی کس مہیسی اور روپے کی کمی قلت تھی۔

برادران وطن کتابتی تکلیف دہی کے سلمان کریں لیکن انگریزوں کو ان سے پورا پورا انتقام لینے کا دل میں خیال کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ انگریز خود سمجھتے ہیں کہ کسی شتم کا انتقام

پہنچائے بغیر ہی عملاً انصاف ہو سکتا ہے۔
 وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کسی ملک پر قبضہ رکھنا بغیر اسکے انکار کے ناممکن ہے اور اس پر
 کا اعتبار نہ کیا جائے اور قبول دہلیٹی کے انکار پر مشل آتی ہے۔
 (۵) میرا خیال یہ ہے کہ اس وقت میں قدر میں وافر ملنا نہ ہو گا۔ اس کے باوجود
 مخالفین کو یہ بھی ہے ان کو انگریزوں سے کوئی نہ کوئی ذوقی شکایت ہو۔ اور وہ بالکل
 شکایتیں ان کو لپٹ فارم پر لا کر ان سے منی فیس رانی میں روٹ کر دے گا۔
 منی فیس بھی یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس وقت کے حالات اور وہ انگریزوں سے
 بڑھ کر کوئی حکومت نہیں ہے اور انگریزی حکومت کی حالت سے اس کے خلاف
 طرح واقف ہو سکتے ہیں جنہوں نے یاہر نکل کر دوسری حکومت کی بدنامی میں
 نہ رہی ہیں۔ ان مخالفین کو یہ اچھی طرح معلوم ہو کہ ہندوستان کے انگریزوں
 کی ہمتی میں جس قدر ترقی روز افزوں کی ہے اتنی اس سے پہلے کہ یہی ہو کر رہے
 تھے انگریزی حکومت کی برکات میں کہ ہر شخص کو اپنے حقوق پہنچانے کے لیے
 پلیٹ فارموں پر آ کر انگریزوں سے مقابلہ کر رہے ہیں اور پورا ہندوستان ان کے
 اس پسند جو اس کو تا وقتیکہ صریح بغاوت کے اتناں میں رہ رہا ہے حکومت ان کے
 کاؤں کاؤں پر کوئی توجہ نہیں کرتی۔

محنت

CALL No. {

AUTHOR

TITLE

۹۲.

ACC. No. ۱۳۷۲.

فیہ الغنی عن الغنی
در تائید وجوب نماز

Acc. No. ۱۳۷۲.
Book No. ۹۲.
- *Mushtaq*
- *Mustaqbil*

Issue Date
Borrower's Issue Date
No.



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

